2911/4
15P28

درسِ قرآن

چوتھی منزل

سُوْرَۃُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلْکَھْفِ مَرْیَمَ طٰہٰ الْاَنْبِیَآءِ

اَلْحَجَّ اَلْمُؤْمِنُوْنَ اَلنُّوْرِ اَلْفُرْقَانِ

پندرھویں پارے سے سوا اٹھارھویں پارے تک

مُرَتّبہ

درس قرآن بورڈ

شائع کردہ:

ادارہ اصلاح و تبلیغ آسٹریلین بلڈنگ لاہور

درس قرآن بورڈ

ادارہ اصلاح و تبلیغ لاہور نے درس قرآن مجید کی ترتیب و تدوین کے لیے ایک بورڈ مقرر کیا ہوا ہے۔ اس بورڈ کے مندرجہ ذیل حضرات نے اس چوتھی منزل کو مرتب کیا ہے۔

۱۔ مولانا خواجہ عبدالحی فاروقی صاحب مرحوم

سابق صدر شعبۂ اسلامیات و عربی۔ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور

۲۔ مولانا حافظ مرغوب احمد توفیق صاحب مرحوم

منشی فاضل۔ مولوی فاضل۔ ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل

سابق صدر اسلامیات و عربی ڈھاکہ یونیورسٹی

۳۔ الحاج عبدالواحد صاحب ایم۔ اے

سابق انسپکٹر آف سکولز

سرٹیفکیٹ

میں نے اس قرآن مجید کو حرفاً حرفاً بالغور پڑھا ہے۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس کے سورۃ نمبر، آیت نمبر، پارہ نمبر اور متن میں کوئی کمی و بیشی اور کتابت میں کوئی غلطی نہیں ہے۔

محمد رمضان
چاہ میران
لاہور

Marfat.com

فہرست مضامین

درس قرآن چوتھی منزل	الف
درس قرآن بورڈ	ب
فہرست مضامین	ج
فہرست مضامین و آیات المنزل الرابع	
پارہ سُبحان الّذی ۱۵	صفحہ ۱ تا ۱۲۶
سُورۃ بنی اسرائیل	صفحہ ۱ تا ۷۸
سُورۃ الکہف	صفحہ ۷۹ تا ۱۴۷
پارہ قال الم ۱۶	صفحہ ۱۲۷ تا ۲۵۲
سُورۃ مریم	صفحہ ۱۲۹ تا ۱۸۶
سُورۃ طٰہٰ	صفحہ ۱۸۷ تا ۲۵۲
پارہ اقترب ۱۷	صفحہ ۲۵۳ تا ۳۶۴
سُورۃ الانبیاء ۲۱	صفحہ ۲۵۳ تا ۳۰۸
سُورۃ الحج ۲۲	صفحہ ۳۰۹ تا ۳۶۴
پارہ قد افلح ۱۸	صفحہ ۳۶۵ تا ۵۰۴
سُورۃ المؤمنون ۲۳	صفحہ ۳۶۵ تا ۴۱۴
سُورۃ النور ۲۴	صفحہ ۴۱۵ تا ۴۷۹
سُورۃ الفرقان ۲۵	صفحہ ۴۸۰ تا ۵۳۲
پارہ وقال الّذین ۱۹	صفحہ ۵۰۵ تا ۵۳۲

Marfat.com

فہرست مضامین وآیات منزل چہارم

نمبر شمار وصفحہ	مضمون	آیت نمبر	نمبر شمار وصفحہ	مضمون	آیت نمبر
۱	پارہ سُبحٰنَ الَّذِیْ سورہ بنیٓ اسرآئیل		۲۰	ماں باپ سے برتاؤ	۲۴-۲۵
۲	اللہ کی تسبیح	۱	۲۱	پیسہ کا مصرف (ا)	۲۶
۳	قدرت کی نشانیاں	۲-۳	۲۲	پیسہ کا مصرف (ب)	۲۸-۲۹
۴	بنی اسرائیل کا طرز عمل	۴	۲۳	اعتدال کی تعلیم	۳۰
۵	پہلا واقعہ	۵	۲۴	اولاد کشی	۳۱-۳۲
۶	درمیانی رحمت	۶	۲۵	انسان کا قتل	۳۳
۷	دوبارہ شرارت	۷-۸	۲۶	یتیم اور ناپ تول	۳۴-۳۵
۸	قرآن کا کام	۹-۱۰	۲۷	قوتوں کا استعمال	۳۶
۹	انسان کی بہتری		۲۸	اکڑفوں کی چال	۳۷-۳۸
۱۰	انسان کو نصیحت	۱۱	۲۹	دانائی	۳۹
۱۱	اللہ عزوجل کی پہچان	۱۲	۳۰	زبردست گستاخی	۴۰
۱۲	نامۂ اعمال	۱۳-۱۴	۳۱	قرآن حکیم کا مقصد	۴۱-۴۲-۴۳
۱۳	ہدایت کا فائدہ	۱۵	۳۲	کائنات کی تسبیح	۴۴
۱۴	تباہی کا سبب	۱۶-۱۷	۳۳	کفر کی شامت	۴۵
۱۵	دنیا کا طالب	۱۸	۳۴	سنتے ہیں تو کیوں	۴۶-۴۷
۱۶	آخرت کا طلب گار	۱۹-۲۰	۳۵	گمراہی کی باتیں	۴۸
۱۷	دنیا اور آخرت	۲۱-۲۲	۳۶	ایک اور نئی بات	۴۹-۵۰
۱۸	ہدایت کا سلسلہ		۳۷	قیامت برحق ہے	۵۱-۵۲
۱۹	زندگی کے آداب	۲۳	۳۸	تبلیغ کا طریقہ	۵۳-۵۴

Marfat.com

نمبر شمار صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۳۹	اللہ خوب جانتا ہے	۵۶-۵۵
۴۰	بڑے لوگوں کا حال	۵۷
۴۱	قرب قیامت	۵۸
۴۲	انوکھے معجزے	۵۹
۴۳	انسان کا امتحان (الف)	۶۰
۴۴	انسان کا امتحان (ب)	
۴۵	ہوشیار رہو	۶۲-۶۱
۴۶	شیطانی ہتھکنڈے	۶۴-۶۳
۴۷	اللہ کے بندے	۶۵
۴۸	اللہ کی قدرت	۶۶
۴۹	انسان نہیں سیکھتا	۶۸-۶۷
۵۰	بے فکری مناسب نہیں	۶۹
۵۱	انسان کا مرتبہ	۷۰
۵۲	اعمال کا حساب	۷۲-۷۱
۵۳	ورغلانے کی کوشش	۷۳
۵۴	نبی کی معصومیت	۷۵-۷۴
۵۵	دستور الٰہی	۷۷-۷۶
۵۶	عبادت کا طریقہ	۷۹-۷۸
۵۷	وعدۂ فتح و نصرت	۸۱-۸۰
۵۸	قرآن مجید کی منزلت	۸۲
۵۹	انسان کا عجیب رویّہ	۸۴-۸۳
۶۰	روح کیا ہے	۸۵

نمبر شمار صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۶۱	اللہ کی قدرت	۸۷-۸۶
۶۲	قرآن معجزہ ہے	۸۹-۸۸
۶۳	کفّار کے مطالبے (ا)	۹۱-۹۰
۶۴	کفّار کے مطالبے (ب)	۹۳-۹۲
۶۵	بہانہ بازیاں	۹۵-۹۴
۶۶	اللہ ہی ہدایت کرے تو کرے	۹۶
۶۷	گمراہوں کا حشر	۹۷
۶۸	اعتقاد کی غلطی	۹۸
۶۹	موٹی سی بات	۹۹
۷۰	انسان کی خصلت	۱۰۰
۷۱	اللہ کے احسانات	۱۰۱
۷۲	جان بوجھ کر انکار	۱۰۳-۱۰۲
۷۳	بنی اسرائیل آزاد ہوئے	۱۰۴
۷۴	قرآن برحق ہے	۱۰۶-۱۰۵
۷۵	اہل علم کا حال	۱۰۹-۱۰۸-۱۰۷
۷۶	مغفرت اور عبادت	۱۱۰
۷۷	صحیح معرفت	۱۱۱
۷۸	سورۂ بنی اسرائیل پر غور	
۷۹	سورۂ کہف	
۸۰	قرآن کی شان	۲-۱
۸۱	اعتقاد کی درستی	۵-۴-۳
۸۲	رسول کا کام	۸-۷-۶

Marfat.com

نمبر شمار و صفحہ	مضمون	آیات نمبر	نمبر شمار و صفحہ	مضمون	آیات نمبر
۸۳	اللہ کی نشانیاں	۹ - ۱۰	۱۰۵	باغ اجڑ گیا	۴۲-۴۳-۴۴
۸۴	نجات حاصل ہوئی	۱۱ - ۱۲	۱۰۶	دُنیا کی مثال	۴۵
۸۵	اصحابِ کہف	۱۳ - ۱۴	۱۰۷	کام کی چیزیں	۴۶
۸۶	شرک سے نفرت	۱۵	۱۰۸	فنا کا منظر	۴۷ - ۴۸
۸۷	اللہ کی مدد	۱۶	۱۰۹	قیامت میں کیا ہوگا	۴۹
۸۸	آرام کا بندوبست	۱۷	۱۱۰	آدمی کا دشمن	۴۹
۸۹	حفاظت کا انتظام	۱۸	۱۱۱	شیطان بے بس ہے	۵۰ - ۵۱
۹۰	اللہ نے جگا دیا	۱۸	۱۱۲	شرک کا انجام	۵۲ - ۵۳
۹۱	بھوک میں دین کا خیال	۱۹ - ۲۰	۱۱۳	قرآن کا کام	۵۴
۹۲	اطلاع کی حکمت	۲۱	۱۱۴	کیا مٹنا ہی ہے	۵۵
۹۳	بے فائدہ بحث	۲۲	۱۱۵	رسول کیوں بھیجے	۵۶
۹۴	اللہ کی ہر وقت یاد	۲۳ - ۲۴	۱۱۶	منکر بڑے ظالم ہیں	
۹۵	غار میں کب تک ٹھہرے	۲۵ - ۲۶	۱۱۷	شامتِ اعمال	۵۷
۹۶	اللہ بس باقی ہوس (ا)	۲۷	۱۱۸	دُنیا کا نظام	۵۸ - ۵۹
۹۷	اللہ بس باقی ہوس (ب)	۲۷	۱۱۹	تواضع کا سبق (ا)	۶۰ - ۶۱
۹۸	رسول کا رویہ	۲۸	۱۲۰	تواضع کا سبق (ب)	[illegible]
۹۹	منکروں کی سزا	۲۹	۱۲۱	بھول کا خمیازہ	۶۲ - ۶۳
۱۰۰	ایمان والوں کا انعام	۳۰ - ۳۱	۱۲۲	منزل کا پتہ	۶۴ - ۶۵
۱۰۱	عبرت انگیز کہانی	۳۲ - ۳۳	۱۲۳	آنے کی غرض	۶۶-۶۷-۶۸
۱۰۲	مغرور شخص	۳۴-۳۵-۳۶	۱۲۴	ہمراہی کی شرط	۶۹ - ۷۰
۱۰۳	مردِ مومن	۳۷ - ۳۸	۱۲۵	پہلا واقعہ	۷۱ - ۷۲
۱۰۴	مومن کا رویہ	۳۹-۴۰-۴۱	۱۲۶	دوسرا مرحلہ	۷۳ - ۷۴

Marfat.com

نمبر شمار و صفحہ	مضمون	آیت نمبر
	پارہ قال الم ۱۶ سورہ کہف	
۱۲۷	دوبارہ یاد دہانی	۷۵-۷۶
۱۲۸	تیسرا مرحلہ	۷۷
۱۲۹	خضر اور موسیٰؑ کی جدائی	۷۸
۱۳۰	کشتی کا واقعہ	۷۹
۱۳۱	لڑکے کا قتل	۸۰-۸۱
۱۳۲	دیوار کی درستی	۸۲
۱۳۳	ذوالقرنین کا حال	۸۳-۸۴-۸۵
۱۳۴	مغرب کا سفر	۸۶
۱۳۵	ذوالقرنین کا فیصلہ	۸۷-۸۸
۱۳۶	مشرق کا سفر	۸۹-۹۰-۹۱
۱۳۷	وسط زمین کا سفر	۹۲-۹۳-۹۴
۱۳۸	سدِ ذوالقرنین	۹۵-۹۶
۱۳۹	کام کے بعد	۹۷-۹۸
۱۴۰	احوال قیامت	۹۹-۱۰۰-۱۰۱
۱۴۱	اظہار حقیقت (ا)	۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴
۱۴۲	اظہار حقیقت (ب)	
۱۴۳	نکمے لوگ	۱۰۵-۱۰۶
۱۴۴	ایمان والوں کی جزا	۱۰۷-۱۰۸
۱۴۵	علم الٰہی	۱۰۹
۱۴۶	اسلام کا خلاصہ	۱۱۰
۱۴۷	سورہ کہف کیا سکھاتی ہے	

نمبر شمار و صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۱۴۸	سرآغاز سورۂ مریم	
۱۴۹	سورۂ مریمؑ	۱-۲-۳-۴
۱۵۰	حضرت زکریاؑ کی دعا	۵-۶
۱۵۱	خوش خبری اور تعجب	۷-۸
۱۵۲	حمل کی نشانی	۹-۱۰
۱۵۳	یحییٰؑ کی پیدائش	۱۱
۱۵۴	حضرت یحییٰؑ کے اوصاف	۱۲-۱۳-۱۴-۱۵
۱۵۵	قصۂ مریمؑ	۱۶-۱۷
۱۵۶	فرشتے سے کلام	۱۸-۱۹-۲۰
۱۵۷	اللہ کی قدرت	۲۱-۲۲
۱۵۸	ولادت مسیح	۲۳-۲۴
۱۵۹	ضروری سامان	۲۵-۲۶
۱۶۰	لوگوں کا تعجب	۲۷-۲۸
۱۶۱	حضرت مریمؑ کی پاک دامنی	۲۹-۳۰
۱۶۲	بچہ کا بقیہ بیان	۳۱-۳۲-۳۳
۱۶۳	سچی بات	۳۴-۳۵
۱۶۴	اختلاف مت کرو	۳۶-۳۷
۱۶۵	انسان کی غفلت	۳۸-۳۹-۴۰
۱۶۶	اور رسولوں کا ذکر	۴۱-۴۲-۴۳
۱۶۷	باپ کو نصیحت	۴۴-۴۵
۱۶۸	باپ کا جواب	۴۶-۴۷
۱۶۹	ابراہیمی ہجرت	۴۸-۴۹-۵۰

Marfat.com

نمبر شمار و صفحہ	مضمون	آیت نمبر
۱۷۰	موسیٰ علیہ السلام	۵۱ - ۵۲ - ۵۳
۱۷۱	اسمٰعیل علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام	۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷
۱۷۲	انبیاء کا اخلاق	۵۸
۱۷۳	بعد کے آنے والے	۵۹ - ۶۰
۱۷۴	جنّت کا بیان	۶۱ - ۶۲
۱۷۵	جنّت ملنے کی شرط	۶۳ - ۶۴ - ۶۵
۱۷۶	مر کر اٹھنا	۶۶ - ۶۷ - ۶۸
۱۷۷	قیامت کے واقعات	۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲
۱۷۸	دُنیا کا رویّہ	۷۳ - ۷۴
۱۷۹	مہلت کا مدّعا	۷۵
۱۸۰	منکروں کی امیدیں	۷۶ - ۷۷
۱۸۱	اصل حقیقت	۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲
۱۸۲	منکروں کا حال	۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷
۱۸۳	نادانوں کی گستاخی	۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱
۱۸۴	اللہ کا کوئی ہمسر نہیں	۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵
۱۸۵	بقا صرف اللہ کو ہے	۹۶ - ۹۷ - ۹۸
۱۸۶	سورۃ مریم ختم ہوئی	
۱۸۷	سورہ طٰہٰ	
۱۸۸	نزول قرآن	۱ - ۲ - ۳ - ۴ - ۵
۱۸۹	اللہ کی صفتیں	۶ - ۷ - ۸
۱۹۰	قرآن کیا ہے؟	
۱۹۱	رسالت کی توضیح	۹ - ۱۰
۱۹۲	رسالت مل گئی	۱۱ - ۱۲ - ۱۳
۱۹۳	ہدایات	۱۴ - ۱۵ - ۱۶
۱۹۴	دین فطرت .. (د ۱۹۵) عصائے موسیٰ	۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱
۱۹۶	ید بیضا	۲۲ - ۲۳ - ۲۴
۱۹۷	موسیٰؑ کی درخواست (الف)	۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰
۱۹۸	موسیٰؑ کی درخواست (ب)	۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶
۱۹۹	پہلے احسانات	۳۷ - ۳۸
۲۰۰	موسیٰؑ کی تربیت	۳۹
۲۰۱	آزمائش	۴۰ - ۴۱
۲۰۲	رسالت کا کام	۴۲ - ۴۳ - ۴۴
۲۰۳	اندیشہ کا اظہار	۴۵ - ۴۶
۲۰۴	پیغام رسالت	۴۷
۲۰۵	سوال و جواب	۴۸ - ۴۹ - ۵۰
۲۰۶	کج بحثی	۵۱ - ۵۲
۲۰۷	اللہ کی نشانیاں	۵۳ - ۵۴ - ۵۵
۲۰۸	فرعون کی ہٹ دھرمی	۵۶ - ۵۷ - ۵۸
۲۰۹	مقابلہ کا وقت	۵۹ - ۶۰ - ۶۱
۲۱۰	مقابلہ کا مشورہ	۶۲ - ۶۳ - ۶۴
۲۱۱	معرکہ	۶۵ - ۶۶
۲۱۲	موسیٰؑ کا اندیشہ	۶۷ - ۶۸ - ۶۹
۲۱۳	جادوگر مان گئے	۷۰
۲۱۴	سزا کی دھمکی	۷۱
۲۱۵	صاف جواب	۷۲ - ۷۳

Marfat.com

۲۱۶	دل کی آواز	۷۴-۷۵-۷۶	۲۳۹	جنت چھوڑنی پڑی	۱۲۳
۲۱۷	بنی اسرائیل کی نجات	۷۷-۷۸-۷۹	۲۴۰	نافرمانوں کا حشر	۱۲۴
۲۱۸	بنی اسرائیل کو یاد دہانی	۸۰-۸۱	۲۴۱	آدمی کی حیرت	۱۲۵
۲۱۹	وعدہ کی تشریح	۸۲-۸۳-۸۴	۲۴۲	اندھے پن کی وجہ	۱۲۶
۲۲۰	قوم کی گمراہی	۸۵	۲۴۳	عبرت کا سامان	۱۲۷
۲۲۱	غصہ کا اظہار	۸۶	۲۴۴	تاریخ سے سبق	۱۲۸-۱۲۹
۲۲۲	عذر گناہ	۸۷-۸۸	۲۴۵	پانچوں نمازوں کے اوقات	۱۳۰
۲۲۳	سیدھی بات	۸۹-۹۰	۲۴۶	مال و دولت کچھ نہیں	
۲۲۴	بیٹے کا جواب	۹۱	۲۴۷	اللہ کی بخشش بہتر ہے	۱۳۱
۲۲۵	ہارونؑ سے بازپرس	۹۲-۹۳-۹۴	۲۴۸	نماز کی اہمیت	۱۳۲
۲۲۶	سامری سے بازپرس	۹۵-۹۶	۲۴۹	سچائی کی دلیل	۱۳۳
۲۲۷	سامری کی سزا	۹۷	۲۵۰	بہانہ بازی	۱۳۴
۲۲۸	قوم کو فہمائش	۹۸-۹۹	۲۵۱	انتظار کرو	۱۳۵
۲۲۹	قیامت میں سزا	۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲	۲۵۲	سورہ طٰہٰ پر ایک نظر	
۲۳۰	قیامت کی دہشت	۱۰۳-۱۰۴		پارہ اِقْتَرَبَ ۱۷	
۲۳۱	پہاڑوں کا حال	۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷	۲۵۳	سورۃ الانبیاء	
۲۳۲	احوال قیامت	۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰	۲۵۴	لوگوں کی غفلت	۱-۲
۲۳۳	اللہ عزوجل کا فیصلہ	۱۱۱-۱۱۲	۲۵۵	خفیہ مشورے	۳-۴
۲۳۴	قرآن کا طرز	۱۱۳	۲۵۶	مشرکوں کی بوکھلاہٹ	۵-۶
۲۳۵	بھولنے کا نتیجہ	۱۱۴-۱۱۵	۲۵۷	آدمیوں کے نبی	۷-۸
۲۳۶	آدمؑ کو ہدایات	۱۱۶-۱۱۷	۲۵۸	نشانِ امتیاز	۹-۱۰
۲۳۷	شیطانی وسوسہ	۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰	۲۵۹	نافرمانی کی سزا	۱۱-۱۲
۲۳۸	بھول کا نتیجہ	۱۲۱-۱۲۲	۲۶۰	کافروں کی پریشانی	۱۳-۱۴-۱۵

Marfat.com

۲۶۱	دُنیا کھیل نہیں	۱۶ - ۱۷
۲۶۲	میدان جنگ	۱۸
۲۶۳	اور معبود کہاں سے آئے	۱۹ - ۲۰ - ۲۱
۲۶۴	معبود اللہ ایک ہے	۲۲ - ۲۳
۲۶۵	اس کا مددگار بھی کوئی نہیں	۲۴
۲۶۶	نقلی دلیل	۲۵ - ۲۶ - ۲۷
۲۶۷	مقبول بندے	۲۸ - ۲۹
۲۶۸	عالم کی پیدائش	۳۰
۲۶۹	قدرت کی نشانیاں	۳۱ - ۳۲ - ۳۳
۲۷۰	بشر کا حال	۳۴ - ۳۵
۲۷۱	رسول کے ساتھ گستاخی	۳۶ - ۳۷
۲۷۲	عذاب کا وعدہ	۳۸ - ۳۹
۲۷۳	وہ گھڑی اچانک آئے گی	۴۰ - ۴۱
۲۷۴	اللہ سے کوئی نہیں بچا سکتا	۴۲ - ۴۳
۲۷۵	غفلت کی وجہ	۴۴
۲۷۶	خطرہ سے خبردار	۴۵ - ۴۶
۲۷۷	اعمال تولے جائیں گے	۴۷
۲۷۸	قرآن حکیم کا مرتبہ	۴۸ - ۴۹ - ۵۰
۲۷۹	ابراہیم علیہ السلام	۵۱ - ۵۲ - ۵۳
۲۸۰	لوگوں کی حیرت	۵۴ - ۵۵
۲۸۱	عملی سبق	۵۶ - ۵۷ - ۵۸
۲۸۲	لوگوں کی کھلبلی	۵۹ - ۶۰ - ۶۱
۲۸۳	معاملہ کی تحقیقات	۶۲ - ۶۳ - ۶۴
۲۸۴	ہٹ دھرمی	۶۵ - ۶۶ - ۶۷
۲۸۵	سزا اور نجات	۶۸ - ۶۹ - ۷۰
۲۸۶	اللہ کی مدد	
۲۸۷	اللہ کا فضل	۷۱ - ۷۲
۲۸۸	نبیوں کے کام	۷۳ - ۷۴ - ۷۵
۲۸۹	حضرت نوح علیہ السلام	۷۶ - ۷۷
۲۹۰	داؤدؑ اور سلیمانؑ	۷۸
۲۹۱	حضرت داؤدؑ کی خصوصیت	۷۹ - ۸۰
۲۹۲	حضرت سلیمانؑ پر انعامات	۸۱ - ۸۲
۲۹۳	حضرت ایوب علیہ السلام	۸۳ - ۸۴
۲۹۴	اللہ کے اور نیک بندے	۸۵ - ۸۶
۲۹۵	حضرت یونسؑ کی دعا	۸۷ - ۸۸
۲۹۶	حضرت زکریاؑ کی دعا	۸۹ - ۹۰
۲۹۷	پاک دامن مریمؑ	۹۱ - ۹۲ - ۹۳
۲۹۸	قانونِ عمل	۹۴ - ۹۵
۲۹۹	علاماتِ قیامت	۹۶ - ۹۷
۳۰۰	بت اور اُن کے پجاری	۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰
۳۰۱	مقبول بندے	۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳
۳۰۲	گُر کی بات (الف)	۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶
۳۰۳	گُر کی بات (ب)	
۳۰۴	دعوتِ عامہ	۱۰۷ - ۱۰۸
۳۰۵	مختار اللہ عزوجل ہے	۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲
۳۰۶	سورۃ الانبیاء پر ایک نظر	

Marfat.com

۳۰۷	سورۃ الانبیاء پر ایک نظر (ب)		۳۳۰	اللہ کی بات کی وقعت	۳۰
۳۰۸	سورۃ الانبیاء پر ایک نظر (ج)		۳۳۱	شرک تباہ کن ہے	۳۱-۳۲-۳۳
۳۰۹	سُوْرَۃُ الْحَجّ		۳۳۲	قربانی	۳۴
۳۱۰	اللہ سے ڈرو	۱-۲	۳۳۳	اللہ کے بندوں کی نشانی	۳۵
۳۱۱	کج بحثی	۳-۴	۳۳۴	اونٹ کی قربانی	
۳۱۲	شک وشبہ کا علاج		۳۳۵	قربانی کی روح	۳۶-۳۷-۳۸
۳۱۳	انسان کی پرورش		۳۳۶	قربانی کا فلسفہ	،،
۳۱۴	ایک اور منظر	۵-۶	۳۳۷	لڑائی کی اجازت	۳۹
۳۱۵	شبہ فضول ہے (ا)	۷-۸	۳۳۸	دُنیا کا انتظام	۴۰
۳۱۶	شبہ فضول ہے (ب)		۳۳۹	مُسلمانوں کا کام	۴۱
۳۱۷	بدکاروں کا انجام	۹-۱۰	۳۴۰	عبرت کا مقام	،،
۳۱۸	ڈھلمل یقین	۱۱	۳۴۱	اللہ کا انکار	۴۲-۴۳-۴۴
۳۱۹	تباہی کا سبب	۱۲-۱۳	۳۴۲	اندھاپن	۴۵-۴۶
۳۲۰	پختہ وعدہ	۱۴	۳۴۳	جلدی بے کار ہے	۴۷-۴۸
۳۲۱	ناامید مت ہو	۱۵	۳۴۴	خلاصہ مطلب	۴۹-۵۰-۵۱
۳۲۲	فیصلہ کا دن	۱۶-۱۷	۳۴۵	شک وشبہ	۵۲
۳۲۳	اللہ کی حکومت	۱۸	۳۴۶	متشابہات کی مصلحت	۵۳
۳۲۴	دو مدّعی	۱۹-۲۰	۳۴۷	پختہ یقین سے ہدایت	۵۴-۵۵
۳۲۵	عذاب کا نقشہ	۲۱-۲۲	۳۴۸	اللہ کی حکومت	۵۶-۵۷
۳۲۶	ایمان والوں کا انعام	۲۳-۲۴	۳۴۹	ہجرت کرنے والے	۵۸-۵۹
۳۲۷	جھگڑے کی مثال	۲۵	۳۵۰	مدد کا وعدہ	۶۰-۶۱-۶۲
۳۲۸	بنائے کعبہ	۲۶-۲۷	۳۵۱	اللہ کی قدرت	۶۳-۶۴
۳۲۹	آنے کی غرض	۲۸-۲۹	۳۵۲	قدرت کی مزید نشانیاں	۶۵-۶۶

Marfat.com

۳۵۳	فضول جھگڑے	۶۷-۶۸	۳۷۵	حیوانات	۲۱-۲۲
۳۵۴	فیصلہ کا دن	۶۹-۷۰	۳۷۶	روحانی انتظام	۲۳
۳۵۵	شرک کا رد	۷۱	۳۷۷	رسولوں کا ذکر	..
۳۵۶	غصہ کا جوش ..	..	۳۷۸	قیاس آرائیاں	۲۴-۲۵-۲۶
۳۵۷	اس سے بھی بڑھ کر	۷۲	۳۷۹	کشتی بنانے کا حکم	..
۳۵۸	ایک کہاوت	..	۳۸۰	ڈوبنے سے نجات	۲۷-۲۸
۳۵۹	کمزوروں کا جمگھٹا	۷۳	۳۸۱	اللہ سے دعا	۲۹-۳۰
۳۶۰	اللہ کو پہچانا ہی نہیں	۷۴-۷۵	۳۸۲	ایک اور قوم	۳۱-۳۲
۳۶۱	ایمان والوں کا راستہ	۷۶-۷۷	۳۸۳	کافروں کے بہانے	۳۳
۳۶۲	مسلمانوں کو ہدایت	..	۳۸۴	خود بینی	۳۴-۳۵-۳۶
۳۶۳	مسلمانوں کا فرض	۷۸	۳۸۵	منکروں کے کلام کا خلاصہ	۳۷-۳۸
۳۶۴	سورۃ الحج کا پیغام	..	۳۸۶	حق کی جیت	۳۹-۴۰-۴۱
	پارہ قد افلح		۳۸۷	رسولوں کا سلسلہ	۴۲-۴۳-۴۴
۳۶۵	سورۃ المؤمنون	..	۳۸۸	موسیٰؑ اور ہارونؑ	۴۵-۴۶
۳۶۶	ایمان والوں کو خوشخبری	۱-۲-۳-۴	۳۸۹	غرور کا سر نیچا	۴۷-۴۸-۴۹-۵۰
۳۶۷	مومن کی شان	۵-۶-۷	۳۹۰	دین ایک ہے	۵۱-۵۲
۳۶۸	فردوس کا وارث	۸-۹-۱۰-۱۱	۳۹۱	انسانی دین	..
۳۶۹	مسلمانوں کا طرز عمل	..	۳۹۲	فرقہ بندی	۵۳-۵۴-۵۵-۵۶
۳۷۰	اللہ پہ ایمان	۱۲-۱۳	۳۹۳	بھلائی کمانے والے	۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱
۳۷۱	پیدائش کے مرحلے	۱۴	۳۹۴	اصل دین آسان ہے	۶۲-۶۳
۳۷۲	زندگی کے بعد کے مرحلے	۱۵-۱۶-۱۷	۳۹۵	عذاب کے وقت چیخ و پکار	۶۴-۶۵-۶۶-۶۷
۳۷۳	شانِ تربیت	۱۸	۳۹۶	نہ ماننے کی وجہ کیا	۶۸-۶۹
۳۷۴	نباتات	۱۹-۲۰	۳۹۷	حقیقت حال	۷۰-۷۱

Marfat.com

۳۹۸	گمراہی کی وجہ	۷۲-۷۳-۷۴	۴۲۱	تہمت کی سزا	۴
۳۹۹	بے پڑھے نہ مانیں گے	۷۵-۷۶-۷۷	۴۲۲	بیوی پر تہمت	۵
۴۰۰	اللہ کی قدرت	۷۸-۷۹-۸۰	۴۲۳	لعان (الف)	۶-۷
۴۰۱	بھیڑ چال	۸۱-۸۲-۸۳	۴۲۴	لعان (ب)	۸-۹-۱۰
۴۰۲	سیدھی بات	۸۴-۸۵-۸۶-۸۷	۴۲۵	جھوٹا طوفان (الف)	۱۱
۴۰۳	صاف واقعہ	۸۸-۸۹-۹۰	۴۲۶	جھوٹا طوفان (ب)	..
۴۰۴	غلط باتیں	۹۱-۹۲	۴۲۷	ٹھیک طرز عمل	۱۲
۴۰۵	عذاب سے پناہ	۹۳-۹۴-۹۵-۹۶	۴۲۸	سراسر جھوٹے	۱۳-۱۴
۴۰۶	خفیہ دشمن سے پناہ	۹۷-۹۸-۹۹	۴۲۹	عذاب کی وجہ	۱۵
۴۰۷	فضول تمنا	۱۰۰-۱۰۱	۴۳۰	پھر نہ کرنا	۱۶-۱۷-۱۸
۴۰۸	حشر کا نقشہ	۱۰۲-۱۰۳	۴۳۱	بری بات مت پھیلاؤ	۱۹-۲۰
۴۰۹	دوسری دفعہ پچھتاوا	۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶	۴۳۲	شیطان کی چال	..
۴۱۰	صاف جواب	۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹	۴۳۳	پاکیزگی	۲۱
۴۱۱	عمر کی پرسش	۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳	۴۳۴	درگذر	۲۲
۴۱۲	زندگی کھیل نہیں	۱۱۴-۱۱۵	۴۳۵	تہمت کا وبال	۲۳-۲۴
۴۱۳	خلاصۂ کلام	۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸	۴۳۶	اعمال کی تقسیم	[illegible]-۲۶
۴۱۴	سورۃ المومنون پر ایک نظر	..	۴۳۷	کسی کے گھر ملنے جانا	۲۷
۴۱۵	سورۃ النور	..	۴۳۸	اڑنا نہ چاہیئے	۲۸
۴۱۶	سورۃ کی اہمیت	۱	۴۳۹	مقصود پاکیزگی ہے	۲۹
۴۱۷	مجرم کی سزا	۲	۴۴۰	پاکیزگی کی دوسری بات	۳۰
۴۱۸	بے حیائی کی روک تھام (الف)	۳	۴۴۱	زینت کا اظہار	..
۴۱۹	بے حیائی کی روک تھام (ب)	..	۴۴۲	مزید رخصتیں	..
۴۲۰	بے حیائی کی روک تھام (ج)	..	۴۴۳	چال ڈھال میں احتیاط	۳۱

Marfat.com

۴۴۴	بدکاری کی روک تھام	۳۲
۴۴۵	گناہ سے بہر حال بچو	..
۴۴۶	ایک اور بدی کی روک	۳۳
۴۴۷	قرآن نصیحت ہے	۳۴
۴۴۸	پاکیزہ سوسائٹی	..
۴۴۹	اللہ کا تصور	..
۴۵۰	شفاف روغن	۳۵
۴۵۱	نور کا ظہور	۳۶
۴۵۲	ایک اور وصیت	۳۸-۳۷
۴۵۳	کافروں کا حال	۳۹
۴۵۴	بدکار کافر	۴۰
۴۵۵	طریق معرفت	۴۲-۴۱
۴۵۶	اللہ کی قدرت	..
۴۵۷	کھلی نشانیاں	۴۴-۴۳
۴۵۸	قدرت کا ظہور	۴۵
۴۵۹	منافقوں کا رویہ	۴۷-۴۶
۴۶۰	عجیب طرز عمل	۴۹-۴۸
۴۶۱	تردد کیسا	۵۰
۴۶۲	ایمان والوں کا رویہ	۵۲-۵۱
۴۶۳	زبانی جمع خرچ	۵۳
۴۶۴	بے غرض نصیحت	۵۴
۴۶۵	اللہ کا وعدہ	..
۴۶۶	کس شرط پر (الف)	۵۷-۵۶-۵۵
۴۶۷	کس شرط پر (ب)	..
۴۶۸	آداب خانہ داری (الف)	..
۴۶۹	آداب خانہ داری (ب)	۵۸
۴۷۰	آداب خانہ داری (ج)	۵۹
۴۷۱	پردہ کی احتیاط	۶۰
۴۷۲	میل جول کے قاعدے (الف)	..
۴۷۳	میل جول کے قاعدے (ب)	..
۴۷۴	اظہار بشاشت	۶۱
۴۷۵	ایمان کی نشانی	..
۴۷۶	مرتبہ کا فرق	۶۲
۴۷۷	منافقوں کو تنبیہ	۶۳
۴۷۸	حاصل مطلب	۶۴
۴۷۹	سورۃ النور پر ایک نظر	..
۴۸۰	سورۃ الفرقان	
۴۸۱	اللہ کی تعریف (الف)	۲-۱
۴۸۲	اللہ کی تعریف (ب)	..
۴۸۳	عجیب بے وقوفی	۳
۴۸۴	قرآن کی بے قدری	۴
۴۸۵	شبہات	۵
۴۸۶	جواب	۶
۴۸۷	رسولوں کی بابت خیالات	..
۴۸۸	رسول کیسا ہوتا	۸-۷
۴۸۹	یہ نہ مانیں گے	۹

Marfat.com

۴۹۰	رسالت کی غرض	۱۰	۵۱۲	قرآن کا کام	۳۴-۳۳
۴۹۱	قیامت کا انکار	۱۱	۵۱۳	اگلوں سے عبرت	۳۶-۳۵
۴۹۲	دوزخ ہولناک ہے	۱۲	۵۱۴	دیگر سرکشوں کا حال	۳۹-۳۸-۳۷
۴۹۳	وہاں موت بھی نہیں	۱۳	۵۱۵	غفلت کی وجہ	۴۰
۴۹۴	ایک موت سے کیا ہوگا؟	۱۴	۵۱۶	ہنسی کا نمونہ	۴۲-۴۱
۴۹۵	پرہیزگاروں کا انجام	۱۵	۵۱۷	خواہش کا بندہ	۴۴-۴۳
۴۹۶	ہر تمنا برآئے گی	۱۶	۵۱۸	اللہ کی قدرت	۴۶-۴۵
۴۹۷	جھوٹے معبودوں سے بازپرس	۱۷	۵۱۹	مزید نشانیاں	۴۸-۴۷
۴۹۸	اظہار حقیقت	..	۵۲۰	پانی کے فائدے	۵۱-۵۰-۴۹
۴۹۹	غفلت کا سبب	۱۸	۵۲۱	دو دریا کا میل	۵۳-۵۲
۵۰۰	عذاب ٹل نہیں سکتا	..	۵۲۲	آدمی کے باہمی رشتے	۵۶-۵۵-۵۴
۵۰۱	ظالم سزا پائے گا	۱۹	۵۲۳	رسولؐ کو ہدایت	۵۸-۵۷
۵۰۲	دوسرا اعتراض	..	۵۲۴	سجدہ کسے کریں	۶۰-۵۹
۵۰۳	مقصود آزمائش ہے	۲۰	۵۲۵	باقاعدہ نظام	۶۲-۶۱
۵۰۴	دنیا میدانِ عمل ہے	..	۵۲۶	نیکوں کی صفتیں (الف)	۶۶-۶۵-۶۴-۶۳
	وَقَالَ الَّذِیْنَ		۵۲۷	نیکوں کی صفتیں (ب)	۶۸-۶۷
۵۰۵	بڑی سرکشی	۲۱	۵۲۸	نیکوں کی صفتیں (ج)	۷۰-۶۹
۵۰۶	کافروں کو تنبیہ	۲۴-۲۳-۲۲	۵۲۹	نیکوں کی صفتیں (د)	۷۲-۷۱
۵۰۷	قیامت کا ذکر	۲۶-۲۵	۵۳۰	نیکوں کی صفتیں (ہ)	۷۴-۷۳
۵۰۸	کافروں کی حسرت	۲۹-۲۸-۲۷	۵۳۱	نیکوں کی جزا	۷۷-۷۶-۷۵
۵۰۹	قرآن ضروری چیز ہے (الف)	۳۱-۳۰	۵۳۲	سورۃ الفرقان کا خلاصہ	
۵۱۰	قرآن ضروری چیز ہے (ب)	..			
۵۱۱	ایک اور شبہ	۳۲			

Marfat.com

سورۂ بنی اسرائیل

بنی اسرائیل کے معنی ہیں اسرائیل کے بیٹے۔ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے اور اس سورت میں بنی اسرائیل کا ذکر ہے۔ اس قوم کو ہدایت کے لیے تورات ملی تھی لیکن انہوں نے اس کے حکموں کو پسِ پشت ڈال دیا اور کبھی اس کی ہدایات پر پوری طرح عمل نہ کیا اور اس کی سزا پائی۔

عرب کو اور ساری دُنیا کو اس عجیب و غریب امّت کے طرزِ عمل سے قرآن مجید میں جا بجا روشناس کرایا گیا ہے اور مسلمانوں کو خاص طور پر نصیحت کی گئی ہے کہ ایسا نہ کرنا کہ تم بھی ان کی طرح اللہ کی کتاب یعنی قرآن سے غفلت برتو اور اس کے احکام پر پوری طرح عمل نہ کرو۔

بنی اسرائیل کے بعض تاریخی حالات سورت کے شروع ہی میں مختصر طور پر بتا دیئے گئے ہیں اور کہہ دیا گیا ہے کہ جیسے بنی اسرائیل کی طرف حضرت موسیٰؑ کو رسول بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اسی طرح اب مدت دراز کے بعد تمہاری طرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور انہیں خاص امتیازات دیئے گئے ہیں جن سے ان کی شان کا سب سے ارفع اور اعلیٰ ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ آپ کی خصوصیت معراج ہے۔ جسے اسرا بھی کہتے ہیں۔ اس میں آپ کو راتوں رات بیت المقدس کی سیر کرائی گئی اور پھر وہاں سے آسمانوں پر پہنچا کر وہاں کے عجائبات دکھائے گئے، تاکہ اللہ کی قدرت کا منظر دیکھ کر آپ کا ایمان پختہ ہو اور انسانوں کو ان کی بساط کے مطابق دین اسلام کے اصول وثوق کے ساتھ بتا سکیں۔ کیوں کہ انسان کی حالت یہ ہے کہ اپنی بھلائی برائی کو نہیں پہچانتا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی پہلے اپنی معرفت کی طرف رہنمائی کی۔ پھر صاف صاف بتا دیا کہ تیرے لیے یہ مفید ہے، یہ مضر۔ پھر فرمایا کہ قیامت کے دن تیرے اعمال کا حساب ہوگا اس لیے احتیاط سے چل۔ تجھے دُنیا اپنی طرف کھینچتی ہے لیکن تو ایسا نہ کر کہ اسی کا ہو رہے۔ تیری ہمّت کے مطابق ہم تجھ کو جو مانگے گا دیں گے۔ لیکن دُنیا چند روزہ ہے اور آخرت ہمیشہ رہنے کی جگہ ہے۔ اس لیے دنیا میں اس طرح چل، جس طرح اللہ نے چلنے کا حکم دیا ہے۔ انسان سے کہا گیا ہے۔ کہ شیطان سے بچتے رہنا وہ تمہارا پیدائشی دشمن ہے۔ اس حقیقت کو واضح کرنے کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کے قصّہ کی طرف توجہّ دلائی ہے۔ پھر کہا ہے کہ رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اس کے بعد اللہ کی خاص عبادت یعنی نماز کے ادا کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ پھر اللہ کی حمد و ثنا پر سورت کا اختتام ہے۔

Marfat.com

سورۃ بنی اسرآءیل مکیۃ ۱۷ — ایاتہا ۱۱۱

المنزل الرابع ۴ — رکوعا ۱۲

اللہ کی تسبیح

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا

پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات

مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک

الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ

وہ کہ برکت دی ہم نے اس کے گرد تاکہ دکھلائیں ہم اس کو کچھ اپنی نشانیاں

اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝۱

تحقیق وہی ہے سننے والا دیکھنے والا

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا

پاک ذات ہے وہ اللہ جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات

مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک

الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ

جس کو ہماری برکت نے گھیر رکھا ہے تاکہ اس کو کچھ اپنی

اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝۱

قدرت کے نمونے دکھائیں وہی سننے والا دیکھنے والا ہے

اس عظیم الشان سورت کا افتتاح لفظ سُبحَانَ سے ہوتا ہے کیونکہ اس میں بعض ایسے واقعات بیان کیے گئے ہیں جو معمولی طریقہ سے نہیں ہو سکتے منجملہ ان کے اسراء ہے جس کے معنیٰ ہیں رات کے کسی حصہ میں سفر کرنا۔ اس کے بعد جب حرف "ب" آجاتا ہے تو یہ متعدی ہو جاتا ہے اور اس کے معنی رات میں کسی کو لے جانے کے ہوتے ہیں سبحان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل اپنے کام کرنے کے طریقے میں سب سے نرالا ہے اور وہ نقص اور عیب سے پاک ہے۔ اس میں ارشاد ہے۔ کہ اللہ عزوجل اپنے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے ایک خاص حصّے میں مسجد حرام (کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک لے گیا۔ جو مکّہ سے بہت دور دراز کے فاصلہ پر ہے۔ لیکن اس کے لے جانے کا طریقہ سب سے نرالا تھا۔ کیونکہ وہ اپنے طریقے آپ ہی مقرّر کرتا ہے اور کسی کی نقل نہیں کرتا اور اس طریقے میں کوئی عیب یا نقص نہیں ہوتا۔ کیونکہ اللہ عیب و نقص سے پاک ہے۔

آگے ارشاد ہے کہ بیت المقدس وہ مقام ہے کہ جس کے چاروں طرف ہم نے انواع و اقسام کی فراوانی اور برکت پھیلا رکھی ہے۔ پھر لے جانے کی یہ غرض بیان کی ہے۔ کہ اللہ اپنی نشانیوں میں سے کچھ نشانیاں انہیں دکھا کر ان کا ایمان پختہ کرنا اور اپنے اوپر اعتماد کرنا سکھاتا چاہتا ہے۔ یہ سب کچھ جان بوجھ کر ارادہ الٰہی کے مطابق ہوا۔ کوئی اتفاقی واقعہ نہیں بلکہ خوب سوچ سمجھ کر واقعہ ہوا۔

Marfat.com

قدرت کی نشانیاں

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی
اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور کیا اس کو رہنما
لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ
واسطے بنی اسرائیل کے کہ نہ ٹھیراؤ میرے سوا
وَکِیْلًا ۲ ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ
کسی کام کا بنانے والا اولاد ان کی جنہیں ہم نے سوار کیا نوح کے ساتھ
اِنَّهٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا ۳
تحقیق وہ تھا بندہ شکر گذار

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی
اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کو بنی اسرائیل
لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ
کے واسطے ہدایت کیا کہ میرے سوا کسی کو
وَکِیْلًا ۲ ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ
کارساز نہ بناؤ۔ اولاد ان لوگوں کی جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی
اِنَّهٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا ۳
پر چڑھایا بے شک وہ حق ماننے والا بندہ تھا

اس آیت میں ارشاد ہے کہ دیکھو اسی سلسلہ میں ہم نے موسیٰ کو اپنا رسول بنا کر آپ سے پہلے بھیجا اور ان کو کتاب تورات عطا کی۔ تاکہ بنی اسرائیل کو اللہ کی معرفت کا راستہ بتائیں اور اس کتاب سے ہدایت حاصل کرنے کی تاکید کریں۔ جب وہ اللہ کی قدرت کو اچھی طرح سمجھ جائیں گے تو انہیں صاف نظر آنے لگے گا۔ کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی اس قابل نہیں کہ اس پر بھروسہ کیا جائے۔ یہ کتاب ان کو بتائے گی۔ کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ میرے سوا کسی کو اپنا کام بنانے والا مت مانو۔ تم انہی لوگوں کی اولاد تو ہو جنہیں ہم نے طوفان سے بچنے کے لیے نوحؑ کی کشتی میں سوار ہو جانے کی ہدایت کی تھی۔ اور اس میں بیٹھ کر وہ ڈوبنے سے بچ گئے تھے۔

غور کرو کہ اس وقت بھی ڈوبنے والے وہی لوگ تھے۔ جنہوں نے اللہ عزوجل کو چھوڑ کر اوروں کو اپنا مالک اور کارساز بنایا تھا۔ اور اللہ عزوجل کے حکموں کی پروا نہ کی تھی۔ اس کی قدرت کو نہ سمجھے تھے۔ نوح علیہ السلام کو کشتی بناتے دیکھ کر ہنستے تھے۔ کہ خشکی پر کشتی چلائیں گے۔

یہ خبر نہ تھی کہ اللہ کے حکم سے یہی خشکی پل بھر میں دریائے ذخار بن جائے گی اور پھر کسی میں طاقت نہ ہوگی۔ کہ اس کشتی میں بیٹھے بغیر ڈوبنے سے بچ جاتے۔ یہ غیر معمولی طوفان ہم نے نوح علیہ السلام کی مدد کے لیے بھیجا تھا۔ جو ہمارا مخلص بندہ اور ہماری نعمتوں کا شکر گذار تھا اور ہمارے احسانات کو مانتا تھا۔

Marfat.com

بنی اسرائیل کا طرز عمل

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ
اور صاف کہہ دیا ہم نے بنی اسرائیل سے کتاب میں
لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَ
البتہ فساد کرو گے تم ملک میں دو بار اور
لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ④
سرکشی کرو گے سرکشی بڑی

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ
اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں صاف کہہ دیا کہ
لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَ
تم ملک میں دوبارہ خرابی کروگے اور
لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ④
بڑی سرکشی کروگے

لَتَعْلُنَّ ظلم اور تکبر کروگے ۔ مضارع کا جمع مذکر کا صیغہ ہے ع۔ل۔و سے۔ اصل میں تَعْلُوْنَ ہے۔ جس کے پہلے لام تاکید اور آخر میں نون تاکید ثقیلہ ہے۔ نون ثقیلہ لگاتے وقت ضابطہ کے مطابق آخر کی واؤ اور نون دونوں کو گرا کر نون مشدّد لگایا۔

عُلُوًّا اسی کا مصدر ہے جس کے معنی ہیں بلند ہونا۔ یہاں اس سے مراد ظلم اور تکبر ہے۔

ارشاد ہے کہ ہم نے انہیں کتاب میں سمجھا دیا تھا اور فیصلہ سنا دیا تھا کہ اگر تم نے اپنے کرتوتوں کی اصلاح نہ کی اور اللہ عزوجل کی قدرت کو پہچان کر اس کے سچے فرمانبردار نہ بنے تو تم خود بینی اور تکبر کی بدعادات میں مبتلا ہو جاؤ گے اور دوسروں پر بڑے بڑے ظلم اور ستم کرنے لگو گے اور تم پر اس کی سزا میں آفتیں ٹوٹیں گی۔ بدعادتیں ایک دفعہ پڑ جائیں تو مشکل سے جاتی ہیں۔ ایک دفعہ حد درجے کی شرارتیں تمہیں ایسی آفت میں پھنسائیں گی۔ کہ تمہارا اگلے کا سا بل نکل جائے گا اور کچھ سیدھے چلنے لگو گے لیکن تھوڑے ہی دنوں میں پھر شرارت سوجھے گی۔ جیسے سگریٹ کے عادی لوگوں کا سگریٹ چھوڑ دینے کے بعد بھی بے اختیار اس کے لیے جی چاہتا رہتا ہے اور وہ اسّی فی صد پھر پینے لگتے ہیں۔ اسی طرح تم بھی پھر ویسے ہی زور شور کے ساتھ شرارتیں کرنے لگو گے اور پھر تمہارے اوپر ویسی ہی مار پڑے گی۔

عرب کے مسلمانوں کو اور تمام انسانوں کو سمجھایا جا رہا ہے۔ کہ اگر تم نے بھی اللہ عزوجل اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی کتاب کو نہ پہچانا۔ تو تمہاری بُری عادتیں کبھی تم سے نہ چھوٹیں گی۔ اور تم بھی طرح طرح کی مصیبتوں کے اندر دنیا میں بھی پھنسو گے اور آخرت کے عذاب میں بھی مبتلا ہو جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ معاف فرمائے

Marfat.com

پہلا واقعہ

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا

پھر جب آیا مقرر وقت ان دو میں سے پہلے کا بھیجے ہم نے

عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ

تم پر کچھ بندے اپنے لڑنے والے سخت

فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ

پس وہ گھس پڑے درمیان آبادیوں کے اور تھا وہ

وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۵

مقرر کام کیا جانے والا

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا

پھر جب پہلا وعدہ آیا ہم نے تم پر اپنے

عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ

بندے بھیجے سخت لڑائی والے

فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ

پھر وہ شہروں کے بیچ پھیل پڑے اور وہ

وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۵

وعدہ پورا ہی ہونا تھا

فَجَاسُوْا گھس پڑے، ماضی کا صیغہ ہے ج و س سے جوس کے معنی کونے کونے میں گھس جانا، ہر جگہ پھیل جانا۔

بنی اسرائیل پر دُنیا کی ہوس اس قدر غالب تھی اور اپنی مرضی سے رنگ رلیاں منانے کا اس قدر چاؤ تھا۔ کہ احکام الٰہی کی ذرا پرواہ نہ کرتے تھے۔ ان کے نبی ان کو اللہ عزوجل کے غضب سے ڈراتے تو انہیں دھتکار دیتے تھے اور کبھی کبھی تو قتل ہی کر ڈالتے تھے۔ اور اپنے دُنیا کے طالب اور نام کے عالموں سے فتویٰ لے لے کر دھڑلے سے جو چاہتے کرتے تھے اور یہ علماء بھی روپیہ کے لالچ سے آیتوں کے معنی بدل بدل کر ان خواہشوں کے مطابق بنا دیتے تھے۔

پچھلی آیت میں ان کو بتا دیا گیا تھا۔ کہ تم سرکشی میں دو مرتبہ اتنے بڑھ جاؤ گے۔ کہ تمہیں اس کی سزا ملنی دنیا ہی میں ضروری ہو جائے گی۔ اس آیت میں ذکر ہے کہ آخر بنی اسرائیل اپنی سی کر کے رہے اور پہلی مرتبہ فساد کا وقت آپہنچا۔ تورات کے احکام کو سمجھانے اشعیاء (الیسع) نبی کھڑے ہوئے اور چھوٹے موٹے علماء کی تاویلیں نہ چلیں تو بنی اسرائیل نے تورات کی کھلم کھلا مخالفت شروع کر دی۔ اشعیا نبی کو قتل کر ڈالا۔

ارشاد ہے کہ اس پر تمہیں سزا دینے کے لیے ہم نے شاہانِ بابل کو تم پر مسلّط کیا۔ اور بخت نصر کے سپاہیوں نے تمہارے گھروں تک میں گھس گھس کر خوب مار دھاڑ اور لوٹ کھسوٹ کی اور تمہارا ستیاناس کر دیا اور ہمارا وعدہ پورا ہو کر رہا۔ یعنی تمہاری سرکشی کی سزا تمہیں مل کر رہی۔

Marfat.com

درمیانی رحمت

ثُمَّ رَدَدۡنَا لَکُمُ الۡکَرَّۃَ عَلَیۡہِمۡ وَ اَمۡدَدۡنٰکُمۡ
پھر لوٹائی ہم نے تمہاری باری ان کے اوپر اور مدد کی ہم نے تمہاری
بِاَمۡوَالٍ وَّ بَنِیۡنَ وَ جَعَلۡنٰکُمۡ اَکۡثَرَ نَفِیۡرًا ﴿۶﴾
مال ساتھ اور بیٹوں کے اور کیا ہم نے تم کو ان سے زیادہ عدد میں
اِنۡ اَحۡسَنۡتُمۡ اَحۡسَنۡتُمۡ لِاَنۡفُسِکُمۡ ۟ وَ
اگر اچھا کیا تم نے تو اچھا کیا اپنی جانوں کے لیے
وَ اِنۡ اَسَاۡتُمۡ فَلَہَا ؕ
اور اگر بُرا کیا تم نے تو انہی کے لیے

ثُمَّ رَدَدۡنَا لَکُمُ الۡکَرَّۃَ عَلَیۡہِمۡ وَ اَمۡدَدۡنٰکُمۡ
پھر ہم نے تم کو ان پر دوبارہ غلبہ دے دیا اور قوت دی تم کو
بِاَمۡوَالٍ وَّ بَنِیۡنَ وَ جَعَلۡنٰکُمۡ اَکۡثَرَ نَفِیۡرًا ﴿۶﴾
مال سے اور بیٹوں سے اور ان سے زیادہ کر دیا تمہارا لشکر
اِنۡ اَحۡسَنۡتُمۡ اَحۡسَنۡتُمۡ لِاَنۡفُسِکُمۡ ۟ وَ
اگر تم نے بھلائی کی تو اپنا بھلا کیا
وَ اِنۡ اَسَاۡتُمۡ فَلَہَا ؕ
اور اگر برائی کی تو اپنے لیے

کَرَّۃَ (باری) اس کا مادہ ک۔ ر۔ ر ہے کَرٌّ اور کَرَّۃٌ کے معنی ہیں لوٹ کر پھر حملہ کرنا یہاں مراد یہ ہے کہ ہم نے تمہارے دن پھیرے۔
نَفِیۡرٌ (لوگ) اس کا مادہ ن۔ ف۔ ر ہے۔ نفر کے معنی بھاگنے دوڑنے کے ہیں جو دوسرے کی مدد کے لیے کی جائے۔ اسے دوڑ بھی کہتے ہیں نَفِیۡرٌ مددگاروں کی جماعت جو فوراً مدد کے لیے اٹھ کھڑی ہو۔

شاہانِ بابل کا بیت المقدس پر حملہ بھی ولادت مسیح سے ۵۸۷ سال پہلے ہوا۔ آخر آفت میں پھنس کر یہودیوں کا خیال بھی نرم ہوا۔ اور اللہ کی طرف رجوع کیا۔ اس نے ان کو پھر ان کے ملک میں لا بسایا اور دولت و قوت عطا کی۔ مال میں برکت دی۔ اللہ کی عنایت سے اولاد نرینہ خوب پیدا ہوئی۔ مال بھی جمع ہو گیا۔ آدمیوں کی تعداد بڑھی۔ لاؤ لشکر بھی خوب بڑھ گیا۔ دشمنوں کو مار بھگایا۔ اور پھر اسی طرح سلطنت کرنے لگے جیسے پہلے کرتے تھے۔ ہر طرف چہل پہل ہو گئی۔

اللہ عزوجل نے فرمایا۔ کہ یہ آفت تمہاری بد اعمالیوں کا بدلہ تھا۔ اور اب جو اچھی حالت ہوئی۔ تو یہ تمہاری نیکی کا ہی بدلہ ہے۔ خوب سمجھ لو۔ کہ اگر بھلائی کرو گے تو اپنے بھلے کے لیے۔ اور اگر برائی کرو گے تو اپنے بُرے کے لیے۔ اس کے بعد کچھ دن اچھے گذرے۔

اس کے بعد شیطان نے پھر ورغلایا اور لگے اندھا دھند بُرے کام کرنے۔

Marfat.com

دوبارہ شرارت

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا
پس جب آیا وقت دوسرے وعدے کا تاکہ بگاڑ دیں وہ
وُجُوْهَكُمْ وَ لِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا
چہرے تمہارے اور تاکہ داخل ہوں مسجد اقصیٰ میں جیسے کہ
دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ لِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا
داخل ہوئے وہ پہلی بار اور تباہ کر دیں جہاں تک زور چلے
تَتْبِيْرًا ﴿۷﴾ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ
پورا تباہ کرنا بعید نہیں کہ تمہارا رب رحم فرمائے تم پر
وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَ جَعَلْنَا
اور اگر لوٹے تم تو ہم بھی لوٹیں گے اور کیا ہم نے
جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ﴿۸﴾
جہنم کو کافروں کے لیے جیل خانہ

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا
پھر جب دوسرا وعدہ پہنچا اور بندے بھیجے تاکہ تمہارے
وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا
چہرے بگاڑ دیں اور مسجد میں گھس جائیں جیسے پہلی بار
دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا
گھس گئے تھے اور جس جگہ غالب ہوں تو
تَتْبِيْرًا ﴿۷﴾ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ
پوری طرح خراب کر دیں تمہارے رب سے بعید نہیں کہ تم پر رحم کرے
وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا
اور اگر وہی کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے اور ہم نے
جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ﴿۸﴾
دوزخ کو کافروں کے لیے قید خانہ بنایا ہے

يُتَبِّرُوْا: تباہ کر دیں، مضارع ہے تَتْبِيْر سے جو ت ب ر سے بنا ہے۔ تَبْر کے معنی کاٹ ڈالنا۔ تَتْبِيْر میں مبالغہ ہے یعنی خوب برباد کرنا۔

مَا عَلَوْا: (جہاں تک یا جب تک بس چلے) مَا وقت یا مدت کا بیان کرتا ہے جیسے مادام میں۔ مَا عَلَوْا جب تک یا جہاں تک انہیں غلبہ حاصل ہو۔

حَصِيْر: (جیل خانہ) صفت کا صیغہ ح ص ر سے۔ حصر کے معنی روکنے اور گھیرنے کے ہیں۔ حصیر وہ چیز ہے جو گھیر لے اور روک لے۔ مراد اس سے جیل خانہ اور محبس ہے۔ ——— دوسری بار اللہ نے طیطوس رومی کو ان پر مسلط کر دیا اور اس نے مار مار کر ان کے حلیے بگاڑ دیے۔ اس کے سپاہی بیت المقدس میں پھر گھس گئے اور پہلے کی طرح اسے تباہ کر دیا اور جہاں تک ان کے بس میں تھا بنی اسرائیل کے ملیامیٹ کرنے میں کسر نہ رکھی ——— ارشاد ہے کہ اسلام کے تابع ہو کر پھر تمہارے لیے اُبھرنے کا موقع آیا ہے۔ اگر اب بھی شرارت ہی پر کمر باندھی تو ہم تمہیں پھر دنیا میں رسوا کریں گے اور آخرت میں ہم نے اپنے نافرمانوں کے لیے جہنم کا قید خانہ تیار کر رکھا ہے۔ اسی میں تمہیں بھی محبوس کر دیا جائے گا۔ پہلا واقعہ میلاد مسیح علیہ السلام سے پہلے کا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے زکریا اور یحییٰ علیہما السلام کو قتل کیا حضرت عیسیٰ کی نافرمانی کی اور ان کے قتل کے درپے ہو گئے مگر اللہ نے انہیں بچا لیا۔ اس کے بعد انہیں وہ سزا ملی جس کا اس آیت میں ذکر ہے۔

Marfat.com

قرآن کا کام

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ
تحقیق　یہ قرآن　ہدایت کرتا ہے　اس طریقے کے لیے
هِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ
کہ وہ سب سے سیدھا ہے　اور بشارت دیتا ہے　ایمان والوں کو　جو
یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا
کام کرتے ہیں　اچھے　یہ کہ ان کے لیے ہے　ثواب
كَبِیْرًا ﴿۹﴾ وَّاَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ
بڑا　اور یہ کہ　جو لوگ　ایمان نہیں لاتے
بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا
آخرت پر　تیار کیا ہے ہم نے　ان کے لیے　عذاب
اَلِیْمًا ﴿۱۰﴾
دکھ کا

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ
یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی
هِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ
ہے اور ایمان والوں کو جو اچھے عمل کرتے
یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا
ہیں خوشخبری سناتا ہے کہ ان کے لیے بڑا
كَبِیْرًا ﴿۹﴾ وَّاَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ
ثواب ہے اور یہ کہ جو آخرت کو نہیں مانتے
بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا
ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب
اَلِیْمًا ﴿۱۰﴾ ع ۱
تیار کر رکھا ہے

ارشاد ہے کہ اب ہمارے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے اندر ہمارا قرآن مجید لے کر آئے ہیں ان کی بات سنو اور نافرمانی مت کرو۔ فلاح پاؤ گے۔ دیکھو اس قرآن میں تمام پچھلی کتابوں کا نچوڑ بھرا ہوا ہے۔ اور یہ ایسی راہ بتاتا ہے جو سب سے زیادہ مضبوط اور سیدھی ہے۔ اور صاف صاف کہتا ہے کہ جو اس کی باتوں پہ پوری طرح یقین کریں گے اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول اور اس کی کتاب پہ ایمان لا کر نیک کام کریں گے ان کے لیے خوشخبری ہے کہ وہ لوگ دنیا اور آخرت دونوں میں چین اور امن وامان کی زندگی بسر کریں گے۔ مگر جو لوگ دنیا ہی کو سب کچھ سمجھیں گے اور آخرت پہ یقین نہ کریں گے ان کے لیے دکھ، درد، رنج والم کے سوا کچھ نہیں۔ وہ یہاں بھی برے حال میں بسر کرینگے اور مر کر بھی بڑے دکھ بھرے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ قرآن مجید کا یہ پیغام جو اس آیت کے ذریعہ پہنچایا گیا ہے تمام انسانوں کے لیے ہے۔ لیکن یہودیوں کو اس سے خاص طور پہ سبق لینا چاہیئے اور سزاؤں کے چکر سے نکلنا ہے تو قرآن مجید کی یہ بات گرہ میں باندھنی چاہیئے ؎

Marfat.com

انسان کی بہتری

اس عظیم الشان سورت کے پہلے رکوع میں ان چیزوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جو انسان کو اس کے معراج کمال تک پہنچا سکتی ہیں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ اللہ عزّوجلّ نے انسان کی بہتری کے لیے جو سامان دُنیا میں پیدا کیے ہیں ان سے اس کی قدرت اور عظمت کا تصوّر کرو۔ اس کی قدر جیسی کرنی چاہیئے کرو۔ دیکھو اس نے انسانوں ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھانٹ کر ان کو ہمیشہ کے لیے انسان کے اخلاق، عادات، چال چلن، برتاؤ، عدل احسان اور فیاضی کا نمونہ بنا دیا۔

حقیقت کا علم سکھانے کے لیے ان کو رسمی تعلیم، تلقین اور تجربے کا محتاج نہ رکھا کیونکہ اس میں ایک زمانہ صرف ہوتا ہے اور اس طریقے سے جب انسان تیار ہوتا ہے تو اس کی باقی عمر اس کے لیے کافی نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ دوسروں کے اندر رہ کر ان کو اچھی باتوں کا نمونہ بن کر دکھائے۔ اس لیے ان کی تعلیم و تربیت کے لیے اس نے زمان و مکان کا جھگڑا ہی بیچ میں سے اڑا دیا۔ اور ایک ہی رات میں ان کو زمین و آسمان اور ان کی درمیانی فضا میں اللہ کی قدرت کے کرشمے دکھائے جس سے انہیں پورا یقین اور اطمینان حاصل ہو گیا۔ کہ اللہ عزّوجلّ کی قدرت بے پایاں ہے اور اس نے عالم کا جو انتظام کیا ہے وہ انسان کی بہتری کا ہر طرح ضامن ہے۔

انہیں معلوم ہو گیا۔ کہ انسان کی ہدایت کے لیے رسولوں کا سلسلہ اسی کا قائم کیا ہوا ہے اور مجھے اس نے اپنی رحمت اور حکمت سے اس سلسلہ کی آخری کڑی بنایا ہے۔ اس لیے میرا پہلا فرض ہے کہ میں اسے سب سے نرالی اور اعلیٰ شان والا مانوں اور اقرار کروں کہ وہ تمام زمان و مکان کی قیدوں سے ارفع و اعلیٰ ہے اور اس نے مجھے عجیب طریقے کے ساتھ کعبہ سے بیت المقدس تک لے جا کر اور وہاں سے تمام آسمانوں کی سیر کرا کے اپنی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں دکھا دی ہیں اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ وہ ہر نقصان اور کمزوری سے پاک ہے۔

اس کے بعد تمام انسانوں کو اور خاص کر بنی اسرائیل کو یاد دلایا گیا ہے۔ کہ تم نے پچھلے رسولوں کا جنہیں خاص تمہاری ہدایت کے لیے بھیجا گیا تھا۔ کہنا نہ مان کر پوری پوری سزائیں بھگتی ہیں۔ خاص کر دو دفعہ تو تمہاری شرارتوں کے بدلے تمہیں دُنیا سے تقریباً مٹایا جا چکا ہے۔ اب تمہیں یہ سنہری موقعہ دیا گیا ہے۔ کہ آخری رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے دونوں جہان کی سرخروئی حاصل کرو:

Marfat.com

انسان کو نصیحت

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ
اور مانگتا ہے انسان برائی کو جیسے مانگتا ہے
بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾
بھلائی کو اور ہے انسان جلد باز

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ
اور آدمی برائی مانگتا ہے جیسے بھلائی
بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾
مانگتا ہے اور انسان جلد باز ہے

يَدْعُ: پکارتا ہے مُضارع کا صیغہ ہے د ع و سے دُعَآءٌ کے معنی مانگنا، پکارنا، دعا مانگنا۔ اصل میں يَدْعُوْ ہے۔ آگے الْاِنْسَانُ کے لام سے ملایا تو التقائے ساکنین کی وجہ سے واؤ گر گئی۔ پھر قرآنی رسم خط میں اسے لکھنے میں بھی گرا دیا۔ دوسری عبارتوں میں واؤ لکھنے میں باقی رہتی ہے مگر بولنے میں گر جاتی ہے۔

عَجُوْلٌ: (جلد باز) صفت کا صیغہ ہے ع ج ل سے عُجْلَةٌ اس کا حاصل مصدر ہے جس کے معنی جلد بازی کے ہیں۔

اللہ۔ رسول۔ قرآن اور آخرت ان چار چیزوں پر ایمان لانے کے بعد انسان جب ایک کام اختیار کرے گا۔ تب کہیں جا کر مسلمان صاحب ایمان کہلانے کا مستحق ہوگا۔ اس سورت کے پہلے ہی رکوع میں یہ سب مختصر طور پر دے دیا ہے آئندہ سورت میں انہی چیزوں کی تشریح ہوگی۔ پہلے اس آیت میں انسان کی ایک خصلت بتائی گئی ہے جو اس کو ان باتوں پر عمل کرنے سے روکتی ہے۔

ارشاد ہے کہ انسان ضدی اور جلد باز ہے اپنے نفع و نقصان کو بھی ان بُری باتوں کی وجہ سے نظر انداز کر دیتا ہے گھبراہٹ میں اپنے آپ کو اور دوسروں کو کوسنے کاٹنے لگتا ہے۔ ذرا ذرا سی باتوں میں غضب ناک ہو جاتا ہے۔ ضد اور جلد بازی کی یہ حالت ہے۔ کہ اپنے منہ سے اللہ عزوجل سے عذاب کی درخواست کر بیٹھتا ہے جیسے مکّہ کے کافر جھلا کر کہتے تھے کہ یہ شخص ہماری جان کھائے جاتا ہے۔

غرض انسان پر اس کی جلد بازی کی وجہ سے یہ دشوار ہو جاتا ہے۔ کہ اللہ کے انعام کے وعدوں کا صبر کے ساتھ انتظار کرے اور اس کی عبادت میں لگا رہے۔ اس کی بے صبری اسے مصیبتوں میں پھنساتی ہے۔ اور یہ ٹھنڈے دل سے قرآن مجید کی باتوں پر غور نہیں کر سکتا تاکہ ہدایت حاصل کرے۔:

Marfat.com

اللہ عزوجل کی پہچان

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ
اور کردیا ہم نے رات کو اور دن کو دونشانیاں سومٹا کر دیا ہم نے
اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً
رات کی نشانی کو اور کردیا ہم نے دن کی نشانی کو روشن
لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا
تاکہ تلاش کرو تم فضل اپنے رب کا اور تاکہ جانو تم
عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ط وَكُلَّ شَيْءٍ
گنتی برسوں کی اور حساب اور ہر چیز کو
فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾
تفصیل سے بیان کیا ہم نے کھول کر

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ
اور ہم نے رات اور دن دو نمونے بنائے پھر رات کا
اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً
نمونہ مٹا دیا اور دن کا نمونہ دیکھنے کو بنا دیا
لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا
تاکہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور برسوں
عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ط وَكُلَّ شَيْءٍ
کی گنتی معلوم کرو اور حساب اور سب چیز
فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾
ہم نے سنا دی کھول کر

ارشاد ہے کہ دن رات کو ہم نے اپنی قدرت کی دو نشانیاں قرار دیا ہے۔ ایک ان میں سے تاریک ہے جس میں چیزیں آپ ہی آپ نظر نہیں آتیں۔ جب تک کہ تھوڑی بہت روشنی کا انتظام نہ کیا جائے یہ روشنی بھی مدھم ہوتی ہے اور دن کی روشنی کو نہیں پہنچتی۔ جس میں ہر چیز صاف صاف دکھائی دیتی ہے۔ یہ دن کی تیز روشنی سورج سے حاصل ہوتی ہے۔ جو روزانہ اپنے وقت مقررہ پر نکلتا ہے۔ رات کی روشنی کے لیے ہم نے چاند بنایا جس کی روشنی بہت ہلکی ہوتی ہے۔ پھر سورج اور چاند کو اس قدر قاعدے کے ساتھ نکلنا اور چھپنا سکھایا ہے کہ ان کے ذریعہ دنوں، مہینوں اور سالوں کی گنتی باسانی ہو سکتی ہے اور دن رات کا باقاعدہ نظام حصول معاش میں مدد دیتا ہے۔ دوسرے اس کی باقاعدگی اور آہستہ آہستہ چلنا انسان کو یہ بھی سکھاتا ہے کہ کاموں میں جلد بازی کی ضرورت نہیں۔ ہر چیز اپنے وقت پر ہو کر ہی رہے گی۔

ارشاد ہے کہ ہم نے ان سب باتوں کا جو انسان کے کام آنے والی ہیں۔ مفصّل بیان کر دیا ہے اور انہیں خوب کھول کر سمجھا دیا ہے:

Marfat.com

نامۂ اعمال

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ
اور ہر ایک انسان چمٹا دیئے ہم نے اس کو اس کے کرتوت
فِیْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اس کی گردن میں اور نکال دیں گے ہم اس کے لیے قیامت کے دن
كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ
نامۂ اعمال کہ ملیگا وہ اس سے کھلا ہوا پڑھ لے
كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ
اپنی کتاب کافی ہے تو آپ آج
عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ؕ
اپنے اوپر محاسب

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ
اور جو آدمی ہے ہم نے اس کی قسمت اس کی
فِیْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
گردن سے لگا دی ہے اور قیامت کے دن نکال دکھائیں گے
كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ
ایک کتاب کہ اس کو کھلی ہوئی دیکھے گا پڑھ لے
كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ
اپنی کتاب آج کے دن اپنا حساب لینے والا
عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ؕ
تو ہی بس ہے

طَآئِرٌ: (پرندہ) اسم فاعل ہے ط۔ی۔ر سے طیر کے معنی اڑنے کے ہیں۔ طائر پرندہ کو کہتے ہیں عرب پرندہ کے دائیں یا بائیں اُڑنے سے بھلی یا بُری فال لیتے تھے اور کاموں کا کرنا نہ کرنا اسی پر موقوف تھا۔ اس مناسبت سے اس کے معنی عمل کے ہوگئے۔

ارشاد ہے کہ جو کام تم سمجھ بوجھ کر ارادے سے کروگے۔ اس کی جواب دہی ضرور کرنی پڑے گی۔ قیامت کے دن ہر شخص کا اعمال نامہ اس کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ اور وہ اس کے اندر اپنے ہر کام کو صاف صاف لکھا ہوا دیکھے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ لے اس اپنے اعمال نامہ کو خوب پڑھ اور اپنے بھلے بُرے کاموں کا جائزہ لے۔ آج اس کی ضرورت نہیں کہ کوئی تجھ پر دعویٰ کرے اور نام نہاد عدالت کے فیصلے سے تجھے مجرم ٹھیرائے اور سزا دلوائے۔ آج تو خود ہی اپنا حساب لینے کے لیے کافی ہے۔ دنیا کی بہانہ بازیاں اور خود فریبیاں یہاں کسی کے کام نہ آئیں گی۔ خود تیرے اندر کی آنکھیں اس قدر روشن ہوجائیں گی۔ کہ اپنے اعمال کی بھلائی برائی صاف صاف نظر آنے لگے گی اور تو خود قائل ہوجائیگا کہ میں نے قرآن مجید کو ٹھکرا کر اپنے اوپر بڑا ظلم کیا۔

Marfat.com

ہدایت کا فائدہ

مَنِ اهۡتَدٰى فَاِنَّمَا يَهۡتَدِىۡ لِنَفۡسِهٖۚ
جو راہ پر رہا تو بس وہ راہ پر رہا اپنے ہی دم کے لیے
وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا ؕ وَلَا
اور جو بہکا تو بس وہ بہکا اپنے ہی ضرر کے لیے اور نہیں
تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰى ؕ وَمَا كُنَّا
اٹھاتا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا اور نہیں ہم
مُعَذِّبِيۡنَ حَتّٰى نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا‏ ﴿۱۵﴾
عذاب دینے والے یہاں تک کہ بھیجیں ہم کوئی رسول

مَنِ اهۡتَدٰى فَاِنَّمَا يَهۡتَدِىۡ لِنَفۡسِهٖۚ
جو کوئی راہ پر آیا تو اپنے ہی بھلے کو آیا
وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا ؕ وَلَا
اور جو بہکا رہا اپنے ہی برے کو اور
تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰى ؕ وَمَا كُنَّا
کسی پر نہیں بوجھ پڑتا دوسرے کا اور ہم بلا
مُعَذِّبِيۡنَ حَتّٰى نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا‏ ﴿۱۵﴾
نہیں ڈراتے جب تک کوئی رسول نہ بھیجیں

وَلَا تَزِرُ: یہ جملہ جوں کا توں سورۃ الانعام میں گذر چکا ہے۔ وَازِرَةٌ بوجھ اٹھانے والا نفس کی صفت ہے۔ اس لیے مؤنث کی شکل میں ہے۔

ارشاد ہے کہ انسان کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ جس راستے کی طرف اللہ عزوجل بلاتا ہے اور جس طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت دیتے ہیں۔ وہ انسان کی کامیابی کی سیدھی راہ ہے اس کے اختیار کرنے میں اختیار کرنے والے کا بھلا ہے اس کے فائدے اسی کو حاصل ہوں گے اس راستہ کو چھوڑ کر اگر کوئی اور راستہ اختیار کرے گا۔ تو اس میں خطرہ ہی خطرہ ہے اس کا وبال اختیار کرنے والے ہی پر پڑے گا۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہوگا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک کا بوجھ دوسرا اٹھالے۔ انسان کے لیے اٹل قانون ہے کہ جو کرے گا وہ بھرے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کرے کوئی سزا بھگتے کوئی اور۔ اس لیے ہر شخص کو خود اپنی اصلاح میں مشغول رہنا چاہیئے۔ اسی قاعدے کے سمجھانے کے لیے ہم نے رسولوں کے بھیجنے کا سلسلہ مقرر کیا ہے۔

ارشاد ہے:
کہ ہم لوگوں کے کرتوتوں کا بدلہ اسی وقت دیتے ہیں۔ جب پہلے اپنا رسول ان کے پاس بھیج دیں تاکہ وہ ان کو ان کے برے اعمال کے نتیجوں سے ڈرا دے۔ ہمارا دستور یہ نہیں کہ بغیر اطلاع دیئے ان پر عذاب بھیج دیں۔

Marfat.com

تباہی کا سبب

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً

اور جب ارادہ کیا ہم نے یہ کہ ہلاک کریں ہم کسی بستی کو

اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ

حکم کیا ہم نے اس کے خوشحال لوگوں کو پس نافرمانی کی انہوں نے اس میں پس ثابت ہوگیا

عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾

ان پر الزام پس اکھاڑ پھینکا ہم نے ان کو پوری طرح

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ

اور کتنی ہلاک کردیں ہم نے جماعتیں نوح کے پیچھے

وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ

اور کافی ہے تیرا رب گناہ اپنے بندوں کے

خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

جاننے والا دیکھنے والا

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً

اور جب چاہا ہم نے کہ کسی بستی کو غارت کردیں

اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ

حکم بھیج دیا اس کے عیش کرنے والوں کو پھر انہوں نے اس میں نافرمانی کی

عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾

پس ان پر ثابت ہوگئی بات پھر اکھاڑ مارا ہم نے ان کو اٹھا کر

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ

اور ہم نے بہت سی جماعتیں ہلاک کیں نوح کے بعد

وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ

اور تیرا رب کافی ہے اپنے بندوں کے گناہ

خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

جاننے والا دیکھنے والا

مُتْرَفِيْهَا (اس کے خوش حال لوگوں) اسم مفعول مُتْرَفٌ کی جمع ہے جو اِتْرَافٌ سے بنا ہے۔ اصل میں مُتْرَفِيْنَ ہے ہا کی طرف اضافت ہونے سے نون گر گیا۔ اس کا مادہ تَرَفٌ ہے جس کے معنی خوشحالی کے ہیں اِتْرَافٌ خوش حال بنانا۔ مُتْرَفٌ خوش حال بنایا ہوا۔

تَدْمِيْر (ہلاک کرنا) اس کا مادہ د م ر ہے۔ دمر کے معنی تباہی اور بربادی کے ہیں۔ تدمیر تباہ کرنا۔ دَمَّرْنَا اسی سے ماضی کا صیغہ ہے۔

اس آیت میں پہلے مضمون کو واضح کیا گیا ہے کہ ہم حسب قاعدہ مقررہ اپنے رسولوں کو دنیا میں بھیج دیتے ہیں۔ جب پھر کھانے پینے لوگ ان احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ تو ان کی نافرمانی کے باعث سب کو پورے طور پر تباہ کردیا جاتا ہے۔ اس طرح بہت سی بستیاں نوحؑ کے بعد تباہ ہوئیں۔ اللہ عزوجل اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے اور دیکھنے کے لیے کافی ہے۔ آیت میں تنبیہ ہے کہ انسانوں میں مالدار، با اثر لوگ پہلے گمراہ ہوتے ہیں۔ پھر ان کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی بگڑتے ہیں پھر ان کی شامت اعمال سے تباہی آتی ہے ؛

Marfat.com

دُنیا کا طالب

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ
جو ہو ارادہ کرتا دُنیا کا
عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ
جلد دیدیتے ہیں اس کو اس میں جتنا چاہیں جس کے لیے
نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ
ہم چاہیں پھر کردیتے ہیں ہم اس کے لیے جہنم
يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾
داخل ہوگا اس میں بُرے حال دھکیلا ہوا

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ
جو کوئی پہلا گھر چاہے ہم اس کو اس
عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ
میں جتنا چاہیں جلد دے دیں جس کو چاہیں
نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ
پھر ہم نے اس کے واسطے دوزخ ٹھہرائی ہے
يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾
وہ اس میں داخل ہوگا اپنی برائی سن کر دھکیلا جا کر

مَذْمُوْمًا (بُرے حال میں) اسم مفعول ہے ذمّ سے۔ ذم کے معنی ہیں برائی بیان کرنا۔ مذموم جس کی سب برائی کریں۔

مَدْحُوْرًا (دھکّے دیا ہوا) اسم مفعول ہے دحر سے۔ دُحُر کے معنی ہیں دھکیلنا۔ دھکّے دینا۔ مدحور۔ ملعون۔ دھکیلا گیا۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جو دنیا ہی کی زندگی پہ ریجھ گیا۔ اور ارادہ کرلیا۔ کہ وہ یہیں فوراً سب کچھ لے لے گا اور آخرت کے انتظار میں پرہیزگاری کی زندگی نہ بسر کرے گا۔ تو وہ سُن لے کہ ہم اسے مہلت دیں گے اور اس کو جو کچھ اور جتنا چاہیں گے وہ فی الفور عطا کریں گے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر ایک کو جو وہ چاہے مل جائے۔ لیکن وہ دنیا میں سب کچھ لینے کا ارادہ کرچکا ہے اور آخرت کو چھوڑ چکا ہے۔ اس لیے اسے مرنے کے بعد کی زندگی میں کچھ نہ ملے گا۔ اور دُنیا کی محبّت جو اس کے دل میں تھی وہ وہاں بہت بُری قابلِ نفرین شکل اختیار کرلے گی اور اسے دھکّے دے دے کر ایک عیب دار اور بدحال شخص کی طرح دوزخ کی طرف نکال دیں گے اور آخرکار اس میں نڈھال ہوکر جا پڑے گا۔

اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ دُنیا کی محبّت ایک نحوست ہے جو مرنے کے بعد اپنا رنگ لاتی ہے۔ جو دُنیا ہی سے دل لگا چکے ہیں اور یہیں کے عیش کا سامان اکٹھے کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ضروری نہیں کہ ان کی کوششیں سولہ آنے کامیاب ہوں۔ جتنا کہ نصیب میں ہے ملے گا۔ لیکن دُنیا کی محبّت جو اس کے دل میں بیٹھ چکی ہے وہ مرنے کے بعد اسے دوزخ میں لے بیٹھے گی اور خود اپنے حال پر نفرین کرتا ہوا سب کی نگاہ میں ذلیل و خوار ہوکر وہ دوزخ کی طرف دھکیلا جائے گا۔

Marfat.com

آخرت کا طلب گار

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا
اور جو ارادہ کرے آخرت کا اور کوشش کرے اس کے لیے
سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ
جو اس کی کوشش ہے اور وہ ایمان والا ہے پس وہ لوگ ہے
سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ
ان کی کوشش کامیاب ہر ایک کو ہم دیتے ہیں
هٰٓؤُلَآءِ وَ هٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ
ان کو بھی اور ان کو بھی بخشش سے تیرے رب کی
وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾
اور نہیں ہے بخشش تیرے رب کی روکی جانے والی

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا
اور جس نے پچھلا گھر چاہا اور اس کے واسطے دوڑ کی
سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ
جو اس کی دوڑ ہے اور وہ یقین پر ہے سو ایسوں کی
سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ
دوڑ ٹھکانے لگی ہے ہم ہر ایک کو پہنچاتے
هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ
رہتے ہیں ان کو بھی اور ان کو بھی تیرے رب کی بخشش سے
وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾
اور تیرے رب کی بخشش کسی نے نہیں روک لی

اس آیت میں اس کا ذکر ہے جس نے دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دی اور اس کے حاصل کرنے کے لیے کوشش کا جو طریقہ مقرر کیا گیا ہے۔ اسی طریقہ سے اس کے لیے کوشش کی اور اس کے ساتھ ہی اللہ عز و جل پر ایمان لایا۔ اور یقین کر لیا۔ کہ جو اس نے وعدے کیے ہیں سچے ہیں۔ اور سب پورے ہو کر رہیں گے ایسے شخص کی کوششیں بار آور ہوں گی۔ اور یقیناً اسے آخرت میں آرام و اطمینان اور سکون و راحت کی زندگی نصیب ہوگی۔

آیت کے الفاظ یہ ہیں:

کہ اس کی سعی مشکور ہو کر رہے گی۔ سعی کوشش کو کہتے ہیں۔ اور مشکور کے معنی ہیں اچھے پھل والی۔ آگے ارشاد ہے۔ کہ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے رب کی عطا کے روکنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ فرق اتنا ہے۔ کہ جو دنیا ہی کا طالب ہوگا۔ اسے آخرت میں کچھ نہیں ملے گا۔ ہاں اللہ چاہے گا۔ تو دنیا میں اسے جتنا حالات کے مناسب ہوگا۔ دے دے گا۔ اور آخرت کے طالب کو آخرت تو ضرور ہی ملے گی۔ لیکن دنیا میں بھی اگر حالات سازگار ہوئے تو اسے اللہ بہت کچھ دے سکتا ہے ؛؛

Marfat.com

دُنیا اور آخرت

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ
دیکھ کس طرح فضیلت دی ہم نے بعض کو ان میں سے بعض پر
وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ
اور البتہ آخرت بڑھی ہوئی ہے درجوں میں اور بڑھی ہوئی ہے
تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا
فضیلت میں مت ٹھیرا اللہ کے ساتھ کوئی معبود
اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ ع
دوسرا ورنہ بیٹھ رہے گا تو بدحال بے کس ہو کر

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ
دیکھ ہم نے ایک کو ایک سے کیسے بڑھا دیا
وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ
اور پچھلے گھر میں تو اور بڑے درجے ہیں اور بڑی
تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا
فضیلت اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم مت ٹھیرا
اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ ع ۲/۲
پھر بیٹھ رہے گا تو الزام کھا کر بے کس ہو کر

مَخْذُوْلًا: بے کس، اسم مفعول ہے خ۔ ذ۔ ل سے۔ خَذْلٌ کے معنی چھوڑ دینا۔ اور چھوڑ کر بھاگ جانا۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے۔ کہ دُنیا میں ہم نے ایک دوسرے پر رزق کے اعتبار سے فضیلت دی ہے۔ کسی کے لیے سارے حالات سازگار ہوتے ہیں تو وہ زیادہ مرتبہ اور دولت حاصل کر لیتا ہے اور کسی کے حالات موافق نہیں ہوتے۔ تو وہ کم درجہ میں رہ جاتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ دُنیا کے طالب کو ضرور نہیں کہ دُنیا مل ہی جائے۔ اس لیے نری اسی کی طلب فضول ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے جتنا چاہے دے۔ لیکن آخرت کے طلب گار کو آخرت کا آرام ضرور ملے گا۔ اگرچہ وہاں بھی اونچے نیچے درجے والے لوگ ہوں گے۔ لیکن ہر درجے والا اپنی جگہ مطمئن اور مسرور ہوگا۔ بر خلاف دُنیا والوں کے یہاں کسی درجے میں بھی اطمینان اور دلی سرور کسی کو حاصل نہیں ہے۔ ارشاد ہے۔ کہ آخرت کے درجے جیسے بھی ہوں۔ خوشی اور اطمینان کا باعث ہوں گے۔ اس لیے وہاں کے درجے یہاں کے درجوں سے ہر طرح فضیلت رکھتے ہیں۔ ان کے حاصل کرنے کے لیے پہلی شرط یہ ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ ورنہ آخرت سے بالکل محروم رہ جاؤ گے۔ اور بدحال اور بے کس ہی رہ جاؤ گے ؞

Marfat.com

ہدایت کا سلسلہ

اس سورت کے شروع کے دو رکوع میں بیان ہوا۔ کہ اللہ عزوجلّ نے انسان کی ہدایت کے لیے انسانوں ہی سے چن کر وقتاً فوقتاً اپنے رسول بھیجے۔ جو ان کو صحیح راستہ پر ڈالیں۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کے بعد نوح علیہ السلام کو انسان کے درست کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ جب لوگوں نے درست ہونے سے انکار کر دیا تو ان کو طوفان سے ہلاک کر دیا گیا اور فقط وہی لوگ بچ سکے۔ جو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں بیٹھ گئے تھے۔

اس کے بعد حسب ضرورت رسول آتے رہے اور مفسدوں سے دُنیا کو پاک کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ جب انسان دُنیا میں ہر جگہ آباد ہو گئے۔ تو بنی اسرائیل کی قوم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے انسان کی ہدایت کے لیے مکمل قانون دیا گیا۔ اور بتا دیا گیا کہ اس کے خلاف چلو گے تو تمہیں سزا دی جائے گی۔ یہ قوم اگر تورات کے حکم پر چلتی تو دُنیا کے لیے اچھے اخلاق کا نمونہ بن سکتی تھی۔ لیکن انہوں نے تورات کے احکام کو پسِ پشت ڈال دیا اور اپنی کمینی خواہشیں پوری کرنے میں لگ گئے اور اپنی شرارتوں سے دُنیا کو تہہ و بالا کر ڈالا۔ اللہ عزوجلّ نے ان کو ان کے اعمال کی دنیا ہی میں سزا دی جب یہ لوگ میدان سے نکال دیئے گئے تو اللہ عزوجلّ نے اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید دے کر انسان کی ہدایت کے لیے بھیجا اور ان کی تعلیم و تربیت خود اپنے ذمہ لی۔

اس سورت کے شروع ہی میں بنی اسرائیل کے حالات کا مختصر خاکہ کھینچ کر بتا دیا گیا۔ کہ انہوں نے ہماری ہدایت سے فائدہ نہ اٹھایا۔ تم ان کی سی عادتیں نہ اختیار کرنا۔ وہ دُنیا کے پیچھے پڑ گئے۔ تم ایسا نہ کرنا بلکہ آخرت کو اختیار کرنا۔ ہم نے بنی اسرائیل کو وہ طریقہ بتا دیا تھا۔ کہ آخرت کو اپنا نصب العین بنا کر دُنیا میں ایسے طریقے سے زندگی بسر کریں۔ کہ یہاں کی زندگی بھی درست ہو جائے۔ اور آخرت بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ آگے کی پندرہ آیتوں میں وہ ساری اخلاقی تعلیم دی گئی ہے۔ جس پر قرآن مجید کے ماننے والوں کے لیے عمل ضروری ہے۔ تاکہ دُنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب ہوں۔

Marfat.com

زندگی کے آداب

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ
اور حکم دیا تیرے رب نے کہ مت پوجو تم مگر
اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ
اسی کو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کر اگر پہنچ جائیں
عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا
تیرے سامنے بڑھاپے کو ان میں سے ایک یا دونوں
فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا
پس مت کہہ ان کو اُف اور مت جھڑک اُن کو
وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾
اور کہہ ان دونوں سے بات ادب کی

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ
اور تیرا رب حکم کر چکا کہ اس کے سوا کسی کو مت پوجو
اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ
اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اگر تیرے سامنے
عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا
بڑھاپے کو پہنچ جائیں ان میں سے ایک یا دونوں
فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا
پس ان کو ہوں مت کہہ اور ان کو جھڑک مت
وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾
اور ان سے بات ادب کی کہہ

ارشاد ہے کہ اللہ عزوجل نے انسان کے لیے زندگی کا قانون مقرر کر دیا ہے۔ اس قانون پر انسان کی دنیا کی بہبودی کا دارومدار ہے۔ اور اگر اللہ عزوجل پر ایمان لا کر اس پر عمل کیا۔ تو پھر یہی آخرت کی بہبودی کا بھی سامان ہے اس قانون میں بڑی حکمتیں بھری ہوئی ہیں۔ آدمی ان حکمتوں کو جانے یا نہ جانے آنکھ بند کر کے اس پر عمل کرنے سے بھی اس کا بیڑا پار ہو جائے گا چنانچہ قرآن مجید نے ہمیشہ کے لیے اس قانون کو انسان کے لیے محفوظ کر دیا ہے۔ اسے علی الترتیب ان آیتوں میں حسب ذیل دفعات میں بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ ان کی حکمتیں بھی بیان کر دی ہیں۔ تاکہ جو سمجھنا چاہے۔ اپنی عقل کے مطابق ان کو سمجھ لے۔

(۱) اللہ عزوجل کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ صرف اسی کو اپنا یکتا اور واحد معبود بناؤ۔ اس سے اطمینان قلب ملے گا اور یک سوئی حاصل ہو گی (۲) ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ جب وہ بوڑھے ہو جائیں اور ہر کام میں دوسروں کے محتاج نظر آئیں۔ تو تم ان سے نرمی اور ادب کے ساتھ کلام کرو۔ وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے مزاج کے چڑچڑے ہو سکتے ہیں۔ خبردار! ان سے کوئی ایسی بات مت کہو جس سے ان کا ذرا بھی دل دکھے۔ جو بات کہو ایسی کہو کہ جس سے ان کا دل خوش ہو۔ ایسا کوئی لفظ منہ سے نہ نکالو جس سے بدمزاجی ظاہر ہوتی ہو۔ مثلاً ہوں۔ اُف۔ خبردار چپ رہو وغیرہ وغیرہ ؎

Marfat.com

ماں باپ سے برتاؤ

وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ

اور جھکا دے ان دونوں کے لیے کندھے عاجزی کے شفقت سے

وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيۡ

اور کہہ اے رب میرے رحم کر دونوں پر جیسے پالا انہوں نے مجھ کو

صَغِيۡرًا ؕ ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا فِيۡ

بچپن میں تمہارا رب خوب جانتا ہے اس کو جو تمہارے

نُفُوۡسِكُمۡ ؕ اِنۡ تَكُوۡنُوۡا صٰلِحِيۡنَ فَاِنَّهٗ

دلوں میں ہے اگر تم ہو نیک پس تحقیق وہ

كَانَ لِلۡاَوَّابِيۡنَ غَفُوۡرًا ﴿۲۵﴾

ہے رجوع کرنے والوں کے لیے بخشنے والا

وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ

اور جھکا دے ان کے آگے کندھے عاجزی کے نیازمندی سے

وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيۡ

اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسے انہوں نے مجھے بچپن میں

صَغِيۡرًا ؕ ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا فِيۡ

پرورش کیا تمہارا رب خوب جانتا ہے جو

نُفُوۡسِكُمۡ ؕ اِنۡ تَكُوۡنُوۡا صٰلِحِيۡنَ فَاِنَّهٗ

تمہارے جی میں ہے اگر تم نیک ہوگے تو وہ

كَانَ لِلۡاَوَّابِيۡنَ غَفُوۡرًا ﴿۲۵﴾

رجوع کرنے والوں کو بخشتا ہے

جَنَاحَ الذُّلِّ: (بازوئے انکسار کے) جناح پرندوں کے پر آدمی کے کندھے اور بازو کو کہتے ہیں ذُلّ کے معنی فروتنی، عاجزی اور انکسار کے ہیں۔ پر دل اور کندھوں کا ڈھیلا چھوڑنا اور ان کو نیچا کرنا۔ انتہائی خوف کی وجہ سے بھی ہوتا ہے اور اپنی عاجزی اور تابعداری ظاہر کرنے کے لیے بھی ہوتا ہے یہاں عاجزی کا اظہار مراد ہے رَبَّیٰنِیْ (پالا دونوں نے مجھ کو) رَبَّیَا ماضی کے تثنیہ کا صیغہ ہے جس کا واحد رَبّٰی ہے اس کا مصدر تربیت ہے

اس آیت میں اولاد کو نصیحت ہے کہ اپنے ظاہری برتاؤ سے بھی ماں باپ کا ادب اور تعظیم کریں۔ اور دل میں بھی ماں باپ کی طرف سے کبھی کوئی بُرا خیال نہ لائیں۔ دُنیا میں اللہ عزوجلّ کے بعد بھی وہی تمہاری دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں اور ہر طرح تمہارے آرام کا خیال رکھتے ہیں اور خود تکلیف اٹھا کر تمہیں راحت پہنچاتے ہیں سو کبھو دل میں ان کی خیر خواہی کے سوا اور کچھ خیال نہ آنے پائے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دل کی حالت سے اچھی طرح واقف ہے۔ اگر کسی سے ماں باپ کی خدمت میں کوتاہی ہوجائے تو وہ اللہ کے سامنے اس سے توبہ کرے اور ہمیشہ ماں باپ کے ساتھ نیک اور مناسب برتاؤ کرے۔ اگر تم نیک رہے تو اللہ تعالیٰ تمہارا عذر قبول کرے گا اور تمہاری کوتاہیوں سے درگذر فرمائے گا اور تمہاری توبہ قبول کر کے تمہارا قصور معاف کر دے گا۔ کیونکہ وہ بڑا بخشش کرنے والا ہے۔ معلوم ہوا کہ ماں باپ کی اللہ کے حکم کے مطابق اطاعت کرنے سے انسان کا دونوں جہان میں بھلا ہوگا۔

Marfat.com

پیسہ کا مصرف (۱)

وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِیْنَ
اور دے قرابت دار کو اس کا حق اور محتاج کو
وَ ابْنَ السَّبِیْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا (۲۶)
اور مسافر کو اور مت خرچ کر اندھا دھند
اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ
بے شک فضول پیسہ اڑانے والے ہیں بھائی
الشَّیٰطِیْنِؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ
شیطانوں کے اور ہے شیطان اپنے رب کا
كَفُوْرًا (۲۷)
ناشکر گذار

وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِیْنَ
اور قرابت دار کو اس کا حق دے اور محتاج کو
وَ ابْنَ السَّبِیْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا (۲۶)
اور مسافر کو اور بے جا مت اڑا
اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ
بے شک بے جا اڑانے والے شیطانوں
الشَّیٰطِیْنِؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ
کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب
كَفُوْرًا (۲۷)
کا ناشکرا ہے

لَا تُبَذِّرْ مت فضول اڑا۔ نہی کا صیغہ ہے تبذیر سے اور اس سے مُبَذِّر اسم فاعل ہے جس کی جمع مبذرین ہے اور یہ سب الفاظ اسی آیت میں موجود ہیں۔ تبذیر کا مادہ ب۔ ذ۔ ر ہے بذر کے معنی ہیں ادھر اُدھر بکھیر دینا۔ تبذیر میں مبالغہ زیادہ ہے یعنی بیکار بھیرنا۔ ضائع کرنا

ارشاد ہے کہ اپنی ضرورتیں اعتدال اور کفایت شعاری کے ساتھ پوری کرنے کے بعد دوسروں کی ضروریات کا خیال رکھو اپنے مال میں سے کچھ حصہ نکالو اور دوسروں کو دو۔ دینے میں قرابت کا لحاظ رکھو۔ سب سے قریب رشتہ دار ماں باپ ہیں۔ ان کو مالی مشکلات میں مدد دو۔ اس کے بعد اور ضرورت مند قرابت داروں کو ضروری مدد پہنچاؤ۔ پھر اور مسکینوں اور محتاجوں کا خیال رکھو۔ میانہ روی اور اعتدال کا ہر مرحلے میں خیال رکھو۔ پیسہ اس لیے نہیں ہے۔ کہ اس کو اپنے اوپر یا اپنے رشتہ داروں پر اندھا دھند خرچ کیا جائے اگر تم زیادہ کما سکتے ہو تو اپنے اوپر اتنا ہی خرچ کرو جس سے رواج کے مطابق آرام کے ساتھ بسر ہو سکے۔ اگر اس سے بچے تو قریبی رشتہ داروں، پڑوسیوں، محتاجوں اور ضرورت مند مسافروں کو دو۔ روپیہ بے جا صرف کرنے والوں، فضول خرچوں اور روپیہ واہی تباہی کھیل تماشوں میں اڑانے والوں کو شیطانوں کا بھائی کہا گیا ہے۔ شیطان کا بھائی ہونا بڑے شرم کی بات ہے۔ وہ تو اپنے خالق اور حقیقی مربی کا ناشکر گذار ملعون بندہ ہے اس کے تو سایہ سے بھی بھاگنا چاہیئے۔

Marfat.com

پیسہ کا مصرف (۲)

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ
اور اگر اعراض کرے تو ان سے انتظار میں رحمت کے
مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا
اپنے رب کی جس کی تجھے توقع ہے تو کہہ ان سے بات
مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً
نرمی کی اور مت رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا
اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ
اپنی گردن سے اور نہ پھیلا اس کو پورا پھیلانا
فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾
پس بیٹھ رہے تو ملامت زدہ تھکا ہوا

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ
اور کبھی تو ان سے تغافل کرے اپنے رب کی مہربانی
مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا
کے انتظار میں جس کی تجھے توقع ہے تو ان سے نرمی کی بات
مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً
کہہ دے اور اپنا ہاتھ گردن کے ساتھ
اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ
بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اس کو پوری طرح کھول دے
فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾
پھر تو بیٹھ رہے ملامت زدہ تھکا ہوا

اِمَّا: اگر ما ان آیتوں میں یہ لفظ اِنْ حرف شرط ہے جس کے ساتھ ما ملا دیا گیا ہے جس کے معنی کچھ نہیں۔ ان کے معنی اگر

مَیْسُوْرًا: آسان۔ نرم۔ اسم مفعول ہے ی۔س۔ر سے یسر کے معنی آسانی، نرمی اور شیریں کلامی کے ہیں۔

مَحْسُوْرًا: تھکا ماندہ۔ اسم مفعول ہے ح۔س۔ر سے جس کے معنی تھکا دینے کے ہیں۔ محسور۔ تھکا ہوا

ارشاد ہے کہ اگر اعتدال سے چلنے کے باوجود کسی کے پاس دوسرے حاجت مندوں کے لیے نہ بچے تو اس کو چاہیے کہ دل سے پھر بھی سخی رہے اور امیدوار کو سختی کے ساتھ جواب نہ دے۔ دل میں ضرور امید رکھے کہ عنقریب اللہ عزوجل اپنے فضل سے اسے دے گا اور پھر وہ محتاجوں کی امداد کرے گا۔

آگے ارشاد ہے کہ ہر حال میں اعتدال کا خیال رکھنا چاہیے۔ نہ تو اس قدر ہاتھ روکے کہ ہمیشہ اونچا ہی اٹھا رہے اور گردن سے جدا ہی نہ ہو کسی کے دینے کے لیے نیچے آوے ہی نہیں اور نہ حد سے زیادہ فیاضی دکھاتے کہ دے دلا کر آپ دوسروں کا محتاج ہو کر بیٹھ رہے۔ دونوں حالتوں میں وہ قابل ملامت ہوگا پہلی حالت میں کنجوس مکھی چوس کہلائے گا اور دوسری حالت میں ناعاقبت اندیش۔

65121

Marfat.com

اعتدال کی تعلیم

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
تحقیق تیرا رب کھول دیتا ہے روزی جس کے لیے
يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ
چاہے اور تنگ بھی کرتا ہے تحقیق وہ ہے اپنے بندوں کا
خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾
جاننے والا دیکھنے والا

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
تیرا رب جس کے واسطے چاہے روزی کھول دیتا ہے اور
يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ
تنگ بھی وہی کرتا ہے وہی ہے اپنے بندوں کا
خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ ع ۳
جاننے والا دیکھنے والا

یَبْسُطُ کھول دیتا ہے مضارع کا صیغہ ہے بَسَطَ سے بسط کے معنی ہیں بے اندازہ لپ بھر بھر کر دینا۔ بے حساب عطا کرنا

یَقْدِرُ تنگ کرتا ہے مضارع کا صیغہ ہے قدر سے قدر کے معنی ہیں ناپ تول کر دینا تاکہ زیادہ دیر تک چلا جائے اس کا نتیجہ تنگی ہے۔

مال کے معاملہ میں لوگ اکثر افراط اور تفریط سے کام لیتے ہیں۔ کسی کو اس کے جمع کرنے کی دھن لگ جاتی ہے۔ اور وہ محتاج کو ایک دانہ تک نہیں دیتے۔ آج کل اسی کا زور ہے لیکن پہلے ایسے لوگ بھی ہوتے تھے جو دوسروں کی مصیبت سے بے چین ہو جاتے تھے۔ اور جو کچھ اپنے پاس ہوتا تھا حاجت مند کو دے دیتے تھے اور خود خندہ پیشانی سے مشقت اور تکلیف تک جھیلنے کے لیے تیار ہو جاتے تھے۔ آج کل ایسے لوگ خال خال ہوتے ہیں۔

اس آیت میں دونوں کو سمجھایا گیا ہے کہ نہ اس خیال سے دینے سے ہاتھ روکو کہ نہ دوں گا تو مال دار ہو جاؤں گا اور نہ دوسرے کی ناداری دیکھ کر اتنے بے تاب ہو جاؤ۔ کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو وہ اسی کو دے دو اور خود دوسروں کے ہاتھوں کی طرف دیکھو۔ مال دار اور مفلس بنانا اللہ عزوجل کے حکم اور حکمت سے ہوتا ہے اور وہی اپنے بندوں کے حال کو جانتا اور دیکھتا ہے۔

اس آیت سے سمجھ میں آتا ہے۔ کہ ہر شخص جس قدر اپنی خداداد قوتوں اور قابلیتوں سے کما سکتا ہے۔ دوسروں کا حق دبائے بغیر کمائے۔ اس میں سے اپنی ضرورتوں کو اعتدال کے ساتھ پورا کرے۔ اور جو بچ رہے اس کو ان لوگوں کی مدد کے لیے اٹھا رکھے۔ جن کی آمدنی ان کی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لیے کافی نہیں۔ لیکن کسی کو اپنا بوجھ دوسرے پر ڈال کر بیٹھ نہ رہنا چاہیے۔

Marfat.com

اولاد کشی

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ
اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو ڈر سے مفلسی کے
نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ
ہم روزی دیتے ہیں ان کو اور تم کو تحقیق
قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾
ان کا قتل ہے گناہ بڑا
وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ
اور نہ قریب جاؤ زنا کے تحقیق وہ ہے بے حیائی
وَ سَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾
اور بُرا ہے راستہ

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ
اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے مت مار ڈالو
نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ
ہم روزی دیتے ہیں ان کو اور تم کو بے شک
قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾
ان کا مار ڈالنا بڑی خطا ہے
وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ
اور زنا کے پاس نہ جاؤ وہ بے حیائی ہے
وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾
اور بُری راہ ہے

اِملاق: (فقر۔ افلاس) یہ لفظ مَلَقٌ سے بنا ہے جس کے معنی آسایش اور نرمی کے ہیں۔ املاق میں ھمزہ سلب کے لیے ہے یعنی آسایش کا نہ ہونا۔ اسی طرح افلاس میں ہے یعنی فلس کا نہ ہونا۔ فلس پیسہ کو کہتے ہیں۔

ارشاد ہے کہ اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل مت کرو کہ ان کے کھلانے پلانے کے لیے کہاں سے آئے گا۔ اللہ عزوجل نے انسان کے کھانے پینے کا دُنیا میں خوب بندوبست کر دیا ہے۔ ارشاد ہے کہ جیسے ہم تمہیں کھانے پینے کو دیتے ہیں تمہاری اولاد کو بھی دیں گے عرب والے اسلام سے پہلے بچپن ہی میں اولاد کو مار ڈالتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ہمارا اپنا ہی گذارہ مشکل سے ہوتا ہے۔ انہیں کھلانے کے لیے کہاں سے آئے گا۔ قرآن مجید اس سے منع کرتا ہے اور اس کی وجہ بھی بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رزق کے سارے سامان فراخی کے ساتھ مہیا کر دیئے ہیں اور انسان کو عقل دی ہے یقیناً وہ انتظام ایسا کر سکتا ہے کہ کوئی شخص ضروریات کے لیے نہ ترسے۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ بغیر شادی کیے کسی غیر عورت سے ناجائز تعلقات پیدا مت کرو۔ بلکہ ایسی باتوں تک سے بچو جن کی وجہ سے حرام کاری میں پھنسنے کا اندیشہ ہو زنا بے حیائی ہے اور اس سے جو اولاد ہوگی گویا اسے جیتے جی حرام کار ماں باپ نے مار ڈالا کیونکہ وہ بدنامی کی زندگی بسر کرینگے جو موت سے بدتر ہے یہ تو انسان کو نرا جانور بنا دینا ہوا۔ یہ راہ بُری ہے اور انسانیت کی تباہی کا سبب ہے۔

Marfat.com

انسان کا قتل

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ
اور مت قتل کرو جان کو جسے حرام کر دیا اللہ نے
اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا
مگر حق کے ساتھ اور جو قتل کر دیا گیا ظلم سے
فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا
پس تحقیق کر دیا ہے اس کے وارث کے لیے ایک اختیار پس نہ
یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ
حد سے بڑھے قتل کرنے میں یقیناً وہ ہے
مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾
مدد پہنچایا گیا

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ
اور مت قتل کرو اس جان کو جسے روک دیا اللہ نے
اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا
مگر حق پر اور جو ظلم سے مارا گیا
فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا
تو ہم نے اس کے وارث کو خاص اختیار دیا تا کہ
یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ
وہ حد سے نکل جائے قتل کرنے میں۔ بے شک وہ شخص
مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾
امداد کے قابل ہے

اس آیت میں ارشاد ہے کہ آدمی کو جان سے مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ کوئی آدمی دوسرے کو قتل نہ کرے مگر صرف اس صورت میں جب کہ اس کی زیادتی ثابت ہو جائے۔ سزائے قتل فقط قصاص میں شادی شدہ ہو کر زنا کا مرتکب ہونے میں یا مرتد ہو جانے میں دی جا سکتی ہے۔ آگے ارشاد ہے کہ جو شخص مظلوم ہو کر مارا جائے تو اس کے وارث کو شرعی قانون حق دیتا ہے کہ قاتل پر قصاص کا دعویٰ کر دے۔ اور حاکم کے فیصلہ کے بعد حکومت اسے قتل کر دے۔ خون کا چھپانا، رشوت دے کر قاتل کو چھڑانا یا کسی صورت سے انصاف کا خون کرنا قانوناً منع ہے نیز تکلیف سے قتل کرنا مثلاً اعضاء وغیرہ کو کاٹنا اور سخت اذیتیں دے کر مارنا بھی منع ہے۔ منصور ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو لازم ہے کہ انصاف کے ساتھ بدلہ لینے میں مقتول کے وارث کی مدد کرے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی خود قصاص نہ لے۔ کیوں کہ اس میں یہ خطرہ ہے کہ وہ انتقام لینے میں حد سے بڑھ سکتا ہے اور خود زیادتی کا مجرم ہو سکتا ہے۔ جو شخص اپنی جان کا خطرہ سمجھ کر دوسرے کو مار ڈالتا ہے۔ اس کے وارثوں کو بھی اس پر دعویٰ کرنے کا حق ہے تا کہ عدالت میں ثابت ہو جائے کہ واقعی مقتول کی زیادتی تھی اور قاتل نے واقعی اپنی جان بچانے کے لیے اس کو قتل کیا۔

Marfat.com

یتیم اور ماپ تول

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ
اور نہ قریب پھٹکو یتیم کے مال کے مگر اس طریقے سے کہ وہ
اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَ اَوْفُوْا
بہتر ہو یہاں تک کہ پہنچے اپنی جوانی کو اور پورا کرو
بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا (۳۴)
عہد کو تحقیق عہد ہے پوچھا جانے والا
وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا
اور پورا کرو ماپ جب تم ماپ کر دو اور تولو
بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ
ساتھ ترازو سیدھی کے یہ بہتر ہے
وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (۳۵)
اور اچھا ہے از روئے انجام کے

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ
اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر جس طرح کہ
اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَ اَوْفُوْا
بہتر ہو جب تک کہ اپنی جوانی کو پہنچے اور عہد کو
بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا (۳۴)
پورا کرو بے شک عہد کی پوچھ ہوگی
وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا
اور جب ماپ کر دینے لگو تو پیمانہ پورا
بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ
بھر دو اور تولو سیدھی ترازو سے یہ بہتر ہے
وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (۳۵)
اور اس کا انجام اچھا ہے

ارشاد ہے کہ یتیم کے مال کو اپنی ضرورتوں میں ہرگز خرچ مت کرو، البتہ اس کی حفاظت کے خیال سے یا اس کو ان کے لیے اور زیادہ کارآمد اور نفع مند بنانے کے ارادہ سے اس میں تصرف کر سکتے ہو۔ اس میں محض یتیموں کی خیر خواہی مدنظر ہونی چاہیئے اور جب تک وہ بالغ ہو کر اس قابل نہ ہوں کہ خود اس کی حفاظت کر سکیں اور اس سے نفع کما سکیں۔ اس وقت تک تم ان کے مال کی حفاظت اور دیکھ بھال کرتے رہو۔ اور جب وہ جوان ہو جائیں اور ان کی دماغی اور بدنی قوتیں اپنا اپنا کام مناسب طریقے سے کرنے لگیں۔ تو ان کا مال انہیں دے دو، کیونکہ وہ تمہارے پاس بطور امانت کے تھا۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ عہد و پیمان کا خیال رکھو بشرطیکہ وہ شرع کے خلاف نہ ہو۔ اس کی باز پرس ہوگی اور اس کے بے جا توڑ دینے کا وبال پڑے گا اور جب چیزوں کا ناپ تول کر کے تبادلہ کرنے لگو تو اس کا خیال رکھو کہ ان میں کمی زیادتی نہ ہونے پائے لین دین کے وقت ناپنے کی چیز کو پورا ناپو اور تولنے کی چیز کو ٹھیک ترازو سے وزن کرو۔ اسی میں تمہاری بہتری ہے اور انجام کار یہ بات سب کے لیے مفید اور کارآمد ثابت ہوگی۔

Marfat.com

قوتوں کا استعمال

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ
اور نہ پیچھا کر اس کا کہ نہیں تیرے پاس اس کا علم
اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ
تحقیق کان اور آنکھ اور دل ان میں سے
اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴿۳۶﴾
ہر ایک ہو گی اس کی بابت پوچھ گچھ

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ
اور نہ پیچھے پڑ اس بات کے جس کی تجھے خبر نہیں
اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ
بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب
اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴿۳۶﴾
کی بابت پوچھ ہو گی

لَا تَقْفُ: (مت پیچھے چل) نہی کا صیغہ ہے ق۔ف۔و سے قُفُوٌّ کے معنی پیچھے چلنا۔ اسی سے قَفَا بنا ہے جس کے معنی گُدی کے ہیں۔

فُؤَادَ: (دل) اس سے مراد عقل ہے جس کا کام یہ ہے کہ معلومات سے صحیح نتیجے نکالے۔

اس آیت سے معلوم ہؤا۔ کہ علم صحیح وہ ہے جس پر عقل سلیم اپنی مہر تصدیق ثبت کر دے اور اس کے بعد اس کا یقین کرلے۔ اگر کوئی عقل سلیم کی تصدیق سے پہلے کسی بات پر یقین کر بیٹھا اور اسے منہ سے نکال دیا یا اس پر عمل کر لیا۔ تو اس سے اس کی باز پرس ہو گی۔ کہ اس جلد بازی کے کیا معنی۔ اور پھر اسے اس کی سزا دُنیا میں یا آخرت میں یا دونوں میں مل کر رہے گی۔ منہ سے کوئی بات نکالنا بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے۔ کہ کانوں نے ٹھیک سنا ہو۔ آنکھوں نے ٹھیک دیکھا ہو۔ پھر فکر نے اُن ٹھیک سنی اور دیکھی باتوں سے ٹھیک نتیجہ نکالا ہو۔ پھر عقلِ سلیم فتویٰ دے دے کہ یہ ٹھیک نتیجہ ہے۔ پھر دل کو اطمینان ہو جائے۔ کہ اب یہ اس قابل ہے۔ کہ اسے منہ سے نکالا جائے یا اس پر عمل کیا جائے۔ یہاں انسان کو یہ سکھایا جا رہا ہے۔ کہ کسی بات کے کہنے یا کرنے سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ ان ساری بدنی، دماغی اور عقلی قوتوں نے اپنا اپنا کام ٹھیک ٹھیک انجام دیا ہے یا نہیں۔ اگر سننے میں یا دیکھنے میں غلطی ہے۔ یا فکر نے نتیجہ نکالا ہے یا عقل نے غلط تصدیق کر دی ہے۔ یا دل نے عقل کے مشورے کے بغیر اس بات کے کہنے یا کرنے کا فتویٰ دے دیا ہے۔ تو انسان دنیا اور آخرت کی مشکلوں میں پھنس جائے گا اور ان میں سے ہر ایک قوت کی بابت اس سے باز پرس ہو گی۔

Marfat.com

اکڑفوں کی چال

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ
اور مت چل زمین پر اکڑتا تحقیق تو
لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ
نہ پھاڑ ڈالے گا زمین کو اور نہ پہنچ جائے گا پہاڑ کو
طُوْلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَیِّئُهٗ
لمبائی میں ان سب میں ہے بری چیز
عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾
نزدیک تیرے رب کے ناپسندیدہ

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ
اور زمین پر اتراتا ہوا مت چل تو کبھی
لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ
زمین کو پھاڑ نہ ڈالے گا اور نہ لمبا ہو کر پہاڑوں
طُوْلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَیِّئُهٗ
تک پہنچے گا یہ جتنی باتیں ہیں ان سب میں بُری
عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾
چیز تیرے رب کی بیزاری ہے

مَرَحَ / اکڑکر۔ اترا ہٹ / اکڑنا تننا اور بدن کا ابھارنا۔ آدمی کا خوشی میں اس قدر مست ہونا کہ اس کا اثر چال ڈھال پر ظاہر ہو۔
سَیِّئٌ / بُرا / صفت کا صیغہ ہے س۔ و۔ ء سے سُوْءٌ کے معنی بُرا ہونا۔ برائی۔ سَیِّئٌ بُرا۔ قابل ملامت

اس آیت میں انسان کو تواضع اور انکسار کے ساتھ رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ اپنی چال ڈھال میں میانہ روی اختیار کرے۔ تکبّر اسے کسی طرح زیبا نہیں۔ بعض لوگ اپنے زور یا مال و دولت پر اس قدر اتراتے ہیں۔ کہ کسی سے سیدھے منہ بات ہی نہیں کرتے۔ ان کی رفتار گفتار سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اپنے آپ کو بڑا اور لوگوں کو اپنے سے نیچا سمجھتے ہیں۔

ارشاد ہے کہ تو تن کر زمین پر کیوں چلتا ہے۔ ہر قدم اکڑ کر کیوں اٹھاتا ہے۔ کیا تو زمین کو زور زور سے پاؤں مار کر پھاڑ ڈالے گا۔ اور اتنا اپنے آپ کو کیوں کھینچتا ہے اور نظر نیچی کیوں نہیں کرتا۔ کیا تو پہاڑ سے بھی بلند ہو جائے گا۔ تو ان میں سے کوئی بات بھی نہیں کر سکتا۔ اس لیے اپنی طرف دیکھ کر اور اپنی حد کے اندر رہ۔ اللہ عزوجل نے ایک کو ایک سے بڑھایا ہے۔ تو اپنے آپے سے باہر کیوں ہوا جاتا ہے۔ نگاہ نیچی کر اور آہستہ رفتار اور متانت کے ساتھ چل۔ آگے ارشاد ہے کہ سب باتیں بری ہیں۔ اور بُری باتوں سے اللہ تعالیٰ بیزار ہے ؏

Marfat.com

دانائی

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ

یہ اس میں سے ہے جو وحی کی تیری طرف تیرے رب نے

مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ

دانائی سے اور مت بنا اللہ کے ساتھ

اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا

معبود کوئی اور ورنہ پس ڈال دیا جائے تو جہنم میں بُرے حال

مَّدْحُوْرًا ﴿٣٩﴾

دھکیلا ہوا

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ

یہ ان باتوں میں سے ہے جو تیری طرف تیرے رب نے

مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ

عقل کے کاموں سے وحی کی اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو

اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا

معبود مت بنا۔ پھر تو دوزخ میں پڑے الزام کھا کر

مَّدْحُوْرًا ﴿٣٩﴾

دھکیلا جا کر

مَدْحُوْرًا (دھکے دیا ہوا) اسم مفعول ہے د ح ر سے۔ دَحْرٌ کے معنی زبردستی دھکیل کر لے جانا۔ دھکّے دے کر نکالنا۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ اے رسول کریم انسان کو اپنی زندگی کامیاب بنانے کے لیے ان اصولوں کی پابندی ضروری ہے لیکن ہر فرد بشر کی عقل ان کے دریافت کرنے کے لیے کافی نہیں کیونکہ وہ دنیا کی ہوا و ہوس کے دغدغے سے شاذ و نادر ہی خالی ہوتی ہے اور دنیا کی ہوا و ہوس عقل کی راہ میں ایسی رکاوٹ ہے کہ وہ ٹھیک بات سوچنے نہیں دیتی۔ ادھر شیطان بھی اس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا ہوا ہے۔ اس لیے اللہ نے اپنے برگزیدہ بندوں پر وحی کے ذریعے دانائی کی باتیں کھول کر رکھ دیں یہ لوگ اللہ عزّ وجلّ کے رسول تھے جن کے سلسلہ کے ختم کرنے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول آخر الزمان ہیں اس آیت میں ان کو بتایا جا رہا ہے۔ دانائی کی باتوں میں سے چُنی ہوئی باتیں ہم نے تیری طرف وحی کے ذریعے بھیجی ہیں۔ ہر انسان کی دنیاوی زندگی ان احکام پر عمل کرنے سے درست ہوجائے گی لیکن عقل کا تقاضا یہ ہے کہ محض دنیا کا خیال ٹھیک نہیں۔ اس لیے ان اخلاق و عادات کے ساتھ اللہ عزّ وجلّ پر بھی ایمان لاؤ تاکہ آخرت بھی درست ہوجائے۔ ورنہ اگر آخرت کا خیال نہ کیا اور اخلاق و عادات کو محض دُنیا ہی کے بھلے کے لیے سنوارا۔ تو دنیا تو ضرور ٹھیک ہوجائے گی لیکن اللہ عزّ وجلّ پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے آخرت میں چین نصیب نہ ہوگا۔ اس لیے اعلان عام ہے کہ ہر شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے اللہ عزّ وجلّ ہی کو اپنا واحد معبود ماننا چاہیئے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا چاہیئے۔ ورنہ آخرت میں ذلیل و خوار ہوگا اور بری طرح دھکے دے کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

Marfat.com

زبردست گستاخی

اَفَاَصۡفٰىكُمۡ رَبُّكُمۡ بِالۡبَنِيۡنَ وَاتَّخَذَ
کیا پس چن کر دیئے تمہیں تمہارے رب نے بیٹے اور بنا لیں اپنے لیے
مِنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمۡ لَتَقُوۡلُوۡنَ
فرشتوں میں سے بیٹیاں تحقیق تم البتہ کہتے ہو
قَوۡلًا عَظِيۡمًا ۝۴۰
بات بڑی بھاری

اَفَاَصۡفٰىكُمۡ رَبُّكُمۡ بِالۡبَنِيۡنَ وَاتَّخَذَ
کیا تم کو تمہارے رب نے چن کر بیٹے دے دیئے اور اپنے لیے
مِنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمۡ لَتَقُوۡلُوۡنَ
فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا ۔ بے شک تم بڑی
قَوۡلًا عَظِيۡمًا ۝۴۰ ع
بھاری بات کہتے ہو

اَصۡفٰی (چن کر دے دیا) ماضی کا صیغہ ہے۔ اِصۡفَاءٌ سے جو ص۔ف۔و سے بنا ہے۔ صَفۡوٌ کے معنی اچھا صاف ستھرا ہونا۔ اِصۡفَاءٌ صاف ستھری چیز دینا۔

اس آیت میں اللہ کی صحیح معرفت کی طرف ہدایت کی گئی ہے اور بہت بڑی غلطی کی اصلاح کی گئی ہے جس میں دُنیا کے اکثر لوگ اور خصوصاً اس وقت کے عرب پھنسے ہوئے تھے۔ وہ اللہ عزوجل کو دُنیا کے بادشاہوں پر قیاس کر کے ایسا سمجھتے تھے۔ کہ وہ سب سے بڑا بادشاہ ہے اور اس کے نیچے چھوٹے چھوٹے بادشاہ اس کائنات کا انتظام کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے ان کو شرک قرار دیا اور کہا کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے اور سارا انتظام اسی کے ہاتھ میں ہے۔ ایک یہ خیال تھا کہ دُنیا کے بادشاہوں کی طرح (معاذ اللہ) اللہ کی بھی اولاد ہے اور وہ اولاد فرشتے ہیں جنہیں عرب اللہ کی بیٹیاں سمجھتے تھے۔

اس خیال کو بہت زور سے رد کیا گیا ہے۔ کئی جگہ اس کو صاف کیا گیا ہے۔ کہ اللہ عزوجل کے کوئی اولاد نہیں۔ کیونکہ اس کی کوئی بیوی نہیں۔ یہ بڑا ستم ہے کہ اس کو صاحب اولاد قرار دیتے ہو۔ اور اولاد بھی لڑکیاں جنہیں تم خود اپنے واہی تباہی خیالات کی بنا پر اپنے لیے ناپسند کرتے ہو۔

اس آیت میں اس کو بڑی گستاخی کہا گیا ہے۔ کیوں کہ اس میں دوہری بے ادبی ہے۔ ایک تو اللہ عزوجل کو صاحب اولاد قرار دینا۔ دوسرے اولاد بھی ایسی جس سے تم خود نفرت کرتے ہو اور کبھی نہیں چاہتے کہ تمہارے ہاں بیٹی ہو۔ دُنیا کے قدیم بت پرست بھی ایک کو سب سے بڑا دیوتا مانتے تھے۔ لیکن دنیا کے انتظام کو اس کی بیٹیوں کے ہاتھ میں سپرد کیا ہوا جانتے تھے اور ان کو دیویاں کہتے تھے ؂

Marfat.com

قرآن حکیم کا مقصد

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِیَذَّكَّرُوْا ؕ

اور البتہ تحقیق پھیر پھیر کر بیان کیا ہم نے اس قرآن میں تاکہ وہ سوچیں

وَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ

اور نہیں بڑھاتا ان کو یہ مگر نفرت کرنے میں کہہ دے

لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا یَقُوْلُوْنَ

اگر ہوتے اس کے ساتھ اور حکمران جیسا کہ کہتے ہیں

اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِی الْعَرْشِ

تو اس وقت وہ ضرور ڈھونڈتے عرش والے کی طرف

سَبِیْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا

راستہ پاک ہے وہ اور برتر ہے اس سے جو

یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا ﴿۴۳﴾

یہ کہتے ہیں برتری بڑی

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِیَذَّكَّرُوْا ؕ

اور ہم نے اس قرآن میں پھیر پھیر کر سمجھایا تاکہ وہ سوچیں

وَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ

اور ان کا وہی نفرت کرنا بڑھتا جاتا ہے کہہ

لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا یَقُوْلُوْنَ

اگر اس کے ساتھ اور حاکم ہوتے جیسا یہ بتلاتے ہیں

اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِی الْعَرْشِ

تو وہ صاحب عرش کی طرف

سَبِیْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا

راہ نکالتے وہ ان باتوں سے پاک ہے

یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا ﴿۴۳﴾

اور برتر ہے بے نہایت

صَرَّفْنَا طرح طرح بیان کیا ہم نے ماضی کا صیغہ ہے تصریف سے جو ص ر ف سے بنا ہے صرف کے معنی شکل بدلنا تصریف ایک بات کو بہت سے طریقوں سے بیان کرنا۔

لِیَذَّكَّرُوْا تاکہ وہ سمجھیں سوچیں مضارع کا صیغہ ہے جو اِذَّکَّرَ سے بنا ہے ذکر کے معنی ہیں یاد کرنا اِذَّکَّرَ کے معنی بار بار یاد کرنا نصیحت حاصل کرنا۔

قرآن مجید سب سے بڑی اور اہم بات جو سکھاتا ہے وہ توحید باری تعالیٰ ہے۔ اللہ کے ایک ماننے کا یہ نتیجہ ہونا چاہیئے کہ انسان کی ساری قوتیں مل کر اس کی اطاعت میں کام کریں اور انسان سے کوئی حرکت اللہ کے حکم کے خلاف نہ ہو جب تک قوتوں کی یہ یکسانیت انسان میں ظاہر نہیں ہوتی اس وقت تک اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ اللہ کی توحید پر پوری طرح قائم نہیں ہے۔ اللہ کی توحید کو مختلف عبارتوں میں اسی لیے سمجھایا گیا ہے کہ اس کے سمجھنے سے انسان کی اپنی قوتوں میں مل کر کام کی وہ صلاحیت پیدا ہوتی ہے جس کے بغیر اس کی کامیابی مشکل ہے لیکن انسان اپنی کامیابی کی پروا نہیں کرتا اور قرآن سے غفلت برتتا ہے پس اے انسانوں! عقل سے کام لو اگر اللہ کا کوئی شریک ہوتا۔ تو وہ اکیلا یا سب مل ملا کر اللہ کی حکومت سے بغاوت کر دینے کی ضرور کوشش کرتے۔ توبہ کرو اللہ تعالیٰ شریک سے پاک ہے اور اس کی شان شرک سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے ؏

Marfat.com

کائنات کی تسبیح

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ وَ الۡاَرۡضُ
پاکی بیان کرتے ہیں اس کی آسمان سات اور زمین
وَ مَنۡ فِیۡهِنَّ ؕ وَ اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا
اور جو کوئی ان میں ہے اور نہیں کوئی چیز مگر
یُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ وَ لٰكِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ
بیان کرتی ہے خوبی اس کی اور لیکن تم نہیں سمجھتے
تَسۡبِیۡحَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیۡمًا
ان کا بیان تحقیق وہ ہے بردبار
غَفُوۡرًا ﴿۴۴﴾
بخشنے والا

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ وَ الۡاَرۡضُ
ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے
وَ مَنۡ فِیۡهِنَّ ؕ وَ اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا
اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز نہیں جو اس کی
یُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ وَ لٰكِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ
خوبیاں نہیں پڑھتی لیکن تم ان کا پڑھنا
تَسۡبِیۡحَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیۡمًا
نہیں سمجھتے بے شک وہ تحمل والا
غَفُوۡرًا ﴿۴۴﴾
بخشنے والا ہے

اس آیت میں کائنات کا حال بیان کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی حمد و ثنا میں مصروف ہے ہر شے اپنے مخلوق ہونے کا اقرار کرتی ہے اور جیسی زبان اس کو ملی ہے اس سے وہ صاف صاف کہہ رہی ہے کہ اللہ کی شان مخلوقات سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے اس کے برابر یا اس کی کسی صفت میں شریک عالم کی کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ ساتوں آسمان اور یہ زمین اور جو بھی ان سب کے اندر ہے۔ کوئی چیز اس کے مثل یا مشابہ ہونے کا خیال بھی نہیں کر سکتی لیکن انسان غفلت میں مبتلا ہے۔ لوگو! اللہ عزوجل تمہاری خطاؤں کو دیکھتا ہے لیکن تمہیں مہلت دیتا ہے کہ شاید تم میں سے کوئی توبہ کرلے اور اپنی خطاؤں پر نادم ہو جیسے اس میں تحمل کی صفت ہے۔ ایسے ہی وہ گناہوں سے توبہ کرنے والوں اور خطاؤں پر پشیمان ہونے والوں کے گناہ اور ان کی خطائیں بخش بھی دیتا ہے۔

آیت میں توجہ اس طرف دلائی جارہی ہے کہ دنیا میں جو چیز بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قانونوں اور قاعدوں کی پابند ہے کسی شے کی مجال نہیں کہ اپنی حقیقت خود بدل سکے۔ یا اپنے آپ کو قانون کی پابندیوں سے آزاد کرسکے۔ اس میں زمین و آسمان اور ان کے اندر کی چیزیں سب داخل ہیں۔ کوئی سمجھ دار ہستی اتنی طاقتور نہیں کہ اس پابندی سے اپنے آپ کو آزاد کرا سکے۔ یہی اللہ عزوجل کی ذات و صفات کا اقرار ہے جو ہر شے کر رہی ہے۔

Marfat.com

کفر کی علامت

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَ

اور جب تو پڑھتا ہے قرآن تو کر دیتے ہیں ہم تیرے درمیان اور

بَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا

درمیان ان کے جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر ایک پردہ

مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَّجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً

چھپا ہوا اور کر دیتے ہیں ہم ان کے دلوں پر پردے

اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ

کہ نہ سمجھیں وہ اس کو اور ان کے کانوں میں بوجھ

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَ

اور جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ہم تیرے اور ان لوگوں کے بیچ میں

بَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا

جو آخرت کو نہیں مانتے ایک چھپا ہوا پردہ ڈال

مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَّجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً

دیتے ہیں اور ہم ان کے دلوں پر پردے ڈال دیتے ہیں کہ وہ

اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ

اسے نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ ڈال دیتے ہیں

اَكِنَّةً : (پردے) اکنان کی جمع ہے جو ک۔ ن۔ ن سے بنا ہے۔ اس مادہ کے معنی چھپنے کے ہیں۔ اسی سے کِنٌّ بنا ہے جس کے معنی چھپنے کی جگہ کے ہیں اور اس کی جمع اکنان ہے سورۃ النحل میں گذرا ہے۔ کنان (پردہ) کوئی چیز جو دو چیزوں کے بیچ میں حائل ہو جائے اور دونوں کو ایک دوسرے سے چھپائے۔

توحید کے علاوہ قرآن مجید انسان کو اچھے اخلاق، بھلے اطوار اور نیک عادتوں کی تعلیم دیتا ہے۔ جن سے ان کی دُنیا کی زندگی درست ہو اور بتاتا ہے۔ کہ توحید کے اعتقاد کے ساتھ اچھے اخلاق پیدا کرنے سے دُنیا میں بھی بھلا ہوگا اور آخرت کی زندگی بھی سنورے گی جہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ دُنیا کی زندگی عارضی ہے اور اس لیے ملی ہے۔ کہ آخرت کی زندگی کے لیے سامان جمع کیا جائے۔

لیکن بہت سے بدقسمت انسان قرآن مجید کو سنتے ہی نہیں اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید ان کے سامنے پڑھتے ہیں تو ان کے شامتِ اعمال کی وجہ سے اللہ عزوجل ان کے دلوں پر پردے ڈال دیتا ہے۔ جو ظاہر میں تو نظر نہیں آتے لیکن قرآن مجید کی آیتوں اور ان کے دلوں کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں اور ان کے کان میں ایسا بوجھ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ قرآن مجید کی آیات سنتے ہی نہیں؛

Marfat.com

سنتے ہیں تو کیوں

وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ
اور جب ذکر کرتا ہے تو اپنے رب کا قرآن میں فقط ایک کا
وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ
پھر جاتے ہیں اپنی پیٹھوں پر بھاگتے ہوئے ہم خوب جانتے ہیں
بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ
اس غرض کو کر سنتے ہیں۔ وہ جس سے جب کان لگاتے ہیں وہ تیری طرف
وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ
اور جب وہ آپس میں بات کرتے ہیں جب کہتے ہیں یہ ظالم
اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾
نہیں پیروی کرتے تم مگر ایک مرد کی جس پر جادو کا اثر ہے

وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ
اور جب تو قرآن میں اپنے رب کا ذکر کرتا ہے
وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ
وہ بدک کر پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں
بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ
جس واسطے وہ سنتے ہیں جس وقت تیری طرف کان لگاتے ہیں
وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ
اور جب وہ مشورہ کرتے ہیں جب کہ یہ بے انصاف کہتے ہیں جن کے
اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾
کہے پر تم چلتے ہو وہ نہیں ہے مگر ایک سحر زدہ مرد

نُفُوْرًا (نفرت کرتے ہوئے) نافر (نفرت کرنے والا) کی جمع ہے جو ن۔ ف۔ ر سے اسم فاعل ہے۔ نفرت کے معنی ہیں بدک کر بھاگ جانا، نفرت کرنا۔ نَجْوٰی: (خفیہ مشورہ۔ آپس کی کانا پھوسی) یہ لفظ سورۃ النساء میں گذر چکا ہے۔ اس کے معنی ہیں آپس کا مشورہ

مَسْحُوْرًا: (سحر زدہ) اسم مفعول ہے س۔ ح۔ ر سے سحر کے معنی جادو اور جادو کرنے کے ہیں سحر کا لفظ سورۃ البقرہ میں گذر چکا ہے مسحور وہ شخص جس پر جادو ہوا ہو اور وہ اس کے اثر سے بہکی بہکی باتیں کرتا ہو مجنونوں کی سی حالت ہو جائے۔

ارشاد ہے کہ وہ خفیہ پردے جو ان کے دلوں پر پڑے ہوئے ہیں۔ ان کا اثر یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی توحید کی آیتیں پڑھتے ہیں تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں کیونکہ ان کو تو اپنے جھوٹے معبودوں کا ذکر ہی پسند ہے اور ایک اللہ کے ذکر سے انہیں وحشت ہوتی ہے اور جب کبھی وہ کان لگا کر سنتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ تو اس سننے سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ سنتے وقت بھی اور اس کے بعد آپس کے مشورے میں بھی آپ کا ذکر مسخرہ پن اور ہنسی اڑانے کے انداز میں کریں۔ کہتے ہیں کہ تم اس مرد کی بات کیا مانتے ہو یہ تو جادو کے اثر سے نعوذ باللہ دیوانہ ہو گیا ہے اس کی بات کیا ماننی تھی۔ سنی اَن سنی کر دو۔ معاذ اللہ!

Marfat.com

گمراہی کی باتیں

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ
دیکھ کیسی چسپاں کرتے ہیں تجھ پر مثالیں
فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾
پس وہ بہک گئے پس نہیں پا سکتے راہ

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ
دیکھ لے تیرے لیے کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں
فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾ ع ۵
سو بہکتے پھرتے ہیں اور راہ نہیں پا سکتے

اَلْاَمْثَالُ (مثالیں) مَثَل کی جمع ہے۔ مَثَل اس جانی پہچانی چیز کو کہتے ہیں جو کسی نامعلوم یا واقعہ کو سمجھانے کے لیے پیش کی جائے اور کہا جائے کہ پس ایسا ہی اس نامعلوم چیز یا واقعہ کو سمجھ لو۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایسے ایسے لقب بتر ے لیے تجویز کرنے سے ان کی اپنی ذہنیت کی قلعی کھلتی ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ جو دیکھتے ہیں۔ اس کی بابت ٹھیک رائے قائم کرنے کے اہل نہیں اور جو ٹھیک رائے قائم نہ کر سکے۔ وہ ضرور غلط راستے پر چلے گا۔ سیدھا راستہ کبھی اس کے ہاتھ نہیں لگ سکتا۔

عرب کے لوگ اس وقت اکثر یہی کہتے تھے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی زبردست جادوگر کے جادو کے اثر میں مبتلا ہیں۔ ان کے اس خیال کو قرآن مجید میں کئی جگہ رد کیا گیا ہے۔ بلکہ عجب نہیں کہ اسی خیال کو دور کرنے کے لیے وہ واقعہ دکھایا گیا ہو۔ جس کا ذکر صحیح حدیثوں میں آیا ہے۔ کہ لبید بن الاعصم یہودی کے سحر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ اثر ہونے لگا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے معوّذتین نازل فرمائیں۔ جن کے پڑھنے سے وہ اثر بالکل جاتا رہا۔ اس سے دو باتیں دکھانی مقصود تھیں۔

ایک یہ تھا کہ عملی طور پر دکھا دیا جائے۔ کہ جادو کا اثر اگر ہوتا بھی ہے تو برائے نام۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ معوّذتین کی تلاوت کے بعد آپ اس طرح پھرتی سے کھڑے ہو گئے جیسے کوئی شخص رسی سے بندھا ہوا کھل جائے لیکن یہ حالت آپ کی عمر بھر میں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اور آپ ہمیشہ ہر کام اپنے وقت پر نہایت ہوشیاری کے ساتھ پورا کیا کرتے تھے۔

دوسرے یہ کہ سحر سے فقط خیال پر اثر ہوتا ہے ؛

Marfat.com

ایک اور نئی بات

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا

اور کہا انہوں نے کیا جب ہوگئے ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا (۴۹) قُلْ

کیا ہم پھر جی اٹھیں گے پیدائش نئی کہہ دے

كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا (۵۰) اَوْ خَلْقًا

ہو جاؤ تم پتھر یا لوہا یا کوئی اور خلقت

مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ

اس میں سے جو بڑی ہو تمہارے دلوں میں

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا

اور کہتے ہیں کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا چورا ہی ہو جائیں گے

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا (۴۹) قُلْ

کیا ہم پھر اٹھیں گے نئے بن کر کہہ دے

كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا (۵۰) اَوْ خَلْقًا

تم ہو جاؤ پتھر یا لوہا یا کوئی مخلوق

مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ

جسے تم اپنے جی میں مشکل سمجھو

رُفَات ٹکڑے۔ ریزہ (اسم ہے۔ ر۔ ف۔ ت سے۔ رفت کے معنی بوسیدہ ہو کر بکھرنا۔ ٹوٹنا۔ رُفات: ریزہ جو پرانی چیز سے ٹوٹ کر گرے۔

مکّہ کے لوگ کہتے تھے کہ بھلا دیکھو تو یہ کہتے ہیں کہ جب ہم نری ہڈیاں رہ جائیں گے اور ہمارے جسم کے اجزا بوسیدہ ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو پھر ہم نئے سرے سے زندہ ہوں گے اور ہمارا بدن پھر نئے سرے سے بن جائے گا۔ اس بات کو وہ عقل کے خلاف سمجھتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت کہتے تھے کہ نعوذ باللہ ان کی عقل ٹھیک نہیں ہے اس کا جواب اس آیت میں دیا ہے۔ بدن کے ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد بھی اس کے ذرّات تو باقی رہتے ہیں ان میں جان پڑ جانا، اتنا مشکل نہیں جتنا پہلی دفعہ پیدا کرنا (جب کہ کچھ تھا ہی نہیں)

مر جانے کے بعد تمہارا بدن کسی نہ کسی شکل میں تو موجود رہے گا۔ ذرّے تو پھر بھی نرم اور آسانی سے جمع ہو جانے والے ہوتے ہیں تمہارا بدن اگر پتھر اور لوہا لاٹ بھی ہو جائے جس کا کاٹنا۔ توڑنا۔ جوڑنا سب کچھ مشکل ہے یا اس سے بھی زیادہ کوئی اور چیز ہو جائے جسے تم پتھر اور لوہے سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر سخت سمجھتے ہو۔ پھر بھی وہی قادرِ مطلق تم کو پہلے جیسی شکل میں زندہ کر سکتا ہے۔ جس نے تم کو اس وقت بنا کر موجود کر دیا۔ جب تم کچھ بھی نہ تھے۔ اسے اس وقت تمہارا بدن بدل کر اسے اصلی حالت میں لانے میں کیا دیر لگتی ہے۔ جب کہ وہ کسی نہ کسی شکل میں پہلے سے ہی موجود ہے!

Marfat.com

قیامت برحق ہے

فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ
پس اب کہیں گے کون لوٹائے گا ہمیں کہہ وہی جس نے
فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ
تمہیں پیدا کیا پہلی مرتبہ پس ہلائیں گے وہ تیری طرف
رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ
اپنے سر اور کہیں گے کب ہوگا یہ کہہ
عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا (۵۱) يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ
امید ہے کہ ہو وہ قریب جس دن پکارے گا تمہیں
فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ
پس چلے آؤ گے تم اس کے گن گاتے ہوئے اور گمان کرو گے
اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا (۵۲)
نہیں ٹھیرے تم مگر تھوڑی دیر

فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ
پھر اب کہیں گے کون ہمیں لوٹائے گا کہہ جس نے
فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ
تمہیں پہلی بار پیدا کیا پھر اب تیری طرف اپنے
رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ
سر مٹکائیں گے اور کہیں گے یہ کب ہوگا تو کہہ
عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا (۵۱) يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ
شاید نزدیک ہی ہوگا جس دن تمہیں پکارے گا
فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ
پھر تم اس کی تعریف کرتے ہوئے چلے آؤ گے اور گمان کرو گے
اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا (۵۲) ع
کہ تم کو تھوڑی سی دیر ہی لگی ہے

يُنْغِضُوْنَ: ہلائیں گے وہ (مضارع کا صیغہ ہے انغاض سے جو ن غ ض سے بنا ہے۔ نغض کے معنی ہلنا، حرکت کرنا۔ انغاض حرکت دینا۔ ہلانا، مٹکانا۔

یہ لوگ پھر تجھ سے پوچھیں گے کہ اچھا پھر دوبارہ ہمیں اصلی حالت کی طرف کون لوٹائے گا۔ ان کو بتا دے کہ وہی لوٹائے گا جس نے تمہیں پہلے وجود عطا کیا جب کہ تمہارا نام ونشان بھی نہ تھا۔ اس جواب پر وہ تمسخر کے طور پر سر ہلائیں گے۔ گویا وہ بات کی تہ تک پہلے ہی پہنچے ہوئے ہیں۔ کہ ان باتوں میں کچھ نہیں رکھا اور پھر پوچھیں گے یہ ہوگا کب؟ اس کے جواب میں کہہ کہ کیا خبر، شاید بہت جلد ایسا ہونے والا ہو۔ تمہارا دوبارہ اٹھانا مشکل کچھ بھی نہیں۔ ایک آواز میں تم سب اپنی اپنی قبر سے یا جہاں کہیں بھی ہوں گے۔ وہاں اٹھ کھڑے ہو گے اور اللہ عزوجل کی حمد وثنا کرتے ہوئے اللہ کے روبرو سب کے سب حاضر ہو جاؤ گے اور بے ساختہ کہنے لگو گے ہائے یہ گھڑی ابھی سے کیوں آگئی۔ ابھی تو ہم دنیا میں تھوڑی سی دیر ٹھہرنے پائے تھے۔

Marfat.com

تبلیغ کا طریقہ

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ
اور کہدے میرے بندوں سے کہ کہیں وہی بات جو ہو سب سے اچھی
اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ
تحقیق شیطان جھگڑے ڈلواتا ہے ان میں تحقیق شیطان
كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۵۳﴾
ہے انسان کا دشمن کھلا
رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ یَّشَاْ
تمہارا رب خوب جانتا ہے تمہیں اگر چاہے
یَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْكُمْ ؕ
رحم کرے تم پر یا اگر چاہے عذاب دے تمہیں
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ﴿۵۴﴾
اور نہیں بھیجا ہم نے تجھے ان پر ذمہ دار بنا کر

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ
اور میرے بندوں سے کہہ دے کہ بات وہی کہیں جو بہتر ہو
اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ
شیطان ان میں جھڑپ کرواتا ہے بے شک شیطان
كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۵۳﴾
انسان کا صریح دشمن ہے
رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ یَّشَاْ
تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے اگر چاہے
یَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْكُمْ ؕ
تم پر رحم کرے اور چاہے تمہیں عذاب دے
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ﴿۵۴﴾
اور ہم نے تجھ کو ان پر ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا

ارشاد ہے کہ میرے بندوں کو ہدایت کر دے ہمیشہ سوچ سمجھ کر ایسی بات کہیں جو حالات کے لحاظ سے سب سے اچھی ہو اور جس سے باہم جھگڑے کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ شیطان ہمیشہ اس فکر میں رہتا ہے کہ انسانوں کو آپس میں لڑاتا ہے وہ اپنی تو تو میں میں میں پھنسے رہیں اور کام کی باتو پر دھیان دینے کا انہیں وقت ہی نہ ملے۔ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ شیطان انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے۔ وہ کبھی اسے چین سے نہ بیٹھنے دے گا اللہ عزوجل انسان کی فطرت سے خوب واقف ہے وہ جانتا ہے۔ کہ اشتعال انگیز باتوں اور طعن و تشنیع سے کام ہمیشہ خراب ہوتا ہے۔ چنانچہ تمہارا کام فقط نرمی کے ساتھ اچھی بات کا سمجھا دینا ہے۔ تمہارا یہ کام نہیں ہے کہ لوگوں کو ڈنڈے مار مار کر سیدھا کرو۔ تم اس کی پرواہ مت کرو کوئی تمہاری بات مانتا ہے یا نہیں ہدایت اللہ عزوجل کے ہاتھ ہے وہ چاہے جس پر رحم کرے چاہے جس کو عذاب دے۔ ارشاد ہے کہ ہم نے اپنے رسول کو کوتوال بنا کر نہیں بھیجا ہے فقط راہ حق کے واضح کرنے کے لیے بھیجا ہے اس لیے مسلمانو تم انہی کی روش پر چلو نرمی سے سمجھا دو۔ پھر اگر کوئی نہ مانے تو خفا ہونے کی ضرورت نہیں۔

Marfat.com

اللہ خوب جانتا ہے

وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ
اور تیرا رب خوب جانتا ہے ان کو جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں
وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ
اور البتہ تحقیق فضیلت دی ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر
وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا (۵۵) قُلِ ادْعُوا
اور دی ہم نے داؤد کو زبور کہہ پکارو
الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ
ان کو جنہیں تم گردانتے ہو اس کے سوا وہ تو مالک نہیں
كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا (۵۶)
دکھ دور کرنے کے تم سے اور نہ بدلنے کے

وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اور تیرا رب ان کو خوب جانتا ہے جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں
وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ
اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض سے افضل کیا ہے
وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا (۵۵) قُلِ ادْعُوا
اور داؤد کو ہم نے زبور دی کہہ پکارو جن کو
الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ
تم سمجھتے ہو سوا اس کے سو وہ اختیار نہیں رکھتے
كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا (۵۶)
کہ تم سے تکلیف دور کردیں اور نہ بدلنے کا

تَحْوِيْل (بدل دینا) یہ حول کا متعدی ہے۔ حول کے بہت سے معنیٰ ہیں بدلنا، ہیر پھیر، طاقت۔ دو چیزوں کے بیچ میں آ جانا۔ یہاں بدل جانا مراد ہے۔ تحویل: بدل دینا۔

ارشاد ہے کہ اللہ عزوجل ہر ایک کے حال سے بخوبی واقف ہے۔ اس نے ہر زمانے میں الگ الگ رسول بھیجے تاکہ اللہ عزوجل کا پیغام اپنے وقت کے لوگوں کو پہنچادیں۔ ان میں سے بعض کو بعض پر کسی نہ کسی لحاظ سے فضیلت عطا کی۔ انہی میں سے ایک نبی داؤد علیہ السلام تھے جنہیں بادشاہت بھی ملی اور زبور جیسی کتاب بھی عطا ہوئی۔ اسی طرح اس زمانے میں اللہ عزوجل نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں میں سے منتخب کرکے اپنا رسول مقرر کیا اور قرآن حکیم جیسی عظیم الشان کتاب عطا کی جس میں ایک طرف دنیا میں ملکی انتظام کے قاعدے اور قانون وضع کیے اور دوسری طرف آخرت کی زندگی کے سنوارنے کا طریقہ بتایا۔ ملکی انتظام کے لیے قتال تک بھی ضروری ہے مگر آخرت سنوارنے کے لیے کسی پر زبردستی نہیں جس کا جی چاہے قرآن حکیم کا پیغام سنے اور اپنی عاقبت درست کرے اس کے لیے ان کافروں سے کہہ دو کہ اللہ عزوجل کے ساتھ شرک نہ کرنا انسان کی بہتری کی شرط اولین ہے۔ نہ شرک اس لیے فضول چیز ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی میں طاقت نہیں کہ تمہاری کوئی مصیبت دور کرے یا اسے ہلکا کردے تم اپنے جھوٹے معبودوں کو پکار کر دیکھ لو وہ تمہاری کچھ مدد نہیں کرسکتے۔ مددگار فقط اللہ ہے۔

Marfat.com

بڑے لوگوں کا حال

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی
وہ لوگ جنہیں یہ پکارتے ہیں ڈھونڈتے ہیں اپنے
رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَ
رب کی طرف وسیلہ کہ کون ان میں سے زیادہ قریب ہے اور
یَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ یَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ
توقع رکھتے ہیں اس کی رحمت کی اور ڈرتے ہیں اس کے عذاب سے
اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾
تحقیق عذاب تیرے رب کا ہے ڈرنے کی چیز

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی
وہ لوگ جن کو یہ پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب تک
رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَ
وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ کون سا بندہ بہت نزدیک ہے اور
یَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ
امید رکھتے ہیں رب کی مہربانی کی اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں
اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾
بے شک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے

وَسِیْلَةَ اَقْرَبُ۔ نزدیکی، یہ لفظ سورۃ المائدہ میں گذر چکا ہے اور وہاں اس کی تحقیق درج ہے اس کے معنی ہیں نزدیکی اور نزدیک پہنچنے کا ذریعہ۔

قرآن مجید توہم پرستی سے انسان کو نجات دینا چاہتا ہے کہ نفع و ضرر کی طاقت اللہ عزوجل کے سوا کسی میں نہیں اور یہ مقدس لوگ جنہیں تم اپنا مربی اور محافظ سمجھ کر پکارتے ہو سب اسی قادر مطلق کے آگے جھکتے ہیں اور اس کی نزدیکی ڈھونڈتے ہیں۔ فقط اسی سے رحمت کی توقع رکھتے ہیں اور اسی کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ اسی کے بندے ہونے اور اسی کے آگے جھکنے کو انسانیت کی معراج سمجھتے ہیں۔ ان میں نہ کچھ دینے کی طاقت ہے اور نہ کسی کو ضرر پہنچانا ہی ان کے بس کی بات ہے۔

اللہ عزوجل جس کو چاہتا ہے۔ اپنی رحمت سے نوازتا ہے۔ اس لیے اسی کے سامنے جھکنا اور اسی کے آگے التجا کرنی چاہیئے کہ اے میرے رب ہمارے سارے کام سنوار دے۔ اسی طرح اس کے غضب سے پناہ مانگنا اور اس کے عذاب سے ڈرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کا عذاب واقعی بڑی خوفناک چیز ہے۔ اس کے نافرمان بندے نادانی سے اس کو ناراض کر کے اس کے عذاب کا خطرہ مول لیتے ہیں۔ اگر انہوں نے شرک سے توبہ کر کے صرف اسی کی طرف اس کے عذاب سے بچنے کے لیے رجوع نہ کیا تو ان کی شامت نے یقیناً دھکا دیا ہے۔

Marfat.com

قربِ قیامت

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا
اور نہیں کوئی بستی مگر ہم ہلاک کرنے والے ہیں کو
قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا
پہلے دن قیامت کے یا عذاب کرنے والے ہیں اس کو
عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ
عذاب سخت ہے یہ
فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا (۵۸)
کتاب میں لکھ دیا گیا

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا
اور کوئی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے
قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا
پہلے خراب نہ کر دیں گے یا اس پر سخت آفت
عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ
نہ ڈالیں گے یہ کتاب میں
فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا (۵۸)
لکھ دیا گیا ہے

مَسْطُوْرًا (لکھا ہوا) اسم مفعول ہے س۔ط۔ر سے۔ سطر کے معنی لکھنے کے ہیں۔ مسطور لکھا ہوا یہاں یہ مراد ہے کہ لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

قرآن مجید انسان کو سمجھانا چاہتا ہے۔ کہ تمام عالم ایک معین خاکہ اور سوچے ہوئے منصوبہ کے مطابق بنا ہے۔ ہر چیز قرینے سے اپنی اپنی جگہ رکھی ہوئی ہے یہ خاکہ اور منصوبہ ایسا نہیں کہ مٹ جائے بلکہ اسے لوح محفوظ میں لکھ کر محفوظ کر دیا گیا ہے۔ کہ انسانوں میں اچھے اور برے سب قسم کے لوگ ہوں گے۔ کچھ اللہ کو مانیں گے۔ کچھ اپنی اپنی خواہشوں کی پیروی کریں گے۔ ان نافرمانوں کو گناہوں کی شامت سے سزائیں ملیں گی۔

اس آیت میں قانون کے مطابق انسانوں کی ہر بستی کا انجام بتایا گیا ہے۔ کیونکہ خود سروں اور خواہشوں کے غلاموں سے کسی بستی کا بالکل خالی ہونا ناممکن ہے۔ اس لیے یقیناً ان کی شامتِ اعمال کبھی نہ کبھی رنگ لا کر رہے گی۔ قیامت سے پہلے نیک لوگوں کو تو طبعی موت سے ختم کر دیا جائے گا اور ہر بستی میں نرے شریر لوگ رہ جائیں گے۔ ان میں سے جن کی شرارت اور طبیعت کی خباثت حد سے زیادہ ہوگی۔ ان کو تو بالکل تہس نہس کر دیا جائے گا۔ اور جو کسی قدر کم شریر اور خبیث ہوں گے۔ ان پر سخت عذاب نازل کیا جائے گا۔ آخر سب فنا ہو جائیں گے اور قیامت کی تباہی شروع ہو جائے گی۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ یہ قانون اٹل ہے۔ دنیا کی ساخت میں داخل ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ عذاب سے بچنے کے لیے قرآن مجید کے مطابق چلیں۔

Marfat.com

انوکھے معجزے

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّآ

اور نہ منع کیا ہمیں کہ بھیجیں ہم نشانیاں مگر

اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَ اٰتَيْنَا

اس لیے کہ جھٹلایا ان کو پہلوں نے اور دی ہم نے

ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا

ثمود کو اونٹنی ذریعہ بصیرت پس زیادتی کی انہوں نے

بِهَا ۭ وَ مَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ

اس کے ساتھ اور نہیں بھیجتے ہیں ہم نشانیاں

اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾

مگر ڈرانے کو

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾

اور ہم نے نشانیاں بھیجنی اس لیے موقوف کیں کہ ان کو پہلوں نے جھٹلایا اور ہم نے ثمود کو سمجھانے کے لیے اونٹنی دی پھر اس پر انہوں نے ظلم کیا اور ہم جو نشانیاں بھیجتے ہیں سو ڈرانے کو

ارشاد ہے کہ ان سے کہہ دو کہ دنیا کو ابھی ایک مدت قائم رکھنا ہے اگر تمہارے کہنے کے مطابق کوئی کھلی نشانی ہم نے بھیج دی اور پھر تم نے اسے جھٹلایا تو پھر نیست و نابود کر دیئے جاؤ گے اور کسی کو بھی ہدایت حاصل کرنے کا موقعہ نہیں ملے گا۔

دیکھو ثمود کو ان کی ضد کی بنا پر ایک اونٹنی زندہ اور آنکھیں کھولنے والی نشانی دی گئی۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ سب فوراً ایمان لے آتے اور ہمارے رسول کے کہنے کے مطابق چلتے لیکن انہوں نے اس سے بے پروائی کی اور اونٹنی کو ہلاک کر ڈالا۔ پھر نتیجہ کیا ہوا۔ زلزلے اور خوفناک گرج نے انہیں آپکڑا اور وہ دنیا سے ایسے گئے جیسے کبھی تھے ہی نہیں۔

ایسی نشانیاں چونکہ بالکل کھلی ہوئی ہوتی ہیں اور ان میں غلط فہمی کا ذرا سا بھی موقع نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اگر انہیں نہ مانا جائے تو پھر عذاب کا آنا لازم ہو جاتا ہے وہ ایک بڑا زبردست ڈراوا ہوتا ہے کہ مانو تو مانو ورنہ کوئی دم میں خاتمہ ہے اور وہ بھی بہت برا۔ اس لیے غیر معمولی نشانیاں ہم نے بھیجنی روک دی ہیں تا کہ دنیا کی تباہی کچھ مدت تک رکی رہے اور جن کو راہ راست پر آنا ہو آجائیں۔ پھر بھی رسول اور کتاب کا بھیجنا بجائے خود عقلمندوں کے لیے کافی نشانیاں ہیں جن پر غور کر کے راہ راست کا معلوم کر لینا آسان ہے۔ البتہ جن کو غور کرنے کی عادت ہی نہیں وہ ایک نہ ایک دن کیفر کردار کو پہنچیں گے ؛؛

Marfat.com

انسان کا امتحان (۱)

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ
اور جب کہا ہم نے تجھ سے تحقیق تیرے رب نے گھیرا ہوا ہے
بِالنَّاسِ ؕ وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ
لوگوں کو اور نہیں کیا ہم نے وہ نظارہ جو
اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَ الشَّجَرَةَ
ہم نے تجھے دکھایا مگر جانچ لوگوں کے لیے اور وہ درخت بھی
الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَ نُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا
جس پر لعنت کی گئی قرآن میں اور ڈراتے ہیں ہم ان کو پس نہیں
يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۶۰
بڑھاتا ان کو ڈرانا مگر سرکشی میں جو بڑی ہے

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ
اور جب ہم نے تجھ سے کہہ دیا کہ تیرے رب نے لوگوں کو گھیر
بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ
لیا ہے اور وہ دکھلاوا جو ہم نے تجھ کو دکھلایا
اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ
سو لوگوں کے جانچنے کو اور ایسے ہی وہ درخت
الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا
جس پر قرآن میں پھٹکار ہے اور ہم ان کو ڈراتے ہیں تو ان
يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۶۰ ع ۶
کی بڑی شرارت ہی زیادہ ہوتی ہے

رُءْیَا (نظارہ) اس کا مادہ ر۔ء۔ی ہے جس سے رَأْیٌ مصدر ہے رَأْیٌ کے معنی دیکھنا۔ رُءْیَا وہ چیز جو دیکھی جائے اس سے مراد وہ نظارہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں دیکھا۔

الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ (پھٹکارا ہوا درخت) مَلْعُوْنَةٌ۔ اسم مفعول ہے ل ع ن سے لعن کے معنی پھٹکار۔ اللہ کی رحمت سے دُوری ملعون وہ چیز جو ہر طرح قابل نفرت ہو۔ ہر چیز جس سے اللہ تعالیٰ نے ناراضی کا اظہار کیا ہو اس سے مراد درخت زقّوم ہے۔ جس کا بیان سورۃ الصّٰفّٰت اور سورۃ الدخان میں آیا ہے۔ یہ کانٹے دار درخت دوزخ میں اُگا ہوا ہے اور صورت شکل نہایت ہیبت ناک اور قابل نفرت ہے۔ کافروں نے آپ کی معراج کا اور دوزخ کا اور اس کی ڈراؤنی چیزوں کا انکار کر دیا۔ آپ نے ان سے کہا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور مجھے معراج میں وہ کچھ دکھا دیا گیا ہے۔ جو تم میں سے کسی نے نہیں دیکھا۔ نیز مجھے قرآن حکیم عطا ہوا ہے جس کے برابر دنیا کی کوئی کتاب نہیں۔ کافروں نے معراج کو نہ مانا اور کہا معاذ اللہ آپ کی عقل میں فتور ہے۔ جو ایسی باتیں کرتے ہیں۔ قرآن کی ہنسی اڑائی۔ کہ اس نے دوزخ کو آگ کا انبار بتایا ہے اور پھر یہ بھی کہا ہے کہ اس میں ایک درخت بھی ہے۔ بھلا آگ کے اندر درخت کا کیا کام۔ اس طرح معراج اور دوزخ کا درخت دونوں ان کی سرکشی کو بڑھانے کا ذریعہ بن گئے اور یہ افسوسناک بات تھی۔

Marfat.com

انسان کا امتحان (ب)

اس آیت میں فرمایا کہ آپ دل میں سے ان منکروں اور کافروں کا خوف بالکل نکال دیں۔ یہ سب ہمارے قبضۂ قدرت میں ہیں ہم نے تمام انسانوں کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے وہ ہمارے احاطہ کے باہر قدم نہیں رکھ سکتے۔ ہم چاہیں تو ان سب کو نافرمانی کی سزا دے کر تباہ کر دیں۔ لیکن ہم نے دُنیا کو بنایا ہی اس لیے ہے کہ یہاں انسان کا امتحان لیا جائے اور اس امتحان کے ذریعے اچھے لوگوں کو بُرے لوگوں سے چھانٹ کر الگ کر دیا جائے۔

اس لیے ایسی علامتیں ظاہر کر دیں کہ عقل والے انہیں دیکھ کر ہمارے رسول اور ہماری کتاب کو پہچان لیں۔ اگرچہ جن لوگوں کی عقل کو دُنیا کی چمک دار چیزوں نے چندھیا دیا ہے وہ اس پہچان سے محروم رہیں گے۔ حضور کا معراج ہی آپ کی رسالت ثابت کرنے کے لیے کافی ہے عقل مند لوگ آپ کے ایمان کی پختگی اور پکا ارادہ دیکھ کر ہی پہچان سکتے ہیں کہ بغیر اس کے کہ انسان آنکھوں سے بھی ان چیزوں کو جن پہ ایمان لانے کے لیے کہا جا رہا ہے۔ دیکھ لے ایمان کا کمال ایسا حاصل نہیں ہو سکتا۔ جیسا آپ کو حاصل ہے۔

ایمان و عزم کی یہ پختگی ہی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو معراج ہوئی اس لیے عقلمند معراج کی بلا تأمّل تصدیق کرتے ہیں اور عقل کے امتحان میں کامیاب ہوتے ہیں۔ پھر جب آپ کو رسول مان لیا تو پھر اس کے ماننے میں کیا دیر لگ سکتی ہے۔ کہ جو کچھ قرآن مجید میں لفظوں میں بیان کیا گیا تھا وہی باتیں معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعات کی شکل میں آنکھوں سے دکھلا دی گئیں۔ جو کچھ قرآن مجید میں ہے وہ سچ ہے اور آدمی خالی الذہن ہو کر سوچے اور اہل علم سے مشورہ کرے تو ہر بات سمجھ میں آ سکتی ہے۔

ایک معتبر آدمی جن کی خوبیوں ہی سے اس کا کمال ظاہر ہے کہہ رہا ہے کہ میں ان سب چیزوں کو جو قرآن حکیم میں درج ہیں آنکھوں سے دیکھ چکا ہے۔ تو پھر ہمارے پاس اس کی بات نہ ماننے کی کوئی معقول وجہ نہیں۔ سیدھی بات یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات ظاہری اور باطنی جو ہم اپنی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں اور تجربے سے معلوم کر رہے ہیں ان کے معراج کی دلیل ہیں کیونکہ یہ کمالات بغیر اس کے حاصل نہیں ہو سکتے۔

اس کے بعد دل فوراً کہہ اُٹھتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور قرآن اللہ کی کتاب ہے اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اور جو آپ زبان سے کہہ رہے ہیں وہ بالکل سچ ہے۔ لیکن سنگ دل لوگ ان کے ڈرانے سے نہیں ڈرتے اور سخت دلی کی وجہ سے یہ ڈرانا ان کی سرکشی کو جو پہلے ہی بڑھی ہوئی ہے اور بھی زیادہ کر دیتا ہے۔

Marfat.com

ہوشیار رہو!

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا
اور جب ہم نے کہا فرشتوں سے سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا
اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط قَالَ ءَ اَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ
مگر ابلیس نے بولا کیا سجدہ کروں میں اس کو جسے پیدا کیا تو نے
طِیْنًا (۶۱) قَالَ اَرَءَیْتَکَ ھٰذَا الَّذِیْ
مٹی سے بولا ذرا دیکھ تو یہ جسے تو نے
کَرَّمْتَ عَلَیَّ ز لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ
عزت دی مجھ پر البتہ اگر ڈھیل دے تو قیامت کے دن تک
لَاَحْتَنِکَنَّ ذُرِّیَّتَہٗٓ اِلَّا قَلِیْلًا (۶۲)
تو البتہ ضرور لگام لگاؤں اس کی اولاد کے مگر تھوڑے سے

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا
اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو سجدے میں گر
اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ
پڑے مگر ابلیس۔ بولا کیا میں اس شخص کو سجدہ کروں جسے تو نے
طِیْنًا (۶۱) قَالَ اَرَءَیْتَکَ ھٰذَا الَّذِیْ
مٹی سے بنایا کہا بھلا دیکھ تو یہ شخص جس کو تو نے
کَرَّمْتَ عَلَیَّ ز لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ
مجھ سے بڑھا دیا اگر تو مجھ کو قیامت کے دن تک ڈھیل دے تو
لَاَحْتَنِکَنَّ ذُرِّیَّتَہٗٓ اِلَّا قَلِیْلًا (۶۲)
میں اس کی اولاد کو اپنے بس میں کر لوں گا مگر تھوڑے سے

اَرَءَیْتَکَ (کیا دیکھا تو نے اپنے آپ کو) یہ لفظ سورۃ الانعام میں گزر چکا ہے۔ اس کو عربی میں مخاطب کی توجہ کسی خاص بات کی طرف دلانے کے لیے استعمال کرتے ہیں اردو میں ہم اس کی جگہ کہیں گے بھلا دیکھیے تو۔ اَخَّرْتَنِ (ڈھیل دے تو مجھ کو) اَخَّرْتَ ماضی کا صیغہ ہے تاخیر سے۔ اصل میں اَخَّرْتَنِیْ تھا تخفیف کے لیے ی گر گئی۔ ی کے معنی مجھ کو۔ اَحْتَنِکُ (قابو میں کر لوں گا میں) مضارع کا صیغہ ہے احتناک سے جو ح۔ن۔ک سے بنا ہے۔ حنک جبڑے کو کہتے ہیں۔ احتناک نیچے کے جبڑے میں مضبوط رسّی یا لوہے کی زنجیر باندھ لینا جس سے جانور قابو میں آ جاتا ہے مراد یہ ہے کہ میں ان کو اس طرح قابو میں کر لوں گا کہ جہاں چاہوں انہیں لے جاؤں۔

شیطان انسان کو اپنے قابو میں رکھنا چاہتا ہے اور اس کو ایک حقیر چیز سمجھتا ہے اور بُرے کاموں میں پھنسا کے رکھنے کی کوشش کرتا ہے انسان کو یہ واقعہ ہر وقت یاد رکھنا چاہیے کہ اس کے باپ آدم علیہ السلام کو اللہ کے حکم سے فرشتوں نے سجدہ کیا اور شیطان نے ان کے آگے جھکنے سے انکار کر دیا اور وجہ یہ بتائی کہ میں اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہوں۔

اللہ عزوجل نے اس کی نافرمانی کی وجہ سے اسے راندۂ درگاہ کر دیا اور اس نے قیامت تک کے لیے آدم کی اولاد کو اپنے قابو میں کر کے تباہ کرنے کی ٹھان لی تا کہ اپنے دل کو تسلی دے کہ ہاں واقعی میں اس سے برتر ہوں۔

Marfat.com

شیطانی ہتھکنڈے

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ
کہا جا بس جو کوئی تابع ہوا تیرا ان میں سے پس تحقیق
جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾ وَ
دوزخ سزا ہے تمہاری سزا بھرپور اور
اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ
بھگالے جا جس کو بھگا سکتا ہے ان میں سے اپنی آواز اور
اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ
کھینچ لا ان کے اوپر اپنے سوار اور پیدل اور شریک ہو ان کا
فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَ مَا
ان کے مالوں میں اور اولاد میں اور وعدے کر ان سے اور نہیں
يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾
وعدے کرتا ان سے شیطان مگر دغابازی سے

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ
کہا جا پھر جو کوئی ان میں سے تیرے ساتھ ہوا سو
جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾ وَ
دوزخ تم سب کی سزا ہے پوری اور
اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ
ان میں سے جس پر تیرا قابو چلے اپنی چیخ دپکار سے اس کے قدم اکھاڑ دینا
اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ
اور چڑھا لا ان پر اپنے سوار اور پیادے اور ر
فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا
مال اور اولاد میں ان سے ساجھا کر اور ان سے وعدے کر اور
يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾
شیطان ان سے کچھ وعدے نہیں کرتا مگر دغا بازی

اِسْتَفْزِزْ (جگہ سے ہلا دے) امر کا صیغہ ہے استفزاز سے جس کے معنی جگہ سے ہلا دینا، بھگا دینا یا بھگا لے جانا ہیں۔ اس کا مادہ ف۔ ز۔ ز ہے جس کے معنی ہلکے پن کے ہیں۔

شیطان نے اللہ عزوجل سے مہلت مانگی تاکہ وہ آدم علیہ السلام کی اولاد سے قیامت تک اس ذلّت و رسوائی کا بدلہ لیتا رہے جو اسے ان کی بدولت حاصل ہوئی۔ ارشاد ہوا کہ اچھا تجھے مہلت ہے جا اور جو کچھ تجھ سے ہوسکے کرلے ہم نے تیرے اور تیرا کہنا ماننے والوں کے لیے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔ وہی تمہاری سرکشی کی پوری پوری سزا ہے تیری آواز پر جو تیری طرف لپکیں انہیں سمیٹ لے اور اپنا سارا لشکر سوار اور پیادے ان پر چڑھا لا اور انہیں بہکا کر حرام طریقوں سے مال اور اولاد حاصل کریں تاکہ ان میں تیرا بھی حصّہ ہو جائے اور ان کو سبز باغ دکھا کہ حرام حلال کچھ نہیں مزے اڑاؤ جس طرح جی چاہے مال جمع کرو جس طرح ہوسکے اپنی دنیاوی خواہشیں پوری کرو تاکہ زندگی کا پورا پورا لطف حاصل ہو۔ گناہ، عذاب، نیکی اور ثواب کوئی چیز نہیں میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہارا مددگار ہوں تم پر دنیا میں رنگ رلیاں منانے کی وجہ سے کوئی آنچ نہیں آسکتی۔ لیکن شیطان کا یہ وعدہ نری دغا بازی، فریب اور جھوٹ ہے۔

Marfat.com

اللہ کے بندے

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ
تحقیق میرے بندے نہیں تیرا ان پر
سُلْطَانٌ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا (۶۵)
کچھ زور اور کافی ہے تیرا رب کام بنانے والا

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ
وہ جو میرے بندے ہیں ان پر تیری حکومت نہیں
سُلْطَانٌ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا (۶۵)
اور تیرا رب کام بنانے والا کافی ہے

اللہ عزوجل نے شیطان کو مہلت دی کہ وہ دنیا کے اندر انسان کے بہکانے میں اپنی سی کر دیکھے۔ انجام کار اس کو اور اس کے ماننے والوں کو دوزخ میں بھیج دیا جائے گا اس سے صاف صاف کہہ دیا کہ تیرے ہتھکنڈوں میں وہی لوگ آئیں گے جو ہمارے رسولوں کے بتائے ہوئے راستہ پر نہ چلیں گے۔ یہ راستہ ایک ہے اس پر چلنے والے دین و دنیا میں فلاح کو پہنچیں گے پھر اس میں کسی انسان کے لیے کوئی روک ٹوک نہیں جو اپنی عقل سے کام لے گا۔ اس کے لیے یہ راستہ کھلا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنے رسول وقتاً فوقتاً دنیا میں بھیجتا رہوں گا۔ جو اس راستہ کو تمام خس و خاشاک سے صاف کرتے رہیں گے اور سب سے آخری رسول کو اپنی آخری کتاب قرآن مجید دے کر اس راستہ کی علامتیں ہمیشہ کے لیے بیان کر دوں گا اور تیرا داؤ فقط ان پر چل سکے گا جنہیں یہ علامتیں نہ نظر آئیں گی۔ سارے انسان تیرے پھندے میں نہ پھنسیں گے کچھ میرے بندے ایسے بھی ہوں گے جو مجھے پہچان کر دل و جان سے میری اطاعت کریں گے۔ ان پر تیرا بس نہ چلے گا۔ وہ پہچان لیں گے کہ تو دھوکے باز ہے تیرے سارے وعدے جھوٹے ہیں وہ دیکھ لیں گے کہ تیرا کام سوا دغا بازی کے کچھ نہیں۔ میں اپنے ان بندوں کے سارے کام درست کر دوں گا اور انہیں صبر، ثبات اور استقلال عطا کروں گا۔

آخر میں ارشاد ہے کہ میرے ماننے والوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ میں ان کے سارے کام بنانے کے لیے کافی ہوں۔ مجھے چھوڑ کر اور کسی کے پاس جانے کی مطلقاً ضرورت نہیں۔ اللہ عزوجل کے اطمینان بخش وعدے پر پورا بھروسا کرنے کا حکم سب سے پہلے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور انہوں نے ساری دنیا کو دکھا دیا کہ اس حکم پر پورا عمل کر کے انہوں نے کیسا پھل پایا۔

آج دنیا نے دیکھ لیا کہ جیسی کامیابی آپ کو دنیا میں نصیب ہوتی وہ کسی کو نصیب نہ ہو سکی۔ یہ انسان کی بدنصیبی ہے کہ آپ کی قائم کی ہوئی ڈگر پر نہ چلے اور شیطان اور اس کے چیلے چانٹوں کی پیروی کرے۔

Marfat.com

اللہ کی قدرت

رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ
تمہارا رب وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے لیے کشتی دریا میں
لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ
تاکہ تلاش کرو تم اس کے فضل سے تحقیق وہ ہے تمہارے ساتھ
رَحِیْمًا (۶۶) وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ
رحم کا برتاؤ کرنے والا اور جب چھوتی ہے تم کو مصیبت دریا میں
ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِیَّاهُ ۚ
بھول جاتے ہو جنہیں تم پکارتے تھے سوا اللہ کے

رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ
تمہارا رب وہ ہے جو تمہارے واسطے دریا میں کشتی چلاتا ہے
لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ
تاکہ اس کا فضل تلاش کرو وہی تم پر
رَحِیْمًا (۶۶) وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ
مہربان ہے اور جب تم پر دریا میں آفت آتی ہے
ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِیَّاهُ ۚ
بھول جاتے ہو جنہیں اللہ کے سوا پکارتے تھے

یُزْجِیْ: (چلانا، آگے بڑھانا) مضارع کا صیغہ ہے اِزْجَآءٌ سے جس کا مادہ ز۔ج۔ی ہے جس میں حرکت اور ملنے جلنے کا مفہوم ہے اِزْجَآءٌ اس کا متعدی ہے۔

اَلْفُلْكُ: (جہاز، کشتی) اس کا مادہ ف۔ل۔ک ہے اور یہ اس سے اسم ہے جو مفرد بھی ہے اور جمع بھی یعنی کشتی یا کشتیاں۔

ان آیتوں میں انسان کو بتایا جا رہا ہے کہ شیطانی قوتیں تمہیں تباہ کرنے کے درپے ہیں، اور ہم نے شیطانی قوتوں کو ان کا اپنا کام کرنے کی مہلت دے رکھی ہے تاکہ انسان کو جو اختیار دیا گیا ہے اس کا امتحان ہو جائے۔ لیکن یہ شیطانی قوتیں ہمارے قوت و اقتدار سے ہرگز ہرگز باہر نہیں ہیں جو انسان ہماری طرف جھکے گا۔ ہم اسے ان ہلاک کرنے والے اثرات سے ضرور بچا لیں گے۔ ہماری قوت اقتدار کا اندازہ اس سے کر لو کہ تم کو ہم دنیا میں بڑی بڑی مصیبتوں سے بچاتے ہیں۔ دریا اور سمندر میں ہمیں نے تمہارے لیے کشتیاں چلائیں اور ان کی تباہ کرنے والی طاقتوں کو تمہارے تباہ کرنے سے روک دیا اور تم کشتیوں اور جہازوں پر بیٹھ کر اللہ کے فضل اور بخشش کی تلاش کرتے پھرتے ہو اور کامیاب ہوتے ہو۔ پھر شیطان کی تباہ کن طاقتوں سے بچنے کے لیے اللہ کا سہارا کیوں نہیں لیتے۔ تم کو اس بات سے سبق لینا چاہیے کہ جب تم سمندروں کے خطرناک طوفانوں میں پھنس جاتے ہو تو اس وقت تمہیں سوا اللہ کے کوئی یاد نہیں آتا۔ شیطان کے پھندے سمندری طوفانوں سے کہیں زیادہ تباہ کرنے والے ہیں ان سے بچنے کے لیے تم اللہ کی طرف کیوں رجوع نہیں کرتے؛

Marfat.com

انسان نہیں سیکھتا

فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ

پس جب نجات دی تم کو خشکی کی طرف منہ موڑ لیتے ہو تم اور ہے

الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿٦٧﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ

انسان بڑا ناشکرا کیا بے خوف ہو گئے تم اس سے

يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ

کہ دھنسا دے تم کو جنگل کے کنارے یا بھیج دے

عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ

تم پر پتھراؤ کرنے والی ہوا پھر نہ پاؤ تم اپنے لیے

وَكِيْلًا ﴿٦٨﴾

کوئی کارساز

فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ

پھر جب تم کو خشکی میں بچا لایا تو پھر جاتے ہو اور انسان

الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿٦٧﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ

بڑا ناشکرا ہے کیا تم اس سے نڈر ہو گئے

يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ

کہ تم کو جنگل کے کنارے دھنسا دیوے یا تم پر

عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ

پتھر برسانے والی آندھی بھیج دیوے پھر تم اپنا کوئی

وَكِيْلًا ﴿٦٨﴾

بچانے والا نہ پاؤ

يَخْسِفَ (دھنسا دیوے) مضارع کا صیغہ ہے خ س ف سے خسف کے معنی دھنس جانا۔ با سے متعدی ہو گیا یَخْسِفُ بِکُمْ تم کو دھنسا دیوے۔

حَاصِبًا (کنکر پتھر برسانے والی ہوا) یہ اسم فاعل ہے ح ص ب سے حَصْبٌ کے معنی کنکر پتھر۔ حاصب: وہ ہوا جو کنکر پتھر برسائے

کاش انسان شیطان کی دشمنی کا اندازہ کر لے اور اس سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ لے لیکن انسان کی حالت عجیب ہے کہ جب طوفان میں پھنسا اور یقین ہو گیا کہ اب مرا، تو جھٹ اللہ عزوجل کو پکارنے لگا جب اللہ نے اسے اس آفت سے نجات دی۔ صحیح سلامت خشک زمین پر پہنچا دیا اور اطمینان کا سانس لینا نصیب ہوا تو اللہ عزوجل کو بھول گیا۔ یہ تو بہت بڑی ناشکری ہے مانا کہ انسان میں کچھ کمزوریاں ہیں۔ اور یہ آرام کے وقت ان دوستوں کو بھلا دیتا ہے جنھوں نے کبھی بڑی مصیبت سے چھڑایا تھا لیکن اللہ عزوجل کو تو اس طرح بھلانا نہ چاہیئے۔ اس کے قبضہ قدرت میں تو انسان ہر جگہ اور ہر وقت ہے۔ وہ اگر چاہے تو اس ناشکری کی سزا میں انسان کو خشکی ہی کے اندر زمین میں دھنسا سکتا ہے یا کوئی اور آفت بھیج سکتا ہے۔ مثلاً ایسی آندھی جو پتھر، کنکر اس زور سے برسائے کہ آدمی کا بھرکس نکل جائے لاکھ ٹاپے لیکن بچ نہ سکے۔ ادھر ادھر نظر دوڑائے مگر کوئی بچانے والا نہ ملے اور جدھر دیکھے سناٹا ہی سناٹا نظر آئے انسان کو شیطان کی دشمنی کا اندازہ نہیں کیونکہ وہ بظاہر بڑا میٹھا اور خیر خواہ بنا رہتا ہے کاش وہ اسے سمجھ جائے اور ہر وقت اس سے اللہ کی پناہ مانگے ؛

Marfat.com

بے فکری مناسب نہیں

اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً
یا بے خوف ہوگئے ہو تم اس سے کہ لوٹا دے تم کو اس میں دوسری
اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ
بار پس بھیج دے تم پر سخت جھونکا ہوا کا
فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا
پس غرق کر دے تم کو بدلے میں تمہاری ناشکری کے پھر نہ پاؤ تم
لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿٦٩﴾
اپنے لیے ہم پر اس سے بازپرس کرنے والا

اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً
یا بے ڈر ہوگئے ہو اس سے کہ تم کو دوسری بار دریا میں
اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ
لے جائے پھر تم پر ہوا کا ایک سخت جھونکا بھیجے
فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا
پھر تم کو ناشکری کے بدلے میں ڈبو دے پھر اپنی طرف سے ہم پر
لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿٦٩﴾
اس کا کوئی بازپرس کرنے والا نہ پاؤ

قَاصِفٌ: سخت جھونکا، اسم فاعل ہے ق ص ف سے۔ قصف کے معنی ہیں اکھاڑ پھینکنا۔ قاصف، درختوں مکانوں وغیرہ کو اکھاڑ پھینکنے والا۔

تَبِیْعًا: بازپرس کرنے والا۔ صفت کا صیغہ ہے۔ ت ب ع سے۔ تبع کے معنی ہیں پیروی کرنا۔ تبیع وہ جو کسی بات کے پیچھے پڑ جائے اور اس کی جواب طلبی کرے۔

ارشاد ہے کہ افسوس اللہ عزوجل کی قدرت کا انہوں نے ٹھیک اندازہ نہ کیا۔ یہ نہ سمجھے کہ وہ چاہے تو انہیں اس ناشکری کے بدلے خشک زمین ہی میں دھنسا دے۔ اگر طوفان لا کر وہ انسان کو پانی میں ڈبو سکتا ہے تو زلزلے کے ایک جھٹکے میں وہ اسے زمین میں بھی دھنسا سکتا ہے۔ یا کوئی ایسا ضروری سبب پیدا کر سکتا ہے کہ تم پھر دوبارہ جہاز میں بیٹھ کر کسی جگہ جانے پر مجبور ہو جاؤ اور وہ سمندر میں درختوں اور مضبوط مکانوں کو اکھاڑ پھینکنے والی ہوا کا ایک جھونکا بھیج دے اور تمہاری پہلی ناشکری اور احسان فراموشی کے عوض میں تمہاری کشتی الٹ کر تمہیں سمندر میں غرق کر دے۔

یاد رکھو ایسا کوئی نہیں کہ اس سے بازپرس کر سکے۔ تمہارے گناہوں کی سزا میں اگر تمہیں زمین میں دھنسا دے یا دوبارہ سمندر کے سفر پر تمہیں مجبور کر دے اور وہاں تیز ہوا کا جھونکا بھیج کر تمہیں تمہارے سازوسامان سمیت غرق کر دے تو پھر ایسا کوئی نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ پر دعویٰ کر دے اور اس معاملہ کے پیچھے پڑ کر اللہ عزوجل سے اس کی جواب طلبی کرے۔ انسان کے لیے سوا اس کے اور کوئی راستہ نہیں کہ ہر مصیبت سے بچنے کے لیے اللہ عزوجل کی پناہ لے۔ خشکی تری میں جہاں بھی ہو اسی کریم کارساز سے التجا کرے کہ اپنے فضل و کرم سے ہمیں ہر مصیبت سے بچا اور اپنی رحمت سے ہمارا بیڑا پار کر۔ سوا اللہ عزوجل کے انسان کو کوئی طاقت شیطان یا کسی اور طوفان وغیرہ آفتوں سے نہیں بچا سکتی۔

Marfat.com

انسان کا مرتبہ

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ

اور البتہ تحقیق بزرگی دی ہم نے آدم کی اولاد کو اور سواری دی ہم نے ان کو خشکی میں

وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ

اور دریا میں اور رزق دیا ہم نے ان کو ستھری چیزوں سے اور بڑھایا ہم نے ان کو

عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا ﴿۷۰﴾

بہت سوں پر ان میں سے جنھیں ہم نے پیدا کیا ۔ بڑائی دے کر

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ

اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی ہے اور اس کو جنگل اور دریا میں

وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ

سواری دی اور ہم نے ستھری چیزوں سے اسے روزی دی اور ہم نے اسے

عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا ﴿۷۰﴾ ع

بہتوں سے جنھیں ہم نے پیدا کیا بڑائی دے کر بڑھایا

انسان کو چاہیئے کہ اپنا مرتبہ پہچانے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے اس کی عزت میں بٹہ آئے۔ آدم علیہ السلام کی پیدائش کا قصہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار بیان کر کے انسان کو جس بات کی طرف توجہ دلائی ہے اس کا خلاصہ اس آیت میں رکھ دیا گیا ہے۔

ارشاد ہے کہ ہم نے انسان کو عقل اور ہدایت کے سامان دے کر اسے بڑی عزت بخشی ہے۔ جتنا اہتمام اس کی ہدایت کا کیا گیا ہے اتنا کسی اور مخلوق کے لیے نہیں کیا گیا۔ ہم نے اس کی دُنیاوی ضرورتوں کے پورا کرنے کا بندوبست وسیع پیمانے پر کر دیا ہے۔ یہ تمام روئے زمین پر سواریوں اور جہازوں کے ذریعے چل پھر سکتا ہے اور اس کے لیے جو پاکیزہ چیزیں ہم نے دُنیا میں پیدا کی ہیں وہ حسبِ ضرورت حاصل کر سکتا ہے۔

ہم نے اس کو دُنیا کی ضرورتوں کے لیے سرگردانی سے اس لیے بچایا ہے۔ کہ کہیں ان کے پورا کرنے میں پھنس کر اپنے سارے قیمتی وقت کو ضائع نہ کر دے۔ اس خیال سے اس کے لیے ایسے وسایل بھی مہیا کر دیئے ہیں کہ جن کے ذریعے وہ اور بہت سی مخلوقات سے بہت بلند مرتبہ حاصل کر سکتا ہے۔

اس کو چاہیئے کہ اللہ کی عنایت کی قدر کرے اور اس کی ہدایتوں پر چل کر اپنا مرتبہ بلند سے بلند تر کرنے کی کوشش کرے اور رزق کے حاصل کرنے میں خواہ مخواہ کی پیچیدگیاں اپنی طرف سے نہ پیدا کرے۔ اگر حرص و ہوا سے بچا رہا۔ تو تھوڑی سی محنت سے سب کو بہ آسانی بقدر حاجت رزق مل سکتا ہے۔ اگر اس کے اندر پیچیدگیاں پیدا کیں تو بہت سی فضیلتوں سے اپنے آپ کو محروم کر دے گا۔

Marfat.com

اعمال کا حساب

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ
جس دن ہم بلائیں گے سارے فرقوں کو ان کے سرداروں کے ساتھ پس جو
اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ
دیا گیا اپنی کتاب داہیں ہاتھ میں پس وہ پڑھیں گے
كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنْ
اپنی کتاب اور نہ ظلم کیے جائیں گے وہ دھاگے کے برابر اور جو
كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ
رہا اس جہان میں اندھا پس وہ آخرت میں بھی
اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾
اندھا اور بھٹکا ہوا ہے راہ سے

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ
جس دن ہم ہر فرقے کو اس کے سرداروں کے ساتھ بلائیں گے سو جس
اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ
کا اعمال نامہ اس کے داہیں ہاتھ میں ملا سو وہ لوگ اپنا لکھا ہوا
كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنْ
پڑھیں گے اور ان پر ایک دھاگے کے برابر ظلم نہ ہوگا اور جو کوئی
كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ
اس جہان میں اندھا رہا تو وہ آخرت میں بھی اندھا اور
اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾
راہ سے بہت دور پڑا ہوا ہے

فَتِيْلًا (دھاگا) اس کا مادہ ف ت ل ہے فتل کے معنی بٹنے کے ہیں۔ روئی وغیرہ کے بٹنے سے دھاگا بنتا ہے۔ اسی کے مشابہ ایک پتلی سی جھلی کھجور کی گٹھلی کے درمیان ہوتی ہے یہ دونوں فتیل کہلاتے ہیں۔

اِمَامٌ (پیشوا) اس کا مادہ ام م ہے جس سے اُمٌّ اور اُمَّۃٌ وغیرہ لفظ بنے ہیں۔ اس سے ہر وہ شخص، عقیدہ، خیالات، باتیں یا عادتیں مراد ہو سکتی ہیں جس کا انسان غلام بن جاتا ہے۔

اُنَاسٌ (فرقے) یہ اِنْسٌ کی جمع ہے جو ساری نوع انسان کا نام ہے۔ جمع کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے سارے فرقے ظاہر ہو جائیں۔

اس آیت میں ارشاد ہے۔ کہ قیامت کے دن ہم ہر انسان کو اپنے سامنے حاضر ہونے کا حکم دیں گے۔ پھر ہر ایک کا اعمال نامہ اسے مل جائے گا جس کا سیدھے ہاتھ میں آیا وہ اسے خوشی خوشی پڑھے گا اور اپنے نیک اعمال کا انعام حاصل کرے گا۔

اس دن کسی پر ظلم یا زیادتی بالکل نہ کی جائے گی۔ جس نے شیطانی خیالات اور اعمال دنیا میں اختیار کیے ہوں گے۔ وہ آخرت میں بھی ذلیل وخوار ہوگا۔ اسے جیسے یہاں کچھ نہ سوجھا وہاں بھی سوا یاس وحرمان کے اندھیرے کے کچھ نظر نہ آئے گا وہ وہاں آرام وراحت سے اور بھی زیادہ دور ہو جائے گا۔

Marfat.com

ورغلانے کی کوشش

وَ اِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِیْٓ

اور بے شک قریب تھے وہ کہ بچلادیں تجھ کو اس چیز سے جو

اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غَیْرَهٗ ۖ

وحی کی ہم نے تیری طرف تا کہ جھوٹ گھڑلے تو ہم پر اس کے سوا

وَ اِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِیْلًا ﴿۷۳﴾

اور اس وقت البتہ بنا لیتے وہ تجھ کو دوست

وَاِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِیْٓ

اور وہ لوگ تو چاہتے تھے کہ تجھ کو اس چیز سے جو

اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غَیْرَهٗ ۖ

ہم نے تیری طرف وحی کی بچلادیں تا کہ تو ہم پر وحی کے سوا

وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِیْلًا ﴿۷۳﴾

اور جھوٹ بنالائے اور تب تو تجھ کو وہ دوست بنا لیتے

اِنْ (تحقیق) یہاں اِنْ حرف شرط اگر کے معنی میں نہیں ہے بلکہ اصل میں اِنَّ ہے جس کا اسم ھُمْ اس کے ساتھ ہے یعنی اَنَّھُمْ تحقیق وہ۔ استعمال میں اِنَّ کو اِنْ کر کے اس کا اسم ضمیر گرا دیتے ہیں اور اس کی خبر میں لام تاکید بڑھا دیتے ہیں اور یہی نشانی ہوتی ہے کہ یہ اِنْ اصل میں اِنَّ ہے۔ قرآن مجید میں اس کا یہ استعمال بہت سی جگہ ہوا ہے۔

یَفْتِنُوْنَ (بچلادیں) مضارع کا صیغہ ہے ف۔ت۔ن سے جس سے مشہور لفظ فِتْنَۃٌ بنا ہے اس کا مصدر فَتْنٌ اور فُتُوْنٌ ہے جس کے معنی ہیں اصل چیز کے ساتھ اس سے ملتی جلتی اور چیزیں ملا دینا تاکہ اس کے ڈھونڈنے میں دقت ہو یا بہلا پھسلا کر اصل بات سے ہٹانے کی کوشش کرنا۔ امتحان لینا بہکانا عقل آزمانا۔ فِتْنَۃٌ وہ حالت یا چیز جو آزمائش میں پھنسا دے یہاں یَفْتِنُوْنَكَ سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی طرف سے آپ کے سامنے ایسی باتیں پیش کرتے ہیں جس سے آپ اصل بات سے ہٹ جائیں (نعوذ باللہ)

اکثر لوگ آپ سے بڑے سنجیدہ بن کر کہتے تھے۔ کہ تمہاری طرف جو وحی آتی ہے۔ اس میں کچھ ایسے احکام بھی ہونے چاہئیں۔ جن سے ہمارے رسم و رواج کی قدر ظاہر ہوتی ہو۔ اور ہمارے بتوں کی تعظیم و تکریم نکلتی ہو۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہمارا تمہارا سمجھوتہ ابھی ہو سکتا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ قرآن مجید کے کچھ احکام بدل دو یا ان کو چھوڑ دو۔ پھر ہماری تمہاری کوئی لڑائی نہیں بلکہ ہم تمہارے تابع ہونے کو تیار ہیں اور اس کے لیے تم جو کہو ہم تمہارے لیے ابھی مہیا کر دیتے ہیں۔ روپیہ پیسہ حسین عورتیں مرتبہ جاہ و دولت جو چاہو حاضر ہے۔ فقط اتنا کرو کہ قرآن مجید سے وہ حصہ نکال دو جس میں شرک کی برائی اور بت پرستی کا رد ہے۔

آیت میں ارشاد ہے کہ اگر تو واقعی (بالفرض محال) ان کا یہ کہنا کر دے تو وہ ابھی ابھی تیرے گہرے دوست بن جائیں لیکن ظاہر ہے کہ اصلاح کرنے والے بدمعاشوں سے سمجھوتہ کرنے پر اتر آئیں تو پھر دنیا کی اصلاح ہو چکی۔

Marfat.com

نبی کی معصومیت

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ
اور اگر نہ ہوتا یہ کہ جمائے رکھا ہم نے تجھ کو البتہ ضرور لگتا تو جھکنے
اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ
ان کی طرف کچھ تھوڑا سا اس وقت البتہ ہم چکھا دیتے تجھے
ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَ ضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ
دگنا عذاب زندگی کا اور دگنا عذاب موت کے بعد پھر
لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾
نہ پاتا تو اپنے لیے ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ
اور اگر یہ نہ ہوتا کہ تجھے سنبھالے رکھا ہم نے تو تُو
اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ
ان کی طرف تھوڑا سا جھکنے لگ جاتا تب تو ہم تجھ کو ضرور
ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ
دگنا مزہ زندگی میں اور دگنا مرنے میں چکھاتے پھر
لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾
تو اپنے واسطے ہمارے خلاف مدد کرنے والا نہ پاتا

تَرْكَنُ (مائل ہوتا تو) مضارع کا صیغہ ہے ر ک ن سے اس کا مصدر رُکُون ہے۔ رُکُون کے معنی ہیں تھوڑا سا جھک جانا۔

ضِعْف کے معنی دگنے کے ہیں عبارت کی طرز سے یہاں دُگنا عذاب خودبخود سمجھ میں آجاتا ہے کیونکہ اور کسی چیز کے سمجھنے کا موقعہ ہی نہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم طبعاً حلیم اور بردبار تھے۔ دوسروں کی خاطر و مدارات ان کی فطری خصلت تھی لیکن حرص و ہوا کا پتہ نہ تھا۔ آپ ان کے دُنیا کے لالچ دلانے اور مرتبہ جاہ و دولت کی پروا تو کیا کر سکتے تھے۔ آپ کی بے نیازی تو آپ کے مخالفوں کے لیے اس وقت بھی حیرت انگیز تھی اور اب بھی دُنیا بھر کے دل میں حیرت کے ساتھ رعب اور دہشت پیدا کر رہی ہے۔ لیکن اپنے طبعی خلق کی وجہ سے جھگڑا فساد مٹانے کے لیے شاید کچھ ایسا ہلکا سا خیال آسکتا تھا کہ اگر کچھ رعایت کرنے سے ان لوگوں کی دشمنی کچھ کم ہو جائے تو شاید یہ حق بات سننے کے لیے آمادہ ہو جائیں اللہ عزوجل کی طرف سے ارشاد ہوا۔ کہ ہم نے دُنیا کی بے ہودہ باتوں سے انسان کو بچانے کے لیے تجھے مبعوث کیا ہے تیرا مرتبہ اس سے بلند ہے کہ تو کسی کی خاطر حق بیان کرنے میں کوتاہی کرنے کا خیال بھی کرے اگر تیری طرف سے ذرا بھی کوتاہی ہوتی ہوتی تو تجھے دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دوہرا عذاب دیا جاتا (العیاذ باللہ) اور پھر کوئی تجھے اس سے بچانے والا بھی نہ ملتا وہ تو خیریت گذری کہ ہم نے تجھے اپنی قدرت سے تیری جگہ پر مضبوطی کے ساتھ جمائے رکھا اور تیرے عزم اور ارادے میں ذرا بھی تزلزل نہ واقع ہوا۔

Marfat.com

دستورِ الٰہی

وَاِنْ کَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ
اور تحقیق قریب تھا کہ وہ ہلا دیں تجھ کو اس زمین میں
لِیُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ
تاکہ نکال دیں وہ تجھ کو اس سے اور اس وقت نہ ٹھیریں گے وہ
خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنْ
تیرے پیچھے مگر تھوڑا سا یہی دستور رہا ہے ان کے ساتھ
قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ
کہ بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے اپنے رسولوں میں سے اور نہ پائے گا تو
لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا ﴿۷۷﴾ ع
ہمارے دستور میں ادل بدل

وَاِنْ کَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ
اور وہ تو چاہتے تھے کہ تجھ کو اس زمین سے ہلا دیں
لِیُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ
تاکہ یہاں سے تجھ کو نکال دیں اور اس وقت تیرے پیچھے
خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنْ
وہ نہ ٹھیریں گے مگر تھوڑا دستور چلا آتا ہے
قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ
ان رسولوں کا جو ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے اور ہمارے
لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا ﴿۷۷﴾ ع
دستور میں تو کوئی تفاوت نہ پائے گا

ع ۸

یَسْتَفِزُّوْنَ ہلا ڈالیں وہ مضارع کا صیغہ ہے اِسْتِفْزَاز سے اس کے معنی اور مادہ گذر چکے ہیں۔ ہلا ڈالنا۔

خِلٰفَ پیچھے یہ لفظ سورہ توبہ میں گذر چکا ہے اس کے معنی وہی ہیں جو خلف کے ہیں یعنی تیرے بعد تیرے پیچھے۔

ارشاد ہے کہ یہ چاہتے ہیں کہ تجھے اتنا پریشان کریں کہ تو گھبرا کر مکّہ سے باہر چلا جائے۔ لیکن یہ یاد رکھیں کہ تجھے نکال کر مکّہ میں یہ بھی چین سے زیادہ دن تک نہیں بیٹھیں گے۔ تھوڑے دن اور ہوا کھا لیں۔ پھر یہ یہاں سے ہمیشہ کے لیے نکال باہر کیے جائیں گے۔ یہی قاعدہ پہلے رسولوں کی بابت جاری رہا ہے کہ جب کسی قوم نے اپنے رسول کو ستایا اور ان کا بستی میں رہنا دوبھر کر دیا تو اس کے بعد وہ خود بھی وہاں نہ رہ سکے اور ہلاک کر دیئے گئے۔ اچھی طرح سُن لیں کہ جب ہم ایک قاعدہ مقرر کر دیتے ہیں۔ تو پھر اس میں تغیّر و تبدّل نہیں ہوتا۔ جس شرارت کی سزا پہلے کچھ مل چکی ہے۔ اگر وہ شرارت دنیا میں پھر نمودار ہوئی تو پھر وہی سزا ملے گی۔ سزا میں تو دیر لگ سکتی ہے لیکن وہ کبھی نہ کبھی ملے گی ضرور۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ عزّ و جل کے مقرر کیے ہوئے قانون ہمیشہ یکساں کام کرتے ہیں جن اسباب پر پہلے کوئی نتیجہ مرتّب ہو چکا ہے اگر وہی اسباب پھر جمع ہو جائیں تو پھر ان پر وہی نتیجہ مرتّب ہو کر رہے گا۔ سائنس دانوں نے اس قاعدے کو دریافت کر کے دنیا میں ہلچل مچا دی ہے لیکن اس سے جو سبق لینا چاہیئے تھا وہ نہیں لیا؛

Marfat.com

عبادت کا طریقہ

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ
قائم کر نماز (بوقت) ڈھلنے سورج کے اندھیرے
الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ
رات کے تک اور قرآن فجر کا تحقیق قرآن فجر کا
كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ
ہے روبرو اور رات میں سے کچھ جاگ قرآن
بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ڰ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ
کے ساتھ یہ زیادہ چیز ہے تیرے لیے قریب ہے کہ بلند کرے تجھے
رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾
تیرا رب اس مقام میں جو سراہا گیا

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ
نماز کو قائم رکھ سورج ڈھلنے سے رات کے
الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ
اندھیرے تک اور قرآن فجر کا بے شک فجر کا قرآن پڑھنا
كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ
روبرو ہوتا ہے اور کچھ رات جاگتا رہ قرآن کے
بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ڰ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ
ساتھ یہ زیادتی ہے تیرے لیے قریب ہے کہ تیرا رب تجھ کو
رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾
مقام محمود میں کھڑا کر دے

دُلُوْکٌ (زوال) یہ مصدر ہے د۔ل۔ک سے اس کے معنی جھک جانے اور مائل ہو جانے کے ہیں اس سے زوال کا وقت مراد ہے کیونکہ اس وقت سورج ڈھل جاتا ہے۔ قُرْاٰنٌ (پڑھنے کی چیز) یہ کتاب کا نام ہے جو اللہ عزوجل نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی۔ یہاں اس سے مراد نماز فجر ہے کیوں کہ نماز میں قرآن پڑھنا فرض ہے قرآن پڑھنا گویا نماز ہی ہے۔ مَشْهُوْدًا (جسے دیکھنے کو دیکھنے والے حاضر ہوں) اسم مفعول ہے ش۔ہ۔د سے شہود کے معنی حاضر ہونا۔ شاہد حاضر ہونے والا۔ مشہود وہ چیز جسے دیکھنے کے لیے حاضر ہوں۔ یہاں حاضر ہونے والوں سے فرشتے مراد ہیں تَهَجَّدْ (جاگ۔ اٹھ) امر کا صیغہ ہے تَهَجَّدٌ سے جس کے معنی ہیں سو کر جاگ اٹھنا۔ اس کا مادہ ہ۔ج۔د ہے ہجود کے معنی سو جانا۔ تہجد کے معنی سو کر جاگنا۔ نَافِلَةً (زیادہ چیز) ن۔ف۔ل سے اسم فاعل ہے نَفْلٌ کے معنی ضرورت سے زائد ہونا۔ نَافِلَةٌ۔ وہ چیز جو اصل چیز سے زائد ہو۔ مقام محمود (سراہا گیا مرتبہ) اس سے مراد شفاعت کبریٰ کا مرتبہ ہے۔ یہ میدان حشر میں دنیا بھر کے انسانوں کی ہوگی جو صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کریں گے۔

اس آیت سے دن رات میں پانچ وقت کی نماز اور نماز فجر میں لمبی قرأت کی اصل نکلتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ تہجّد آپ کے لیے فرض ہے کیونکہ آپ کو بڑا مرتبہ ملنے والا ہے۔

Marfat.com

وعدۂ فتح ونصرت

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ

اور کہہ اے میرے رب داخل کر مجھ کو داخل کرنا کامیابی کا

وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ

اور نکال مجھ کو نکالنا کامیابی کا اور عطا کر مجھے

مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ جَآءَ

اپنے پاس سے غلبہ مدد دینے والا اور کہہ آپہنچا

الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ

حق اور مٹ گیا باطل تحقیق باطل

كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾

ہے ہی مٹنے والا

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ

اور کہہ اے میرے رب داخل کر مجھ کو کامیابی کا داخل کرنا

وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ

اور نکال مجھ کو کامیابی کا نکالنا اور مجھ کو اپنے

مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ جَآءَ

پاس سے مدد کرنے والا غلبہ عطا فرما اور کہہ کہ

الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ

حق آ گیا اور باطل مٹ گیا اور باطل

كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾

ہے ہی مٹنے والا

مُدْخَلَ اور مُخْرَجَ دونوں مصدر میمی ہیں اور ان کے معنی اِدْخال اور اخراج کے ہیں یعنی داخل کرنا اور نکالنا جو دخول اور خروج سے متعدی ہیں صِدْقٍ (استواری پختگی) اس کے معنی سورۂ یونس کے شروع میں بیان ہو چکے ہیں۔ صدق کے اصل معنی ثابت قدمی اور استواری اور عزت کے ہیں سچائی میں یہ دونوں باتیں ہیں۔ مدخل صدق ایسا داخل ہونا جس میں پائداری اور استواری یعنی مضبوطی ہو۔ ایسے ہی مخرج صدق ایسا نکالنا جس میں ذلت اور رسوائی نہ ہو۔ سُلْطٰنًا (غلبہ۔ قوت۔ حکومت) یہ لفظ اسی سورت کے چوتھے رکوع میں گذر چکا ہے۔ زَهَقَ (مٹ جانا) زہ۔ ق سے ماضی کا صیغہ ہے زُهُوْق کے معنی سست پڑ جانے غائب ہو جانے اور مٹ جانے کے ہیں۔ زَهُوْقًا: اسی سے صفت کا صیغہ ہے یعنی کمزور ہوتے ہوتے مٹ جانا۔———— ارشاد ہے کہ یوں کہا کرو کہ اے اللہ جس کام یا مقام میں آپ مجھے داخل کریں اس میں مجھے عزت اور آبرو اور ثابت قدمی کے ساتھ داخل کریں۔ اور جس کام یا مقام سے باہر نکالیں عزت اور آبرو کے ساتھ باہر نکالیں اور مجھ کو اتنا غلبہ عطا فرمائیں کہ جس سے سارے کام بن جائیں۔ چنانچہ آپ مکہ سے وثوق اور اطمینان کے ساتھ تشریف لے گئے اور بڑی عزت کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوئے پھر دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوا آپ کی حکومت قائم ہوئی اور آپ کو سرخروئی کے ساتھ اس اعلان کا موقعہ ملا کہ حق کا ظہور ہوا اور ناحق باتیں ساری مٹ گئیں۔ یہ سب باتیں پوری ہوئیں جو ایسے وقت کہی گئی تھیں کہ کسی کے گمان میں بھی نہ تھا کہ ایسا ہو سکتا ہے یہ قرآن کی سچائی کی زبردست دلیل ہے:

Marfat.com

قرآن مجید کی منزلت

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ
اور ہم نازل کرتے ہیں قرآن میں سے وہ جو شفا ہے
وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ
اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے اور نہیں بڑھاتا
الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾
ظالموں کے لیے مگر ٹوٹا

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ
اور ہم قرآن میں وہ باتیں اتارتے ہیں جو سے
وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ
روگ دفع ہوں اور ایمان والوں کے لیے رحمت ہو اور گناہ گاروں
الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾
کا تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے

انسان دنیا میں خراب خواہشوں کے پورا کرنے کے اندر اپنا سارا وقت ضائع کرتا ہے اس سے انجام کار سوا افسوس اور شرمندگی کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ آخر وہ دیکھے گا کہ اس کے دل کو خواہشوں کے پیچھے اندھا دھند پڑنے سے بہت سی ایسی بیماریاں لگ گئی ہیں جن کا علاج دنیا میں تو موجود تھا لیکن آخرت میں نہیں ہو سکے گا۔ یہ بیماریاں کچھ ایسی تکلیف دہ ہوں گی جس سے وہ ہمیشہ اندرونی درد اور دُکھ کی وجہ سے کراہتا رہے گا۔ موت بھی نہ آئے گی جو مر کر ہی چین پالے۔

اس آیت میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ انسان گناہوں میں پھنس کر شاید کچھ فوری عارضی لذت حاصل کرے لیکن دل پر اس کا بُرا اثر پڑے گا۔ اگر انہی لذتوں کا دلدادہ ہو گیا تو یہ چسکا اُسے خفیہ بیماریوں میں مبتلا کر دے گا جس کا نتیجہ جان لیوا عذاب ہوگا۔ ان بیماریوں کا علاج قرآن مجید میں موجود ہے۔ جسے دُنیا میں انسان کے لیے شفا اور رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے بشرطیکہ وہ اس کی باتوں پر ایمان لائے اور اس کے کہنے کے مطابق خواہشوں سے اعتدال کے ساتھ کام لے اور ان کا غلام نہ ہو جائے بلکہ ان کو قبضہ میں کر کے ان کا مالک بن کر بیٹھے اور شرع کے مطابق انہیں چلاتے۔

ارشاد ہے کہ اے انسان آنکھ کھول کر تو دیکھ۔ قرآن مجید میں کیا کیا گُن بھرے ہوئے ہیں۔ اس کی باتوں کو مان کر دیکھ یہ تجھے ساری خفیہ بیماریوں اور پوشیدہ روگوں سے شفا بخشیں گی۔ ان میں وہ سب باتیں موجود ہیں جو ماننے والوں کے لیے اکسیر کا حکم رکھتی ہیں اور اس کے اندر کوئی ایسا مرض نہیں چھوڑتیں جو انجام کار اس کو ہمیشہ کے لیے تباہ کر دے۔ لیکن اگر کوئی اس قرآن کی طرف دیکھے ہی نہیں اور اس کی باتوں کو اس کان سے سُنے اس کان اڑا دے تو وہ اس مریض کی طرح ہے جو حکیم کا کہنا ہی نہ سنے بلکہ الٹا اس کی مخالفت پر کمر باندھ لے اس کو حکیم کی باتیں کیا فائدہ دے سکتی ہیں۔ ناچار آخر کار اُسے صحت سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

Marfat.com

انسان کا عجیب رویّہ

وَاِذَآ اَنۡعَمۡنَا عَلَى الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ وَ
اور جب نعمت کرتے ہیں ہم انسان پر منہ پھیر لیتا ہے اور
نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ
دور ہٹا لیتا ہے اپنا پہلو اور جب پہنچتی ہے اسے برائی
كَانَ يَـئُوۡسًا ﴿۸۳﴾ قُلۡ كُلٌّ يَّعۡمَلُ
ہو جاتا ہے مایوس کہہ ہر ایک کام کرتا ہے
عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِمَنۡ هُوَ
اپنے ڈھنگ پر بس تمہارا رب خوب جانتا ہے اس کو کہ کون ہے وہ
اَهۡدٰى سَبِيۡلًا ﴿۸۴﴾
جو ٹھیک پا گیا ہے راستہ

وَاِذَآ اَنۡعَمۡنَا عَلَى الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ وَ
اور جب ہم آدمی کو نعمت عطا کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے
نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ
اور اپنا پہلو بچا لیتا ہے اور جب اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو
كَانَ يَـئُوۡسًا ﴿۸۳﴾ قُلۡ كُلٌّ يَّعۡمَلُ
مایوس ہو کر رہ جاتا ہے تو کہہ ہر ایک اپنے ڈھنگ پر
عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِمَنۡ هُوَ
کام کرتا ہے سو تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کس نے
اَهۡدٰى سَبِيۡلًا ﴿۸۴﴾ ع
ٹھیک راستہ پا لیا ہے

نَاٰ دور ہو گیا ماضی کا صیغہ ہے ن۔ء۔ی سے نَأْیٌ کے معنی دور ہو جانا۔ نَاٰ بِجَانِبِهٖ اپنا پہلو دور لے جانا۔ با کے ساتھ متعدی ہو گیا۔ يَئُوۡسٌ (نا امید ہو جانے والا) صفت کا صیغہ ہے ی۔ء۔س سے یاس کے معنی نا امیدی کے ہیں۔ اردو میں بھی یاس اسی معنی میں مستعمل ہے۔ اس سے يَيْئَسُ مضارع سورۃ الرعد میں گزر چکا ہے۔ شَاكِلَةٌ (ڈھنگ) اس کا مادہ ش ک ل ہے شکل کے معنی صورت، طریقہ اور ڈھنگ کے ہیں۔ مصدر ہو تو اس کے معنی ہیں صورت دینا، خدوخال مقرر کرنا۔ شاکلۃ وہ چیز جو کسی چیز کی صورت شکل مقرر کر دے۔ مراد یہ ہے کہ ہر شخص کی طبیعت میں ایک ایسی چیز پوشیدہ ہے جو اس کے کاموں کی شکل اور ان کے کرنے کا طریقہ مقرر کرتی ہے اسی کی بنا پر اس کی نیت، طریقہ عمل، مذہب اور چال چلن وغیرہ سارے رنگ ڈھنگ مقرر ہوتے ہیں۔ پہلے فرمایا کہ قرآن مجید انسان کے لیے دنیا میں بڑی نعمت ہے۔ اب فرمایا کہ یہ اس کی بدبختی ہے کہ دنیا کے عارضی فائدوں میں پھنس کر اور شیطان کے بہکاوے میں آ کر اس کی عقل پر پردے پڑ جاتے ہیں وہ اس سے کتراتا ہے اور دور بھاگنے کی کوشش کرتا ہے پھر اگر کوئی مصیبت آتی ہے تو آس توڑ کر بیٹھ جاتا ہے اور نہیں جانتا کہ کس کے پاس جائے کیا کرے کیونکہ اللہ عزوجل سے اس نے تعلق ہی نہیں جوڑا جو اس کے سہارے مگن رہتا انسان کو اختیار حاصل ہے کہ وہ جس طرح چاہے کام کرے۔ آخر ایک دن اللہ اس کا فیصلہ کرے گا کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر وہ ہر ایک کے طرز عمل سے خوب واقف ہے۔

Marfat.com

رُوح کیا ہے؟

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ
اور سوال کرتے ہیں تجھ سے　روح کی بابت　کہہ　روح
مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ
میرے رب کے امر میں سے ہے　اور نہیں دیئے گئے تم　علم میں سے
اِلَّا قَلِيْلًا (۸۵)
مگر　تھوڑا سا

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ
اور تجھ سے پوچھتے ہیں روح کیا ہے کہہ روح میرے
مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ
رب کے امر میں سے ہے۔ اور تم کو تھوڑا سا ہی
اِلَّا قَلِيْلًا (۸۵)
علم دیا گیا ہے

انسان کو دُنیا میں زندگی بسر کرنے کے لیے عملاً جن باتوں کی ضرورت ہے قرآن مجید نے ان کو صاف طور پر کھول کھول کر سمجھا دیا ہے اور ساتھ ہی اس کا خیال رکھا ہے کہ دُنیا میں پھنس کر انسان کی عاقبت خراب نہ ہو جائے بعض باتیں ایسی بھی ہیں جن کا سمجھنا عوام الناس کے لیے نہ دُنیا کی عملی زندگی کے لیے ضروری ہے اور نہ ان کو اتنی سمجھ ہے کہ ان کی تہ کو پہنچیں۔ اس لیے ان کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنا عوام کو اُلجھن میں ڈالنے کے برابر ہے اور عوام ہی کیا خواص بھی جو ان باتوں کے پیچھے پڑے ہیں وہ محض اپنی عقل کے ذریعے ان باتوں کی گتھی نہ سلجھا سکے۔ البتہ جن خواص کی عقل نے وحی کی روشنی میں ان کو دیکھا ہے وہ ان کو کم سے کم اتنا ضرور سمجھ گئے ہیں جس سے ان کے دل کو اطمینان حاصل ہو گیا ہے۔ ورنہ انسان کو ان باریک باتوں میں پھنس کر انجام کار اس کے سوا کچھ نہیں حاصل ہوتا کہ اس کو فلسفی کا لقب مل جائے مگر اس کے پلّے سوا قیل و قال کے کچھ نہیں پڑتا۔

اسی جھگڑے میں پھنسانے کے لیے یہودیوں نے مکّہ کے عربوں سے کہا۔ کہ آپ سے پوچھیں روح کیا چیز ہے؟ اس آیت میں اس کا جواب ہے۔ ارشاد ہے کہ ان سے کہہ دو کہ تم بعض مخلوقات کو جن میں انسان بھی ہے۔ زندہ دیکھتے ہو وہ اپنے ارادہ سے چل پھر سکتے اور کام کر سکتے ہیں۔ یہ زندگی ایک قوّت ہے جو ان کے اندر اللہ عزّ و جل کے حکم سے داخل ہوتی ہے اور وہ جاندار کہلانے لگتے ہیں اور جب وہ نکل جاتی ہے تو مُردہ ہو کر گر پڑتے ہیں یہی روح ہے تمہارے لیے اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ روح اللہ کا حکم ہے جس کو وہ حکم دیتا ہے وہ اپنے ارادہ سے چلنا پھرنا اور سب کام کر سکتا ہے۔ اس سے زائد علم کی نہ تمہیں عملی کاموں کے لیے ضرورت ہے اور نہ تمہیں دیا گیا ہے اس مخمصے میں مت پھنسو اچھے کام کرنے کی کوشش میں لگے رہو۔

Marfat.com

اللہ کی قدرت

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ
اور البتہ اگر ہم چاہیں تو لے جائیں وہ چیز جو
اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ
وحی کی ہم نے تیری طرف پھر نہ پائے تو اپنے لیے اس کا
عَلَیْنَا وَكِیْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ
ہمارے مقابلہ میں کوئی لانے والا مگر ازروئے رحمت کے تیرے رب کی طرف سے
اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَیْكَ كَبِیْرًا ﴿۸۷﴾
تحقیق اس کا فضل ہے تجھ پر بڑا

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ
اور اگر ہم چاہیں تو لے جائیں وہ چیز جو
اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ
ہم نے تیری طرف وحی کی پھر تو اس کے لانے کے لیے ہمارے
عَلَیْنَا وَكِیْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ
مقابلہ میں کوئی ذمہ دار نہ پائے مگر تیرے رب کی رحمت سے
اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَیْكَ كَبِیْرًا ﴿۸۷﴾
اس کی بخشش تجھ پر بڑی ہے

اَلَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ (وہ چیز کہ وحی کی ہم نے تیری طرف) اس سے قرآن مجید اور اس کے احکام مراد ہیں۔

پچھلی آیت میں کہا گیا تھا۔ کہ روح، اللہ کے ارادہ اور قدرت کا مظہر ہے اس آیت میں اس کا بیان ہے کہ اللہ عزوجل کی قدرت بے پایاں اور بے انتہا ہے اس کے حکم سے ہر چیز فوراً ہو جاتی ہے اور اس کے ہونے کو کوئی چیز روک نہیں سکتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہے کہ اگر ہم چاہیں تو یہ جو کچھ وحی کے ذریعہ ہم نے تجھے سکھایا ہے، سب ذرا سی دیر میں واپس لے لیں۔ اس کے بعد کوئی ایسا نہیں کہ اسے دوبارہ لانے کا ذمہ لے سکے، ہماری قدرت میں یہ سب کچھ ہے لیکن ہم ایسا کریں گے نہیں۔ کیونکہ یقیناً بہت سے آدمی اس قرآن عظیم سے راہ یاب ہوں گے اور اس کے احکام پر عمل کر کے دین و دنیا میں کامیاب اور سرخ رو ہوں گے اور تجھ کو اس کے پہنچانے کا بہت اچھا بدلہ ملے گا۔ اور بڑے بڑے درجے عطا ہوں گے اور یہ تیرے اوپر اللہ کا بڑا فضل ہے کہ تجھ کو تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے مقرر فرمایا اور چند شوریدہ بخت لوگوں کے شور و شغب سے تجھ کو منصب ہدایت سے اور سمجھ دار لوگوں کو سیدھی راہ پہچاننے سے محروم نہیں کیا۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ جیسے روح، اللہ کے حکم سے ہے ایسے ہی اس کے کمالات بھی اسی کے حکم سے اور اسی کے عطا کیے ہوئے ہیں، اپنا کسی کا کچھ نہیں ؛

Marfat.com

قرآن معجزہ ہے

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى

کہہ البتہ اگر جمع ہو جائیں آدمی اور جن اس پر

اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ

کہ لائیں وہ مانند اس قرآن کے نہ لائیں گے وہ

بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿٨٨﴾

اس کی مانند اگرچہ ہو جائیں بعض ان کے بعض کے مددگار

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ

اور البتہ پھیر پھیر کر بیان کی ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر

كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٨٩﴾

ایک مثال پس انکار کیا اکثر لوگوں نے مگر ناشکری کا

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى

کہہ اگر آدمی اور جن سارے اس پر جمع ہوں کہ

اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ

ایسا قرآن لائیں تو وہ ایسا قرآن نہ

بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿٨٨﴾

لائیں گے پڑے مدد کیا کریں گے ایک دوسرے کی

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ

اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو ہر مثل پھیر پھیر کر

كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٨٩﴾

سمجھائی سو بہت سے لوگ ناشکری کیے بغیر نہیں رہتے

سب سے بڑھ کر اللہ کا فضل یہ ہے کہ اس نے تمام انبیاء کی تعلیمات کا نچوڑ قرآن مجید میں جمع کر دیا اور پھر اپنے برگزیدہ رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر انسان کے لیے اس پر عمل کرنے کا طریقہ بالکل واضح کر دیا۔ انسان اگر اس نعمت کی قدر پوری پوری نہ کرے تو اس کی انتہائی نادانی ہے۔

یاد رکھو کہ اگر قرآن دنیا سے اُٹھ گیا۔ تو پھر اس جیسا جامع قانون بنانا انسان کے بس سے باہر ہے۔ اور انسان ہی کیا اگر دنیا بھر کے تمام انسان بھی جمع ہو جائیں اور اس کے ساتھ سارے جن بھی مل کر مدد کریں۔ اور ایک دوسرے کو پورا اسہارا دینے کے لیے مستعد ہو جائیں اور سارے مل کر ایڑی چوٹی کا زور لگالیں۔ تب بھی ناممکن ہے کہ اس جیسا قرآن بنا کر رکھ دیں۔

پھر ارشاد ہے کہ ہم نے اس قرآن میں تمام مفید باتوں کو جمع کر دیا ہے اور بار بار کھول کر مثالیں دی ہیں تاکہ مطلب واضح ہو جائے۔ مگر انسانوں کی زیادہ تعداد نے اپنی طاقت سے قرآن مجید کے انکار پر کمر باندھ لی ہے۔ اور اپنی پریشان خیالیوں میں پھنسے رہنے کی ٹھان لی ہے:۔

Marfat.com

کفار کے مطالبے (۱)

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا
اور کہا انھوں نے ہرگز ایمان نہ لائیں گے ہم تجھ پہ یہاں تک کہ پھاڑ کر بہائے تو ہمارے لیے
مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ
زمین سے ایک چشمہ یا ہو جائے
لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ
تیرے لیے ایک باغ کھجور کا اور انگور کا پس بہائے تو
الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ
نہریں اس کے درمیان ہر جگہ بہا کر یا گرا دے تو
السَّمَاۗءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا
آسمان جیسے تو دعویٰ کرتا ہے ہم پہ ٹکڑے ٹکڑے

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا
اور بولے ہم تیرا کہا نہ مانیں گے جب تک تو ہمارے واسطے
مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ
زمین سے ایک چشمہ جاری کر دے یا تیرے واسطے
لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ
کھجور اور انگور کا ایک باغ پیدا ہو جائے پھر تو اس کے
الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ
بیچ میں نہریں بہا کر چلا دے یا جیسے تو کہا کرتا ہے
السَّمَاۗءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا
ہم پر آسمان ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دے

تَفْجُرَ: زمین پھاڑ کر نکالے تو۔ مضارع کا صیغہ ہے ف ج ر سے۔ فجر کے معنی پھٹنا۔ ایک چیز کو پھاڑ کر اس میں سے دوسری چیز نکالنا۔ تُفَجِّرَ: بہت سی جگہ سے زمین پھاڑ پھاڑ کر نکالے تو۔ مضارع کا صیغہ ہے تفجیر سے جو اس کے آگے آیا ہے اس کا مادہ وہی ہے لیکن اس میں کثرت کے معنی پائے جاتے ہیں یعنی جگہ جگہ بہتی ہوئی بہت سی نہریں آپ ہی آپ زمین کے اندر سے نکل کر بہنے لگیں۔

كِسَفًا: ٹکڑے۔ کِسْفَۃٌ کی جمع ہے جس کے معنی ٹکڑے کے ہیں جو کسی چیز میں سے توڑ لیا جائے اس کے معنی وہی ہیں جو قطعہ کے ہیں یعنی کسی چیز کا کاٹا ہوا ٹکڑا۔ قِطْعَۃٌ کی جمع قِطَعٌ ہے ایسے ہی کِسْفَۃٌ کی جمع کِسَفٌ ہے۔

زَعَمْتَ: کہتا ہے تو۔ ماضی کا صیغہ ہے ز ع م سے۔ زعم کے معنی دعویٰ کرنا۔ زور کے ساتھ کہنا۔ گمان کرنا۔ یہاں اس سے مراد قرآن کی وہ وعید ہے جو اس کی آیتوں میں موجود ہے۔

مکّہ کے کافروں نے کہا کہ ہم تو تمہیں جب ہی مانیں جب تم ابھی ابھی ہمارے سامنے زمین پھاڑ کر اس میں سے چشمہ ابلتا ہوا دکھا دو یا ابھی ابھی اپنے لیے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ لگا کر اس میں ہر طرف نہریں بہا دو یا جیسے تم کہا کرتے ہو آسمان ہی کے ٹکڑے ہمارے سر پر گرا دو۔

Marfat.com

کفّار کے مطالبے (ب)

اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِیْلًا ﴿۹۲﴾
یا لائے تو اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے
اَوْ یَكُوْنَ لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ
یا ہو جائے تیرے لیے ایک گھر سونے کا یا
تَرْقٰى فِی السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ
چڑھ جائے تو آسمان میں اور ہرگز نہ مانیں گے ہم تیرا چڑھنا
حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ
یہاں تک کہ لائے تو ہم پر ایک کتاب کہ پڑھیں ہم اس کو
قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ
کہہ پاک ہے میرا رب کیا میں ہوں
اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ ع
مگر ایک آدمی بھیجا ہوا

اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِیْلًا ﴿۹۲﴾
یا اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے لے آ
اَوْ یَكُوْنَ لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ
یا تیرے لیے ایک سنہرا گھر ہو جائے یا تو
تَرْقٰى فِی السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ
آسمان میں چڑھ جائے اور ہم تیرے چڑھ جانے کو نہ مانیں گے
حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ
جب تک تو ایک کتاب ہم پر نہ اتار لائے جسے ہم پڑھ لیں
قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ
تو کہہ سبحان اللہ میں کون ہوں مگر ایک
اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ ع ۱۰ ۹ ۱۰
بھیجا ہوا آدمی

زُخْرُفٍ (سونا) یا اس کا لمع۔ زخرف کے اصل معنی آرائش اور زیبائش کے ہیں جو سونے سے حاصل ہو یا اس کے لمع سے۔ قَبِیْلًا (سامنے) صفت کا صیغہ ہے ق۔ ب۔ ل سے قبل کے معنی آگے اور پہلے کے ہیں جو چیز سامنے ہو اسے قبیل کہتے ہیں۔ رُقِیٌّ (چڑھنا) ر۔ ق۔ ی سے مصدر ہے جس کے معنی اوپر چڑھنے کے ہیں۔ اصل رُقُوْیٌ بروزن فُعُوْلٌ ہے تعلیل ہو کر رُقِیٌّ ہو گیا۔

سُبْحَانَ رَبِّیْ (میرا رب پاک ہے) یہ کلمہ سبحان اللہ کی طرح تعجب کے وقت بے ساختہ منہ سے نکلتا ہے اور اس کا اظہار کرتا ہے یا اللہ عزوجل کو اور فرشتوں کو ہمارے روبرو لا کر کھڑا کر یا ہماری آنکھوں کے سامنے آسمان پر چڑھ کر دکھا۔ وہاں سے ہمارے لیے ایک مکمل کتاب لا کر ہمارے سامنے رکھ دے تاکہ ہم اسے پڑھیں اور سمجھیں۔

ارشاد ہے کہ اس سب کے جواب میں ان سے کہہ دے پاک ہے میرا رب میں تو فقط ایک بشر ہوں جو تمہارے پاس اللہ کا پیغام پہنچانے والا ہوں۔

Marfat.com

بہانہ بازیاں

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ
اور نہیں روکا لوگوں کو اس سے کہ ایمان لائیں وہ جب آئی ان تک
الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ
ہدایت مگر اس نے کہ کہنے لگے کیا بھیجا اللہ نے
بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ
آدمی کو پیغامبر بنا کر کہہ اگر ہوتے زمین میں
مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا
فرشتے چلتے پھرتے بستے سہتے البتہ ہم اتارتے
عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾
ان پر آسمان سے فرشتہ پیغامبر بنا کر

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ
اور لوگوں کو ایمان لانے سے نہیں روکا جب ان کو ہدایت
الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ
پہنچی مگر اسی بات نے کہ کہنے لگے کیا اللہ نے آدمی
بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ
کو پیغام دے کر بھیجا کہہ اگر زمین میں
مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا
فرشتے پھرتے بستے ہوئے تو ہم ان پر
عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾
آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام دے کر اتارتے

مُطْمَئِنِّيْنَ (گھروں میں بستے) اسم فاعل مطمئن کی جمع ہے اطمینان سے جس کا مادہ چار حرفی ط۔م۔ا۔ن ہے۔ طمانیت کے معنی چین و آرام کے ہیں۔ اطمینان۔ چین و آرام سے گھروں میں رہنا۔

ارشاد ہے کہ ان لوگوں کو فقط اس بات نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ماننے سے روک رکھا ہے کہ اگر اللہ عزوجل کو ہماری ہدایت کے لیے اپنا رسول بھیجنا تھا تو کوئی فرشتہ بھیجا ہوتا۔ شروع سورۃ الانعام میں اس خیال کو لچر ثابت کر دیا گیا ہے یہاں پھر کہا جاتا ہے کہ فرشتہ کو رسول بنا کر تو اس وقت بھیجنا مناسب ہوتا کہ زمین پر بجائے انسان کے نرے فرشتے ہی آباد ہوتے۔ آدمیوں کی ہدایت کے لیے اگر فرشتہ بھیجا جاتا تو آدمیوں کو نظر ہی نہ آتا اور اگر نظر آتا تو اسی وقت جب وہ آدمی ہی کی شکل میں ہوتا۔ اس کے بعد پھر بھی ہوتا کہ وہ اپنی نبوت کی نشانیاں اپنے ساتھ لاتا۔

ان نشانیوں میں پھر انہیں یہی شبہات ہوتے جو اس وقت ہو رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی علامتیں بالکل ظاہر ہیں۔ یہ ہٹ دھرمی کی وجہ سے انہیں نہیں مانتے۔ ہدایت ان کے پاس پہنچ چکی ہے اس کو قبول نہ کرنے کی وجہ ان کی ضد ہے اور کچھ نہیں۔

Marfat.com

اللہ ہی ہدایت کرے تو کرے

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ ؕ
کہہ کافی ہے اللہ گواہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان
اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا (۹۶)
تحقیق وہ ہے اپنے بندوں کی خبر رکھنے والا دیکھنے والا
وَ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ
اور جسے ہدایت کرے اللہ پس وہی راہ پانے والا ہے
وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ
اور جس کو بھٹکائے پس ہرگز نہ پائے گا تو ان کے لیے
اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ
مددگار سوا اس کے

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ ؕ
کہہ اللہ حق ثابت کرنے والا کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان
اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا (۹۶)
وہ اپنے بندوں سے خبردار ان کا دیکھنے والا ہے
وَ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ
اور راہ پانے والا وہی ہے جسے اللہ راہ دکھائے
وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ
اور جس کو بھٹکائے تو پھر تو ان کے واسطے
اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ
اللہ کے سوا کوئی رفیق نہ پائے گا

ارشاد ہے کہ اللہ عزوجل خود اس پر گواہ ہے کہ میں اس کا رسول ہوں۔ کیا تم قرآن مجید نہیں سنتے؟ کیا یہ کسی اور کا کلام ہوسکتا ہے؟ نہیں اس جیسا کلام بنالانے سے دنیا بھر عاجز ہے پھر تمہاری عقل کہاں گئی؟ کیا تم اتنا نہیں سمجھتے کہ وہ اپنے بندوں کے ذرہ ذرہ حالات سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ کون آدمی کس قابل ہے۔ میں دعویٰ کر رہا ہوں کہ میں اس کا رسول ہوں اور وہ سب کچھ جانتا بوجھتا ہو کر مجھے اس دعویٰ سے نہیں روکتا۔ روکن کیا خود اپنا کلام مجھے عطا فرماتا ہے اور اس میں صاف کہتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس کے بعد بھی تم راہ راست پر نہیں آتے تو یہ تمہاری شامت اعمال ہے جس کی وجہ سے اللہ نے تمہیں سمجھ رکھتے ہوئے بھی ہدایت سے محروم کر دیا ہے۔ ہدایت اس کے ہاتھ میں ہے جو اپنی سمجھ سے کام نہ لے اپنی خواہشوں میں گرفتار ہو کر انہی کی پیروی کرنے لگے۔ قرآن مجید پر غور نہ کرے۔ بلکہ اس کی ہنسی اڑائے اس کو اللہ عزوجل ہدایت نہیں کرتا۔ کیوں کہ اس نے ذریعۂ ہدایت قرآن مجید ہی کو ٹھیرایا ہے اور اپنے رسول کے ذریعے اس کو اچھی طرح واضح کر دیا ہے۔ مگر یہ یاد رکھیں کہ جس کو وہ اس کی شامت اعمال سے گمراہ کر دے تو اس کا کوئی پوچھنے والا نہیں وہی اپنی رحمت کرے تو کرے ورنہ وہ گیا گذرا ہوا:

Marfat.com

گمراہوں کا حشر

وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا

اور اکٹھا کرینگے ہم ان کو قیامت کے دن ان کے چہروں کے بل اندھے

وَّبُكْمًا وَّ صُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا

اور گونگے اور بہرے ٹھکانا ان کا دوزخ ہے جب کبھی

خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا (۹۷)

دھیمی ہوگی بڑھا دیں گے ہم اس کی تیزی ان کے لیے

وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا

اور اٹھائیں گے ہم ان کو قیامت کے دن کہ چلیں گے منہ کے بل اندھے

وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا

اور گونگے اور بہرے ٹھکانا ان کا دوزخ ہے جب بجھنے لگے گی

خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا (۹۷)

اور بھڑکا دیں گے ہم ان پر

عُمْیٌ، بُکْمٌ، صُمٌّ: یہ تینوں لفظ جمع کے ہیں۔ ان کے مفرد علی الترتیب اَعْمٰی۔ اَبْکَمُ۔ اَصَمُّ ہیں۔ یہ لفظ سورہ بقرہ میں گذر چکے ہیں خَبَتْ: بجھنے لگے۔ ماضی کا صیغہ ہے خ ب و۔ وسے خبو کے معنی دھیما ہوجانا، تیز نہ رہنا، بجھنے لگنا۔ سَعِیْرٌ: بھڑک، تیزی۔ اسم ہے س ع ر سے، یہ حاصل مصدر ہے اس کے معنی ہیں وہ کیفیت جو آگ کے زیادہ سلگنے سے حاصل ہوتی ہے۔

مثل مشہور ہے کہ محبت انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک شخص کی نظر میں ایک چیز اچھی جچتی ہے اور وہی چیز دوسرے کو بُری نظر آتی ہے۔ ایک شخص کو ریڈیو کی ہر آواز لُبھاتی ہے۔ دوسرا کہتا ہے اسے بند کردو میری نیند اڑ گئی۔ اسی طرح ایک شخص کو فحش باتیں بکنے میں مزہ آتا ہے دوسرا انہیں اخلاق سے گرا ہوا سمجھ کر ان سے بچتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے سامنے اگر کوئی ایسا معیار نہ رکھ دیا جائے جس پر کس کر وہ اپنے خیالات کا صحیح اور غلط ہونا معلوم کرتا رہے تو اس کی خواہشیں اس کی قوتوں کو غلط کاموں میں پھنسا دیں گی۔ اللہ عزوجل نے قرآن حکیم کو آدمی کے خیالات کو پرکھنے، اس کو صحیح اعتقادات پر جمانے اور ہر وقت حق گوئی پر آمادہ رکھنے کا کامل ذریعہ مقرر فرما دیا ہے جو اس کی طرف سے غافل رہیگا۔ اس کی آنکھ، اس کے کان، اس کی زبان ٹھیک کام نہیں کر سکتے۔ وہ دُنیا میں گمراہ ہی رہے گا۔ یہاں تو وہ خیر جیسے تیسے بسر کر بھی لے گا۔ لیکن مرنے کے بعد تو قرآن مجید ہی کا نور چمکے گا اور کوئی روشنی نہ ہوگی۔ اس لیے جس نے دُنیا میں اسے چھوڑے رکھا وہ وہاں روشنی سے بالکل محروم ہو جائے گا۔ اس لیے اندھا ہوگا۔ اس کے کانوں میں دنیا ہی کی خراب خواہشوں کی آوازیں گونج رہی ہوں گی اس سے وہ وہاں کی دلکش آوازوں کی طرف سے بہرہ ہوگا۔ اور اس کی زبان سے بھی سوا ہائے اور واویلا کے کچھ نہ نکلے گا۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور وہ لگاتار یکساں عذاب بھگتیں گے۔

Marfat.com

اعتقاد کی غلطی

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا
یہ ہے سزا ان کی اس لیے کہ وہ انکار کرتے رہے ہماری آیتوں کا
وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا
اور کہنے لگے کیا جب ہم ہو گئے ہڈیاں اور ریزہ ریزہ
ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۵﴾
کیا ہم سچ مچ اٹھائے جائیں گے بنائے جا کر نئے سرے سے

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا
یہ سزا ان کی ہے اس واسطے کہ وہ ہماری آیتوں کے منکر رہے
وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا
اور بولے کہ جب ہم ہڈیاں اور چورا چورا ہو گئے
ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۵﴾
کیا ہم کو اٹھائیں گے نئے بنا کر

رُفَاتًا (ریزہ ریزہ) صفت کا صیغہ ہے رف ت سے رَفْتٌ بوسیدہ ہو کر چورا چورا ہو جانا۔ وہ چیز جو ریزہ ریزہ ہو جائے۔

اس میں شک نہیں کہ جو شخص دُنیا ہی کا دلدادہ ہے وہ دوسروں کو دھکیل کر آپ آگے بڑھنے کی کوشش کرے گا۔ اور کہے گا کہ ہر چیز پر میں ہی قبضہ کر لوں اور اس کے حاصل کرنے کے ذریعوں پر بھی میرے سوا کسی کا قبضہ نہ ہونے پاتے ایسے لوگوں میں سوا آپس کی کٹا چھنی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ ان کی آنکھ دنیا سے اونچی نہیں اُٹھ سکتی۔ ایسا آدمی سوا یہاں کی باتوں کے اور سب چیزوں کی طرف سے اندھا ہے۔ اس کے کان انہی آوازوں کو سُن سکتے ہیں۔ جو اس کی حمایت میں بلند ہوں اس لیے اور سب آوازوں کی طرف سے بہرا ہے۔ اسی طرح اس کے منہ سے سوا اپنی بڑائی اور فخر کے کچھ نہیں نکل سکتا۔

قرآن مجید دُنیا سے اس کا دل ہٹانا اور آخرت کی طرف اس کا دھیان جمانا چاہتا ہے اس لیے وہ اس کی آیتوں کا انکار نہ کرے گا تو کیا کرے گا۔ مرنے کے بعد اس کی امید کے خلاف وہ دوبارہ زندہ کر دیا جائے گا لیکن اس دُنیا کی باتیں تو وہاں ہوں گی ہی نہیں جنہیں وہ دیکھتا، سنتا اور جن کی بابت بڑھ بڑھ کر بولتا تھا اس لیے اسے وہاں کچھ نہ سُوجھے گا۔ اور وہاں اندھا، بہرہ اور گونگا ہو گا۔ ظاہر ہے کہ یہ سزا اسے اسی کی ملے گی کہ اس کی آنکھ، کان اور زبان سب دُنیا ہی میں لگے ہوئے تھے۔ اس کی سمجھ ہی میں نہ آتا تھا۔ کہ مر کر جب انسان صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ جائے گا اور وہ بھی ریزہ ریزہ ہو کر خاک میں مل جائیں گی تو پھر وہ دوبارہ زندہ کیسے ہو سکتا ہے اسی حالت میں اسے فرشتے پکڑ کر کھینچتے ہوئے دوزخ میں لے جا کر ڈال دیں گے اور وہاں اسے سوا عذاب کی سختی، دکھ اور بے چینی کے کچھ نصیب نہ ہو گا۔ اللہ کی پناہ!

Marfat.com

موٹی سی بات

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَ
کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ اللہ جس نے پیدا کیے
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ
آسمان اور زمین قادر ہے اوپر اس کے کہ پیدا کرے
مِثْلَھُمْ وَجَعَلَ لَھُمْ اَجَلًا لَّا رَیْبَ فِیْہِ
ان جیسے اور مقرر کر دیا اس نے ان کے لیے ایک وقت نہیں شک اس میں
فَاَبَی الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا کُفُوْرًا ﴿۹۹﴾
پس انکار کر دیا ظالموں نے مگر نہ ماننے کا

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَ
کیا نہیں دیکھ چکے کہ جس اللہ نے
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ
آسمان اور زمین بناتے وہ ایسوں کو بنا سکتا ہے
مِثْلَھُمْ وَجَعَلَ لَھُمْ اَجَلًا لَّا رَیْبَ فِیْہِ
اور ان کے واسطے اس نے بلا شبہ ایک وقت مقرر کیا ہے
فَاَبَی الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا کُفُوْرًا ﴿۹۹﴾
سو بے انصافوں سے ناشکری کیے بغیر نہیں رہا جاتا

قرآن مجید کہتا ہے کہ اے انسان خواہشوں کی عینک اتار پھینک۔ پھر دیکھ کہ ہر چیز میں تیری آنکھ کو کیا کیا رنگ نظر آتے ہیں تھوڑا سا سوچنے سے تجھے معلوم ہو جائے گا کہ یہ عالم ایک عظیم الشان عجائب گھر ہے اور اس میں اتنی بڑی بڑی چیزیں موجود ہیں کہ انسان ان کے سامنے صرف ایک پدی جیسا نظر آتا ہے۔ آنکھ عقل کی عینک لگا کر قرآن مجید کی روشنی میں جب آسمان اور زمین کو دیکھے گی تو اسے سجھائی دے گا کہ یہ تمام کائنات اللہ عزّوجلّ نے بنائی ہے۔ پھر جس نے اتنی بڑی کائنات بنا ڈالی اس کے نزدیک انسان کا بنا ڈالنا کیا مشکل ہے یا اسے مٹا کر پھر بنا دینا کیا بڑی بات ہے پھر موت کے بعد دوبارہ زندگی مل جانے کا انکار کس بنا پر کرتے ہو۔ اگر یہ کہو کہ اتنے انسان مر کھپ گئے آج تک ایک بھی دوبارہ پیدا نہ ہوا۔ پھر ہم مر کر دوبارہ جینے کو کیسے مان لیں۔ تو اس کا جواب بھی قرآن مجید میں موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ بنانے والے نے دوبارہ زندہ کرنے کے لیے ایک وقت مقرر کر دیا ہے۔ جو یقیناً آ کر رہے گا۔ جہاں وہ وقت آیا وہیں سب زندہ ہو جائیں گے۔ لیکن یہ باتیں تو انہی کو سوجھیں گی جو تعصب اور جہالت کو دھتا بتائیں گے۔ اور اپنی آنکھوں کو خواہشوں کی اندھی عینک لگا کر بے کار نہ کر دیں گے۔ بلکہ عقل کی صاف عینک سے قرآن کریم کی روشنی میں دنیا پر نظر ڈالیں گے۔ انہیں معلوم ہو جائے گا کہ انسان کے لیے جو کچھ ہے آخرت ہے' دنیا کچھ بھی نہیں ؛

Marfat.com

انسان کی خصلت

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ
کہہ اگر تم مالک ہوتے خزانوں کے
رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ
رحمت کے میرے رب کی جب تو تم ضرور روک لیتے ڈر سے
الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾
خرچ ہوجانے کے اور ہے انسان تنگ دل

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ
کہہ میرے رب کے رحمت کے خزانے تمہارے
رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ
ہاتھ میں ہوتے تو تم ضرور بند رکھتے اس ڈر سے کہ
الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ ع ۷ ۱۱
خرچ نہ ہو جائیں اور انسان دل کا تنگ ہے

اَمْسَكْتُمْ (روک لیتے تم) ماضی کا صیغہ ہے م س ک سے مسک کے معنی رُکنا امساک روک لینا ممسک بخیل کو کہتے ہیں۔

قَتُوْرًا (جو اہل وعیال کو خرچ سے تنگ رکھے) صفت کا صیغہ ہے ق۔ت۔ر سے قتر کے معنی خرچ روک لینا بخل کرنا۔ کنجوس ممسک۔

انسان جب تک اپنی عاجزی اور نیازمندی کا اقرار کر کے اللہ عزوجلّ کے اندر کامل قدرت نہ مانے گا اور جب تک بُرے جذبات سے اسے پاک صاف نہ سمجھ لے گا اس کی رحمت کی وسعت کو نہیں پہچان سکتا۔ عربی میں سبحان اللہ کہنا اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ اللہ عجز و نیاز سے اور نکمے جذبات سے پاک ہے اس کا اقرار کرتے ہی اسے معراج کے ماننے اور اللہ کی رحمت و انعام کی وسعت کے سمجھ جانے میں ذرا بھی دقت نہ پیش آئے گی شروع سورت سے ہی اس بات پر زور دیا جا رہا ہے کہ اللہ کی قدرت بے پایاں ہے۔ وہ کسی کام کے کرنے میں دنیاوی قاعدوں کا پابند نہیں۔ اس آیت میں اسے اس طرح واضح کیا جا رہا ہے کہ دیکھو انسان حرص و ہوا کا پابند ہے۔ اللہ عزوجلّ اس سے پاک ہے وہ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے۔ انسان کی طرح نہیں کہ پاس ہوتے ہوئے بھی کسی کو کچھ دیتے ہوئے اس کا دم نکلتا ہے۔ غرض سمجھانا یہ ہے کہ آدمی کے کاموں میں تو فاصلے اور زمانے کی وجہ سے مشکلات پیش آتی ہیں۔ فاصلہ کے لیے سواری وغیرہ کا اور زمانہ کے لیے اس کے تیز رفتار ہونے کا بندوبست کرنا ہے۔ دوسری طرف حرص و ہوا کی وجہ سے کسی کو کچھ دیتے ہوئے اس کا دم نکلتا ہے اللہ عزوجلّ ان دونوں مشکلوں سے پاک ہے۔ دم زدن میں اپنے رسول کو معراج سے سرفراز کیا اور پھر اپنے فضل سے اس کو قرآن جیسی نعمت عطا کی جس سے انسان کو بے انتہا فائدے پہنچے انسان تو تھڑدلا ہے اُسے اگر اللہ کی رحمت کے خزانے بھی ہاتھ لگ جائیں تو بھی بخل کے مارے انہیں روک رکھے کہ کہیں ختم نہ ہو جائیں۔

Marfat.com

اللہ کے احسانات

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ

اور البتہ تحقیق دیں ہم نے موسیٰ کو نو نشانیاں واضح

فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ

پس پوچھ بنی اسرائیل سے جب وہ ان کے پاس آیا پس کہا

لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى

اس سے فرعون نے بے شک میں البتہ گمان کرتا ہوں تجھ کو اے موسیٰ

مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾

جادو میں مبتلا

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ

اور ہم نے موسیٰ کو نو صاف نشانیاں دیں

فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ

پھر بنی اسرائیل سے پوچھ جب وہ ان کے پاس آیا تو

لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى

اس سے فرعون نے کہا میری اٹکل میں تو موسیٰ

مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾

تجھ پر جادو ہوا

انسان اگر اللہ عزوجل کو پہچاننا چاہے تو اس کے احسانات سے پہچان سکتا ہے۔ زندگی سے لے کر مرتے دم تک ایک لمحہ بھی ایسا نہیں جس میں انسان پر اللہ کا احسان نہ ہو رہا ہو۔ اس کا کم سے کم شکریہ ہے کہ زندگی کا ایک لمحہ بھی اپنے پیدا کرنے والے کی نافرمانی میں صرف نہ کرے۔ اللہ نے سیدھا راستہ بتانے کے لیے اپنے رسول اور کتابیں بھیجیں۔ آخر میں سب رسولوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور انہیں اللہ عزوجل نے قرآن مجید عطا فرمایا۔ جس میں وہ تمام باتیں یعنی اللہ کی معرفت جسے سب رسول سمجھاتے چلے آئے تھے بالکل واضح کر کے رکھ دی اور اس کا صحیح طریقہ بتا دیا۔ یہ اللہ عزوجل کا وہ احسان ہے جس کو بہت سے انسان ہی کوئی اہمیت نہیں دیتے۔

ارشاد ہے کہ اس سے پہلے ہم نے موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ وہ سب فرعون کے نرغے میں تھے موسیٰؑ اس کے پاس گئے اور اُس سے کہا کہ انہیں آزاد کر اور اللہ پر ایمان لا۔ اللہ نے انہیں نو معجزے ان کی نبوّت کے ثبوت کے لیے عطا کیے لیکن اس بدبخت نے ان کی بات پر توجہ نہ کی اور کہا تو یہ کہا کہ یہ سب جادو کا کھیل ہے اور تو خود جادو ہی کے زور سے یہ کرتب دکھاتا ہے۔ فرعون سب سے بڑا اپنے آپ ہی کو سمجھتا تھا اور خوشامدی اس کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے اس نے موسیٰ علیہ السلام کی بات نہ سنی اور نہ ان کے معجزوں کو خاطر میں نہ لایا۔

Marfat.com

جان بوجھ کر انکار

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ

کہا البتہ تحقیق تو نے جان لیا ہے کہ نہیں اتارا ان کو مگر رب

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ

آسمانوں اور زمین کے نے سمجھانے کے لیے اور تحقیق میں البتہ گمان کرتا ہوں تجھے

یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ

اے فرعون تباہ شدہ پھر ارادہ کیا اس نے کہ ہلا ڈالنے ان کو

مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾

زمین سے پس ڈبو دیا ہم نے اس کو اور جو ساتھ تھے اس کے سب کو

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ

بولے تو جان چکا ہے کہ یہ چیزیں کسی نے نہیں اتاریں مگر

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ

آسمان اور زمین کے مالک نے سمجھانے کو اور میری اٹکل میں

یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ

فرعون تو غارت ہوا چاہتا ہے پھر چاہا کہ بنی اسرائیل کو اس زمین

مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾

میں چین نہ لینے دے پھر ہم نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو سب کو ڈبو دیا

بَصَآئِرَ سمجھانے کے لیے ایہ بصیرت کی جمع ہے جو ب۔ ص۔ ر سے بنا ہے بصیرت کے معنی عقل کی روشنی اور رہنمائی یا رہنمائی کا ذریعہ۔ مَثْبُوْرًا تباہ کیا گیا اسم مفعول ہے ث۔ ب۔ ر سے۔ ثبور کے معنی تباہی، بربادی، تباہ کرنا۔ مَثْبُوْرًا۔ ہلاک کیا گیا۔ یَسْتَفِزَّ نکال دے، مضارع کا صیغہ ہے استفزاز سے جو ف۔ ز۔ ز سے بنا ہے فَزٌّ (بے چینی گھبراہٹ) استفزاز کسی کو بے چین کرنا، نکل جانے پر مجبور کرنا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی ضد اور اکڑ پر افسوس ہوا اور اس کا جواب دیا کہ تو دل میں خوب سمجھ چکا ہے کہ یہ معجزے جو میں دکھا رہا ہوں یہ اس ساری کائنات کے پالنے والے نے مجھے اس لیے عطا کیے ہیں کہ تیری عقل ان سے روشن ہو جائے اور تو اس تمام عالم کے رب کو جو خود تیرا بھی رب ہے پہچان لے اگر تو ان معجزوں کو دیکھ کر راہ راست پر نہ آیا تو میں خیال کرتا ہوں کہ تیری کم بختی کے دن آ گئے۔ لیکن فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد اس کان سنا اور اس کان اڑا دیا۔ کہا کہ میں دب کر نہیں رہوں گا۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ اس نے ٹھان لی کہ بنی اسرائیل کو کبھی چین سے نہ بیٹھنے دوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام کو کبھی موقعہ نہ دوں گا کہ ان کا سرغنہ بن کر ان کو میرے مقابلے میں کھڑا کر دے ان کے بل پر مجھے اور میری سلطنت کو تباہ کر کے خود بادشاہ بن بیٹھے۔

آخر جب فرعون کا ظلم و ستم حد سے گذر گیا تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کو اور اس کے اہلی موالی سب کو دریا میں غرق کر دیا او شتیم زدن میں نہ وہ رہا نہ اس کی سلطنت ؂

Marfat.com

بنی اسرائیل آزاد ہوئے

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا
اور کہا ہم نے اس کے بعد بنی اسرائیل سے رہو سہو
الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا
زمین میں پس جب آئے گا دورہ آخرت کا لے آئیں گے ہم
بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾
تم کو سمیٹ کر

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا
اور اس کے پیچھے ہم نے بنی اسرائیل سے کہا آباد ہو تم
الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا
زمین میں پھر جب آخرت کا دورہ آئے گا۔ ہم تم کو
بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾
سمیٹ کر لے آئیں گے

لَفِیْفًا (سمٹا ہُوا) صفت کا صیغہ ہے۔ ل۔ف۔ف سے لف کے معنی ہیں لپیٹ کر جمع کر دینا۔ لفیف مختلف قسم کے انسانوں اور گروہوں کا بڑا مجمع۔

ارشاد ہے کہ فرعون کو اس کے ساتھیوں سمیت ہلاک کر کے ہم نے بنی اسرائیل سے کہا۔ کہ اب تم زمین میں بالکل آزاد ہو اور اپنے کاموں اور معاملات کے مالک و مختار بن کر رہ سکتے ہو۔ اب مصر تمہارے لیے خالی ہے ادھر شام تم سے قریب ہے پھر اگر تم نے اپنا چال چلن درست نہ کیا اور بُرے کام کرتے کرتے ہی مر گئے۔ توبہ نصیب نہ ہوئی تو مرنے کے بعد آخرت کا مرحلہ باقی ہے۔ اللہ عزوجل اپنا وعدہ پورا کر کے رہے گا مرنے کے بعد تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اور تمہارے دشمن بھی زندہ کیے جائیں گے۔ اور تمام اگلے پچھلے انسان جو دنیا میں کبھی رہے ہوں گے سب کو ایک ہی میدان میں اکٹھا کیا جائے گا۔ پھر سب کے عقائد و اعمال کی علیحدہ علیحدہ جانچ پڑتال ہو گی اور ہر ایک اپنے بُرے بھلے کرتوتوں کی جزا سزا پائے گا۔ یہ نہ سمجھنا کہ جو کچھ ہے بس دُنیا ہی ہے۔ مرنے کے بعد کچھ نہ ہو گا۔ اس مغالطہ نے بہت سے انسانوں کا ستیا ناس کیا ہے اور کر رکھا ہے اور اگر اللہ عزوجل کے بھیجے ہوئے رسول آخرت کی طرف توجہ نہ دلاتے تو سارے انسان دنیا میں کب کے تباہ ہو چکے ہوتے اور مرنے کے بعد بھی جانکاہ مصیبتوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بھٹکتے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان لانے کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ انسان آخرت کے اوپر بھی پورا پورا یقین رکھے اور ایمان لائے۔ کہ مرنے کے بعد تمام اگلے پچھلے انسانوں کو پھر اٹھایا جائے گا۔ اور ہر انسان نے دُنیا میں جو کچھ کیا ہے اس کا حساب اس سے لیا جائیگا آخرت کے ماننے بغیر انسان کی دنیا کی زندگی بھی درست نہیں ہو سکتی ::

Marfat.com

قرآن برحق ہے

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ

اور سچ کے ساتھ اتارا ہم نے اس کو اور سچ کے ساتھ اُترا وہ

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۘ (۱۰۵)

اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو مگر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ

اور قرآن ہم نے الگ الگ حصے کر دیئے تاکہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر

عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا (۱۰۶)

ٹھہر ٹھہر کر اور اتارا ہم نے اس کو آہستہ آہستہ

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ

اور ہم نے اس قرآن کو سچ کے ساتھ اتارا اور وہ سچ ہی کے ساتھ اترا

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۘ (۱۰۵)

اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو مگر خوشی اور ڈر سنانے والا

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ

اور ہم نے قرآن کو جدا جدا کر کے پڑھنے کا وظیفہ کیا تاکہ تو اس کو

عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا (۱۰۶)

لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور ہم نے اس کو اتارتے اتارتے اتارا۔

(منزل ۴)

مُكْثٍ (ٹھہر ٹھہر کر) مکث کے معنی کچھ دیر ٹھہرنے کے ہیں عَلٰى مُكْثٍ یعنی بیچ بیچ میں کچھ مدت کا وقفہ کر کر کے اتارتے رہے اسی طرح اتارنے ہی کو تنزیل کہتے ہیں۔ کسی کتاب کا ایک دم اتارنا انزال کہلاتا ہے۔ قرآن لوح محفوظ میں ایک دم اترا اور پھر وہاں سے دنیا میں وحی کے ذریعے تھوڑا تھوڑا اتارا گیا۔

اگر رسول نہ ہوتے تو انسان جو سیکھتا اپنے تجربہ ہی سے سیکھتا اور تجربے کے لیے بڑی مدت چاہیے جن لوگوں نے رسولوں کی بات نہ مانی اور اپنے تجربے ہی پر دارومدار رکھا وہ آج تک انسان کی بھلائی کا راستہ دریافت نہ کر سکے اور جو لوگ کسی تجربے کے ختم ہونے سے پہلے ہی مر گئے وہ کہیں کے نہ رہے پھر بہت سی چیزیں ایسی بھی ہیں جو تجربے سے معلوم نہیں ہو سکتیں مثلاً انسان نے تجربے سے یہ تو معلوم کر لیا کہ ہر ایک کو مرنا ہے لیکن یہ کبھی تجربے سے معلوم نہیں ہو سکتا کہ ہر ایک کو مرنے کے بعد اٹھایا جائے گا اور اس کے بعد وہ پھر کبھی نہ مرے گا دنیا میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن مجید لے کر تشریف لانے سے یہ کمی پوری ہو گئی۔ قرآن مجید میں سوا سچ کے اور کچھ نہیں اللہ تعالیٰ نے اسے سچائی کے ساتھ اتارا اور اسی سچائی کے ساتھ یہ انسان کے پاس پہنچ گیا۔ بیچ میں کسی طرح کا ردّ و بدل اس میں نہ ہوا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام یہی ہے کہ قرآن کو انسان تک پہنچا دیں اور اس پر عمل کر کے دکھا دیں، اچھوں کو خوش خبری سنا دیں اور بُروں کو انجام کار سے ڈرا دیں پھر پڑھنے اور سمجھنے کی سہولت کے لیے قرآن کے حصے مقرر کر دیئے اور پھر ایک ایک حصہ الگ الگ کچھ دن ٹھہر ٹھہر کر اتارا تاکہ اس پر عمل کرنے میں سہولت ہو اور ہر ایک ہدایت پر پورا پورا عمل ہو جائے اس طرح انسان کی ہدایت کا کام پورا ہوا۔

Marfat.com

اہل علم کا حال

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ
کہہ ایمان لاؤ اس پر یا نہ ایمان لاؤ تحقیق جو لوگ
اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ
دیئے گئے علم اس سے پہلے جس وقت پڑھا جائے ان پر
یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۱۰۷ وَّ یَقُوْلُوْنَ
گرتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل سجدہ کرتے ہوئے اور کہتے ہیں
سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا
پاک ہے ہمارا رب تحقیق ہے وعدہ ہمارے رب کا
لَمَفْعُوْلًا ۱۰۸ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ
ضرور پورا ہونے والا اور گرتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل روتے ہوئے
وَ یَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ۱۰۹
اور بڑھاتا ہے یہ ان میں عاجزی

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ
کہہ تم اس کو مانو یا نہ مانو جن کو اس کے پہلے سے
اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ
علم ملا ہے جب ان کے سامنے اسے پڑھیے
یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۱۰۷ وَّ یَقُوْلُوْنَ
تو ٹھوڑیوں پر سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں
سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا
پاک ہے ہمارا رب بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا
لَمَفْعُوْلًا ۱۰۸ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ
ہو کر رہے گا اور ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے
وَیَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ۱۰۹ السجدۃ
اور یہ قرآن ان میں عاجزی بڑھاتا ہے

یَخِرُّوْنَ: گر پڑتے ہیں۔ مضارع کا صیغہ ہے خ۔ ر۔ ر سے خَرٌّ اور خرور کے معنی گر پڑنے ہیں۔ یہ لفظ سورۃ الاعراف میں گذر چکا ہے۔ اَذْقَانِ: ٹھوڑیاں۔ ذَقَن کی جمع ہے جس کے معنی ٹھوڑی کے ہیں۔ ٹھوڑی چہرہ کا نیچے کا نمایاں حصّہ ہے۔ اس سے مراد چہرہ ہے اس لیے لِلْاَذْقَانِ کا مطلب چہرہ کے بل ہوا اسی کو منہ کے بل بھی کہتے ہیں۔ اِنْ یہاں اِنَّ کا مخفف ہے جس کے معنی تحقیق کے ہیں پہلے کئی جگہ آچکا ہے۔

ارشاد ہے اے لوگو! یہ قرآن تمہارے سامنے ہے اسے مانو یا نہ مانو لیکن جنہیں پہلے کتاب دی گئی ہے۔ وہ تو پہچان گئے کہ یہ قرآن وہی کلام ہے جس کا وعدہ کیا گیا تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ رسول ہیں جو بنی اسمٰعیل میں سے مبعوث کیے گئے ہیں چنانچہ ان کے عقلمند لوگ آپ سے قرآن مجید کی آیتیں سنتے ہی سجدہ میں جھک گئے اور کہا ہمارا رب پاک ہے بے شک اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور وہ یقیناً پورا ہونا ہی تھا۔ سجدہ سے سر اٹھایا تو اس کلام کی عظمت کا اثر ان کے دل پر عجیب شان سے ظاہر ہوا اور وہ روتے ہوئے دوبارہ سجدہ میں گر پڑے اور اپنی عاجزی اور تابعداری کا اظہار کیا۔ یہ آیت سجدہ ہے اسی کے مطابق نماز میں دو سجدے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائے۔

Marfat.com

مغفرت اور عبادت

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ
کہ پکارو اللہ یا پکارو رحمٰن
اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ
جو کچھ بھی پکارو گے پس اس کے ہیں بہت سے نام اچھے
وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا
اور مت اونچی آواز کر اپنی نماز میں اور نہ بالکل پست کر اس میں
وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾
اور تلاش کر درمیان اس کے راہ

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ
کہ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کہہ کر
اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ
جو کہہ کر پکارو گے سو اسی کے ہیں سب نام اچھے
وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا
اور پکار کر مت پڑھ اپنی نماز اور نہ چپکے پڑھ
وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾
اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ میں راہ

لَا تُخَافِتْ: (آواز بالکل پست مت کر) نہی کا صیغہ ہے مُخَافَتَۃٌ سے جس کا مادہ خ۔ف۔ت ہے۔ خفوت: آواز کا دھیما ہونا۔ یہاں تک کہ اپنے آپ کو بھی سنائی نہ دے۔ مخافتۃٌ۔ آواز اتنی پست کرنا کہ دوسرے کو سنائی نہ دے۔

اللہ کی صفتیں سب نرالی ہیں اور ہر ایک صفت کے لحاظ سے اس کا ایک علیحدہ نام ہے۔ ان صفتوں میں سے ہر صفت مکمل اور ہر نقص و عیب سے پاک ہے اسی کے مطابق اس کے نام بھی سب سے اچھے اور شاندار ہیں یہ نام نہیں بتا دیئے گئے ہیں اب تم اس کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر بات ایک ہی ہے۔ آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت ہے کہ اللہ کی معرفت ٹھیک ٹھیک قرآن ہی سے حاصل ہو سکتی ہے اس کے بعد اس کی عبادت کا طریقہ بھی وہی سکھاتا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے کہ جب تم نماز میں قرآن پڑھو تو آواز اتنی بلند نہ کرو کہ گستاخ لوگ سُن کر اس کی بے ادبی کریں اور اتنی پست بھی نہ کرو کہ تمہارے ساتھی اسے نہ سُن سکیں۔ ابتدا میں عرب کے نادان لوگ نماز کی ہنسی اڑاتے تھے اور اس میں آپ جب قرآن پڑھتے تو اس کی بُری طرح آوازیں بنا کر نقلیں نکالتے تھے۔ اس لیے ارشاد ہُوا کہ آواز اتنی بلند نہ کرو کہ شریر لوگ نقلیں نکالیں اور نہ اتنی پست کرو کہ پاس والے بھی نہ سُن سکیں۔ ان دونوں کے درمیان کا راستہ اختیار کرو۔

Marfat.com

صحیح معرفت

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا

اور کہہ ساری خوبیاں اللہ کی ہیں جو نہیں رکھتا اولاد

وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ

اور نہیں ہے اس کا کوئی شریک حکومت میں اور نہیں ہے

لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ﴿۱۱۱﴾

اس کا کوئی ساتھی بسبب ناتوانی کے اور بڑائی کر اس کی خوب بڑائی

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا

اور کہہ سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جو اولاد نہیں رکھتا

وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ

اور نہ اس کا سلطنت میں کوئی ساجھی اور نہ اس کا

لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ﴿۱۱۱﴾ ع ۱۱/۱۲

کوئی مددگار کمزوری کی بنا پر۔ اس کی بڑائی بیان کر بڑا جان کر

ارشاد ہے کہ اللہ ساری خوبیوں اور اچھائیوں کا جامع ہے اس کی عبادت کے لیے اس کی خوبیوں کا تصوّر کرو اور کہو کہ ساری خوبیاں اور لائق ستائش صفتیں اللہ ہی میں ہیں۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ نہ اسے اولاد کی ضرورت ہے کہ اس کے کاموں میں اس کا ہاتھ بٹائے اور نہ وزیروں اور درباریوں کی حاجت ہے کہ ان کی مدد سے تمام سلطنت کا کام چلائے اور نہ اس میں کوئی کمزوری یا نقص ہے جس کی وجہ سے اسے کسی اور کے سہارے یا اعانت کی ضرورت ہو۔ تمام مخلوق اس کے آگے سر جھکائے ہوئے ہے۔ کوئی کسی طرح اس کی ہمسری اور برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ جب کوئی اس کے برابر ہی نہیں ہو سکتا تو اس سے آگے تو کیا نکلے گا اس لیے وہ سب سے بڑا ہے۔

بس یہی اعتقاد دل میں جماؤ اور اپنے خیالات، اپنی زبان اور اپنے افعال سے بھی ہر طرح یہی ظاہر کرو کہ اللہ عزّ و جل سب سے بڑا ہے۔ تمہاری زبان سے کوئی ایسا لفظ نہ نکلنا چاہیے۔ جس میں اس کی توہین (نعوذ باللہ) کا ذرا سا بھی شبہ ہو۔ تمہارے دل میں اس کا یقین ہونا چاہیے۔ کہ کوئی کام ایسا نہیں ہے کہ جو اللہ سے نہیں ہوتا اور اس لیے دوسروں کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑتا ہے۔ تمہاری معرفت جبھی مکمل ہو گی جب اللہ تعالیٰ کو پورا پورا رحمٰن، قادر اور کبیر مانو گے۔ اس تصوّر کو دل میں جمانے کے لیے زبان سے ہر وقت سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر کہو تاکہ دل میں یہ خیال بیٹھ جائے۔ جو اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی بابت ظاہر کیا گیا ہے ؂

Marfat.com

سورۂ بنی اسرائیل پر غور

سورہ بنی اسرائیل پچھلے صفحہ پر ختم ہوئی۔ اس سورت میں سب سے پہلی بات جو سکھائی گئی ہے۔ وہ اللہ کی صحیح معرفت ہے۔ بہت سے لوگ اللہ کا اقرار تو کر لیتے ہیں۔ لیکن اس کو صحیح طور پر پہچانتے نہیں۔ اس کی پہلی آیت سبحان اللہ سے شروع ہوتی ہے۔ اسم اللہ صراحۃً مذکور نہیں لیکن اللہ کی ایک ایسی صفت کا ذکر ہے۔ جو اس کے سوا کسی اور میں ہو نہیں سکتی۔ اس لیے اس سے اللہ ہی سمجھ میں آتا ہے اور کچھ نہیں۔

اس کی آخری آیت الحمد للہ سے شروع ہوتی ہے اور اللہ اکبر کے مفہوم پر ختم ہوتی ہے اور بیچ کا مضمون صاف لا الہ الا اللہ پر دلالت کرتا ہے۔ اللہ عزوجل کی معرفت کے لیے یہ چار کلمے کافی ہیں:
سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ۔ ان کا مطلب یہ ہے۔ اللہ ہر قسم کے عیب، نقص اور کمزوری سے پاک ہے۔ اس میں نہ کوئی برائی ہو سکتی ہے نہ کوئی کمی اور نہ کسی قسم کی بے بسی اور عاجزی۔ الحمد للہ اس میں ساری خوبیاں ہی خوبیاں ہیں۔ اور ساری خوبیاں صرف اسی میں ہیں اور کسی میں نہیں۔ اور اگر کہیں کوئی خوبی نظر آتی ہے تو وہ اسی کی خوبی کی ایک جھلک ہے۔ اصلی خوبی سوا اللہ عزوجل کے کسی کی اپنی نہیں ہے۔ اس لیے اس کی خوبیاں اوروں کی خوبیوں سے ارفع و اعلیٰ ہیں۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ جب وہ سب برائیوں سے پاک ہے اور اسی کی سی خوبیاں بھی کسی میں نہیں اور سب خوبیوں کا جامع بھی ہے تو بے شک وہ سب سے بڑا بھی ہے۔ لا الہ الا اللہ۔ جب وہ سب سے بڑا ہے اور یقیناً وہ سب سے بڑا ہے تو اس کے سوا کوئی معبود ہو ہی نہیں سکتا۔

اسی سورت سے یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ ہر چیز اللہ کے آگے بے بس ہے اور زبانِ حال سے اپنی بے بسی کا اظہار کر رہی ہے جو قوّت ہے وُہ اسی میں ہے۔ دوسری جگہ اگر ہے تو اس کی عطا کردہ ہے۔ اور یہی سراسر لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کا مضمون ہے۔ اس لیے اللہ کی معرفت سے متعلق اس سورت کا خلاصہ یہ کلمہ ہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ سورت اسی کلمہ کی توضیح و تفسیر ہے۔ اس کے ساتھ ہی رسالت اور آخرت کی زندگی کو کھول کر سمجھایا گیا ہے آخرت کی زندگی دائمی ہے۔ اور اس میں خوشی صرف اسی طرح مل سکتی ہے۔ کہ دُنیا کی زندگی قرآن حکیم کے مطابق بسر کی جائے۔

Marfat.com

سورۃ الکہف

قرآن مجید کی ترتیب کی رُو سے یہ اٹھارویں سورت ہے۔ یہ مکّہ معظمہ کے درمیانی زمانے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کے مضامین دیگر مکی سورتوں سے ملتے ہیں۔ انہی کی طرح اس میں قرآن حکیم کو انسان کے لیے ہدایت کا سرچشمہ کہا گیا ہے اور حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا آخری رسول ثابت کیا گیا ہے۔ یہود نے مکّہ کے عربوں کو چند سوال سکھاتے تھے کیوں کہ انھوں نے یہود سے پوچھا تھا۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کچھ ایسی باتیں بتاؤ کہ امتحان کے طور پر ان سے پوچھی جائیں۔ یہود نے کہا کہ ان سے یہ پوچھنا۔ کہ روح کیا چیز ہے ؟ اور وہ کون لوگ تھے جو زندہ ہی دنیا سے غائب ہوگئے اور ابھی تک زندہ اور غائب ہیں۔ اور وہ کون شخص تھا جس نے دُنیا کی ایک سرے سے دوسرے سرے تک سیر کی۔

قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوالات کیے۔ آپ نے فرمایا کل جواب دوں گا اور وحی کا انتظار کرنے لگے اور پندرہ روز تک انتظار کرتے رہے لیکن وحی نہ آئی۔ لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ کہ کل جواب دینے کا وعدہ کیا تھا کہ دو ہفتے گذر گئے اور ابھی تک خاموش ہیں۔ آپ کو اس کا قلق ہُوا۔ آخر وحی آئی اور ارشاد ہُوا کہ کسی کام کے کرنے کے لیے یہ مت کہا کرو کہ کل کروں گا بلکہ یوں کہا کرو کہ اللہ نے چاہا تو کل یہ کام کروں گا۔ کیونکہ اللہ کے چاہے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا اللہ کو بھول کر اپنے اوپر بھروسا کرنا نادانوں کی باتیں ہیں۔

اس کے بعد ان تینوں سوالوں کا جواب دیا گیا۔ روح کا جواب تو سورۃ بنی اسرائیل میں گذر چکا۔ باقی دو کا جواب اس سورت میں ہے۔ ان تینوں جوابوں کا خلاصہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ میں سب قدرت ہے۔ وہ سب کام جس طریقے سے چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس کی قدرت کو انسان کی قدرت پر مت قیاس کرو۔ اس سورت کی آیات میں انسان کو دُنیا کی حقیقت سمجھائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ اس کے بکھیڑوں میں پھنس کر آخرت کو بھولنا نہ چاہیئے سب سے بڑی آفت شرک ہے۔ انسان ذرا غور کرنے سے سمجھ سکتا ہے کہ اللہ عزوجل کے برابر کسی اور کو ماننا یا اس کی مخلوقات میں سے کسی کو اس کا شریک اور مددگار ٹھہرانا نادانی کی انتہا ہے۔

دوسری بات انسان کو یہ سمجھائی گئی ہے کہ انسان ارادہ کرکے جو کام کرے گا مرنے کے بعد اس کا حساب ہوگا اور جیسا وہ عمل ہوگا ویسی ہی اس کی سزا یا جزا دی جائے گی۔

Marfat.com

سورۃ الکھف مکیّۃ وھی مائۃ وعشر اٰیات واثنا عشر رکوعًا

قرآن کی شان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝۰

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ

سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جس نے اتاری اپنے بندہ پر کتاب

وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا ۜ ۝۱ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ

اور نہ رکھی اس میں ذرا کجی بیدھی تاکہ ڈراوے

بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْہُ وَیُبَشِّرَ

آفت سخت سے اللہ کی جانب سے اور خوش خبری دے

الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ

ایمان لانے والوں کو جو کرتے ہیں نیک کام

اَنَّ لَہُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝۲

کہ ان کے لیے ہے اجر اچھا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ

سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندہ پر کتاب اتاری

وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا ۜ ۝۱ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ

اور اس میں کچھ کجی نہ رکھی ٹھیک اتاری تاکہ

بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْہُ وَیُبَشِّرَ

ایک سخت آفت کا اللہ کی طرف سے ڈر سناوے اور

الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ

ایمان لانے والوں کو خوشخبری دے جو نیکیاں کرتے ہیں

اَنَّ لَہُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝۲

کہ ان کے لیے اچھا بدلہ ہے

انسان کو کس نے بنایا۔ اس کی زندگی کون سنبھالے ہوئے ہے یہ سانس کس کے دم سے قائم ہیں قرآن مجید بتاتا ہے کہ اے نادان تیرا پیدا کرنے والا اور قائم رکھنے والا اللہ عزوجل ہے اس لیے اقرار کر کہ جتنی خوبیاں ہیں۔ سب اللہ کے لیے ہیں اسی نے قرآن جیسی مبارک کتاب نازل فرمائی اور اپنے برگزیدہ بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول بنا کر وہ کتاب اسے دی۔ اس کتاب میں کوئی ٹیڑھی یا الجھی ہوئی بات نہیں ہے۔ اس سے ہر انسان اپنے فہم اور اپنی سمجھ کے مطابق ہدایت حاصل کر سکتا ہے۔ یہ انسان کے لیے صراط مستقیم یعنی سیدھا راستہ قائم کرنے والی ہے۔ اور اپنی روشنی میں انسان کی عقل کو اس راستہ کی علامتیں اور نشانیاں صاف صاف دکھاتی ہے۔ انسان کو اس آفت اور سخت مصیبت سے آگاہ کرتی ہے جو اس کے نافرمان بندوں پر اس کی طرف سے آنے والی ہے اور اس کے نیک بندوں کو جو اس پر ایمان لا کر نیک کام کرتے ہیں خوشخبری سناتی ہے کہ ان کو ان کے نیک اعمال کا بہت اچھا اجر ملے گا۔ انسان کی یہ سب سے بڑی غفلت ہے کہ اللہ کو جو اس کا حقیقی محسن ہے نہیں پہچانتا اور اس کے رسول کو برحق مان کر ان کے کہنے کے مطابق نہیں چلتا ؛

Marfat.com

اعتقاد کی درستی

مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ﴿٣﴾ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ
ٹھہرے رہیں گے اس میں ہمیشہ اور تاکہ ڈراوے ان کو
قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴿٤﴾ مَا لَهُمْ
جنہوں نے کہا بنا لیا اللہ نے بیٹا نہیں ان کو
بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ
اس کا کوئی علم اور نہ ان کے باپ دادوں کو بڑی
كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ
بات نکلتی ہے ان کے منہ سے نہیں
يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ﴿٥﴾
کہتے وہ مگر خلاف واقعہ

مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ﴿٣﴾ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ
جس میں ہمیشہ رہا کریں اور ان کو ڈر سناوے جو
قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴿٤﴾ مَا لَهُمْ
کہتے ہیں اللہ اولاد رکھتا ہے ان کو اس بات کی
بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ
خبر نہیں اور نہ ان کے باپ دادوں کو کیا بڑی
كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ
بات ان کے منہ سے نکلتی ہے۔ سب
يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ﴿٥﴾
جھوٹ ہے جو یہ کہتے ہیں

مَاكِثِيْنَ ٹھہرنے کی جگہ جمع ہے ماکث کی جو اسم فاعل ہے م ک ث سے مُکْثٌ کے معنی کسی جگہ ٹھہرنا تھوڑے دن یا بہت دن۔ ارشاد ہے کہ وہ اجر عیش و آرام کی زندگی ہے جس میں ان کی تمام مرادیں بر آئیں گی اور وہ کبھی ختم نہ ہوگی۔ اس کے بعد فرقوں کے ایک گروہ کا خصوصیت کے ساتھ بیان کر دیا اور فرمایا کہ قرآن خاص طور پر ان کو ڈراتا ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ کی (نعوذ باللہ) اولاد ہے۔ جیسے نصاریٰ جو مسیح کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں اور یہود جو عزیرؑ کو اس کا بیٹا بتاتے ہیں یا مشرکین مکہ جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ ان لوگوں کو قرآن خاص طور پر ڈراتا ہے کہ اوّل تو دنیا میں بھی اس کا وبال ان پر پڑے گا۔ اور اگر کسی وجہ سے یہاں بچ بھی گئے تو آخرت میں تو اس عقیدے کی سزا بہت ملے گی۔ آگے ارشاد ہے کہ یہ لوگ بے سوچے سمجھے جو منہ میں آتا ہے کہہ بیٹھتے ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ جو کلمات منہ سے نکال رہے ہیں یہ بہت بھاری کلمات ہیں لیکن یہ لوگ نادانی سے ایسا کہہ دینے کو معمولی بات سمجھتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ اس کا نتیجہ کیا ہونا ہے اس کے نتیجہ کا انہیں تو کیا ان کے باپ دادا کو بھی علم نہ تھا جن کی یہ اندھا دھند تقلید کر رہے ہیں اب اچھی طرح کان کھول کر سن لیں کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں یہ سراسر جھوٹ اور افترا ہے واقعہ سراسر اس کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ کے کوئی اولاد نہیں اس کی شان اس سے کہیں بلند ہے اسے نہ اولاد کی حاجت ہے اور نہ کسی مددگار کی ضرورت ہے وہ ان سب سے بے نیاز ہے۔

Marfat.com

رسول کا کام

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ
پس شاید تو ہلاک کرنے والا ہے اپنی جان ان کے پیچھے اگر
لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ⑥ اِنَّا
نہ ایمان لائے وہ اس بات پر افسوس سے تحقیق
جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا
کیا ہم نے جو زمین پر ہے سامان رونق اس کے لیے
لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ⑦ وَاِنَّا
تاکہ آزمائیں ہم ان کو۔ کون ان میں بہتر ہے کام کرنے میں اور تحقیق ہم
لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ⑧
کرنے والے ہیں جو کچھ اس پر ہے صاف میدان بے گھاس

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ
پس کہیں تو ان کے پیچھے اپنی جان گھونٹ ڈالے گا پچھتا پچھتا کر
لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ⑥ اِنَّا
اگر وہ اس بات کو نہ مانیں گے جو کچھ
جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا
اس زمین پر ہے ہم نے اسے اس کے لیے رونق بنایا ہے تاکہ
لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ⑦ وَاِنَّا
لوگوں کو جانچیں کون ان میں اچھا کام کرتا ہے۔ اور جو کچھ اس پر
لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ⑧
ہے ہمیں اسے چھانٹ کر میدان کرنا ہے

بَاخِعٌ (ہلاک کرنے والا) اسم فاعل ہے ب۔خ۔ع سے بَخْعٌ کے معنی ملیامیٹ کرنا۔ گھلانا۔ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ: اپنی جان ہلکان کردے گا۔ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ (ان کے کرتوت دیکھ کر) آثار۔ اثر کی جمع ہے یعنی وہ نشان جو کوئی چیز اپنے پیچھے چھوڑ جائے۔ یہاں اس سے کاموں کے پھل مراد ہیں یعنی وہ بری عادتیں جو برے کاموں کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ اَسَفٌ (کسی چیز کے نہ ہونے کا رنج) یہ لفظ سورہ یوسف میں گذر چکا ہے صَعِيْدًا (ریت مٹی) سورۃ النساء اور المائدہ میں گذر چکا ہے۔ جُرُزًا (گھاس سبزی سے بالکل خالی) وہ زمین جو پہلے سرسبز ہو اور پھر چٹیل ہوجائے یہ اسم صفت ہے ج۔ر۔ز سے جرز کے معنی ہیں کاٹ ڈالنا جرزہ وہ زمین جس کی گھاس وغیرہ کاٹ ڈالی گئی ہو اور وہ خالی میدان ہوجائے۔

ارشاد ہے کہ کیا تو ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے ان کے غم میں گھل گھل کر اپنی جان دے دے گا۔ اگر یہ ایمان نہیں لاتے تو یہ جانیں۔ رسول کا کام فقط راستہ بتا دینا اور اس پر چل کر دکھا دینا ہے۔ ہم نے انسان کو سوچنے سمجھنے کے لیے عقل دی ہے لیکن ساتھ ہی دنیا کی ظاہری شکل کو زیب وزینت کے ساتھ آراستہ کر دیا ہے کیونکہ انسان کی آزمائش منظور ہے کہ دیکھیں یہ دنیا پر جھکتا ہے یا کہ پرہیزگاری کی زندگی بسر کرتا ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ ہم جو کچھ زمین میں ہے سب صاف کر دیں گے اور وہ ایک خشک میدان بن کر رہ جائے گی۔ اس وقت حقیقت حال معلوم ہوگی۔

Marfat.com

اللہ کی نشانیاں

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ
کیا گمان کیا تونے کہ کہف اور رقیم والے
كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ﴿۹﴾ إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ
تھے ہماری قدرت کے مظاہر میں سے کوئی اچنبھا جب ٹھکانا بنایا جوانوں نے
إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ
غار کو پس کہا انہوں نے اے رب دے ہم کو اپنے پاس سے
رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ﴿۱۰﴾
رحمت اور مہیا کر ہمارے لیے ہمارے کام کی درستی

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ
کیا تو خیال کرتا ہے کہ غار اور کھوہ کے رہنے والے
كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ﴿۹﴾ إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ
ہماری قدرتوں میں اچنبھا تھے جب جا بیٹھے وہ جوان
إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ
پہاڑ کی کھوہ میں پھر بولے اے رب ہم کو اپنے پاس سے
رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ﴿۱۰﴾
بخشش دے اور پوری کر دے ہمارے کام کی درستی

اَصْحٰبُ الْکَہْفِ وَالرَّقِیْمِ (کہف اور رقیم والے لوگ) کہف چوڑے غار کو کہتے ہیں۔ یہ غار ایک وادی میں پہاڑوں کے بیچ میں پست زمین جس کو کھوہ کہتے ہیں، تھا جس کا نام رقیم تھا۔

فِتْیَۃٌ (جوان لوگ) فَتًی کی جمع ہے حرف ف۔ ت۔ ی سے ہے۔ اصل میں فَتَیٌ تھا تعلیل کے بعد فَتًی ہو گیا۔ نوعمر۔ جوان۔

ھَیِّئْ (تیار کر دے) امر کا صیغہ ہے تَہْیِئَۃٌ سے جو تخفیف اور ادغام کے بعد تَہْیِئَۃٌ ہو گیا۔ اس کا مادہ ہ۔ ی۔ ء ہے۔ ہیأۃٌ کے معنی شکل کے ہیں اور تیاری کے بھی۔ تَہْیِئَۃٌ: شکل دینا، تیار کرنا، بنانا، پیدا کرنا۔ رَشَدَ کے معنی سیدھے کے ہیں اور درست راستے کے جس پر چل کر نجات حاصل ہو جائے۔

اللہ کی قدرت میں اچنبھے کی کیا بات ہے۔ یہ لوگ تم سے ان لوگوں کا حال پوچھتے ہیں جنھوں نے ایک غار کو جو وادی رقیم میں تھا اپنا مسکن بنا لیا تھا کیونکہ ایک ظالم بادشاہ لوگوں کے پیچھے پڑ گیا تھا کہ میری اور میرے بتوں کی عبادت کرو۔ یہ لوگ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے پیرو تھے اور فقط اللہ عزوجل کی عبادت کرتے تھے۔ اس کے ظلم سے بچنے کے لیے پہاڑوں کے بیچ میں ایک غار کو اپنا ٹھکانہ بنا لیا تھا۔ اور وہاں بادشاہ سے چھپ کر اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ انہوں نے دعا کی کہ اے ہمارے رب ہم کو اپنی خاص رحمت سے نوازیئے۔ اور ہم جس کام میں مشغول ہیں۔ اس میں ہماری مدد فرمایئے اور اس مشکل سے نجات کا سامان بنا دیجیے۔ آگے ان کا ضروری حال بیان فرمایا ہے اور کہا ہے کہ ان کی نجات کا سامان ہم نے کر دیا۔ اور یہ ہماری قدرت کی ایک نشانی تھی جسے سُن کر تمہیں بھی انہی کی طرح ایمان پر ثابت قدم رہنے کی کوشش کرنی چاہیے ؛؛

Marfat.com

نجات حاصل ہوئی

فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِھِمْ فِی الْکَھْفِ سِنِیْنَ

پھر تھپکا ہم نے ان کے کانوں کو اس غار میں کئی سال

عَدَدًا (۱۱) ثُمَّ بَعَثْنٰھُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ

گنتی کے پھر ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ جان لیں کون سا

الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا (۱۲)

دو گروہوں میں زیادہ واقف تھا ان کے ٹھہرنے سے مدت کے لحاظ سے

فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِھِمْ فِی الْکَھْفِ سِنِیْنَ

پھر ہم نے ان کے کان تھپک دیئے اس کھوہ میں

عَدَدًا (۱۱) ثُمَّ بَعَثْنٰھُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ

چند سال پھر ہم نے ان کو اٹھایا کہ معلوم کریں

الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا (۱۲) ع ۱۲/۱۳

دونوں فرقوں میں کس نے یاد رکھی جتنی مدت وہ رہے

ضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِھِمْ: تھپکی دی ہم نے ان کے کانوں پر) ضَرَبْنَا ض۔ ر۔ ب سے ماضی کا صیغہ ہے۔ ضَرْبٌ کے معنی مارنے کے ہیں آہستہ سے یا زور سے۔ یہاں کانوں پر ہلکی تھپکی دینا مراد ہے جس سے بچوں کو نیند آجاتی ہے یعنی ہم نے ان کو سُلا دیا۔

یہودیوں کی کہانیوں میں ایک کہانی پرانی چلی آتی تھی۔ کہ کسی زمانے میں کچھ لوگ شہر کی آبادی کسی وجہ سے چھوڑ کر پہاڑوں میں چلے گئے تھے۔ وہاں ان پر کچھ ایسی گذری کہ وہ پھر واپس نہ آسکے۔ ان کی بابت عجیب وغریب واقعات بیان کیے جاتے تھے جن سے سوا دل بہلاوے کے اور کوئی معقول غرض وابستہ نہ تھی۔

یہودیوں نے مکّہ کے مشرکوں کو اُکسایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان غائب ہونے والے لوگوں کا حال پوچھیں۔ اگر ان کے عجیب وغریب حالات بتا دیئے تو ان سے پھر اور سوال کرنا۔ اور دو سوال اور بتا دیئے جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

قرآن مجید نے ان آیتوں میں ان غائب ہونے والے لوگوں کا حال بتایا ہے اور اپنی خاص طرز کے مطابق بے کار باتوں کو حذف کر کے وہی باتیں بتائی ہیں جن سے انسان کچھ مفید سبق حاصل کر سکتا ہے اور باقی حالات کی تفتیش سے روک دیا ہے کیونکہ اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

فرمایا کہ ان کی تعداد اور سونے کی مدّت کی بے کار بحث چھوڑ دو۔ اس سے کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا۔ اتنا سمجھ لو کہ وہ چند نوجوان تھے۔ جو ایک مدّت دراز تک سونے کے بعد کچھ دیر کے لیے اٹھے اور پھر سو گئے۔ ان کی تعداد اور نیند کی مدّت معلوم کر کے کیا کرو گے۔ کہ انہوں نے اللہ کے لیے سب کچھ چھوڑا۔ اور اللہ نے ان کو آرام سے سلا دیا۔ اس کے بعد اُٹھے اور پھر سو گئے۔ ان باتوں سے جو سبق ملتا ہے وہ آگے آئے گا۔

Marfat.com

اصحابِ کہف

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ
ہم بیان کرتے ہیں تجھ سے ان کا حال ٹھیک ٹھیک تھے وہ
فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰهُمْ هُدًی ﴿۱۳﴾
چند جوان ایمان لائے تھے اپنے رب پر اور بڑھایا ہم نے ان کو ہدایت میں
وَّ رَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا
اور مضبوطی کردی ان کے دلوں کی جب وہ کھڑے ہوئے پھر کہا ہمارا رب
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖۤ
رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا ہرگز نہ پکاریں گے ہم اس کے سوا
اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾
کسی کو معبود البتہ تحقیق کہیں گے ہم اس وقت عقل سے دور بات

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ
ہم تجھ کو ان کا تحقیقی حال سنا دیں وہ کئی
فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰهُمْ هُدًی ﴿۱۳﴾
نوجوان ہیں جو اپنے رب پر یقین لائے اور ہم نے ان کو زیادہ سوجھ دی
وَّ رَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا
اور گرہ دی ان کے دل پر جب کھڑے ہوئے پھر بولے ہمارا رب
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖۤ
آسمان اور زمین کا رب ہے ہم اس کے سوا کسی کو معبود نہ
اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾
پکاریں گے نہیں تو ہم نے عقل سے دور بات کہی

رَبَطْنَا (گرہ لگا کر مضبوط کر لینا) ماضی کا صیغہ ہے۔ ر ب ط سے ربط کے معنی ہیں کس کر مضبوط کر دینا۔ رَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ۔ دل کو صبر و استقلال عطا کیا۔

- شَطَطًا (عقل سے بعید بات) شطط کے معنی دور اور بعید کے ہیں اور یہ صفت کا صیغہ ہے۔ ش ط ط سے شَطٌّ کے معنی ہیں حد سے بڑھ جانا

ارشاد ہے کہ ہم تجھے ان کا اصلی واقعہ سچ سچ بتائے دیتے ہیں۔ ان نوجوانوں نے اللہ کو پہچان لیا تھا ہم نے ان کے دل میں ایمان مضبوطی کے ساتھ جما دیا تھا جس سے ان کے دلوں میں جرأت اور ہمت پیدا ہوگئی تھی۔ انہوں نے اپنے ظالم بادشاہ دقیانوس کے سامنے کھڑے ہو کر صاف صاف کہہ دیا تھا کہ ہم تیری دھمکیوں میں آکر شرک کرنے والے نہیں۔ ہمارا رب تو وہی ہے، جو ان آسمانوں کا اور اس زمین کا رب ہے ہم سے یہ ہرگز نہ ہوگا کہ اسے چھوڑ کر ان بتوں کو اپنا رب کہیں جنہیں تم نادانی سے پوجتے ہو۔ یہ ہماری عقل کے خلاف ہے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ سوا اس تمام کائنات کے بنانے والے کے ہمارا رب کوئی اور ہو سکتا ہے۔ معاذ اللہ اگر ہم ایسی بات منہ سے نکالیں تو یہ پرلے درجے کی حماقت ہوگی جسے عقل سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

Marfat.com

شرک سے نفرت

هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ

یہ ہے ہماری قوم بنا بیٹھے ہیں وہ سوا اللہ کے اور معبود

لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ

کیوں نہیں لاتے وہ ان پر کوئی سند کھلی پس کون

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ (۱۵)

زیادہ ظالم ہے اس سے جس نے گھڑلیا اللہ پر جھوٹ

هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ

یہ ہماری قوم ہے انہوں نے اللہ کے سوا اور معبود ٹھہرا لئے

لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ

کیوں نہیں لاتے ان پر کوئی سند کھلی پھر اس سے

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ (۱۵)

بڑا گنہ گار کون جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا

سُلْطٰن (قوی دلیل۔سند) یہ اسم معنی ہے جس کا مفہوم قوت، غلبہ، قوی دلیل، سند وغیرہ ہے۔

اِفْتَرٰی (گھڑلیا) اس کے معنی ہیں جھوٹ موٹ کوئی چیز بنا کر کھڑی کر دینا۔

اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اس ہماری قوم کو دیکھو۔ معلوم نہیں ان کی عقل پر کیا پتھر پڑ گئے ہیں کہ ایسی قدرت والے اللہ کو چھوڑ کر جو سب کو پال رہا ہے اور ہر ایک کو ضرورت کی ساری چیزیں اسے اپنی رحمت سے عطا کر رہا ہے جس کی بخشش کی کوئی انتہا نہیں۔ جس کا رحم و کرم بے حد و حساب ہے۔ بے جان بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ ان کے پاس کفر و شرک کی کوئی دلیل نہیں۔

اللہ عزوجل کے ماننے والوں کے پاس تو فقط ایک اللہ کو ماننے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ جس چیز کو دیکھتے ہیں۔ بے بس نظر آتی ہے۔ نہ کسی کے اپنے بس میں جینا ہے نہ مرنا، نہ بڑھنا، نہ گھٹنا پھر ان بے بس مخلوقات سے جنہیں اپنے ہلنے چلنے تک کی بھی قدرت نہیں یہ توقع رکھنا کہ یہ کسی کی مدد کریں گے عقلِ سلیم کے خلاف ہے۔

بات یہ ہے کہ ان کی اوچھی نظر اور بے بنیاد خیالات نے ان کی عقل کو دبا دیا ہے۔ اور بے ہودہ توہمات میں پھنسا دیا ہے۔ یہ ایک بالکل بے بنیاد بات کو واقعی بات سمجھ بیٹھے ہیں۔ حالانکہ خود ان کی عقل اگر اسے وہم و خیال کی الجھنوں سے نکلنا نصیب ہو جائے تو صاف گواہی دے گی۔ کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کو معبود بنانا جھوٹی بات ہے جس کا کوئی سر پیر نہیں۔ پھر ان سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو سکتا ہے؟

Marfat.com

اللہ کی مدد

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا

اور جب | الگ ہو گئے تم ان سے | اور جو | وہ پوجتے ہیں | سوا

اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ

اللہ کے | پس ٹھکانہ لو | غار میں جا کر | تاکہ پھیلا دے | تم پر

رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ

تمہارا رب | اپنی کچھ رحمت میں سے | اور مہیا کر دے | تمہارے لیے

مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾

تمہارے کام میں | آرام

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا

اور جب تم نے ان سے اور جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کنارہ

اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ

کر لیا ہے تو اب اس غار میں جا بیٹھو تمہارا رب تم پر کچھ

رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ

اپنی رحمت سے پھیلا دے اور تمہارے کام میں

مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾

تمہارے واسطے آرام بنا دے

اِعْتَزَلْتُمُوْهُمْ (چھوڑا تم نے ان کو) اِعْتَزَلْتُمْ۔ ماضی کا صیغہ ہے۔ اعتزال کے معنی ہیں چھوڑ کر الگ ہو جانا۔ اس کا مادہ ع۔ ز۔ ل ہے۔ عزل کے معنی الگ کر دینا۔ اسی سے معزول بنا ہے یعنی وہ جسے الگ کر دیا ہو۔ اعتزال الگ ہو جانا۔ اسی سے معتزلہ بنا ہے یعنی وہ فرقہ جو الگ ہو گیا۔ مِرْفَقٌ: (آرام) مرفق اسم آلہ کا وزن ہے جو۔ ر۔ ف۔ ق سے بنا ہے۔ رفق کے معنی آسائش۔ آرام۔ مِرْفَق وہ چیز یا حالت جس کے ذریعے آرام حاصل ہو۔

اصحاب کہف بادشاہ کے ملازم تھے وہ اپنے آپ کو زبردستی سجدہ کراتا تھا۔ انہوں نے انکار کر دیا اور اللہ سے مدد مانگی۔ آپس میں کہنے لگے کہ جب تم اپنی مشرک قوم اور ان کے بتوں سے کھلم کھلا الگ ہو گئے تو اب پہاڑوں کے بیچ میں جو غار ہے اس میں جا کر اپنا ٹھکانا بناؤ۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت تم پر نازل فرمائے گا۔ اور ایسے حالات پیدا کر دے گا۔ کہ تمہیں آرام نصیب ہو گا اور اس ظالم بادشاہ کی پہنچ تم تک نہ ہو گی۔ ان سب کے دل میں یہی بات آئی اور آپس میں مشورہ کر کے غار میں چلے گئے وہاں جا کر ان پر غنودگی طاری ہو گئی اور سب لیٹ کر سو گئے۔ بادشاہ کے نوکروں نے ان کو بہت ڈھونڈا کہیں پتہ نہ لگا۔ آخر تھک کر بیٹھ گئے۔ یہ نوجوان کس مذہب کے تھے۔ اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ عیسائی تھے لیکن بعض کہتے ہیں کہ یہ واقعہ حضرت عیسٰی علیہ السلام سے بہت پہلے کا ہے۔[۱] بہرحال قرآن مجید میں ان کو اللہ کا ماننے والا کہا ہے۔ مذہب کی تحقیق سے کوئی فائدہ نہیں۔ ان کے قصے سے تو فقط یہی سبق سیکھنا ہے کہ جو سب کو چھوڑ کر اللہ عزوجل کی طرف دل و جان سے متوجہ ہوتے ہیں۔ اسی کی عبادت کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ یقیناً ان کی مدد کرتا ہے۔

۱؎ اب یہ متحقق ہو چکا ہے کہ یہ واقعہ ۲۵۰ء کے لگ بھگ کا ہے (بحوالہ "حکیم الامت" طبع ثانی صفحہ ۱۵۱۔ از مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی)۔

Marfat.com

آرام کا بندوبست

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ
اور دیکھے گا تو سورج کو جب نکلتا ہے بچ جاتا ہے ان کے
كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ
غار سے دائیں طرف اور جب ڈوبتا ہے تو کترا جاتا ہے ان سے
ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ
بائیں طرف اور وہ کھلی جگہ میں ہیں غار کی یہ
مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ
اللہ کی نشانیوں میں سے ہے جسے ہدایت کرے اللہ پس وہی راہ یاب ہے
وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿١٧﴾ ع
اور جسے گمراہ کردے پس ہرگز نہ پائے گا تو اس کا کوئی رفیق راستہ پر لانے والا

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ
اور تو دیکھے گا دھوپ جب نکلتی ہے تو ان کی غار سے
كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ
دائیں طرف بچ کر جاتی ہے اور جب ڈھلتی ہے تو ان سے
ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ
بائیں کو کترا جاتی ہے اور وہ اس غار کی کھلی جگہ میں ہیں یہ اللہ کی
مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ
قدرتوں میں سے ہیں جس کو اللہ ہدایت دے وہی راہ پر آئے
وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿١٧﴾ ع ٢ ١٤
اور جس کو وہ بے راہ کرے پھر تو اس کا کوئی رفیق راہ پر لانے والا نہ پائے گا

تَزٰوَرُ: بچ جاتا ہے مضارع کا صیغہ ہے تَزَاوُرٌ سے جو ز۔و۔ر سے بنا ہے زَوَر کے معنی موڑ اور جھکاؤ کے ہیں۔ تَزَاوُرٌ ایک طرف ہو جانا۔ بچ کر نکل جانا تَزٰوَرُ اصل میں تَتَزَاوَرُ ہونا چاہیے لیکن استعمال میں اس کی ایک ت گر جاتی ہے۔

تَقْرِضُ: (کترا جاتی ہے) مضارع کا صیغہ ہے ق۔ر۔ض سے قرض کے معنی کاٹنا۔ مراد یہ ہے کہ سورج ان سے کٹ کر دائیں بائیں نکل جاتا ہے۔

فَجْوَةٌ: (کشادہ جگہ) اس کا مادہ ف۔ج۔و ہے جس کے معنی کشادگی کے ہیں فَجْوَةٌ کھلی ہوئی کشادہ جگہ۔ اس کی جمع فجوات ہے۔

ارشاد ہے کہ سورج کی گرمی انہیں نہیں ستاتی۔ اور ہوا انہیں برابر پہنچتی رہتی ہے۔ کیوں کہ وہ غار کی کھلی جگہ میں ہیں۔ یہ اللہ عز و جل کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ جسے دیکھ کر اور سُن کر عقل مند لوگ اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتے ہیں۔ اور اس کی اطاعت میں صبر اور برداشت کا سبق سیکھتے ہیں۔ مشکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہر ایک کو نہیں سوجھتیں۔ اللہ ہی سمجھائے تو سمجھیں۔ لیکن جس کی عقل پر ہوا و ہوس کے پردے پڑ گئے ہوں اس لیے اللہ تعالیٰ اسے راہ سے بچلاوے تو پھر کوئی اس کا یار و مدد گار ایسا نہیں کر سکتا کہ اسے سیدھی راہ پر ڈال دے۔

Marfat.com

حفاظت کا انتظام

وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ
اور تو گمان کرے ان کو جاگتا اور وہ سوئے ہوئے ہیں اور موڑتے ہیں انہیں ہم
ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ
دائیں طرف اور بائیں طرف اور کتا ان کا پھیلائے ہوئے
ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ
اپنے دونوں بازو دہلیز پر اگر جھانکتا تو انہیں تو مڑ جاتا
مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا (١٨)
ان کی طرف سے بھاگتا ہوا اور بھر دیا جاتا ان کی طرف سے دہشت میں

وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ
اور تو سمجھے وہ جاگتے ہیں حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور کروٹیں بدلتے ہیں ہم ان
ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ
کی دائیں اور بائیں طرف اور ان کا کتا اپنے
ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ
بازو پسارے ہے چوکھٹ پر اگر تو ان کو جھانک کر دیکھے تو ان سے
مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا (١٨)
پیٹھ پھیر کر بھاگے اور تجھ میں ان کی دہشت بھر جائے

اَیْقَاظًا: جاگتے ہوئے۔ یَقِظٌ اور یَقُظٌ کی جمع ہے جو صفت کا صیغہ ہے ی۔ق۔ظ سے۔ یَقْظٌ مصدر کے معنی جاگنا۔ یَقِظٌ جاگا ہوا۔

رُقُوْدٌ: سوئے ہوئے۔ رَاقِدٌ کی جمع ہے جو اسم فاعل ہے ر۔ق۔د سے۔ رَقْدٌ مصدر کے معنی سونا۔ رَاقِدٌ سونے والا۔

ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ: یمین دایاں اور شمال بایاں۔ ذات کے معنی یہاں دونوں جگہ جانب کے ہیں۔

وَصِیْدِ (دہلیز) و۔ص۔د سے وَصْدٌ کے معنی بند کرنا، روک دینا۔ وصید کسی مکان یا میدان کا وہ حصہ جہاں سے اس میں داخل ہوا جائے اور جس کو روک دینے یا بند کر دینے سے نہ اس کے اندر جا سکے نہ باہر آ سکے۔ ایسی جگہ دہلیز کہلاتی ہے اور اس کو بند کرنے کے لیے دروازہ لگا دیتے ہیں یہاں غار کے اندر گھسنے کی جگہ مراد ہے۔

اصحاب کہف غار کے اندر بے خبر سو رہے ہیں۔ لیکن دیکھنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ وہ جاگ رہے ہیں۔ اللہ کی قدرت سے وہ سوتے ہیں۔ اِدھر اُدھر کروٹ لیتے ہیں۔

ان کے پیچھے ایک کتا بھی ہو لیا تھا۔ وہ بھی وہیں غار کے منہ پہ پنجے پھیلائے ہوئے انہی کی طرح سو رہا ہے۔ ان کا ماحول دہشت انگیز ہے۔ دیکھنے والے کے دل پہ اس سارے منظر سے رعب طاری ہوتا ہے۔ اگر کوئی غار میں جھانک کر دیکھے تو ڈر کے مارے الٹے پاؤں بھاگے۔

Marfat.com

اللہ نے جگا دیا

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۭ قَالَ
اور اسی طرح ہم نے اٹھایا ان کو تاکہ وہ سوال کریں آپس میں کہا
قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۭ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ
ایک کہنے والے نے ان میں سے کتنی دیر ٹھہرے تم۔ بولے ہم ٹھہرے ایک دن یا
بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۭ
کچھ حصہ دن کا۔ بولے تمہارا رب ہی خوب جانتا ہے جتنی مدت تم ٹھہرے

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۭ قَالَ
اور اسی طرح ہم نے ان کو جگا دیا کہ آپس میں پوچھنے لگیں۔ ان میں سے
قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۭ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ
ایک بولا تم کتنی دیر ٹھہرے بولے ہم ایک دن یا ایک دن
بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۭ
سے کم ٹھہرے بولے تمہارا رب ہی اسے خوب جانتا ہے جتنی دیر تم ٹھہرے رہو

بَعَثْنَا (اٹھا دیا ہم نے انہیں) ماضی کا صیغہ ہے۔ ب۔ع۔ث سے بعث کے معنی اٹھا کر بھیجنا بے خبری کی حالت سے اٹھا کر دوبارہ ہوشیار کرنا۔ بے خبری نیند سے ہو یا موت سے جگانا یہاں جگا دینے کے معنی میں ہے۔ اس سے آگے کی آیت میں اسی مادہ سے امر کا صیغہ آیا ہے جہاں اٹھا کر بھیجنا مراد ہے۔

لِيَتَسَآءَلُوْا (تاکہ آپس میں پوچھیں) لام کے معنی تاکہ ہوتے ہیں اور اس سے کام کی غرض ظاہر کی جاتی ہے لیکن یہاں اس سے نتیجہ ظاہر کیا گیا ہے یعنی ان کے جاگنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آپس میں بات چیت کرنے لگے۔ ایسے لام کو لام العاقبہ کہتے ہیں یعنی انجام دکھانے والا لام۔ يَتَسَآءَلُوْا اصل میں يَتَسَآءَلُوْنَ تھا، جو مضارع کا صیغہ ہے تساءل سے جو س۔ء۔ل سے بنا ہے۔ سُؤْل اور سُؤال اس سے مصدر ہیں۔ تَسَاؤُل کے معنی ہیں ایک دوسرے سے سوال کرنا۔

ارشاد ہے کہ جب وہ ایک مدت تک غار میں آرام سے سوتے رہے تو جیسے ہم نے اپنی قدرت سے انہیں سلایا تھا۔ ایسے ہی انہیں ایک مناسب وقت پر جگا دیا۔ اُن کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ہم اتنی دیر سوتے رہے کہ دنیا ادھر سے اُدھر ہو گئی۔ اُٹھتے ہی خیال آیا ہو گا۔ کہ ہمیں بادشاہ کی پکڑ دھکڑ سے بچنے کے لیے کوئی تدبیر کرنی چاہیئے تھی۔ ورنہ یہاں سے نکلتے ہی پھر وہی مصیبت گلے پڑے گی۔ اگر بادشاہ کی دی ہوئی مہلت یوں ہی غفلت میں گذر گئی۔ تو بڑی آفت کا سامنا ہو گا۔ ایک نے کہا کہ ہم ابھی تھوڑی دیر پہلے غار میں آئے تھے۔ آتے ہی نیند کا ایسا غلبہ ہوا کہ اپنے کام کی کچھ سدھ بدھ نہ رہی مگر زیادہ سوئے معلوم نہیں ہوتے۔ شاید دن بھر گذر گیا ہو۔ یا ابھی پورا دن بھی نہ ہوا ہو۔ پھر بولے اللہ ہی جانے کتنے دیر ٹھہرے۔

Marfat.com

بھوک میں دین کا خیال

فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ
پس بھیجو اپنے میں سے ایک کو روپیہ دے کر یہ شہر کی طرف
فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ
پس وہ دیکھے ان میں کونسا ستھرا ہے کھانے میں پس لائے تمہارے پاس رزق
مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا (۱۹)
اس سے اور دبے پاؤں جائے اور نہ خبر دے تمہاری کسی کو
اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ
تحقیق انہوں نے اگر خبر پالی تمہاری سنگسار کردیں گے تم کو یا
يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا (۲۰)
لوٹائیں گے تم کو اپنے دین میں اور ہرگز نہ فلاح پاؤ گے تم اس صورت میں کبھی

فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ
سو اب اپنے میں سے ایک کو اپنا روپیہ دے کر شہر میں بھیجو
فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ
پھر دیکھے کون سا کھانا ستھرا ہے سو لائے تمہارے پاس اس میں
مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا (۱۹)
سے کھانا اور نرمی سے جائے اور تمہاری خبر کسی کو نہ جتا دے
اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ
وہ لوگ اگر تمہاری خبر پالیں تو تم کو پتھروں سے مار ڈالیں اور
يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا (۲۰)
تم کو اپنے دین میں لوٹائیں اور تب تو تمہارا کبھی بھلا نہ ہوگا

وَرِقٌ (روپیہ) عربی میں وَرِقٌ اور وَرْقٌ چاندی کو کہتے ہیں۔ یہاں چاندی کا سکّہ (روپیہ) مراد ہے جو ان کے وقت میں رائج تھا۔
ارشاد ہے کہ انہوں نے کہا سونے کی مدّت کا ذکر چھوڑو کچھ کھانے کا بندوبست کرو۔ لو یہ ایک روپیہ ہے اسے دے کر اپنے میں سے ایک آدمی کو بھیجو۔ تاکہ شہر میں جا کر تلاش کرے۔ اچھے سے اچھّا کھانا کون سا ہے اسے خرید کر لے آئے تاکہ ہم کھائیں مگر اتنا خیال رہے کہ ذرا احتیاط سے کام کرے چپکے چپکے جائے۔ تاکہ آہٹ پاکر لوگ اس کی طرف دیکھنے نہ لگیں۔ نرمی سے بات کرے تاکہ لوگ چونکیں نہیں۔ تم جانتے ہو آفتوں اور مصیبتوں کا زمانہ ہے۔ اللہ عزوجل کے ماننے والے پکڑے جا رہے ہیں۔ بت پرست بادشاہ سب کو زبردستی بت پرست بنانا چاہتا ہے۔ ہماری سُن گن مل گئی تو جیتا نہ چھوڑیں گے۔ پتھراؤ کرکے مار ڈالیں گے۔ یا پھر زبردستی اپنے جیسا مُشرک بنالیں گے۔ ایسا ہوا تو پھر ہم ہمیشہ کے لیے گئے گذرے ہوئے پھر ہماری فلاح کی کوئی صورت نہیں۔ فلاح تو اسی میں ہے کہ آدمی ایک اللہ کو اپنا رب مانے اور اسی کی عبادت کرے اور کسی سے توقع نہ رکھے۔ ایمان ہو تو ایسا ہو۔ یہ لوگ سوتے جاگتے، دکھ تکلیف کسی حالت میں اللہ عزوجل کو نہ بھولے اور شرک کو سب سے بڑی آفت سمجھے۔

Marfat.com

اِطّلاع کی حکمت

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ
اور اسی طرح مطلع کیا ہم نے ان پر تاکہ لوگ جان لیں کہ وعدہ
اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ
اللہ کا سچ ہے اور یہ کہ قیامت شبہ نہیں اس میں
اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا
جب جھگڑتے تھے وہ آپس میں اپنی بات پر پس کہا انہوں نے بناؤ
عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ
ان پر ایک عمارت ان کا رب خوب واقف ہے ان سے کہا انہوں نے
غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا (۲۱)
جو غالب تھے اپنی بات پر البتہ بنائیں گے ہم ان پر عبادت خانہ

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ
اور اسی طرح ہم نے ان کی خبر ظاہر کر دی تاکہ لوگ جان لیں کہ
اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ
اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے اور قیامت کے آنے میں دھوکا نہیں
اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا
جب آپس میں اپنی بات پر جھگڑ رہے تھے پھر کہنے لگے ان پر
عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ
ایک عمارت بناؤ ان کا رب ان کا حال خوب جانتا ہے بولے وہ
غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا (۲۱)
لوگ جن کا کام غالب تھا ہم ان کی جگہ پر عبادت خانہ بنائیں گے

اَعْثَرْنَا (مطلع کیا ہم نے) ماضی کا صیغہ ہے اعثار سے جس کا مادہ ع ث ر ہے۔ عثور کے معنی یکایک کسی چیز سے ٹکرانا۔ ٹھوکر کھانا۔ اعثار کسی چیز سے ٹکرا دینا۔ اس سے مڈبھیڑ کرا دینا۔ یہاں اس سے مراد ہے مطلع کر دینا۔

اصحاب کہف کا آدمی گیا۔ اور چپکے سے ایک دوکان دار کو روپیہ دیا کہ اس کا کھانا دے دے۔ یہ روپیہ اس وقت پرانا ہو چکا تھا اور اس کی جگہ نیا سکہ جاری تھا۔ دوکان دار نے اس آدمی کو پکڑ لیا کہ ضرور اسے کوئی پرانا خزانہ مل گیا ہے اور اس نے اسے چھپا لیا ہے۔ تحقیق کی گئی تو اصل بات معلوم ہو گئی۔ پچھلے واقعات کے دفتر سے اس کی تصدیق بھی ہو گئی۔

اس آیت میں اتنا ارشاد ہے کہ ہم نے اس وقت کے لوگوں کو اصحاب کہف کے حالات سے آگاہ کیا تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ جب صدیوں کے سوتے جاگ اٹھے تو مُردوں کا دوبارہ اٹھ بیٹھنا کیا مشکل ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ ان لوگوں نے جن کی حکومت اس وقت چل رہی تھی فیصلہ کیا۔ کہ ان عجیب و غریب لوگوں کا اصل حال تو ان کا رب ہی جانتا ہے۔ ہمیں تو اس جگہ جہاں وہ سوتے رہے ایک عبادت خانہ بنا دینا چاہیے تاکہ لوگ آئیں اور عبرت حاصل کریں ؎

Marfat.com

بے فائدہ بحث

سَيَقُولُونَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُولُونَ
اب کہیں گے وہ تین چوتھا ان کا کتا اور کہیں گے
خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَ
پانچ چھٹا ان کا کتا پتھر پھینکتے ہوئے بے دیکھے اور
يَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُلْ رَّبِّىٓ
کہیں گے سات اور آٹھواں ان کا کتا کہہ میرا رب
أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۚ
خوب جانتا ہے ان کی گنتی نہیں جانتے ان کو مگر تھوڑے لوگ
فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۖ
پس مت جھگڑ ان کے بارے میں مگر جھگڑا ظاہری
وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِّنْهُمْ أَحَدًا ﴿۲۲﴾
اور نہ پوچھ ان کا حال ان میں سے کسی سے

سَيَقُولُونَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُولُونَ
اب کچھ کہیں گے تین ہیں اور چوتھا ان کا کتا اور کچھ کہیں گے
خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَ
پانچ ہیں اور چھٹا ان کا کتا بے نشانہ دیکھے پتھر چلانا اور
يَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُلْ رَّبِّىٓ
بعض کہیں گے سات ہیں آٹھواں ان کا کتا تو کہہ میرا رب
أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۚ
ان کی گنتی خوب جانتا ہے ان کی خبر نہیں رکھتے مگر تھوڑے لوگ
فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۖ
سو ان کی بات میں مت جھگڑ مگر سرسری جھگڑا - اور ان میں
وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِّنْهُمْ أَحَدًا ﴿۲۲﴾ ع ۵ / ۱۵
سے کسی سے ان کا حال مت تحقیق کر

لَا تُمَارِ: (مت جھگڑ) نہی کا صیغہ ہے مُمَارَاۃٌ سے جس کی دوسری شکل مِرَاءٌ ہے جو اسی آیت میں اس کے بعد آیا ہے اس کا مادہ م۔ر۔ی ہے۔ مِرْیَۃٌ: شک و شبہ۔ مُمَارَاۃٌ اور مِرَاءٌ: شک و شبہ سے جھگڑا۔ پوچھ گچھ۔

اصحاب کہف کے بارے میں جو کچھ قرآن کی آیتوں میں بتایا گیا ہے وہ انسان کو ایک مفید سبق سکھانے کے لیے کافی ہے اور وہ سبق یہ ہے کہ فقط اللہ عز و جل کو اپنا رب ماننے اور فقط اسی کی عبادت کرنے سے ان کے دل کو بڑی تقویت حاصل ہوتی ہے اور اپنے فضل سے ایسے شخص کے آڑے وقت کام آتا ہے اور اس سبق کے سیکھنے کے لیے کوئی ضرورت نہیں کہ ان کی تعداد معلوم کی جائے یا اس کا پتہ لگایا جائے کہ جب وہ گھر سے نکل کر غار کی طرف چلے تھے تو ان کے ساتھ کوئی اور باہر کا آدمی یا جانور تو ساتھ نہیں لگ لیا تھا۔ ان باتوں میں پھنس کر اور اختلاف کر کے وقت عزیز کو ضائع کرنا فضول ہے کہ وہ تین تھے یا پانچ تھے یا سات تھے اور ان کے ساتھ ایک کتا بھی تھا۔ فقط یہ سمجھ لو کہ اچھوں کے ساتھ جو ہو لیا وہ بھی اچھا ہو گیا اپنے آپ داستانیں گھڑنا فضول بات ہے جو ضروری تھا وہ ہم بتا چکے اب اس کی بابت نہ کسی سے کچھ پوچھو نہ جھگڑو یہ سب باتیں اللہ کو معلوم ہیں انسانوں میں ان کے جاننے والے کم ہیں:

Marfat.com

اللہ کی ہر وقت یاد

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ
اور ہرگز نہ کہو کسی چیز کو کہ میں کروں گا اسے
غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ز وَاذْكُرْ
کل مگر یہ کہ چاہے اللہ اور یاد کر
رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ
اپنے رب کو جب بھول جائے اور کہہ امید ہے کہ
یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾
راہ دکھادے مجھ کو میرا رب زیادہ قریب کی اس سے سمجھانے ہیں

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ
اور نہ کسی کام کو منہ سے کہنا کہ یہ میں
غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ز وَاذْكُرْ
کل کروں گا مگر یہ کہ اللہ چاہے اور یاد کر
رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ
اپنے رب کو جب بھول جائے اور کہہ امید ہے کہ میرا رب مجھ
یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾
کو اس سے زیادہ نزدیک نیکی کی راہ دکھائے

اللہ عزوجل نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں انسان کی ہدایت کے لیے بھیجا اس سلسلے میں آپ کے اخلاق، آپ کی باتیں آپ کے کام آپ کے طرز عمل غرض ہر بات کو دوسروں کے لیے نمونہ بنا کر دنیا کو دکھانا مقصود تھا کہ انسان کے لیے دنیا میں زندگی بسر کرنے کا طریقہ یہ ہے یہاں تک کہ آپ کو حالات بھی ایسے ہی پیش آنے ضروری تھے۔ کہ ہر حالت کے لحاظ سے قرآن حکیم میں احکام نازل ہوتے رہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے بھولنا، غفلت کرنا، جنگ میں شکست کھانا اور ایسی ہی دوسری کمزوریاں آپ میں نہیں ہوسکتیں لیکن نمونہ بننے کے لیے یہ کمزوریاں آپ میں عارضی طور پر پیدا کی گئیں: تاکہ انسان کے لیے آپ کا عملی نمونہ بن جائے اور وہ ہر حالت میں آپ کی پیروی کرسکے۔

ارشاد ہے کہ کسی کام کے لیے یہ مت کہو کہ کل کرلوں گا یا کل ہوجائے گا۔ مگر اس کے ساتھ انشاء اللہ ضرور کہہ لیا کرو۔ اس کے بعد آپ کے ذریعے ہر انسان کو سمجھا دیا۔ کہ موقعہ پر انشاء اللہ، بسم اللہ، الحمد للہ وغیرہ کہنا کسی حال میں نہ بھولے اگر بھول جائے تو جب یاد آجائے کہہ لے۔

آگے ارشاد ہے کہ ساتھ ہی لوگوں سے یہ بھی کہہ دے کہ مجھے تو اللہ سے امید ہے کہ یہ غفلت کی حالت مجھے کبھی پیش ہی نہ آنے گی اور میرے لیے اللہ اپنی یاد کا قریب ترین راستہ فوراً دکھا دے گا۔ اس آیت سے انسان کو یہ سبق سیکھنا ہے کہ دنیا میں ہر کام اللہ کی قدرت اور اس کے حکم سے ہوتا ہے بغیر اس کے حکم کے کچھ نہیں ہوسکتا۔

Marfat.com

غار میں کب تک ٹھہرے

وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ
اور ٹھہرے وہ اپنے غار میں تین سو سال
وَازْدَادُوْا تِسْعًا (۲۵) قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا
اور اس کے علاوہ ۹ سال کہہ دے اللہ خوب جانتا ہے جتنی
لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۭ
مدت وہ ٹھہرے اس کے پاس ہیں بھید آسمانوں کے اور زمین کے
اَبْصِرْ بِهٖ وَ اَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ
کس قدر دیکھتا ہے اور کس قدر سنتا ہے نہیں ان کے لیے اس کے سوا
مِنْ وَّلِیٍّ ۡ وَّلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا (۲۶)
کوئی مددگار اور نہیں شریک کرتا اپنے حکم میں کسی کو

وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ
اور ان پر اپنی کھوہ میں مدت گذری تین سو سال
وَازْدَادُوْا تِسْعًا (۲۵) قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا
اور ان کے اوپر نو تو کہہ اللہ خوب جانتا ہے جتنی
لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۭ
مدت ان پر گذری اس کے پاس ہیں چھپے ہوئے بھید آسمانوں اور زمین کے
اَبْصِرْ بِهٖ وَ اَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ
کیا عجیب دیکھتا اور سنتا ہے بندوں پر اس کے سوا کوئی مختار نہیں
مِنْ وَّلِیٍّ ۡ وَّلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا (۲۶)
اپنے حکم میں سے کسی کو شریک نہیں کرتا

اَبْصِرْ بِهٖ وَ اَسْمِعْ: اس کے دیکھنے اور سننے کی قوت حیرت انگیز ہے یہ ترکیب یعنی اَفْعِلْ بِہٖ عربی میں حیرت اور تعجب ظاہر کرنے کے لیے آتی ہے اصل میں اَبْصِرْ بِہٖ و اَسْمِعْ بِہٖ ہے اختصار کے لیے آخر کا بِہٖ حذف کر دیا گیا۔

اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ زمان اور مکان کا پابند نہیں۔ اس کی ذات اس سے بہت بلند ہے۔ ارشاد ہے کہ اصحاب کہف تین سو نو سال غار میں رہے اور اٹھے تو انہیں اپنے ٹھہرنے کی مدت ایک دن یا اس سے کچھ کم معلوم ہوئی باہر دنیا ہی بدل چکی تھی۔ نہ وہ پہلے لوگ تھے نہ وہ سلطنت تھی۔ اب لوگ اٹکل پچو ان کی غار میں ٹھہرنے کی مدت بیان کرتے ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ ان باتوں کو اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ آسمانوں اور زمین کے بھید سے وہی واقف ہے۔ نہ اس کے برابر کسی میں دیکھنے کی قوت ہے اور نہ سننے کی۔ کوئی اس کی قوتوں کا اندازہ کرنے لگے تو اس کے پلے سوا حیرت کے کچھ نہیں پڑے گا۔ بس اتنا سمجھ لو کہ اللہ کے سوا انسان کا نہ کوئی ساتھی ہے نہ مددگار۔ جو کسی اور کو اپنا مددگار سمجھتے ہیں۔ انہیں عنقریب اپنی غلطی معلوم ہو جائے گی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنا حکم صادر کرتے ہیں کسی کو شریک نہیں کرتا نہ کسی سے اپنے انتظام کے کام میں مشورہ کرتا ہے۔

Marfat.com

اللہ بس باقی ہوس (۱)

وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ
اور پڑھ جو وحی کی گئی تیری طرف تیرے رب کی کتاب
لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ
نہیں کوئی بدلنے والا اس کی باتیں اور ہرگز نہ پائیگا تو اس کے سوا
مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ
کوئی جائے پناہ اور روکے رکھ اپنے آپ کو ان کے ساتھ جو
يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ
پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ
چاہتے ہوئے اس کی توجہ

وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ
اور پڑھ جو تجھ کو تیرے رب کی کتاب سے وحی ہوئی
لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ
اس کی باتیں کوئی بدلنے والا نہیں اور اس کے سوا تو پناہ
مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ
کی جگہ نہ پائے گا اور اپنے آپ کو ان کے ساتھ روکے رکھ
يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ
جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ
اور طالب ہیں اس کی رضا کے

مُلْتَحَدًا: (امن اور فرار کی جگہ) اسم ظرف ہے التحاد سے جو ل ح د سے بنا ہے لحد کے اصل معنی میلان اور کسی طرف جھکنے کے ہیں اسی سے الحاد بنا ہے جس کے اصطلاحی معنی ہیں باطل کی طرف میلان کرنا۔ یہ لفظ سورۃ النحل میں گذر چکا ہے۔ اسی سے ملتحد ہے جس کے معنی ہیں پناہ گاہ ——— انسان ہمیشہ سے قصہ کہانیوں کا شوقین ہے۔ کھانے پینے اور آرام کا ٹھکانہ ملنے کے بعد انسان کا سب سے زیادہ شاید اسی میں دل لگا رہتا ہے کہ کوئی اسے مزیدار چٹ پٹی اور لچھے دار باتیں سناتا رہے چنانچہ بہت سے قصہ گو پیدا ہو گئے اور پھر جب لکھنا آیا تو زبانی کہنے کے علاوہ ان قصے کہانیوں کو لکھنے لگے۔ آگے چل کر ان کا نام تاریخ ہو گیا۔ پھر اصلی واقعات میں جھوٹ موٹ کی خیالی باتوں کے اضافے ہونے لگے۔

قرآن مجید نے اس کی اصلاح کی اور بتایا کہ پہلے لوگوں کے قصے محض دل لگی اور تفریح کے لیے نہیں ہوتے بلکہ ان سے بہت سی نصیحتیں حاصل کی جاسکتی ہیں۔ سچے قصوں ہی میں عبرت کا سامان بہت کچھ ہے جھوٹ سے کیا فائدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا۔ کہ بیکار قصوں کی بجائے لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنا۔ اس میں ساری باتیں سچی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تیری طرف وحی کے ذریعے بھیجی ہیں اللہ عزوجل کی باتوں میں کوئی رد و بدل نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

اللہ بس باقی ہوس (ب)

قرآن مجید کے سننے سے معلوم ہوگا۔ کہ جو کچھ دنیا میں ہوا یا ہو رہا ہے۔ اللہ عزّوجلّ کی قدرت کے کرشمے ظاہر کر رہا ہے جس واقعہ پر غور کروگے یہی بتائے گا کہ انسان ہر وقت کسی نہ کسی مصیبت سے دوچار ہوتا رہتا ہے۔ غیر تو غیر اپنے ہی اسے ستانے پر کمر باندھ لیتے ہیں۔ جس طرف دیکھتا ہے کوئی نہ کوئی مصیبت سامنے کھڑی نظر آتی ہے چاروں طرف آفتیں ہی آفتیں منڈلاتی رہتی ہیں۔ جہاں زور ہے وہاں اس کے ساتھ دوسروں پر بے جا ظلم ہے جہاں کمزوری ہے۔ وہاں بےکسی اور بےبسی ہے۔ تاریخیں پڑھ ڈالو سب کا ماحصل یہی نکلے گا کہ زور والے کمزوروں پر غالب آنے کی کوشش کرتے رہے اور کمزور ہمیشہ ان کی جوتیاں سیدھی کرنے میں لگے رہے۔ چلتے پرزے اپنے خزانے خوب ٹھونس ٹھونس کر بھرتے رہے سیدھے سادے لوگ ان کے ہاتھوں روٹی کے ٹکڑوں تک کو ترستے رہے۔ کیا انسانوں کی تاریخ میں اس کے سوا کچھ اور بھی ہے۔ کہ فلاں شخص موقعہ پا کر بادشاہ بن بیٹھا۔ اور دوسروں پر حکم چلانے لگا۔ کہ جاؤ ہل چلاؤ۔ تاکہ میں آرام سے بیٹھ کر کھاؤں۔ کمر پر پانی سے بھری مشکیں اٹھا کر لاؤ۔ تاکہ میں بیٹھے بیٹھے ٹھنڈا پانی پیوں۔ جب میں آرام کرنے لگوں تو مورچھل لے کر کھڑے ہو جاؤ اور مکھی مچھر وغیرہ کسی کو میرے پاس نہ آنے دو۔ دیکھو مجھے ہر طرح کا آرام پہنچانے کے لیے محنت کرتے رہو۔ مشقّت جھیلتے رہو۔ میں ہی تمہارا آقا ہوں۔ میرے حکم کی خلاف ورزی کروگے تو ایسی سزا دوں گا کہ یاد ہی کروگے۔

قرآن مجید کی اس آیت میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدایت ہے کہ دنیا میں ظالموں کے ظلم و ستم سے بچنے کی انسان کے لیے کوئی صورت نہیں۔ ان سے کہہ دو کہ اگر امن و امان کی تلاش ہے۔ تو اللہ عزّوجلّ کی طرف دیوانہ وار دوڑو اس کے سوا کوئی تمہیں مصیبتوں سے نہیں چھڑا سکتا۔ اے رسولؐ جو لوگ تیری باتیں سُن کر اللہ کی طرف ہمہ تن متوجّہ ہو چکے ہیں۔ صبح اور شام اسی کا نام لیتے ہیں انہی کے ساتھ ہر وقت میل جول رکھو۔

ابتدا میں اکثر غریب، نادار لوگ ہی اسلام لاتے تھے۔ جیسے عمّار، صہیب، بلال، ابن مسعود وغیرہ رضی اللہ عنہم۔ ایسے لوگوں کی دل جوئی کرنا اور بڑے بڑے مغرور مال داروں کو چھوڑ بیٹھنا آسان کام نہیں، بڑے صبر و تحمل کی ضرورت ہے۔ اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے۔ کہ کوفت اٹھاؤ مگر ایسے ہی لوگوں کے ساتھ بسر کرو۔

Marfat.com

رسولؐ کا رویہ

وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ
اور نہ پھریں تیری آنکھیں ان سے ارادہ کرتے ہوئے رونق
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا
زندگانی دنیا کی اور مت اطاعت کر اس کی کہ غافل کردیا ہم نے
قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ
اس کا دل اپنے ذکر سے اور پیچھے ہولیا اپنی خواہش کے اور
كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۫
ہے اس کا رویہ حد سے نکلا ہوا اور کہہ حق تمہارے رب کی طرف سے
فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ
پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے

وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ
اور تیری آنکھیں ان کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی کی
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا
تلاش میں نہ دوڑیں اور اس کا کہنا مان جس کا دل ہم نے اپنی
قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ
یاد سے غافل کردیا اور اپنی خوشی کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور
كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۫
اس کا کام حد سے نکل جاتا ہے اور کہہ سچی بات تمہارے رب کی طرف سے
فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ
ہے پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے

لَا تَعْدُ (نہ پھریں) نہی مؤنث کا صیغہ ہے۔ ع۔ د۔ و سے۔ عدو کے معنی ہیں دوڑنا۔ ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانا، ہٹنا۔
فُرُطًا (نامناسب ہونا۔ نامعقول ہونا) فُرُطًا حاصل مصدر ہے اس کے معنی ہیں ناشائستگی، حد سے زیادتی۔ مراد یہ ہے کہ وہ حد سے زیادہ گستاخ ہے نیز صفت کا صیغہ ہے یعنی حد سے نکلا ہوا۔

بعض سرپھرے لوگوں نے آپ سے کہا تھا کہ مفلس، خستہ حال لوگوں کو آپ اپنے پاس سے اٹھادیں۔ تو مال دار خوش حال لوگ آپ کے پاس آئیں۔ ان میلے کچیلے لوگوں کے ساتھ بھڑک دار لباس والے صاف ستھرے لوگ نہیں بیٹھ سکتے ان کو سناتے کے لیے کہا جارہا ہے۔ کہ اللہ عزوجل کے ہاں کسی کی شیخی نہیں چلتی۔ اس کے نزدیک مال و دولت، جاہ و مرتبت کوئی چیز نہیں۔ اس کو پسند تو وہ ہیں جو اس کی رضا جوئی کے لیے اس کا کہنا ماننے کے لیے تیار ہوجائیں۔ اس کے ہاں دُنیا کی آرائش و نمائش کی کوئی قدر نہیں۔

گستاخ، خواہشوں کے غلام، بڑھ چڑھ کر دعویٰ کرنے والے منہ لگانے کے قابل نہیں۔ ان کا دل اللہ کی یاد سے غافل ہے اللہ کی طرف سے سچی بات آچکی ہے جس کا جی چاہے مانے جس کا جی چاہے نہ مانے۔

Marfat.com

منکروں کی سزا

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ
تحقیق ہم نے تیار کر دی ظالموں کے لیے آگ گھیرے ہوئے ہے
بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَ اِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا
ان کو قناتیں اس کی اور اگر مدد چاہیں گے وہ تو مدد کیے جائیں گے
بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ
پانی سے مانند پیپ کے بھون ڈالے گا ان کے منہ برا
الشَّرَابُ ۭ وَ سَآءَتْ مُرْتَفَقًا (۲۹)
پینا ہے اور بری آرام گاہ

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ
ہم نے گناہ گاروں کے واسطے آگ تیار کر رکھی ہے کہ گھیر
بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا
رہی ہیں ان کو اس کی قناتیں اور اگر فریاد کریں گے تو پانی ملے گا
بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ
جیسے پیپ جو منہ کو بھون ڈالے کیا برا
الشَّرَابُ ۭ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا (۲۹)
پینا ہے اور کیا برا کام

اَعْتَدْنَا (تیار کیا ہم نے) ماضی کا صیغہ ہے اِعْتاد سے جس کا مادہ ع ت د ہے۔ عَتاد اس سامان کو کہتے ہیں جو کسی چیز کے کرنے کے لیے ضروری ہو۔ اِعتاد ایسا سامان اکٹھا کر دینا۔ یہاں اس سے یہ مراد ہے کہ ہم نے ان کو عذاب دینے کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے۔

سُرَادِقٌ (پردہ کی دیوار) اسم مفرد ہے جس کے معنی پورے خیمہ کے بھی ہیں اور قنات کے بھی ہیں۔ سرادقات اس کی جمع ہے۔

مُهْلٌ (تل کی تلچھٹ) زیتون وغیرہ کے تیل کے نیچے جو کالی کالی گاد بیٹھ جاتی ہے اسے عربی میں مہل کہتے ہیں اور نیز پیپ کو بھی کہتے ہیں۔ وہ چیز جس کی شکل سے گھن آئے۔

یَشْوِیْ (بھون ڈالے) مضارع کا صیغہ ہے ش۔ و۔ ی سے۔ شَیّ کے معنی تلنا، بھوننا جیسے ترکاری وغیرہ بھونتے ہیں۔

مُرْتَفَقٌ (آرام یا آرام گاہ) یہ ارتفاق سے اسم مفعول اور اسم ظرف دونوں ہے اس کا مادہ ر۔ ف۔ ق ہے۔ رفق کے معنی نرمی، سہولت آرام اور آسایش۔ ارتفاق آرام اٹھانا۔ مُرتفق کے معنی بھی یہی ہیں اگر اسم ظرف لیا جائے تو اس کے معنی آرام کی یا ٹھہرنے کی جگہ کے ہوں گے۔

ارشاد ہے کہ ظالموں کے لیے ہم نے آگ کا ایک الاؤ لگا دیا ہے۔ جس کے چاروں طرف سے آگ ہی کی قناتیں کھڑی کر کے گھیر دیا گیا ہے۔ یہ ظالم لوگ اس میں جلیں گے اور اگر پیاس بجھانے کے لیے فریاد کریں گے اور پانی طلب کریں گے۔ تو ان کو تیل کی تلچھٹ یا پیپ کی شکل کا کھولتا ہوا پانی ملے گا۔ جو منہ میں پڑتے ہی منہ کو جھلس دے گا۔ ان چیزوں کا یہاں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ بس اتنا سمجھ لو کہ یہ پینے کی بہت بری چیز ہے اور وہ آگ کا الاؤ بہت برا ٹھکانا ہے۔ معاذ اللہ!

Marfat.com

ایمان والوں کا انعام

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا
تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور کام کیے اچھے تحقیق ہم نہیں
نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ
ضائع کرتے بدلہ اس کا جو اچھا کرے عمل یہ لوگ
لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ
ان کے لیے باغ ہیں رہنے کے جاری ہیں ان کے نیچے نہریں
یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ یَلْبَسُوْنَ
زیور پہنائے جائینگے وہ اس میں کنگنوں کے سونے کے اور پہنیں گے
ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕیْنَ
کپڑے سبز رنگ کے باریک ریشم اور دبیز کے تکیہ لگائے ہوئے
فِیْهَا عَلَی الْاَرَآئِكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَ
ان میں مسہریوں پر اچھا بدلہ ہے یہ اور
حَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾
خوب ہے آرام گاہ

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا
بے شک جو لوگ یقین لائے اور نیکیاں کیں ہم اس کا
نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ
بدلہ نہیں کھوتے جس نے بھلا کام کیا ایسوں کے
لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ
لیے رہنے کے باغ ہیں ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں
یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ یَلْبَسُوْنَ
ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور پہنیں گے سبز
ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕیْنَ
کپڑے باریک اور گاڑھے ریشم کے تکیہ لگائے ہوئے
فِیْهَا عَلَی الْاَرَآئِكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَ
ان میں تختوں پر کیا خوب بدلہ ہے اور
حَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ ع ۹ / ۱۶
کیا خوب آرام ہے

عَدْنٌ: کے معنی قیام کی جگہ کے ہیں مراد یہ ہے کہ وہ کوئی سرائے یا کرائے کے عارضی باغات نہ ہوں گے بلکہ مستقل اپنے ہوں گے۔ اَسَاوِرَ: کنگن، سوار کی جمع ہے کنگن کو کہتے ہیں یعنی کلائی کا زیور۔ خُضْرٌ (سبز) اخضر کی جمع ہے۔ سُنْدُسٌ: باریک تار والے ریشم کا کپڑا۔ اِسْتَبْرَقٌ: ریشم کے موٹے تار سے گندھ کر بُنا ہوا کپڑا، دبیز، غف۔ اَرَآئِكَ: پردوں اور مسند سے سجے ہوئے تخت مسہریاں۔ اریکہ کی جمع ہے چھپر کھٹ مسہری گدّے اور تکیے لگے ہوئے پردہ دار تخت —— باغ، نہریں، بڑھیا پوشاک، زیور، زیب و زینت یہی دنیا میں خوش عیشی کے سامان ہیں۔ انہی سے جنّت کی تصویر کھینچی گئی ہے تاکہ جنّت کا کچھ تصوّر ہو جائے۔ ورنہ اصل کیفیت بیان کرنے کے لیے یہاں لفظ ہی نہیں بس وہ اچھا بدلہ ہے اور اچھی جگہ ہے۔

Marfat.com

عبرت انگیز کہانی

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا
اور بیان کر ان کے لیے کہاوت دو آدمیوں کی بنائے ہم نے
لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا
ان میں سے ایک کے لیے دو باغ انگوروں کے اور گھیرا ان دونوں کو
بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾
کھجوروں سے اور بنا دی ہم نے ان دونوں کے بیچ میں کھیتی
كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ
دونوں باغ لاتے تھے اپنے پھل اور نہ کم کرتے تھے اس میں سے
شَيْـًٔا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾
کچھ اور بہا دی ہم نے ان دونوں کے بیچ نہر

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا
اور بتلا ان کو مثال دو مردوں کی بنا دیئے ہم نے ان
لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا
میں سے ایک کے لیے دو باغ انگور کے اور ان کے گرد
بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾
کھجوریں اور رکھی دونوں کے بیچ میں کھیتی
كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ
دونوں باغ اپنا میوہ دیتے تھے اور اس میں سے کچھ نہیں گھٹاتے
شَيْـًٔا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾
تھے اور ہم نے ان دونوں کے بیچ میں نہریں بہا دیں

حَفَفْنَا (احاطہ کیا) ماضی کا صیغہ ہے۔ ح۔ ف۔ ف سے حفّ کے معنی گھیر دینا۔ احاطہ بنا دینا۔

ثَمَرٌ (پھل) ہر نفع مند چیز جو درختوں کھیتوں یا اپنی محنت اور کوشش سے حاصل ہو۔ مطلب یہ کہ وہ شخص نصیبہ ور تھا۔

انسان اگر یہ سمجھ لے کہ دنیا میں اسے جو نعمتیں مل رہی ہیں۔ وہ اللہ عزوجل کی طرف سے مل رہی ہیں مجھے ان سے فائدہ اٹھاتے وقت اس سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔ اور ہر وقت اس کا شکر گذار رہنا چاہیئے تو اس کا بیڑا دونوں جہان میں پار ہے۔ اس کے بعد اسے فقط یہ جاننے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ اس کا شکر کس طریقے سے ادا کروں۔ انسان کی اس ضرورت کو بھی اللہ عزوجلّ نے پورا کر دیا ہے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب مبین دے کر بھیج دیا ہے کہ جس طرح یہ تمہیں سمجھائیں اس طرح اس دنیا میں زندگی بسر کرو۔ اس طرح تم اس منعم حقیقی کا شکر ادا کر سکو گے اور اس کے مقبول بندے بن جاؤ گے۔ اسی مضمون کو مختلف طریقوں سے قرآن مجید میں سمجھایا گیا ہے اس آیت میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے کہ ان لوگوں کو دو آدمیوں کا قصہ سنا دو تا کہ ان پر واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے ان دو آدمیوں میں سے ایک کو اللہ عزوجلّ نے دو باغ عطا فرمائے تھے جن میں انگور کی بیلیں بکثرت اور ان کے گرداگرد کھجور کے درخت تھے اور دونوں باغوں کے بیچ میں کھیتی کیاری کے لیے جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ دولت چاروں طرف سے اس کے پاس اُمڈی چلی آ رہی تھی۔ باغ خوب پھل دیتے تھے۔ کھیت میں خوب پیداوار ہوتی تھی ؛

Marfat.com

مغرور شخص

وَّ کَانَ لَہٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِہٖ وَھُوَ
اور تھا اس کے لیے پھل پس کہا اپنے ساتھی سے اور وہ
یُحَاوِرُہٗٓ اَنَا اَکْثَرُ مِنْکَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾
بات چیت کرتا تھا اس سے میں ۔ زیادہ ہوں تجھ سے مال میں اور زیادہ معزز ہوں آدمیوں کے لحاظ سے
وَدَخَلَ جَنَّتَہٗ وَھُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ ۚ قَالَ
اور گھسا اپنے باغ میں اور وہ بُرا کر رہا تھا اپنی جان کا بولا
مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِیْدَ ھٰذِہٖٓ اَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَّمَآ
نہیں میں گمان کرتا کہ اجڑے گا یہ کبھی اور نہیں
اَظُنُّ السَّاعَۃَ قَآئِمَۃً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰی رَبِّیْ
میں سمجھتا قیامت کو قائم ہونے والی اور البتہ اگر پہنچ گیا میں اپنے رب کے پاس
لَاَجِدَنَّ خَیْرًا مِّنْھَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾
ضرور پاؤں گا میں بہتر اس سے جگہ

وَّکَانَ لَہٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِہٖ وَھُوَ
اور تھا اس کے لیے پھل پھر اپنے ساتھی سے جب وہ باتیں کرنے لگا
یُحَاوِرُہٗٓ اَنَا اَکْثَرُ مِنْکَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾
بولا میرے پاس تجھ سے زیادہ مال ہے اور جمعیت بھی تجھ سے زیادہ ہے
وَدَخَلَ جَنَّتَہٗ وَھُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ ۚ قَالَ
پھر اپنے باغ میں گیا اور وہ اپنی جان پر ظلم کر رہا تھا بولا
مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِیْدَ ھٰذِہٖٓ اَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَّمَآ
مجھ کو خیال نہیں آتا کہ یہ باغ کبھی خراب ہوگا اور میں
اَظُنُّ السَّاعَۃَ قَآئِمَۃً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰی رَبِّیْ
خیال نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہونے والی ہے۔ اور اگر کبھی اپنے رب کے
لَاَجِدَنَّ خَیْرًا مِّنْھَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾
پاس پہنچ گیا تو وہاں پہنچ کر اس سے بہتر پاؤں گا

اس مالدار شخص کا دوسرا ساتھی اللہ پر بھروسہ رکھنے والا ایمان دار آدمی تھا۔ مال و دولت کے پیچھے دیوانہ وار نہیں دوڑتا تھا۔ آپس کی بات چیت میں یہ مالدار شخص اپنے مفلس ساتھی سے کہنے لگا تجھے ایمانداری اور پرہیزگاری سے کیا حاصل ہوا۔ دیکھ میرے پاس کس قدر مال و دولت ہے پھر اللہ کو ماننے سے کیا حاصل۔ تو مفلس قلاش ہے کوئی تجھے منہ نہیں لگاتا۔ دیکھ میرے پاس کس قدر ساز و سامان ہے اور میرے گرد میرے مددگار کنبے رشتے والے جمع ہیں اور مجھے ان کی وجہ سے کتنی عزت حاصل ہے پھر وہ اسے لے کر اپنے ایک باغ میں داخل ہوا اسے معلوم نہ تھا کہ اللہ عزوجل کا انکار کر کے وہ اپنے پاؤں میں کلہاڑی مار رہا ہے اور اپنی جان پر ظلم کر رہا ہے اس کے دل میں کبر و غرور بھرا ہوا تھا۔ کہنے لگا کہ بھلا کیسے خیال آسکتا ہے کہ ایسا ہرا بھرا باغ کبھی اُجڑ جائے گا میں کیسے مان لوں کہ ایک دن قیامت آنے والی ہے اور اگر تیرے کہنے سے مان بھی لوں کہ قیامت اور اللہ برحق ہے تو جب اللہ نے مجھے اتنا کچھ یہاں دیا ہے تو مجھے وہ اپنے پاس بلا کر ضرور اس سے بہتر ساز و سامان دے گا۔ اکثر لوگ دنیا میں ایسے ہی ہوتے ہیں وہ اپنے مال و دولت پر اترانے لگتے ہیں اور نصیحت کی ضرورت نہیں سمجھتے ۔

Marfat.com

مردِ مومن

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ

بولا اس سے اس کا ساتھی اور وہ بات کرتا تھا اس سے

اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ

کیا انکار کر بیٹھا تو اس کا جس نے تجھے پیدا کیا مٹی سے پھر

مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ

ایک بوند سے پھر ٹھیک ٹھیک بنا دیا تجھ کو مرد لیکن میں وہ

اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾

اللہ میرا رب ہے اور نہیں شریک کرتا میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ

دوسرا جب بات کرنے لگا تو کہا کیا تو منکر ہو گیا اس

اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ

سے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر

مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ

قطرے سے اور پھر تجھے مکمل مرد بنا دیا لیکن میں تو وہی

اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾

کہتا ہوں وہی اللہ میرا رب ہے اور اپنے رب کا شریک کسی کو نہیں مانتا

سَوّٰى (مکمل کر دیا) ماضی کا صیغہ ہے تَسْوِیَۃٌ سے جس کا مادہ س۔و۔ی ہے سَوَآءٌ کے معنی برابر کے ہیں تسویہ ہر چیز کو اس کی جگہ ٹھیک ٹھیک بٹھا دینا۔ لٰکِنَّا (لیکن میں) اصل میں لٰکِنْ اَنَا ہے بیچ کا الف گر کر نون کو نون میں ادغام کر دیا اس کے معنی ہیں "لیکن میں" کہتا ہوں یہاں سے خود سمجھ میں آتا ہے۔

دنیا والے مال و دولت، خوشحالی کو اپنی محنت اور ہوشیاری کا پھل قرار دیتے ہیں۔ دنیا دار کہتا ہے کہ میں نے اپنے علم و ہنر سے یہ سب کچھ حاصل کیا اور اپنی تدبیر سے اس کا انتظام کر رہا ہوں مجھے کمانے کا ڈھب آتا ہے کماتا ہوں اور مزے اڑاتا ہوں۔ لوگ اللہ اور رسول، قرآن اور شریعت کا نام خواہ مخواہ لیتے پھرتے ہیں۔ خود تو کچھ ہو نہیں سکتا۔ دوسروں کو بھی (نعوذ باللہ) اس جنجال میں پھنسا کر اپنے جیسا قلاش بنانا چاہتے ہیں۔ پہلے آدمی کے یہ خیالات سُن کر دوسرے نے جواب دیا۔ اتنا مغرور ہونا تو ٹھیک نہیں۔ کیا اپنے پیدا کرنے والے کو بھول گئے جس نے تم کو نطفہ کی ایک بوند سے جو بہر حال مٹی ہی کے اجزا سے بنا تھا ہٹا کٹا آدمی بنا کر کھڑا کر دیا۔

پھر جب اس کے فضل سے سب کچھ حاصل ہو گیا تو اب اس سے آنکھیں پھیرتے ہو اور کہتے ہو کہ جو کچھ میں نے کیا اپنے بل بوتے پر کیا۔ نہ بابا مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔ مجھے تو صاف نظر آ رہا ہے کہ اللہ ہی میرا رب ہے مجھے جو کچھ دیا۔ اسی نے اپنی رحمت سے دیا۔ اسی نے بچپن میں میرے پنپنے کا سامان کر دیا۔ بڑا ہوا تو اسی نے مجھے اپنی دی ہوئی قوتوں سے کام لینا سکھایا۔ اب جو کچھ میں کر رہا ہوں اسی کی عطا کی ہوئی ہمت سے کر رہا ہوں۔ مجھے تو اللہ کے سوا کچھ نظر نہیں آتا جس نے مجھے عقل اور توانائی بخشی ہو یا اس کا اس بخشش میں کچھ ہاتھ ہو میں کسی کو اس کا شریک نہیں مانتا۔

Marfat.com

مومن کا رویّہ

وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ
اور کیوں نہ جب تو داخل ہوا اپنے باغ میں کہا تو نے جو چاہا اللہ نے
لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۳۹
نہیں طاقت مگر اللہ کی دی ہوئی مگر تو مجھے دیکھتا ہے کم اپنے آپ سے مال میں اور اولاد میں
فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ
پس قریب ہے میرا رب کہ دے مجھ کو بہتر تیرے باغ سے اور بھیج دے
عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۴۰
اس پر آفت آسمان سے پھر ہو جاوے وہ مٹی کا میدان چٹیل
اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ۴۱
یا ہو جاوے اس کا پانی غائب پس ہرگز نہ کر سکے تو اس کی تلاش

وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ
اور جب تو اپنے باغ میں آیا تھا تو کیوں نہ کہا جو اللہ چاہے سو ہو
لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۳۹
طاقت نہیں مگر جو اللہ دے اگر تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں تجھ سے مال اور اولاد میں کمتر ہوں
فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ
تو امید ہے کہ مجھ کو میرا رب تیرے باغ سے بہتر دیدے اور تیرے باغ پر
عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۴۰
گرم لو کا جھونکا آسمان سے بھیج دے پھر صبح وہ چٹیل میدان بن جائے
اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ۴۱
یا صبح اس کا پانی خشک ہو کر رہے پھر تو اس کو ڈھونڈ کر نہ لا سکے

تَرَنِ (دیکھتا ہے تو مجھ کو) تَرَنِ مضارع کا صیغہ ہے رُؤْیَۃٌ سے جس کے معنی دیکھنا ہیں اِن اصل میں نِیْ تھا جس میں ی کے معنی مجھے مجھ کو تخفیف کی وجہ سے یہ ی گر گئی۔ اس جگہ انا۔ ی کی تاکید کے لیے ہے یعنی خاص مجھ کو۔ یُؤْتِیَنِ (دے مجھ کو) یُؤْتِیْ مضارع ہے اٰتٰی سے جو اَتٰی سے بنا ہے۔ اَتیٌ کے معنی آنا۔ اتیاؑ کے معنی عطا کرنا یُؤْتِیَنِ اصل میں یُؤْتِیْنِیْ ہے ی گر گئی۔ حُسْبَانًا (آفت) اسم ہے ح۔س۔ب سے حسب کے معنی شمار کرنا۔ اندازہ کرنا حُسْبَانَ: وہ شے جو ہلاک کرنے والی شمار ہوتی ہو جیسے سخت گرم ہوا بجلی وغیرہ۔ صَعِیْدًا (نرم مٹی) یہ لفظ سورۃ النساء میں گذر چکا ہے۔ زَلَقًا (چکنی مٹی پھسلواں) صفت کا صیغہ ز۔ل۔ق سے ہے جس کے معنی پھسلنے کے ہیں۔

کاش تو اپنے باغ میں داخل ہو کر کہتا۔ کہ جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے۔ کسی میں کوئی قوت نہیں۔ مگر وہی جو اس نے عطا فرمائی۔ تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں مفلس قلاش ہوں۔ میرے پاس نہ مال ہے نہ اولاد۔ تن تنہا ہوں۔ لیکن اللہ کی قدرت میں سب کچھ ہے۔ وہ مجھے اپنے فضل سے تیرے باغ سے بہتر باغ دے سکتا ہے۔ اور تیری غفلت اور ناشکری کی وجہ سے کوئی آفت بھیج کر چٹیل میدان بنا سکتا ہے۔ یا پانی کو زمین میں غائب کر سکتا ہے۔ حتٰی کہ تو لاکھ جتن کرے مگر پانی زمین سے نہ نکال سکے۔

Marfat.com

باغ اُجڑ گیا!

وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ
اور گھیر لیا گیا اس کا پھل پس ہو گیا اُلٹا پلٹتا دونوں ہتھیلیاں اپنی
عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا
اس پر جو خرچ کیا تھا باغ پر اور باغ اوندھا پڑا تھا اپنی ٹٹیوں پر
وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا (۴۲)
اور کہنے لگا اے کاش نہ شریک کرتا میں اپنے رب کا کسی کو
وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور نہ ہوئی اس کی کوئی جماعت کہ مدد کرتی اس کی سوا اللہ کے
وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا (۴۳) هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ
اور نہ تھا وہ بدلہ لینے کے قابل اس جگہ اختیار اللہ برحق کو ہے
هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا (۴۴)
وہی بہتر ہے ثواب دینے میں اور بہتر ہے اجرت دینے میں

وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ
اور آفت میں گھر گئے اس کے پھل پس ہاتھ ملتا رہ گیا
عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا
اس مال پر جو لگایا گیا تھا اور وہ گرا پڑا تھا اپنی ٹٹیوں پر
وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا (۴۲)
اور کہنے لگا کیا خوب ہوتا اگر میں اپنے رب کا کسی کو شریک نہ بناتا
وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور اس کی مدد کرنے والی کوئی جماعت نہ ہوئی اللہ کے سوا
وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا (۴۳) هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ
اور نہ وہ خود ایسا ہوا کہ بدلہ لے سکے وہاں سب اختیار ہے سچے اللہ کا
ع ۱۳ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا (۴۴)
اسی کا انعام بہتر ہے اور اسی کا دیا ہوا بدلہ اچھا ہے

فِئَةٌ جماعت، مددگاروں اور حمایتیوں کے گروہ کو کہتے ہیں اس کا مادہ ف، ی، ء ہے اصل میں فئو تھا، واو گر گئی اور ۃ لگا دی گئی۔

انسان سخت غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ اگر آفتوں میں کوئی انسان کی مدد کر سکتا ہے۔ تو فقط اللہ عزوجل ہے۔ ساری کھیتی کیاری، پھل پھول جل جلا کر خاک سیاہ ہو گئے۔ رات کو جانے کیا کیا خیالی پلاؤ پکاتا سویا ہو گا صبح اٹھا تو وہ باغ تھے نہ کھیت۔ انگوروں کے اونچے اونچے ٹھاٹھر زمین پر پڑے تھے۔ اور ان پر دیواریں گر پڑی تھیں۔ ہاتھ مل مل کر کہنے لگا۔ افسوس اس پر کتنی لاگت آئی تھی۔ ساری کی ساری اکارت گئی۔ خیال آیا یہ اللہ کی ناشکری کا بدلہ ہے۔ کاش میں اللہ ہی کو اپنا رب مانتا اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراتا۔ اب نہ اس کا کوئی یار تھا نہ مددگار، اس کے اہلی موالی، اس کا کنبہ قبیلہ اس کی کچھ بھی مدد نہ کر سکا، اور نہ خود اس کے اپنے بس کا کچھ تھا۔ سچ ہے جس کو اللہ ہی چھوڑ بیٹھے اس کا مددگار کون ہو سکتا ہے۔ اللہ سے بڑھ کر نہ کوئی انعام دے سکتا ہے اور نہ کام کا بدلہ مصیبت کے وقت وہی سچا معبود آفتوں سے بچانے والا اور جھوٹے معبود سب بے بس ہیں۔

Marfat.com

دُنیا کی مثال

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
اور بیان کر ان سے مثال زندگی دُنیا کی
كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ
جیسے پانی کہ اتارا ہم نے اس کو آسمان سے پس گھنا اور ملا جلا ہوا اس سے
نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ
سبزہ زمین کا پھر ہو گیا ریزہ ریزہ اڑاتی ہیں اس کو ہوائیں
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾
اور ہے اللہ اوپر ہر چیز کے قدرت والا

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
اور ان کو دُنیا کی زندگی کی مثل بتا دے
كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ
جیسے ہم نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس کی وجہ سے
نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ
زمین کا سبزہ رلا ملا نکلا پھر گل کر چورا چورا ہواؤں میں اڑتا ہوا ہو گیا
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾
اور اللہ کو ہر چیز پر قدرت ہے

فَاخْتَلَطَ (مل نکلا) ماضی کا صیغہ ہے اختلاط سے جو خ۔ل۔ط سے بنا ہے۔ خلط کے معنی باہم ملا دینا۔ اختلاط: مل جانا، گھنا اور گنجان ہونا۔ ہر قسم کا سبزہ بہ کثرت اُگنا۔ هَشِيْمًا (ریزہ ریزہ) صفت کا صیغہ ہے ہ۔ش۔م سے ہشم کے معنی سوکھ جانا۔ سوکھ کر جھڑ جانا، ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا۔ بھوسہ بن جانا۔ تَذْرُوْا (بکھیرتی ہیں) مضارع کا صیغہ ہے۔ ذ۔ر۔و کے معنی اڑا کر ادھر اُدھر بکھیر دینا۔ مُقْتَدِرًا (قدرت رکھنے والا) اسم فاعل ہے۔ اقتدار سے جو ق۔د۔ر سے بنا ہے۔ قدرۃ کے معنی زور، قابو۔ اقتدار: زور، قابو رکھنا۔

قرآن مجید انسان کی توجہ دنیا کی بے ثباتی کی طرف دلاتا ہے۔ توحید و رسالت کے بعد یہ اس کا خاص موضوع ہے۔ اس حقیقت کو بہت جگہ عبارتیں بدل بدل کر انسان کے ذہن نشین کیا ہے۔ کہ دُنیا کی زندگی سے دل لگانے کا نتیجہ بُرا ہو گا۔ یہاں ارشاد ہے اور پہلے سورۂ یونس میں بھی سمجھایا جا چکا ہے۔ کہ زمین کو دیکھو بارش کے پانی سے اس میں جان سی پڑ جاتی ہے۔ ہر طرف سبزہ لہلہانے لگتا ہے۔ طرح طرح کے درخت جھاڑیاں، پھلوں اور پھولوں والے درخت اور بوٹے نظر آتے ہیں۔ لیکن پھر کیا ہوتا ہے آخر خزاں آجاتی ہے۔ ہر چیز مُرجھا جاتی ہے۔ اسے ہوا اُڑا کر تتر بتر کر دیتی ہے۔

اسی طرح دُنیا کو سمجھ لو۔ کہ یہ ہر چیز سے معمور نظر آتی ہے۔ ہر طرف چہل پہل، گہما گہمی، نظر فریب اور دل کش نظارے دل موہے لیتے ہیں۔ لیکن ایک دن کچھ بھی نہ رہے گا۔ سب فنا ہو جائے گا اور معلوم ہو جائے گا۔ کہ ہر چیز اللہ عزّ و جل کے ہی قبضۂ قدرت میں ہے۔

Marfat.com

کام کی چیزیں

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ
مال اور بیٹے زینت ہیں زندگی دُنیا کی
وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ
اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں نزدیک تیرے رب کے
ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾
ثواب میں اور بہتر ہیں توقع میں

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ
مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی رونق ہیں
وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ
اور باقی رہنے والی نیکیوں کا بدلہ تیرے رب کے ہاں بہتر
ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾
ہے اور توقع کے لحاظ سے بھی وہ بہتر ہے

بَاقِيَاتٌ (رہنے والی) بَاقِيَةٌ کی جمع ہے جو ب۔ق۔ی سے اسم فاعل ہے۔ بقا کے معنی ہمیشگی، پائداری۔ الباقیات الصلحت وہ نیک کام جن کا اثر ہمیشہ رہے۔

اَمَلٌ (امید، توقع) اسم مفرد ہے اور مصدر بھی۔ جس کے معنی ہیں توقع کرنا۔

اس آیت میں سمجھایا گیا ہے کہ دُنیا کی خوشحالی، مال اور اولاد یہ سب آدمی کے دل لبھانے والی چیزیں ہیں لیکن مرنے کے بعد یہ کچھ کام نہ آئیں گی۔ انسان یہ سب کچھ یہیں چھوڑ کر چل دے گا۔ اس لیے ان میں دل لگانا بے کار ہے۔ مرنے کے بعد کی زندگی ہمیشہ کی زندگی ہے۔ اس کے بعد پھر موت نہیں۔ اور نہ وہاں کی خوشحالی یہاں کی خوشحالی پر موقوف ہے۔ آدمی کے لیے مال اور اولاد سے فقط دُنیا کی رونق حاصل ہوتی ہے۔ لیکن دُنیا چونکہ پائیدار نہیں۔ اس لیے اپنا سارا وقت اور محنت اسی کے حاصل کرنے میں نہ لگا دینا چاہیے۔

آگے ارشاد ہے کہ اگر وہاں کی کامیابی اور آسائش چاہتے ہو تو دنیا میں ایسے نیک کام کرو۔ جو پائیدار ہوں۔ یعنی ان سے مخلوق خدا کو ہمیشہ فائدہ پہنچتا رہے۔ مثلاً قرآن مجید کا علم حاصل کر کے لوگوں کو اس کی ہدایات سے واقف کرنا، اور ان کے مطابق خود عمل کر کے لوگوں کے لیے نمونہ بن کر دکھانا، اور اپنی اولاد کی اچھی تربیت کر کے صالح اور نیک بنانا، اور ان کو دوسروں کے لیے نیک کاموں کا عملی نمونہ بنا کر اپنے پیچھے چھوڑ جانا، اللہ کے واسطے اپنے مال دائمی نفع کے لیے خرچ کرنا، مدرسے اور تربیت گاہیں قائم کرنا۔ رفاہ عامہ کے کام کرنا۔ اللہ عزوجل ایسے کاموں کا بدلہ اچھا دے گا۔ اور ان پر بہتر توقعات قائم ہو سکتی ہیں۔

Marfat.com

فنا کا منظر

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَ تَرَى الْاَرْضَ
اور جس دن چلائیں گے ہم پہاڑ اور تو دیکھے گا زمین کو
بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾
کھلی ہوئی اور سمیٹیں گے ہم ان کو پس نہ چھوڑیں گے ان میں سے کسی کو
وَ عُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا
اور پیش کیے جائیں گے وہ اپنے رب کے سامنے صفوں میں۔ البتہ تحقیق آ گئے تم ہمارے پاس
كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ بَلْ زَعَمْتُمْ
جیسا ہم نے تمہیں پیدا کیا تھا پہلی بار نہیں تو تم تو کہہ بیٹھے تھے
اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾
کہ ہم ہرگز مقرر نہ کریں گے تمہارے لیے اکٹھے ہونے کی جگہ

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ
اور جس دن ہم پہاڑ چلائیں اور تو زمین کو کھلی
بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾
ہوئی دیکھے اور ہم ان کو گھیر لائیں پھر ان میں سے کسی کو نہ چھوڑیں گے
وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا
اور تیرے رب کے سامنے صف باندھ کر آئیں اپہنچے تم ہمارے پاس جیسا
كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ بَلْ زَعَمْتُمْ
ہم نے تم کو پہلی بار بنایا تھا۔ نہیں تم تو کہتے تھے کہ ہم تمہارے لیے
اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾
کوئی وعدہ مقرر نہ کریں گے

نُسَیِّرُ (چلائیں گے ہم) مضارع کا صیغہ ہے جو س۔ ی۔ ر سے بنا ہے سیر کے معنی چلنا۔ جگہ سے ہٹانا۔ مَوْعِدًا (قیامت) یہ اسم ظرف ہے اور مصدر میمی بھی۔ اس کا مادہ و۔ ع۔ د ہے۔ موعد اور میعاد اسی سے بنے ہیں اور دونوں کے معنی ملنے کی جگہ اور وقت کے ہیں۔ یہاں قیامت مراد ہے۔ بَارِزَۃً (کھلی ہوئی) اسم فاعل ہے ب۔ ر۔ ز سے بروز کے معنی ظاہر ہونا، کھلا ہوا ہونا مراد یہ ہے کہ زمین چٹیل میدان ہو گی نہ پہاڑ ہوں گے نہ سبزہ ——— ارشاد ہے کہ اس دن کو یاد کرو جب زمین بالکل چٹیل میدان دکھائی دے گی۔ وہ قیامت کا دن ہو گا اور ہم چن چن کر ایک ایک آدمی کو اس میدان میں اکٹھا کریں گے۔ کوئی نہ بچے گا سب ایک جگہ جمع ہو جائیں گے اور قطاریں بنا کر اللہ عزوجل کے سامنے جو تیرا رب ہے پیش کیے جائیں گے پھر انہیں ڈانٹا جائے گا۔ کہ دیکھا تم نے آج تم سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آخر تن تنہا ہمارے سامنے اسی حالت میں حاضر ہو گئے نا جس حالت میں تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔ نہیں تو تم تو خیال کر بیٹھے تھے اور منہ سے بھی کہتے رہتے تھے کہ قیامت ایک ڈھکوسلہ ہے۔ یہ کوئی اللہ کی مقرر کی ہوئی چیز نہیں ہے۔ کہ اس کا آنا ضروری ہو۔ تمہیں ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے سے اور قرآن مجید کی آیتیں سن کر بھی یقین نہ آتا تھا کہ ایک دن انسانوں کو اللہ عزوجل کے سامنے حاضر ہونا ہو گا۔ آج دیکھ لو یہ وہی حاضری کا دن ہے:

Marfat.com

قیامت میں کیا ہوگا؟

وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ
اور رکھ دیا جائیگا لکھا ہوا پس تو دیکھے گا مجرموں کو
مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا
ڈرتے ہوئے اس سے جو اس میں ہے اور کہیں گے وہ ہائے کمبختی ہماری
مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً
کیا ہوگیا اس کتاب کو کہ نہیں چھوڑتی چھوٹی چیز
وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا
اور نہ بڑی مگر گھیرتی ہے اس کو اور پایا انہوں نے جو کچھ
عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾
کیا تھا سامنے اور ظلم نہ کرے گا تیرا رب کسی پہ

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ
اور ہر ایک کے ہاتھ میں اعمالنامہ دیدیا جائیگا پھر تو گنہگاروں کو
مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا
ڈرتے ہوئے دیکھے گا اس سے جو اس میں ہے اور کہیں گے ہائے خرابی یہ
مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً
کاغذ کیسا ہے کوئی چھوٹی یا بڑی بات نہیں چھوڑتی
وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا
جو اس میں نہ آگئی ہو اور جو کچھ کیا ہے اپنے
عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ ع ۶ ۱۸
سامنے پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا

لَا يُغَادِرُ: (نہیں چھوڑتا) مضارع کا صیغہ ہے مُغَادَرَۃٌ سے جس کا مادہ غ۔د۔ر ہے غدر کے ایک معنی چھوڑ کے بھاگ جانا۔ مُغَادَرَۃٌ: ترک کر دینا۔ اَحْصٰی: شمار کر لینا ماضی کا صیغہ ہے اس کا مادہ ح ص ی ہے حصٰی کے معنی کنکری۔ احصار: جمع کرنا سمیٹنا۔

ارشاد ہے کہ قیامت ضرور آئے گی ہر ایک اپنے اعمال نامے کو دیکھ کر تعجب سے کہے گا کہ اس نے میری تو ایک بات بھی نہیں چھوڑی چھوٹی بڑی سب باتیں اس میں باقاعدہ لکھی ہوئی ہیں۔ اس کے سارے اعمال جو اس نے دنیا کے اندر نڈر ہو کر کیے تھے اور سمجھ بیٹھا تھا کہ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ایک ایک کر کے اس کی آنکھوں کے سامنے آجائیں گے پھر ان کو تولا جائے گا۔ اور جس عمل میں اخلاص نہ تھا اس کا وزن ترازو میں نہ ہوگا۔ جو عمل وزنی اور مکمل ہوگا۔ اس کے کرنے والے کو اچھا بدلہ ملے گا۔ اور وہ بدلہ وہی ہوگا جو اس کو پہلے ہی قرآن مجید کے اندر بتا دیا گیا ہے۔ اسی طرح جو عمل ہلکا اور کھوٹا ہوگا۔ اس کی سزا بھی وہی ملے گی۔ جو قرآن مجید میں پہلے ہی بتا دی گئی ہے اس میں ذرا بھی کمی نہ ہوگی۔

ارشاد ہے کہ تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ ہر ایک کو اس کے کام کا بدلہ جس کا وہ مستحق ہے پورا پورا دیتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے فضل و کرم کا دروازہ بھی کھلا ہوا ہے:۔

Marfat.com

آدمی کا دشمن

وَ اِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا
اور جب کہا ہم نے فرشتوں سے سجدہ کرو
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ
آدم کو پس سجدہ کیا انہوں نے مگر ابلیس نے
کَانَ مِنَ الۡجِنِّ فَفَسَقَ عَنۡ اَمۡرِ
تھا وہ جنوں میں سے پس نکلا حکم کے باہر
رَبِّہٖ ؕ
اپنے رب کے

وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا
اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ
تو سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس
کَانَ مِنَ الۡجِنِّ فَفَسَقَ عَنۡ اَمۡرِ
وہ تھا جنّ کی قسم سے سو اپنے رب کے حکم سے
رَبِّہٖ ؕ
باہر نکل گیا

فَفَسَقَ (حکم عدولی کی) ماضی کا صیغہ ہے ف۔س۔ق سے۔ فِسْقٌ کے معنی ہیں قانون کی حد سے نکل جانا کھلم کھلا حکم کے خلاف کرنا۔

انسان کے پاس غور و فکر کا سامان تو موجود ہے۔ لیکن وہ اس سامان سے کام لینے میں سستی کرتا ہے اور اس کے پیچھے ایک دشمن ایسا لگا ہوا ہے جو اس کی عقل کو دنیا کی ناپائیدار آنے جانے والی چیزوں ہی میں بہلا پھسلا کر پھنسا رکھنا چاہتا ہے۔ افسوس کہ آدمی اس عقل کے دشمن کو نہیں پہچانتا۔ اسی لیے اس کے باپ حضرت آدم کا قصہ بار بار یاد دلایا جا رہا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی موقعہ دیکھ کر پھر اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ کیا اسے یاد نہیں کہ حضرت آدمؑ جب پیدا ہو چکے۔ تو ہم نے فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑو۔ فرشتے حکم ملتے ہی سجدہ میں گر پڑے۔ لیکن ابلیس نے جو جنّوں میں سے تھا اور فرشتوں میں اپنی عبادت کی بدولت شامل کر لیا گیا تھا۔ انکار کیا اور اپنے رب کا حکم نہ مانا کھلم کھلا سرکشی کر بیٹھا وہ آدم کا دشمن ہو گیا۔ کیوں کہ اللہ عزوجل نے آدم کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے اسے ملعون قرار دے دیا تھا۔ پھر اُس پر یہ لعنت چونکہ حضرت آدمؑ کی وجہ سے ہوئی تھی اس لیے اُس نے اِس کے ستانے پر کمر باندھ لی۔ اور اللہ عزوجلّ سے دُنیا کے قائم رہنے تک کی زندگی اپنے لیے طلب کر لی۔ چنانچہ اس کی درخواست منظور ہوئی۔ اب اس کا کام ہر وقت یہی ہے کہ آدمؑ کی اولاد کو اللہ عزوجل کے منقرر کیے ہوئے راستہ سے ہٹاتا رہے اور اس کی عقل کو دُنیا کی ناپائیدار چیزوں ہی میں پھنسائے رکھے ؛

Marfat.com

شیطان بے بس ہے

اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ

کیا بناتے ہو تم اس کو اور اس کی اولاد کو رفیق مجھے چھوڑ کر

وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ

اور وہ ہیں تمہارے دشمن ، بُرا ہے ظالموں کے لیے

بَدَلًا ﴿۵۰﴾ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ

بدلا نہیں دکھایا میں نے انہیں بنانا آسمانوں کا

وَ الْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ

اور زمین کا اور نہ بنانا خود ان کا اور نہیں ہوں میں

مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴿۵۱﴾

بنانے والا بہکانے والوں کو مددگار

اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ

سو کیا تم اب اس کو اور اس کی اولاد کو رفیق ٹھہراتے ہو میرے

وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ

سوا اور وہ تمہارے دشمن ہیں۔ بے انصافوں کے بُرا

بَدَلًا ﴿۵۰﴾ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ

بدلا ہاتھ لگا میں نے ان کو آسمان کا اور زمین

وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ

کا بنانا نہیں دکھایا اور نہ خود ان کا بنانا اور میں وہ نہیں کہ

مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴿۵۱﴾

بہکانے والوں کو اپنا مددگار بناؤں

ذُرِّيَّتَهٗ: ذُرّ کی طرف منسوب ہے جس کا مادہ ذ۔ ر۔ ر ہے۔ ذرّ کے معنی پھیلنا۔ ایک چیز سے بہت سی چیزیں پھیل جائیں تو وہ اس کی ذرّیّہ کہلاتی ہیں۔ خواہ وہ اولاد ہو یا چیلے چانٹے ہوں۔ اَشْهَدْتُّ (دکھایا ہم نے) ماضی کا صیغہ ہے شہاد سے جو ش۔ ہ۔ د سے بنا ہے شہادۃ کے معنی حاضر ہونا۔ اشہاد حاضر کرنا۔ دیکھنے کو بلانا۔ المُضِلِّين (بہکانے والے) ماضی کا صیغہ ہے اضلال سے جو ض۔ ل۔ ل سے بنا ہے ضلالۃ کے معنی گواہی۔ اضلال کے معنی گواہ کرنا بہکانا۔ عَضُدًا (بازو) ہاتھ کا قوت دار حصہ ہوتا ہے جو ہاتھ کو قوت پہنچاتا ہے۔ اس لیے اس کے دوسرے معنی قوت دینے والے اور مددگار کے ہوتے —— اس آیت میں ارشاد ہے کہ شیطان کے یہ سارے حالات جاننے کے بعد کیا تم اس کو اور اس کے چیلے چانٹوں کو اپنا دوست اور رفیق بناؤ گے اور مجھے چھوڑ کر انہیں اختیار کرو گے۔ بے انصاف اور حد سے گذرے ہوئے لوگ ہی ایسا کرتے ہیں سمجھ دار تو کبھی نہ کرے گا کہ اللہ عز وجل جیسے قادر، توانا، مہربان رحیم و کریم کو چھوڑ کر ایک ایسے دغاباز چھپے دشمن کے بہکانے میں آجائے اور اللہ کے بدلے ایسے موذی کو رفیق بنائے —— شیطان کو تو اللہ عز وجل کے معاملات میں ذرا بھی دخل نہیں وہ تو بنے بنائے کام کا بگاڑنے والا ہے۔ اچھے خاصے سیدھے راستہ پر چلنے والوں کو بہکا کر غلط راستہ پر ڈال دیتا ہے۔ اللہ عز وجل نے آسمان و زمین بنا کر شیطان کے جتھے کو دیکھنے کے لیے کبھی نہیں بلایا تھا کہ ذرا دیکھنا ٹھیک بنے ہیں یا غلط خود شیطان کو اور اس کے چیلے چانٹوں کو بھی اسی لیے بنایا جس میں ان کے ملاحظہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا غرض سمجھانا یہ ہے کہ اس کا اس عالم کی پیدائش میں کچھ دخل نہیں اور نہ وہ اس کے بدلنے میں کچھ اختیار رکھتا ہے پھر اللہ قادر و توانا کو چھوڑ کر ایسے بے بس کو دوست بنانا ظلم نہیں تو کیا ہے۔

Marfat.com

شرک کا انجام

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ
اور جس دن فرمائے گا پکارو میرے شریکوں کو جنہیں
زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ
تم مانتے تھے پس وہ انہیں پکاریں گے پس جواب نہ دیں گے وہ انہیں
وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا (٥٢) وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ
اور کردیں گے ہم ان کے درمیان ہلاکی اور دیکھیں گے مجرم لوگ
النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ
آگ کو پس سمجھ جائیں گے کہ وہ ہیں گرنے والے اس میں اور نہ
يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا (٥٣)
پائیں گے وہ اس سے پھرنے کی جگہ

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ
اور جس دن فرمائے گا پکارو میرے شریکوں کو جنہیں
زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ
مانتے تھے تم پھر پکاریں گے سو وہ ان کو جواب نہ دیں گے
وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا (٥٢) وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ
اور ان اور ان کے بیچ میں ہم تباہی کا سامان کردیں گے اور گنہ گار لوگ آگ کو
النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ
دیکھیں گے پھر سمجھ لیں گے کہ انہیں اس میں پڑنا ہے اور اس سے
يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا (٥٣) ع ١٩
پھر جانے کی راہ نہ پائیں گے

مَوْبِقٌ: تباہی وبلاکی کا سامان ، اسم ظرف او رمصدر میمی ہے و ب ق سے جس کے معنی تباہی اور بربادی کے ہیں یعنی ان کے بیچ میں جلانے والی آگ پیدا ہوجائیگی۔ مُوَاقِعُوْا : داخل ہونے والے ہیں اس میں ، مُوَاقِعُوْنَ مُوَاقِعٌ کی جمع ہے۔ مُوَاقِعُوْنَ مضاف ہے ھا کی طرف اس لیے مضاف ہونے کی وجہ سے اس کا نون گرگیا اور صرف مُوَاقِعُوْا رہ گیا۔ دَفْعٌ کے معنی کرنا۔ مُوَاقِعَۃٌ کسی چیز کے اندر جا پڑنا۔

مَصْرِفٌ : رجائے پناہ ، مصدر میمی اور اسم ظرف ہے ص ر ف سے۔ بچ جانا یا بچنے کی جگہ۔

قرآن مجید انسان کو سمجھاتا ہے کہ اللہ کے سوا دنیا میں کسی سے دل نہ لگاؤ۔ ورنہ مرنے کے بعد اس قدر پریشان خیالات کا ہجوم ہوگا کہ اوسان خطا ہوجائیں گے ان سے بھاگنے کی کہیں جگہ نہ ملے گی۔ اللہ عزوجل فرمائے گا کہ ان چیزوں کو پکارو جنہیں دنیا میں تم نے اپنا معبود بنا رکھا تھا چنانچہ وہ گھبرا کر پکاریں گے لیکن کہیں سے کوئی جواب نہ ملے گا۔ اور اس سے ان کی پریشانی اور بڑھ جائے گی۔ اور دل حد سے زیادہ گھبرائے گا۔ زور کا بخار چڑھ آئے گا۔ حتّٰی کہ چاروں طرف آگ ہی آگ نظر آنے لگے گی۔ اور انہیں یقین ہوجائے گی۔ کہ اب اسی آگ میں جلتے رہنا ہوگا۔ اس سے کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں نہ سوا اللہ کے اس سے کوئی بچانے والا نہیں اس لیے قرآن مجید میں انسان سے کہا جارہا ہے کہ اللہ سے دل لگاؤ ورنہ تباہ ہوجاؤ گے۔

Marfat.com

قرآن کا کام

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ
اور البتہ تحقیق پھیر پھیر کر کہی ہم نے اس قرآن میں
لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ
لوگوں کے لیے ہر ایک مثل اور ہے انسان
اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا (۵۴)
زیادہ ہے ہر چیز سے جھگڑنے میں

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ
اور بے شک ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو ہر ایک مثل
لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ
پھیر پھیر کر سمجھائی اور انسان سب سے
اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا (۵۴)
زیادہ جھگڑالو ہے

جَدَل: خواہ مخواہ کے جھگڑنے کو کہتے ہیں جو کسی ٹھیک بات کے ماننے میں کیا جائے یعنی دلیلوں سے تو ایک بات ثابت ہو رہی ہو لیکن سننے والے کا دل اس کے ماننے کو کسی وجہ سے نہ چاہے اور طرح طرح کی باتیں بنائے اسی کو بہانہ بازی بھی کہتے ہیں۔

اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچی باتوں کے بتانے والے ہیں اور ان کے جاننے والے اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ آپ نے کبھی جھوٹ بولا، نہ دغا بازی کی، نہ کبھی مال اور حکومت کی طمع کی ہمیشہ ہر ایک کے ساتھ ہمدردی کی۔ ہر ضرورت مند کی مدد کے لیے تیار رہے اپنا نفع قربان کر کے دوسروں کو نفع پہنچایا یہاں تک کہ سب نے بالاتفاق آپ کو سچا امانتدار اور دوسروں کا خیر خواہ تسلیم کر لیا پھر جب انہوں نے لوگوں کو زندگی کا اصل راز سمجھانا شروع کیا اور قرآن مجید جیسا بے مثل کلام پڑھ کر سنایا تو کیا وجہ ہے کہ آپ کی بات نہ مانی جائے لیکن ہوا یہ کہ اکثر لوگوں نے نہ مانی۔

قرآن مجید کی آیتوں میں ان کو صحیح باتیں مختلف طریقوں سے سمجھائی گئیں اور ان کا دل قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت اور اس کے سمجھانے کی انوکھی طرز کا قایل ہو گیا لیکن بعض خود غرض لوگوں نے نادانی سے یہ سمجھا کہ اس کو مانا تو ہمارا تو اب تک کا کیا کرایا سارا اکارت جائے گا۔ انسان خود غرضی میں اندھا ہو جاتا ہے۔ اس کی عقل دنیا کی عارضی دھوم دھام میں پھنس کر رہ جاتی ہے اور وہ سچی باتوں کو ٹھکرا دیتا ہے عقل کے بگڑ جانے کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ دلیل اور علامتوں سے جو بات ثابت ہو رہی ہو۔ اس کے نہ ماننے کے لیے لغو اور بے کار بہانے پیش کرے۔ یہی دنیا کی محبت اس کی عقل کو خواہ مخواہ کا جھگڑا پیدا کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ یہی دُنیا کی جاہ و حشمت کی طلب اس کو کٹھ حجتی اور بہانہ بازیاں سکھاتی ہے۔ شیطان اس کو اور بھی زیادہ اس پر اکساتا ہے اور انسان خواہ مخواہ کے جھگڑے پیدا کر کے حق کا انکار کر بیٹھتا ہے۔:

Marfat.com

کیا مٹنا ہی ہے

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَ
اور نہیں روکا لوگوں کو کہ ایمان لائیں جب آئی
هُمُ الْهُدٰى وَ یَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ
ان کے پاس ہدایت اور مغفرت چاہیں اپنے رب سے مگر
اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ اَوْ
اس بات نے کہ آئے ان کے پاس رسم پہلوں کی یا
یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾
ان کے پاس عذاب سامنے کا

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَ
اور اس بات سے کہ یقین لے آئیں جب ان کو
هُمُ الْهُدٰى وَیَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ
ہدایت پہنچی اور اپنے رب سے گناہ بخشوائیں لوگوں کو۔
اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ اَوْ
نہیں روکا سوا اسی انتظار نے کہ ان پر پہلوں کی رسم پہنچے
یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾
یا ان پر سامنے کا عذاب آ کھڑا ہو

قُبُلًا: (سامنے کی) اسم ہے ق۔ب۔ل سے قبل کے سامنے کے ہیں قُبُل وہ چیز جو سامنے ہو اسی لیے اس کا ترجمہ "سامنے" کا کیا گیا ہے یعنی ایسا عذاب جو سامنے ہو یا سامنے آ جائے۔

معلوم نہیں لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اس قرآن حکیم کی باتوں کو تسلیم نہیں کرتے اور اس کو اپنا دستور العمل نہیں بناتے سوا اس کے کچھ نہیں کہ ان کی حرص و ہوا نے ان کی عقل کو ڈھانک رکھا ہے اور اس تک قرآن حکیم کی روشنی پہنچنے نہیں پاتی۔

آخر اس بے راہ روی اور غلط راستہ پر چلنے کا نتیجہ کیا ہو گا۔ یہی نا کہ ان پر ان کی گمراہی کی وجہ سے سخت عذاب آئے تباہ کرنے والی مصیبتیں پڑیں۔ وبائیں آئیں یا طوفانوں میں گھریں۔ زلزلوں سے تباہ ہوں سخت ہوا کے جھکڑوں میں اڑ اڑ کر گریں۔ کیا یہ یہی راہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ ان کے سامنے ایسے ہی عذاب آ کھڑے ہوں یا یہ کہ اگلے لوگوں کی طرح انہیں پورے طور پر تباہ کر دیا جائے کیا یہ یہی چاہتے ہیں؟

کیا اس کے انتظار میں ٹال مٹول کر رہے ہیں؟ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سمجھانے کا جو حق تھا۔ وہ تو ہم نے ادا کر دیا۔ اب فقط ایک ہی بات رہ گئی ہے کہ عذاب سر پر ہی آ پڑے۔ ان کو چاہیئے کہ اللہ عزوجل کی دی ہوئی مہلت کی وجہ سے مغرور نہ ہوں بلکہ اس کو غنیمت سمجھیں اور جلد اپنی عاقبت درست کرنے کی فکر میں لگ جائیں۔

Marfat.com

رسول کیوں بھیجے؟

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ
اور نہیں بھیجتے ہم پیغمبروں کو مگر خوش خبری دینے والے
وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور ڈرانے والے اور جھگڑا کرتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے
بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا
غلط باتوں کے ذریعے تاکہ پھسلا دیں اس سے سچ کو اور بنا لیا انہوں نے
اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾
میری آیتوں کو اور جس سے وہ ڈرائے گئے ٹھٹھا

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ
اور ہم جو رسول بھیجتے ہیں سو خوشخبری دینے
وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور ڈرانے کو اور کافر جھوٹا جھگڑا کرتے ہیں
بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا
کہ اس سے سچی بات کو ٹلا دیں اور انہوں نے
اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾
میرے کلام کو اور جس سے وہ ڈرائے گئے تھے ٹھٹھا ٹھہرا لیا

یُدْحِضُوْا (ٹال دیں) مضارع کا صیغہ ہے اِدْحَاض سے بنا ہے۔ دَحْض کے معنی پھسل کر گر پڑنا۔ اِدْحَاض پھسلا کر گرا دینا۔ مراد یہ ہے کہ حق کو مٹا دیں۔

اس آیت میں ارشاد ہے۔ کہ تم نے رسول کے بھیجنے کا اصل مقصد نہیں سمجھا۔ رسول اس لیے نہیں بھیجا جاتا کہ وہ لوگوں کی نت نئی فرمائشیں پوری کیا کرے۔ یا دُنیا کو انوکھے کرتب دکھا کر لبھایا کرے۔ وہ تو ایک بڑا اہم مقصد لے کر آتا ہے۔ اس کا کام تو فقط یہی ہے کہ انسان کو تباہی سے بچا لے۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ وہ اپنے ازلی دشمن شیطان کے بہکاوے میں آکر بُرے کاموں کو اچھا سمجھنے لگے۔

رسول کا کام یہ ہے کہ انسان کے بھلے اور بُرے کام کھول کر بتا دے۔ اور قرآن مجید اس کے سامنے پیش کر دے جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ بُرے کاموں کی سزا دوزخ ہے۔ جو بڑا دکھ دینے والی جگہ ہے۔ اور اچھے کاموں کی جزا جنّت ہے جو بڑے آرام کا مقام ہے۔ اس سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اور طلب کرنا ضد اور ہٹ دھرمی کی نشانی ہے۔ یہ لوگ غلط اور جھوٹی باتیں پیش کر کے اپنے آپ کو جھگڑالو ثابت کر رہے ہیں۔ ان کی غرض سوا اس کے کچھ نہیں کہ حقیقت پر پردہ ڈال دیں۔ اور جھوٹی باتیں بنا کر سچی بات کو ٹال دیں۔ ان ظالموں نے میری بھیجی ہوئی قرآن کی آیتوں کو اور اس کے وعدہ وعید کو ہنسی دل لگی سمجھ لیا ہے۔

Marfat.com

منکر بڑے ظالم ہیں

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ
اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے کہ یاد دلایا گیا وہ ساتھ آیتوں کے
رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَ نَسِيَ
اپنے رب کی پس منہ پھیرا اس نے اس سے اور بھول گیا وہ
مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ
جو آگے بھیجا اس کے دونوں ہاتھوں نے

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ
اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جسے اس کے رب کے کلام
رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ
کے ذریعے سمجھایا گیا پھر اس نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور
مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ
جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا اسے بھول گیا۔

ظاہر بات ہے کہ رسول سے بڑھ کر انسان کا خیر خواہ کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ جو بغیر معاوضہ طلب کیے ان کے بھلے کی ساری باتیں انہیں بتاتا ہے۔ اور تباہ کرنے والی باتوں سے روکتا ہے۔ تعجب ہے کہ اس کے مقابلہ میں وہ ایسی لچر پوچ باتیں پیش کرتے ہیں۔ جن کا کوئی سر نہ پیر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں۔ کہ تمہارے پروردگار نے تمہاری ہدایت کے لیے قرآن مجید دے کر مجھے بھیجا ہے۔ اس کی آیتوں کو سنو، سمجھو اور ان پر عمل کرو۔ اس کے مقابلہ میں وہ ایرا، غیرا، نتھو خیرا کی باتیں پیش کرتے ہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں۔ کہ ہمیں تم سے زیادہ ان پر اعتبار ہے۔ ان عقل کے اندھوں سے پوچھو کہ تم جو اللہ عزوجل کی آیتوں سے جو تمہارا رب ہے منہ موڑ کر نادانوں کی باتیں سنتے ہو۔ کیا تم اپنا نقصان نہیں کر رہے۔ تم ہیں جو سمجھ دار ہیں۔ وہ تمہارا رویہ دیکھ کر فوراً ہی بول اٹھیں گے۔ کہ یہ نادان اپنی جڑ آپ ہی کھود رہے ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ ان بے ادبیوں اور گستاخیوں کا ایک دن جواب طلب ہوگا۔ آج کل جو تمہیں ڈھیل ملی ہوئی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہمیشہ اسی طرح بچے رہو گے۔ ارے بے وقوفو! یہ تمہارے کرتوت رنگ لا کر رہیں گے۔ اوّل تو دنیا ہی کے اندر اور کچھ نہیں تو عمر کے ساتھ ساری قوتیں جواب دینا شروع کر دیں گی اور یہ ساری اکڑفوں دھری رہ جائے گی پھر مرنے کے بعد تو تمہاری وہ گت بنے گی۔ کہ دیکھنے والے دانتوں میں انگلیاں دیں گے اور کہیں گے کہ شکر ہے کہ ہم اس بلا سے بچ گئے۔ اور دنیا میں اللہ عزّ و جلّ کے بتائے ہوئے راستہ پر حتی المقدور ثابت قدم رہے اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی کوشش کرتے رہے ورنہ آج ہماری بھی یہی گت ہوتی۔ اے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے منہ پھیرنے والو اپنی گستاخیوں کو مت بھولو۔ ان کی سزا مل کر رہے گی اور وہ بھی سخت ؛

Marfat.com

شامتِ اعمال

اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً
تحقیق ہم نے ڈال دیئے ان کے دلوں پر پردے
اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ
کہ نہ سمجھیں اس کو اور ان کے کانوں میں بوجھ بھر دیا
وَ اِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ
اور اگر انہیں تو بلائے سیدھی راہ پر تو ہرگز نہ
یَّهْتَدُوْۤا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾
راہ پر آئیں اس وقت کبھی

اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً
ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے
اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ
کہ وہ اس کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ ہے
وَ اِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ
اور اگر تو ان کو راہ پر بلائے تو وہ تیرے
یَّهْتَدُوْۤا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾
کہنے سے کبھی راہ پر نہ آئیں

حق کی دشمنی دلوں کا زنگ ہے۔ جو رفتہ رفتہ اسے تباہ کر دیتا ہے۔ اب ان کو لاکھ سمجھاؤ یہ نہ سمجھیں گے ان کے کان سچی باتیں سننے کے قابل نہیں رہے۔ دل کی وہ کھڑکی جہاں سے اس کے اندر روشنی پہنچ سکتی تھی بند ہوگئی ہے۔ اور اس کے اندر جھوٹی باتوں کی میل ٹھس گئی ہے۔ آنکھیں تو اس قابل بنی ہی نہیں۔ کہ غیب کی باتیں دیکھ سکیں۔ لے دے کے انسان کے پاس کان ہی ہیں۔ جن کے ذریعے وہ قرآن مجید کی آیتیں سن سکتا ہے اور حق کی آواز اس کے دل تک پہنچ سکتی ہے۔ اگر یہ بھی بند ہوگئے۔ تو دل تک حقیقت کے مخفی راز پھر کیسے پہنچ سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہے۔ کہ جب ان کے دل زنگ آلود ہوگئے اور اس پر غفلت کے پردے چھا گئے۔ اور جھوٹی باتوں کی میل اندر بھر جانے کی وجہ سے کان بند ہوگئے۔ اور اب تو انہیں سیدھے راستہ کی طرف پکار کر بلاتے تو یہ تیری آواز کب سننے لگے ہیں۔ آدمی کے کان میں جب ہر وقت باطل ہی کی آوازیں آتی رہیں اور جھوٹ ہی کی صدا گونجتی رہے۔ تو حق کی پکار اس کے اندر نہیں پہنچ سکتی۔ جب تک جھوٹ کی آواز بند نہ ہو یہ کبھی راہ راست پر نہیں آسکتے ؛

Marfat.com

دُنیا کا نظام

وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ
اور تیرا رب بخشنے والا رحمت والا ہے اگر پکڑتا ان کو
بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ
ان کے کیے پر تو فوراً بھیجتا ان پر عذاب پر ان کے لیے ایک وقت مقرر ہے
لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى
ہرگز نہ پائیں گے جس کے ورے پناہ کی جگہ اور یہ بستیاں
اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا
ہم نے ہلاک کیا انہیں جب ظلم کیا انہوں نے اور کیا ہم نے
لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾
ان کی تباہی کے لیے مقرر وقت

وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ
اور تیرا رب بخشنے والا رحمت والا ہے اگر ان کو ان کے کیے
بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ
پر پکڑے تو ان پر جلد عذاب ڈالے پر ان کے لیے ایک وعدہ ہے کہ
لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى
جس کے ورے سرکنے کی کہیں جگہ نہ پائیں گے اور یہ سب بستیاں ہیں
اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا
جنہیں ہم نے غارت کیا جب لوگ ظالم ہو گئے۔ اور ہم نے
لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾
ان کی ہلاکت کا ایک وعدہ مقرر کیا تھا

دُوْنَ (ورے) یہ لفظ بہت جگہ آیا ہے اس کے معنی ہیں ورے۔ قریب مِنْ دُوْنِهٖ اس کے ورے یعنی اس تک پہنچنے سے پہلے۔ مَوْىِٕلًا (بچنے کی جگہ) مصدر میمی اور اسم ظرف ہے و۔ء۔ل سے وَاَلَ کے معنی بچ جانا، پناہ لینا۔ مَوْئِلٌ: پناہ لینا، پناہ کی جگہ۔

اس آیت میں ارشاد ہوا ہے کہ تیرے رب میں عفو و کرم دونوں صفتیں موجود ہیں۔ نادانوں کے قصور ضدی بچوں کی بے باکیوں کی طرح معاف کر دیئے جاتے ہیں اور آدمیوں کو باوجود ان کی شرارتوں کے پالا پوسا کھلایا پلایا جاتا ہے۔ ورنہ اگر ان کی برائیوں کی فوراً سزا دی جاتی تو ان پر عذاب آنے میں ذرا دیر نہ لگتی اور بروں کے ساتھ اچھے بھی پس جاتے اور بھلے کام کرنے کا موقع نہ پاتے کیوں کہ بروں کے کرتوتوں کا وبال سرے سے دنیا ہی کو تباہ کر دیتا لیکن اللہ عزوجل کی مغفرت اور رحمت نے اپنا کام کیا اور ایک مدت تک عذاب کو روکے رکھنے کا فیصلہ فرمایا۔

دیکھو تم سے پہلے کی بہتیری بستیاں ویران پڑی ہیں۔ آخر قوم نوح، عاد، ثمود وغیرہ یہیں تو بستے تھے۔ ایک مدت تک ان کو ڈھیل دی گئی اور رسول سمجھانے کے لیے بھیج دیئے گئے۔ لیکن جب کسی طرح ان کی سمجھ میں ہی نہ آیا اور ان کی سرکشی اور ہٹ دھرمی دم بدم زیادہ ہی ہوتی چلی گئی تو وقت موعود آپہنچا جس سے پہلے ان کو آگاہ کر دیا گیا تھا کہ اگر اس کے آنے سے پہلے نہ سنبھلے تو پھر تمہاری خیر نہیں۔ دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹا دیئے جاؤ گے (معاذ اللہ)

Marfat.com

تواضع کا سبق (الف)

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰـہُ لَآ اَبْرَحُ

اور جب کہا موسیٰ نے اپنے جوان سے میں نہ ہٹوں گا

حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾

جبتک کہ پہنچ جاؤں جہاں دو دریا ملتے ہیں یا چلا جاؤں مدتوں

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِہِمَا نَسِیَا حُوْتَہُمَا

پس جب وہ دونوں دریاؤں کے ملاپ تک پہنچے اپنی مچھلی بھول گئے

فَاتَّخَذَ سَبِیْلَہٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾

پس اس نے دریا میں اپنی راہ لی سرنگ بنا کر

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰـہُ لَآ اَبْرَحُ

اور جب کہا موسیٰ نے اپنے جوان خادم سے نہ ہٹوں گا

حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾

جب تک پہنچ جاؤں دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ چاہے چلوں مدتوں تک

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِہِمَا نَسِیَا حُوْتَہُمَا

پس جب دونوں پہنچے دونوں کے جمع ہونے کی جگہ بھول گئے اپنی مچھلی

فَاتَّخَذَ سَبِیْلَہٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾

پھر اس نے اپنا راستہ دریا میں گھس کر

مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ: (دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ) اس سے مراد وہ مقام ہے جہاں دو سمندر ایک دوسرے کے قریب آگئے ہوں خواہ بالکل مل گئے ہوں یا بیچ میں ذراسی تنگ خشک جگہ چھوٹ گئی ہو۔ ایسی جگہ مصر اور شام کے بیچ میں ہے جس کے ایک طرف بحر قلزم اور دوسری طرف بحر متوسط (بحیرہ روم) ہے اور چونکہ حضرت موسیٰؑ کے وطن سے قریب ہے۔ اس لیے اکثر مفسرین نے یہی جگہ مراد لی ہے۔ آج کل ان دونوں سمندروں کو نہر سویز کھود کر ملا دیا گیا ہے۔

حُقُبَ: اسم مفرد ہے۔ اسّی سال کی مدت کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع احقاب ہے۔

سَرَبٌ: مصدر ہے۔ پانی بہنا کسی چیز کے اندر پانی کی طرح گھس جانا۔ چپ چاپ چل دینا۔

دین کا دار و مدار اسی پہ ہے کہ اللہ عزوجل کے سامنے سر جھکائے اور منہ سے اپنی بڑائی کا کلمہ نہ نکالے۔ انسان کو اخلاق سکھانے کا ذریعہ کبھی یہ ہوتا ہے۔ کہ اللہ عزوجل کی حکمت کے مطابق رسول سے کوئی بھول چوک سرزد ہوتی ہے اور یہ جان بوجھ کر نہیں بلکہ ایسا اللہ کی تدبیر کے تحت ہوتا ہے۔ اور پھر اس پر وحی کے ذریعے رسول کو مطلع کیا جاتا ہے۔ اس سے بچنے کے لیے ہدایات کی جاتی ہیں۔ تاکہ انسان کے لیے ایک دائمی اخلاقی قانون بن جائے۔

اس آیت میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گذرا۔ اور ہمیشہ کے لیے انسان کے دینی اور اخلاقی قانون کی بنیاد بنا ؟

Marfat.com

تواضع کا سبق (ب)

ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو بہت سی کام کی باتیں سمجھا رہے تھے۔ اور عقلمند لوگ آپ کی دانائی اور دوربینی پر عش عش کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص نے متعجب ہو کر پوچھا کہ اے حضرت کیا آپ نے روئے زمین پر اپنے آپ سے بڑھ کر بھی کسی کو عالم دیکھا؟ آپ کے منہ سے بے اختیار نکلا نہیں اور حقیقت بھی یہی تھی لیکن چونکہ ہر انسان کو اپنے متعلق اس قسم کے سوال کا یہ جواب دینا زیبا نہیں۔ اس لیے آپ پر اللہ عزّ وجل کی طرف سے وحی کی گئی کہ دو سمندروں کے بیچ میں زمین کا ایک تنگ ٹکڑا ہے۔ وہاں ایک ہمارا بندہ تمہیں ملے گا جس کو بعض ایسی باتیں معلوم ہیں جن کا تمہیں علم نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ واقعی ان سے چوک ہوئی۔ انہیں جواب میں کہنا چاہیے تھا کہ ہر چیز کا عالم اللہ عزّ وجل ہے۔ وہ اپنے جس بندے کو جس چیز کا علم جتنا چاہے عطا فرمائے۔ عرض کیا کہ مجھے اس جگہ کا نشان بتا دیا جائے۔ میں آپ کے اس بندے سے ملنا چاہتا ہوں تاکہ اس سے وہ باتیں سیکھوں جنہیں میں نہیں جانتا۔

ارشاد ہوا کہ اپنے سامان میں ایک مچھلی بھی شامل کر کے مجمع البحرین کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ چلتے چلتے جب ایسی جگہ پہنچو جہاں مچھلی تمہارے سامان میں سے گم ہو جائے تو وہاں ہمارا وہ بندہ ملے گا جس سے تم ملنا چاہتے ہو۔ اس آیت میں اسی واقعہ کا بیان ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھ اپنے نوجوان خادم (یوشع) کو لے کر روانہ ہوئے اور ان سے کہہ دیا کہ مچھلی کو دیکھتے رہنا۔ میں تمہیں ساتھ لے کر سفر پر روانہ ہو رہا ہوں اور برابر چلتا رہوں گا جب تک مجمع البحرین پر نہ جا پہنچوں چاہے مجھ کو برسوں چلنا پڑے۔ یہ کہہ کر سمندر کے کنارے کنارے چل پڑے اور دونوں مچھلی کی طرف دھیان لگائے رہے چلتے چلتے اس مقام پر جا پہنچے جہاں دو سمندر ایک دوسرے کے آمنے سامنے واقع تھے۔ ایک جگہ پہنچ کر آرام لینے کے لیے ٹھیرے اور دونوں کو نیند آ گئی۔ مچھلی سے غافل ہو گئے۔ اسی حالت میں مچھلی اللہ کے حکم سے زندہ ہو کر سرکتے سرکتے سمندر کے پانی کے اندر دور تک اپنا راستہ بناتی ہوئی چلی گئی۔ یوشع کی آنکھ کھلی تو اس نے وہ لکیر جو اس نے سمندر تک جاتے اور اس کے پانی کے اندر دور تک بنا دی تھی دیکھی اور تعجب کیا۔

پھر جب موسیٰ علیہ السلام سوار ہوئے تو دونوں جلدی جلدی آگے چل پڑے اور مچھلی کا دھیان کسی کو نہ رہا۔ آخر مجمع البحرین کے علاقے سے آگے نکل گئے اور اب تک مچھلی کا دونوں میں سے کسی کو بھی خیال نہ آیا۔ اصل مقام جہاں انہیں اس بزرگ کی ملاقات کے لیے ٹھیر جانا چاہیے تھا وہی تھا جہاں یوشع نے وہ مچھلی کی بناتی ہوئی لکیر پانی تک اور پانی کے اندر تک دیکھی تھی ؎

Marfat.com

بھول کا خمیازہ

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۡ

پس جب آگے چلے کہا (موسیٰ نے) اپنے جوان سے۔ لا ہمارے پاس ہمارا دن کا کھانا

لَقَدۡ لَقِيۡنَا مِنۡ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾

البتہ تحقیق ملا ہم کو اپنے سفر سے اس سے دُکھ

قَالَ اَرَءَيۡتَ اِذۡ اَوَيۡنَاۤ اِلَى الصَّخۡرَةِ

اس نے کہا تُو نے دیکھا بھی جب ہم نے ٹھکانا لیا اس بڑے پتھر کے پاس

فَاِنِّىۡ نَسِيۡتُ الۡحُوۡتَ ۡ وَمَاۤ اَنۡسٰنِيۡهُ

تو میں بھول گیا مچھلی کو اور نہیں بھلایا مجھے اس کو

اِلَّا الشَّيۡطٰنُ اَنۡ اَذۡكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ

مگر شیطان نے کہ اسے یاد رکھوں اور لیا اس نے

سَبِيۡلَهٗ فِى الۡبَحۡرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾

اپنا راستہ دریا میں عجیب طرح

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۡ

اور پھر جب آگے چلے موسیٰؑ نے اپنے جوان سے کہا ہمارا کھانا لاؤ

لَقَدۡ لَقِيۡنَا مِنۡ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾

ہم نے اپنے اس سفر میں تکلیف پائی

قَالَ اَرَءَيۡتَ اِذۡ اَوَيۡنَاۤ اِلَى الصَّخۡرَةِ

وہ بولا دیکھا تو نے جب ہم ٹھہرے اس پتھر کے پاس

فَاِنِّىۡ نَسِيۡتُ الۡحُوۡتَ ۡ وَمَاۤ اَنۡسٰنِيۡهُ

تو میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھ کو

اِلَّا الشَّيۡطٰنُ اَنۡ اَذۡكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ

شیطان ہی نے بھلایا کہ میں اسے یاد رکھوں اور اس نے

سَبِيۡلَهٗ فِى الۡبَحۡرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾

دریا میں اپنا راستہ عجیب طرح بنا لیا

اَوَيۡنَا: ٹھکانا لیا ہم نے (ماضی کا صیغہ ہے۔ اوی سے اویٰ کے معنی جگہ بنانا، ٹھکانا لینا۔ کسی جگہ ٹھہرنا۔

جب اصلی جگہ سے جہاں مچھلی گم ہوگئی تھی، خاصی دُور نکل گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ آؤ کچھ کھالیں۔ چلتے چلتے بہت تھک گئے ہیں۔ اس وقت خادم کو یاد آیا کہ مچھلی گم ہوگئی ہے کیونکہ کھانا توشہ دان میں تھا۔ اور اسی میں مچھلی بھی تھی۔ اس لیے کھانے کا نام آتے ہی مچھلی یاد آگئی اور جس عجیب و غریب طریقے سے وہ زندہ ہوکر توشہ دان میں سے نکل کر پانی میں راستہ بناتی ہوئی گئی تھی وہ بھی سب یاد آگیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ کہ دیکھو تو سہی۔ جب ہم پتھر کے پاس آرام لینے کے لیے ٹھہرے تھے تو مجھے مچھلی کا بالکل خیال نہ رہا۔ شیطان نے کچھ ایسا غفلت کا پردہ ڈالا کہ مچھلی کا ذکر ہی بھول گیا۔ وہ تو توشہ دان میں سے نکل کر سمندر میں سرک گئی اور جس طریقے سے سمندر میں اس نے اپنا راستہ بنایا اس پر مجھے بڑا تعجب ہوا ⁂

Marfat.com

منزل کا پتہ

قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا
کہا موسیٰ نے وہی تو ہے جو تھے ہم چاہتے پس لوٹے دونوں
عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٤﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا
اپنے نشان قدم پر دیکھتے ہوئے پس پایا ان دونوں نے ایک بندہ
مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا
ہمارے بندوں میں سے دی تھی ہم نے اُسے رحمت اپنے پاس سے
وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾
اور سکھایا تھا ہم نے اُسے اپنے پاس سے ایک علم

قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا
کہا یہی ہے جو ہم چاہتے تھے پھر واپس لوٹے
عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٤﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا
اپنے نشان قدم پہچانتے ہوئے پھر پایا ہمارے بندوں میں سے
مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا
ایک بندہ جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائی تھی
وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾
اور اپنے پاس سے ایک علم سکھایا تھا

نَبْغِ (ہم تلاش کرتے) مضارع کا صیغہ ہے ب۔غ۔ی سے اصل میں نَبْغِیْ تھا۔ وقف کی وجہ سے ی گر گئی۔ بَغْیٌ کے معنی ڈھونڈنا۔ تلاش کرنا۔ قَصَصًا (ڈھونڈنا۔ کھوج لگانا) یہ لفظ سورۂ یوسف کے شروع میں گذرا ہے۔ وہاں اس کے معنی بیان کرنا تھے۔ اس کے دوسرے معنی تلاش کرنا، ڈھونڈھنا اور کھوج لگانا بھی ہیں اور یہاں یہی مراد ہیں۔ جنگل میں راستہ بنا ہوا تو تھا ہی نہیں اور ان کو پہنچنا اسی جگہ تھا۔ جہاں وہ پتھر کے پاس سوئے تھے۔ اس لیے چکر بچانے کے لیے اپنے قدموں کے نشان ڈھونڈتے اُلٹے پھرے۔ جب اس پتھر کے پاس پہنچے جہاں انہوں نے آرام کیا تھا۔ تو ارشاد ہے کہ وہاں انہوں نے ایک بندہ ہمارے بندوں میں سے پایا۔ جسے ہم نے اپنی رحمت کا ایک خاص حصہ عطا فرمایا تھا۔ اور اپنے خزانہ علم میں سے ایک علم سکھایا تھا۔

مفسّرین نے صحیح سندوں کے حوالے سے اس اللہ کے بندے کا نام خضرؑ بتایا ہے حضرت خضرؑ اللہ عزوجل کی عبادت میں جان و دل سے ہر وقت مصروف رہتے تھے اور اسی عبادت کی بدولت ان کے دل کو ایک قسم کی صفائی حاصل ہوگئی تھی جس سے وہ واقعات کے نتیجے دور تک دیکھ لیتے تھے۔ اسی علم کے ذریعے کو کشف اور الہام کہتے ہیں۔ وہ اپنے کشف کے ذریعے اکثر لوگوں کو آنے والی مصیبت سے بچا لیا کرتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نور نبوّت کے حامل تھے جس کی بدولت شرع کا علم نصیب ہوتا ہے اور وہ وحی کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ وحی کا درجہ کشف اور الہام سے بہت اونچا ہے۔ دین الٰہی کا دارومدار اسی وحی پر ہے۔ کشف و الہام اس سے ادنیٰ درجے کی چیزیں ہیں۔ ان پر دین کے اصول کا دارومدار نہیں ہوتا۔

Marfat.com

آنے کی غرض

قَالَ لَهٗ مُوْسٰی هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓی
کہا اس سے موسیٰؑ نے کیا پیچھے چلوں میں تیرے اس پر کہ
اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ
سکھائے تو مجھ کو اس میں سے کہ سکھایا گیا تو مفید بات کہا تحقیق تو
لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَكَیْفَ تَصْبِرُ
ہرگز نہ کر سکے گا میرے ساتھ صبر اور کس طرح تو صبر کرے گا
عَلٰی مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾
اس پر کہ نہیں احاطہ کیا اس کا تیری واقفیت نے

قَالَ لَهٗ مُوْسٰی هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓی
موسیٰؑ نے اس سے کہا کہ میں تیرے ساتھ رہوں اس لیے کہ
اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ
تو مجھ کو ان مفید باتوں سے کچھ سکھائے جو تجھے سکھائی گئی ہے بولا تو
لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَكَیْفَ تَصْبِرُ
میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکے گا اور تو اس چیز کو دیکھ کر جس
عَلٰی مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾
کا سمجھنا تیرے قابو کا نہیں کیوں ٹھہرے گا

تُعَلِّمَنِ (سکھائے تو مجھ کو) اصل میں تُعَلِّمُنِیْ ہے تَعَلُّمٌ سے مضارع کا صیغہ ہے بولنے میں ی گر پڑی اور لکھی بھی نہیں گئی۔ جس کے معنی ہیں مجھ کو۔

رُشْدًا (بھلائی) حاصل مصدر ہے اس کی دوسری شکل رَشَد ہے جو اسی سورت میں گذری۔ خُبْرٌ حاصل مصدر ہے جس کے معنی واقفیت واطلاع کے ہیں۔ لَمْ تُحِطْ (نہیں گھیرا تو نے) تُحِیْطُ۔ احاطہ سے مضارع کا صیغہ ہے اور اس کا مادہ ح۔و۔ط ہے جس کے معنی گھیرنا ہیں اصل میں تُحْوِطُ تھا تعلیل کے بعد اور لم داخل ہونے سے تُحِطْ ہو گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ جو خاص علم اللہ عزوجل نے آپ کو عطا فرمایا ہے اس میں سے کچھ میں بھی حاصل کروں۔

جب خضر علیہ السلام نے کہا کہ آپ میرے ساتھ صبر سے نہ ٹھہر سکیں گے مجھے تو خاص موقعہ پر اللہ تعالیٰ کے الہام سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ جو کام اس وقت ہو رہا ہے اس کا انجام کیا ہوگا۔ اور اس وقت اگر انجام بُرا نظر آتا ہے۔ تو بعض وقت اللہ کے حکم سے ایسا کام مجھے کرنا پڑتا ہے جس سے وہ برائی رک جائے۔ اگرچہ وہ کام قانون شرع کے مطابق نہ ہو۔ بلکہ بظاہر جرم ہو۔ آپ جیسا اصولِ شرع کا ماہر ایسے کام کو صبر اور تحمّل کے ساتھ کیسے برداشت کر سکتا ہے وہ قانون شرع کے مطابق اس سے ضرور روکے گا۔

Marfat.com

ہمراہی کی شرط

قَالَ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا
کہا پائے گا تو مجھ کو اگر چاہا اللہ نے صبر کرنے والا
وَّلَاۤ اَعْصِیْ لَكَ اَمْرًا (۶۹) قَالَ فَاِنِ
اور نہ نافرمانی کروں گا تیرے کسی حکم کی کہا پس اگر
اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْـَٔلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰۤی
میرے پیچھے چلتا ہے تو مت پوچھنا مجھ سے کوئی چیز یہاں تک کہ
اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا (۷۰)
کروں میں تیرے سامنے اس کی بابت کوئی ذکر

قَالَ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا
کہا اگر چاہا اللہ نے تو تُو مجھ کو ٹھیرنے والا پائے گا
وَّلَاۤ اَعْصِیْ لَكَ اَمْرًا (۶۹) قَالَ فَاِنِ
اور نہ تیرا کوئی حکم نہ ٹالوں گا بولا پھر اگر
اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْـَٔلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰۤی
میرے ساتھ رہنا ہے تو مجھ سے کوئی چیز مت پوچھنا جب تک کہ میں
اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا (۷۰) ع ۹ ۲۱
تیرے آگے اس کا ذکر نہ شروع کر دوں

خضر علیہ السلام کی باتیں سُن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نیا علم سیکھنے کی خاطر ان کے ساتھ رہنے کے لیے ان کی شرط منظور کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ لیکن ساتھ ہی انشاء اللہ کہہ لیا تاکہ اللہ کی مدد شامل حال ہو اور صریح وعدہ خلافی کا الزام نہ عاید ہو فرمایا کہ مجھے آپ انشاء اللہ صبر کرنے والا پائیں گے۔ میں آپ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کروں گا۔ اس وقت حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ اس کے بعد مجھے تمہارے ساتھ رکھنے پر اعتراض نہیں ہے۔ فقط اس کا خیال رکھنا کہ اگر میرے ساتھ رہنے کا ارادہ ہے۔ تو جو کچھ میں کروں چپ چاپ دیکھتے رہنا میرے فعل پر اعتراض نہ کرنا اور نہ مجھ سے یہ پوچھنا کہ یہ کیوں کیا۔ جب تک میں خود اس کا ذکر نہ چھیڑوں اور خود اس کی بات چیت کرنی شروع نہ کروں۔

اس تمام قصّہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شرع کا قانون کسی ولی یا کسی خاص الہام کا پابند نہیں ہوتا بلکہ ان اصولوں کا پابند ہوتا ہے جو وحی کے ذریعے اللہ عزوجل نے اپنے رسولوں پر نازل کیے اور نہ قانون شرع اس بنا پر کسی کے ساتھ رعایت کرے گا کہ وہ بھیدوں اور اندرونی رازوں کے جاننے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کو چھوڑ دینا چاہیئے۔

بعض لوگ جو شریعت کی حرام کی ہوئی چیزیں کھلم کھلا کرنے لگتے ہیں اور کوئی منع کرے تو جواب دیتے ہیں۔ کہ ہم تم سے زیادہ اسرار سے واقف ہیں۔ ان کی یہ حجّت نہ مانی جائے گی اور انہیں قانون کی خلاف ورزی کی سزا دی جائے گی۔ جب تک کہ شہادت سے ان کا بری ہونا ثابت نہ ہو جائے ؛

Marfat.com

پہلا واقعہ

فَانْطَلَقَاقفۃ حَتّٰیٓ اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ

پس چلے وہ دونوں یہاں تک کہ جب سوار ہوئے کشتی میں

خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ

تو سوراخ کر دیا اس میں کہا موسٰی نے کیا تونے اس میں سوراخ کر دیا کہ ڈبو دے

اَهْلَهَا ج لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا (۷۱) قَالَ اَلَمْ

کشتی والوں کو البتہ تحقیق آیا تو ایک شے عجیب تک بولا کیا نہیں

اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا (۷۲)

کہا تھا میں نے کہ تو ہرگز نہ کر سکے گا میرے ساتھ صبر

فَانْطَلَقَاقفۃ حَتّٰیٓ اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی پر چڑھے

خَرَقَهَا ط قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ

اس کو توڑ ڈالا۔ موسٰی بولا کیا تونے اس میں چھید کر ڈالا تا کہ اس کے لوگوں

اَهْلَهَا ج لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا (۷۱) قَالَ اَلَمْ

کو ڈبو دے البتہ تو نے ایک عجیب بات کی بولا میں نے

اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا (۷۲)

نہ کہا تھا کہ تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکے گا

اِمْرٌ: (انوکھی، عجیب بات) اس کا مادہ وہی ا م ر ہے جس سے اَمْرٌ بنا ہے۔ اَمْرٌ کے معنی حکم، واقعہ، حالت، بات وغیرہ بہت سے ہیں۔ اِمْرٌ غیر معمولی بات۔

اب یہ دونوں مل کر آگے چلے۔ چلتے چلتے راستہ میں ایک دریا آگیا۔ اس کے پار جانے کے لیے دونوں ایک کشتی میں سوار ہوگئے۔ کشتی والے حضرت خضر علیہ السلام کو جانتے تھے۔ انہوں نے ان سے کشتی کا کرایہ بھی طلب نہ کیا۔ یوں ہی بٹھا لیا۔ جب کشتی کنارے پہ پہنچ گئی۔ تو یہ دونوں اس سے نیچے اترے۔ لیکن اُترتے اُترتے حضرت خضر علیہ السلام نے کلہاڑی سنبھال کر اس کے پیندے کا ایک تختہ نکال لیا جس سے اس کے اندر بڑا سارا سوراخ پیدا ہوگیا اور کشتی پانی پر چلنے کے قابل نہ رہی۔ کیوں کہ اس میں پانی بھرنے لگا۔ کشتی والے نے ان پہ احسان کیا تھا کہ انہیں مفت کشتی میں بٹھا لیا تھا۔ بجائے اس کے کہ اس کا احسان مانتے الٹا اس کا اور نقصان کر دیا۔

موسٰی علیہ السلام یہ دیکھ کر بے تاب ہوگئے اور کہا کہ یہ تو تم سے عجیب بات سرزد ہوئی۔ جس کا اللہ کے مقرر کیے ہوئے قانون سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ کشتی والا غریب کمائی سے بھی گیا۔ یہ تم نے کیا کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام سنتے رہے۔ سمجھ رہے تھے کہ ان کا یہ سرزنش کرنا بجا ہے۔ سب کچھ سُن کر بولے کہ میں نے نہ کہا تھا۔ کہ تم میرے ساتھ چپ چاپ صبر سے نہ رہ سکو گے۔

Marfat.com

دُوسرا مرحلہ

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي
موسیٰ نے کہا مت پکڑ مجھ کو میری بھول پر اور نہ ڈال مجھ پر
مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ﴿۷۳﴾ فَانْطَلَقَا وقف حَتَّىٰ
میرے کام میں مشکل پھر دونوں چلے یہاں تک
إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ لا قَالَ أَقَتَلْتَ
جب وہ دونوں ملے ایک لڑکے سے پس اسے مار ڈالا کہا کیا قتل کر دیا تو نے
نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ ط لَقَدْ جِئْتَ
ایک جان ستھری کو بغیر عوض جان کے البتہ تحقیق آیا تو
شَيْئًا نُكْرًا ﴿۷۴﴾
ایک شے بے جا کے پاس

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي
کہا مجھ کو میری بھول پر نہ پکڑ اور مجھ کو میرے کام
مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ﴿۷۳﴾ فَانْطَلَقَا وقف حَتَّىٰ
میں مشکل مت ڈال پھر دونوں چلے یہاں تک کہ
إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ لا قَالَ أَقَتَلْتَ
جب ایک لڑکے سے ملے تو اس کو مار ڈالا موسیٰ بولے کیا تو نے
نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ ط لَقَدْ جِئْتَ
ایک ستھری جان مار ڈالی بغیر کسی جان کے بدلے۔ بے شک تو نے
شَيْئًا نُكْرًا ﴿۷۴﴾
ایک بے جا حرکت کی

لَا تُرْهِقْ: (مت ڈال) نہی کا صیغہ ہے اِرْہَاق سے جس کا مادہ ر۔ ہ۔ ق ہے۔ ڈھکنا۔ اوڑھنا۔ اِرْہَاق۔ ڈھانکنا۔ اوڑھانا۔
زَكِيَّةً: (پاک صاف) صفت کا صیغہ ہے ز۔ ک۔ و سے۔ اسی سے زکات بنا ہے جس کے معنی پاکیزگی کے ہیں۔ زکیّہ۔ پاکیزہ۔ ستھرا
نُكْرًا: (قاعدہ کے خلاف) مصدر ہے جو صفت کے طور پر مستعمل ہے۔ وہ چیز جو عرف کے خلاف ہو۔ عرف جس کو سب اچھا کہیں نُکر جسے بُرا کہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے۔ ہاں مجھ سے واقعی بھول ہوئی۔ مجھے صبر و تحمل سے حسب وعدہ کام لینا چاہیئے تھا۔ واقعی یہ تمہارے ساتھ رہنے کا کام جو میں نے اپنے ذمّہ لیا ہے آسان نہیں لیکن آپ نے اگر میرے ساتھ کچھ رعایت نہ کی۔ تو یہ اور بھی مشکل ہو جائے گا۔ مہربانی کر کے اس کام کو میرے لیے زیادہ مشکل نہ بنائیے اور درگذر سے کام لیجیے۔

خیر حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عذر قبول کیا اور پھر دونوں آگے چلے۔ اب کے پہلے سے بھی زیادہ جوش دلانے والا واقعہ پیش آیا۔ ایک بستی کے قریب سے گذرے اُس کے قریب کچھ لڑکے کھیل رہے تھے حضرت خضرؑ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ان میں سے ایک لڑکے کو پکڑ کر اطمینان کے ساتھ ذبح کر ڈالا۔ حضرت موسیٰؑ بول اٹھے کہ اس کا مار ڈالنا تو عقل نقل دونوں کے خلاف ہے۔ یہ تم نے کیا کیا۔ حضرت خضرؑ یہ سب کچھ سنتے رہے۔ جواب میں جو کچھ کہا۔ اس کا ذکر آتا ہے :۔

Marfat.com

دوبارہ یاد دہانی

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ

خضر نے کہا کیا نہیں کہا تھا میں نے تجھ سے کہ تو ہرگز

تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنْ

نہ کر سکے گا میرے ساتھ صبر موسیٰؑ نے کہا اگر

سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ ۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ

پوچھوں میں تجھ سے کوئی چیز اس کے بعد پس نہ ساتھ رکھنا مجھ کو

قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾

تحقیق پہنچ گیا تو میری جانب سے عذر کو

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ

بولا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تو میرے ساتھ

تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنْ

نہ ٹھہر سکے گا کہا اگر اس کے

سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ ۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ

بعد تجھ سے کوئی چیز پوچھوں تو مجھ کو ساتھ نہ رکھنا

قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾

تو میری طرف سے الزام اتار چکا

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک بے گناہ لڑکے کو اپنے سامنے قتل ہوتے دیکھ کر نہ رہا گیا اور بے اختیار کہہ اٹھے کہ یہ تو تم نے عقل، نقل، رسم و رواج سب کے خلاف کام کیا۔ تو حضرت خضر علیہ السلام نے پھر وہی بات یاد دلائی۔ کہ تم نے وعدہ کیا تھا کہ میں چپ چاپ ساتھ رہوں گا۔ اور کسی کام کی بابت نہ کچھ کہوں گا اور نہ اس کی وجہ پوچھوں گا۔ یاد دلانے کے لیے الفاظ وہی دہرائے جو پہلے کہے تھے۔ فقط ایک لَكَ (تم سے) کا لفظ بڑھا دیا اور کہا میں نے تم سے نہ کہا تھا۔ کہ تم میرے کاموں کو دیکھ کر چپ نہیں رہ سکتے۔ لَكَ (تم سے) کا لفظ بڑھا دینے سے کلام کا زور زیادہ ہو گیا۔ یعنی جس سے میں نے کہا تھا، وہ تم ہی تھے، کوئی اور نہیں تھا۔ یہ پہلے سے زیادہ زوردار جملہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا وعدہ تو یاد آیا ہی۔ لیکن ساتھ ہی طرز کلام سے یہ بھی سمجھ گئے کہ میرا بول اٹھنا، ہر دفعہ بھول کے عذر سے قابل معافی قرار نہ دیا جائے گا۔ ناچار انہیں بجائے واقعی عذر کے جو اس وقت بھی بھول ہی تھی، کہنا پڑا کہ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اب کے آپ اور معاف کر دیں۔ اس کے بعد اگر میں بولوں۔ تو پھر آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں۔ اور میں ابھی سے کہے دیتا ہوں۔ کہ مجھے اس کی آپ سے کوئی شکایت نہ ہو گی۔ میں مانتا ہوں کہ آپ مجھے دو مرتبہ معاف کر کے تیسری مرتبہ مجھے اپنے پاس سے رخصت کر دینے میں حق بجانب ہوں گے۔ اور آپ کے پاس ایسا کرنے کی قوی وجہ ہو گی۔ جس کو میں پہلے ہی تسلیم کیے لیتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت خضر علیہ السلام خاموش ہو گئے ؎

Marfat.com

تیسرا مرحلہ

فَانْطَلَقَا وقف حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب وہ آگئے ایک گاؤں والوں کے پاس

اِسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا

کھانا طلب کیا۔ گاؤں والوں سے پس انکار کیا انہوں نے کہ مہمانی کریں ان کی

فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ

پھر پایا ان دونوں نے اس میں ایک دیوار جو چاہتی تھی کہ

يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ

گر پڑے پس اسے درست کر دیا کہا موسیٰ نے اگر تو چاہتا

لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾

البتہ لے لیتا اس پر اجرت

فَانْطَلَقَا وقف حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں کے لوگوں تک پہنچے

اِسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا

تو ان سے کھانا طلب کیا انھوں نے نہ مانا کہ ان کو مہمان رکھیں

فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ

پھر وہاں ایک دیوار پائی جو گرا چاہتی تھی اس کو

يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ

سیدھا کر دیا۔ موسیٰؑ نے کہا اگر تو چاہتا

لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾

تو اس پر مزدوری لے لیتا

اَنْ يُّضَيِّفُوْا (کہ مہمان بنائیں) مضارع کا صیغہ ہے تَضْيِيْفٌ سے۔ اصل میں يُضَيِّفُوْنَ تھا۔ اَنْ کی وجہ سے نون گر پڑا۔ اس کا مادہ ض ی۔ف ہے ضَيْف کے معنی مہمان تَضْيِيْفٌ۔ مہمان بنانا۔ مہمان کی طرح خاطرداری کرنا۔ کھلانا پلانا ۔۔۔۔۔ پھر آگے چلے اور ایک گاؤں میں پہنچے۔ وہاں کے لوگوں نے حضرت خضر علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے تھکے ماندے قافلے کو کھانا کھلانے سے صاف انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے منہ سے اپنی ضرورت خود ظاہر کی۔ تب بھی انہیں توجہ نہ ہوئی۔ یہ خوب ظاہر ہو گیا۔ کہ گاؤں والے ہرگز اس کے مستحق نہیں۔ کہ ان کے ساتھ کوئی ہمدردی کی جائے۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام ان کے گاؤں میں ایک دیوار کو دیکھ کہ اب گرنے ہی والی ہے اس کے پاس رُک گئے اور اس کی مرمّت میں مشغول ہو گئے۔ اور جب تک مضبوط ہو کر دوبارہ سیدھی نہ کھڑی ہو گئی۔ برابر کام کرتے رہے۔ یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعجّب کی انتہا نہ رہی۔ اپنے نیک بخت محسن کشتی والے سے تو یہ سلوک کہ اترتے وقت اس کی کشتی ہی توڑ دی۔ اور ان بداخلاق گاؤں والوں کی بےرُخی اور بےمروّتی کا یہ صلہ کہ ان کی گرتی ہوئی دیوار مفت بنا دی۔ بے اختیار منہ سے نکل گیا۔ کہ یہ بے مروّت لوگ تو ہرگز اس احسان کے مستحق نہ تھے جو تم نے ان کے ساتھ کیا۔ کم از کم ان سے اپنے کام کی مزدوری تو وصول کرنی چاہیئے تھی اب تو انہیں اس کا ذرا بھی احساس نہ ہو گا کہ ان کی بے مروّتی کوئی بےجا حرکت

Marfat.com

خضرؑ اور موسیٰؑ کی جدائی

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَ بَیْنِكَ ۚ
خضر نے کہا یہ جدائی ہے میرے اور تیرے بیچ
سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِیْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ
بتائے دیتا ہوں تجھے حقیقت اس کی کہ نہ کر سکا تو
عَّلَیْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾
اس پر صبر

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِكَ ۚ
کہا اب جدائی ہے میرے اور تیرے بیچ میں
سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِیْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ
تجھے ان باتوں کی حقیقت بتائے دیتا ہوں جن
عَّلَیْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾
پر تو صبر نہ کر سکا

تَاْوِیْل: آخری مطلب اس سے مراد ہے کسی کام یا بات کا انتہائی مطلب اور مقصد۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس تیسرے مرحلے میں بھی بولے بغیر نہ رہا گیا۔ تو خود انہی کی پیش کی ہوئی شرط کے مطابق حضرت خضر علیہ السلام نے ان سے کہا۔ کہ بس اب آپ کی میرے ساتھ مصاحبت ختم ہوئی۔ اب آپ میرے ہمراہ خود اپنے پیش کیے ہوئے قول و قرار کے مطابق بھی نہیں رہ سکتے۔ لہٰذا خدا حافظ۔ لیکن جانے سے پہلے میں آپ کو ان باتوں کی اصلی غرض اور ان کاموں کے کرنے کا انتہائی مقصد بتائے دیتا ہوں۔ جن کو آپ صبر و تحمل کے ساتھ نہ دیکھ سکے۔

اس کے آگے کی آیتوں میں حضرت خضر علیہ السلام اپنے ان کاموں کی وجہ بتاتے ہیں۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہنے کے زمانے میں انہوں نے کیے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اللہ عزوجل نے اپنی خاص خاص حکمتوں کی بنا پر حضرت خضر علیہ السلام کو ان کاموں کے کرنے کا حکم دیا۔

انہوں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کیا۔ اگر وہ ان میں سے کوئی کام بھی اپنی خواہش اور نفسانی جذبات کے تحت کرتے تو وہ اللہ عزوجل کے سامنے گنہگار ٹھہرتے۔ اب تو ان کی حیثیت فقط ایک واسطہ اور ذریعہ کی تھی۔ اگر وہ چاہتا تو کشتی کو کسی حادثہ سے بے کار کر دیتا۔ لڑکے کو کسی اور آفت کے ذریعے ہلاک کر دیتا۔ دیوار کی مرمت کا کام کسی اور سے لے لیتا۔ لیکن اس نے کسی اور سبب کے بجائے حضرت خضر علیہ السلام ہی کو ان کے ہونے کا سبب بنایا اور انہیں ان کی حکمت سے بھی مطلع کر دیا۔ اور ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کاموں کو اپنے سامنے ہوتے ہوئے دیکھنے کے لیے بھیج دیا۔

Marfat.com

کشتی کا واقعہ

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ
رہی کشتی کا حال یہ ہے کہ وہ تھی چند مسکینوں کی جو کام کرتے تھے
فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ
دریا میں پس میں نے چاہا کہ عیب دار کردوں اس کو اور تھا
وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ
ان سے کچھ فاصلہ پر ایک بادشاہ جو لیتا تھا ہر کشتی کو
غَصْبًا (۷۹)
زبردستی چھین کر

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ
وہ جو کشتی تھی سو چند محتاجوں کی تھی جو دریا میں
فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ
محنت کرتے تھے سو میں نے چاہا کہ اس میں عیب ڈال دوں
وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ
اور ان کے پرے ایک بادشاہ تھا جو ہر کشتی کو
غَصْبًا (۷۹)
چھین کر لے جاتا تھا

وَرَآءَ: ادھر۔ فاصلہ پر آگے پیچھے کسی طرف۔ آگے چل کر مراد یہ ہے کہ جس طرف کشتی جا رہی تھی۔ اس طرف تھوڑی دور آگے ایک ظالم بادشاہ تھا، جو اچھی کشتی دیکھ کر چھین لیتا تھا یا بیگار میں پکڑ لیتا تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ اسباب جمع ہونے کے بعد بھی کوئی کام اس وقت ہوتا ہے۔ جب اللہ عز و جل اس کے ہونے کی اجازت دے ورنہ وہ نہیں ہوتا۔ ایسی حالت میں اس کا روکنے والا بعض دفعہ کوئی ظاہری ذریعہ ہوتا ہے بعض دفعہ کوئی خفیہ طاقت یہاں کشتی کو ظالم بادشاہ سے بچانے کے لیے حضرت خضر علیہ السلام کو واسطہ بنایا گیا۔ اس آیت میں حضرت خضر علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہہ رہے ہیں۔ کہ اللہ کو منظور تھا۔ کہ یہ کشتی میرے ہاتھ سے تھوڑی سی توڑ دی جائے تاکہ وہ ظالم بادشاہ کے ہاتھ سے محفوظ رہے اور چند غریب لوگوں کی کمائی کا ذریعہ اُن کے ہاتھ سے ہمیشہ کے لیے نہ نکل جائے۔

حضرت خضرؑ کہہ رہے ہیں کہ کشتی چند محنت کرنے والوں کی تھی جو اسے دریا میں چلا کر مسافروں سے کرایہ وصول کر کے اپنا کام چلاتے تھے۔ میں نے اترتے وقت اس کا ایک تختہ توڑ دیا۔ کیونکہ اگر وہ بے عیب ہوتی۔ تو تھوڑی دُور آگے بڑھ کر اس کو ایک ظالم بادشاہ چھین لیتا جس نے ہر وہ کشتی جو کام کے قابل ہو چھین لینے کے لیے اپنے مرد دریا کے کنارے لگا رکھے تھے۔

Marfat.com

لڑکے کا قتل

وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ
اور رہا لڑکا سو تھے ماں باپ اس کے ایمان والے
فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ﴿٨٠﴾
پس ڈرے ہم کہ ڈھانک لے ان کو سرکشی اور کفر میں
فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ
پس چاہا ہم نے کہ بدلہ دے ان دونوں کو ان دونوں کا رب بہتر اس سے
زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾
پاکیزگی کے لحاظ سے اور زیادہ قریب ان سے ازروئے شفقت

وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ
اور وہ جو لڑکا تھا سو اس کے ماں باپ ایمان والے تھے
فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ﴿٨٠﴾
سو ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ انہیں سرکشی اور کفر کر کے عاجز نہ کر دے
فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ
پھر ہم نے چاہا کہ انہیں ان کا رب اس سے بہتر بدلہ دے
زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾
پاکیزگی اور نزدیک تر شفقت میں

يُرْهِقَ ڈھانک لے، مضارع کا صیغہ ہے۔ اِرْهَاق سے جس کا مادہ ر۔ ہ۔ ق ہے۔ اس سے نہی کا صیغہ لَا تُرْهِقْ ابھی اس سے پہلے سبق میں گذرا ہے۔

رُحْمٌ: محبت، شفقت، یہ رَحْمَةٌ کا حاصل مصدر ہے یعنی وہ برتاؤ جو رحمت کی وجہ سے کیا جائے۔

ارشاد ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ اس لڑکے کا قصّہ یہ تھا کہ اس کے ماں باپ دونوں بڑے نیک بخت تھے۔ اللہ عزوجل پر ایمان رکھتے تھے اور اس کی عبادت گذار تھے۔ ان کے ہاں یہ لڑکا پیدا ہوا جس کی بابت اللہ عزوجل کی طرف سے مجھے الہام ہوا کہ بڑے ہو کر اس لڑکے کے عادات و اطوار اچھے نہیں ہوں گے۔ ماں باپ اس کی کرتوتوں کی وجہ سے بہت دق ہوں گے۔ اس لیے اس لڑکے کے جینے سے اس کا مرنا بہتر ہے۔ اس وقت اس کے مرجانے سے اس کے ماں باپ کو صدمہ تو پہنچے گا۔ لیکن یہ صدمہ اس ساری عمر کی کوفت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں جو اس کے زندہ رہنے کی وجہ سے انہیں اٹھانی پڑے گی۔ اس بنا پر مجھے حکم ہوا۔ کہ اس لڑکے کو اسی وقت مار ڈالو۔ اور الہام ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے ماں باپ کو اور نیک بخت اولاد دیگا۔ جو عادات و اخلاق کی پاکیزگی میں اس سے کہیں بہتر اور برتر ہوگی اور اطاعت اور فرمانبرداری کر کے ان کا کلیجہ ٹھنڈا کرے گی۔ یہ اس کے قتل میں ویسا ہی بے گناہ ہوں جیسے کوئی اور حادثہ ہوتا۔ یہاں سے یہ سبق ملتا ہے کہ آدمی اپنے کسی عزیز اور قریبی کے مرنے پر یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کی اس میں کوئی حکمت ہے۔ اس لیے زیادہ شور اور فریاد نہ کرے ؎

Marfat.com

دیوار کی درستی

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ
اور رہی دیوار سو وہ تھی دو لڑکوں کی۔ جو دونوں یتیم تھے
فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ
اس شہر میں اور تھا اس کے نیچے خزانہ ان دونوں کا اور تھا
اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ
باپ ان دونوں کا نیک پس ارادہ کیا تیرے رب نے کہ پہنچیں وہ
اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً
اپنی جوانی کو اور نکالیں وہ دونوں اپنا خزانہ مہربانی سے
مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِىْ ؕ ذٰلِكَ
تیرے رب کی اور نہیں کیا میں نے یہ حکم سے اپنے یہ ہے
تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ؕ﴿۸۲﴾ ع
اصل حقیقت اس کی کہ نہ کر سکا تو اس پر صبر

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ
اور وہ جو دیوار تھی سو وہ اس شہر میں دو یتیم لڑکوں کی تھی
فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ
اور ان کے نیچے ان کا مال گڑا تھا اور ان کا
اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ
باپ نیک آدمی تھا پھر تیرے رب نے چاہا کہ وہ
اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً
جوان ہوں اور اپنا گڑا ہوا مال نکالیں تیرے رب کی
مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِىْ ؕ ذٰلِكَ
مہربانی سے اور میں نے یہ اپنے حکم سے نہیں کیا۔ یہ ہے
تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ؕ﴿۸۲﴾ ع ۱۲
ان چیزوں کی حقیقت جن پر تو صبر نہ کر سکا

اس آیت میں حضرت خضر علیہ السلام تیسرے واقعہ کی وجہ بیان کرتے ہیں۔ کہ اس دیوار کو میں نے مرمت کرکے گرنے سے اس لیے بچا لیا۔ کہ اگر یہ گر پڑی تو گاؤں والا کوئی اس کی خبر نہ لے گا اور وہ رفتہ رفتہ مٹ جائے گی اور اس کی جگہ بھی کسی کے یاد نہ رہے گی۔ حالانکہ اس کا یاد رکھنا ضروری ہے۔ کیوں کہ اس کے نیچے ایک خزانہ گڑا ہوا ہے۔ اور وہ اسی گاؤں کے دو یتیم بچّوں کا ہے۔ جن کا باپ ایک نیک آدمی اور اپنے گھر والوں کا خیال رکھنے والا تھا۔ اس نے اپنی اولاد کے لیے اپنا اندوختہ اس دیوار کے نیچے گاڑ دیا کہ بڑے ہو کر ان کے کام آئے گا۔ یہ دونوں بچّے بھی کم سن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم اور حکمت سے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ یہ بخیر و خوبی پل کر جوان ہوں گے اور اس خزانہ کا پتہ پا کر اسے اپنے استعمال کے لیے نکال لیں گے اور اسے کام میں لائیں گے۔ یہ اللہ عزوجل کی جو میرا اور سب کا رب ہے ان پر رحمت ہے۔

Marfat.com

ذوالقرنین کا حال

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا
اور سوال کرتے ہیں تجھ سے ذوالقرنین کی بابت کہہ پڑھتا ہوں میں
عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿۸۳﴾ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ
تم پر اس کا کچھ حال تحقیق ہم نے جمایا اس کو
فِي الْاَرْضِ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
زمین میں اور دیا ہم نے اسے ہر چیز کا
سَبَبًا ﴿۸۴﴾ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۵﴾
سامان پس پیچھے پڑا وہ ایک سامان کے

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا
اور تجھ سے ذوالقرنین کی بابت پوچھتے ہیں کہہ اب میں تمہارے
عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿۸۳﴾ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ
سامنے اس کا کچھ احوال پڑھتا ہوں ہم نے اسے
فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
ملک میں جمایا تھا اور اس کو ہر چیز کا
سَبَبًا ﴿۸۴﴾ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۵﴾
سامان دیا تھا سو وہ ایک سامان کے پیچھے پڑا

ذوالقرنین: ذو قرن والا قرن کے بہت سے معنی ہیں صدی، زمانہ، سینگ وغیرہ یہاں اس سے مراد وہ بات صفت یا علامت ہے جو اس کے ساتھ مخصوص تھیں۔ ذوالقرنین پرانے زمانہ میں اللہ کا ایک بندہ تھا جس کی سب تعظیم کرتے تھے اور اس کی فرمانبرداری پر فوراً آمادہ ہو جاتے تھے اسی لیے اس کو اتنی قوت حاصل تھی کہ جو وہ کرنا چاہتا تھا۔ اس کا سامان آسانی کے ساتھ میسّر ہو جاتا تھا۔ اکثر کی رائے یہی ہے کہ تاریخی زمانے سے پہلے کا ایک بادشاہ تھا۔ اور چونکہ اس زمانے میں دنیا کی آبادی دور دور تک بکھری ہوئی تھی اسے شوق ہوا کہ زمین کی سیاحت کرے اور جہاں کے لوگ کسی قسم کی مدد کے محتاج ہوں انہیں حتی المقدور مدد پہنچائے اور اگر وہ غلط راستہ پر چل رہے ہوں تو انہیں سیدھے راستہ پر ڈالے۔ مَكَّنَّا: ہم نے اسے حاکم بنایا (ماضی کا صیغہ ہے تمکین سے جس کا مادہ م ک ن ہے مَکَانٌ جگہ، مرتبہ مقام وغیرہ تمکین مرتبہ عطا کرنا۔ سَبَبٌ (سامان) اس سے مراد کام کرنے کا ذریعہ اور سامان ہے یعنی اس کو کام کرنے کے ذرائع بآسانی ہاتھ لگ جاتے تھے۔

ارشاد ہے کہ یہ ذوالقرنین کی بابت پوچھتے ہیں۔ ان کو یہ بتا دو کہ وہ اپنے زمانے کا ایک صاحب اقتدار شخص تھا' اور ہم نے اسے ایک ملک کا بادشاہ بنایا تھا۔ اور اس کے لیے ہر چیز کے کرنے کے کچھ نہ کچھ سامان مہیّا کر دیئے تھے پھر اس نے مختلف زمانوں میں مختلف کاموں کے کرنے کے ذریعے اکٹھے کیے اور جس کام کے ذریعے مکمل ہو گئے۔ اس کام کو کر ڈالا۔ ظاہر بات ہے کہ اس کے اچھے کاموں کا ذکر دوسروں کے لیے سبق آموز ہے اور وہ سبق یہ ہے کہ جس کو قدرت حاصل ہو وہ اسے اچھے کاموں میں صرف کرے اس کے لیے یہ جاننا کہ یہ شخص کون تھا اور کہاں تھا زیادہ ضروری نہیں۔

Marfat.com

مغرب کا سفر

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا

یہاں تک کہ جب پہنچا وہ ڈوبنے کی جگہ سورج کی پایا اس کو

تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًاؕ

کہ ڈوبتا ہے ایک چشمہ میں کالی کیچڑ کے اور پایا اس کے پاس ایک قوم کو

قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ

کہا ہم نے اے ذوالقرنین یا یہ کہ عذاب دے تو ان کو اور یا

اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾

یہ کہ اختیار کرے ان کے بارے میں اچھا سلوک

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا

یہاں تک کہ جب سورج ڈوبنے کی جگہ پر پہنچا دیکھا کہ وہ

تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًاؕ

ایک دلدل کی سیاہ ندی میں ڈوبتا ہے اور اس کے پاس ایک قوم کو پایا

قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ

ہم نے کہا اے ذوالقرنین یا تو ان لوگوں کو تکلیف دے اور

اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾

یا ان کے بارے میں حسن سلوک اختیار کر

حَمِئَةٍ: دلدل، کیچڑ۔ یہ صفت کا صیغہ ہے جو ح۔م۔ء سے بنا ہے۔ اسی سے بنا ہوا اسم حَمَاٍ سورۃ الحجر میں گذرا۔

ذوالقرنین ایک دفعہ خوب ساز و سامان لے کر اس ارادے سے نکلا کہ دیکھے زمین کہیں ختم بھی ہوتی ہے یا نہیں۔ مغرب کا رُخ کیا اور سفر طے کرنا شروع کیا۔ چلتے چلتے آخر ایک ایسی جگہ پہنچ گیا۔ کہ آگے حدِ نظر تک دلدل ہی دلدل تھی۔ نہ پیدل کا راستہ تھا۔ نہ سواری کا۔ کشتی بھی ایسی جگہ نہ چل سکتی تھی۔ آخر ٹھیر گیا۔ سورج غروب ہو گیا تو ایسا نظر آیا۔ کہ اسی دلدل میں ڈوب رہا ہے۔ اِدھر اُدھر نظر کی۔ قریب ہی ایک بستی نظر آئی۔ دیکھا کہ اللہ کی ایک مخلوق اس دور دراز ملک میں سب سے الگ بس رہی ہے۔

ذوالقرنین نے دیکھا کہ یہ لوگ غفلت میں اپنی عمریں بسر کر رہے ہیں۔ میں ان کو قتل کر کے ان کے پاس جو کچھ ہے سب پر قبضہ کر سکتا ہوں اور یہ بھی کر سکتا ہوں کہ ان کو انتظام سے رہنا سکھاؤں۔ عدل و انصاف کے گُر بتاؤں اور ایمان کا راستہ دکھا کر ان کی عاقبت درست کروں یہ دونوں خیال اللہ عزوجل نے اس کے دل میں ڈالے اور اسے بتایا۔ کہ ایک قوّت اور اختیار والا شخص کمزوروں کے ساتھ یہ دونوں برتاؤ کر سکتا ہے۔ وہ اپنی طاقت کام میں لا کر ان کو دُکھ اور تکلیف بھی پہنچا سکتا ہے۔ اور ان کے ساتھ ہمدردی کر کے ان کے اوپر احسان اور عنایات کی بوچھاڑ بھی کر سکتا ہے۔ اب تو جو چاہے ان کے ساتھ سلوک کر۔ اسی میں تیرا امتحان ہے ؂

Marfat.com

ذوالقرنین کا فیصلہ

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ
کہا بات یہ ہے کہ جس نے ظلم کیا تو جلد ہم اسے سزا دیں گے
ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا
پھر لوٹایا جائے گا وہ اپنے رب کی طرف پھر وہ عذاب دے گا عذاب
نُّكْرًا ﴿۸۷﴾ وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا
بُرا اور یہ کہ جو ایمان لایا اور کیا بھلا
فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ
پس اس کے لیے بدلہ ہیں بھلائی ہے اور ہم حکم کریں گے اس کو
مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۸﴾
اپنے کام میں نرمی سے

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ
بولا جو کوئی بے انصاف ہوگا سو اس کو ہم سزا دیں گے
ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا
پھر وہ اپنے رب کے پاس لوٹ جائے گا وہ اس کو بُرا
نُّكْرًا ﴿۸۷﴾ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا
عذاب دے گا اور جو کوئی یقین لایا اور بھلا کام کیا
فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ
سو اس کا بدلہ بھلائی ہے اور ہم اس کے ساتھ اپنے
مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۸﴾
احکام میں نرمی کریں گے

ارشاد ہے کہ اس نے کہا یقیناً میرا راستہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ جو غلط راہ پر چلے دوسروں پر زیادتی کرے اور انہیں ناحق ستائے اسے اللہ تعالیٰ کے اٹل قانون کے مطابق دنیا میں سزا دوں۔ پھر جب وہ ایک دن اللہ عزوجل کے دربار میں حاضر ہوگا۔ وہ اس کے سارے اعمال کا حساب لے گا اور ظالم کو ایسا عذاب دے گا۔ کہ دُنیا میں اس کا تصور نہیں ہوسکتا۔

اور جو صحیح راستہ پر چلے اللہ عزوجل پر ایمان رکھتا ہو اور نیک کام کرے۔ اس کی جزا انصاف کی رُو سے اچھی ہونی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس جب وہ جائے گا۔ وہ اپنے کرم سے اسے نہال اور مالا مال کر دے گا۔ لیکن دُنیا میں بھی وہ ہماری طرف سے نیک سلوک کا مستحق ہے۔ اس کے ساتھ ہمیں لطف اور مہربانی کا برتاؤ کرنا چاہیئے اور اس کے اوپر خواہ مخواہ کے بوجھ ڈال کر اسے پریشان نہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ وہ بہ اطمینان نیک کاموں میں لگا رہے۔ اور دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور احسان کرتا رہے۔ اس واقعہ سے ہمیں یہ سکھانا مقصود ہے کہ با اختیار لوگوں کو چاہیئے بُروں کو دبائیں اور اچھوں کی مدد کریں تاکہ دُنیا میں امن قائم رہے۔

Marfat.com

مشرق کا سفر

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ
پھر ایک دوسری راہ پر ہولیا یہاں تک کہ جب پہنچا وہ نکلنے کی جگہ
الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ
سورج کی پایا اس کو کہ نکلتا ہے ایک ایسی قوم پر کہ نہیں کیا ہم نے
لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ
ان کے لیے اس کے آگے کوئی پردہ اسی طرح ہے بات اور تحقیق
اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾
ہم نے گھیر لیا جو کچھ اس کے پاس ہے اپنے علم میں

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ
پھر ایک دوسری راہ پر ہولیا یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ
الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ
پر پہنچا تو اس کو پایا کہ ایک ایسی قوم پر نکلتا ہے کہ ہم نے ان کے لیے
لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ
آفتاب کے آگے کوئی حجاب نہیں بنایا۔ یونہی ہے اور ہمارے قابو
اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾
میں اس کے پاس کی خبر آچکی ہے

خُبْرًا: تفصیلی علم کو کہتے ہیں۔ جس میں چھوٹی سے چھوٹی بات کی بھی اطلاع موجود ہو۔

كَذٰلِكَ: یعنی اسی طرح کے حالات یہاں بھی پیش آئے جو مغرب میں آئے تھے۔

اس آیت میں اس کا ذکر ہے کہ اس کے بعد اس نے سفر کی تیاری کی اور اب کے مشرق کی طرف کا رخ کیا۔ چلتے چلتے یہاں بھی دور جا کر اسے کچھ ایسے لوگ نظر آئے۔ جو حیوانوں کی طرح رہتے تھے۔ رہنے کے لیے جھونپڑے تک نہ تھے۔ نہ دھوپ سے بچنے کا کوئی سامان تھا۔ بدن بھی یونہی کچھ ادھورا سدھورا سا ڈھانپتے تھے۔ سورج کی شعاعیں بے روک ٹوک ان کے بدن پر پڑتی تھیں۔ یہاں بھی ذوالقرنین نے ان لوگوں کی جہاں تک ہو سکا، مدد کی اور اپنی دولت، قوت و نصیحت سے ان کو بھی آدمیوں کی طرح رہنا سکھایا۔

ارشاد ہے کہ نیک سرشت ذوالقرنین کے حالات یہ ہیں۔ جو لوگوں کو معلوم ہونے چاہئیں۔ کیونکہ اس سے ان کے لیے ایک مفید نصیحت نکلتی ہے کہ جس کو اللہ عزوجل نے کسی بات میں دوسرے سے بڑھایا ہو۔ وہ اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کی اپنی قوت، دولت نصیحت غرض ہر طرح سے جو اس کے لیے آسان ہو مدد کرے۔ آدمی کو کوئی چیز اس لیے دوسرے سے زیادہ نہیں دی جاتی۔ کہ وہ اس کو فقط اپنے ہی کام میں لائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یوں تو ہم کو ذوالقرنین کا رتی رتی حال معلوم ہے۔ لیکن تمہیں وہی بتایا گیا ہے۔ جو تمہارے لیے مفید ہے ؞

Marfat.com

وسط زمین کا سفر

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ
پھر چلا (اور) راہ یہاں تک کہ جب پہنچا درمیان
السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ
دو رکاوٹوں کے پایا ان دونوں کے ورے ایک قوم کو نہیں قریب تھے
يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ
کہ سمجھیں بات بولے اے ذوالقرنین تحقیق
يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ
یاجوج اور ماجوج فساد کرتے رہتے ہیں زمین میں
فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ
پس کیا کردیں ہم تیرے لیے کچھ مال اس بات پر کہ کردے تو
بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾
ہمارے بیچ اور ان کے بیچ آڑ

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ
پھر ایک اور راہ پر چلا یہاں تک کہ جب وہ دو پہاڑوں کے
السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ
بیچ میں پہنچا تو اس کے ورے ایسے لوگ پائے جو کوئی بات
يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ
نہیں سمجھ سکتے تھے بولے اے ذوالقرنین یہ
يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ
یاجوج وماجوج ملک میں خرابی پھیلاتے ہیں
فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ
سو اگر تو کہے تو ہم تیرے واسطے آمدنی میں سے کچھ دیں تاکہ تو
بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾
ہمارے اور ان کے درمیان ایک آڑ بنادے

سَدَّیْنِ (روک) سَدٌّ کا تثنیہ ہے۔ سَدٌّ کے معنی روکنے کے اور روک کے ہیں۔ یہاں اس سے مراد اونچا پہاڑ ہے جس کے بیچ میں راستہ کھلا ہوا تھا۔ اور اس لیے وہ دو پہاڑ معلوم ہوتے تھے۔ بتانے والے یہ پہاڑ ترکوں کی سرزمین کی شمالی انتہا پر بتاتے ہیں۔ سَدٌّ کا مادہ س۔ د۔ د ہے۔ یَاْجُوْجُ مَاْجُوْجُ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ دو وحشی قبیلے تھے جو ترکوں کی سرحد کے پار رہتے تھے اور اسی نسل سے تھے یہ لوگ خوب طاقت ور تھے۔ وہ ان دو پہاڑوں کے پرے رہتے تھے اور کھلے ہوئے درے میں سے ادھر آکر لوٹ مار مچاتے تھے۔ خَرْجٌ: مال میں سے کچھ حصہ جو نکالا جائے اسے خرج کہتے ہیں۔ غالباً اردو میں اسی کو خرچ کر لیا ہے۔ یہاں اس کا مطلب چندہ معلوم ہوتا ہے ——— مغرب اور مشرق کی طرف سفر کرنے کے بعد ذوالقرنین پھر چلا اور ان ترکوں کے ملک کی شمالی سرحد پر جو اونچا پہاڑ تھا اور جس کے بیچ میں راستہ ہونے کی وجہ سے دو پہاڑ معلوم ہوتے تھے جا پہنچا۔ یہ لوگ بولی نہ سمجھتے تھے۔ کسی ترجمان نے ان کا مطلب سمجھایا کہ اس درے کو ایک مضبوط آڑ کھڑی کر کے روک دیجیے۔ یاجوج وماجوج اس درے میں سے اچانک نکل آتے ہیں۔ اگر آپ کسی تدبیر سے اس کو اس طرح بند کر دیں کہ وہ اسے توڑ کر ادھر نہ آسکیں تو آپ کی ہمارے حال پر بڑی عنایت ہو گی:

Marfat.com

سدِّ ذوالقرنین

قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ

کہا وہ چیز کہ قوت دی مجھے اس میں میرے رب نے بہتر ہے پس مدد کرو میری

بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾

قوت میں بنادوں میں تمہارے درمیان اور ان کے درمیان مضبوط آڑ

اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ

لادو مجھے تختے لوہے کے یہاں تک کہ جب برابر کردیا درمیان

الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ

دو کناروں کے کہا دھونکو یہاں تک کہ جب کردیا اسے

نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْۤ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾

آگ کہا لاؤ مجھے دو ڈالوں میں اس پر پگھلا ہوا تانبا

قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ

کہا جس پر مجھے رب نے قدرت دی وہ بہتر ہے سو محنت میں میری مدد

بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾

کرو تاکہ میں تمہارے اور ان کے بیچ میں ایک موٹی دیوار بنا دوں

اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ

مجھے لوہے کے تختے لا دو۔ یہاں تک کہ جب دونوں چوٹیوں کے

الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ

برابر کردیا کہا دھونکو۔ یہاں تک کہ جب اس کو آگ کردیا

نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْۤ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾

کہا، لاؤ میرے پاس کہ ڈالوں میں اس پر پگھلا ہوا تانبا

مَكَّنِّيْ (قوت دی مجھ کو) اصل میں مَكَّنَنِيْ ہے۔ نون کو نون میں ادغام کرکے مَكَّنِّيْ کرلیا۔ مَكَّنَ ماضی کا صیغہ ہے تمکین سے جس کا مادہ م۔ک۔ن ہے۔ مکنۃ قوت کو کہتے ہیں۔ تَمْكِيْن : قوت دینا۔ رَدْمٌ : موٹے پشتہ اور مضبوط دیوار کو کہتے ہیں۔ زُبَرٌ (تختے) زُبْرَةٌ کی جمع ہے ایک چوڑا اچکلا ٹکڑا۔ سَاوٰى (برابر پہنچا دیا) ماضی کا صیغہ ہے مُسَاوَاةٌ سے جس کا مادہ س۔و۔ی ہے۔ سَوَآءٌ کے معنی برابر۔ مساواۃ برابر کر دینا۔ صَدَفٌ کا تثنیہ ہے دو برابر کی اونچی چیزیں جن کے درمیان کھلی جگہ ہو۔ اُنْفُخُوْا (دھونکو) امر کا صیغہ ہے ن۔ف۔خ سے۔ نَفْخٌ کے معنی زور سے ہوا پہنچانا۔ پھونکنا۔ یہاں آگ کو زور سے ہوا دینا مراد ہے۔

اس تیسرے مرحلہ میں ذوالقرنین نے پہاڑوں کی دو برابر کی اونچی چوٹیوں کے درمیان کھلی جگہ میں دیوار کھڑی کردی۔ اس طرح کہ لوہے کے تختوں کو اوپر تلے رکھا۔ یہاں تک کہ دونوں پہاڑوں کے برابر پہنچ گئے۔ بیچ بیچ میں پزاوے کی طرح لکڑیاں بھردیں اور دھونکنیوں سے دھونک کر آگ سلگادی۔ جب لوہا گرم ہوگیا۔ تو اس پر تانبا پگھلا کر ڈال دیا۔ اور وہ ان درزوں میں بھر گیا۔ جو لکڑیوں کے جلنے کی وجہ سے لوہے کے تختوں کے بیچ میں گئی ہوں گی۔ سامان اور محنت وہاں کے لوگوں کی رہی اور ربانی کام ذوالقرنین نے انجام دیا۔

Marfat.com

کام کے بعد

فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا

پس نہ کر سکے وہ کہ چڑھیں اس پر اور نہ کر سکے وہ

لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ ۚ

اس میں نقب کہا یہ مہربانی ہے میرے رب کی

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ

پس جب آئے گا وعدہ میرے رب کا کر دے گا وہ اس کو ڈھا کر برابر

وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ﴿۹۸﴾

اور ہے وعدہ میرے رب کا سچا

فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا

پھر وہ اس پر نہ چڑھ سکیں گے اور نہ اس میں سوراخ

لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ ۚ

کر سکیں بولا یہ میرے رب کی مہربانی ہے

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ

پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا اس کو ڈھا کر گرا دے گا

وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ﴿۹۸﴾

اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے

اِسْطَاعُوْا اور اِسْتَطَاعُوْا ایک ہی لفظ ہیں پہلے میں ت گرادی ہے دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اس سے پہلے رکوع میں اس کا مضارع تَسْطِیْعُ اور تَسْتَطِیْعُ دونوں طرح آیا ہے یہ ماضی کا صیغہ ہے اِسْتِطَاعَةٌ سے جس کا مادہ س۔ط۔ع ہے سَطَعَ کے معنی چمکارے کے ہیں۔ اس سے قوت بھی مراد ہے اس معنی میں اس سے اِسْتِطَاعَةٌ بنا ہے یعنی قوت رکھنا :: نَقْبٌ : دیوار پھوڑنا۔ اردو میں نقب لگانا بولتے ہیں :: دَكَّآءَ (کوٹ کر برابر کی ہوئی) مبالغہ کا وزن ہے دکک سے دَكٌّ کے معنی کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دینا۔ دَكَّآءَ : وہ چیز جسے کوٹ کوٹ کر ٹکڑے کر دیا گیا ہو۔

ذوالقرنین نے اپنی سمجھ سے جس طرح اس دیوار کو بنایا وہ تیار ہو جانے کے بعد اس قدر مستحکم اور مضبوط ہو گئی کہ یاجوج ماجوج اس کو توڑنے سے عاجز آ گئے۔ اس کی بلندی کی وجہ سے اور نیز اس وجہ سے کہ وہ چکنی سپاٹ تھی۔ نہ ہاتھ سے پکڑنے کی اس میں کوئی چیز تھی اور نہ پاؤں ہی اس پر جم سکتے تھے۔ وہ اس پر چڑھ بھی نہ سکتے تھے۔ جب وہ تیار ہو گئی۔ ذوالقرنین نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔ کہ اس نے مجھ سے اپنے بندوں کے آرام پہنچانے کا کام لیا۔ ظاہر ہے کہ میں نے جو اتنی بڑی مدت خدمت سرانجام دی یہ اسی کا فضل و کرم تھا۔ ورنہ میں تو وہی ایک مشت خاک ہوں۔ میرے پاس اپنا کیا رکھا ہے جو کچھ ہے اسی کا دیا ہوا ہے وہی میرا پالنے والا ہے اور مجھے عقل دینے والا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ دنیا ایک دن فنا ہو کر رہے گی۔ اور جو اس میں ہے سب مٹ جائے گا۔ اس وقت یہ دیوار بھی جو اس وقت لوہا لاٹھ بنی ہوئی ہے ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے گی۔ اور یہ وقت کبھی نہ کبھی ضرور آ کر رہے گا۔ کیونکہ میرے رب کا وعدہ بالکل سچ ہے ::

Marfat.com

احوالِ قیامت

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوجُ فِي بَعْضٍ
اور چھوڑیں گے ہم بعض کو اس دن موج مارتے بعض کے اندر
وَّنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾ وَّ
اور پھونک دیا جائے گا صور پس گھیر لیں گے ہم ان سب کو اور
عَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِينَ عَرْضًا ﴿۱۰۰﴾
سامنے کرینگے ہم جہنم کو اس دن کافروں کے بالکل سامنے
الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي
وہ کہ تھیں آنکھیں ان کی پردے کے اندر میری یاد سے
وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾
اور تھے وہ کہ نہ طاقت رکھتے تھے سننے کی

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوجُ فِي بَعْضٍ
اور چھوڑ دیں گے ہم اس دن خلق کو ایک دوسرے میں گھستے
وَّنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾ وَّ
اور پھونک ماریں گے صور میں پھر جمع کر لائیں گے ہم ان سب کو اور
عَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِينَ عَرْضًا ﴿۱۰۰﴾
کافروں کو ہم اس دن سامنے دوزخ دکھلائیں گے
الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي
جن کی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا تھا
وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾ ع
اور وہ سن نہ سکتے تھے

یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ جب یہ دیوار کیا دُنیا کی یہ سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ اور صور پھونک دیا جائے گا۔ آدمی، جانور، جن، کمزور اور زوردار سب ایک دوسرے سے گڈمڈ ہو جائیں گے۔ اور سمندر کی موجوں کی طرح ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں گے اور پریشانی کی حالت میں ایک دوسرے کے اندر گھسنے کی کوشش کریں گے اور اسی حالت میں سب فنا ہو جائیں گے۔

پھر اس کے بعد دوبارہ صور پھونکا جائے گا۔ اور اللہ عزوجل کے حکم سے سب کے سب میدانِ حشر میں جمع ہو جائیں گے۔ اس وقت ان لوگوں کے بالکل سامنے جو اللہ عزوجل کو نہیں مانتے تھے دوزخ ظاہر کر دی جائے گی۔ یہ لوگ ہوں گے جن کی دل کی آنکھوں پر دُنیا میں پردہ پڑا ہوا تھا۔ ان کو دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں نظر ہی نہ آتی تھیں۔ اور ان کے کان بھی نصیحت کی باتیں سننے کے قابل نہ رہے تھے۔ اس دن وہ اپنے منہ کے سامنے دوزخ کو موجود پائیں گے۔

Marfat.com

اظہارِ حقیقت (ل)

اَفَحَسِبَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا
کیا پھر بھی خیال ہے ان لوگوں کا جنہوں نے کفر کیا کہ بنائیں
عِبَادِیۡ مِنۡ دُوۡنِیۡۤ اَوۡلِیَآءَ ؕ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا
میرے بندوں کو مجھے چھوڑ کر حمایتی تحقیق ہم نے تیار کیا ہے
جَهَنَّمَ لِلۡكٰفِرِیۡنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾ قُلۡ هَلۡ نُنَبِّئُكُمۡ
جہنم کو کافروں کے لیے مہمانی کہہ کیا بتائیں ہم تم کو
بِالۡاَخۡسَرِیۡنَ اَعۡمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِیۡنَ ضَلَّ
وہ لوگ جو بڑے خسارے میں ہیں اعمال کے لحاظ سے یہ وہ لوگ ہیں کہ اکارت گئی
سَعۡیُهُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَهُمۡ یَحۡسَبُوۡنَ
ان کی کوشش زندگانی میں دنیا کی اور وہ سمجھتے ہیں
اَنَّهُمۡ یُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ﴿۱۰۴﴾
کہ وہ اچھا کر رہے ہیں کام

اَفَحَسِبَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا
اب بھی منکر کیا سمجھتے ہیں کہ میرے سوا
عِبَادِیۡ مِنۡ دُوۡنِیۡۤ اَوۡلِیَآءَ ؕ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا
میرے بندوں کو حمایتی ٹھہرائیں ہم نے دوزخ کو
جَهَنَّمَ لِلۡكٰفِرِیۡنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾ قُلۡ هَلۡ نُنَبِّئُكُمۡ
کافروں کی مہمانی تیار کیا ہے تو کہہ کیا ہم بتائیں کن کا
بِالۡاَخۡسَرِیۡنَ اَعۡمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِیۡنَ ضَلَّ
کیا ہوا بہت اکارت گیا وہ لوگ جن کی کوشش
سَعۡیُهُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَهُمۡ یَحۡسَبُوۡنَ
دنیا کی زندگی میں بھٹکتی رہی اور وہ سمجھتے رہے
اَنَّهُمۡ یُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ﴿۱۰۴﴾
کہ وہ خوب کام بناتے ہیں۔

سب باتیں قرآن مجید میں اچھی طرح سمجھا دی گئی ہیں۔ اس کے بعد انسان سے پوچھا جا رہا ہے۔ کہ کیا اب بھی اللہ کے نہ ماننے والوں کا یہ خیال ہے کہ وہ اسے چھوڑ کر اس کے بندوں سے اپنے کام درست کرالیں گے مثلاً مسیحؑ، عزیر علیہ السلام، روح القدس، فرشتوں، دیویوں، دیوتاؤں وغیرہ سے۔ یا قیامت کے دن اللہ کے غضب سے بچنے کے لیے ان کے دامن میں آ پڑے لیں گے۔ اگر اس قدر صاف صاف اصل حقیقت سمجھا دینے کے بعد بھی اپنی گھمنڈ میں ہیں کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کا ماننا ضروری نہیں کیونکہ اس سے دنیا کے مزوں میں خلل آتا ہے۔ مرنے کے بعد کچھ ہونے والا نہیں ہے۔ بالفرض اگر ہوا بھی تو یہ ہمارے حمایتی ہمیں بچا لیں گے۔ تو وہ سُن رکھیں کہ یہ سب ان کی خام خیالی ہے۔ مرنے کے بعد فقط اللہ عزوجل سے کام پڑے گا۔ جو لوگ دُنیا میں اسے نہیں مانتے۔ مرنے کے بعد انہیں سوا دوزخ کے اور کہیں ٹھکانا نہ ملے گا۔ ان کا استقبال اللہ کے غضب سے کیا جائے گا اور دوزخ کے انگاروں سے ان کی ضیافت کی جائے گی۔

Marfat.com

اظہارِ حقیقت

اس کے بعد ارشاد ہے کہ اپنے ان غلط خیالات کو دھتا بتاؤ۔ ورنہ یہ تمہیں بالکل تباہ کرکے چھوڑیں گے
اے ہمارے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے کہہ دے کہ آؤ میں تمہیں اصل حقیقت سمجھا دوں۔ تمہارا یہ گمان صحیح نہیں کہ
اللہ کے پرہیزگار متقی بندے دنیا کی طرف التفات نہ کرکے اپنے اوقات تلخ کر رہے ہیں۔

دُنیا میں کیا کیا گُل کھل رہے ہیں۔ نئی نئی ایجادیں ہو رہی ہیں۔ نئے نئے تجربے اپنا رنگ دکھا رہے ہیں
ہم دیکھتے ہیں کہ حقیقت میں سائنس دانوں نے کمال کر دیا۔ انسان کے دنیاوی عیش وعشرت کی راہ میں جتنے
روڑے تھے۔ ان میں سے بہت سے ہٹا دیئے اور دن بدن ہٹاتے چلے جا رہے ہیں۔ دُنیا کو گلزار بنا دیا ہے۔
سامانِ عشرت کی افراط ہے۔ دولت کی ریل پیل ہے۔ ملنے جلنے کی سہولتیں ہیں۔ آرام کی چیز ہر وقت
تیار ہے۔ جہاں دل چاہے۔ جاؤ۔ جو جی چاہے کرو۔ ایسی مزے دار زندگی کا لطف چھوڑ کر یہ لوگ خواہ مخواہ زاہد
خشک بنے ہوئے ہیں۔

آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے بڑے خسارے میں مرنے کے بعد کون لوگ رہیں گے۔ سنو یہ وہی لوگ ہیں جو
رات دن دُنیا ہی کے شغلوں میں پھنسے ہوئے ہیں عیش وعشرت سے کام ہے پیسہ کمانے کی دھن ہے۔ نام نمود کی
تمنّا ہے۔ اچھے کھانے، اچھے پہننے کا خبط ہے شہوت رانی کا جنون ہر وقت سر پر سوار ہے۔ ہر وقت سیر ہے۔ تماشا
ہے۔ تفریح ہے۔ دل لگی ہے۔ ہر ایک کے دل میں یہ ارمان ہے کہ میرے ہی پاس سب کچھ آجائے۔ دوسروں کو بس اتنا
ہی ملے کہ میرے دستِ نگر رہیں۔ میرا کام بنا دیں تو کچھ پالیں ورنہ ہوا کھائیں۔ اِدھر اُدھر جہاں چاہیں۔ ٹاپتے
پھریں۔ میرے سامنے سے دفع ہوں۔ اچھے سے اچھا کھانا، بڑھیا سے بڑھیا کپڑے، بناؤ سنگھار اور اس پر زعم
کہ ہم یہ کام بہت اچھے کر رہے ہیں۔ ہمارے ہی دم قدم سے دُنیا کی رونق ہے۔ ہم علم کو ترقی دے رہے ہیں نئی
نئی ایجادیں کر رہے ہیں۔ طرح طرح کے آرام کا سامان مہیا کر رہے ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ یہ جو کچھ تم کر رہے ہو۔
تمہارے کچھ کام نہ آئے گا۔ جب وقت آئے گا پل بھر میں ٹیں ہو کر رہ جاؤ گے۔ پھر نہ دوا دارو کچھ کام دے گی۔ اور
نہ یہ سارا کھڑاگ تمہاری کچھ مدد کرسکے گا۔

Marfat.com

نکمّے لوگ

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ
یہ وہ لوگ ہیں کہ انکار کیا نشانیوں کا اپنے رب کی
وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ
اور اس سے ملنے کا سو اکارت ہوئے اعمال ان کے پس نہ قائم کریں گے ہم
لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذَٰلِكَ
ان کے لیے قیامت کے دن کوئی وزن یہ لوگ
جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا
بدلا ان کا دوزخ ہے اس سے کہ منکر ہوئے وہ اور بنایا
آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾
میری آیتوں اور رسولوں کا ٹھٹھا

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ
وہی ہیں جو اپنے رب کی نشانیوں سے اور اس کے ملنے سے
وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ
منکر ہوئے سو ان کا کیا ہوا برباد ہو گیا پھر ہم ان کے واسطے
لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذَٰلِكَ
قیامت کے دن ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے ان لوگوں
جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا
کا بدلا دوزخ ہے اس پر کہ منکر ہوئے اور میری باتوں
آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾
اور میرے رسولوں کا ٹھٹھا ٹھہرایا

بعض نادان لوگ تجربہ سے بھی سبق حاصل نہیں کرتے اس لیے قرآن حکیم ان کو برابر سمجھائے جاتا ہے۔ کہ جائز خواہشیں اس کے بتائے ہوئے طریقوں سے پوری کرو۔ دنیا کی زیادہ ہوس نہ کرو۔ آخرت کی زندگی ہمیشہ کی ہے اور وہاں ان لوگوں کی خواہشیں جو یہاں پرہیزگاری کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ پوری کر دی جائیں گی۔ یاد رکھو جس نے ہماری آیتوں کو ٹھکرایا اور ہمارے رسولوں کی بات نہ مانی۔ اور آخرت میں اپنے رب سے ملنے کا یقین نہ کیا۔ تو ان کے دنیا کے کام سارے اکارت جائیں گے۔ موت کے بعد ان کے کسی کام کی کوئی وقعت نہ رہے گی۔ اور سوا ان کاموں کے جو قرآن کی ہدایت کے مطابق کیے گئے کسی کام کا کوئی وزن نہ ہوگا۔

انسان نادانی سے یہ سمجھتا ہے کہ میں دنیا میں بڑے بڑے کام کر رہا ہوں عقلمندی میں، انتظام میں اور پیسہ کمانے میں میری دھاک بیٹھی ہوئی ہے۔ لیکن اُسے قرآن مجید سمجھاتا ہے کہ مرنے کے بعد ان کاموں کا نہ کوئی وزن ہے نہ قیمت چنانچہ ایسے لوگوں کو سوا دوزخ کے عذاب کے اور کچھ نہ ملے گا۔ انہوں نے دُنیا میں کفر اختیار کیا اور اللہ کی آیتوں کی اور رسولوں کی ہنسی اڑائی اور پوری توجہ دنیاوی ترقی ہی میں لگا دی اس لیے انہیں مرنے کے بعد فلاح نصیب نہ ہوگی ؛؛

Marfat.com

ایمان والوں کی جزا

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
تحقیق وہ لوگ جو ایمان لائے اور کام کیے نیک
كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾
ہیں ان کے لیے باغ فردوس کے مہمانی
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾
ہمیشہ رہیں گے ان میں نہ چاہیں گے وہاں سے بدلنا

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
جو لوگ ایمان لائے اور بھلے کام کیے
كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾
ان کے واسطے فردوس کے باغ ہیں مہمانی کے لیے جن میں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾
وہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں سے کہیں اور جانا چاہیں گے

فِرْدَوْس: (سرسبز باغ) بہت گھنے سایہ دار درختوں اور آرام و آسائش کے باغ کو کہتے ہیں اور جنت کے ایک حصے کا نام ہے جو بہت شان دار ہے۔

نُزُلٌ (مہمانی) آنے والے مہمان کی ضیافت کے لیے کھانے پینے، ٹھہرنے اور آرام کرنے کا جو انتظام کیا جائے ان سب کو نُزُل کہتے ہیں۔

حِوَلٌ (تبدیلی، جگہ بدلنا) اس کا مادہ ح۔و۔ل ہے جس کے معنی گذرنے الٹنے کے ہیں حول اس کا مصدر ہے۔

دنیاداروں کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جو آخرت میں کام آئے۔ اس لیے وہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں جلتے رہیں گے برخلاف اس کے ایمان والے لوگ جنہوں نے قرآن اور رسول کے بتلائے کے مطابق دنیا میں نیک کام کیے اور دنیا کے ساز و سامان سے فقط اتنا ہی سروکار رکھا جتنا کہ ایک عارضی زندگی کے لیے ضروری تھا۔ اور باقی وقت اللہ عزوجل کی رضامندی کے کام کرنے میں صرف کیا۔ ان کی وہاں ایک معزز مہمان کی طرح خاطر کی جائے گی۔ ان کے آرام کے لیے پہلے ہی سارا ساز و سامان وہاں تیار ہے۔ انہیں دنیا میں نیک چلن اختیار کرنے کے بدلے میں خوشنما اور دل فریب باغ ملیں گے جن کی سہانی فضا اور روح پرور ہوا سے ان کے دل کی کلی کھل جائے گی۔

اور جب ان سے کہا جائے گا۔ کہ یہ باغ تمہارے ہی لیے ہے بس اب ہمیشہ اسی میں رہو گے تو ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہے گی۔ اس کا انتظام پورا پورا ہوگا۔ کہ وہاں رہتے سے ان کا دل نہ اکتا جائے۔ چنانچہ ہردم نیا سامان تفریح ان کے لیے تیار ملے گا اور وہ یہ جگہ چھوڑ کر کہیں اور جانے کی تمنا نہ کریں گے۔

Marfat.com

علمِ الٰہی

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ
کہ اگر ہو سمندر سیاہی باتوں کے لیے میرے رب کی
لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ
البتہ ختم ہوجائے سمندر پہلے اس کے کہ ختم ہوں باتیں میرے رب کی
وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا (۱۰۹)
اگرچہ لے آئیں ہم اس جیسا اور مدد کے لیے

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ
تو کہہ اگر دریا سیاہی ہو کر میرے رب کی باتیں لکھے
لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ
بے شک سمندر ختم ہو چکے اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں اگرچہ
وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا (۱۰۹)
ہم ویسا ہی دوسرا بھی اس کی مدد کو لے آئیں

نَفِدَ (ختم ہوں) ماضی کا صیغہ ہے ن۔ف۔د سے نَفَدٌ کے معنی نبٹ جانے اور ختم ہو جانے کے ہیں۔ بَحْرٌ: عربی میں سمندر کو کہتے ہیں سمندر سارا ایک ہے۔ زمین نے بیچ بیچ میں کہیں کم کہیں زیادہ اُبھر کر اس کے حصے کر دیئے ہیں۔ تَنْفَدَ (نبٹے) یہ اسی مادہ ن۔ف۔د یعنی نَفَدٌ سے مضارع کا صیغہ ہے جس سے پہلے نَفِدَ ماضی کا صیغہ گذرا۔

عرب کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ مانی اور لگے آپ سے پرانے قصے پوچھنے۔ ان کے تین سوالوں کا جواب انہیں دے دیا یعنی روح۔ اصحاب کہف اور ذوالقرنین کی بابت بتا دیا اور سمجھا دیا۔ کہ بس اتنا ہی جاننا تمہارے لیے کافی ہے زیادہ جاننے میں تمہارا کوئی فائدہ نہیں۔

اللہ کا علم تو اتنا وسیع ہے کہ اگر سارا سمندر سیاہی بن جائے اور اس کی معلومات اس سے لکھنی شروع کی جائیں تو سمندر ختم ہو جائے گا اور اس کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ اور ایک سمندر کیا اگر اتنا ہی بڑا ایک اور سمندر بھی اس کے ساتھ سیاہی بن جائے تو وہ بھی ختم ہو جائے گا لیکن اللہ کی باتیں نہ نبٹیں گی۔

اللہ عزوجل نے تمہیں تھوڑا سا علم دیا ہے۔ لیکن جو کچھ دیا ہے۔ اگر اس سے ٹھیک کام لو۔ تو تمہاری دونوں جہان کی کامیابی کے لیے بالکل کافی ہے تم کو اس قرآن میں جو کچھ بتایا گیا ہے۔ اسے سمجھو اور اس کے مطابق اپنے سارے کام درست کر لو۔ اسی سے تمہیں دونوں جہان کی نفع مند چیزیں ہاتھ لگ جائیں گی اور اس دنیا کی زندگی میں بھی کامیاب رہو گے اور مرنے کے بعد بھی دائمی عیش و آرام کے مستحق ہو جاؤ گے۔

Marfat.com

اسلام کا خلاصہ

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى
کہہ دے سوا اس کے کچھ نہیں کہ میں بشر ہوں تم ہی جیسا وحی کی گئی ہے
اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ
میری طرف کہ فقط معبود تمہارا معبود ایک ہے پس جو
كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ
ہو امید رکھتا ملنے کی اپنے رب سے تو اسے چاہیے کہ کرے
عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ
کام نیک اور نہ شریک کرے عبادت میں
رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿١١٠﴾ ع
اپنے رب کی کسی کو

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى
تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم مجھے حکم
اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ
ملا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ پھر جس
كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ
کو اپنے رب سے ملنے کی امید ہو تو وہ کچھ نیک
عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ
کام کرے۔ اور اپنے رب کی بندگی میں کسی
ع ١٢ ٩ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿١١٠﴾ ع
کو شریک نہ کرے

چند سعادت مند لوگوں نے جب قرآن مجید کی دل موہ لینے والی آیتوں کو سنا فوراً پیغامِ حق قبول کیا۔ لیکن بہت سوں نے اس کے مان لینے میں اپنا نقصان دیکھا وہ ٹال مٹول کرنے لگے۔ ان سے کہا جا رہا ہے کہ تم بیکار باتیں مت پوچھو یہ تمہیں کچھ فائدہ نہ دیں گی میں تمہیں انوکھے کھیل دکھانے یا جھوٹ سچ کہانیاں سنانے نہیں آیا ہوں میں تو تمہیں جیسا ایک بشر ہوں۔ تم میرا حال جانتے ہو۔ کسی سے پڑھنا لکھنا بھی نہیں سیکھا میری طرف تو کائنات بنانے والے نے یہی وحی بھیجی ہے۔ کہ عبادت کے قابل ایک ذات ہے اسی نے سب کچھ پیدا کیا اور وہی تمہارا، میرا اور سب کا رب ہے۔ اسی نے انسان کے لیے قرآن حکیم کو دستورِ زندگی بنا کر بھیجا ہے۔ کیوں کہ مرنے کے بعد تم سب اپنے اپنے اعمال کا حساب دینے کے لیے اپنے رب کے سامنے حاضر ہو گے۔

جو قرآن کریم کے مطابق چلا اسے انعام سے مالا مال کر دیا جائے گا۔ اور وہ چین آرام کی زندگی بسر کرے گا۔ اور جس نے اسے چھوڑ کر اور کوئی راستہ اختیار کیا۔ وہ سخت مصیبتوں کا شکار ہوگا۔ اگر یہ بات ماننے کے لیے تم تیار ہو اور اپنے رب سے مل کر سرخرو ہونا چاہتے ہو۔ تو دنیا میں نیک کام جو تمہیں قرآن حکیم کے ذریعے بتا دیئے گئے ہیں کرو اور اپنے رب کے ساتھ اس کی عبادت اور بندگی میں کسی کو شریک نہ کرو۔ بس یہی پیغام ہے جس کے پہنچانے کا حکم مجھے ملا ہے۔

Marfat.com

سُورۃ الکھف کیا سکھاتی ہے؟

سورۃ الکھف ختم ہوئی ہے یہ انسان کو بتاتی ہے کہ اس پر اللہ عزوجل کے احسانات میں سے سب سے بڑا احسان یہ ہے۔ کہ اس نے اپنے محبوب بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول بنا کر انسان کی ہدایت کے لیے مقرر کیا۔ اور آپ کو قرآن حکیم جیسی کتاب عطا فرمائی۔ تاکہ آپ کے ذریعے دُنیا بھر کے انسانوں کو خبر پہنچا دیں کہ بُرے کام کرنے والوں کو سخت مصیبتوں کا سامنا کرنا ہوگا۔ دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اچھے کام کرنے والے آرام و راحت کی زندگی پائیں گے۔ اور مرنے کے بعد کبھی نہ ختم ہونے والا سامانِ عشرت انہیں ہمیشہ کے لیے نصیب ہوگا۔ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ اور اس کی ذات والاصفات کو وحدہ لاشریک، مددگار، سب سے بے نیاز مانو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے کہ یہ پیغام پہنچانے کے بعد تم ان لوگوں کے غم میں اپنی جان ہلکان مت کرو۔ جو قرآن مجید کے ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ کیوں کہ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ یہ فنا ہو کر رہے گی۔ اور وہ لوگ سب کے سب ہمارے روبرو پیش ہوں گے اس دن ہم ان سے پوری طرح بھگت لیں گے۔

اس کے بعد اصحاب کہف کے قصہ کی ضروری باتیں بتا کر سمجھایا ہے کہ اللہ عزوجلّ کے ماننے والے جو اسی کے ہو رہتے ہیں۔ اللہ ان کی ضرور مدد کرتا ہے۔ اس کے بعد سمجھایا ہے کہ اللہ کے شکر گزار بندے جو اسی سے لَو لگائے رکھتے ہیں۔ انہیں دلی اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اور نری دنیاوی مال و دولت اور شان و شوکت پر بھروسہ کرنے والے جب اسے اپنی ہٹ دھرمیوں کی سزا میں کھو بیٹھتے ہیں۔ تو ان کو سوا حسرت و اندوہ کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

دیکھو شیطان لعین کے داؤ گھات سے بچتے رہو وہ تمہارا دشمن ہے اسے نہ تمہارے یا دُنیا کے بنانے میں کچھ دخل ہے۔ نہ اس کے انتظام میں کچھ ہاتھ ہے۔ وہ صرف تمہارے کاموں کے بگاڑنے کے لیے ہے اس لیے اس کے شر سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ ڈھونڈو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا حال بیان کر کے سمجھایا ہے کہ اللہ عزوجل کا ہر کام دنیا کی کسی مصلحت پر مبنی ہوتا ہے انسان کو چاہیئے کہ اس پر یقین رکھے۔ اور صبر کے ساتھ اللہ کی مقرر کی ہوئی شریعت کے اوپر چلے۔ ذوالقرنین کا قصہ یہ سبق سکھاتا ہے کہ جس کو اللہ نے جس قدر قوت اور طاقت دی ہے وہ اسے اللہ کے ضرورت مند بندوں کی مدد میں صرف کرے۔ خاتمہ میں ارشاد ہے کہ اللہ کے علم کی کوئی انتہا نہیں تم فقط اپنے فائدہ کی باتیں سیکھو جو قرآن مجید میں سب موجود ہیں اور اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔

Marfat.com

سرِ آغاز سورۂ مریمؑ

سورتوں کی ترتیب کے لحاظ سے یہ قرآن مجید کی انیسویں سورت ہے۔ یہ سورت مکّہ کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی اور اس میں ۶ رکوع ہیں۔ کفار مکّہ نے جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ماننے سے انکار کر دیا اور انکار کرنے کے لیے طرح طرح کے بہانے پیش کیے تو ان کو بہت سی سورتوں میں جو مکّہ میں نازل ہوئیں سمجھایا گیا۔ کہ اللہ عزّ وجلّ نے انسان کی ہدایت کے لیے شروع ہی سے یہ طریقہ معیّن کر دیا ہے۔ کہ انہی میں سے کچھ آدمی چُن کر وقتاً فوقتاً انہیں اپنا رسول بنا کر انہیں سمجھانے کے لیے بھیجے اور ان کے لیے کچھ ایسی مخصوص علامتیں مقرر کر دے۔ کہ جن کو دیکھ کر سمجھدار لوگ آسانی سے پہچان لیں۔ کہ یہ خاص قسم کے لوگ ہیں اور عادات و اطوار میں اوروں سے الگ اور سب سے اچھے ہیں۔ اس بات کو واضح کرنے کے لیے انہیں ان بڑے بڑے نبیوں اور رسولوں کا ذکر بار بار مختلف طریقوں سے سنایا گیا تاکہ وہ سمجھ لیں کہ آدمی کا رسول ہونا کوئی انوکھی بات نہیں ہے پہلے لوگوں میں بھی بوقت مناسب رسول بھیجے گئے۔

رسولوں کا پیغام یہ ہے کہ یہ ساری کائنات ایک اللہ عزّ وجل کی پیدا کی ہوئی ہے۔ وہی انسان کا خالق بھی ہے۔ دُنیا میں ہر انسان کی زندگی ایک معیّن مدّت کے لیے ہے اس کے بعد وہ مر جائے گا۔ اور کچھ مدّت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اور اس کے بعد ہمیشہ زندہ رہے گا۔ وہ ہمیشہ کی زندگی اس کے لیے تو راحت و آرام کی ہوگی جس نے رسولوں کے کہنے کے مطابق اپنی اس دُنیا کی عارضی زندگی بسر کی ہوگی لیکن جس نے ان کا کہنا نہ مانا ہوگا۔ اس کی زندگی دکھ اور رنج میں کٹے گی۔

اس سورت میں پہلے انبیاء میں سے زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، اسمٰعیل علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس کے بعد انسان کو احوال آخرت سنا کر نصیحت کی گئی ہے کہ اگر اپنے دشمن سے بچنا ہے اور آخرت میں اپنا بھلا چاہتے ہو۔ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق چلو اور قرآن مجید کو اپنا دستور العمل بناؤ۔ یہ اللہ عزّ وجلّ کے آخری رسول ہیں اور قرآن مجید اس کی آخری کتاب ہے۔ جو انسان کی ہدایت کے لیے بھیجی گئی ہے۔ اگر اس کو نہ مانا۔ تو آخرت میں چین نہ پاؤ گے۔ اور دُنیا میں بھی لڑائی جھگڑوں اور خوف و ہراس میں بسر کرو گے ؃

Marfat.com

مَكِّيَّةٌ (٤٤) رکوعاتہا ٦ آیاتہا ٩٨

سورۃ مریم (١٩)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ

کاف، ہا، یا، ع، ص یاد ہے رحمت تیرے رب کی اپنے بندہ

زَكَرِيَّا ﴿٢﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً

زکریا پر جس وقت پکارا اس نے اپنے رب کو پکارنا

خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ

ہولے سے کہا اے میرے رب البتہ میں کمزور ہوگئیں ہڈیاں

مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ

میری اور پھیل گئے سر پر سفید بال اور نہ رہا میں کبھی

بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾

تجھے پکار کر اے میرے رب محروم

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ

كٓهٰيٰعٓصٓ تذکرہ ہے تیرے رب کی مہربانی کا اپنے بندہ

زَكَرِيَّا ﴿٢﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً

زکریا پر جب اس نے اپنے رب کو آہستہ سے

خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ

پکارا بولا اے میرے رب میری ہڈیاں کمزور

مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ

ہوگئیں اور سر میں بالوں کی سفیدی پھیل گئی اور تجھ سے

بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾

مانگ کر اے میرے رب میں کبھی محروم نہ رہا

كٓهٰيٰعٓصٓ حروف مقطعات کہلاتے ہیں جن کے معنی اللہ کو معلوم ہیں یا ممکن ہے کہ ان میں اس سورت کے مضمون کی طرف اشارہ ہو یعنی اللہ کا کرم اور اس کی ہدایت اپنے یقین رکھنے والے عبادت گذار اور صداقت شعار بندوں کے لیے۔

اِشْتَعَلَ: بھڑک اٹھا، ماضی کا صیغہ ہے۔ اِشْتِعَال سے جوش۔ ش۔ ع۔ ل سے بنا ہے شعلہ آگ کی لو کو کہتے ہیں۔ اشتعال لو لگ جانا یعنی کیونکہ اس لفظ سے پھیل جانا سمجھ میں آتا ہے اس لیے سر میں سفید بال پھیل جانے کو اشتعال کے لفظ سے ظاہر کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں بہت سے نبی آئے ان میں سے ایک حضرت زکریا علیہ السلام اور ان کے فرزند حضرت یحییٰ علیہ السلام ہیں۔ ان کا ذکر سورۃ آل عمران میں گذر چکا ہے۔ سورۃ مریم اس سے پہلے مکہ ہی میں نازل ہو چکی تھی۔ بڑھاپے تک حضرت زکریا علیہ السلام کے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ان کی آرزو تھی۔ کہ ہدایت خلق کا کام ان کے بعد ان کے خاندان میں جاری رہے۔ اللہ عزوجل سے تنہائی میں چپکے چپکے دعا کی کہ اے میرے رب میں بوڑھا ہو چکا ہوں ہڈیاں کمزور پڑ گئیں، بال سفید ہو گئے۔ اے میرے رب میں تیری درگاہ میں ایک آرزو لے کر آیا ہوں پہلے جب بھی تجھے میں نے پکارا تو نے میری حاجت روا کی اور کبھی اپنے در سے محروم نہیں لوٹایا۔

Marfat.com

حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا

وَ اِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَ

اور البتہ میں ڈرتا ہوں اپنے رشتہ داروں سے اپنے بعد اور

كَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ

ہے عورت میری بانجھ پس عطا کر مجھے اپنے پاس سے

وَلِیًّا ﴿۵﴾ يَّرِثُنِیْ وَ يَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ

ایک کام سنبھالنے والا۔ کہ وارث ہو میرا اور وارث ہو یعقوب کی اولاد کا

وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿۶﴾

اور کر اس کو اے میرے رب پسندیدہ

وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَ

اور میں اپنے پیچھے اپنے بھائی بندوں سے ڈرتا ہوں اور

كَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ

میری عورت بانجھ ہے سو تو مجھ کو اپنے پاس سے ایک کام سنبھالنے

وَلِيًّا ﴿۵﴾ يَّرِثُنِیْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ

والا بخش دے جو میرا وارث بنے اور یعقوب کی اولاد کا وارث بنے

وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿۶﴾

اور اس کو اے میرے رب اپنا پسندیدہ بنائیے

عَاقِرٌ (بانجھ) اس لفظ میں تائے تانیث نہیں لیکن پھر بھی یہ مؤنث کی صفت ہے کیونکہ جو بات مرد میں ہو ہی نہیں سکتی وہ ت کے بغیر ہی مؤنث ہے جیسے حائض۔ عاقر اسم فاعل ہے جس کا مادہ ع ق ر ہے۔ عقر کے معنی بانجھ عورت جس میں اولاد پیدا کرنے کی قابلیت نہ ہو ——— حضرت زکریا علیہ السلام اللہ عزوجل سے دعا مانگ رہے ہیں۔ کہ اے میرے رب تو نے ہمیشہ میری دعا قبول کی ہے مجھے اپنے رشتہ داروں سے خوف ہے۔ کیونکہ یہ لوگ شائستہ نہیں میں ڈرتا ہوں کہ میری آنکھ بند ہوتے ہی یہ اچھے کاموں کی طرف لوگوں کی رہنمائی نہ کر سکیں گے میں تو بوڑھا ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے۔ تجھ میں سب قدرت ہے۔ مجھے ایک فرزند عطا فرما۔ جو میرا لوگوں کو ہدایت کرنے کا کام سنبھال لے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کے ہاتھ سے یہ کام نکل نہ جائے۔ میرے پیچھے یہ کام کرنے والا ان میں نظر نہیں آتا۔ اے میرے رب تو مجھے ایسا بیٹا دے۔ جو ہر طرح اس کام کو سنبھال لینے کا اہل ہو جو انبیاء کیا کرتے ہیں وہ عادات و اخلاق کے لحاظ سے ہر ایک کی نگاہ میں قابل قدر ہو۔ اور سب اس کو پسند کریں اور اس کے گرویدہ ہو جائیں۔ مجھے بھی پسند آ جائے اور تیرے ہاں بھی مقبول ہو۔

یہاں وارث ہونے سے یہی مراد ہے ورنہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس نہ بادشاہت تھی نہ مال و دولت جس کے سنبھالنے کے لیے بیٹا مانگتے۔ خود بڑھئی کا کام کرتے تھے اور اس کی مزدوری سے اپنا اور اپنی بیوی کا ضروری خرچ چلاتے تھے۔ وہ فقط اپنی دینی تبلیغ کا وارث چاہتے تھے اور بس ؛

Marfat.com

خوش خبری اور تعجب

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۣاسْمُهٗ

اے زکریاؑ تحقیق ہم خوشخبری دیتے ہیں تجھے ایک لڑکے کی جس کا نام

يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿۷﴾

یحیٰی ہے نہیں کیا ہم نے اس کا اس سے پہلے کوئی ہم نام

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ

بولا اے میرے رب کیونکر ہوگا میرے لڑکا اور ہے

امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ

عورت میری بانجھ اور میں پہنچ گیا ہوں

مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿۸﴾

بڑھاپے کی انتہائی حد تک

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۣاسْمُهٗ

اے زکریاؑ ہم تجھ کو ایک لڑکے کی خوشخبری سناتے ہیں جس کا نام

يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿۷﴾

یحیٰی ہے اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہیں بنایا

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ

بولا اے میرے رب میرے لڑکا کیسے ہوگا کیونکہ میری

امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ

عورت بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہائی

مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿۸﴾

حد تک پہنچ چکا ہوں

سَمِیٌّ ہمنام (صفت کا صیغہ ہے س م و۔ سے سُمُوٌّ اس کا مصدر ہے جس کے معنی ہیں بلند ہونا۔ ظاہر ہونا۔ اسم اسی سے بنا ہے جس کے معنی نام کے ہیں)۔ عِتِیٌّ (انتہا درجہ کا بوڑھا ہو جانا) مصدر ہے جس کا مادہ ع۔ ت۔ و ہے۔ عُتُوٌّ اور عِتِیٌّ دونوں ایک ہی معنی میں مستعمل ہیں یعنی حد سے آگے بڑھ جانا۔

حضرت زکریاؑ علیہ السلام کی مراد بر آئی۔ آپ کی دعا کے جواب میں اللہ عزوجل نے آپ کے پاس بشارت بھیجی کہ اے زکریاؑ ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں کہ تیرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا اور اس کا نام ہم نے ہی یحیٰی رکھ دیا ہے اور یہ نام انوکھا ہے۔ کیونکہ آج تک اس نام کا آدمی کوئی نہیں ہوا۔ اللہ رب العزت کو منظور تھا کہ زکریا علیہ السلام کے ذریعے سے جو اللہ کے بہت سے بندوں کی ہدایت کا کام جاری ہے ان کے بعد بھی جاری رہے۔ ان کی دعا قبول فرمائی۔ ایک ازلی سعید لڑکے کی خوشخبری دی۔ خوشخبری سنتے ہی ان کی نظر اپنی اور اپنی بی بی کی حالت پر آ گئی اور حیرت اور تعجب کی حد نہ رہی۔ اپنے رب سے مناجات کا بہانہ ہاتھ آیا۔ عرض کیا اے رب تیری قدرت میں شک نہیں لیکن بڑے تعجب کی بات ہے کہ میرے بیٹا کس طرح ہوگا۔ بظاہر تو کوئی سامان نظر نہیں آتا۔ میری بیوی ہمیشہ کی بانجھ۔ میرا یہ حال کہ بڈھا کھوسٹ ہو چکا۔ بدن میں لچک نہ رہی۔ سوکھ کر اکڑ گیا۔ تیری عنایت سے زندہ ہوں ورنہ گوشت پوست خون برائے نام ہی ہے قوت اور طاقت کا تو ذکر ہی کیا ہے:

Marfat.com

حمل کی نشانی

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَیَّ
کہا ایسا ہی ہوگا فرمایا تیرے رب نے وہ مجھ پر
هَیِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ
آسان ہے اور تحقیق پیدا کیا میں نے تجھے اس سے پہلے حالانکہ نہ تھا تو
شَیْـًٔا ﴿۹﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةً ؕ
کوئی چیز کہا اے میرے رب کردے میرے لیے کوئی نشانی
قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ
فرمایا تیری نشانی یہ کہ نہ بات کرے تو لوگوں سے تین
لَیَالٍ سَوِیًّا ﴿۱۰﴾
رات صحیح تندرست

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَیَّ
کہا یوں ہی ہوگا تیرے رب نے فرمادیا وہ مجھے
هَیِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ
آسان ہے اور تجھ کو میں نے پہلے پیدا کیا اور تو کوئی چیز
شَیْـًٔا ﴿۹﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةً ؕ
نہ تھا بولا اے میرے رب میرے لیے کوئی نشانی ٹھیرادے
قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ
فرمایا تیری نشانی یہ کہ تو لوگوں سے بات نہ کرے
لَیَالٍ سَوِیًّا ﴿۱۰﴾
تین رات تک صحیح تندرست

هَیِّنٌ (آسان) سہل۔ صفت کا صیغہ ہے ہ۔و۔ن سے هَوْن کے معنی آہستگی۔ آسانی۔ اصل میں هَیْوِنٌ ہے واو کو یا میں ادغام کر دیا۔

لَیَالٍ (راتیں) لَیْلَةٌ کی جمع ہے جس کے معنی رات کے ہیں۔ اصل میں لَیَالِیُ ہے استعمال میں یے گر گئی۔

سَوِیٌّ (برابر ٹھیک) صفت کا صیغہ ہے۔ س۔و۔ی سے۔ سَوِیٌّ کے معنی ہر طرف سے برابر ٹھیک ہونا۔ ہموار ہونا۔

سَوِیٌّ: تندرست۔

زکریا علیہ السلام کے تعجب ظاہر کرنے پر فرشتہ نے کہا کہ اللہ عزوجل کا حکم ہو چکا ہے۔ کہ تمہارے ہاں اسی حالت میں بیٹا ہوگا۔ وہ فرماتا ہے کہ اسباب سب ہماری مٹھی میں ہیں۔ ایک زمانہ ایسا تھا کہ تمہارا نام ونشان تک نہ تھا۔ اسی سے سمجھ لو کہ جس نے یحییٰ سے پہلے تمہیں پیدا کیا۔ وہی یحییٰ کو بھی پیدا کرے گا۔

ارشاد ہوا کہ حمل قرار پانے کی علامت یہ ہے کہ تین دن رات تمہاری زبان بولنے سے بند رہے گی۔ اور ہر طرح تندرست ہونے کے باوجود تم کسی سے بات چیت نہ کر سکو گے۔ جب یہ علامت ظاہر ہو تو سمجھ جانا کہ حمل قرار پا گیا اب بچہ پیدا ہونے میں فقط معمولی مدت گذرنے کی دیر ہے۔

Marfat.com

یحییٰؑ کی پیدائش

فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤی
پس نکلا اپنی قوم پر محراب سے پس اشارہ کیا
اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِیًّا (۱۱)
ان کی طرف کہ اللہ کی پاکی بیان کرو صبح اور شام
یٰیَحْیٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ
اے یحییٰ پکڑ کتاب کو زور سے

فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤی
پھر لوگوں کے پاس اپنے حجرہ سے نکل کر آیا اور ان سے
اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِیًّا (۱۱)
اشارہ کیا کہ تسبیح کرو صبح اور شام
یٰیَحْیٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ
اے یحییٰ کتاب کو قوت سے پکڑ

آخرکار وہ وقت آیا کہ نشانی ظاہر ہوئی۔ لوگوں کو روزانہ وعظ و نصیحت کرنے کی عادت تھی حسب معمول وقت پر نکلے تو بولا نہ گیا۔ بیماری وغیرہ کوئی نہ تھی۔ ہر طرح تندرست تھے۔ سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوا۔ اس آیت میں ہے کہ لوگوں کے سامنے جب اپنے عبادت کے حجرے سے نکل کر آئے تو اشاروں سے کہا کہ اللہ عزوجل کی عنایتوں کا صبح و شام شکر ادا کرتے رہو۔ یعنی زبان سے سبحان اللہ کا ورد کرو۔ غرض تین رات دن تک زبان تو چل نہ سکی لیکن اشاروں سے انہیں جو کچھ بتا سکتے تھے وہ بتاتے رہے۔

آخر مدّتِ حمل پوری ہونے کے بعد حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور نیک لوگوں کے درمیان پرورش پائی۔ ہوش سنبھالا۔ تو جوان صالح بنے۔ اللہ تعالیٰ نے نبوّت عطا فرمائی اور باپ کی جگہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے کا کام سنبھالا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ پیغام لایا۔ کہ اے یحییٰ! تمہارے والد کمزور اور ضعیف ہوئے۔ تمہیں اللہ تعالیٰ نے قوّت اور زور عطا فرمایا ہے۔ جوانی کا عالم ہے یہ سارا زور اللہ تعالیٰ کی کتاب (یعنی تورات) پر خود عمل کرنے میں اور لوگوں کو اس پر عمل کی ترغیب دینے میں لگا دو۔ اب یہ کام تمہارے باپ کے بس کا نہیں۔ اب ان کی جگہ تم عزم و ہمّت کے ساتھ اسے سنبھالو:

Marfat.com

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے اوصاف

وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا ﴿۱۲﴾ وَّحَنَانًا
دی ہم نے اسے قوت فیصلہ لڑکپن ہی میں اور شوق
مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِیًّا ﴿۱۳﴾
اپنی طرف سے اور پاکیزگی اور تھا وہ پرہیزگار
وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَیْهِ وَلَمْ یَكُنْ جَبَّارًا
اور نیک اپنے ماں باپ کے ساتھ اور نہ تھا سرکش
عَصِیًّا ﴿۱۴﴾ وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ
نافرمان اور سلامتی ہے اسے اس دن جب پیدا ہوا
وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَ یَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا ﴿۱۵﴾ ع
اور جس دن مرے گا اور جس دن اُٹھے گا زندہ

وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا ﴿۱۲﴾ وَّحَنَانًا
اور دے دیا ہم نے اسے فیصلہ لڑکپن ہی میں اور شوق
مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِیًّا ﴿۱۳﴾
اپنی طرف سے اور ستھرائی اور وہ پرہیزگار تھا
وَّبَرًّۢا بِوَالِدَیْهِ وَلَمْ یَكُنْ جَبَّارًا
اور اپنے ماں باپ سے نیکی کرنے والا اور نہ تھا وہ
عَصِیًّا ﴿۱۴﴾ وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ
متکبّر خودسر اور سلام اس پر ہے جس دن وہ پیدا ہوا
وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا ﴿۱۵﴾ ع ۱۵ ۴
اور جس دن مرے اور جس دن اُٹھ کھڑا ہو زندہ ہو کر

حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو شروع ہی سے بڑے سمجھ دار اور دانا تھے، فضول باتوں اور کھیل کود سے دُور رہتے تھے بھلی اور بُری باتوں میں تمیز کرتے تھے بُرے کاموں سے بچتے تھے، بڑے نرم دل تھے سب کے ساتھ مہربانی اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ ان کا دل پیدائشی طور پر اللہ عزّ و جل کی محبّت اور اس کے خوف سے بھرا ہُوا تھا۔ وہ اللہ کی کتاب تورات کو پڑھ کر اس کا مطلب خوب سمجھتے تھے۔ جن باتوں سے اس میں بچنے کے لیے کہا گیا تھا، ان سے پرہیز کرتے تھے اور جن باتوں کے کرنے کی ہدایت تھی، انہیں کرتے تھے۔ ماں باپ کے بڑے فرماں بردار تھے۔ ضدی اور ہٹی نہ تھے۔ شرارت اور گستاخی سے پاک تھے۔ نہایت فرماں بردار اور نیک تھے اور اللہ عزّ و جل نے ان پر وحی بھیجی۔ اور ان کو پیدائش سے لے کر مرتے دم تک اور مرنے کے بعد قیامت تک پریشانی اور بے اطمینانی سے محفوظ رکھا:

Marfat.com

قصّۂ مریمؑ

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ
اور ذکر کر کتاب میں مریم کا جب علیحدہ ہوئی وہ
مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ
اپنے لوگوں سے ایک جگہ مشرقی کی جانب پس ڈال لیا
مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا
ان کے ورے پردہ پس ہم نے بھیجا اس کی طرف
رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾
اپنا فرشتہ پس بن گیا وہ اس کے آگے آدمی پورا

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ
اور ذکر مریم کا کتاب میں جب اپنے لوگوں
مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ
سے جدا ہوئی ایک مشرقی مکان میں اور ان کے سامنے
مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا
پردہ ڈال لیا پھر ہم نے اس کے پاس
رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾
اپنا فرشتہ بھیجا پھر وہ اس کے سامنے پورا آدمی بن کر آیا

اِنْتَبَذَتْ (الگ چلی گئی) ماضی کا صیغہ ہے اِنْتِبَاذٌ سے جس کے معنی علیحدہ ہو جانا۔ الگ ہونا ہیں۔ اس کا مادہ ن۔ ب۔ ذ ہے نَبْذٌ کے معنی جدا کر دینے اور علیحدہ پھینک دینے کے ہیں۔

رُوْحٌ (فرشتہ) اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں جو اللہ عزوجل کی طرف سے اہم کام کرنے پر مامور ہیں۔ فرشتوں میں جسمانی خواہشیں بالکل نہیں ہوتیں اس لیے انہیں رُوح کہتے ہیں۔

سَوِیٌّ (کامل) یہ لفظ پہلے گذرا ہے یہاں اس سے مراد ہے صحیح سالم بغیر کسی کمی کے انسان سے فرشتے اسی شکل میں ملتے ہیں۔

حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر اس سے پہلے سورۂ آل عمران میں گذر چکا ہے۔ ان کا کام سوا اللہ کی عبادت کے کچھ نہ تھا۔ کیونکہ ان کی والدہ نے یہ منّت مانی تھی۔ بچپن سے اس وقت کے قاعدے کے مطابق اللہ کے ذکر میں مشغول رہتی تھیں۔ جس وقت ہوش سنبھالا تو عفّت و عصمت کی مجسّم تصویر تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بغیر کسی مرد سے ملے حاملہ ہوئیں۔ اور مدّت مقررہ گذرنے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے بطن سے پیدا ہوئے۔

حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر اس کتاب میں ہونا ضروری ہے۔ تاکہ لوگ غلط فہمی سے بچیں۔ حضرت مریم علیہا السلام جوان ہونے کے بعد غسل کرنے کے لیے لوگوں سے الگ ایک اکیلے مکان میں گئیں اپنے اور گھر والوں کے درمیان پردہ ڈال لیا۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ کے بھیجے ہوئے ایک پوری انسانی شکل میں ان کے سامنے ظاہر ہوئے۔

Marfat.com

فرشتے سے کلام

قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ

مریم نے کہا میں پناہ مانگتی ہوں رحمٰن کی تجھ سے اگر

كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ

تو ہے خدا ترس بولا کچھ نہیں میں تو بھیجا ہوا ہوں

رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾

تیرے رب کا تاکہ عطا کروں تجھ کو ایک لڑکا پاک صاف

قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ

بولی کیسے ہوگا میرے لیے لڑکا حالانکہ چھوا نہیں مجھے

بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾

کسی بشر نے اور نہ میں ہوں بدکار

قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ

بولی مجھے تجھ سے رحمٰن کی پناہ اگر تو ہے

كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ

ڈر رکھنے والا بولا میں تو تیرے رب کا بھیجا

رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾

ہوا ہوں اس لیے کہ تجھ کو ایک ستھرا لڑکا عطا کروں

قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ

بولی میرے لڑکا کیسے ہوگا مجھ کو کسی آدمی نے چھوا

بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ الربع

تک نہیں اور نہ میں بدکار ہوں

بَغِیٌّ: (بدکار) صفت کا صیغہ ہے ب۔غ۔ی سے۔ بغیٌ کے معنی طلب کرنا۔ تلاش کرنا۔ محاورہ میں بدکار اور فاجرہ عورت کو کہتے ہیں۔

حضرت مریم علیہا السلام نے اس سے کہا کہ صورت شکل تو تمہاری پاکبازوں اور پرہیزگاروں کی سی ہے۔ لیکن اس طرح بے باکانہ آجانا موجب حیرت و شک ہے۔ اگر تو پاکباز ہے۔ تو تیرے دل میں اللہ عزوجل کا ضرور خوف ہوگا۔ مجھے اس کی رحمت سے امید ہے کہ مجھے وہ تیرے شر سے بچالے گا۔ غرض اسی طرح کی باتیں کیں۔ جو ایک پاکباز خداترس خاتون کو ایسے موقعہ پر کرنی چاہئیں۔ فرشتے نے کہا۔ کہ میں فرشتہ ہوں۔ میری طرف سے بدگمانی فضول ہے مجھے تیرے رب نے تیری طرف بھیجا ہے اور حکم دیا ہے۔ کہ تجھے ایک صاف ستھرا بیٹا دوں۔ حضرت مریم علیہا السلام کو اس سے تو اطمینان ہوگیا کہ فرشتہ کی طرف سے ایسی برائی کوئی نہ ہوگی جس کا دل میں وہم گذر رہا ہے۔ لیکن خوف جاتے ہی دل میں دلیری آئی اور سخت تعجب کیا کہ میرے لیے بیٹے کا کیا امکان ہے میرا نہ تو کوئی شوہر اور نہ میں کسی سے ناجائز تعلق رکھنے والی ہ

Marfat.com

اللہ کی قدرت

قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ

فرشتے نے کہا اسی طرح ہوگا فرمادیا ہے تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے

وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ

اور تاکہ کریں ہم اس کو نشانی لوگوں کے لیے اور رحمت ہماری طرف سے

وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ

اور ہے وہ ایک امر فیصلہ شدہ پس اٹھایا مریم نے اس کو

فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾

پھر چلی گئی اسے لے کر ایک جگہ دور کی

قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ

بولا یونہی ہے تیرے رب نے فرما دیا وہ مجھ پر آسان ہے

وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ

اور اس کو ہم لوگوں کے لیے نشانی کیا چاہتے ہیں اور اپنی طرف سے

وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ

مہربانی اور یہ کام مقرر ہوچکا وہ حاملہ ہوگئی پھر

فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾

اس کو لے کر ایک بعید مکان میں یک سو ہوئی

حَمَلَتْ (حاملہ ہوئی) ماضی کا صیغہ ہے ح م ل سے حمل کے معنی بوجھ اٹھانے کے ہیں۔ حاملہ کے معنی بوجھ اٹھانے والی۔ اس سے مراد حمل ٹھیر جانا ہے ؛ قَصِيًّا (بعید۔ دور کا) صفت کا صیغہ ہے۔ ق ص و سے قصو کے معنی دور ہونا۔ قصیًّا: دور فاصلہ پر۔ حضرت مریمؑ کے تعجب کے جواب میں فرشتے نے مختصر جواب دیا اور کہا۔ کہ اللہ عزوجل کے کام ظاہری اسباب کے پابند نہیں۔ اصل سبب اس کا ارادہ ہے۔ اس لڑکے کو فقط عورت سے پیدا کرنے کا ارادہ ہوچکا ہے۔ اور اس میں ایک حکمت ہے۔ وہ یہ کہ لوگ اس کی پیدائش کو دیکھ کر ہماری قدرت کا ٹھیک اندازہ کرلیں اور پھر خود وہ لڑکا ہماری طرف سے دُنیا کے لیے ایک رحمت ثابت ہو۔

غرض فرشتے نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت مریم علیہ السلام کے اندر لڑکے کی روح پھونک دی۔ آپ حاملہ ہوگئیں۔ پھر جب ولادت کا وقت قریب آیا۔ تو لوگوں کی نگاہ سے مصلحتاً بچ کر کہیں دور کسی مقام پر چلی گئیں جس کا نام مفسرین نے بیت اللحم بتایا ہے اور جو بیت المقدس سے جہاں وہ رہتی تھیں آٹھ میل کے فاصلہ پر تھا۔ یہاں سے اور اس کے علاوہ دوسری آیتوں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت مریم علیہا السلام کو حمل رہنا کرامت اور خرق عادت کے طور پر تھا۔ لوگ جو خواہ مخواہ ان کی شادی ایک مرد سے ہونا ثابت کرنے کے درپے ہیں۔ وہ اللہ عزوجل کی قدرت کا صحیح اندازہ نہیں کرسکے اور زبردستی آیت کی تاویل کرتے ہیں ؛

Marfat.com

ولادتِ مسیح

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَةِ

پس لے آیا اس کو دردِ زہ طرف جڑ کے ایک کھجور کی

قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ

بولی کاش میں مرچکی ہوتی پہلے اس کے اور ہو جاتی

نَسْیًا مَّنْسِیًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ

نیست نابود پس پکارا اس کو اس کے نیچے سے

اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ

کہ نہ رنجیدہ ہو تحقیق کر دیا ہے تیرے رب نے تیرے نیچے

سَرِیًّا ﴿۲۴﴾

چشمہ

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَةِ

پھر دردِ زہ کے مارے ایک کھجور کے درخت کی جڑ کی طرف

قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ

آئیں کہنے لگی کاش کسی طرح میں مرچکتی اس سے پہلے اور

نَسْیًا مَّنْسِیًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ

ہو جاتی بھولی بسری پھر اس کو اس کے نیچے سے آواز آئی

اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ

کہ غمگین مت ہو تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ

سَرِیًّا ﴿۲۴﴾

جاری کر دیا ہے

نَسْیًا مَّنْسِیًّا بھولی بسری۔ یہ دونوں لفظ مادہ ن۔س۔ی سے بنے ہیں جس سے نسیان بنا ہے پھر اس کے معنی بھول جانے کے ہیں محاورہ کے طور پر اکٹھے استعمال ہوتے ہیں نَسْیٌ ایسی چیز کو کہتے ہیں جسے ردّی کر کے پھینک دیا جائے اور پھر اس کا خیال بھی دل میں نہ آئے۔ مَنْسِیٌّ نسیان سے اسم مفعول ہے جس کے معنی ہیں وہ چیز جو بھلا دی گئی ہو۔ سَرِیٌّ چشمہ صفت کا صیغہ ہے س۔ر۔ی سے سَرِیٌّ کے معنی چپ چاپ بہنا۔ اسی سے اِسْرَاءٌ بنا ہے جس کا بیان شروع میں گذر چکا ہے یہاں اس سے مراد چشمہ ہے جو زمین سے چپ چاپ نکل کر بہنے لگے۔

ارشاد ہے کہ دردِ زہ شروع ہوا تو حضرت مریمؑ بے تابانہ تن تنہا جنگل میں نکل گئیں اور ایک کھجور کے درخت کا جو کسی قدر اونچے ٹیلے پر اگا ہوا تھا سہارا لیا۔ ایک طرف تو درد کی مصیبت دوسری طرف تنہائی۔ پھر بدنامی اور رسوائی کا خیال۔ بے ساختہ منہ سے نکلا۔ کاش میں اس سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور لوگ بالکل مجھے بھول بھال گئے ہوتے۔ اتنے میں ٹیلے کے نیچے سے آواز آئی جو جبریلؑ کی تھی کہ گھبراؤ مت غمگین مت ہو۔ اللہ عزوجل نے اپنی قدرت سے آرام کا سامان تیرے لیے مہیّا کر دیا ہے۔ اسے جب کوئی کام کرنا ہوتا ہے تو اس کا مناسب انتظام بھی کر دیتا ہے تیرے ٹیلے کے نیچے صاف پانی کا چشمہ پھوٹ نکلا ہے اور اللہ عزوجل نے اپنی قدرت سے تیرے نیچے اس کو جاری کر دیا ہے یہ تو پانی کا انتظام ہوا جو سخت ضرورت کی چیز ہے ؛

Marfat.com

ضروری سامان

وَهُزِّیْٓ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ
اور ہلا اپنی طرف تنہ کھجور کا گرائے گا وہ
عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِیْ وَ اشْرَبِیْ
تجھ پر تازہ پکی کھجوریں پس کھا اور پی
وَقَرِّیْ عَیْنًا ج فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ
اور ٹھنڈی رہ آنکھوں سے پس اگر دیکھ ہی لے تو آدمی میں سے
اَحَدًا ۙ فَقُوْلِیْٓ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ
کوئی تو کہہ دے تحقیق میں نے مانا ہے رحمٰن کے لیے
صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا ﴿۲۶﴾
روزہ پس ہرگز نہ بولوں گی آج کسی آدمی سے

وَهُزِّیْٓ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ
اور ہلا اپنی کھجور کی جڑ اس سے تجھ پر
عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِیْ وَاشْرَبِیْ
پکی کھجوریں گریں گی اب کھا اور پی
وَقَرِّیْ عَیْنًا ج فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ
اور آنکھ ٹھنڈی رکھ پھر اگر تو کوئی آدمی
اَحَدًا ۙ فَقُوْلِیْٓ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ
دیکھے تو کہیو میں نے مانا رحمٰن کا
صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا ﴿۲۶﴾
روزہ سو میں آج کسی آدمی سے بات نہ کروں گی

هُزِّیْ (ہلا تو) امر مؤنث کا صیغہ ہے ہ۔ز۔ز سے۔ ھَزٌّ کے معنی ہلانا، جھٹکا دینا۔

تُسَاقِطْ (گرائے گی تجھ پر) مضارع مؤنث ہے مُسَاقَطَۃٌ سے جس کا مادہ س ق ط ہے سُقُوْطٌ کے معنی گرنا۔ مُسَاقَطَۃٌ: گرانا

جَنِیًّا (توڑنے کے قابل) صفت کا صیغہ ہے ج ن ی سے۔ جَنِیٌّ کے معنی پکے پھل توڑنا۔ جَنِیٌّ: وہ پھل جو پک گیا ہو اور جھڑ جائے یا توڑ لیا جائے۔

فرشتے نے آواز دی۔ کہ ٹھنڈے پانی کا چشمہ تیرے نیچے جاری کر دیا گیا ہے اور جس کھجور کے نیچے تو ہے اسے اپنی بساط کے مطابق ہلا۔ یہ تجھ پر پکی تازی کھجوریں گرائے گی۔ یہ تیرے کھانے پینے کا بندوبست ہے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ بچہ آپ ہی آپ پاک صاف ہو گا اس لیے کھا اور پی اور بچے کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کر۔

اگر کوئی آدمی آ ہی نکلے اور تجھ سے کچھ پوچھنا چاہے تو اسے اشارے سے سمجھا دینا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے نہ بولنے کا روزہ نذر مانا ہے۔ بس آج کسی آدمی سے نہ بولوں گی۔ اس وقت اس کی شریعت کے مطابق نہ بولنے کا روزہ بھی رکھا جا سکتا تھا۔

Marfat.com

لوگوں کا تعجّب

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا

پس آئی اسے لے کر اپنی قوم میں اٹھائے ہوئے بولے

يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾

اے مریم البتہ تحقیق آئی تو۔ ایک چیز کے پاس جو انوکھی ہے

يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ

اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ آدمی بُرا

وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾

اور نہ تھی تیری ماں بدکار

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا

پھر اس کو گود میں اپنے لوگوں کے پاس لائی لوگ کہنے لگے

يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾

اے مریم تو نے ایک بات کی غضب کی

يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ

اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تھا

وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾

اور نہ تیری ماں بدکار تھی

تَحْمِلُهٗ (اٹھاتی تھی اسے) مضارع کا صیغہ ہے ح۔م۔ل سے حَمْلٌ کے معنی اس سے پہلے پیٹ میں اٹھانے کے تھے۔ یہاں اس سے مراد گود میں اٹھانا ہے۔ فَرِيًّا: (عجیب۔ سب سے نرالا) صفت کا صیغہ ہے۔ ف۔ر۔ی سے فَرْيٌ کے معنی تراشنا۔ گھڑنا۔ اسی سے افترا بنا ہے۔ جو پہلے گذر چکا ہے۔ یہاں اس سے مراد ایسی بات ہے جو دستور کے خلاف ہو اور برائی اور بدنامی کا باعث ہو۔

اُخْتَ هٰرُوْنَ (ہارون کی بہن) ہوسکتا ہے کہ حضرت مریم کا بھائی ہارون نام کا ہو۔ یا اس لیے کہ وہ حضرت ہارون کے رشتہ داروں میں تھیں ان کو ہارون کی بہن کہہ دیا۔ بَغِيٌّ: (بدکار) یہ لفظ اسی رکوع میں پہلے گذرا ہے۔

حضرت مریمؑ جب اپنے بچہ کو گود میں اٹھائے ہوئے اپنے رشتہ دار واقف کار لوگوں کے پاس اپنے شہر میں آئیں۔ تو انہوں نے بڑا تعجب کیا اور کہنے لگے کہ یہ کیا غضب ہے کہ کنواری لڑکی کے ہاں بچّہ پیدا ہو یہ تو تُو نے ایسی بات کی ہے جو رسم و آئین شرع اور شریف لوگوں کے دستور کے بالکل خلاف ہے اور راہوں پرایوں میں سخت بدنامی کا باعث ہے۔ تیرے خاندان کو ہم سب جانتے ہیں۔ تیرا باپ کوئی بدنام آدمی نہ تھا۔ تیری ماں بھی ایک عفیفہ پاکدامن خاتون تھی۔ اس سے کوئی ایسا کام سرزد نہیں ہوا۔ جو اس کے نام یا اس کے خاندان کے نام پر دھبّہ لگائے ایسے پاکباز، نیک نام لوگوں میں یہ تُو کہاں سے پیدا ہوگئی کہ بنا گل کھلایا۔ غرض اسی طرح کی باتیں لوگوں کے منہ سے نکلتی ہوں گی جن کا حضرت مریمؑ کے دل میں پہلے سے ہی کھٹکا لگا ہوا تھا اور جن کو سوچ سوچ کر وہ اپنی جان ہلکان کر رہی تھیں لیکن ان کا ضمیر بالکل پاک صاف تھا۔

Marfat.com

حضرت مریمؑ کی پاک دامنی

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۗ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ
پس اشارہ کیا مریمؑ اس کی طرف کہنے لگے کیسے بات کریں ہم اس سے جو
كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ
ہے گود میں بچہ بچہ بولا تحقیق میں بندہ ہوں
اللّٰهِ ۗ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿٣٠﴾
اللہ کا دی ہے اس نے مجھے کتاب اور کیا ہے اس نے مجھے نبی
وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠
اور بنایا ہے اس نے مجھے برکت والا جہاں کہیں میں ہوں

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۗ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ
پس مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کیا بولے کیوں کر بات کریں ہم
كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ
اس سے جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے وہ بچہ بولا میں ہوں
اللّٰهِ ۗ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿٣٠﴾
اللہ کا بندہ اس نے مجھے کتاب دی ہے اور اس نے مجھے نبی کیا ہے
وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠
اور مجھ کو برکت والا بنایا جس جگہ میں ہوں

آخر حضرت مریمؑ کو وہ مرحلہ پیش آیا جس سے وہ ڈرتی رہتی تھیں۔ یہ ہو نہ سکتا تھا کہ بچہ کو لے کر اپنے کنبہ والوں رشتہ داروں اور وطن کے لوگوں سے علیحدہ چھپ کر رہیں آخر اس بچہ کو لے کر اپنے شہر میں اپنے کنبہ قبیلہ والوں کے پاس آئیں۔ تو لوگوں نے ملامت اور طعنوں کے لیے زبان کھولی۔ اب آخر حضرت مریمؑ کہیں تو کیا کہیں ناچار بچہ سامنے کر دیا۔

یہ ایک طرح کا اشارہ تھا۔ کہ یہ آپ ہی بتائے گا۔ کہ یہ کون ہے۔ کس طرح دنیا میں آیا۔ شاید یہ مطلب ہو کہ بڑے ہو کر اس کا کردار اور اس کی باتیں اصل حقیقت کو ظاہر کر دیں گی۔ لیکن قربان جائیے اللہ عزوجل کے رحم و کرم کے کہ معاملہ کو آئندہ پر نہ چھوڑا اور اسی وقت اس کا فیصلہ کر دیا کہ آئندہ کسی عقل مند کو مجال گفتگو نہ رہی۔ اور وہ اس طرح کہ بچے کو بولنے کی قوت عطا کر دی۔ اور اس نے لوگوں کے سامنے زبان سے گواہی دی کہ مجھے اللہ عزوجل نے اپنی قدرت سے فقط ماں کے پیٹ سے پیدا کیا۔ میں اس کا بندہ ہوں۔ مجھے اس نے ایک کام سپرد کیا ہے اور اس کے لیے مجھے اپنی کتاب عطا کی ہے اور مجھے اپنا نبی بنایا ہے۔ اور مجھے ایسا بھاگوان اور نصیبہ ور بنایا ہے کہ جہاں بھی جاؤں وہیں میرے ساتھ خیر و برکت بھی جائے اور لوگوں کی مصیبتیں اور دکھ سب دفع ہو جائیں۔ آپ نے اگرچہ منہ سے نہیں کہا کہ میں بغیر باپ کے پیدا ہوا ہوں۔ لیکن جو کہا اس سے یہ صاف ظاہر ہے:۔

Marfat.com

بچّہ کا بقیّہ بیان

وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَادُمْتُ
اور اس نے حکم دیا مجھے نماز کا اور زکوٰۃ کا جب تک رہوں میں
حَیًّا (۳۱) وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ
زندہ اور نیکی کرنے والا اپنی ماں سے اور نہیں کیا مجھے
جَبَّارًا شَقِیًّا (۳۲) وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ
سرکش بدنصیب اور سلام ہے مجھ پر جس دن
وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ
میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں اور جس دن
اُبْعَثُ حَیًّا (۳۳)
اٹھایا جاؤں زندہ کر کے

وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَادُمْتُ
اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک
حَیًّا (۳۱) وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ
میں زندہ رہوں اور نیک سلوک کرنے والا اپنی ماں سے اور مجھ کو سرکش
جَبَّارًا شَقِیًّا (۳۲) وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ
اور بدنصیب نہیں بنایا اور مجھ پر سلام ہے جس دن میں پیدا
وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ
ہوا اور جس دن میں مروں اور جس دن
اُبْعَثُ حَیًّا (۳۳)
زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوں

بچّہ نے کہا کہ اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے اور کتاب عنایت کی ہے لوگوں کو فائدہ پہنچانے والا قرار دیا ہے پھر کہا کہ مجھے اللہ عزوجل نے نماز کا اور پاک صاف رہنے کا حکم دیا ہے جب تک زندہ ہوں میں اللہ تعالیٰ کی جان و دل سے عبادت کروں گا جس کی بہترین شکل نماز ہے جس میں زبان، ہاتھ، پاؤں سب سے اس کے سامنے اس کا بڑا ہونا اور اپنا عاجز ہونا ظاہر کیا جاتا ہے اور کھڑے ہو کر، جھک کر، بیٹھ کر، زمین پر پیشانی رکھ کر ہر حالت میں اس کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ اس نے مجھے زکوٰۃ کا بھی حکم دیا ہے جس سے ہر چیز کی صفائی حاصل ہو۔ اس میں دل اور نیّت کا صاف رکھنا۔ بدن اور کپڑوں پر سے نجاست کا دُور کرنا۔ مال و دولت کا ایک حصّہ اللہ کے لیے خیرات کر کے اس کو پاک اور طیّب بنانا۔ غرض ہر طرح سے ہر بات میں پاکیزگی اختیار کرنا آجاتا ہے۔ پھر مجھ کو خوش خلق اور خلق کا ہمدرد بنایا ہے۔ خاص کر اپنی والدہ ماجدہ کا فرمان بردار اور خدمت گذار رہنے کا حکم دیا ہے میرا مزاج سخت نہیں بنایا اور نہ مجھے سرکش، تکبّر کرنے والا، منحوس اور بدبخت قرار دیا ہے۔ ہر شخص کے ساتھ نرمی اور مہربانی اور شفقت کا برتاؤ کرنا میری سرشت میں داخل ہے اللہ عزوجل کی طرف سے مجھ پر سلامتی اور رحم و کرم کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ اللہ کا مجھ پر سلام ہے پیدائش کے دن بھی اور مرنے کے دن بھی اور اس دن بھی جب میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا:

Marfat.com

سچّی بات

ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ

یہ ہے عیسٰی بیٹا مریم کا کہہ دی اصلی بات

الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ (۳۴) مَا كَانَ لِلَّهِ

جس کے اندر وہ جھگڑتے ہیں نہیں ہے اللہ کے لیے

أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ ۖ سُبْحَانَهُ ۚ إِذَا قَضَى أَمْرًا

کہ بنا دے کوئی بیٹا پاک ہے وہ جب فیصلہ کرتا ہے ایک کام کا

فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (۳۵)

تو یہی ہوتا ہے کہ کہتا ہے اس سے ہوجا پس وہ ہوجاتا ہے

ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ

یہ ہے عیسٰی مریم کا بیٹا سچی بات کہہ رہا ہوں

الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ (۳۴) مَا كَانَ لِلَّهِ

جس میں یہ لوگ جھگڑتے ہیں اللہ ایسا نہیں جو

أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ ۖ سُبْحَانَهُ ۚ إِذَا قَضَى أَمْرًا

اولاد رکھے وہ پاک ذات ہے۔ جب کسی کام کا کرنا ٹھہرا لیتا ہے

فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (۳۵)

تو اس کے لیے فقط یہی کہتا ہے کہ ہو بس وہ ہو جاتا ہے

قَوْلَ الْحَقِّ (بات سچّی) قَوْلَ کے لام پر زبر ہے کیونکہ یہ مفعول مطلق ہے قَالَ کا۔ جو یہاں محذوف ہے اور قَالَ کی ضمیر اللہ عزوجل کی طرف ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حقیقت حال بتا دی۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش کا قصہ تفصیل کے ساتھ بیان کر کے ارشاد ہے کہ یہی وہ عیسٰی ابن مریم ہے جس کی بابت ہم نے سچی حقیقت بیان کر دی۔ عیسائی ان کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں۔ کسی نے کوشش کی کہ حضرت مریمؑ کی شادی یوسف نجّار سے ہونا ثابت کرے۔ سیدھی سادی بات فقط یہ ہے کہ حضرت مریمؑ کی کسی سے شادی ہوئی ہی نہیں اور نہ وہ (نعوذ باللہ) بدکار تھیں۔ خود حضرت مریم علیہا السلام نے اس کا اعلان کر دیا۔ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام نے جو اپنی بابت کہا اس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور اس میں اللہ عزوجل کی کوئی حکمت پوشیدہ تھی کہ اس نے انہیں معجزہ کے طور پر باپ کے واسطے کے بغیر پیدا کیا۔ وہ خود بھی پاک صاف اور ان کی والدہ بھی بُری باتوں سے بالکل بری ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے مجھے نبی مقرر کیا ہے۔

آگے ارشاد ہے کہ اللہ کو بیٹے کی ضرورت نہیں۔ اسے اپنا کام کرنے میں کوئی مددگار نہیں چاہیئے۔ جب اس کا ارادہ ہو جاتا ہے کہ کوئی کام ہو وہ براہِ راست اسے حکم دیتا ہے کہ ہو جا۔ یہ کہتے ہی وہ ہو جاتا ہے۔ گو اسے ظاہر میں موجود ہونے کچھ دیر لگے لیکن وعدہ رُک نہیں سکتا۔

Marfat.com

اختلاف مت کرو

وَاِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ؕ
اور تحقیق اللہ میرا رب اور تمہارا رب ہے سو اس کی عبادت کرو
ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۳۶﴾ فَاخْتَلَفَ
یہ راستہ سیدھا ہے پس الگ الگ ہو گئے
الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِھِمْ ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ
فرقے ان میں سے سو خرابی ہے ان کے لیے
کَفَرُوْا مِنْ مَّشْھَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۳۷﴾
جو کافر ہوئے سامنے آجانے سے ایک دن بڑے کے

وَاِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ؕ
اور کہا بے شک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے سو اس کی بندگی کرو
ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۳۶﴾ فَاخْتَلَفَ
یہ ہے سیدھی راہ پھر ان میں سے
الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِھِمْ ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ
فرقوں نے جدا جدا راہ اختیار کی سو منکروں کے لیے خرابی
کَفَرُوْا مِنْ مَّشْھَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۳۷﴾
ہے جس وقت ایک بڑا دن دیکھیں گے

اصل میں اللہ کی قدرت کو پورے طور پر مان کر اسی کو اپنا رب ماننا چاہیئے۔ کیونکہ غور کرنے سے معلوم ہو جائیگا کہ کسی آدمی کی تربیت کا کیسا ہی اعلیٰ انتظام کیوں نہ کیا جائے۔ آخر میں جا کر بات اللہ عزّ وجل ہی پر ٹھیرتی ہے کہ وہ آدمی کیسا ثابت ہوتا ہے۔ استعداد اور قابلیت انسان کے اپنے بس کی نہیں۔ اور جب تک استعداد اور قابلیت نہ ہو۔ کوئی نظام تعلیم و تربیت مفید نہ ہو گا۔ اس لیے میرا اور تمہارا اصلی رب وہی ذات بے ہمتا ہے۔ اسی کی عبادت کرنی چاہیئے۔ انسان کے لیے سیدھی راہ یہی ہے۔ لیکن اس کے اپنے خیالات اور زبردستی کے پیدا کیے ہوئے عقیدے اس راہ میں رکاوٹ ہو جاتے ہیں۔ جس کو دیکھو اپنا ایک الگ گروہ بنائے ہوئے ہے۔ اختلاف کی وجہ سوا اس کے کچھ نہیں کہ لوگ اپنے دنیاوی مفاد کی خاطر سیدھی راہ سے اوروں کو روکتے ہیں اور جب تک اپنی الگ راہ نہ بنالیں چین سے نہیں بیٹھتے۔ لیکن دنیا کے یہ جھگڑے عنقریب ہی ختم ہو جائیں گے۔

جنہوں نے دُنیا کی عارضی طاقت زور اور ظلم سے حاصل کی ہوئی ہے۔ ان کا مرنے کے بعد ایک بڑے دن سے سابقہ پڑنے والا ہے اللہ کے نہ ماننے والے اس دن بڑے خسارے میں ہوں گے۔ جب وہ دن آجائے گا تو جو لوگ دُنیا میں ایمان لا چکے ہیں ان کا ایمان ہی ان کے کام آئے گا۔ منکروں کو سوا تباہی و بربادی کے کچھ ہاتھ نہ لگے گا۔

Marfat.com

انسان کی غفلت

اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا
کیا خوب سنتے ہوں گے اور دیکھتے ہوں گے جس دن آئیں گے ہمارے پاس
لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِیْ ضَلٰلٍ
لیکن بے انصاف آج کے دن گمراہی میں ہیں
مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ
ظاہر اور ڈرا دے ان کو حسرت کے دن سے
اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ
جب فیصلہ کردیا جائیگا کام کا اور وہ غفلت میں ہیں اور وہ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ
ایمان نہیں لاتے بے شک ہم وارث ہوں گے زمین کے
وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۴۰﴾
اور جو اس پر ہے اور ہماری ہی طرف وہ لوٹ کر آئیں گے

اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا
جس دن ہمارے پاس آئیں گے کیا خوب سنتے اور دیکھتے ہوں گے
لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِیْ ضَلٰلٍ
پر بے انصاف آج کے دن صریح بہک
مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ
رہے ہیں اور ان کو اس پچھتاوے کے دن کا ڈر سنا دے
اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ
جب کام فیصلہ ہو چکے گا اور وہ بھول رہے ہیں اور وہ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ
یقین نہیں لاتے اور ہم زمین کے اور جو کوئی اس میں ہے وارث
وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۴۰﴾ ع ۵
ہوں گے اور وہ ہماری ہی طرف پھر آئیں گے

انسان کو آج ہی دنیا میں قرآن مجید اس غلطی سے آگاہ کرنا چاہتا ہے اگر اپنے باپ دادا اور قوم کے طور طریقوں کی وجہ سے وہ قرآن مجید کی باتوں پر یقین نہ کر سکا تو قیامت کے دن وہ بڑی حسرت اور پچھتاوے میں مبتلا ہو گا کیوں کہ اس دن اس کی آنکھوں کے سامنے ساری حقیقت آجائے گی اور اس کے کان میں حق کی آوازیں گونجیں گی۔ ارشاد ہے کہ آج دنیا میں پھنس کر لوگ حق کو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں۔ وہ غفلت میں پھنسے ہوئے ہیں اللہ پر ایمان نہیں لاتے لیکن ایک دن ایسا آئے گا کہ اپنے دنیا کے رشتہ داروں اور ساتھیوں کو یہیں چھوڑ کر ہمارے پاس چلے آئیں گے اور ان کے مالک اور وارث ہم ہوں گے یہ لوگ وہاں ان کے کچھ کام نہ آئیں گے نہ یہ ان کا رنج، غم، پچھتاوا کچھ ان سے دور کر سکیں گے اور نہ جانی اور مالی کسی قسم کی مدد پہنچا کر ان کو عذاب سے بچا سکیں گے۔ قرآن مجید اس بات پر زور دیتا ہے کہ اگر اس کی بتائی ہوئی باتیں آج ہی مان لو گے تو قیامت میں پچھتاوے اور حسرت سے بچ سکو گے ورنہ مرنے کے بعد تو ہر شخص دیکھ اور سن ہی لے گا کہ یہی باتیں سچ تھیں اس وقت جو اپنی کوتاہیوں کا قلق ہو گا۔ وہ بیان سے باہر ہے ؏

Marfat.com

اور رسولوں کا ذکر

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ

اور یاد کر کتاب میں ابراہیم کو تحقیق وہ تھا

صِدِّيْقًا نَّبِيًّا (۴۱) اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ

سچّا نبی جب کہا اس نے اپنے باپ سے اے میرے باپ

لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ

کیوں پوجتا ہے تو اسے جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ فائدہ دے

عَنْكَ شَيْـًٔا (۴۲) يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ

تجھے کچھ اے میرے باپ تحقیق آیا ہے میرے پاس

مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ

ایسا علم جو نہیں آیا تیرے پاس پس پیروی کر میری

اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا (۴۳)

دکھاؤں میں تجھ کو راستہ سیدھا

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ

اور ذکر کر کتاب میں ابراہیم کا بے شک وہ

صِدِّيْقًا نَّبِيًّا (۴۱) اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ

سچّا نبی تھا جب کہا اس نے اپنے باپ سے اے میرے باپ

لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ

کیوں پوجتا ہے تو اس کو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ تیرے

عَنْكَ شَيْـًٔا (۴۲) يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ

کچھ کام آئے اے باپ میرے اس ایک چیز کی خبر آئی

مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ

ہے جو تیرے پاس نہیں آئی پس میرے پیچھے چل تجھے

اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا (۴۳)

سیدھی راہ دکھاؤں

یہاں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر شروع ہے وہ اللہ کے نبی تھے جو باتیں وہ کہتے تھے بالکل سچی ہوتی تھیں۔ ان کا باپ جس کا نام سورۃ الاعراف میں آذر گذر چکا ہے وہ مٹی یا پتھر کے بُت بنا بنا کر لوگوں کے ہاتھ بیچتا تھا۔ اور وہ لوگ اور آذر خود بھی ان کے سامنے ماتھا ٹیکتے تھے اور عبادت کی ساری رسمیں ادا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا کیوں ان گونگے بہرے بتوں کی عبادت کرتے ہو یہ تو تمہارے کام نہیں آسکتے۔ ابّا جان! انہیں چھوڑیئے اور میری بات سنیے مجھے ایک ایسی بات کا پتہ چلا ہے کہ تمہارے پاس اس کا ذرا بھی علم نہیں۔ میں نے دُنیا بھر کی عظیم الشان چیزوں کو دیکھا ہے۔ یہ بُت تو ان کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ میں نے ستاروں، چاند اور سورج کی حالت پر غور کیا ہے ان میں سے کوئی بھی اس قابل نہیں جس کو رب مان کر ان کی عبادت کی جائے۔ میرے نزدیک آپ کے لیے سب سے اچھی صلاح یہ ہے کہ آپ میرے کہنے پر عمل کریں اور جو میں کہتا وہ کرتے جائیں میں آپ کو بالکل سیدھے اور صاف راستہ پر ڈال دوں گا جس کے بعد آپ کو کوئی خطرہ نہ رہے گا۔

Marfat.com

باپ کو نصیحت

يَٰٓأَبَتِ لَا تَعْبُدِ ٱلشَّيْطَٰنَ ۖ إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ

اے میرے باپ مت پوجا کر شیطان کی تحقیق شیطان

كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾ يَٰٓأَبَتِ إِنِّىٓ

ہے رحمٰن کا نافرمان اے میرے باپ تحقیق

أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ ٱلرَّحْمَٰنِ

میں ڈرتا ہوں کہ آلگے تجھے ایک آفت رحمٰن کی طرف سے

فَتَكُونَ لِلشَّيْطَٰنِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾

پس ہوجائے تو شیطان کا ساتھی

يَٰٓأَبَتِ لَا تَعْبُدِ ٱلشَّيْطَٰنَ ۖ إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ

اے میرے باپ شیطان کو مت پوج بے شک شیطان

كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾ يَٰٓأَبَتِ إِنِّىٓ

رحمٰن کا نافرمان ہے اے میرے باپ میں

أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ ٱلرَّحْمَٰنِ

ڈرتا ہوں کہ کہیں تجھے کوئی آفت رحمٰن سے آلگے

فَتَكُونَ لِلشَّيْطَٰنِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾

پھر تو شیطان کا ساتھی ہوجائے

انسان کی بہتری کو مدنظر رکھ کر باپ کو آگے سمجھا رہے ہیں کہ بتوں کی پوجا اصل میں شیطان کی پوجا ہے۔ شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے۔ پھر اس کی پوجا کرنی کس نے بتائی ہے۔ اس بات سے یقیناً رحمٰن تجھ سے ناراض ہوجائے گا۔ اور اس نے تجھے اگر کسی آفت میں مبتلا کر دیا تو تُو کہیں کا نہ رہے گا اور کھلم کھلا شیطان کا ساتھی اور رفیق ہوجائے گا۔

اس میں ڈر یہ ہے کہ آیندہ تجھے کبھی توبہ کرنے کی شاید توفیق نہ ملے۔ اور تو انہی واہی تباہی باتوں میں لت پت دنیا سے چل بسے۔ وہاں بھی تجھے دوزخ میں سوا شیطان کے کوئی رفیق نہ ملے گا کیونکہ دُنیا میں شیطان کو اپنا ساتھی بنانے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قیامت میں بھی وہ تیرا ساتھی ہوگا اور اپنے پیروؤں کے ساتھ تجھے بھی دوزخ میں گھسیٹ کر ڈال دے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے خیالات پیش کرکے کوشش یہ کر رہے ہیں کہ ان کے باپ کے دل میں سے وہ گندے پریشان خیالات نکل جائیں۔ جن میں وہ مدت سے مبتلا ہے۔ اور ان کی جگہ وہ پاک صاف ستھرے خیالات شروع ہوجائیں جن کا نتیجہ نیک کام ہوا کرتا ہے۔ اگر ایسا ہوجائے تو وہ اپنے باپ کو تباہی سے بچا سکیں گے ؛

Marfat.com

باپ کا جواب

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰٓاِبْرٰهِیْمُ ۚ
اس نے کہا کیا پھرا ہوا ہے تو میرے معبودوں سے اے ابراہیم
لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ
اگر نہ باز آیا تو تو تجھے پتھراؤ سے مار ڈالوں گا اور چھوڑ دے مجھے
مَلِیًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ
کچھ مدت کہا سلام تجھ پر استغفار کروں گا میں
لَكَ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا ﴿۴۷﴾
تیرے لیے اپنے رب سے تحقیق وہ ہے مجھ پر مہربان

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰٓاِبْرٰهِیْمُ ۚ
وہ بولا کیا تو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے اے ابراہیم
لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ
اگر تو باز نہ آئے گا تو تجھ پر پتھراؤ کر دوں گا اور دور ہو جا
مَلِیًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ
میرے پاس سے ایک مدت تک کہا تیری سلامتی رہے میں اپنے رب سے تیرا
لَكَ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا ﴿۴۷﴾
گناہ بخشواؤں گا بے شک وہ مجھ پر مہربان ہے

مَلِیًّا (ایک مدت) اس کا مادہ م۔ل۔و ہے۔ مَلْوٌ کے اصل معنی ٹھہرنے کے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صاف نظر آیا کہ میرا باپ بلکہ ساری قوم کی قوم گمراہی میں مبتلا ہے۔ باپ کو سمجھانے کی کوشش کی اور اس کی بت پرستی کو شیطان کی پوجا ثابت کیا۔ بات نہایت نرم کہی اور اس کا خاص خیال رکھا کہ باپ کا مزاج برہم نہ ہو جائے لیکن ان کا باپ اپنی تمام قوم کا مہنت پجاری بنا ہوا تھا۔ ان کے لیے بت گھڑ گھڑ کر دیتا تھا اور ان کی پوجا پاٹ کراتا تھا ایسے لوگ سمجھ سے عاری ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ساری باتیں سُن کر آذر نے پہلے تو تعجب کا اظہار کیا اور کہا کہ کیا تُو میرے بتوں سے جن کی پوجا پاٹ کرتا ہوں منحرف ہے پھر خفا ہو کر ڈانٹا کہ یہ باتیں بالکل چھوڑ نہیں تو تجھے پتھر مارتے مارتے مار ڈالوں گا۔ بہتر یہی ہے کہ میرے سزا دینے سے پہلے ہی تو مجھے چھوڑ کر کہیں چلا جائے اور ایک زمانہ دراز تک مجھے شکل تک نہ دکھائے۔

اس قدر سخت اور دو ٹوک جواب سُن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام مایوس ہوئے۔ پھر بھی کوئی سخت جواب نہ دیا بلکہ فرمایا۔ اچھا پھر میرا سلام ہے۔ اب تو میرے لیے فقط یہی راستہ رہ گیا ہے کہ اپنے رب سے التجا کر کے آپ کے گناہ بخشواؤں۔ وہ بڑا رحیم و رؤف ہے۔ مجھ پر اس کی کرم کی نظر ہے۔ اس کے بعد میں اپنی آنکھ سے آپ کو بت پرستی میں لت پت دیکھنا نہیں چاہتا۔

Marfat.com

ابراہیمی ہجرت

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور چھوڑتا ہوں میں تمہیں اور جن کو کر کے پوجتے ہو تم اللہ کے سوا
وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۖ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ
اور میں بندگی کرونگا اپنے رب کی امید ہے کہ نہ ہوں گا میں بندگی کر کے
رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا
اپنے رب کی محروم پھر جب چھوڑ دیا اس نے ان کو اور جن کو
يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ
وہ پوجتے تھے سوا اللہ کے بخشے ہم نے اس کو
اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۴۹﴾
اسحاق اور یعقوب اور ہر ایک کو کیا ہم نے نبی
وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا
اور دیا ہم نے انہیں اپنی رحمت سے اور کر دیا ہم نے
لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿۵۰﴾ ع
ان کے لیے ذکر مستحکم اونچا

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور میں تم کو اور جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو چھوڑتا ہوں
وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۖ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ
اور میں اپنے رب کی بندگی کروں گا امید ہے کہ میں اپنے رب کی بندگی
رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا
کر کے محروم نہ ہوں گا پھر جب ان سے وہ جدا ہوا جن کو وہ
يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ
اللہ کے سوا پوجتے تھے تو ہم نے اسے
اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۴۹﴾
اسحٰق اور یعقوب عطا کیے اور دونوں کو نبی کیا
وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا
اور ہم نے ان کو اپنی رحمت سے سب کچھ دیا اور ان کو شہرت
لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿۵۰﴾ ع ۳
اور نیکنامی عطا کی اور ان کا بول بالا کیا

لِسَانَ صِدْقٍ (زبان سچائی اور راستی کی) صدق کے معنی راستبازی، سچائی یعنی ہم نے ان کو راست بازی اور سچائی کی زبان عطا کی، مراد یہ ہے کہ ان کی راست بازی اور سچائی ہر شخص کی زبان پر مذکور ہونے لگی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بت پرست باپ اور وطن عراق کو چھوڑ کر شام چلے آئے اور کہا میں تمہیں اور تمہارے بتوں کو چھوڑ کر جاتا ہوں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں۔ وہ ضرور میری سنے گا۔ اللہ نے انہیں بیٹا اسحاق اور پوتا یعقوب عطا کیا۔ دونوں نبی اور نیک نام ہوئے۔

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوسٰٓى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا
اور ذکر کر کتاب میں موسیٰ کا تحقیق وہ تھا چنا ہوا
وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿٥١﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ
اور تھا پیغمبر نبی اور ہم نے پکارا اسے طور کی
الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿٥٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ
دائیں جانب سے اور نزدیک بلایا اسے راز بنانے کو اور بخشا ہم نے اسے
مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿٥٣﴾
اپنی رحمت سے اس کا بھائی ہارون نبی بنا کر

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوسٰٓى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا
اور کتاب میں موسیٰ کا ذکر کر بے شک وہ چُنا ہوا تھا
وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿٥١﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ
اور تھا رسول نبی اور ہم نے اس کو طور پہاڑ کی دائیں جانب سے
الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿٥٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ
پکارا اور اسے بھید کہنے کے لیے نزدیک بلایا اور ہم نے اپنی
مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿٥٣﴾
مہربانی سے اسے اس کا بھائی ہارون نبی عطا کیا

مُخْلَصْ (چنا ہوا) اسم مفعول ہے اِخْلَاص سے جس کا مادہ خ ل ص ہے۔ خلوص کے معنی نتھر جانا۔ خالص۔ خلاصہ وغیرہ الفاظ اسی سے بنے ہیں۔ اخلاص کے معنی میل کچیل سے صاف کرنا۔ بہت سی چیزوں میں سے ایک عمدہ چیز چُن لینا۔ مُخْلَص وہ چیز جو اس طرح چنی گئی ہو۔

نَجِيٌّ (رازدان) صفت کا صیغہ ہے۔ ن ج و سے۔ نَجْوٌ کے معنی کانا پھوسی کرنا۔ خفیہ بات بنانا۔ نَجِیٌّ وہ شخص جسے چپکے سے کوئی بھید کی بات بتائی جائے جس کے کان میں بات کہی جائے۔

ان آیتوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حال ہے۔ جو حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر پہلے گذرا۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ ان کا ذکر پہلے آچکا ہے اور آگے بھی مفصل آئے گا۔

ارشاد ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو یاد کر۔ یہ ہمارے چنے ہوئے نبی اور پیغامبر تھے۔ ہم نے انہیں کوہ طور کی دائیں جانب پکارا اور انہیں قریب بلا کر راز کی باتیں بتائیں۔ اور ان کی مدد کے لیے اپنی رحمت سے ان کے بھائی ہارون کو بھی نبی بنا کر ان کے ساتھ کر دیا۔ دونوں مل کر مصر وہاں کے بادشاہ فرعون کو سمجھانے گئے کہ اپنی سرکشی اور ظلم وستم سے باز آ بنی اسرائیل کو آزاد کر۔

Marfat.com

اسمٰعیلؑ اور ادریسؑ

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ز اِنَّهٗ كَانَ
اور ذکر کر کتاب میں اسمٰعیل کا تحقیق وہ تھا
صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَ
سچا وعدہ کا اور تھا پیغام رساں نبی اور
كَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ص
تھا حکم دیتا اپنے گھر والوں کو نماز کا اور زکوٰۃ کا
وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾ وَاذْكُرْ فِي
اور تھا اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ اور ذکر کر
الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ز اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا
کتاب میں ادریس کا تحقیق وہ تھا سچا
نَّبِيًّا ق ﴿۵۶﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾
نبی اور بلند کیا ہم نے اسے مرتبہ اونچے پر

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ز اِنَّهٗ كَانَ
اور کتاب میں اسمٰعیل کا ذکر کر وہ تھا
صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَ
وعدہ کا سچا اور پیغامبر نبی تھا اور
كَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ص
اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتا تھا
وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾ وَاذْكُرْ فِي
اور اپنے رب کے ہاں پسندیدہ تھا اور ذکر کر
الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ز اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا
کتاب میں ادریس کا وہ سچا
نَّبِيًّا ق ﴿۵۶﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾
نبی تھا اور ہم نے اس کو اونچے مکان پر اٹھا لیا

ارشاد ہے۔ کہ کتاب میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ذکر کر۔ آپ بڑے صاحب اخلاق تھے جس کسی سے وعدہ کر لیتے، اسے پورا کر کے رہتے۔ خواہ اس کے لیے کتنی ہی تکلیف برداشت کرنی پڑے۔ ان کے عزم و استقلال کی مثال واضح یہ ہے کہ اپنے والد کے کہنے سے اللہ کے حکم پر ذبح ہونے کے لیے تیار ہو گئے اللہ عزوجل نے انہیں بچا لیا اور ان کے بدلے مینڈھا ذبح کرنے کا حکم دیا اور اپنا نبی بنایا اور لوگوں کے پاس اپنی ہدایت کا پیغام پہنچانے کے لیے اپنا رسول بھی مقرر کیا۔ آپ ہمیشہ اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی تاکید فرماتے رہتے تھے تاکہ ان کے دیکھا دیکھی دوسرے بھی یہی کام کریں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے تھے۔ اس کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر ہے کہ وہ اللہ کے سچے اور راستباز بندے اور اس کے نبی تھے۔ اللہ عزوجل نے علوم و فنون میں انہیں بہت اونچا درجہ دیا تھا۔ دنیا اور آخرت میں ان کا مرتبہ بلند ہے۔ آپ کا زمانہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان تھا۔

Marfat.com

انبیاء کا اخلاق

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم

یہ ہیں وہ لوگ کہ انعام کیا اللہ نے ان پر

مِنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ

نبیوں میں سے آدم کی اولاد میں اور ان میں جنہیں

حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ

سوار کیا ہم نے نوح کے ساتھ اور اولاد میں ابراہیم کی

وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا

اور اسرائیل کی اور ان میں کہ ہدایت کی ہم نے اور چنا ہم نے انہیں

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا

جب پڑھی جاتیں ان پر آیتیں رحمٰن کی گر پڑتے ہیں

سُجَّدًا وَبُكِيًّا ﴿٥٨﴾ السجدۃ

سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم

یہ نبیوں میں سے وہ نبی ہیں جن کو اللہ نے اپنے انعام

مِنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ

سے نوازا آدم کی اولاد سے اور ان لوگوں میں سے

حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ

جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا اور ابراہیم کی

وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا

اسرائیل کی اولاد میں اور ان میں جنہیں ہم نے ہدایت کی اور پسند کیا

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا

جب انہیں سنائی جاتیں رحمٰن کی آیتیں گر پڑتے

سُجَّدًا وَبُكِيًّا ﴿٥٨﴾ السجدۃ

سجدہ میں اور روتے ہوئے

السجدۃ ٥

بُكِيًّا: (روتے ہوئے) ب ک ی سے۔ اصل میں بُكُوْيٌ تھا تعلیل کے بعد بُكِيًّا ہو گیا۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے نبی بنایا اور جن پر ہم نے اپنا خاص انعام کیا۔ آدم علیہ السلام کی اولاد اور ان لوگوں کی اولاد میں سے ہیں۔ جو نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر طوفان سے بچ گئے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل سے ہیں یہ سب ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں ہم نے سیدھے راستے پر قائم کیا۔ اور مخلوق کی ہدایت کے لیے انہیں انتخاب کیا ان کے درجے ہم نے بلند کیے ہیں لیکن باوجود رفعت شان اور بلندی مرتبہ وہ ہمارے عاجز بندوں کی طرح جھک کر رہتے ہیں اور جب انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ہمارے سامنے جھک کر پیشانی زمین پر رکھ دیتے ہیں اور ان کے دل پر اتنا گہرا اثر ہوتا ہے کہ آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں ان سے یہ سبق سیکھنا ہے کہ جتنا کوئی بلند مرتبہ ہوتا جائے اسے اللہ عزوجل کے سامنے عاجزی سے جھکنا چاہیئے۔ یہ آیت سجدہ ہے۔ پڑھنے اور سننے والے کو اس کے بعد سجدہ کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

بعد کے آنے والے

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ

پس رہے ان کے بعد پیچھے رہنے والے کر ضائع کردی جنھوں نے نماز

وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾

اور پیچھے پڑ لیے خواہشوں کے پس عنقریب ملیں گے وہ گمراہی سے

اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

مگر جو لوٹ آیا اور ایمان لایا اور کی نیکی

فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا

پس وہ لوگ داخل ہوں گے جنّت میں اور نہ

يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ﴿۶۰﴾

کھوئیں گے کچھ

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ

پھر ان کی جگہ ناخلف آئے جو نماز کھو بیٹھے

وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾

اور خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے پس وہ گمراہی سے مل کر رہیں گے

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور نیکی کی

فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا

پس وہ لوگ بہشت میں جائیں گے اور ان

يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ﴿۶۰﴾

کا کچھ حق بھی ضائع نہ ہوگا

یہاں انسان کی حالت پر افسوس کا اظہار ہے۔ کہ نبیوں کے پیچھے دنیا میں جو لوگ رہے۔ انہوں نے ان کا راستہ چھوڑ دیا۔ اللہ عزوجل کے سامنے عاجز بندوں کی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا اس کے آگے ادب اور تعظیم سے جھکنا جو انبیاء نے اللہ کی عبادت کا طریقہ مقرر کیا تھا' اسے چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ رہے اور اس کی بجائے اپنی بے جا خواہشوں کے پورا کرنے میں لگ گئے۔ انہیں اب بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ خواہشوں کے غلام بن کر سیدھے راستے پر قائم نہیں رہ سکتے۔ ضرور انہیں کبھی نہ کبھی معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ غلط راستہ پر چل رہے تھے۔ اگر دنیا ہی میں معلوم ہو جائے تو اچھا ہے۔ کیونکہ شاید وہ غلط راستہ چھوڑ دیں اور سیدھے راستہ پر واپس آ جائیں۔ اپنے اعمال درست کر لیں۔ اگر ایسا کریں گے تو وہ جنّت میں داخل ہو جائیں گے اور جو دنیا میں نیک کام انہوں نے کیے تھے ان کا پورا پورا اچھا بدلہ انہیں ملے گا۔ ان کے بدلے میں ذرا بھی کمی نہ کی جائے گی۔ اللہ اپنی رحمت سے اتنا کچھ دے گا کہ انہیں اس کے سامنے اپنے اعمال بے حقیقت معلوم ہونے لگیں گے لیکن اس کے لیے شرط یہی ہے کہ وہ دنیا ہی میں اتنی بات سمجھ لیں ورنہ کچھ نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

جنّت کا بیان

جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ
باغات ہمیشہ رہنے کے — جن کا — وعدہ کیا ہے — رحمٰن نے
عِبَادَهٗ بِالْغَیْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ
اپنے بندوں سے — بے دیکھے — تحقیق — ہے — اس کا وعدہ
مَاْتِیًّا ﴿۶۱﴾ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا اِلَّا
آنے والا مرحلہ — نہ سنیں گے وہ — اس میں — بیکار باتیں — مگر ہاں
سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِیْهَا
سلام — اور ان کے لیے ہے — ان کی روزی — اس میں
بُكْرَةً وَّ عَشِیًّا ﴿۶۲﴾
صبح — اور — شام

جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ
بسنے کے باغوں میں جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے
عِبَادَهٗ بِالْغَیْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ
غائبانہ وعدہ کیا ہے ۔ یہ لوگ اس کے وعدہ تک ضرور پہنچ کر
مَاْتِیًّا ﴿۶۱﴾ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا اِلَّا
رہیں گے ۔ وہاں کوئی بک بک نہ سنیں گے بجز
سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِیْهَا
سلام کے اور ان کے لیے وہاں ان کی روزی
بُكْرَةً وَّ عَشِیًّا ﴿۶۲﴾
ہے صبح اور شام

مَاْتِیٌّ (وہ جگہ جہاں پہنچنا ضرور ہے) اسم مفعول ہے ا ت ی سے ۔ اَتْیٌ کے معنی آنا ۔ اٰتِیْ آنے والا ۔ مَاْتِیٌّ اصل میں مَاْتُوْیٌ تھا ۔ تعلیل کے بعد مَاْتِیٌّ ہو گیا ۔ وہ جگہ جہاں پہنچا جائے گا ۔ یعنی جنّت اپنی جگہ موجود ہے ۔ نیک لوگوں کی آخری منزل وہی ہے ۔ وہاں پہنچ کر رہیں گے ۔

یہ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں محض تھوڑی دیر کی سیر و تفریح کے لیے نہیں ۔ انہیں انسان نے ابھی تک دیکھا نہیں ۔ لیکن جب دیکھے گا ۔ تو انہیں امید سے زیادہ آرام و اطمینان کی جگہ پائے گا ۔ ایک خوبی ان باغوں میں یہ ہو گی ۔ کہ یہ پریشان کن شور و شغب ، ہاؤ ہو سے پاک ہوں گے بیکار باتیں وہاں سننے میں نہ آئیں گی ہر طرف مبارک سلامت کا زور ہو گا ۔ ہر طرف سے ایسی سہانی آوازیں آ رہی ہوں گی جن کو سن کر دل باغ باغ ہو جاتے ۔ اور پھر ہر وقت سماں بدلنے کے ساتھ ہی اس وقت کے مناسب کھانا ، پینا ، میوے ، شربت ، پھل پھلواری ہمہ نعمت ایک اشارے پر موجود ہو جائے گی اور سب سے بڑی بات یہ ہو گی ۔ کہ جی بھر کر کھاؤ اور ہمیشہ کھاؤ ۔ یہ نہیں کہ جیسے دنیا میں ایک دن کھا لیا اور سات دن ترستے رہے اور اگر کہیں زیادہ کھا گئے تو ڈاکٹر صاحب کے گھر پہنچے ؂

Marfat.com

جنّت ملنے کی شرط

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا
یہ وہ جنت ہے جس کا وارث بنائیں گے ہم اپنے بندوں میں سے
مَنْ كَانَ تَقِیًّا ﴿۶۳﴾ وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا
جو کوئی ہوگا پرہیزگار اور نہیں اُترتے ہم مگر
بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا
حکم سے تیرے رب کے اسی کا ہے جو درمیان ہمارے ہاتھوں کے ہے
وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَیْنَ ذٰلِكَ ۚ وَ مَا كَانَ
اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو درمیان ہے ان کے اور نہیں ہے
رَبُّكَ نَسِیًّا ﴿۶۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ
تیرا رب بھولنے والا رب آسمانوں کا اور زمین کا
وَمَا بَیْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَ اصْطَبِرْ
اور جو ان کے بیچ میں ہے پس بندگی کر اس کی اور جم جا
لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا ﴿۶۵﴾ ع
اس کی بندگی پر کیا جانتا ہے تو اس کا کوئی ہم نام

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا
یہ وہ بہشت ہے جسے ہم اس کی میراث بنائیں گے جو کوئی ہمارے بندوں
مَنْ كَانَ تَقِیًّا ﴿۶۳﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا
میں پرہیزگار ہوگا اور ہم نہیں اترتے مگر
بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا
تیرے رب کے حکم سے جو ہمارے آگے ہے
وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَیْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ
اور ہمارے پیچھے اور جو اس کے بیچ میں ہے سب اسی کا ہے اور تیرا
رَبُّكَ نَسِیًّا ﴿۶۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ
رب بھولنے والا نہیں۔ وہ رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا
وَمَا بَیْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ
اور جو ان کے بیچ میں ہے پس اس کی بندگی کر اور اس کی بندگی پر
لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا ﴿۶۵﴾ ع ۵ / ۴
قائم رہ کسی کو پہچانتا ہے تو اس کے نام کا

جنّت کا بیان کر کے ارشاد ہوتا ہے کہ یہی وہ جنّت ہے جس کا ہم نے اپنے ایمان والے بندوں سے وعدہ کر رکھا ہے ہم اپنے ان بندوں کو اس کا وارث بنا دیں گے جو ہمارے ڈر سے بُرے کام چھوڑ دیں گے۔

آگے فرشتوں کا قول ہے کہ ہمارا اُترنا اللہ کے حکم پر موقوف ہے وہ ہمارے پہلے اور پچھلے حالات سے اور جو ان کے درمیان ہے، واقف ہے۔ وہ بھولتا نہیں آسمان اور زمین کا اور ان کی درمیانی چیزوں کا رب ہے اسی کی عبادت میں لگے رہو۔

اس کے نام میں بھی کوئی شریک نہیں ہے:

Marfat.com

مرکر اُٹھنا

وَ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَ اِذَا مَا مِتُّ

اور کہتا ہے آدمی کیا جب میں مر گیا

لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ

تو کیا پھر نکالا جاؤں گا زندہ اور کیا نہیں یاد رکھتا

الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ

آدمی کہ ہم نے اسے پیدا کیا اس سے قبل اور وہ نہ تھا

شَيْئًا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ

کوئی چیز پس قسم تیرے رب کی۔ البتہ ہم اکٹھا کریں گے انہیں اور شیطانوں کو

ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾

پھر ضرور حاضر کریں گے انہیں دوزخ کے گرد گھٹنوں کے بل گرے ہوئے

وَ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَ اِذَا مَا مِتُّ

اور آدمی کہتا ہے کہ جب میں مر جاؤں گا

لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ

تو پھر نکلوں گا زندہ ہو کر کیا آدمی یاد نہیں

الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ

رکھتا کہ ہم نے اس کو اس سے پہلے بنایا اور وہ نہ تھا

شَيْئًا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ

کوئی چیز سو قسم تیرے رب کی ہم ان کو اور شیطانوں کو گھیر کر پھر

ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾

سامنے لائیں گے انہیں دوزخ کے گرد گھٹنوں کے بل گرے ہوئے

مِتُّ (مر گیا میں) ماضی متکلم کا صیغہ ہے م۔ و۔ ت سے اس کا مادہ م۔ ی۔ ت بھی ہے اس لیے ماضی متکلم مُتُّ اور مِتُّ دونوں کے وزن پر آتی ہے۔ جِثِيٌّ گھٹنوں کے بل گرے ہوئے، جَاثٍ کی جمع ہے جو اسم فاعل ہے ج۔ ث۔ و سے جُثُوٌّ کے معنی گھٹنے ٹیک دینا۔ اصل میں جُثُوْیٌ تھا، تعلیل کے بعد جِثِيٌّ ہو گیا۔

ان باتوں کو سن کر بعض لوگوں نے تعجب سے کہا کہ کیا مرنے کے بعد ہم پھر زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ ان کا قول نقل کر کے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے۔ کہ آدمی کو یہ نہ بھولنا چاہیئے۔ کہ اس دنیا میں پہلی دفعہ ہمیں نے اسے پیدا کیا۔ اس کا ظاہر میں کہیں نام ونشان بھی نہ تھا۔ ہم نے اسے اپنی قدرت سے جیتا جاگتا انسان بنا دیا اور پھر اسے پال کر بڑا کیا۔ اور اس کی ضرورت کی ساری چیزیں وقت پر مہیا کر دیں۔ اس رب کی قدرت کو انسان کیوں بھول جاتا ہے ہم تیرے رب کی قدرت انسان کو دوبارہ یاد دلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تیرے رب کی قسم جو بڑی قدرت والا ہے ہم قیامت کے دن سب کو زندہ کر کے اٹھا اٹھائیں گے اور سب طرف سے گھیر کر ایک میدان میں لا کر جمع کر دیں گے اور ان کے ساتھ ان شیطانوں کو بھی اکٹھا کر دیں گے جو انہیں بہکایا کرتے تھے۔ دوزخ ان سب کے بیچ میں ہو گی اور وہ ہول کے مارے اس کے گرد گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہوں گے۔

Marfat.com

قیامت کے واقعات

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ
پھر الگ کرلیں گے ہم ہر فرقے سے جونسا ان کا
اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ
زیادہ سخت تھا رحمٰن سے سرکشی کرنے میں پھر البتہ ہم خوب واقف ہیں
بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَاِنْ
ان سے جو ہیں زیادہ قابل اس میں داخل ہونے کے اور نہیں
مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ
کوئی تم میں کا مگر گذرنے والا ہے وہ اس پر ہو چکا ہے یہ تیرے رب پر
حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا
لازم مقرر شدہ پھر نجات دیں گے ہم انہیں جو ڈرا کرتے تھے
وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾
اور چھوڑ دیں گے بدکاروں کو اس میں گھٹنوں کے بل اوندھے گرے ہوئے

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ
پھر ہم ہر ایک فرقے میں سے اس کو جدا کرلیں گے جو
اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ
رحمٰن سے سخت اکڑ رکھتا تھا پھر ہم کو خوب معلوم ہیں
بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَاِنْ
جو اس میں داخل ہونے کے بہت قابل ہیں اور تم میں
مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ
کوئی نہیں جو اس پر نہ پہنچے گا۔ یہ وعدہ تیرے رب پر
حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا
لازم مقرر ہو چکا۔ پھر ہم ان کو جو ڈرتے رہتے تھے بچا لیں گے اور
وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾
گنہگاروں کو اس میں اوندھے گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔

عِتِیًّا: سرکشی، مصدر ہے ع۔ت۔و سے عُتُوٌّ اور عِتِیٌّ دونوں اسی مصدر کی شکلیں ہیں۔ سرکشی کرنا۔ اکڑنا۔

صِلِیًّا: اندر داخل ہوگا، مصدر ہے ص۔ل۔ی سے۔ اس کے معنی کسی چیز کے اندر داخل ہو جانا۔ یہاں آگ کے اندر گھس جانا مراد ہے۔

ارشاد ہے کہ ہر فرقہ کے سب سے زیادہ سرکش لوگ الگ الگ کر لیے جائیں گے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ دوزخ میں جانے کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے۔ پھر ارشاد ہے کہ ایسا کوئی نہیں۔ جو دوزخ پر سے نہ گذرے یہ فیصلہ قطعی ہے۔ پھر جو دنیا میں اللہ سے ڈر کر برے کاموں سے بچتا تھا۔ اسے اللہ دوزخ سے بچا کر جنت میں داخل کر دے گا اور منکروں اور کافروں کو دوزخ ہی میں منہ کے بل پڑا چھوڑ دے گا۔

(معاذ اللہ)

Marfat.com

دُنیا کا رویّہ

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری آیتیں واضح

قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

تو کہتے ہیں وہ لوگ جو منکر ہوئے ان لوگوں سے جو ایمان لائے

اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّ اَحْسَنُ

کونسا دونوں فریقوں میں بہتر ہے مکان کے لحاظ سے اور اچھا ہے

نَدِيًّا (۷۳) وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ

محفل کی رو سے اور کتنے ہلاک کر دیئے ہم نے ان سے پہلے گروہ

هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّ رِءْيًا (۷۴)

جو ان سے اچھے تھے سامان اور نمود میں

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

اور جب تو ان کو ہماری کھلی ہوئی آیتیں سنائے

قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

تو جو لوگ منکر ہوئے ایمان والوں سے کہتے ہیں

اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّ اَحْسَنُ

دونوں فریقوں میں کس کا مکان بہتر ہے اور کس کی مجلس

نَدِيًّا (۷۳) وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ

اچھی ہے اور ہم ان سے پہلے کتنی جماعتیں ہلاک کر چکے ہیں

هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّ رِءْيًا (۷۴)

جو ان سے بہتر تھے سامان اور نمود میں

نَدِیٌّ (مجلس محفل) یہ ن۔د۔و سے اسم ہے۔ نَدْوٌ کے معنی اکٹھا کرنا۔ جمع کرنا۔ اسی سے نَدْوَۃٌ اور نَدِیٌّ بنتے ہیں۔ جن کے معنی مجلس محفل اور بیٹھک کے ہیں۔ جہاں لوگ مشورہ، تفریح وغیرہ کے لیے جمع ہوں۔

رِءْیٌ (منظر) یہ ر۔ء۔ی سے اسم ہے جس سے رُؤْیَۃٌ مصدر بنا ہے۔ رُؤْیَۃٌ کے معنی دیکھنا۔ رِءْیٌ وہ چیز یا حالت جو آنکھوں کے سامنے دکھائی دے رہی ہو۔

ارشاد ہے کہ قرآن مجید سن کر کافر مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم دونوں فریقوں میں سے ہمارے ہی بود و باش کے مکان سب سے زیادہ سجے ہوئے اور بارونق ہیں اور ہمارے ہی ساتھ مل بیٹھ کر لوگ خوش ہوتے ہیں۔ ہماری ہی مجلسیں شاندار اور پرلطف ہوتی ہیں۔ ہمارے ہی مددگار زیادہ ہیں اور تمہارے نہ تو رہنے کے مکان ہی درست اور نہ مجلسوں میں ہماری مجلسوں کی سی چہل پہل اور نہ تمہارا کوئی مددگار۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ مرنے کے بعد ایسی کایا پلٹ جائے گی۔ کہ تم باعزت ہو جاؤ گے اور ہم ذلیل ہو جائیں گے۔ جواب میں ارشاد ہوتا ہے کہ تم سے پہلے بہت سے شاندار لوگ دنیا میں گذرے جن کے مکان تم سے زیادہ سجے ہوئے اور نام و نمود میں وہ تم سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھے۔ انہوں نے ہمارے نبیوں کا کہا نہ سُنا تو ہم نے انہیں نیست و نابود کر دیا آج نہ وہ زندہ ہیں اور نہ ان کی مجلسیں اور جتھے کوئی ان کا نام تک لینے والا نہیں۔

Marfat.com

مہلت کا مدّعا

قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ
کہدے جو ہے گمراہی میں پس دراز کرے اس کے لیے
الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا
رحمٰن دراز کرنا یہاں تک کہ جب دیکھیں گے وہ
مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَ اِمَّا
جس کا وعدہ کیا جارہا ہے ان سے یا عذاب اور یا
السَّاعَةَ ؕ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ
قیامت پس اس وقت جان لیں گے کون وہ بدتر
مَّكَانًا وَّ اَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۵﴾
مکان کی رو سے اور زیادہ کمزور ہے مددگاروں کے لحاظ سے

قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ
تو کہہ جو گمراہی میں رہا سو چاہیے کہ اس کو
الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا
رحمٰن لمبا کھینچ لے جائے یہاں تک کہ جب دیکھیں گے
مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَ اِمَّا
جو ان سے وعدہ ہوا یا آفت اور یا
السَّاعَةَ ؕ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ
قیامت سو تب معلوم کر لیں گے کس کا مکان
مَّكَانًا وَّ اَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۵﴾
بُرا ہے اور کس کی فوج کمزور ہے

جُنْدٌ (گروہ) اس کے معنی لشکر، فوج اور مددگار کے ہیں اور شہر کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ پہلے معنی میں اس کی جمع جنود اور دوسرے میں اجناد ہے۔ یہاں پہلے معنی مراد ہیں۔

قرآن مجید لوگوں کو سمجھاتا ہے کہ اس دُنیا کی خوشحالی سے مرنے کے بعد کی خوشحالی لازم نہیں آتی۔ اللہ کی رحمت کا یہی تقاضا ہے کہ گمراہوں کو ڈھیل دے۔ تاکہ ممکن ہے کہ وہ سمجھ جائیں لیکن یہ مہلت ایک مقرر مدت کے لیے دی جاتی ہے جب وہ مدت ختم ہو جاتی ہے۔ تو یا تو عبرت کے لیے دُنیا میں بھی انہیں سخت سزا ملتی ہے ورنہ قیامت میں تو ضرور ہی ملے گی۔ اس وقت انہیں معلوم ہوگا کہ وہ درحقیقت سخت دھوکے میں تھے۔ نہ دُنیا کا سامان عیش پائیدار تھا نہ وہاں کے یار دوست کسی کام کے تھے۔ اللہ کے رسول سچ کہتے تھے۔ کہ دنیا کی خوشحالی پہ نہ اتراؤ۔ آخرت کو بھول جانا سخت نادانی ہے۔ تمہارے ساتھ یہ تمہارے شوق اور اُمنگیں تو ضرور ہی اٹھیں گی لیکن جن چیزوں سے وہ یہاں پوری کی جاتی تھیں۔ وہ وہاں نہ ملیں گی۔ اس لیے وہ تمہارے لیے نری حسرت اور افسوس کا باعث ہوں گی اور کچھ نہیں۔ وہاں تو ان لوگوں کی اُمنگیں اور شوق پروان چڑھیں گے جنہوں نے ان کو دنیا سے بچا کر آخرت کے کاموں میں لگایا تھا۔

Marfat.com

منکروں کی امیدیں

وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى

اور زیادہ کرتا ہے اللہ ان کی جو ہدایت ڈھونڈتے ہیں ہدایت

وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ

اور باقی رہنے والے نیک کام بہتر ہیں تیرے رب کے نزدیک

ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿٧٦﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ

ثواب میں اور بہتر ہیں انجام میں پس کیا تو نے دیکھا اس شخص کو

كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ

جس نے انکار کیا ہماری آیتوں کا اور کہا ضرور دیا جاؤں گا میں

مَالًا وَّوَلَدًا ﴿٧٧﴾

مال اور اولاد

وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى

اور بڑھاتا ہے اللہ سوجھنے والوں کی سوجھ

وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ

اور باقی رہنے والی نیکیوں کا بدلہ تیرے رب کے ہاں بہتر ہے

ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿٧٦﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ

اور ان کا انجام بھی بہتر ہے بھلا تو نے دیکھا اس کو جو

كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ

ہماری آیتوں سے منکر ہوا اور کہا کہ مجھے مل کر

مَالًا وَّوَلَدًا ﴿٧٧﴾

رہے گا مال اور اولاد

مَرَدًّا آخری ٹھکانا اسم ظرف ہے ر۔د۔د سے مَرَدٌّ کے معنی لوٹائے جانے کی جگہ۔ مَرَدٌّ بھی مصدر میمی اور اسم ظرف دونوں ہے یعنی لوٹنے کی جگہ یا لوٹنا۔ لَاُوْتَيَنَّ (البتہ ضرور دیا جاؤں گا میں) مضارع مجہول کا صیغہ اِیْتَاءٌ سے جس کے ساتھ لام تاکید اور نون تاکید ثقیلہ لگے ہوئے ہیں اس کا مادہ ا۔ت۔ی ہے اَتْیٌ اور اِتیان مصدر ہیں جن کے معنی ہیں آنا۔ اِیْتَاءٌ اس کا متعدی ہے یعنی لانا۔ اس لیے یہ دینے کے معنی میں مستعمل ہے۔

ارشاد ہے کہ جس نے سیدھا رستہ اختیار کیا۔ اس کی سمجھ بوجھ دن بدن تیز ہوتی چلی جائے گی۔ اس کو صاف نظر آنے لگے گا۔ کہ اللہ عز و جل کے نزدیک انہی نیک کاموں کا اچھا بدلہ ملے گا جن کی بابت بتادیا گیا ہے کہ ان کا اثر دیرپا اور مستقل ہے اور انہی کاموں کا انجام بھی اچھا ہوگا۔ جو سرپھرا یہ کہتا ہے کہ میرے پاس دنیا میں سب کچھ ہے۔ مجھے کسی کی پروا نہیں۔ اوّل تو مرنے کے بعد دوبارہ زندگی کا خیال ہی فضول ہے اور اگر بالفرض دوبارہ زندگی ملی بھی۔ تو میں وہاں بھی اسی طرح مالدار صاحب اولاد ہوں گا جیسا یہاں ہوں تو جو یہاں قلاش اور پیسے پیسے کا محتاج ہے اور کوئی معزز آدمی تجھے منہ نہیں لگاتا۔ تو وہاں بھی ایسا ہی رہے گا لکھا ہے کہ ایک مغرور مالدار دنیا کے نشہ میں مست آدمی نے ایک ایماندار مزدور سے کام لے کر اسے مزدوری نہ دی اور کہا کہ اسلام سے پھر جا تو مزدوری لے لے۔ اس نے کہا کہ مر کر پھر جی اٹھے تب بھی اسلام سے نہ پھروں۔ اس نے کہا اچھا تو پھر ٹھہر جا۔ تو تو مر کر جینے کا قائل ہے۔ تجھے وہاں بھی یہ سب کچھ ملے گا وہیں اپنی مزدوری لے لینا:

Marfat.com

اصل حقیقت

اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ
کیا جھانک لیا ہے غیب کو یا لے رکھا ہے رحمٰن سے
عَهْدًا ﴿۷۸﴾ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ
پکا قول کوئی نہیں ہم لکھ رکھیں گے جو وہ کہہ رہا ہے اور بڑھا دیں گے
لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّنَرِثُهٗ
اس کے عذاب میں اور بھی زیادہ اور وارث ہوں گے ہم
مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾ وَاتَّخَذُوْا
اس کی بات کے اور آئے گا وہ ہمارے پاس اکیلا اور پکڑ رکھے ہیں انہوں نے
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ
اللہ کے سوا اور معبود تاکہ ہوں وہ ان کے لیے
عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ
مددگار ہرگز نہیں وہ تو انکار کر دیں گے ان کی عبادت کا
وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾
اور جو ہو جائیں گے ان کے مخالف

اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ
کیا غیب کو جھانک آیا ہے یا رحمان سے عہد لے
عَهْدًا ﴿۷۸﴾ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ
رکھا ہے یہ نہیں جو کچھ وہ کہتا ہے ہم لکھ رکھیں گے اور اس کو
لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّنَرِثُهٗ
عذاب میں لمبا بڑھائے جائیں گے اور ہم لے لیں گے اس کے مرنے کے
مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾ وَاتَّخَذُوْا
بعد جو کچھ وہ بتا رہا ہے اور آئیگا ہمارے پاس اکیلا اور انہوں نے
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ
اللہ کے سوا اوروں کو معبود بنا رکھا ہے تاکہ وہ ان کی
عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ
مددگار ہوں ہرگز نہیں وہ ان کی بندگی کے منکر ہوں گے
وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾ ع
اور ان کے مخالف ہو جائیں گے

کیا اس نے جھانک کر غیب کی باتوں پر اطلاع حاصل کر لی ہے؟ یا اللہ عزوجل سے اس کا کوئی مضبوط عہد و پیمان ہو گیا ہے؟ اگر ان میں سے کچھ بھی نہیں ہوا تو کہہ دو اس ڈھٹائی سے باز رہ ہم تیری یہ ساری بے بنیاد باتیں لکھے لیتے ہیں۔ مرنے کے بعد ان کے بدلے تیرے عذاب میں اور اضافہ کیا جائے گا اور جس مال و اولاد کا تو اترا اترا کر ذکر کیے جا رہا ہے یہ سب تو یہیں چھوڑ جائیگا اور ان سب پر ہمارا قبضہ ہو جائیگا اور تو تن تنہا ہمارے روبرو کھڑا ہو گا۔ ان لوگوں نے ایک اور غضب یہ کیا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر اپنے معبود اور بھی بنا لیے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے حمایتی ہوں گے اور اگر کوئی مصیبت پڑی تو اس سے ہمیں بچا لیں گے۔ سنو! ایسا ہرگز نہ ہو گا اور تمہارے یہ نام نہاد معبود الٹے تمہارے دشمن ہو جائیں گے اور تم نے جو ان کی بندگیاں کی ہیں ان سے صاف مکر جائیں گے۔

Marfat.com

منکروں کا حال

اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

کیا نہیں دیکھا تو نے کہ ہم نے بھیج دیا ہے شیطانوں کو کافروں کے اوپر

تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۭ

ہلاتے ہیں انہیں زور زور سے سو تو جلدی نہ کر ان کے لیے

اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ

بات یہی ہے ہم گن رہے ہیں ان کے لیے گنتی یاد کرو وہ دن کہ سمیٹ لائیں گے

الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ

پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف بلائے ہوئے مہمان اور ہانک دیں گے

وقف لازم الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾

گنہ گاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے

لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ

نہ مالک ہوں گے شفاعت کے مگر جنہوں نے لیا ہے

وقف لازم عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾

اللہ سے وعدہ

اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

تو نے دیکھا نہیں کہ ہم نے منکروں پر شیطان چھوڑ رکھے ہیں جو

تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۭ

انہیں ہلا کر ابھارتے رہتے ہیں سو ان کے لیے تو جلدی نہ کر

اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ

ہم تو ان کے لیے گنتی پوری کر رہے ہیں جس دن ہم اکٹھا کر لائیں گے

الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ

پرہیزگاروں کو رحمٰن کے پاس مہمان بلائے ہوئے اور گنہ گاروں کو

الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾

دوزخ کی طرف پیاسے ہانک لے جائیں گے

لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ

لوگ سفارش کا اختیار نہیں رکھتے مگر جنہوں نے رحمان سے

عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾

وعدہ لے لیا ہے

اَزٌّ جھنجوڑنا۔ ابھارنا۔ یہ اَزٌّ سے مصدر ہے اس کے معنی زور زور سے ہلانا ابھارنا ترغیب دینا ہیں۔ تَؤُزُّ اسی سے مضارع ہے یعنی انہیں جھنجوڑتے ہیں۔

ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ عزوجل کو نہیں مانتے ان پر شیطان مسلّط کر دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ ان کو ہر وقت بُرے کاموں پر اکساتے رہتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے انہیں مہلت دے رکھی ہے اور مقررہ مدت تک ان کا ایک ایک سانس ایک ایک لمحہ گن گن کر پورا کیا جائے گا۔ ان کے معاملے میں جلدی کی ضرورت نہیں۔ ایک نہ ایک دن وہ اپنے اعمال کی سزا بھگتیں گے اور وہ دن ایسا ہوگا کہ دنیا میں اللہ کے خوف سے بچ بچ کر چلنے والوں کو اللہ کریم اپنے پاس مہمانوں کی طرح اکٹھا کر لے گا اور منکر گنہ گاروں کو دوزخ کی طرف ہانک دیا جائے گا۔ اور وہ پیاسے ڈھور ڈنگروں کی طرح دوزخ کے گھاٹ کی طرف دوڑیں گے سفارش کی اجازت فقط اللہ کے مقبول بندوں کو دی جائے گی اور سفارش فقط ان کی ہوگی جو اللہ کے ماننے والے ہیں ؛

Marfat.com

نادانوں کی گستاخی

وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾
اور کہتے ہیں بنا رکھی ہے رحمٰن نے اولاد
لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ
تم مرتکب ہوتے ہو ایک بات سخت کے بعید نہیں کہ آسمان
يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ
پھٹ پڑیں اس سے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے زمین اور
تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا
گر پڑیں پہاڑ دھڑام سے کہ ٹھہراتے ہیں
لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾
رحمٰن کے لیے اولاد

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾
اور لوگ کہتے ہیں کہ رحمٰن اولاد رکھتا ہے
لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ
بے شک تم ایک بھاری چیز میں آ پھنسے ہو۔ اس بات سے ابھی
يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ
آسمان پھٹ پڑیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور
تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا
پہاڑ ڈھے کر گر پڑیں اس بات پر کہ ٹھیراتے ہیں
لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾
رحمٰن کے لیے اولاد

اِدًّا: سخت۔ بھاری بات ابہت بڑی مصیبت کو عربی میں اِدٌّ کہتے ہیں اس کی جمع اِدَدٌ ہے:: تَخِرُّ اگر پڑیں امضارع مؤنث کا صیغہ ہے خ۔ ر۔ ر سے خَرٌّ کے معنی یکایک گر پڑنا۔ اسی کی ماضی خَرَّ سورۃ الاعراف میں گذر چکی ہے::

هَدًّا: کسی بھاری چیز کے گر پڑنے کو جس کے گرنے سے زور کی آواز ہو هَدٌّ کہتے ہیں ہم کہتے ہیں دھڑام سے گرنا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ صاحب اولاد ہے اور اولاد کا حق ہے کہ باپ کے مرتبہ اور شان میں شریک ہو۔ اس غلط فہمی میں پھنس کر وہ کسی بڑے مرتبہ والے آدمی وغیرہ کو اللہ کا بیٹا یا بیٹی کہہ دیتے ہیں اور پھر اس کی عبادت شروع کر دیتے ہیں۔ اس کی بابت ارشاد ہے کہ یہ ایک ایسا ہولناک خیال ہے کہ اگر اللہ عزوجل اپنے عفو و کرم، رحمت و حلم سے کام نہ لے تو ابھی آسمان پھٹ پڑے، زمین پارہ پارہ ہو جائے۔ پہاڑ ایک دم دھڑام سے گر پڑیں۔

اللہ عزوجل جو رحمٰن ہے اور جس کے آگے ساری کائنات سربسجود ہے۔ وہ اولاد اور مددگار سے بالکل بے نیاز ہے۔ اولاد کی ان حاجت مندوں اور کمزوروں کو ضرورت ہوتی ہے۔ جو بغیر دوسرے کے سہارے کے کچھ کام نہیں کر سکتے یا ہر وقت نہیں تو بڑھاپے کے وقت دوسروں کے دست نگر ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کمزوریوں سے پاک ہے::

Marfat.com

اللہ کا کوئی ہمسر نہیں

وَمَا يَنۢبَغِىْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ؕ ﴿۹۲﴾
اور نہیں شایان شان رحمٰن کے کہ بنائے بیٹا
اِنْ كُلُّ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ
نہیں سب جو کوئی آسمانوں میں اور زمین میں ہے مگر
اٰتِى الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ؕ ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ
آنے والا ہے رحمٰن کے پاس بندہ ہوکر البتہ تحقیق شمار کر لیا ہے ان کو
وَعَدَّهُمْ عَدًّا ؕ ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ
اور گن لی ہے ان کی گنتی اور ہر ایک ان کا آئیگا اس کے سامنے دن
الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾
قیامت کے تنہا

وَمَا يَنۢبَغِىْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ؕ ﴿۹۲﴾
رحمٰن کو نہیں پھبتا کہ اولاد رکھے
اِنْ كُلُّ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ
آسمان اور زمین میں کوئی نہیں جو رحمٰن کا
اٰتِى الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ؕ ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ
بندہ ہوکر نہ آئے اس کے پاس ان کا شمار ہے
وَعَدَّهُمْ عَدًّا ؕ ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ
اور ان کی گنتی گن رکھی ہے اور ہر ایک اس کے سامنے قیامت
الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾
کے دن اکیلا آئے گا

اولاد ہونا احتیاج کی دلیل ہے۔ رحمٰن ہر قسم کی احتیاج سے پاک ہے آسمان اور زمین میں ہر صاحب حیات اس کا پیدا کیا ہوا اور اس کا تابع فرمان ہے وہ ان سب کا مالک ہے اور باپ بیٹے کا کبھی مالک نہیں ہوتا۔ بلکہ بیٹا ہر طرح مرتبہ اور نشان میں اس کے برابر ہوتا ہے۔ بلکہ زمانے کے ساتھ قوت اور طاقت یہاں تک کہ علم اور سمجھ بوجھ میں بھی اس سے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ باپ ضعیف اور کمزور ہو کر بالکل بیٹے کا دست نگر ہو جاتا ہے۔ اولاد کے ساتھ ان سب باتوں کا تصوّر لازم ہے اور اللہ الرحمٰن ان سب سے پاک ہے۔ اس نے تو اپنے تمام بندوں کی عمریں ان کی قوتیں ضرورتیں، کمزوریاں سب کچھ الگ الگ شمار کر کے رکھی ہوئی ہیں اور خود ان کی اپنی تعداد بھی اس کے ہاں ایک ایک کر کے لکھی ہوئی ہے۔ یہ سب ایک دن میں ختم ہو جائیں گے اور فقط اللہ عزوجل باقی رہے گا۔

اس کے بعد پھر اس کی نشان قدرت کا نیا ظہور ہو گا۔ اور سب اس کے حکم سے جی اٹھیں گے۔ اور ہر ایک الگ اس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہو گا۔ اور وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا سزا دے گا۔ اور کوئی اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ پھر اولاد کے کیا معنی؟

Marfat.com

بقا صرف اللہ کو ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ
تحقیق وہ جنہوں نے یقین کیا اور کیے نیک کام پیدا کر دے گا
لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۱﴾ فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ
ان کے لیے رحمٰن محبت پس یہی بات ہے کہ ہم نے آسان کر دیا قرآن
بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِیْنَ وَتُنْذِرَ
تیری زبان میں تاکہ بشارت دے تو اس کے ذریعے پرہیزگاروں کو اور ڈرا دے
بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۲﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ
اس سے اس قوم کو جو جھگڑالو ہیں اور کتنی ہی ہلاک کر دیں ہم نے ان سے پہلے
مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ
قومیں کیا آہٹ پاتا ہے تو ان میں سے کسی کی
اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾
یا سنتا ہے ان کی بھنک

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ
البتہ جو لوگ یقین لائے اور نیکیاں کیں اللہ ان کو
لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۱﴾ فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ
محبت عطا فرمائے گا پس ہم نے آسان کر دیا قرآن
بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِیْنَ وَتُنْذِرَ
کو تیری زبان میں تاکہ تو خوشخبری سنائے ڈرنے والوں کو اور
بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۲﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ
ڈراوے جھگڑالو لوگوں کو اور کتنی ہی ہلاک کر دیں ہم نے ان سے پہلے
مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ
جماعتیں کیا آہٹ پاتا ہے تو ان میں سے کسی کی یا
اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾ ع ۶ النصف
سنتا ہے ان کی بھنک

رِكْزًا (بھنک) کوئی خفیف سی آواز جس سے کسی کا جگہ پر موجود ہونا ثابت ہو۔

انسان کے اپنے گھڑے ہوئے بے بنیاد عقیدوں اور غلط خیالات کا قلع قمع کرنے کے بعد اب اللہ رسول کے بتلائے ہوئے صحیح عقیدہ رکھنے والوں کا ذکر ہے کہ جنہوں نے اللہ رسول اور قرآن کو مانا اور اس پر ایمان لائے اور ان کی باتوں پر یقین کیا تو اللہ عزوجل ان سے محبت کرے گا۔ فرشتوں کے دل میں ان کی محبت ڈال دیگا خود آپس میں ان کے درمیان شفقت اور مروت پیدا کر دے گا اور لوگوں کے دل میں ان کی عظمت اور محبت قائم کر دے گا۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہے کہ ہم نے اس قرآن کو تیری اپنی زبان میں ہی اتار کر آسان کر دیا ہے تاکہ ان لوگوں کو خوشخبری سنا دے، جو اللہ سے ڈر کر گناہوں سے بچتے ہیں اور ان لوگوں کو ڈرا دے جو سمجھ بوجھ کر محض ضد کی وجہ سے تجھ سے جھگڑتے ہیں۔ ان کو سمجھا دینا چاہیئے کہ اپنی دولت اور عزت پر مغرور نہ ہوں ان سے پہلے بہت سی نسلوں کو جو بڑی جاہ و جلال والی تھیں ہم نیست و نابود کر چکے ہیں کیونکہ وہ ہمارے احکام کی پروا نہ کرتی تھیں۔ اب ان کا نام و نشان تک دنیا سے مٹ چکا نہ ان کی کوئی سن گن ہے اور نہ کوئی ان کے وجود کی علامت باقی ہے۔

Marfat.com

سورۂ مریم ختم ہوئی

اس سورۃ میں انسان کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ رحمت الٰہی کا ظہور کبھی اس طرح ہوتا ہے۔ کہ کوئی اللہ تعالےٰ پر یقین کامل رکھنے والا انسان اسباب سے نظر ہٹا کر صرف اللہ ہی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اپنی پوری ہمت اور توجہ اس کے پکارنے میں صرف کر دیتا ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے جب اس طرح دعا کی تو ان کو بیٹا عطا کر دیا گیا اور ان شرائط کو جو عالم اسباب کے لحاظ سے ضروری تھیں بیچ میں سے ہٹا دیا گیا۔ کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ دنیا کی عام حالت زبانِ حال سے اللہ عزوجل کی خدمت میں عرض کرتی ہے کہ انسان کی بہتری کے لیے کسی مصلح اعظم کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ اس وقت رحمت الٰہی اس کی التجا کی طرف متوجہ ہو کر اس کو پیدا کرنے کا غیب سے سامان پیدا کر دیتی ہے۔ اور معمولی شرائط کی ضرورت نہیں رہتی۔ جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش بغیر باپ کے واسطے کے ہوئی۔ اس لیے آدمی کو چاہیئے کہ اسباب کو کام میں لاتے ہوئے بھی ان پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کو ہر طرح غالب اور حاوی سمجھے۔ جب وہ اسے سمجھ لے گا۔ تو اسے عذاب، ثواب، مرنے کے بعد جینا، حشر، نشر، جنت، دوزخ اور بہت سی غیب کی خبروں کا راز معلوم ہو جائے گا۔ اور پتہ چل جائے گا۔ کہ سارے اسباب دنیا میں اسی طرف جا رہے ہیں۔ کہ یہ سب چیزیں واقع ہوں اور بعض وقت مصلحت کی بنا پر اللہ کی رحمت یا قدرت آگے بڑھ کر اسباب کی کڑیوں میں سے کسی کڑی کو توڑ بھی دیتی ہے۔ اس کو اس طرح بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ مادی قوتوں پر روحانی قوتیں غالب ہیں۔ اس لیے مادیت ہی میں پھنس کر نہ رہ جانا چاہیئے۔ بلکہ روحانی قوتوں کی طرف جن کا سرچشمہ اللہ کی رحمت اور اس کی قدرت ہے متوجہ رہنا چاہیئے۔ ان روحانی قوتوں میں ایک قوت انسان کا یقین کامل اور اس کا اللہ عزوجل کی طرف متوجہ ہونا اور تمام قوتوں پر اسی کی قوت کو غالب برتر سمجھنا بھی ہے۔

اسی سورت میں سمجھایا گیا ہے کہ آخری حکم اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے دنیا میں انسان جو کچھ کر رہا ہے اس کا انجام یہی ہونا ہے کہ مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور اس کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا۔ اور ان سب چیزوں کو جو اسے اللہ پر ایمان لانے سے روکتی تھیں۔ اس کے سامنے حاضر اور جمع کر دیا جائے گا اور اس کو بتلا دیا جائے گا۔ کہ یہ اس وقت اس کے کچھ کام کی نہیں ہیں۔ اس وقت تو محض اللہ پر ایمان کام آئے گا۔ اور وہی اعمال انسان کے مددگار ہوں گے جو اس نے اللہ عزوجل کے رسولوں اور کتابوں کو سامنے رکھ کر کیے ہوں گے ۔

Marfat.com

سورۃ طٰہٰ

سورتوں کی ترتیب کے لحاظ سے یہ قرآن حکیم کی بیسویں سورت ہے اور اس میں آٹھ رکوع ہیں مکہ کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی۔ لکھا ہے کہ ایک دن عمرؓ غصہ میں بھر کر تلوار ہاتھ میں لے کر نکل کھڑے ہوئے ارادہ یہ کیا۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے اس جھگڑے کو ختم کردوں جس سے قریش میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ اور ان کے معبودوں کی توہین کی جانے لگی ہے۔ راستے میں ان کا ایک واقف کار ملا۔ اور اس نے انہیں اس ارادے سے روکا اور کہا کہ پہلے اپنے گھر کے لوگوں کی خبر لے۔ تیری بہن فاطمہ بنت الخطاب اور اس کا شوہر تیرا چچا زاد بھائی سعید بن زید دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ سُنکر حضرت عمر اپنی بہن کے گھر کی طرف غضب ناک ہو کر روانہ ہوئے۔ ان کے ہاں اس وقت علاوہ ان کی بہن اور بہنوئی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی خباب بن اَرتّ بھی موجود تھے۔ اور سورۃ طٰہٰ جو ایک پرچہ پر لکھی ہوئی تھی۔ انہیں پڑھ کر سنا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ کے کانوں میں ان کے پڑھنے کی کچھ بھنک پڑی۔ لیکن انہیں آتے دیکھ کر خبابؓ ایک کونے میں چھپ گئے اور ان کی بہن نے پرچہ گود میں چھپا لیا۔ حضرت عمرؓ نے گھر میں گھستے ہی پوچھا۔ تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے۔ سُنا ہے تم مسلمان ہو گئے ہو۔ پھر بہن کو مارنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ان کے بدن کو زخمی کر دیا۔ خون نکلنے دیکھ کر حضرت عمرؓ رُکے اور کہا کہ جو کچھ تم پڑھ رہے تھے مجھے دکھاؤ۔

حضرت عمرؓ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ ان کی بہن نے ان سے اقرار لیا۔ کہ وہ اس پرچہ کو ضائع نہ کریں گے۔ اور پھر ان کے نہا دھو کر پاک صاف ہو جانے کے بعد وہ پرچہ انہیں دیا جس میں سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی۔ اسے پڑھ کر حضرت عمرؓ بہت متاثر ہوئے۔ یہ دیکھ کر خبابؓ بھی نکل آئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ضرور تیرے حق میں قبول ہوئی۔ انہوں نے اللہ سے التجا کی تھی کہ ابو جہل یا عمر میں سے کوئی ایمان لے آئے تو مسلمانوں کی حالت بہتر ہو جائے۔ حضرت عمرؓ انہی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ اور دھڑلے سے سب کے سامنے حرم میں جا کر نماز پڑھی جس کی جرأت ابھی تک مسلمانوں کو نہ ہوتی تھی۔ اس کے بعد اسلام کی جو خدمات انہوں نے کیں۔ وہ بیان سے باہر ہیں۔

اس سورہ شریف میں اللہ کی صفات کریمہ بیان کر کے رسالت کو ثابت کیا ہے اور پھر انسان کو رسولوں کی مخالفت کا انجام دکھایا اور دُنیا میں آخرت کے لیے ذخیرہ جمع کرنے کی ترغیب دی ہے:۔

Marfat.com

سورۃ طٰہٰ مکیۃ

آیات : ۱۳۵

رکوعات : ۸

نزولِ قرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱۴﴾

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿۲﴾

طٰہٰ نہیں اتارا ہم نے تجھ پر قرآن تاکہ مشقت جھیلے تو

اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۳﴾ تَنْزِيْلًا

ہاں تو یاددہانی کے لیے ہے اس شخص کی جو ڈرتا ہو اتارا گیا

مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿۴﴾

اس کی طرف جس نے بنایا زمین کو اور آسمانوں کو اونچے

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿۵﴾

وہ رحمت کا مالک عرش پر متمکن ہوا

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿۲﴾

طٰہٰ ہم نے قرآن تجھ پر اس لیے نہیں اتارا کہ تو محنت میں پڑے

اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۳﴾ تَنْزِيْلًا

مگر اس کی نصیحت کے لیے جو ڈرتا ہے یہ اس نے اتارا ہے

مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿۴﴾

جس نے زمین اور اونچے آسمان بنائے

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿۵﴾

وہ بڑی رحمت والا عرش پر قائم ہے

طٰہٰ حروف مقطعات میں سے ہے جس کا مطلب اللہ عزوجل ہی جانتا ہے جنہیں اس نے بتا دیا۔

ارشاد ہے کہ قرآن مجید انسان کی ہدایت کے لیے ایک ضروری چیز ہے اس سے ان لوگوں کو جن کے مزاج میں احتیاط سے چلنا اور پھونک پھونک کر قدم رکھنا ہے اور جن کو متقی کہتے ہیں یہ بتلاتا ہے کہ تمہارا یہ ڈر اور احتیاط بالکل بجا ہے اب تم اس راستہ پر چلو جو یہ قرآن تمہیں بتلاتا ہے یہ اللہ عزوجل نے نازل ہی اس لیے کیا ہے کہ اس کے محتاط بندے اس کو اپنا دستور العمل بنائیں۔ اللہ عزوجل وہی ہے جس نے یہ ساری کائنات بنا کر کھڑی کر دی۔ اسی نے یہ زمین جس پر تم چلتے پھرتے، رہتے سہتے ہو بنائی۔ اور اس نے یہ سارے بلند آسمان قائم کیے۔ کیا یہ سمجھ میں آ سکتا ہے۔ کہ اتنے عظیم الشان کارخانے کا قائم کرنے والا انسان کی ہدایت کا انتظام نہ کرے اور اس کو یونہی کس مپرسی کی حالت میں چھوڑ دے نہیں اس نے اس کی تدبیر بخوبی کر دی ہے۔ کیونکہ جب اس نے بنایا ہے تو وہی سنبھال بھی سکتا ہے اور کسی کی مجال نہیں جو اس کے انتظام میں دخل دے سکے۔ انسان کی ہدایت کے لیے ضروری تھا کہ رسولوں کا سلسلہ قائم کیا جائے اور کتابیں نازل کی جائیں۔ اور آخر میں تجھے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سلسلے کی آخری کڑی بنایا جائے اور تجھے آخری رسول بنا کر آخری کتاب قرآن مجید تجھ پر نازل کی جائے اور اسے انسان کی ہدایت کا آخری ذریعہ ٹھہرایا جائے۔ یہ قرآن اس لیے نہیں اتارا گیا۔ کہ تجھے مشقت میں پھنسایا جائے۔ یہ تو اس اللہ الرحمٰن کی رحمت کا تقاضا ہے جس کا حکم ساری کائنات پر چلتا ہے اور جو تمام عالم کے تخت سلطنت کا مالک ہے۔

Marfat.com

اللہ کی صفتیں

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا
اسی کا ہے جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے اور جو
بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى (٦) وَاِنْ تَجْهَرْ
ان دونوں کے درمیان اور جو تحت الثریٰ میں ہے اور اگر پکار کر کہے تو
بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى (٧) اَللّٰهُ
بات پس تحقیق وہ جانتا ہے بھید اور اس سے بھی چھپی چیز اللہ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (٨)
جس کے ساتھ کوئی معبود نہیں اسی کے لیے ہیں سارے نام اچھے اچھے

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا
اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں اور ان دونوں
بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى (٦) وَاِنْ تَجْهَرْ
کے درمیان اور گیلی زمین کے نیچے ہے۔ اور اگر تو پکار کر بات کہے تو اس
بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى (٧) اَللّٰهُ
کو تو چھپی ہوئی بات کی اور اس سے بھی چھپی کی خبر ہے وہ اللہ جس کے
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (٨)
سوا کسی کی بندگی نہیں اس کے لیے سارے خوبیوں سے بھرے نام ہیں

ارشاد ہے کہ بادشاہ ہونے کے ساتھ ہی وہ ساری چیزوں کا مالک بھی ہے اس کو دنیا کے بادشاہوں پر قیاس نہ کرنا چاہیے جو حکم تو اپنی قوت کی بنا پر چلا سکتے ہیں لیکن سب چیزوں کے مالک نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ بادشاہ مطلق ہے اور پھر ساری چیزوں کا مالک بھی وہی ہے وہ ان چیزوں کی جو اس کی ملک میں ہیں فہرست بہ دیتا ہے کہ جو کچھ زمین کے اوپر اور جو کچھ اس کے اندر اور اس کے نیچے ہے، ان سب کا وہی مالک ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کے پاس جو کچھ ہے۔ مال، قوت اور جان ان سب کا مالک اللہ عزوجل ہے اور یہ سب کچھ انسان کے پاس بہ طور امانت کے ہے اور اسے ان چیزوں کو اس کے حکم کے مطابق خرچ کرنا چاہیے۔

آگے اللہ کے علم کا بیان ہے کہ وہ چھپی، کھلی چیزیں، اندر کے بھید اور بھید کے اندر کے بھید سب کچھ جانتا ہے۔ زبان سے پکار کر یا آہستہ سے جو بات کہی جائے بلکہ جو بات دلوں میں اور خیالات میں پوشیدہ ہے اور زبان تک آنے کی نوبت ہی نہیں آتی وہ اسے بھی جانتا ہے۔ بلکہ وہ ان باتوں سے پوری طرح واقف ہے جو ابھی تک کسی انسان کی زبان پر کیا خیال اور وہم تک میں بھی نہیں آئیں۔ اور انہی کو کہا ہے کہ وہ بھید سے بھی زیادہ پوشیدہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ جس کے اندر یہ صفتیں ہوں۔ وہی معبود ہونے کے قابل ہے اور کسی کے آگے عبادت کے لیے جھکنا بڑا ظلم ہے۔ جتنے اچھے اچھے نام ہیں سب اسی کے ہیں:۔

Marfat.com

قرآن کیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کو رات کے وقت کھڑے ہو کر اس قدر پڑھتے تھے کہ پاؤں پہ ورم تک آجاتا تھا۔ پھر دن کے وقت لوگوں کو اسے سنانے اور اس کا مطلب سمجھانے میں اتنا وقت صرف کرتے تھے۔ کہ آرام کا موقعہ ہی نہ ملتا تھا۔ پھر لوگوں کی بے توجہی دیکھ کر رنج و ملال الگ ہوتا تھا۔ بعض منہ پھٹ یہاں تک کہہ بیٹھتے تھے کہ اس پر قرآن کیا اترا۔ اس کا چین اور آرام ہی جاتا رہا۔

ارشاد ہوا کہ یہ تو ہم نے سمجھ دار لوگوں کی تسکین اور ہدایت کے لیے اتارا ہے اس کو آرام کے ساتھ پڑھو اور جتنی دیر تک آسانی کے ساتھ پڑھا جائے پڑھو۔ لوگوں کو سنانا بھی اتنا ہی کافی ہے جتنا سہولت کے ساتھ ہو سکے۔ یہ تو ایک ایسی روشنی ہے جو رفتہ رفتہ آپ ہی پھیل کر رہے گی اور دل میں ڈر رکھنے والے لوگوں کے لیے مشعل راہ ہوگی۔ اس کتاب مقدس کو اسی قادر مطلق نے اتارا ہے جس نے یہ ساری کائنات بنائی ہے کیونکہ انسان کی ہدایت اسی پر موقوف تھی۔ یہ ہو نہیں سکتا تھا کہ انسان کو کائنات کا خلاصہ بنا کر وہ ارحم الراحمین اس کی رہنمائی کا انتظام نہ کرے وہ جو اس ساری کائنات کا مالک محافظ اور حکمران ہے اس کی رحمت انسان جیسی عظیم الشان مخلوق کو اندھیرے میں گمراہ پھرنے دینا کیسے گوارا کر سکتی تھی۔

ارشاد ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ اپنے مالک کو پہچانے۔ آسمان سے لے کر زمین تک اور اس کے نیچے کی تہ تک ساری چیزیں اسی کی ہیں اور وہی ان کا مالک ہے۔ جب سب کچھ اوپر سے نیچے تک اسی کا ہے تو انسان اور کسی کا کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کو لازم ہے کہ اپنے مالک کے سامنے جھکے اور اس کی پاکی اور حمد و ثنا زبان سے بیان کرے لیکن زیادہ چلّانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ آہستہ بات بھی برابر سنتا ہے۔ بلکہ دلوں کے بھید سے واقف ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ چھپی ہوئی چیزیں سب اس کے علم میں ہیں۔ اس کا نام نامی اللہ ہے اس کی خوبی سے بھری صفتیں بے شمار ہیں۔ ان کے لحاظ سے جتنے نام بہتر سے بہتر ہو سکتے ہیں وہ سب اسی کے ہیں۔

اس کے بعد اس بات کا سمجھنا کیا دشوار ہے کہ عبادت کا مستحق اس کے سوا کوئی نہیں۔ وہ اپنی ذات اور صفات میں سب سے الگ سب سے بلند اور سب سے نرالا ہے یہی وہ شاندار بیان ہے۔ یہی وہ دلربا آیتیں ہیں جنہیں پڑھ کر عمر جیسے زبردست آدمی کے آنسو ٹپک پڑے اور بلا تامل اسلام قبول کر لیا۔

Marfat.com

رسالت کی توضیح

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى (۹) اِذْ رَاٰ
اور کیا آئی تیرے پاس بات موسیٰ کی جب دیکھا اس نے
نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ
آگ کو پس کہا اپنے گھروالوں سے ٹھیرو تحقیق دیکھی ہے میں نے
نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ
ایک آگ امید ہے کہ لے آؤں تمہارے پاس اس سے لکڑی سلگا کر یا
اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى (۱۰)
پاؤں آگ پر راستہ (کا نشان)

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى (۹) اِذْ رَاٰ
اور کیا تیرے پاس موسیٰ کی بات پہنچی ہے جب اس نے
نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ
ایک آگ دیکھی تو اپنے گھروالوں سے کہا کہ ٹھیرو میں نے ایک
نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ
آگ دیکھی ہے شاید اس میں سے تمہارے پاس سلگا کر لے آؤں یا
اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى (۱۰)
آگ پر پہنچ کر راستہ کا پتہ مل جائے

قَبَسٌ: سلگتی لکڑی الکڑی کا یا کسی چیز کا آگ سے جلتا ہوا سرا۔

فرشتہ نے جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی اور کہا کہ اللہ عزوجل نے تمہیں اپنا رسول مقرر کیا۔ اور وہ اپنا کلام قرآن مجید تم پر نازل کرنے والا ہے اس کو پڑھو اور سمجھو اور لوگوں کو پڑھاؤ اور سمجھاؤ۔ تو آپ کو اس عظیم الشان کام کے بوجھ کا احساس ہوا اور سوچنے لگے کہ رسالت کیا ہوتی ہے اور میں اس کام کو کس طرح انجام دوں۔ اس سے ایک طرح کا فکر لاحق ہوا ارشاد ہوا کہ قرآن اس لیے نہیں بھیجا جا رہا کہ تجھے مشقت اور پریشانی میں ڈالا جائے۔ یہ تو اللہ کی رحمت کا ظہور ہے۔ جو اس سے پہلے بھی مختلف شکلوں میں ہوتا رہا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کا حال ہم تجھے سناتے ہیں کہ کس طرح ہم نے اسے اس وقت کے سرکش انسان کو نیچا دکھانے اور مظلوموں کو اس کے ظلم سے بچانے کے لیے اپنا رسول بنایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین سے آتے ہوئے جنگل کے اندر اندھیرے میں راستہ بھول گئے تھے کہ یکایک ان کی نگاہ ایک روشنی پر پڑی۔ بی بی سے کہا تم ذرا یہاں ٹھیرو۔ مجھے سامنے ایک آگ جلتی نظر آرہی ہے میں وہاں سے ایک لکڑی سلگا کر لاتا ہوں۔ تاکہ اس سردی سے کچھ نجات ملے اور عجب نہیں کہ آگ کے پاس کچھ لوگ بھی ہوں۔ جن سے راستہ کا پتہ چل جائے۔ یہ کہہ کر بیوی اور بکریوں کو وہیں چھوڑا اور روشنی کی طرف اکیلے روانہ ہوئے۔

Marfat.com

رسالت مل گئی

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی ﴿۱۱﴾ اِنِّیْٓ

پس جب آیا آگ کے پاس آواز آئی اے موسیٰ تحقیق میں

اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ ۚ اِنَّكَ

میں تیرا رب ہوں پس اتار ڈال اپنی دونوں جوتیاں تحقیق تو

بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ﴿۱۲﴾ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ

میدان پاک طویٰ میں ہے اور میں نے تجھے پسند کیا ہے

فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی ﴿۱۳﴾

پس کان لگا کے سُن وہ جو وحی کی جائے تجھ پر

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی ﴿۱۱﴾ اِنِّیْٓ

پس جب آگ کے پاس پہنچا تو آواز آئی اے موسیٰ میں

اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ ۚ اِنَّكَ

تیرا رب ہوں سو اپنی جوتیاں اتار ڈال یقیناً تو

بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ﴿۱۲﴾ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ

پاک میدان طویٰ میں ہے اور میں نے تجھے پسند

فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی ﴿۱۳﴾

کیا ہے سو تو سنتا رہ جو حکم ہو

نُوْدِیَ: (پکارا گیا) ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔ اس کی ماضی معروف نادٰی اور مصدر نِدَآءٌ دونوں سورۃ مریم میں گذر چکے ہیں۔

اِخْلَعْ: (دور کر دے) امر کا صیغہ ہے خ۔ل۔ع سے۔ خَلْعٌ کے معنی دور کر دینا۔ اتار پھینکنا۔

ارشاد ہے کہ جب اس کے قریب پہنچے۔ تو آواز آئی کہ میں تیرا رب ہوں۔ اور تو اس وقت ایک پاک صاف میدان میں کھڑا ہے، جس کا نام طُویٰ ہے۔ یہاں ظاہری اور باطنی کسی قسم کی نجاست سے آلودہ بشر نہیں آ سکتا۔ تیرے جوتوں میں نجاست لگی ہوئی ہے انہیں اتار پھینک دے۔ میں نے تجھے اپنا رسول بنانے کے لیے چن لیا ہے۔ اس لیے جو کچھ تجھ سے کہا جائے پوری توجہ سے سُن اور اس کے مطابق عمل کر۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ عزوجل کی بارگاہ میں درحقیقت بلائے ہوئے گئے تھے وہ جس حالت میں تھے اسی حالت میں دوڑے ہوتے چلے گئے۔ جوتیوں میں نجاست لگ گئی تھی۔ کیونکہ راستہ میں بکریاں بھی ساتھ تھیں حکم ہوا جوتیاں اتار دو۔ تب آگے بڑھو۔

یہی حکم اب بھی باقی ہے۔ اللہ کے دربار میں نماز کے لیے حاضر ہو تو دیکھ لو کہ جوتیوں میں نجاست تو نہیں لگی ہوئی اگر ہو تو جوتیاں اتار دو۔

Marfat.com

ہدایات

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ
تحقیق میں ہی اللہ ہوں کوئی معبود نہیں سوا میرے پس عاجزی کر میرے آگے
وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ
اور قائم کر نماز میری یاد کے لیے تحقیق قیامت آنے والی ہے
اَكَادُ اُخْفِیْهَا لِتُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا
قریب ہوں میں اس کے کہ چھپاؤں اسے تاکہ بدلہ دیا جائے ہر شخص کو اس کا جو
تَسْعٰی ﴿۱۵﴾ فَلَا یَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا یُؤْمِنُ
اس نے کیا پس نہ ہٹا دے تجھ کو اس سے وہ شخص جو یقین نہیں کرتا
بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰی ﴿۱۶﴾
اس کا اور پیچھے پڑا ہوا ہے اپنی خواہشوں کے پس ہلاک ہو جائے تو

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ
میں بلا شک و شبہ اللہ ہوں میرے سوا کسی کی بندگی نہیں سو میری بندگی
وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ
کر اور نماز قائم رکھ میری یادگاری کو قیامت بے شک آنے والی ہے
اَكَادُ اُخْفِیْهَا لِتُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا
میں اس کو مخفی رکھنا چاہتا ہوں تاکہ بدلہ ملے ہر شخص کو اس کا
تَسْعٰی ﴿۱۵﴾ فَلَا یَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا یُؤْمِنُ
جو اس نے کمایا ہے سو کہیں تجھ کو اس سے وہ شخص روک نہ دے جو اس کا
بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰی ﴿۱۶﴾
یقین نہیں رکھتا اور اپنے مزے کے پیچھے پڑ گیا پھر تو تباہ ہو جائے گا

تَصُدَّنَّ: روک دے تجھے۔ مضارع کا صیغہ ہے جس کے ساتھ نون تاکید ثقیلہ ہے اس کا مادہ ص۔ د۔ د ہے۔ صَدٌّ کے معنی روک دینا۔ ہٹانا۔ کسی طرف سے منہ پھیر دینا۔

تَرْدٰی: ہلاک ہو جائے تو۔ مضارع کا صیغہ ہے ر۔ د۔ ی سے۔ رَدٰی کے معنی تباہی بربادی کے ہیں جسے ہم کہتے ہیں۔ گیا گذرا ہو جانا۔

آواز آئی۔ کہ میرا کوئی شریک نہیں۔ اس لیے فقط میری عبادت کر۔

مجھے یاد کرنے کے لیے نماز پڑھا کر، یہ دُنیا جاتے قیام نہیں۔ فنا ہو جائے گی۔ اور انسان کے لیے ایک وقت آنے والا ہے جب وہ دوبارہ زندہ ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینے کے لیے میرے سامنے حاضر ہو گا۔ اس گھڑی کا خاص وقت کسی کو بتلایا نہیں گیا۔ تاکہ ہر وقت اس کے آنے کے انتظار میں رہیں اور کوئی بُرا کام نہ کریں۔ کچھ لوگ قیامت کا یقین نہیں کرتے۔ خبردار! ان کے بہکاوے میں نہ آنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تجھے اس کی طرف سے غافل کر دیں۔ قیامت سے غافل ہونا بربادی کا باعث ہے۔

اگر ان لوگوں کا کہنا سنا جو اسے نہیں مانتے تو تباہ و برباد ہو جانے کا خوف ہے ؎

Marfat.com

دینِ فطرت

یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ ہم نے شروع ہی سے موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل میں سے منتخب کیا۔ اور ان کو اپنی حفاظت میں انہیں لوگوں کے گھر میں پالا جو اس کے دشمن تھے اور بنی اسرائیل کے بچوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کرا دیتے تھے۔ پھر ان کی تربیت کے لیے ایک بہانہ سے حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس بھیجا جن کے ہاں وہ دس سال خادم بن کر رہے۔ حضرت شعیبؑ نے اپنی صاحبزادی سے ان کی شادی کر دی۔ خدمت کی مدت پوری کرنے کے بعد اپنی بیوی اور بکریوں کے ریوڑ کو لے کر روانہ ہوئے تو ان کو وادی مقدس میں پہنچایا۔ اور وہاں ان کو اپنی خاص نشانی دکھائی۔ تاکہ وہ اپنے رب کو پہچان لیں۔ اور وہ نشانی یہ تھی کہ ایک سرسبز درخت کو اپنے نور سے منور کیا۔ اور جب موسیٰ علیہ السلام اس کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو گئے تو ان کو صحیح عقائد کی تلقین کی۔

درخت نے ٹیلیفون کا کام دیا۔ اس میں سے آواز آئی۔ کہ میں اللہ ہوں اور تم میری آواز سن رہے ہو۔ میں نے تمہیں اپنا رسول مقرر کیا۔ اس لیے یقین کرو۔ کہ میرے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اور یقین کرو کہ مرنے کے بعد قیامت آئے گی اور وہاں ہر شخص کو اس کے اچھے اور برے کاموں کی جزا سزا ملے گی۔ چنانچہ دین کے لیے یہی تین عقیدے مقرر ہو گئے۔ توحید، رسالت کا یقین اور قیامت پر ایمان۔ اس کے بعد فرمایا کہ میری عبادت کا طریقہ یہ ہے کہ مجھے یاد کرنے کے لیے پابندی سے نماز پڑھا کرو۔ اس کے بعد معجزات عطا ہوئے جن میں سے دو بڑے معجزوں کا ذکر آتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی اسی قسم کا سلوک کیا گیا۔ آپ کو رسالت کے لیے دنیا بھر کے لوگوں میں سے منتخب کیا اور اپنی خاص حفاظت میں آپ کی پرورش کی۔ تربیت کے لیے کسی کے پاس نہ بھیجا۔ صحیح الہامات اور خوابوں کے ذریعہ خود تربیت کی۔ اس کے بعد خود حضرت جبریل علیہ السلام کو اپنی خاص نشانی بنا کر بھیجا۔ اور ان کے ذریعے سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید عطا فرمایا۔ نماز کی تلقین کی۔ پہلے زمانے میں نماز، قیام، رکوع، سجود، ادب سے بیٹھنا ان چار شکلوں میں سے کسی شکل میں ہوتی تھی۔ آپ کو مکمل نماز سکھائی جس میں یہ چاروں شکلیں جمع کر دی گئیں۔ دین کے عقیدوں کی تکمیل کی۔ جن میں بنیادی عقیدے وہی تین رہے۔ توحید، رسالت پر ایمان۔ آخرت پر ایمان۔ باقی سارے عقیدے انہی تین کے لوازم قرار پائے۔ ایک مقصد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کے ذکر سے یہ ہے کہ انسان سمجھ لے کہ سارے نبی ایک ہی سلسلہ کی کڑی ہیں اور سب نے ایسا دین سکھایا ہے جو بنیادی طور پر ایک ہے اگر فرق ہے تو جزئیات میں۔

Marfat.com

عصائے موسیٰ علیہ السلام

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى (١٧) قَالَ هِيَ
اور کیا ہے یہ تیرے دائیں ہاتھ میں اے موسیٰ کہا یہ
عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَ اَهُشُّ بِهَا
میری لاٹھی ہے، میں ٹیک لگاتا ہوں اس پر اور میں پتے جھاڑتا ہوں اس سے
عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى (١٨)
اپنی بکریوں پر اور میرے لیے اس میں چند کام اور بھی ہیں
قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوسٰى (١٩) فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ
فرمایا ڈال دے اس کو اے موسیٰ پس ڈال دیا اس نے پس ناگاہ وہ
حَيَّةٌ تَسْعٰى (٢٠) قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ وقفة
سانپ بن گئی دوڑتا فرمایا پکڑ لے اسے اور ڈر مت
سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى (٢١)
ہم ابھی لوٹا دیں گے اسے اس کی حالت پر پہلی

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى (١٧) قَالَ هِيَ
اور اے موسیٰ یہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے . بولا یہ میری
عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا
لاٹھی ہے اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی
عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى (١٨)
بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور میرے اس میں اور بھی چند کام ہیں
قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوسٰى (١٩) فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ
فرمایا اے موسیٰ اس کو ڈال دے تو اس نے ڈال دیا پھر تو وہ اسی وقت
حَيَّةٌ تَسْعٰى (٢٠) قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ وقفة
دوڑتا ہوا سانپ ہو گئی فرمایا پکڑ لے اس کو اور مت ڈر
سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى (٢١)
ہم اس کو پہلی حالت پر پھیر دیں گے

اَتَوَكَّؤُا سہارا لیتا ہوں میں ، مضارع کا صیغہ ہے تَوَكُّؤٌ سے جس کا مادہ و ک ء ہے ۔ وُكُوٌّ کے معنی روکنے کے ہیں تَوَكُّؤٌ اپنے آپ کو روکنا : اَهُشُّ میں پتے جھاڑتا ہوں میں ، مضارع کا صیغہ ہے ھَشٌّ سے ھش کے معنی درخت سے خشک پتے جھاڑنا ۔ مَاٰرِبُ نفع ۔ حاجت ، مَارِبَۃٌ کی جمع ہے جو ارب سے مصدر میمی ہے اَرَبٌ ضرورت ۔ حاجت ۔ اِرْبَۃٌ خواہش : سِيْرَةٌ حالت ، حال مصدر ہے س ی ر سے سَيْرٌ کے معنی چلنا ۔ سِيْرَةٌ : چلنے کی کیفیت ۔ حالت ، وضع ——— پھر پوچھا کہ یہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے ۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ تو میری لاٹھی ہے میں اس سے بڑے کام لیتا ہوں ، تھک جاتا ہوں تو اس پر سہارا لے کر دم لیتا ہوں ۔ بکریوں کے کھانے کو درختوں کے خشک پتے اس سے مار مار کر جھاڑتا ہوں اور بھی میرے کئی کام اس سے نکلتے ہیں فرمایا اسے زمین پر ڈال دے ، موسیٰ علیہ السلام نے اسے زمین پر پھینک دیا ، زمین پر گرتے ہی وہ سانپ بن کر تیزی سے ادھر ادھر دوڑنے لگی موسیٰ علیہ السلام کے دل میں ہراس پیدا ہوا ۔ آواز آئی کہ ڈر مت اسے ہاتھ میں پکڑ تیرے پکڑتے ہی ہم اپنی قدرت سے اسے پھر ویسی ہی لاٹھی بنا دیں گے جیسے پہلے تھی :

Marfat.com

یدِ بیضا

وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ

اور ملا — ہاتھ اپنا — اپنی بغل — سے — نکلے گا وہ

بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى (۲۲)

سفید براق — بغیر کسی بیماری کے — بطور نشانی — دوسری کے

لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى (۲۳) اِذْهَبْ

تاکہ دکھائیں ہم تجھ کو — اپنی نشانیوں میں سے — بڑی — جا

اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى (۲۴)

طرف — فرعون کے — تحقیق اس نے — سرکشی کی ہے

وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ

اور اپنا ہاتھ اپنی بغل سے ملالے وہ بغیر کسی عیب کے

بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى (۲۲)

چمکدار ہو کر نکلے گا۔ یہ دوسری نشانی ہے

لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى (۲۳) اِذْهَبْ

تاکہ ہم تجھ کو بڑی نشانیاں دکھاتے جائیں — جا

اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى (۲۴) ع ۱۰

فرعون کی طرف کہ اس نے بہت سر اٹھایا ہے

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اپنا ہاتھ بغل میں رکھ لے انہوں نے رکھ لیا۔ پھر جو نکالا تو سورج کی طرح سفید ہو کر نکلا۔ بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ معجزہ کے طور پر براق اور چمک دار ہو کر۔ پھر فرمایا کہ یہ دوسری نشانی ہے۔ جو تجھے عطا کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اور بھی بڑی بڑی نشانیاں دکھائی جائیں گی۔

پھر ارشاد ہوا کہ اب فرعون کے پاس جا جو مصر کا بادشاہ تھا۔ کیونکہ اس نے سرکشی پر کمر باندھی ہے اور ہمارے بےبس بندوں کو بے جا ستا رہا ہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ عقاید کی درستی اور اعمال صالحہ کے بغیر اگر کوئی انوکھے کرتب بھی دکھائے۔ تب بھی رسول نہیں ہو سکتا۔ رسالت کی پہلی شرط اخلاق و عادات کی درستی ہے۔ خواہشوں کے غلام کو نبوّت کا دعویٰ زیب نہیں دیتا چہ جائیکہ رسالت کا مدعی بن بیٹھے۔ نبوّت اور رسالت تو پھر بھی بڑی چیزیں ہیں۔ کسی کو مصلح اور ریفارمر بھی نہیں مانا جا سکتا۔ جب تک کہ وہ پہلے انسانیت کے معیار پر پورا نہ اُترے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو کسی کے لیے موقعہ ہی نہیں جو نبوّت یا رسالت کا دعویٰ کرے پھر بھی کسی کو ولی، مصلح، پیر وغیرہ ماننے سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس کے عقاید درست ہیں۔ اخلاق کے معیار پر ٹھیک اترتا ہے۔ توحید، رسالت کا قائل ہے اور اس کے اعمال سے اس کے عقاید کی درستی کا پتہ چلتا ہے۔ ان کے بغیر خواہ کوئی کتنا ہی قابل ہو۔ آسمان پر اڑ سکتا ہو۔ ہوا پر قابو رکھتا ہو۔ پانی پر چل سکتا ہو ہرگز اس قابل نہیں کہ انسان کا رہنما بن سکے یا بڑا آدمی کہلائے۔

Marfat.com

موسیٰؑ کی درخواست (۱)

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ﴿۲۵﴾ وَ
کہنے لگا اے میرے رب کھول دے میرے لیے میرا سینہ اور
یَسِّرْ لِیْۤ اَمْرِیْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً
سہل کر میرے لیے میرا کام اور کھول دے گرہ
مِّنْ لِّسَانِیْ ﴿۲۷﴾ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ لِّیْ
میری زبان کی سمجھ لیں وہ میری بات اور بنا میرے لیے
وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِی ﴿۳۰﴾
مددگار میرے گھر میں سے ہارون میرا بھائی

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ﴿۲۵﴾ وَ
بولا اے میرے رب میرا سینہ کشادہ کر اور
یَسِّرْ لِیْۤ اَمْرِیْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً
میرا کام آسان کر میری زبان کی گرہ
مِّنْ لِّسَانِیْ ﴿۲۷﴾ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ لِّیْ
کھول دے کہ میری بات سمجھیں اور مجھے میرے گھر کا
وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِی ﴿۳۰﴾
ایک کام بٹانے والا دے میرا بھائی ہارون

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا۔ کہ فرعون جیسے جھلّے مزاج۔ سرپھرے مغرور آدمی کا سمجھانا بڑا مشکل کام ہے۔اس میں بڑے تحمل اور برداشت کی ضرورت ہے۔ میرا سینہ کھول دیجیے۔ تاکہ میں اپنی طبیعت کے خلاف باتیں دیکھ کر فوراً غصّہ میں نہ بھر جاؤں اور طیش میں آکر کام خراب نہ کردوں۔ سمجھانے کا کام بڑا مشکل ہے۔ اس کو آپ ہی آسان کردیں تو کر دیں۔ دوسرے کا بس نہیں۔ کچھ ایسا سامان کر دیجیے۔کہ میرے لیے یہ کام آسان ہوجائے۔ میری زبان بھی رُک رُک کر چلتی ہے۔ اس میں کچھ گرہ سی پڑگئی ہے۔ اس گرہ کو کھول دیجیے۔ تاکہ میں صاف الفاظ میں اپنا مطلب بیان کرسکوں اور لوگ میری بات اچھی طرح سمجھ لیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کام میں مجھے ایک مددگار کی ضرورت ہے۔ میرے گھر والوں میں سے ایک سہارا دینے والا میرے لیے مقرر کردیجیے۔ تاکہ وہ میرے کام میں بروقت میری مدد کرے۔ میرا بھائی ہارون اس کام کے لیے بہت موزوں ہے۔ اس کو اس کام میں میرا شریک کر دیجیے۔ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے اور بولنے میں زیادہ تیز تھے ؎

Marfat.com

موسیٰؑ کی درخواست (ب)

اُشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِیْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ فِیْٓ اَمْرِیْ ﴿۳۲﴾

مضبوط کر اس سے میری قوت اور شریک کر اسے میرے کام میں

كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا ﴿۳۳﴾ وَّ نَذْكُرَكَ

تاکہ تسبیح کریں ہم تیری کثرت کے ساتھ اور یاد کریں تیری

كَثِیْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ﴿۳۵﴾

کثرت سے تحقیق تو ہے ہمیں خوب دیکھنے والا

قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ یٰمُوْسٰی ﴿۳۶﴾

فرمایا تحقیق دیدیا گیا تجھے تیرا سوال اے موسیٰ

اُشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِیْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ فِیْٓ اَمْرِیْ ﴿۳۲﴾

اس سے میری کمر مضبوط کر اور اس کو میرے کام میں شریک کر

كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا ﴿۳۳﴾ وَّ نَذْكُرَكَ

تاکہ ہم تیری پاک ذات کا بہت بیان کریں اور تجھے بہت زیادہ

كَثِیْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ﴿۳۵﴾

یاد کریں تو تو ہم کو خوب دیکھتا ہے

قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ یٰمُوْسٰی ﴿۳۶﴾

فرمایا اے موسیٰ تیری درخواست قبول کی گئی

اَزْرٌ ۔ کمر اس کے اصل معنی قوت اور طاقت کے ہیں۔ چونکہ انسان کے اعضاء کی قوت کی جڑ کمر ہے۔ اس لیے کمر کی مضبوطی قوت کی نشانی ہے۔ چنانچہ شَدُّ الْاَزْرِ کے معنی کمر مضبوط کرنے کے ہوگئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام عرض کر رہے ہیں۔ کہ میری کمر بھائی سے مضبوط کر دے اور اس کو میرے کام میں شریک کر دے کہ ہم دونوں مل کر تیرا حکم بجا لائیں۔ اور ایک سے جو کمی رہ جائے اسے دوسرا پوری کر دے۔ اس طرح ایک سے دوسرے کو تقویت پہنچے گی۔ نشاط اور ہمت بڑھے گی۔ تو تیری ثنا و صفت بھی دل لگا کر ہو سکے گی اور اکٹھے ہو کر تیری تسبیح بہ کثرت کر سکیں گے اور مل جل کر تیری عبادت اور ذکر میں بھی زیادتی ہو جائے گی۔ کیونکہ ایک دوسرے کو یاد دلاتا رہے اور بھول کر بھی ہم سے کوئی تیری یاد سے غافل نہ ہو سکے گا۔

اے رب! تو ہمارے حال سے اچھی طرح واقف ہے جو میرے دل میں تھا۔ وہ عرض کر دیا۔ آگے آپ اپنے کی رو سے فیصلہ فرمائیں۔ کہ میرے بھائی ہارون کے ساتھ میرے شریک ہونے سے دعوت و تبلیغ کا کام زیادہ خوبی کے ساتھ ہوگا یا نہیں۔

ارشاد ہوا کہ اچھا اے موسیٰ تیری درخواست منظور ہے۔

Marfat.com

پہلے احسانات

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿۳۷﴾

اور البتہ تحقیق احسان کیا ہم نے تجھ پر ایک بار اور

اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿۳۸﴾

جب الہام کیا تیری ماں کی طرف جو بتایا جاتا ہے

اَنِ اقْذِفِيْهِ فِى التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِى الْيَمِّ

کہ ڈال اس کو صندوق میں پھر ڈال اسے دریا میں

فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ

پھر ڈال دے اسے دریا کے کنارے پر لے لے اسے

عَدُوٌّ لِّىْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ

دشمن میرا اور دشمن اس کا

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿۳۷﴾

اور ہم نے تجھ پر ایک بار اور بھی احسان کیا تھا

اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿۳۸﴾

جب ہم نے تیری ماں کے پاس حکم بھیجا جو آگے آتا ہے

اَنِ اقْذِفِيْهِ فِى التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِى الْيَمِّ

کہ اس کو صندوق میں ڈال پھر ڈال دے صندوق کو دریا میں

فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ

پھر دریا اس کو کنارے پر لا ڈالے

عَدُوٌّ لِّىْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ

پھر اٹھا لے اس کو میرا دشمن اور اس کا دشمن

جس زمانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے فرعون نے نجومیوں کے کہنے سے حکم دے رکھا تھا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے۔ ان کے پیدا ہوتے ہی ان کی والدہ کو تشویش ہوئی کہ اگر فرعون کے آدمیوں کو خبر ہو گئی۔ تو وہ اسے مار ڈالیں گے۔ اس وقت اللہ عزوجل نے ان کی والدہ کے دل میں ایک بات ڈالی۔ جس کا پورا نقشہ ان کے دل میں بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کو ایک صندوق میں آرام سے لٹا کر دریا میں چھوڑ دے۔ اس دریا کی ایک شاخ فرعون کے خاص محل کے باغ میں سے گذرتی تھی۔ صندوق بہہ کر اسی شاخ کے ذریعہ فرعون کے محل کے اندر چلا جائے گا اور اس کو فرعون کی بی بی آسیہ دریا سے نکال لیں گی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام انہی کے ہاتھوں پلیں گے۔ اس آیت میں اجمال کے ساتھ اسی واقعہ کا اظہار کیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صندوق دریا میں ڈال دیا گیا اور پھر وہی ہوا جو ان کی والدہ کو پہلے ہی الہام ہو چکا تھا۔ حضرت آسیہ بنی اسرائیل میں سے ایک نہایت خدا ترس خاتون تھیں۔ فرعون کے سامنے پیش کر کے کہا کہ ہم اسے بیٹا بنالیں تو بہت اچھا ہے:۔

Marfat.com

موسٰی علیہ السلام کی تربیت

وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ وَلِتُصْنَعَ
اور ڈال دی میں نے تجھ پر محبت اپنی طرف سے اور تاکہ پرورش کیا جائے تو
عَلٰى عَيْنِيْ ﴿۳۹﴾ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ
میری آنکھ کے سامنے جب چلی تیری بہن پس کہا اس نے
هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ
کیا بتادوں میں تم کو ایسی عورت جو سنبھالے اسے پس لوٹا دیا ہم نے تجھے
اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۭ۬
تیری ماں کی طرف تاکہ ٹھنڈی ہو آنکھ اس کی اور وہ اُداس نہ ہوں

وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ وَلِتُصْنَعَ
اور میں نے تجھ پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی تاکہ تو میری آنکھوں کے
عَلٰى عَيْنِيْ ﴿۳۹﴾ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ
سامنے پرورش پائے۔ جب چلتے چلتے پہنچی تیری بہن پھر کہا میں
هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ
بتاؤں تم کو ایسی دایہ جو اسے پالے پھر تجھ کو ہم نے تیری ماں کے
اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۭ۬
پاس پہنچا دیا تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی رہے اور وہ غم نہ کھائے

تُصْنَعُ (پرورش پائے تو) مضارع کا صیغہ ہے ص۔ن۔ع سے۔ صُنْعٌ کے معنی ہیں کاریگری سے کسی چیز کا بنانا، گھڑنا۔ یہاں اس سے مراد پرورش ہے۔

عَلٰى عَيْنِيْ (میری آنکھ پر) عربی کے محاورے میں آنکھ پر ہونے کا مطلب آنکھ کے سامنے ہونا ہے یعنی میری نگرانی اور دیکھ بھال کے تحت ۞ يَكْفُلُ (ذمہ داری لے) مضارع کا صیغہ ہے ک۔ ف۔ ل سے۔ اس سے کَفَالَةٌ مصدر ہے جس کے معنی ہیں کسی کام کا ذمہ لینا

تَقَرَّ (ٹھنڈی ہو) مضارع کا صیغہ ہے ق۔ ر۔ ر سے قَرٌّ اس سے بنا جس کے معنی ٹھنڈک اور ٹھنڈا ہونے کے ہیں آنکھ کی ٹھنڈک سے مراد آرام و اطمینان ہوتا ہے۔ اسی طرح آنکھ کی گرمی پریشانی اور گھبراہٹ کی علامت ہے۔ اردو اور عربی دونوں میں ان کا مطلب یہی لیا جاتا ہے۔

ارشاد ہے کہ ہم نے تیری محبت ہر ایک کے دل میں ڈال دی۔ اس کے بعد تیری بہن جسے تیری ماں نے تیری ٹوہ لینے کے لیے صندوق کے پیچھے روانہ کیا تھا چلتے چلتے وہاں پہنچی۔ وہاں ایک ایسی عورت کی تلاش ہو رہی تھی جو اس بچہ کو دودھ پلائے اور پالے۔ کیونکہ حضرت موسٰی علیہ السلام کسی کا دودھ نہ پیتے تھے۔ ان کی بہن نے موقع دیکھ کر کہا کہ میں ایک عورت بتاتی ہوں جو اس کی پرورش نہایت خوبی کے ساتھ کرے گی چنانچہ اس نے ان کی ماں کو لا کر حاضر کر دیا اور حضرت موسٰی علیہ السلام ماں کی آغوش میں آکر چپ ہو گئے ۞

Marfat.com

آزمائش

وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ

اور قتل کیا تونے ایک جان کو پس نجات دی ہم نے تجھ کو غم سے

وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۵ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ

اور جانچا ہم نے تجھ کو کچھ جانچنا پس ٹھہرا تو کئی سال

فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۵ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ

مدین والوں میں پھر آیا تو وقت مقرر پر

يٰمُوْسٰى (٤٠) وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ (٤١)

اے موسیٰ اور بنایا میں نے تجھ کو خاص اپنے لیے

وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ

اور تو نے ایک شخص کو مار ڈالا پھر ہم نے تجھے اس غم سے نکالا

وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۵ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ

اور جانچا ہم نے تجھ کو کئی طرح - پھر تو کئی سال

فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۵ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ

مدین والوں میں ٹھہرا رہا پھر تو یہاں آیا تقدیر سے

يٰمُوْسٰى (٤٠) وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ (٤١)

اے موسیٰ اور میں نے تجھ کو خاص اپنے لیے بنایا

علیٰ قَدَرٍ (اندازہ کے مطابق) قَدَرٌ کے معنی خوب اچھی طرح ہر پہلو سے سوچ کر ایک منصوبہ بنانا مراد یہ ہے کہ جو طریقہ، وقت، مقام اور عمر ہم تجھے نبی بنانے کے لیے مقرر کر چکے تھے اسی کے مطابق تو یہاں آپہنچا۔

اِصْطَنَعْتُ (بنایا میں نے تجھے) ماضی کا صیغہ ہے ص-ن-ع سے۔ صنع کے معنی بنانا۔ اصطناع: خوب سوچ سمجھ کر بنانا۔

اللہ عزوجل اپنی مہربانیاں جو اس نے شروع سے حضرت موسیٰؑ پر کیں۔ بیان کر کے ان کو اطمینان دلا رہا ہے کہ اسی طرح تجھ پر ہماری مہربانیاں جاری رہیں گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب پل کر جوان ہو گئے۔ تو ان کے ہاتھ سے اتفاقاً ایک جھگڑالو آدمی مارا گیا۔ آپ کو اس سے بڑی پریشانی لاحق ہوئی کہ پکڑا گیا تو سزا ملے گی۔ ڈر کر شہر سے نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس مدین پہنچا دیا اور وہاں وہ تمام پریشانیوں سے چھوٹ گئے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کی شادی اپنی لڑکی سے کر دی۔ دس سال ان کے پاس رہے۔ پھر وہاں سے چلے تو راستہ میں نبوّت مل گئی۔

اس کا قصہ سورۃ القصص میں آئیگا۔ ارشاد ہے کہ ہم نے تیری طرح طرح کی آزمائش کی۔ یہ سب کچھ اس کی تیاری تھی کہ تو وقت مقرر پر اس جگہ پہنچے۔ ہم نے تیری تربیت کا یہ سب کچھ انتظام کیا اس لیے کہ تجھے اپنا رسول اور مقرب بنا کر تجھ سے ہدایت کا کام لینا تھا؛

Marfat.com

رسالت کا کام

اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَ
جا تو اور تیرا بھائی میری نشانیوں کے ساتھ اور
لَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿٤٢﴾ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ
نہ سستی کرو میرے ذکر میں دونوں جاؤ فرعون کی طرف
اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٤٣﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا
تحقیق وہ سرکش ہوا پس کہو اس سے بات
لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿٤٤﴾
نرم شاید وہ دھیان کرے یا ڈرے

اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَ
میری نشانیاں لے کر تو اور تیرا بھائی دونوں جاؤ اور
لَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿٤٢﴾ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ
میری یاد میں سستی نہ کرو دونوں فرعون کی طرف جاؤ
اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٤٣﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا
اس نے بہت سر اٹھایا ہے سو اس سے نرم بات
لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿٤٤﴾
کو شاید وہ سوچے یا ڈرے

لَا تَنِيَا: (مت سست ہو) نہی کا تثنیہ کا صیغہ ہے و۔ن۔ی سے۔ وَنًی کے معنی سستی کے ہیں۔ اصل میں لَا تَوْنِيَا ہے۔ تعلیل کے بعد لَا تَنِيَا ہوگیا۔ وَنْیٌ (سستی کرنا) اس کا مصدر ہے۔

ارشاد ہے کہ جس کام کے لیے تجھے تیار کیا گیا تھا۔ اب اس کا وقت آگیا ہے۔ میں نے جو اپنی نشانیاں تجھے عطا کی ہیں انہیں لے کر تو اور تیرا بھائی دونوں روانہ ہو جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ دشمن سے مقابلہ کے وقت کامیابی کا راز میری یاد اور میرا ذکر ہے۔ اس میں ذرا سستی نہ کرنا اور جس طرح تمہیں سمجھا دیا گیا ہے۔ وقت پر نماز اور عبادت کے لیے مستعد ہو جانا۔ اور ہر مصیبت اور ضرورت کے وقت میرا نام لینا اور دل سے مجھے یاد کرنا۔ اب تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ۔ اس نے سرکشی اور ظلم پر کمر باندھ رکھی ہے۔ وہ اپنی قوت اور طاقت پر مغرور ہے۔ اس کے ساتھ زبردستی نہیں چلے گی۔ اس کو نرمی اور آہستگی سے سمجھاؤ۔ متکبّر اور مغرور لوگ سختی سے قابو میں نہیں آتے۔ ہاں نرم گفتگو اور سلیقے کے ساتھ سمجھانے سے ممکن ہے۔ کہ وہ کچھ سوچے یا کچھ اللہ عزّ و جلّ کا خوف اس کے دل میں پیدا ہو۔

Marfat.com

اندیشہ کا اظہار

قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ
بولے اے ہمارے رب تحقیق ہم ڈرتے ہیں کہ زیادتی کر بیٹھے
عَلَیْنَآ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی (۴۵) قَالَ لَا
ہم پر یا جوش میں آجائے فرمایا مت
تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ
ڈرو تم تحقیق میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا ہوں
وَ اَرٰی (۴۶)
اور دیکھتا ہوں

قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ
بولے اے ہمارے رب ہم ڈرتے ہیں کہ بھبک پڑے وہ
عَلَیْنَآ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی (۴۵) قَالَ لَا
ہم پر یا جوش میں آجائے فرمایا مت
تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ
ڈرو میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا ہوں
وَ اَرٰی (۴۶)
اور دیکھتا ہوں

اللہ عزوجل نے حضرت موسٰی علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام دونوں کو نبوّت عطا فرمائی اور اس کے بعد موسٰی علیہ السلام کو حکم دیا کہ اب تم اپنے بھائی کو ساتھ لے کر جاؤ اور مجھے ہر حال میں یاد رکھو میری یاد میں غفلت یا سستی نہ ہونے پائے۔ تمہارا کام یہ ہے۔ کہ مصر کے بادشاہ فرعون کے پاس جاؤ۔ اس نے بہت سر اٹھایا ہے۔ وہ بے بسوں کو ستاتا ہے اور اپنے سوا کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔

موسٰی علیہ السلام فرعون کے مزاج سے واقف تھے۔ عرض کیا۔ ہم دونوں بھائیوں کو اس کا ڈر ہے کہ شاید وہ مغرور آدمی ہمیں اپنے پاس آنے ہی نہ دے۔ یا ادھوری بات سُن کر ہی غصہ میں بھر جائے تو ہمیں بُری طرح ستائے یا قتل کرا ڈالے۔ فرمایا۔ اس بات سے مت ڈرو۔ میں ہردم تمہارے ساتھ ہوں۔ تمہاری ہر بات سنتا ہوں اور ہر کام دیکھتا ہوں۔ تمہاری اور فرعون کی جو گفتگو ہوگی۔ وہ سب سُن رہا ہوں گا۔ تمہارے ساتھ جو وہ برتاؤ کرے گا اسے میں دیکھ رہا ہونگا۔ تم بے فکر رہو اور بے دھڑک اپنا کام کرو۔ اللہ کے نیک بندے اپنی کمزوریوں پر نظر کر کے مشکلات میں اللہ کی مدد طلب کرتے ہیں اور اللہ ان کی مدد کرتا ہے ؛

Marfat.com

پیغام رسالت

فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ

سو جاؤ اس کے پاس پس کہو کہ ہم دونوں رسول ہیں تیرے رب کے

فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬

پس بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو

وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ

اور دکھ مت دے انہیں ہم آئے ہیں تیرے پاس

بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى

نشانی لے کر تیرے رب کی اور سلامتی اس پر

مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى (۴۷)

جو پیروی کرے سیدھی بات کی

فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ

سو اس کے پاس جاؤ اور کہو ہم دونوں تیرے رب کے

فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬

بھیجے ہوئے ہیں سو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے

وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ

اور ستامت ان کو ہم تیرے پاس تیرے رب

بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى

کی نشانی لے کر آئے ہیں اور سلامتی ہو اس کی

مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى (۴۷)

جو سیدھی راہ پر چلے

فَاْتِيٰهُ (پس جاؤ اس کے پاس) اِئْتِيَا (آؤ دونوں) امر کے تثنیہ کا صیغہ ہے ا ت ی سے۔ اَتٰی کے معنی آنا۔ لیکن چونکہ تیسرے شخص کے پاس آنا ہے اس لیے اردو ترجمہ جاؤ ہوگا۔

رَسُوْلَا (دو رسول) رسول کا تثنیہ ہے۔ اصل میں رَسُوْلَانِ ہے۔ رَبِّکَ کی طرف مضاف ہونے سے ن گر گیا۔

ارشاد ہے کہ دل سے خوف اور خطرہ دور کرو۔ فرعون کے پاس بے دھڑک جاؤ وہ تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتا میں تمہارے ساتھ ہوں اور اس سے کہو کہ ہم دونوں تیرے رب کے بھیجے ہوئے پیغامبر ہیں۔ بنی اسرائیل پر ظلم و ستم نہ کر۔ ان کو تو نے بدترین غلام بنا رکھا ہے انہیں آزاد کر۔ تاکہ وہ بھی اور لوگوں کی طرح اچھی حالت میں ان کے برابر ہو کر رہیں۔ یاد رکھ کہ سلامت وہی بچیں گے جو سیدھی اور صاف بات کو سنکر مان لیں گے جو نہ مانیں گے وہ ہلاک ہوں گے اس مختصر پیغام میں وہ سب کچھ آ گیا۔ جو اللہ عز و جل کے رسول انسان کو بتانا چاہتے ہیں اور جس کا نام اسلام ہے اور وہ تین ہیں (۱) تمہارا رب ایک ہے۔ جس کی تم مخلوق ہو اس کا حکم مانو (۲) وہ تمہاری ہدایت کے لیے رسول بھیجتا ہے (۳) اس کا حکم ہے کہ رسول کی بات مانو۔ کسی پہ "" ما دتی مت کرو۔ ورنہ تمہاری خیر نہیں ؛؛

Marfat.com

سوال وجواب

إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ
تحقیق وحی کی گئی ہے ہماری طرف کہ عذاب
عَلَىٰ مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ (۴۸) قَالَ
اس پر ہے جو جھٹلائے اور منہ پھیرلے کہا
فَمَنْ رَبُّكُمَا يَا مُوسَىٰ (۴۹) قَالَ
پھر کون ہے رب تمہارا اے موسیٰ کہا
رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ
ہمارا رب وہ ہے جس نے عطا کی ہر چیز کو
خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ (۵۰)
اس کی بناوٹ پھر راہ سجھائی

إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ
ہمیں حکم ملا ہے کہ عذاب اس پر ہے
عَلَىٰ مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ (۴۸) قَالَ
جو جھٹلائے اور منہ پھیرلے بولا
فَمَنْ رَبُّكُمَا يَا مُوسَىٰ (۴۹) قَالَ
اے موسیٰ پھر تم دونوں کا رب کون ہے کہا
رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ
ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی
خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ (۵۰)
صورت دی پھر راہ سجھائی

خَلْقَ (بناوٹ، صورت) اس کے معنی بڑی چیزوں سے کانٹ چھانٹ کر مختلف وضع قطع کی چھوٹی چیزیں بنانا۔ ہر ایک کی وضع قطع کو بھی اس کی خلق کہتے ہیں۔

ارشاد ہے کہ یہ بھی کہہ دینا کہ ہمیں وحی کے ذریعہ بتادیا گیا ہے کہ جس شخص نے ہمارا کہنا نہ مانا اور ہماری طرف سے منہ پھیر لیا۔ اس کے لیے عذاب، دکھ اور درد ہے۔ یہ پیغام لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام فرعون کے پاس گئے اور اس سے یہ سب کچھ کہہ دیا۔ باتیں ایسی تھیں جنہیں ہر سمجھ دار سُن کر مان لے گا۔ لیکن اسے خبط یہ تھا کہ لوگ مجھ کو ہی اپنا بڑا اور رب سمجھیں۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم اپنا رب کسے کہتے ہو جس کے بھیجے ہوئے تم میرے پاس آئے ہو۔ رب تو میں ہوں (معاذ اللہ) کہ ان سب پر پورا پورا اختیار رکھتا ہوں۔ فرمانبرداروں کو نہال کرتا ہوں۔ نافرمانوں کو کڑی سزا دیتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا۔ ہمارا رب وہی ہے جس نے ہر چیز کو اس کے مناسب الگ الگ شکل، صورت اور سمجھ عطا فرمائی اور پھر اس کو بتایا کہ وہ اپنے فائدہ کی چیزیں کیسے حاصل کرے اور ان کا کس طرح استعمال کرے۔ ہر ایک کو رہنے سہنے، کھانے پینے کا طریقہ سکھایا۔

Marfat.com

کج بحثی

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿٥١﴾
بولا بس کیا ہے حال زمانوں کا پہلے
قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّىْ فِىْ كِتٰبٍ ۚ
کہا اس کا علم میرے رب کے پاس کتاب میں ہے
لَا يَضِلُّ رَبِّىْ وَلَا يَنْسَى ﴿٥٢﴾ الَّذِىْ
نہیں غلطی کرتا میرا رب اور نہ بھولے وہ جس نے
جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ
بنا دیا تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور چلا دیا
لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا
تمہارے لیے اس میں راستوں کو

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿٥١﴾
بولا پھر کیا حال ہے ان پہلی جماعتوں کا
قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّىْ فِىْ كِتٰبٍ ۚ
کہا ان کا علم میرے رب کے پاس لکھا ہوا موجود ہے
لَا يَضِلُّ رَبِّىْ وَلَا يَنْسَى ﴿٥٢﴾ الَّذِىْ
میرا رب نہ بھٹکتا ہے اور نہ بھولتا ہے وہ جس نے
جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ
تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنا دیا اور اس میں
لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا
تمہارے لیے راستے چلائے

قُرُوْنٌ (زمانے) قرنٌ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں لمبا زمانہ۔ یہاں اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان زمانوں میں رہتے تھے۔

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کی باتیں سنیں۔ باتیں صاف تھیں۔ انکار کی کوئی وجہ نہ تھی، ایسے موقعہ پر اللہ کے نہ ماننے والے نہ ماننے کے بہانے ڈھونڈھا کرتے ہیں۔ فرعون نے بھی وہی کیا۔ بولا ہم سے پہلے بہت سے لوگ دنیا میں آئے اور گئے۔ بتاؤ ان کا حال کیا ہوا اور تمہارے رب کو نہ ماننے والوں کا کیا بگڑا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو۔ ان کا حال رتی رتی اللہ کو معلوم ہے۔ اس کے پاس سب لکھا ہوا محفوظ ہے۔ اللہ نہ بھٹکتا ہے نہ بھولتا ہے۔ اب تو تو اپنی کہہ۔ تو اللہ کو رب مانتا ہے یا نہیں دیکھ! اس نے ہمارے تمہارے اور سب کے لیے زمین جیسا لمبا چوڑا فرش بچھا دیا کہ اس پہ پھریں، چلیں، آرام سے بیٹھیں، اٹھیں۔ پھر اس میں ادھر ادھر آنے جانے کے راستے بنا دیئے جن کے ذریعے گڑھوں، پہاڑوں، دریاؤں، سمندروں سب کو پار کر کے جہاں جی چاہے جائیں اور اپنے کام بنائیں۔

Marfat.com

اللہ کی نشانیاں

وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ
اور اتارا آسمان سے پانی پس نکالی ہم نے اس سے
اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿۵۳﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا
قسمیں سبزی کی مختلف کھاؤ اور چراؤ
اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي
اپنے مویشیوں کو تحقیق اس میں ضرور نشانیاں ہیں عقل والوں
النُّهٰى ﴿۵۴﴾ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ
کے لیے اسی میں سے ہم نے پیدا کیا تمہیں اور اسی میں لوٹاتے ہیں تمہیں
وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾
اور اسی میں سے نکالیں گے تم کو دوسری بار

وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ
اور آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے ہم نے
اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿۵۳﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا
طرح طرح کی سبزی نکالی کھاؤ اور چراؤ
اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي
اپنے مویشیوں کو البتہ اس میں نشانیاں ہیں عقل
النُّهٰى ﴿۵۴﴾ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ ع ۲
والوں کے لیے اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں تم کو
وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾
لوٹائیں گے اور اسی سے تم کو دوسری بار نکالیں گے

اَزْوَاجٌ (انواع، اقسام) زوج کی جمع ہے جس کے معنی جوڑے کے ہیں جسے صنف بھی کہتے ہیں۔ شَتّٰی (مختلف) شَتِیْتٌ کی جمع ہے جس کا مادہ ش۔ت۔ت ہے۔ شَتٌّ کے معنی بکھرنا۔ شَتِیْتٌ: صفت کا صیغہ ہے بکھرا ہوا الگ الگ۔ نُہٰی: (عقلیں) نُھْیَۃٌ کی جمع ہے اس کا مادہ ن۔ہ۔ی ہے اور معنی عقل اور سمجھ ہیں۔ تَارَۃً (بار) اس کا مادہ ت۔ا۔ر ہے۔ تَارٌ کے معنی دیر کرنا۔ تَارَۃً ٹھیر کر۔ کبھی کبھی۔ بدلنے میں ھمزہ کو الف کر لیا گیا۔

انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کا اقرار کرنا اور اس کو اپنا رب مان لینا کچھ زیادہ مشکل نہیں۔ سیدھی سادھی سمجھ والا انسان ذرا سے غور سے سمجھ لے گا کہ آخر یہ سب چیزیں کس نے بنائیں اور انسان کو ان سے کام لینے کی طاقت کس نے دی۔ حضرت موسیٰ فرعون سے کہہ رہے ہیں کہ یہ سب اللہ نے پیدا کیں۔ زمین کو فرش کی طرح بچھایا۔ چلنے پھرنے کے لیے راستے بنا دیے اور پھر آسمان سے پانی برسایا اور اس کی بدولت زمین سے غلّے، سبزیاں وغیرہ پیدا کیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ سب چیزیں ہم نے پیدا کیں اور اس لیے پیدا کیں کہ تم ان کو کھاؤ اور بچا کھچا اپنے مویشیوں کو چراؤ جن کی مدد سے تم زراعت کا کام کرتے ہو۔ عقلمندوں کے لیے ان باتوں میں نشانیاں موجود ہیں جنہیں دیکھ کر وہ ہمیں پہچان سکتے ہیں۔ یاد رکھو تمہیں زمین ہی سے ہم نے بنایا پھر اسی میں مرنے کے بعد پہنچا دیں گے اور دوبارہ اسی میں سے زندہ کر کے اٹھا دیں گے۔

Marfat.com

فرعون کی ہٹ دھرمی

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ
اور البتہ تحقیق دکھا دیں ہم نے اس کو اپنی نشانیاں سب پس جھٹلایا اس نے
وَاَبٰى (۵۶) قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ
اور انکار کردیا بولا کیا آیا ہے تو ہمارے پاس کہ نکالے تو ہم کو ہمارے
اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى (۵۷) فَلَنَاْتِيَنَّكَ
ملک سے اپنے جادو کے ساتھ اے موسیٰ پس لائیں گے ہم بھی تیرے سامنے
بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ
ایک جادو اسی جیسا پس ٹھہرالے تو ہمارے درمیان اور اپنے درمیان
مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ
ایک وقت ملنے کا کہ نہ خلاف کریں اس کے ہم اور نہ تو
مَكَانًا سُوًى (۵۸)
ایک جگہ ہموار میں

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ
اور ہم نے فرعون کو اپنی سب نشانیاں دکھا دیں پھر اس نے جھٹلایا
وَاَبٰى (۵۶) قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ
اور نہ مانا بولا کیا ہم کو تو ہمارے ملک سے جادو کے
اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى (۵۷) فَلَنَاْتِيَنَّكَ
زور سے نکالنے آیا ہے اے موسیٰ سو ہم بھی تیرے مقابلہ میں
بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ
ایک ایسا ہی جادو لائیں گے سو ہمارے اور اپنے بیچ میں
مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ
ایک وعدہ ٹھہرالے نہ اس کے خلاف ہم کریں اور نہ تو
مَكَانًا سُوًى (۵۸)
ایک صاف میدان میں

سُوًى (ہموار۔ صاف) صفت کا صیغہ ہے س۔و۔ی سے۔ اصل میں سُوَيٌ تھا۔ تعلیل کے بعد سُوًى ہو گیا۔ وقف کی وجہ سے تنوین گر جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ فرعون کو ہم نے دُنیا کے فطری منظر اور موسیٰ علیہ السلام کے معجزے سب قسم کی نشانیاں دکھا دیں لیکن وہ ان سب کو کھیل تماشا سمجھتا رہا اور ہماری بات ماننے سے انکار کر دیا۔ کہا تو یہ کہا کہ یہ شعبدے دکھا کر تو یہ چاہتا ہے کہ لوگ ہماری طرف سے منہ موڑ کر تیری طرف جُھک جائیں اور تو ہمیں نکال کر آپ بادشاہ بن بیٹھے۔ اچھا ٹھہر جا۔ ہم بھی جادو کا انتظام کرتے ہیں۔ ہمارے تیرے درمیان ایک وعدہ ٹھہر جائے۔ کہ فلاں وقت فلاں کھلے میدان میں سب کے سامنے ہمارا اور تیرا مقابلہ ہو گا۔ ملک و مال میں مست لوگ نہیں سمجھتے کہ جاہ طلبی کے سوا کوئی اور اعلیٰ مقصد بھی ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

مقابلہ کا وقت

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ
کہا وعدہ تمہارا دن جشن کا ہے اور یہ کہ
يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ
اکٹھے کیے جائیں لوگ دن چڑھے پس منہ موڑا فرعون نے
فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُمْ
پھر اکٹھا کیا اپنے داؤ کو پھر آیا کہا ان سے
مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ
موسیٰ نے شامت کے مارو نہ گھڑو اوپر اللہ کے
كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ
جھوٹ پس ہلاک کر دے تم کو عذاب سے اور بے شک ناکام رہا
مَنِ افْتَرٰى ﴿٦١﴾
وہ جس نے جھوٹ باندھا

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ
کہا تمہارا وعدہ جشن کا دن ہے اور یہ کہ
يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ
لوگ دن چڑھے جمع ہوں پھر فرعون اُلٹا پھرا
فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُمْ
اور اپنے سارے داؤ جمع کیے پھر آیا موسیٰ نے ان سے
مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ
کہا کم بختو اللہ پر جھوٹ نہ بولو
كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ
پھر تم کو کسی آفت سے غارت کر دے اور جس نے جھوٹ
مَنِ افْتَرٰى ﴿٦١﴾
باندھا مراد کو نہیں پہنچا

يَوْمُ الزِّيْنَةِ: بناؤ سنگار کا دن (اس سے مراد ان کے نوروز کا تہوار ہے۔ جو ان کی بڑی عید تھی۔

يُسْحِتُ: ہلاک کرے (مضارع کا صیغہ ہے اِسْحَات سے جس کا مادہ س ح ت ہے سُحْت: تباہی۔ اِسْحَات: تباہ کرنا۔ ہلاک کرنا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ نادان اللہ عزوجل کے مقابلہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ بے ساختہ جواب دیا کہ تمہارا بڑا تہوار نوروز آنے والا ہے اسی دن صبح جب سورج خوب روشن ہو جائے مقابلہ ٹھیک رہیگا۔ فرعون یہ سنکر مجلس سے اٹھ گیا اور مقابلہ کی تیاری کرنے لگا اپنے ملک کے سارے جادوگروں کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ اور پھر ان کو لے کر مقررہ وقت پر آپہنچا۔ اپنی طرف سے تیاری میں کوئی کسر نہ چھوڑی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا۔ دیکھو اللہ عزوجل کی باتوں کو جھوٹ مت سمجھو۔ اللہ کے حکم کے خلاف چلنا اس پر جھوٹ کا الزام لگانا ہے کہ کہیں اس کی سزا میں وہ عذاب بھیج کر تمہیں ہلاک نہ کر دے جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اللہ عزوجل کی باتیں جھوٹی ہیں (نعوذ باللہ) وہ انجام کار ناکام ہوتا ہے اور منہ کی کھاتا ہے:

Marfat.com

مقابلہ کا مشورہ

فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا

پس جھگڑنے لگے وہ اپنے کام میں آپس میں اور چھپ کر کیا

النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ

مشورہ بولے تحقیق یہ دونوں جادوگر ہیں

يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ

چاہتے ہیں کہ نکال دیں تمہیں تمہاری سرزمین سے

بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾

اپنے جادو سے اور چلتا کر دیں تمہارا چلن اس قدر اچھا

فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ

پس اکٹھا کرو اپنے داؤں کو پھر آگے آؤ صف باندھ کر

وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾

اور بیشک کامیاب رہا آج جو غالب ہوا

فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا

پھر اپنے کام پر آپس میں جھگڑنے لگے اور چھپ

النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ

کر مشورہ کیا بولے مقرر یہ دونوں جادوگر ہیں

يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ

چاہتے ہیں کہ تمہیں اپنے جادو کے زور سے تمہارے

بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾

ملک سے باہر نکال دیں اور تمہارے اچھے خاصے چلن کو موقوف کر دیں

فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ

پھر اپنی تدبیر مقرر کر لو اور قطار باندھ کر آؤ

وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾

اور جیت گیا جو آج غالب رہا

اِنْ تخفیف: یہاں اِنَّ کا مخفف ہے اور ضمیر شان اس کا اسم محذوف ہے:۔ اَلْمُثْلٰى: اَمْثَلُ کی مونث ہے۔ جو مثل سے اسم تفضیل ہے، مثل کے معنی نمونہ۔ اَمْثَلُ اور مُثْلٰى وہ چیز جو نمونہ بن سکے یعنی سب سے بہتر۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت سُنکر لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ کسی نے کہا یہ جادوگر ہے۔ کسی نے کہا جادوگر ایسے نہیں ہوسکتے۔ آخر تنہائی میں مشورہ کیا۔ فرعون کی رائے ماننے پر مجبور ہوئے، طے پایا کہ یقیناً یہ دونوں جادوگر ہی ہیں اور تمہیں نکال کر آپ بادشاہ بن کر بیٹھنا چاہتے ہیں۔ اور تمہارا طریقہ جو سب سے اچھا ہے۔ مٹا کر اپنا نیا طریقہ قائم کرنے کے درپے ہیں۔ تمہارے لیے یہی راستہ ہے کہ اپنا انتظام کرو اور سارے کرتب داؤ اور تدبیریں اکٹھی کر لو اور سب اتفاق کرکے اس پر ہلّہ بول دو۔ آج کا معرکہ سخت ہے، جو غالب رہیگا اس کا بول بالا رہیگا معلوم ہوتا ہے کہ جادوگروں نے فرعون کا کہنا تو مانا لیکن دل میں وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ جادوگر نہیں کوئی اس سے بہت ہی بڑے درجے کا آدمی ہے اور جو کہتا ہے سچ کہتا ہے اس کی بات میں بناوٹ اور تصنّع ہے:۔

Marfat.com

معرکہ

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ

بولے اے موسیٰ یا تو یہ کہ تو ڈالے اور یا

اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾

یہ کہ ہم ہوں پہلے جو ڈالیں

قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ

کہا نہیں تم ہی ڈالو پس ناگاہ رسیاں ان کی

وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ

اور لاٹھیاں ان کی خیال میں آئیں اس کے ان کے جادو سے

اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾

کہ وہ دوڑ رہی ہیں

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ

بولے اے موسیٰ یا تو تُو ڈال اور یا

اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾

ہم پہلے ڈالنے والے ہیں

قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ

کہا نہیں تم ہی ڈالو پھر ناگاہ ان کی رسیاں

وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ

اور لاٹھیاں ان کے جادو سے اس کے خیال میں آئیں

اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾

کہ دوڑ رہی ہیں

عِصِیٌّ: (لاٹھیاں) عصا کی جمع ہے اصل میں عُصُوْیٌ تھا تعلیل کے بعد عِصِیٌّ ہو گیا۔ اس کا مادہ ع ص و ہے۔
يُخَيَّلُ (خیال دلایا جاتا ہے) مضارع مجہول ہے تخییل سے جو خیال سے بنا ہے۔ تخییل کے معنی خیالی صورت بنانا۔ کوئی چیز خیال میں پیدا کرنا۔

فرعون نے جادوگروں کی ہمت بڑھائی۔ تو وہ آگے بڑھے۔ چونکہ معلوم ہو چکا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی لاٹھی پھینک دیتے ہیں اور وہ زمین پر گرتے ہی اژدہا بن جاتی ہے۔ اس لیے وہ بھی رسیاں اور لاٹھیاں لے کر ہی مقابلے میں آئے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ بولو تم پہلے عصا ڈالتے ہو یا ہم پہلے ڈالیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بے پروائی سے جواب دیا۔ کہ نہیں تم پہلے ڈالو۔ اس پر انہوں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں زمین پر پھینکیں۔ تو موسیٰ علیہ السلام کو ایسا خیال ہونے لگا کہ زمین سانپوں سے بھر گئی ہے۔ اور وہ ادھر اُدھر دوڑتے پھر رہے ہیں۔ لیکن یہ صرف نظر بندی کا کھیل تھا واقعہ میں سانپ وغیرہ کچھ نہ تھے۔ لیکن ساحروں نے اپنے خیال کو تھوڑی دیر کے لیے دوسروں پر غالب کرنے کی مشق کر رکھی تھی۔

Marfat.com

موسیٰؑ کا اندیشہ

فَاَوۡجَسَ فِیۡ نَفۡسِہٖ خِیۡفَۃً مُّوۡسٰی ﴿٦٧﴾

پس پایا اپنے جی میں ڈر موسیٰ نے

قُلۡنَا لَا تَخَفۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡاَعۡلٰی ﴿٦٨﴾

کہا ہم نے ڈر مت بے شک تو ہی اونچا رہے گا

وَاَلۡقِ مَا فِیۡ یَمِیۡنِکَ تَلۡقَفۡ مَا

اور ڈال دے جو تیرے دائیں ہاتھ میں ہے نگل جائے گا وہ جو

صَنَعُوۡا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوۡا کَیۡدُ سٰحِرٍ ؕ

انہوں نے بنایا تحقیق جو بنایا انہوں نے فریب جادوگر کا

وَلَا یُفۡلِحُ السّٰحِرُ حَیۡثُ اَتٰی ﴿٦٩﴾

اور نہیں کامیاب ہوتا جادوگر جہاں آوے

فَاَوۡجَسَ فِیۡ نَفۡسِہٖ خِیۡفَۃً مُّوۡسٰی ﴿٦٧﴾

پھر موسیٰ اپنے جی میں ڈر پانے لگا

قُلۡنَا لَا تَخَفۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡاَعۡلٰی ﴿٦٨﴾

ہم نے کہا مت ڈر یقیناً تو ہی غالب رہے گا

وَاَلۡقِ مَا فِیۡ یَمِیۡنِکَ تَلۡقَفۡ مَا

اور ڈال دے جو تیرے دائیں ہاتھ میں ہے کہ نگل جائے جو کچھ

صَنَعُوۡا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوۡا کَیۡدُ سٰحِرٍ ؕ

انہوں نے بنایا ان کا بنایا ہوا تو جادوگر کا فریب ہے

وَلَا یُفۡلِحُ السّٰحِرُ حَیۡثُ اَتٰی ﴿٦٩﴾

اور جادوگر کا بھلا نہیں ہوتا جہاں وہ ہو

اَوۡجَسَ: (پایا) ماضی کا صیغہ ہے اِیۡجَاسٌ سے جس کا مادہ و۔ج۔س ہے وَجۡسٌ: احساس۔ اِیۡجَاسٌ: احساس کرنا۔

خِیۡفَۃٌ: (ڈر) یہ لفظ خوف سے بنا ہے اور ڈر کی حالت ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے یہ معجزہ عطا فرمایا تھا۔ کہ لاٹھی زمین پر پھینکتے تھے تو وہ اژدہا بن جاتی تھی۔ اس وقت جو جادوگروں کی نظربندی سے ہر طرف سانپ ہی سانپ نظر آنے لگے تو انہیں اندیشہ یہ ہوا کہ میں لاٹھی پھینکوں گا۔ تو وہ سانپ بن جائے گی۔ لوگ کیسے فرق کریں گے کہ یہ معجزہ کا سانپ ہے اور یہ جادو کے سانپ ہیں۔ اس وقت حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی ہوئی کہ اس اندیشہ کو دور کر تیری لاٹھی فقط سانپ ہی نہ بنے گی۔ بلکہ اس سے بہت زیادہ کرشمہ دکھائے گی۔ اور تو یقیناً ان سب پر غالب رہے گا تو اپنی لاٹھی پھینک، اور اللہ کی قدرت کا تماشہ دیکھ۔ وہ لاٹھی ان سب سانپوں کو نگل جائے گی یہ سانپ نہیں ہیں فقط جادو کا ایک کرتب ہے۔ جادو سے چیز کی اصلیت نہیں بدلتی۔ بلکہ اس کی ایک خیالی صورت کچھ اور بن جاتی ہے۔ تیری لاٹھی تو خیالی سانپ نہیں۔ اللہ کی قدرت کا ظہور ہے۔ جادوگروں کے ڈھکوسلے تو تھوڑی دیر میں مٹ جایا کرتے ہیں علاوہ ان کو آخری کامیابی نصیب نہیں ہوا کرتی تو ڈر مت۔ یہ تجھ سے جیت نہیں سکتے۔

Marfat.com

جادوگر مان گئے

فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا
پس ڈال دیئے گئے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے۔ بولے ایمان لائے ہم
بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰى (٧٠) قَالَ
رب پر ہارون اور موسیٰ کے ۔ بولا
اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ
ایمان لائے تم اس پر پہلے اس کے کہ میں اذن دوں تمہیں
اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ
بے شک یہی بڑا ہے تمہارا جس نے سکھایا تمہیں
السِّحْرَ ۚ
جادو

فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا
پھر جادوگر سجدہ میں گر پڑے بولے ہم ہارون
بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰى (٧٠) قَالَ
اور موسیٰ کے رب پر ایمان لائے بولا
اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ
تم نے میرے حکم دینے سے پہلے ہی اسے مان لیا
اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ
یہی تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں
السِّحْرَ ۚ
جادو سکھایا

السَّحَرَةُ: (جادوگر) ساحر کی جمع ہے جو سحر سے اسم فاعل ہے۔

اللہ عزوجل کا حکم پاتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل سے سارے اندیشے جاتے رہے اور انہوں نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا اور وہ اژدہا بن کر ان سب لاٹھیوں اور رسیوں کو جو جادوگروں نے زمین پر ڈالی تھیں نگل گیا۔ جادوگروں نے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تقریر سن کر پہلے ہی دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ یہ شخص جادوگر نہیں ہو سکتا۔ اس کے خیالات بالکل نرالے ہیں۔ اب جو اتنا بڑا زبردست کرشمہ دیکھا تو سب کے سب سجدہ میں گر پڑے۔ اور دل سے آواز نکلی کہ ہم ہارونؑ اور موسیٰؑ کے رب پر ایمان لائے

فرعون نے دیکھا یہ تو کام ہی بگڑ گیا۔ جھلا کر کہا میری اجازت سے پہلے ایمان لانے کے کیا معنی ضرور تم موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سازش میں شریک ہو اور یہ تمہارا گرو گھنٹال معلوم ہوتا ہے اور تم نے جادو اسی سے سیکھا ہے۔ اب تم اس سے مل کر میرے خلاف بغاوت کرنا چاہتے ہو۔ دوسرے لوگوں پر اثر ڈال کر انہیں بھی ورغلانا چاہتے ہو۔ اچھا ٹھہرو تو سہی میں بھی تمہیں وہ سزا دوں کہ دیکھنے والوں کے ہوش اڑ جائیں ؎

Marfat.com

سزا کی دھمکی

فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَ اَرْجُلَکُمْ مِّنْ
پس ضرور کٹواؤں گا تمہارے ہاتھ ایک طرف کے اور پاؤں تمہارے دوسری
خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّکُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ز
طرف کے اور البتہ سولی دوں گا تمہیں درختوں میں کھجور کے
وَ لَتَعْلَمُنَّ اَیُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا
اور البتہ جان لوگے تم کون سا ہم میں زیادہ سخت ہے عذاب دینے میں
وَّ اَبْقٰی (۷۱) قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَکَ عَلٰی مَا
اور دیر تک قائم رکھنے والا بولے ہرگز نہ ترجیح دیں گے ہم تجھے اس پر جو
جَآءَنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالَّذِیْ فَطَرَنَا
آئی ہمارے پاس دلیلوں میں سے اور اس پر جس نے ہمیں بنایا
فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ط
پس فیصلہ کر جو تو فیصلہ کرنے والا ہے

فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ مِّنْ
سو اب کٹواؤں گا تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف
خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّکُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ز
کے پاؤں اور سولی دوں تم کو کھجوروں کے تنوں
وَلَتَعْلَمُنَّ اَیُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا
پر اور جان لوگے ہم میں کس کا عذاب سخت اور
وَّاَبْقٰی (۷۱) قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَکَ عَلٰی مَا
دیر تک رہنے والا ہے وہ بولے ہم تجھ کو اس صاف دلیل سے
جَآءَنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالَّذِیْ فَطَرَنَا
جو ہمیں پہنچی اور اس سے جس نے ہمیں پیدا کیا زیادہ نہ
فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ط
سمجھیں گے سو تجھے جو کرنا ہے کر گذر

لَنْ نُّؤْثِرَ: ہم ہرگز نہ ترجیح دیں گے مضارع منفی ہے ایثار سے جس کا مادہ ا ث ر ہے۔ اس کے معنی کسی چیز کو دوسری پر ترجیح دینا، بڑھانا۔

فرعون جادوگروں کے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے سے سخت جھلایا اور کہا۔ کہ تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹوا کر گلے میں پھندا ڈال کر کھجوروں کے درختوں پہ لٹکواؤں گا اور تمہیں اچھی طرح ابھی معلوم ہو جائے گا۔ کہ میرا عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہے۔ یا موسیٰ کے رب کا جس پر تم ایمان لائے ہو۔ جادوگروں کو عصائے موسوی کے کرتب دیکھ کر یقین ہو چکا تھا یہ جادو کا کھیل نہیں ہو سکتا۔ بے شک موسیٰ علیہ السلام بھی سچے اور ان کا رب بھی سچا۔ فرعون گمراہ اور نادان ہے۔ ایک زبان ہو کر بولے۔ کہ ہم تو صاف اور روشن نشانی دیکھ چکے۔ ہمارا رب تو وہی ہے۔ جو موسیٰ علیہ السلام کا رب ہے۔ ایسی صاف نشانی اور ایسے زبردست رب کے سامنے ہم تیری نہیں سن سکتے۔ ہم کوئی نادان یا بچے نہیں ہیں جو تیری دھمکیوں میں آجائیں گے۔ ہمارا فیصلہ اٹل ہے اس بارے میں ہم تیری نہیں سن سکتے جو تیرا جی چاہے کر اور جو سزا چاہے دے ہمیں پروا نہیں ؛؛

Marfat.com

صاف جواب

اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ؕ ﴿۷۲﴾
اور کچھ نہیں تو فیصلہ کرے گا اسی زندگی قریب کی میں
اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا
تحقیق ہم ایمان لائے اپنے رب پر کہ بخشے وہ ہمارے لیے ہماری خطائیں
وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ
اور جو زبردستی کی تو نے اس کے اوپر جادو سے
وَاللّٰهُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿۷۳﴾ الثلثة
اور اللہ بہتر ہے اور سدا باقی رہنے والا

اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ؕ ﴿۷۲﴾
تو جو کچھ کرے گا اس دنیا کی زندگی ہی میں تو کرے گا
اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا
ہم تو اپنے رب پر یقین لائے تاکہ وہ ہمارے گناہ اور وہ
وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ
جو تو نے زبردستی ہم سے جادو کرایا بخشش دے
وَاللّٰهُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿۷۳﴾ الثلثة
اور اللہ بہتر اور سدا باقی رہنے والا ہے

فرعون کے بلائے ہوئے جادوگر فرعون کی دھمکیوں کا جواب دلیری کے ساتھ دے رہے ہیں۔ درحقیقت جس کے دل میں ایمان بیٹھ جاتا ہے۔ وہ کسی دھمکی کی کیا سخت سزا کی بھی پروا نہیں کرتا۔ فرعون نے کہا کہ میں تمہیں سزا دوں گا۔ انہوں نے بے دھڑک جواب دیا کہ ہم غلطی پر تھے کہ تجھ کو رب مانتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ہمیں ایک زبردست نشانی دکھا کر ہم پر پوری طرح واضح کر دیا۔ کہ بے شک ہمارا اور سب کا رب اللہ عزوجل ہے۔ اب تو جو چاہے کر ہم اس سے ہٹنے والے نہیں۔ تیرا فیصلہ جو بھی ہو گا۔ وہ اسی دُنیا کی زندگی تک محدود رہے گا۔ جب جان نکل گئی تو تیری ترکی تمام ہوئی۔

اس کے بعد ہمارا اور سب کا واسطہ فقط اللہ عزوجل سے ہے۔ اس لیے ہم تجھے کچھ نہیں سمجھتے۔ ہم اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ کہ ہم نے اس وقت تک جو گناہ کیے ہیں وہ اپنی مہربانی سے بخش دے۔ اور تو نے جو ہمیں زبردستی موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں جادو کرنے پر آمادہ کیا۔ اسے بھی وہ اپنے رحم و کرم سے معاف کر دے۔ ہم تو موسیٰ علیہ السلام کی باتیں سُنکر ہی سمجھ گئے تھے۔ کہ یہ جادوگر نہیں۔ اس کے مقابلہ میں جادو نہ چلے گا۔ اب ہمیں یقین ہو گیا۔ کہ تو کچھ نہیں۔ اللہ عزوجل تجھ سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ تو اور تیرا کروفر تو کوئی دم کا ہے۔

Marfat.com

دل کی آواز

إِنَّهُ مَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ
بات یہی کہ جو آیا اپنے رب کے پاس گنہگار پس تحقیق اس کے لیے
جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ (۷۴)
دوزخ ہے نہ مرے گا اس میں اور نہ جیے گا
وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ
اور جو آیا اس کے پاس ایمان والا کرتا ہوا نیک کام
فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ (۷۵)
پس وہ لوگ ان کے لیے مرتبے ہیں بلند
جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
باغ رہنے کے چلتی ہیں ان کے نیچے
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ
نہریں رہا کریں گے انہی میں اور یہ ہے
جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّىٰ (۷۶)
بدلہ اس کا جو پاک ہے

إِنَّهُ مَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ
بات یہی ہے کہ جو اپنے رب کے پاس گناہ لے کر آیا اس کے لیے
جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ (۷۴)
دوزخ ہے نہ اس میں مرے اور نہ جیے
وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ
اور جو اس کے پاس ایمان لے کر آیا نیکیاں کر کے
فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ (۷۵)
سو ان لوگوں کے لیے بلند درجے ہیں
جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
باغ ہیں بسنے کے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ
انہی میں ہمیشہ رہا کریں گے اور یہ اس کا
ع ۳ / ۱۲ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّىٰ (۷۶)
بدلہ ہے جو پاک ہوا

جادوگر کہہ رہے ہیں۔ ہم اچھی طرح سمجھ چکے ہیں۔ کہ تیرا کہنا ماننا حقیقی رب کے سامنے مجرم بننے کے برابر ہے تیرا انعام یا عذاب ڈھلتی چھاؤں ہے۔ لیکن اصلی رب کے پاس مجرم کی حیثیت ہمیشہ کی تباہی کا باعث ہے اس کے مجرموں کی سزا جہنم ہے جس میں مجرم کو نہ تو موت ہی آئے گی کہ جان عذاب سے چھوٹے اور نہ ہی زندگی ہوگی۔ کہ جینے کا لطف اٹھائے۔ دنیا میں جو شخص اپنے اصلی رب کو پہچان لے گا اور اس پر ایمان لے آئے گا۔ اور نیک کام کرے گا۔ اس کے مرتبے آخرت میں بہت اونچے ہیں اس کو ہمیشہ رہنے کے باغ ملیں گے۔ جن میں نہریں جاری ہوں گی۔ وہ ان سے کبھی نہ چھنیں گی۔ یہ اس شخص کو جزا ملے گی جو دنیا میں پاک صاف رہنے کی کوشش میں لگا رہے گا نیک کام کرے گا۔

Marfat.com

بنی اسرائیل کی نجات

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ
اور البتہ تحقیق وحی کی ہم نے موسیٰ کی طرف کہ لیکر نکل رات کو
بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ
میرے بندوں کو پس بنا ان کے لیے راستہ سمندر میں
يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾
خشک نہ ڈرتے ہوئے پکڑنے سے اور نہ خوف کرتے ہوئے ڈوبنے سے
فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ
پس پیچھا کیا ان کا فرعون نے اپنے لشکروں کے ساتھ پس ڈھانپ لیا ان کو
مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ
سمندر سے جبکہ ڈھانپ لیا ان کو اور بہکایا فرعون نے
قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾
اپنی قوم کو اور نہ راہ سجھائی

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ
اور ہم نے موسیٰؑ کو حکم بھیجا کہ میرے بندوں کو رات کو
بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ
لے نکل پھر ان کے لیے دریا میں خشک راستہ
يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾
اختیار کر نہ خطرہ کر پکڑنے کا اور نہ ڈر ڈوبنے سے
فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ
پھر فرعون نے اپنا لشکر لے کر پیچھا کیا پھر ڈھانپ لیا
مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ
ان کو پانی نے۔ جیسا کہ ڈھانپ لیا اور فرعون نے اپنی
قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾
قوم کو بہکایا اور نہ سمجھایا

غَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ: مراد یہ ہے کہ سمندر کی موجوں نے ان کو ہر طرف سے اپنے اندر لپیٹ لیا اور وہ بری طرح غرق ہو گئے۔

انسان کی تاریخ میں سب سے نمایاں چیز زبردستوں کا زیردستوں کو موقع ملتے ہی دبا لینا ہے۔ قرآن مجید میں سمجھایا گیا ہے کہ یہ انسان کی تباہی کا سب سے بڑا سبب ہے فرعون کی مثال دے کر کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اسے لاکھ سمجھایا پر وہ نہ سمجھا۔ ارشاد ہے کہ ہم نے پھر موسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو راتوں رات لے نکلو اور مصر سے باہر لے جاؤ۔ راستہ میں بحر قلزم آئے گا۔ اس کے پانی پر اپنا عصا مارنا۔ پانی پھٹ جائے گا اور تمہارے گذرنے کے لیے سوکھا راستہ بن جائے گا۔ اور دل سے یہ بات نکال دو کہ فرعون تعاقب کر کے پکڑ لے گا یا ڈبو دے گا۔ دیکھو اللہ کی قدرت سے کیا ظہور میں آیا۔ اللہ نے دریا کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو راستہ دے۔ فرعون نے بھی پیچھا کیا اور راستہ دیکھ کر مع لشکر دریا میں اتر گیا۔ بنی اسرائیل تو نکل گئے لیکن فرعون کے لیے دریا پھر اصلی حالت میں آ گیا۔ اور موجوں کے تھپیڑوں نے اسے اپنے اندر لپیٹ میں لے کر سب کو غرق کر دیا۔ آگے ارشاد ہے کہ فرعون نے اپنے لوگوں کو گمراہ کیا اور ہدایت نہ کی آخر خود بھی ڈوبا اور اوروں کو بھی لے ڈوبا۔

Marfat.com

بنی اسرائیل کو یاددہانی

يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ

اے بنی اسرائیل تحقیق نجات دی ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے

وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا

اور وعدہ ٹھیرایا تم سے پہلو میں پہاڑ کے دائیں اور اتارا ہم نے

عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿٨٠﴾ كُلُوْا مِنْ

تم پر من اور سلویٰ کھاؤ تم سے

طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ

پاکیزہ چیزوں جو دیں ہم نے تمہیں اور نہ حد سے بڑھو اس میں

فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ

پس اترے تم پر میرا غضب اور وہ جو کہ اترا

عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿٨١﴾

اس پر غضب میرا پس تحقیق وہ گرا

يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ

اے اسرائیل کی اولاد ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے چھڑایا

وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا

اور تم سے وعدہ ٹھیرایا پہاڑ کی دائیں طرف اور اتارا

عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿٨٠﴾ كُلُوْا مِنْ

تم پر من اور سلویٰ کھاؤ

طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ

ستھری چیزیں جو روزی ہم نے تمہیں دی اور اس میں زیادتی نہ کرو

فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ

پھر تو تم پر میرا غصہ اترے گا اور جس پر میرا

عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿٨١﴾

غصہ اترا سو ٹپکا گیا

لَا تَطْغَوْا: حد سے نہ بڑھو نہی کا صیغہ ہے ط۔غ۔ی سے۔ اس کا مصدر طُغْیَانٌ ہے۔ سرکشی کرنا، حد سے نکلنا، قانون اور قاعدہ کے باہر جانا۔

هَوٰى: (ڈھے پڑا) ماضی کا صیغہ ہے ہ۔و۔ی سے۔ ھویٰ کے معنی گر کر تباہ ہو جانا۔ گڑھے میں جا پڑنا۔ مراد یہ ہے کہ وہ آخرت میں دوزخ کے اندر گرے گا۔

ان آیتوں میں بنی اسرائیل کو سمجھایا جا رہا ہے کہ ہم نے تم پر بڑے بڑے احسان کیے ہیں اوّل تمہارے جانی دشمن فرعون کے پنجے سے تمہیں چھڑایا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور کی دائیں جانب اس لیے بلایا کہ تمہاری ہدایت کے لیے انہیں تورات عطا کریں اور جب تم جنگل بیابان میں بھٹکتے پھر رہے تھے تو تمہارے کھانے کے لیے من و سلویٰ آسمان سے اتارا اور کہا کہ اب تم ان نعمتوں سے قانون کے اندر فائدہ اٹھاؤ۔ فضول خرچی نہ کرو۔ جوڑنے اور جمع کرنے کے فکر میں مت پڑو۔ حرص اور لالچ میں مت پھنسو ورنہ تم نافرمان لکھے جاؤ گے اور تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوا اسے دوزخ میں پٹخ دیا جائے گا۔ یہ سب باتیں یاد دلا کر اللہ عزوجل بنی اسرائیل کو نصیحت فرما رہا ہے:

Marfat.com

وعدہ کی تشریح

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ
اور تحقیق میں بڑا بخشش والا ہوں اس پر جو توبہ کرے اور ایمان لائے
وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى (۸۲) وَ مَآ
اور کام کرے نیک پھر راہ پر رہے اور کیا چیز
اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى (۸۳) قَالَ
جلدی لائی تجھے تیری قوم سے اے موسیٰ کہا
هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِىْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ
وہ یہ ہے میرے پیچھے اور جلدی کی میں نے تیری طرف
رَبِّ لِتَرْضٰى (۸۴)
اے رب تاکہ تو راضی ہو

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ
اور اس پر میری بڑی بخشش ہے جو توبہ کرے اور ایمان لائے
وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى (۸۲) وَمَآ
اور بھلا کام کرے پھر راہ پر رہے اور کیوں
اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى (۸۳) قَالَ
جلدی کی تو نے اپنی قوم سے اے موسیٰ بولا وہ
هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِىْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ
یہ میرے پیچھے آ رہے ہیں اور میں جلدی آیا تیری طرف
رَبِّ لِتَرْضٰى (۸۴)
اے رب تاکہ تو راضی ہو

اَعْجَلَ: (جلدی کرائی) ماضی کا صیغہ ہے اِعْجَالٌ سے جو ع ج ل سے بنا ہے۔ عُجْلَۃٌ کے معنی جلدی کے ہیں۔ اِعْجَالٌ اس کا متعدی ہے یعنی جلدی کرنے پر آمادہ کرنا۔

ارشاد ہے کہ میری بخشش بھی بہت بڑی ہے مجرم اپنے کیے پر پشیمان ہو۔ توبہ کرے مجھے سچے دل سے اپنا رب مانے۔ نیک کام کرے اور پھر اسی سیدھی راہ پر قائم رہے۔ تو میں اس کا قصور معاف کر دیتا ہوں۔ میری رحمت میں کمی نہیں۔ اس کے بعد اس وعدہ کے پورا کرنے کا بیان ہے جو اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور ان کے ذریعہ بنی اسرائیل سے کیا تھا۔ کہ کوہ طور پر آؤ ہم تمہاری ہدایت کے لیے کتاب تورات عطا کریں گے۔ اس وعدہ کے مطابق حضرت موسیٰ مع بنی اسرائیل کوہ طور کی طرف روانہ ہوئے۔ فرط اشتیاق سے ساتھیوں کو پیچھے چھوڑ کر آپ جلدی سے کوہ طور پر پہنچ گئے۔

ارشاد ہوا کہ اتنی جلدی کیوں کی کہ ساتھیوں کو پیچھے چھوڑ آئے۔ عرض کیا کہ میں آپ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے جلدی آگے بڑھ آیا۔ وہ لوگ بھی میرے پیچھے آ رہے ہیں۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ چالیس دن اس پہاڑ پر عبادت میں مشغول رہنے کے لیے آ جائیں۔

Marfat.com

قوم کی گمراہی

قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ
فرمایا پس تحقیق ہم نے مبتلا کر دیا تیری قوم کو تیرے بعد
وَ اَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى
اور بہکایا ان کو سامری نے پس لوٹا موسیٰؑ
اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ
اپنی قوم کی طرف غضب ناک پچھتاتا ہوا کہا
يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا
اے قوم کیا نہیں وعدہ کیا تھا تم سے تمہارے رب نے وعدہ
حَسَنًا ۛ
اچھا

قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ
فرمایا ہم نے تو تیری قوم کو تیرے پیچھے (ایک بلا میں) مبتلا کر دیا
وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى
اور ان کو سامری نے بہکا دیا پس موسیٰؑ اپنی قوم کے
اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ
پاس غصہ میں بھرا ہوا پچھتاتا ہوا الٹا پھرا اور کہا
يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا
اے قوم کیا تم سے تمہارے رب نے اچھا وعدہ
حَسَنًا ۛ
نہ کیا تھا

اس زمانے میں سامری نے جو ایک چالباز شخص تھا بنی اسرائیل کو ایک بچھڑا بنا دیا جس کے اندر سے آواز نکلتی تھی اور کہا کہ اس کی پوجا کیا کرو۔ لکھا ہے کہ اس وقت بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تھی۔ سب کے سب اس کے بہکاوے میں آگئے۔ فقط بارہ ہزار نے اس کی اطاعت سے انکار کیا۔ اور حضرت ہارون علیہ السلام کا ساتھ دیا۔ جو انہیں سمجھاتے رہے۔ کہ شرک نہ کرو۔ عبادت فقط اللہ عزوجل کی کرنی چاہیے۔

اس آیت میں ارشاد ہے۔ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر اپنی مقررہ مدت تمام کر چکے اور تورات انہیں مل گئی تب اللہ عزوجل نے ان کو مطلع کر دیا۔ کہ ہم نے بنی اسرائیل کو تیرے پیچھے ایک آزمائش میں مبتلا کر دیا اور وہ سامری کے بہکاوے میں آ گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام غصہ اور افسوس کی حالت میں قوم کی طرف تورات لے کر واپس ہوئے اور ان کے حال پر انہیں لعنت کی اور ان سے کہا کہ عقل کے دشمنو! تم جانتے تھے کہ اللہ عزوجل نے تمہیں تورات دینے کا وعدہ کیا ہے اور میں اس کا بلایا ہوا اسی غرض سے کوہ طور پر گیا ہوا ہوں پھر کیا ایسے مہربان فیاض رب کے ایسے جان فزا وعدہ پر تمہیں اعتبار نہیں ہوا۔

Marfat.com

غصّہ کا اظہار

اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ
کیا پس لمبی ہوئی تمہارے اوپر مدّت یا تم نے ارادہ کرلیا
اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
کہ اترے تم پر غضب تمہارے رب کی طرف سے
فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ (۸۶) قَالُوْا مَآ
پس خلاف کیا تم نے میرے وعدے کے بولے نہیں
اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا
خلاف کیا ہم نے تیرے وعدے کے اپنے اختیار سے

اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ
کیا تم پر مدت طویل ہوگئی یا تم نے چاہا
اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
کہ تمہارے اوپر تمہارے رب کا غضب اترے
فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ (۸۶) قَالُوْا مَآ
اس لیے تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی بولے ہم نے
اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا
اپنے اختیار سے وعدہ خلافی نہیں کی

مَوْعِدٌ : (وعدہ) مصدر میمی ہے وع د سے۔ وعدہ اور موعد کے ایک ہی معنی ہیں۔

مَلْكٌ : (اختیار۔ طاقت) اس کا مادہ م ل ک وہی ملک کا ہے۔ یہ ارادہ اور اختیار کے معنی میں مستعمل ہے۔

حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو سمجھاتے رہتے تھے کہ میرے کہنے پر چلو تمہیں دین و دُنیا کی دولت نصیب ہوگی عنقریب اللہ عزّوجل تمہیں اپنی کتاب عطا فرمائے گا جس کے مطابق چلو گے تو کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ خود بنی اسرائیل بھی دیکھ چکے تھے۔ کہ حضرت موسیٰؑ کے کہنے پر چلنے سے وہ غلامی جیسی مصیبت سے چھوٹ گئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کی گوسالہ پرستی پر انہیں ڈانٹ رہے ہیں کہ کیا کوئی بڑی لمبی مدّت گذر گئی تھی۔ جو تم ان سب باتوں کو بھول گئے تھے اور میرے وعدہ کا اعتبار نہ کیا۔ یا جان بوجھ کر سرکشی پہ کمر باندھی اور ایسا خطرناک کام کر بیٹھے کہ جس سے قہر الٰہی تم پر نازل ہونے کا اندیشہ ہے۔ ابھی کوئی مہینہ بھر پہلے تمہیں سمجھا کر گیا ہوں۔ کہ میں اللہ عزّوجلّ سے تورات لینے کوہ طور پہ اس کا بلایا ہوا جا رہا ہوں۔ اتنے سے دن میں تم نے میرا کہا بالکل بھلا دیا اور شرک جیسی آفت میں مبتلا ہو گئے۔

اس ڈانٹ سے بنی اسرائیل کی آنکھیں کھلیں اور انہیں اس بات کا احساس ہوا کہ ہاں ہم سے بڑی غلطی ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہم نے جان بوجھ کر کوئی منصوبہ ایسا نہیں بنایا کہ تمہاری باتوں کو رد کرکے اپنا الگ مذہب یا طریقہ مقرر کرلیں۔

Marfat.com

عذرِ گناہ

وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ

اور لیکن ہم پلادا گیا بوجھ زیور کا قوم کے

فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾

پس ڈالدیا ہم نے اسے پھراس طرح ڈالا سامری نے

فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ

پس نکالا ان کے لیے ایک بچھڑا ایک جسم جس کے لیے

خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ

گائے کی آواز تھی پس کہنے لگے یہ معبود ہے تمہارا اور معبود ہے

مُوْسٰى ۵ فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾

موسیٰ کا پس وہ بھول گیا

وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ

لیکن اٹھوایا ہم سے قوم فرعون کے زیور کا بھاری بوجھ

فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾

سو ہم نے اس کو پھینک دیا پھر اس طرح ڈالا سامری نے

فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ

پھر بنا کھڑا کیا ان کے واسطے ایک بچھڑا ایک بدن جس

خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ

میں گائے کی آواز تھی پھر کہنے لگے یہ تمہارا معبود ہے اور

مُوْسٰى ۵ فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾

موسیٰ کا معبود ہے سو وہ بھول گیا

حُمِّلْنَا : (لاد دیئے گئے ہم) ماضی مجہول ہے تحمیل سے۔ جو ح م ل سے بنا ہے حِمْلٌ : بوجھ۔ تحمیل : بوجھ لادنا۔ مراد یہ ہے کہ ہم پر ایک بوجھ لدا ہوا تھا۔ اَلْقٰی : (ڈالا) ماضی کا صیغہ ہے اِلْقَاءٌ سے جو ل ق ی سے بنا ہے۔ لَقِی کے معنی ملنا۔ اِلْقَاءٌ ملا... اس سے مراد سامنے کر دینا، ظاہر کر دینا۔

بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ یہ سب کچھ سامری کا بنایا ہوا منصوبہ ہے ہم نے تو فقط اتنا کیا کہ فرعون کی قوم (سے) مانگا ہوا زیور ہمارے پاس بہت سا تھا۔ اور ایک بوجھ کی طرح ہم پر لدا ہوا تھا۔ ہمارے کسی مصرف کا نہ تھا ہم نے اسے اپنے پاس سے نکال کر باہر پھینک دیا اسے دیکھ کر سامری نے ایک منصوبہ گھڑا اور سارے زیور کو گلا کر بچھڑے کی شکل کا ایک بت بنایا جس کے بدن کے ا(ندر) سے گائے کی آواز نکلتی تھی اور اسے ہمارے سامنے لاکر رکھ دیا اور ہمیں سمجھایا۔ کہ یہ تمہارا معبود ہے۔ اس کی پوجا کرو۔ کہنے لگا۔ موسیٰ علیہ السلام کا معبود بھی اصل میں یہی ہے۔ مگر وہ بھول گیا اور سب لوگ بھی اسی کی سی کہنے لگے۔ سامری کی بابت لکھا ہے ک(ہ) ایک چالاک آدمی تھا۔ ادھر بنی اسرائیل کو فرعون کے زیر اثر اسی طرح کی پوجا پاٹ کی عادت پہلے ہی پڑی ہوئی تھی۔ سامری کا داؤ ان پر آسانی سے چل گیا۔

Marfat.com

سیدھی بات

اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ
کیا پس نہیں دیکھتے کہ وہ نہیں لوٹاتا ان کی طرف بات
وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ ع
اور مالک نہیں ہے ان کے بُرے کا اور نہ بھلے کا
وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ
اور البتہ تحقیق کہا تھا ان سے ہارون نے اس سے پہلے
يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ
اے میری قوم اور کچھ نہیں تم غلطی میں پڑے اس کی وجہ سے اور تحقیق
رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا
تمہارا رب رحمٰن ہے پس پیچھے چلو میرے اور اطاعت کرو
اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾
میری بات کی

اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ
بھلا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ ان کو کسی بات کا جواب تک نہیں دیتا
ع ۱۴/۱۴ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾
اور اختیار نہیں رکھتا اُن کے بُرے کا اور نہ بھلے کا
وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ
اور ہارون نے پہلے ان سے کہا تھا
يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ
اے قوم بات یہی ہے کہ تم اس بچھڑے سے بہک گئے اور
رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا
تمہارا رب تو رحمٰن ہے سو میری راہ پہ چلو اور میری
اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾
بات مانو

اَلَّا دکہ وہ نہیں اصل میں اَنْ لَا ہے اَنْ اَنَّ کا مخفف ہے اور اس کا اسم محذوف ہے اور وہ ضمیرِ ہ ہے جو بچھڑے کی طرف راجع ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری میں بنی اسرائیل نے گائے کا بت پوجنا شروع کر دیا جب وہ واپس آئے اور انہیں ان کی اس بے وقوفی پر ڈانٹا تو بہانہ یہ کیا۔ کہ سامری نے سونے کا بچھڑا ان زیورات کو گلا کر جو ہم نے پھینک دیئے تھے بنا دیا اور اس میں سے گائے کی سی آواز بھی نکلنے لگی اور ہم سے کہا کہ اس کی عبادت کرو ہم اس کی عبادت کرنے لگے۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ ان سے یہ تو پوچھو۔ کہ یہ بچھڑا تمہاری کسی بات کا جواب دیتا ہے یا تمہیں کوئی نقصان یا نفع پہنچا سکتا ہے اے عقل کے اندھو! اگر تمہیں خود اتنا بھی نہ سوجھا تھا تو کم سے کم ہارون علیہ السلام کے سمجھانے ہی سے مان لیا ہوتا۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے انہیں بارہا یاد دلایا۔ کہ بچھڑے پر مفتون ہو جانا گمراہی ہے۔ تمہارا رب تو رحمٰن ہے اور میں بھی موسیٰ علیہ السلام کی طرح اس کا نبی ہوں۔ میری بات مانو اور جو میں کہوں وہ کرو۔ کیا تم عقل بالکل ہی کھو بیٹھے ہو۔ اگر خود نہیں سمجھتے تو نبی کے کہنے سے تو سمجھ لینا چاہیئے ؛؛

Marfat.com

بے تکا سا جواب

قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾

بولے ہرگز نہ ٹلیں گے ہم اس پر بیٹھے ہوئے یہاں تک کہ لوٹ آئے ہماری طرف موسیٰ

قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾

بولے ہم برابر اسی پر لگے بیٹھے رہیں گے جب تک موسیٰ ہمارے پاس لوٹ کر آئے

نَبْرَحَ: ٹلیں گے ہم۔ مضارع کا صیغہ ہے ب۔ر۔ح سے۔ اس سے بَرَاحٌ مصدر ہے جس کے معنی ہیں اپنی جگہ سے ٹل جانا یا اپنی بات سے ہٹ جانا۔

عٰكِفِيْنَ: جمے ہوئے۔ عَاكِفٌ کی جمع ہے جو ع۔ک۔ف سے بنا ہے۔ عُكُوْفٌ مصدر ہے جس کے معنی ہیں کسی جگہ جم کر یا کسی بات پر جم کر بیٹھ جانا۔ یہ لفظ سورۃ البقرہ میں گذر چکا ہے۔ اسی کو اعتکاف بھی کہتے ہیں۔

حضرت ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو سمجھایا کہ یہ کیا نادانی کر رہے ہو۔ یہ بچھڑا بھی کوئی ایسی چیز ہے جسے پوجا جائے پوجا کے لائق فقط رحمٰن ہے لیکن ان کو تو اس پوجا پاٹ میں مزہ آنے لگا تھا۔ کیوں کہ مصر میں رہ کر وہ ایسی پوجاؤں کو دیکھ چکے تھے۔ سامری کی بات ان کے دل میں بیٹھ چکی تھی۔ اس نے ساتھ ہی یہ بھی سمجھا دیا ہوگا۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کی کیا خبر ہے، واپس آئیں یا نہ آئیں اور آئے بھی تو انہیں یاد آجائے گا۔ کہ یہ بچھڑا ہی پوجا کے قابل ہے وہ اسے بھول گئے تھے۔ جبھی تو کسی اور معبود کی تلاش میں گئے ہیں۔ بنی اسرائیل سامری کی ان خرافات کے ایسے گرویدہ ہوئے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی بات کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ہم تو اسی بچھڑے کی عبادت پر جمے رہیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آنے پر دیکھا جائے گا جو ہونا ہوگا اسی وقت ہوگا۔ اس وقت ہم اپنے طریقہ میں کوئی تبدیلی نہ کریں گے۔

ان آیتوں میں انسان کو سمجھایا جا رہا ہے کہ کسی کے کہتے ہیں بے سوچے سمجھے آجانا بے وقوفی کی نشانی ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ کسی کی چکنی چپڑی باتوں پر نہ جائے۔ پہلے اس کی بات کو عقل کی ترازو میں تولے اور دیکھے کہ اس میں کچھ وزن ہے یا نہیں۔

اندھا دھند کسی کی بات مان لینا یا کسی کے ٹوٹکے یا شعبدے پر مفتون ہو جانا بے وقوفوں کا کام ہے عقل مند ضرور اپنی عقل سے کام لے گا اور ہر کس و ناکس کے پھندے میں کبھی نہ پھنسے گا۔

Marfat.com

ہارونؑ سے باز پرس

قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ
موسیٰ نے کہا اے ہارون کس نے منع کیا تجھے جب دیکھا تو نے انہیں
ضَلُّوْٓا (۹۲) اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيْتَ
گمراہ ہوئے وہ کہ نہ پیروی کی تو نے میری کیا پس نافرمانی کی تو نے
اَمْرِيْ (۹۳) قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ
میرے حکم کی بولا اے بیٹے میری ماں کے مت پکڑ
بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ
میری ڈاڑھی اور نہ میرا سر تحقیق میں بیں ڈرا
اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
اس کہ تو کہے گا پھوٹ ڈالدی تو نے درمیان بنی اسرائیل کے
وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ (۹۴)
اور نہ خیال رکھا میری بات کا

قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ
کہا اے ہارون جب تو نے دیکھا تھا کہ وہ بہک گئے تو تجھے
ضَلُّوْٓا (۹۲) اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيْتَ
کس چیز نے روکا کہ تو میرے پیچھے نہ چلا کیا تو نے میرا حکم
اَمْرِيْ (۹۳) قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ
رد کر دیا وہ بولا اے میرے ماں جائے میری
بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ
ڈاڑھی اور سر نہ پکڑ میں ڈرا کہ تو کہے گا
اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
کہ تو نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی
وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ (۹۴)
اور میری بات یاد نہ رکھی

یَبْنَؤُمَّ: اے میری ماں کے بیٹے اصل میں یَا ابْنَ اُمِّیْ (اے بیٹے میری ماں کے) ہے بول چال میں یَبْنَؤُمَّ ہو گیا یہ اسی کا اختصار ہے معنی وہی ہیں۔
تَرْقُبْ: دیکھ بھال کی، مضارع کا صیغہ ہے رق ب سے۔ رقب کے معنی دیکھ بھال کرنا۔ حفاظت کرنا، خیال کرنا۔

جب بنی اسرائیل نے اپنے گناہ کا سارا الزام سامری پر رکھا۔ تو حضرت موسیٰؑ دینی جوش میں اپنے بھائی حضرت ہارونؑ کی طرف بڑھے حمیّتِ دینی سے بے قابو ہو رہے تھے ان کے سر کے بال اور ڈاڑھی پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور غصہ میں کہا کہ تم نے ان لوگوں کو گمراہ ہوتے دیکھ کر ان کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیوں نہ کیا جیسا میں کرتا میں تمہیں اپنا خلیفہ بنا کر گیا تھا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کیوں کی ؟

حضرت ہارونؑ نے کہا کہ میرے بھائی مجھ سے خفا نہ ہو۔ میرے سر کے بال اور ڈاڑھی نہ کھینچ۔ میں ان کو زبانی بہت کچھ سمجھا چکا۔ لڑا۔ اس لیے نہیں کہ تم کہہ گئے تھے دیکھو بنی اسرائیل میں تفرقہ نہ ہونے پائے میں ڈرا کہ لڑائی میں تو دو فریق بننے ضروری ہیں کہیں تم خفا نہ ہو۔ کہ میری بات کیوں نہ مانی اور بنی اسرائیل کے دو فریق کیوں بنا دیئے ؟

Marfat.com

سامری سے بازپرس

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ
موسیٰ نے کہا پس کیا حال ہے تیرا اے سامری بولا
بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ
دیکھا میں نے وہ کہ نہ دیکھا انہوں نے اس کو
فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ
پس مٹھی بھرلی میں نے ایک مٹھی نشان قدم سے اس بھیجے ہوئے کے
فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ
پس ڈال دی میں نے وہ اور اسی طرح بہلایا
لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾
مجھے میرے جی نے

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ
موسیٰ نے کہا اے سامری تیری کیا بات ہے بولا
بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ
میں نے دیکھ لیا جو اوروں نے نہ دیکھا
فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ
پس میں نے ایک مٹھی اس بھیجے ہوئے کے پاؤں کے نیچے سے لے لی
فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ
پھر وہی ڈال دی میں نے اور مجھ کو میرے جی نے
لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾
یہی صلاح دی

خَطْبٌ (منصوبہ) یہ لفظ پہلے گذر چکا ہے اس کے معنی حال، مقصد، منصوبہ، خیال، کام وغیرہ حسب موقعہ ہوتے ہیں۔
سَوَّلَتْ (ترغیب دی) ماضی کا صیغہ ہے تسویل سے جس کے معنی بہلانا، سمجھانا، ترغیب دینا ہیں۔ یہ لفظ سورۃ یوسف میں گذر چکا ہے۔

جب حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنا عذر بیان کر چکے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں چھوڑ دیا اور سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا کہ اب تو بتا کہ تو نے ایسی بے جا حرکت کیوں کی۔ اور یہ تجھے کیا سوجھی کہ لوگوں کو غلط راستہ پر ڈال دیا۔ وہ بولا کہ جب دریا میں ہمارے لیے راستہ بن گیا اور ہم اس میں اتر گئے تو میں نے اپنے سامنے ایک عجیب نشان کا شخص دیکھا میں سمجھ گیا کہ ہماری مدد کے لیے اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا فرشتہ ہے۔ میں نے چپکے سے اس کے پاؤں کے نیچے کی مٹی اٹھالی۔ وہی مٹی اب سونا پگھلا کر ڈال دی۔ پھر اس سے بچھڑا بنایا تو اس میں سے جاندار کی طرح آواز نکلنے لگی۔

اس کے بعد میرے دل میں یہی آیا کہ یہ پوجا کے قابل ہے اور لوگوں سے کہا کہ اس کی پوجا شروع کر دو۔ سامری کا یہ بیان اس بات کا اقرار ہے کہ شرک پھیلانے کا سراسر وہی ذمہ دار ہے۔ سچ مچ خطرناک لوگ وہی ہوتے ہیں جو اپنے غلط خیالات پر مذہبی رنگ چڑھا کر انہیں پھیلانا اور لوگوں سے منوانا چاہتے ہیں ؛

Marfat.com

سامری کی سزا

قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِی الْحَیٰوةِ
کہا موسیٰ نے جا دور ہو پس تحقیق تیرے لیے اس زندگی میں
اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۪ وَاِنَّ لَكَ
یہ ہے کہ کہے تو مت چھونا اور تحقیق تیرے لیے
مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰۤی
ایک مقرر وقت ہے جو ٹلایا نہ جائے گا تجھ سے اور دیکھ طرف
اِلٰهِكَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ
اپنے معبود کے کہ رہتا تھا تو اس پر
عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ
جما ہوا البتہ جلا دینگے ہم اسے پھر بکھیر دیں گے ہم اس کو
فِی الْیَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾
دریا میں اڑا کر

قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِی الْحَیٰوةِ
موسیٰ نے کہا دور ہو تیرے لیے زندگی بھر تو یہ سزا ہے
اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۪ وَاِنَّ لَكَ
کہ تو کہا کرے مت چھیڑو اور تیرے لیے ایک
مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰۤی
وعدہ ہے کہ ہرگز تجھ سے خلاف نہ ہوگا اور اپنے
اِلٰهِكَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ
معبود کو دیکھ جس پر تو جما
عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ
بیٹھا ہے ہم اس کو جلا دینگے پھر بکھیر دیں گے
فِی الْیَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾
دریا میں اڑا کر

نَسْفٌ (ذرّہ ذرّہ کر کے بکھیر دینا) لَنَنْسِفَنَّ اسی سے مضارع کا صیغہ ہے لام تاکید اور نون ثقیلہ کے ساتھ ۔ ریزہ ریزہ کر کے بکھیر دینا۔

سامری نے اس بات کا اعتراف کر لیا کہ سونے کا بیکار ڈھیر دیکھ کر میں نے ہی سوچا کہ اس کا ایک بچھڑا بناؤں اور اس میں وہ مٹی ڈالوں جو میں نے فرشتہ کے قدم کے نیچے سے اٹھائی تھی۔ ان دونوں کے ملانے سے عجیب کرشمہ نظر آیا کہ اس بچھڑے میں سے بچھڑے کی سی آواز نکلنے لگی پھر میں نے ہی بنی اسرائیل کو اس کی پوجا کرنے پر آمادہ کیا۔ جرم بڑا سنگین تھا اور اس سے آج بھی ان لوگوں کو سبق لینا چاہیئے جو اپنے بے بنیاد خیالات کو مذہبی رنگ دے کر لوگوں سے منوانا چاہتے ہیں اور قرآن و حدیث کی صاف باتوں کو توڑ موڑ کر اپنے خیال کے مطابق کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے حکم دیا کہ تیری یہ سزا ہے کہ تو زندگی بھر لوگوں سے یہ کہتا پھرے کہ دیکھنا مجھے مت چھونا کیوں کہ جو چھوئے گا اسے اور مجھے دونوں کو بخار چڑھ آئے گا۔ یہ تو دنیا کی سزا ہے اس کے بعد قیامت کے آنے کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا اور وہاں کی سزا تجھے الگ ملے گی اور یہ جو تیرا معبود ہے اس کو تیری آنکھوں کے سامنے توڑ موڑ کر بھسم کیے دیتا ہوں اور پھر اس کی خاک اڑا کر دریا میں ڈالے دیتا ہوں تاکہ اس کا نام و نشان ہی نہ رہے۔ سچ یہ ہے کہ دین میں شخصی رائے سے نکالے ہوئے نئے رسم و رواج کا قلع قمع اسی طرح ہونا چاہیئے کہ ان کی جڑ ہی کھود دی جائے۔

Marfat.com

قوم کو فہمائش

إِنَّمَآ إِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا

بات یہی ہے کہ تمہارا معبود اللہ ہے وہ کہ کوئی معبود نہیں سوا

هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾

اس کے گھیر اس نے ہر چیز کو علم میں

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَآءِ

اسی طرح ہم بیان کرتے ہیں تیرے سامنے خبروں میں سے

مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ

اس کی جو گذر چکا اور تحقیق دیا ہم نے تجھے اپنے

لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿۹۹﴾

پاس سے یاد دلانے والا

إِنَّمَآ إِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا

تمہارا معبود تو وہی ہے جس کے سوا کسی کی

هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾

بندگی نہیں سب چیز اس کے علم میں سما گئی

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَآءِ

یوں ہم تجھ کو ان کے احوال سناتے ہیں

مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ

جو پہلے گذر چکے اور ہم نے تجھ کو اپنے پاس

لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿۹۹﴾

سے پڑھنے کی کتاب دی

ذِکْرًا (نصیحت نامہ) اصل معنی یاد دلانے اور یاد کے ہیں۔ یہاں اس سے مراد قرآن مجید ہے جس میں عبرت ناک واقعات خبردار کرنے کے لیے درج ہیں۔

حضرت ہارون ؑ سے باز پُرس کرنے اور سامری کو اس کی سزا سنانے کے بعد حضرت موسیٰؑ اپنی نادان قوم بنی اسرائیل سے خطاب فرماتے ہیں کہ تم کو کیا ہو گیا جو بے کار چیزوں کی پوجا کرتے پھرتے ہو۔ تم تو نبیوں کی اولاد ہو۔ جو ہمیشہ شرک کے خلاف آواز بلند کرتے رہے۔ تمہیں مورتی پوجا سے کیا سروکار۔ تمہارے ہمارے جد امجد نے جو سبق اپنی اولاد کو سکھایا۔ وہ تم کیوں بھولے جاتے ہو۔ اللہ عزوجل نے اپنے فضل سے مجھے اور میرے بھائی ہارون کو نبی بنا کر پھر تمہارے پاس بھیجا ہے۔ کہ ہم تمہیں تمہارا قدیم سبق یاد دلا دیں سنو اس کے سوا ہر بات لغو ہے کہ تمہارا معبود فقط ایک ہے اور اس کا نام نامی اللہ ہے فقط اسی کے اندر وہ صفت موجود ہے جو معبود میں ہونی چاہیئے اور کسی میں یہ صفت نہیں۔ اس لیے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہو سکتا اور وہ صفت علم ہے جس کے اندر ہر چیز سما گئی ہے اس کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے کہ ایسے ہی گذشتہ زمانوں اور قوموں کے حالات ہم تجھے سناتے ہیں اور ہم نے ایسے ہی سبق آموز باتوں سے بھری ہوئی کتاب تجھے عطا کی ہے۔

Marfat.com

قیامت میں سزا

مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡهُ فَاِنَّهٗ يَحۡمِلُ

جس نے منہ پھیرا اس سے پس وہ اٹھائے گا

يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وِزۡرًا ۱۰۰ خٰلِدِيۡنَ

دن قیامت کے بھاری بوجھ ایسے لوگ سدا رہیں گے

فِيۡهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ

اس میں اور بُرا ہے ان کے لیے قیامت کے دن

حِمۡلًا ۱۰۱ يَّوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ

وہ بوجھ جس دن پھونک ماری جائے گی صور کے اندر

وَنَحۡشُرُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ يَوۡمَئِذٍ زُرۡقًا ۱۰۲

اور اکٹھا کریں گے ہم گنہ گاروں کو اس دن نیلی نیلی آنکھوں والے

مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡهُ فَاِنَّهٗ يَحۡمِلُ

جو کوئی اس سے منہ پھیر لیں گے تو وہ قیامت کے دن

يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وِزۡرًا ۱۰۰ خٰلِدِيۡنَ

ایک بوجھ اٹھائیں گے جس میں وہ ہمیشہ

فِيۡهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ

رہیں گے اور قیامت میں وہ بوجھ ان کے لیے

حِمۡلًا ۱۰۱ يَّوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ

بُرا ہے جس دن پھونکیں گے صور میں

وَنَحۡشُرُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ يَوۡمَئِذٍ زُرۡقًا ۱۰۲

اور اس دن ہم گنہگاروں کو گھیر لائیں گے نیلی نیلی آنکھوں والے

زُرۡقٌ: نیلی آنکھوں والے ازرق کی جمع ہے جو زرق سے صفت ہے۔ زَرَق کے معنی نیلا ہو جانا۔

اَزۡرَقُ: وہ شخص جس کی آنکھیں نیلگوں ہوں۔ نیلی آنکھیں چہرہ کو بدنما بلکہ ڈراؤنا بنا دیتی ہیں۔

ارشاد ہے کہ جو شخص دنیا میں قرآن مجید سے روگرداں رہے گا۔ اس کی نصیحت قبول نہ کرے گا۔ اس کے اندر جو عبرت انگیز حالات پچھلی قوموں کے سنائے گئے ہیں۔ ان سے سبق حاصل نہ کرے گا۔ اور اس کے بتائے ہوئے طریقے پر اپنی دنیاوی زندگی نہ ڈھالے گا۔ بلکہ اس کو چھوڑ کر اپنی ہی نفسانی خواہشوں میں پھنسا رہے گا۔ وہ قیامت کے دن اپنی غلط کاریوں کا بڑا بھاری بوجھ اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے ہوگا۔ ایسے لوگ ہمیشہ ایسے ہی بوجھ کے نیچے دبے رہیں گے۔ یہ بوجھ ان کے لیے بہت ہی بُرا ثابت ہوگا۔ اور اس سے ان کو ایسی اذیت پہنچے گی کہ ان کا ناک میں دم کر دے گی۔ مگر اس سے چھٹکارا نصیب نہ ہوگا۔ قیامت کا دن وہ ہوگا جس دن صور میں پھونک ماری جائے گی اور اس کی آواز سے سب مُردے اٹھ کھڑے ہوں گے اور اللہ عزوجل گنہ گاروں کو ایک جگہ اکٹھا کرے گا۔ ان کے چہرے ہول کے مارے کالے اور آنکھیں نیلی کانچ ہو جائیں گی۔ جو انتہائی خوف کی علامت ہے۔

Marfat.com

قیامت کی دہشت

يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا
سرگوشیاں کریں گے آپس میں نہیں ٹھیرے تم مگر
عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ
دس روز ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہتے ہیں
اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ
جب کہے گا سب سے اچھی طرح سوچنے والا نہیں
لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ ع
ٹھیرے تم مگر ایک دن

يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا
چپکے چپکے آپس میں کہتے ہیں تم نہیں رہے مگر
عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ
دس دن ہم کو خوب معلوم ہے جو کچھ کہتے ہیں
اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ
جب ان میں کا اچھی راہ اور روش والا بولے گا نہیں
لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ ع
رہے تم مگر ایک دن

يَتَخَافَتُوْنَ: (چپکے چپکے کہیں گے) اسی مادہ سے مضارع کا صیغہ ہے جس سے لَاتُخَافِتْ نہی کا صیغہ سورۃ بنی اسرائیل کے ختم کے قریب گذرا ❊ اَمْثَلَ: (زیادہ اور سب سے زیادہ اچھا) اسم تفضیل ہے م۔ث۔ل سے مَثَل اور مثال اسی سے بنے ہیں۔ وہ چیز جو دوسروں کے لیے نمونہ بن سکے۔ ظاہر ہے کہ ایسی چیز سب سے اچھی ہوگی ❊ طَرِيْقَةً: (راستہ) یہاں سوچنے سمجھنے کی طرز مراد ہے اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً: (سب سے زیادہ صائب الرائے۔ صحیح العقل)

قیامت کے دن اللہ عزّوجلّ کے نافرمان گھیر گھار کر ایک جگہ اکٹھے کر دیئے جائیں گے۔ ان کی آنکھوں کا رنگ بدل بدل کر نیلا ہو جائے گا۔ طبیعت پریشان، دل بے قرار ہوگا۔ منظر ایسا ہولناک ہوگا۔ کہ دُنیا کے سارے کرّوفر بھول جائیں گے۔ وہ لمبی چوڑی امیدیں، وہ کبھی نہ ختم ہونے والی سامان سمیٹنے کی خواہش اور کوشش۔ وہ امنگیں۔ وہ چہل پہل سب خواب وخیال کی طرح نظر آئیں گے۔ ایک دوسرے سے چپکے چپکے کہیں گے کہ دُنیا تو اتنی جلدی ختم ہوگئی۔ گویا ہم وہاں دس بارہ دن سے زیادہ نہیں رہے۔

ارشاد ہے کہ ان کی سرگوشیاں ہمیں خوب معلوم ہیں۔ چپکے چپکے بول کر ہم سے اپنا حال اور اپنی بات نہیں چھپا سکتے۔ وہ قیامت کی مصیبت دیکھ کر ہول کے مارے اپنی دُنیا کی زندگی کو صرف دس دن کی بتائیں گے۔ لیکن ان کے عقل مند کہیں گے۔ دس دن کیسے فقط دن بھر ہی تو رہے۔ ان کا اندازہ ان سے بہتر ہوگا۔ کیونکہ اس سے ان پر قیامت کی دہشت کا اثر زیادہ معلوم ہوتا ہے جو ان کی زیادہ ہوش مندی کی نشانی ہے ❊

Marfat.com

پہاڑوں کا حال

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا
اور پوچھتے ہیں تجھ سے پہاڑوں کی بابت پس کہہ اکھیڑ پھینکے گا انہیں
رَبِّي نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا
میرا رب ریزہ ریزہ کرکے پس چھوڑے گا زمین کو میدان
صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا
چٹ پڑا نہ دیکھے گا تو اس میں پیچ
وَلَا أَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ
اور نہ اونچ اس دن پیچھے ہولیں گے پکارنے والے کے
لَا عِوَجَ لَهُ
نہیں ٹیڑھ اس کے لیے

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا
اور تجھ سے پہاڑوں کا حال پوچھتے ہیں کہدے ان کو بکھیر دے گا
رَبِّي نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا
میرا رب اڑا کر پھر کردے گا زمین کو
صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا
صاف میدان جس میں نہ تو موڑ دیکھے گا اور
وَلَا أَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ
نہ ٹیلا جس دن پکارنے والے کے پیچھے دوڑیں گے
لَا عِوَجَ لَهُ
جس کی بات ٹیڑھی نہیں

قَاعٌ (ہموار میدان) صَفْصَفٌ (صاف چٹیل) عِوَجٌ (ٹیڑھا پن۔ گڑھا) اَمْتٌ (اٹھی ہوئی زمین۔ ٹیلہ) اَلدَّاعِیْ (پکارنے والا) یہاں اس سے مراد اسرافیل ہیں جو صور منہ میں رکھ کر پکاریں گے چلے آؤ اللہ کے سامنے پیش ہونے کے لیے۔ لَا عِوَجَ لَہٗ (اس کے لیے ٹیڑھ نہیں) یعنی اس پکارنے والے کی آواز پر سیدھے چلے آئیں گے۔ ادھر ادھر کہیں نہ مڑیں گے۔

جب لوگوں سے کہا گیا کہ اللہ عزوجل کے نافرمان لوگ مرنے کے بعد زندہ ہو کر اس کے حضور میں اکٹھے ہو کر حاضر ہوں گے تو ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ دنیا کی اتنی مضبوط اور بھاری بھرکم چیزیں سب نیست ونابود ہو جائیں گی اور جو مر چکے ہیں ان کو زندہ کرکے ان سے ان کے اعمال کا حساب لیا جائیگا۔ بعض لوگ تعجب سے کہنے لگے بھلا یہ اونچے اونچے پہاڑ کس طرح غائب ہو جائیں گے اس کا جواب ان آیتوں میں دیا گیا ہے کہ نادانو! اللہ کی قدرت اور قوت کے آگے ان پہاڑوں کی کیا حقیقت ہے ان کو تو وہ جڑ سے اکھیڑ کر ذرہ ذرہ کرکے ہوا میں اڑا دیگا۔ اور زمین بالکل ایک صاف چٹیل میدان ہو جائے گی جس میں نہ کوئی غار یا گڑھا رہے گا۔ اور نہ کوئی ٹیلہ اور ابھار نظر آئے گا۔ اسرافیل کے صور کی آواز سنتے ہی سارے مردے جہاں اور جس حالت میں ہوں گے اٹھ کر اس آواز کے پیچھے دوڑیں گے۔ ہر ایک اس آواز کا مطلب یہ سمجھے گا کہ چلو بھاگو حشر کے میدان کی طرف اور سیدھا بغیر ادھر ادھر مڑے دوڑتا چلا جائے گا۔

Marfat.com

احوالِ قیامت

وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا
اور پست ہو جائیں گی آوازیں رحمٰن کے آگے پس نہ
تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ
سنے گا تو مگر ہلکی آہٹ اس دن نہ فائدہ دے گی
الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ
سفارش مگر اس کی جو اجازت ہو جس کے لیے رحمٰن کی
وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا
اور پسند کرے وہ اس کی بات جانتا ہے وہ جو
بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا
ان کے ہاتھوں کے سامنے ہے اور جو ان کے پیٹھ پیچھے ہے اور نہیں
يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾
احاطہ کرتے وہ اس کا علم کے اندر

وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا
اور رحمٰن کے ڈر سے آوازیں دب جائیں گی سو سوا پاؤں
تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ
کی ہلکی آہٹ کے کچھ سننے میں نہ آئے گا اس دن سفارش
الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ
کام نہ آئے گی مگر جسے رحمٰن نے اجازت دی
وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا
اور اس کی بات پسند کی وہ ان کے
بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا
سب اگلے پچھلے حالات جانتا ہے اور ان کا
يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾
علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا

ھَمْسُ (دھیمی آواز) بولتے وقت فقط ہونٹوں کا ہلنا اور آواز کا برائے نام نکلنا۔ قدموں کی آواز جبکہ وہ نرمی کے ساتھ اور جلدی جلدی رکھے جائیں جیسے اونٹ رکھتا ہے ایسی آواز کی نقل کھس کھس کے لفظ سے کی جاتی ہے۔ قیامت کے دن صور کی آواز سے سارے مُردے اٹھ کھڑے ہوں گے اور آواز ان کو ایک ہی طرف دوڑاتی ہوئی لے جائے گی۔

ارشاد ہے کہ اس دن رحمٰن کے ڈر سے کسی کے منہ سے آواز نہ نکلے گی فقط ہونٹ ہلیں گے یا قدموں کی ہلکی ہلکی آہٹ ہوگی۔ اس کے سوا کوئی آواز سننے میں نہ آئے گی کسی کی سفارش وہاں نہ چلے گی۔ کہ لوگوں کو اس دہشت اور خوف سے چھڑائے ہاں جس کو رحمٰن اجازت دے گا۔ اور اس کی بات سننا پسند کرے گا۔ وہ بول سکے گا اور سفارش کر سکے گا۔ اللہ عزوجل ہر ایک کے اگلے پچھلے حالات سے واقف ہے اور لوگ تو اپنی بابت بھی پورا علم نہیں رکھتے وہ کیا جانیں کہ سفارش کے قابل کون ہے اللہ ہی اپنے علم کی بدولت ایک شخص کو چن کر اسے اجازت دے گا کہ لوگوں کی اس مصیبت کے وقت سفارش کرے اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔

Marfat.com

اللہ عزوجلّ کا فیصلہ

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ
اور پست ہوجائیں گے چہرے سامنے حی و قیوم کے اور تحقیق
خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا (۱۱۱) وَمَنْ
نامراد ہوا جس نے اٹھایا بوجھ ظلم کا اور جو
يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
کرے اچھے کاموں میں سے اور وہ مومن ہو
فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا (۱۱۲)
پس وہ نہ ڈرے گا بے انصافی سے اور نہ کمی سے

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ
اور جھک جائیں گے چہرے اس حی و قیوم کے سامنے اور
خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا (۱۱۱) وَمَنْ
خراب ہوا جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا اور جو کوئی
يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
کچھ بھلائیاں کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو
فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا (۱۱۲)
سو اسے ڈر نہیں بے انصافی کا اور نہ نقصان پہنچنے کا

عَنَتِ (جھک جائیں گے) ماضی مؤنث ہے ع۔ن۔و سے عُنُوٌّ کے معنی زبردست کے آگے عاجزی سے جھک جانا۔

ظُلْمٌ (کسی پر زیادتی کرنا) ہَضْمٌ: کسی کو نقصان پہنچانا۔ اصل معنی توڑنے ٹکڑے کرنے کے ہیں۔

خَابَ (ناکام ہوا) ماضی کا صیغہ ہے خ۔ی۔ب سے خَیْبَۃٌ کے معنی نامرادی اور ناکامی کے ہیں۔

دنیا میں انسان کی نظر آس پاس کی چیزوں سے اوپر بہت کم جاتی ہے وہ محسوسات ہی کو سب کچھ سمجھتا ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جو دنیا ہی میں پہچان لیتے ہیں کہ ہر چیز اللہ عزوجل کے آگے جھکی ہوئی ہے اور اسی کے حکم آگے سرنگوں ہوتے ہیں۔ لیکن قیامت کے دن سب کو اللہ تعالیٰ کی عظمت صاف نظر آئے گی اور بڑے بڑے سرکشوں کے سر اس کے آگے جھکے ہوئے ہوں گے۔ وہاں کسی کی اکڑفوں نہ چلے گی۔ کوئی اس کے سامنے دم نہ مار سکے گا۔ وہاں وہ خود بلا واسطہ اپنے بندوں کی بابت آخری فیصلے سنائے گا۔ جس نے دنیا میں ناشائستہ حرکتیں کی ہوں گی۔ ان سب کا بوجھ اس پر لدا ہوا ہوگا۔ سب سے بُرا حال اس شخص کا ہوگا۔ جس نے اپنی جان پر اللہ کا انکار کرکے ظلم کیا ہوگا۔ اور اس کی نافرمانی میں مبتلا رہا ہوگا۔ اور جو شخص دنیا میں اللہ کو پہچان کر اس پر ایمان لایا ہوگا۔ اور نیک کام کیے ہوں گے۔ اس کو اس کے کیے کا بہت اچھا پھل ملے گا۔ اس کی نہ تو کوئی نیکی ضائع کی جائے گی۔ اور نہ کسی نیکی کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے گی۔

Marfat.com

قرآن کا طرز

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّ
اور اسی طرز پر اتارا ہم نے اس کو قرآن عربی میں اور
صَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ
طرح طرح سے بیان کیں ہم نے۔ اس میں ڈرانے کی باتیں تاکہ وہ
يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾
احتیاط برتیں یا پیدا کردے وہ ان کے اندر کچھ سمجھ
فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ
سو بلند و برتر ہے اللہ بادشاہ حقیقی

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّ
اور اسی طرح ہم نے قرآن عربی زبان میں اتارا اور
صَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ
اس میں ڈرانے کی باتیں پھیر پھیر کر سنائیں تاکہ وہ
يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾
پرہیز کریں یا ان کے دل میں سوچ ڈالے
فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ
سو اللہ سچے بادشاہ کا درجہ بلند ہے

حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کا حال سنایا گیا کہ ان دونوں کو ہم نے نبوّت عطا کی اور مصر کے سرکش فرعون کے پاس پیغام دے کر بھیجا۔ کہ اپنی اکڑفوں سے باز آئے اور کمزوروں پر ظلم اور زیادتی نہ کرے۔ پھر ارشاد ہوا کہ اسی طرح کئے پچھلے زمانہ کے لوگوں کے حالات بیان کر کے اے رسول ہم تجھے انسان کی بداعمالیوں کے نتیجوں سے آگاہ کرتے ہیں۔ اور نصیحت نامہ تجھے اس لیے عطا کیا ہے کہ تو لوگوں کو پڑھ کر سنا دے تاکہ برائیاں چھوڑ دیں۔ ورنہ ان کا حشر برا ہوگا۔ ان سے کہہ دے کہ قیامت برحق ہے۔

اللہ عزوجل اس دن سب کو اکٹھا کر کے اپنے جلال و عظمت کا مظاہرہ کرے گا تمام سرکشوں کی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں گی۔

اب ارشاد ہے کہ ہم نے اس نصیحت کی کتاب کو اسی طرز پر عربی زبان کا قرآن بنا کر دنیا میں نازل کیا۔ اور اس میں انسان کو اس کے برے اعمال کے نتیجوں سے عبارتیں بدل بدل کر مختلف طریقوں سے ڈرایا۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ وہ اسے پڑھیں اور اس کے بتائے ہوئے قاعدوں کے مطابق چل کر زندگی احتیاط کے ساتھ بسر کریں جس کی اجازت اس میں ہو وہ کریں جس سے منع کرے اس سے باز رہیں اسی کا نام تقویٰ ہے۔ اگر تقویٰ حاصل نہ ہو تو کم سے کم اس کے پڑھنے سے اس کے دل میں ایک سوچ تو پیدا ہو ہی جاتی ہے اور آیندہ کبھی کبھی اس کے سدھرنے کی امید ہو جاتی ہے۔

یاد رکھو کہ اس قرآن کا اتارنے والا اللہ ہے۔ وہی سارے جہان کا مالک اور بادشاہ ہے۔ حقیقت میں بڑائی اور عظمت اسی کے لیے ہے۔

Marfat.com

بھولنے کا نتیجہ

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ
اور نہ جلدی کر قرآن میں اس سے پہلے کہ
يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ
پوری کی جائے تیری طرف اس کی وحی اور کہہ اے رب میرے
زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى
زیادہ کر مجھے علم میں اور البتہ تحقیق حکم کیا ہم نے طرف
اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ
آدم کے اس سے پہلے پس بھول گیا وہ اور نہ پایا ہم نے
لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾
اس میں پختہ ارادہ

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ
اور تو قرآن کے لینے میں جلدی نہ کر جب تک
يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ
پورا ہو جایا کرے اس کا اترنا اور کہہ اے رب
زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى
میری سمجھ زیادہ کر اور ہم نے اس سے پہلے آدم
اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ
کو تاکید کر دی تھی پھر وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں
لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ ع ۱۶
کچھ ہمت نہ پائی

پچھلی آیت میں بیان ہوا کہ ہم نے عربی قرآن اسی طرح کی نصیحت افزا باتوں سے آراستہ کر کے جیسی تم نے سنیں لوگوں کے لیے اتارا ہے تاکہ وہ اچھی باتیں اختیار کریں اور بری باتوں سے بچیں اور یہ قرآن ان کو بھولا ہوا عہد یاد دلا دے جو انہوں نے عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ سے کیا تھا کہ ہم تجھی کو اپنا رب دنیا میں مانیں گے۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ اے ہمارے رسولؐ جب ہمیں یہ قرآن تیرے ذریعے سے تمام انسانوں تک پہنچانا ہے تو ہم اسے اچھی طرح تجھے یاد کرا دیں گے جب جبریل تیرے پاس کسی آیت یا سورت کی وحی لے کر آئے تو غور سے سن۔ یہاں تک کہ وہ ساری آیت یا سورت جو وحی کی جا رہی ہے پوری سن لے۔ جبریل کے ساتھ ساتھ جلدی جلدی پڑھنے کی کوشش نہ کر فقط سن لے یاد کرانا ہمارا ذمہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبریل کے ساتھ ساتھ پڑھنے کی کوشش کرتے کہ کہیں ذہن سے نہ اتر جائے اس لیے یہ ہدایت کی گئی کہ ساتھ ساتھ جلدی جلدی پڑھنے کی ضرورت نہیں سنتے ہی یاد ہو جائے گا کیونکہ اسے آگے پہنچانا ہے یہ ضائع نہیں ہو سکتا۔ تو تو اپنے رب سے یہ دعا مانگا کر کہ اے میرے رب مجھے قرآن مجید کی سمجھ اور اس کا علم اور زیادہ عطا فرما۔ آگے ارشاد ہے کہ ان لوگوں کو آدمؑ کا قصہ سنا دے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ سے عہد کر کے بھول جانے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ ارشاد ہے ہم نے آدم علیہ السلام کو ایک حکم دیا اور وہ اسے بھول گیا۔ ہم نے اس کے اندر ارادہ کی پختگی نہ دیکھی۔

Marfat.com

آدم علیہ السلام کو ہدایات

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

اور جب حکم دیا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو تم آدم کو

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا

پس انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نہ مانا اس نے پھر ہم نے کہہ دیا

يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ

اے آدم تحقیق یہ دشمن ہے تیرا اور تیری بیوی کا

فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾

پس نہ نکال دے تم دونوں کو یہ جنت سے پھر تو مصیبت میں پڑ جائے

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا

تو سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس نہ مانا پھر ہم نے کہہ دیا

يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ

اے آدم یہ تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے

فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾

سو کہیں یہ تمہیں جنت سے نہ نکلوا دے پھر تو تکلیف میں پڑ جائے

تَشْقٰى: (مصیبت اور تکلیف میں پھنسے تو) مضارع کا صیغہ ہے ش ق و سے اس کا مصدر شقآء ہے جس کے معنی ہیں سخت تکلیف پریشانی میں پھنس جانا جیسے دل چاہے اس کا نہ ملنا مشکلات میں گھر جانا۔ شقاوت بھی اسی سے بنا ہے۔

اللہ عزوجل نے جو خالق کائنات ہے آدمؑ کو پیدا کیا اور بہترین شکل و صورت، قوّت اور عقل دے کر سرفراز فرمایا۔ پھر اس خیال سے کہ تنہائی میں دل نہ گھبرائے ان کا جوڑا حوّا کو بنایا۔ فرشتے حیران ہوئے کہ یہ قوّت اور عقل والی آزاد مخلوق کس کام آئے گی۔ قوّت کے ساتھ آزادی فساد کا پیش خیمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اس مخلوق کو بس میں ہی جانتا ہوں تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑو۔ فرشتوں کی کیا مجال فوراً سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس اکڑ گیا اور کہا کہ اس مٹی کے پتلے کو میں اور سجدہ کروں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

اس وقت ارشاد ہوا کہ اے آدم تیرے لیے ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ تجھے اور تیری زوجہ کو جنّت میں رکھا جائے چنانچہ تم دونوں کو وہیں رکھا جائے گا۔ لیکن یاد رکھ یہ ابلیس جس نے تجھے سجدہ نہیں کیا تیرا دشمن ہے یہ تجھے اور تیرے جوڑے کو جنّت سے نکلوا کر چھوڑے گا۔ یہاں سے اگر تمہیں نکال دیا گیا تو تجھے اپنی زندگی بعض پابندیوں کے ساتھ بسر کرنی پڑے گی تیری بدنی اور روحانی قوّتوں میں باہم چھڑپ ہو جائے گی اور تو دقتوں میں پھنس جائے گا۔

Marfat.com

شیطانی وسوسہ

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا
تحقیق تیرے لیے یہ ہے کہ نہ تو بھوکا ہو اس میں
وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا
اور نہ ننگا اور یہ کہ نہ پیاسا ہو تو
فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ
اس میں اور نہ دھوپ میں تپے پس وسوسہ ڈالا اس کی طرف
الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ
شیطان نے کہا اے آدم کیا نشان دوں تجھے
عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾
ہمیشگی کے درخت کا اور بادشاہی کا جو نہ پرانی ہو

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا
تجھے یہ ملا ہے کہ نہ تو اس میں بھوکا ہو
وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا
اور نہ ننگا اور یہ کہ نہ تو پیاس جھیلے
فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ
اس میں اور نہ دھوپ پھر شیطان نے اس
الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ
کے دل میں ڈالا اور کہا کہ اے آدم میں تجھ کو بتاؤں
عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾
سدا رہنے کا درخت اور بادشاہی جو پرانی نہ ہو

لَا تَضْحٰى: نہ تپے دھوپ میں۔ مضارع کا صیغہ ہے ض۔ح۔و سے ضحو کے معنی دھوپ میں تپنا۔

لَا يَبْلٰى: نہ پرانا ہو نہ کمزور ہو۔ مضارع کا صیغہ ہے ب۔ل۔ی سے بلّی (پرانا ہو کر کمزور پڑنا)۔

مُلْكٍ: سلطنت، بادشاہی۔ اس کے معنی قوت اور اقتدار کے بھی ہیں اور آبادی کے ایک بڑے حصّے کے بھی ہیں۔

ارشاد ہوا۔ کہ تم جنّت میں رہو۔ یہاں تمہیں پورا آرام نصیب ہے۔ یہاں تمہیں کھانے کپڑے اور دھوپ کی گرمی کی کوئی تکلیف نہیں تمہیں بھوک دفع کرنے کے لیے کھانا تیار کرنے، بدن کے بچاؤ کے لیے کپڑا بنانے، موسمی تکلیفوں سے بچنے کے لیے مکان خود محنت کر کے مہیّا کرنے کی زحمت برداشت کرنی نہ پڑے گی۔

آگے ارشاد ہے کہ شیطان سے آدم و حوّا کا ایسے آرام سے رہنا نہ دیکھا گیا۔ اس نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا اور کہا کہ یہ حالت پائدار نہیں۔ تم کو تو میں تمہیں ایسا درخت بتاؤں۔ جس کا پھل کھا کر تمہیں دائمی زندگی نصیب ہو اور ہمیشہ چاق و چوبند، طاقتور رہو اور سدا حکمرانی کرتے رہو اور تمہاری قوت کو کبھی زوال نہ آئے۔

Marfat.com

بھول کا نتیجہ

فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا

پس دونوں نے کھالیا اس میں سے پس ظاہر ہوگئیں ان پر ان کی شرم گاہیں

وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ

اور لگے جوڑنے اپنے اوپر پتوں سے

الْجَنَّةِ ؗ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى (۱۲۱)

جنت کے اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پس وہ بہک گیا

ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ

پھر اسے پسندیدہ بنایا اس کے رب نے پس توجہ کی اس پر

وَهَدٰى (۱۲۲)

اور راہ دکھائی اسے

فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا

پھر دونوں نے اس میں سے کھا لیا پھر ان پر ان کی شرم گاہیں

وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ

کھل گئیں اور لگے ڈھانپنے اپنے اوپر پتے

الْجَنَّةِ ؗ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى (۱۲۱)

بہشت کے اور آدم نے اپنے رب کا حکم ٹالا پھر راہ سے بہکا

ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ

پھر اس کو اس کے رب نے نوازا پھر اس پر متوجہ ہوا

وَهَدٰى (۱۲۲)

اور اسے راہ پر لایا

يَخْصِفٰنِ: (ایک دوسرے سے جوڑنے لگے) مضارع کے تثنیہ کا صیغہ ہے خ ص ف سے۔ خصف کے معنی الگ الگ چیزوں کو سی کر یا چپکا کر آپس میں جوڑنا۔ عَصٰى: (کہنا نہ مانا) ماضی کا صیغہ ہے ع ص ی سے اس کا مصدر عصیان ہے۔ یہ لفظ پہلے گذر چکا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کیا۔ غَوٰى (بہک گیا) ماضی کا صیغہ ہے غ و ی سے۔ غیٌّ کے معنی صحیح راستہ چھوڑ کر غلط راستہ پر پڑ جانا۔ غَوٰى: غلط راستہ پر پڑ گیا۔

شیطان لعینی ابلیس اپنی دھن کا پکا تھا۔ حضرت آدم چوک گئے کیونکہ ابلیس نے آدمؑ کے سامنے قسم کھالی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں آدم علیہ السلام کے فرشتوں کو بھی خبر نہ تھی کہ قسم میں بھی دھوکا ہو سکتا ہے داؤ میں آگئے اور میاں بیوی دونوں نے اس درخت کا پھل کھالیا۔ جس کے قریب جانے سے بھی انہیں منع کیا گیا تھا۔ کھاتے ہی جنت کا لباس ان کے بدن سے اتر پڑا ایک دوسرے کے آگے ننگے ہونے سے شرمائے تو جنت کے درختوں کے پتے بدن ڈھانپنے کے لیے ملا ملا کر بدن پر رکھنے لگے۔

ارشاد ہے کہ آدم جان بوجھ کر تو نہیں۔ مگر شیطان کی قسم سے دھوکے میں آکر اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کے خلاف کر بیٹھے نتیجہ یہ ہوا کہ سیدھے راستے سے ہٹ گئے لیکن یہ نافرمانی جان بوجھ کر نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا۔ ان کو توبہ کرنے کا طریقہ سکھایا۔ اپنے سایۂ عاطفت میں لیا اور انہیں بتا دیا کہ اس کے بعد کیا کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

جنّت چھوڑنی پڑی

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

فرمایا اترو دونوں اس سے اکٹھے ایک تم میں سے ایک کا

عَدُوٌّ ۚ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى ۵

دشمن پس اگر آئے تم تک میرے پاس سے ہدایت

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ

تو جو چلے گا میرا راستہ پس نہ گمراہ ہوگا

وَلَا يَشْقَىٰ (۱۲۳)

اور نہ اس کی کم بختی آئیگی

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

فرمایا اکٹھے دونوں یہاں سے اترو رہو دشمن ایک

عَدُوٌّ ۚ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى ۵

دوسرے کے پھر اگر میری طرف سے تم کو ہدایت پہنچے

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ

تو جو میری بتلائی ہوئی چال چلا سو وہ نہ بھکے گا

وَلَا يَشْقَىٰ (۱۲۳)

اور نہ تکلیف میں پڑے گا

آدم نے جب شیطان کے فریب میں آکر اس درخت کا پھل کھا لیا جس سے انہیں منع کیا گیا تھا۔ تو انہیں اپنے اس فعل کا نتیجہ بھگتنا پڑا۔ اللہ عزوجل کا صاف حکم تھا کہ اس درخت کے قریب بھی نہ جانا۔ شیطان نے اس کا مطلب کچھ اور سمجھایا۔ اس نے اس کی یہ تاویل کی کہ جس درخت کا پھل کھانے سے تمہیں منع کیا گیا ہے اس کا پھل کھانے سے آدمی فرشتہ بن جاتا ہے اور ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور تمہیں چونکہ بشر ہی رکھنا ہے اس لیے یہ درخت تمہارے کھانے کا نہیں۔ تم جانو۔ اگر فرشتہ بننا ہے تو اس کا پھل کھا لو میں تو قسم کھاتا ہوں کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔

آدم علیہ السلام سمجھے کہ شاید منع کرنے کا یہی مطلب ہوگا کہ تمہیں انسان رہنا ہے تو اس درخت کا پھل مت کھانا اور اگر فرشتہ بننا ہو تو کھا لینا۔ شیطان کے قسم کھا لینے سے اور بھی دھوکا لگا۔ اس سے ہمیں سبق سیکھنا چاہیئے۔ کہ قرآن مجید کے صاف احکام میں کسی کی تاویل نہ سنیں جو صاف حکم ہے اس پر عمل کریں۔ تاویل کرنے والے اکثر خود غرض ہوتے ہیں ان کا درپردہ کچھ اپنا مطلب ہوتا ہے۔ غرض آدم علیہ السلام کو اس تاویل کی سزا ملی۔ حکم ہوا کہ تم اور تمہاری زوجہ دونوں جنّت سے باہر چلے جاؤ۔ باہر کی دنیا میں جا بسو جہاں تمہاری خود غرضیاں تمہیں آپس میں دشمن بنانے کی کوشش کریں گی یہاں دوبارہ آنے کی صورت یہ ہے کہ میں تمہارے پاس اپنا ہدایت نامہ بھیجوں گا۔ اس کی صریح باتوں پر جو عمل کرے گا وہ نہ بھکے گا اور نہ باہمی دشمنی کی کش مکش کی مصیبتوں میں پھنسے گا ہر آفت سے محفوظ رہ کر وہ جنّت میں آ جائے گا۔

Marfat.com

نافرمانوں کا حشر

وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ
اور جو منہ پھیرے گا میری یاد سے پس تحقیق
لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ
اس کے لیے ہے گذارا تنگ اور اٹھائیں گے ہم اسے
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾
قیامت کے دن اندھا

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ
اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا اس کو
لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ
تنگی کی گذران ہے اور اسے قیامت کے
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾
دن ہم اندھا اٹھائیں گے

:: پچھلی آیت سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام اور حوّا جب پیدا ہوئے تو صاف طبیعت سیدھی سادی عادتوں والے تھے۔ چھل بٹوں، فریب اور چالاکیوں سے ناواقف تھے۔ ایسی مخلوق کو اگر کوئی بگاڑنے والا نہ ملے تو اس کو رنج و تکلیف، پریشانی اور ملال سے کوئی واسطہ نہیں اور جنّت اس کا پیدائشی حق ہے لیکن تقدیر کا لکھا پورا ہو کر رہتا ہے۔ ابلیس ان کا دشمن ہو گیا۔ اور ان دونوں کا بھولا پن دیکھ کر اس نے ان کے بہکانے پر کمر باندھی اور جنّت سے نکلوا کر چھوڑا۔ آدمؑ کے گناہ کی بنیاد بھول چوک پر تھی۔ اس لیے گناہ تو معاف کر دیا گیا لیکن اس کا کفّارہ انہیں ادا کرنا پڑا۔ دونوں کو بیلاوطنی کی سزا ملی اور دنیا میں نظر بند کر دیا گیا اور کہا یہاں تمہاری آزمائش کی جائے گی اور امتحان لیا جائے گا۔

ہم تمہارے پاس ہدایت نامہ بھیجیں گے اور اس میں تمہارے تعلّقات کا سلسلہ تمہیں سمجھا دیا جائے گا۔ پہلا تعلّق ہم سے ہے۔ اس لیے ہماری عبادت کرو۔ پھر بیوی، اولاد، پڑوسیوں، دوستوں، ہم وطنوں اور دنیا بھر کے تمام انسانوں سے بھی گوناگوں تعلّقات ہیں۔ ان کے حقوق ادا کرنے کے طریقے تمہیں وقتاً فوقتاً بتا دیئے جائیں گے جس نے بتائے ہوئے طریقوں سے ہماری عبادت کی اور باقی حقوق ادا کیے اسے مرنے کے بعد پھر جنّت میں جگہ ملے گی اور جس نے ہمیں بھلا دیا۔ وہ دنیا میں بُرے احوال جیے گا۔ اس کو اصلی خوشی نصیب نہ ہو گی اور اطمینان کی زندگی بسر نہ کر سکے گا اور مرنے کے بعد اسے اندھا اٹھایا جائے گا۔

انسان اب دنیا میں پرانا ہو چکا ہے اور تجربہ اسے بتا چکا ہے کہ واقعی خوشی اور اطمینان اللہ کے اور اس کے احکام کے ماننے بغیر نصیب نہیں ہو سکتے ۔

Marfat.com

آدمی کی حیرت

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰی
وہ کہے گا اے میرے رب کیوں اٹھایا تو نے مجھے اندھا
وَقَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا ﴿۱۲۵﴾
اور تحقیق تھا میں دیکھنے والا

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰی
وہ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا
وَقَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا ﴿۱۲۵﴾
حالانکہ میں تو دیکھنے والا تھا

جو لوگ دُنیا میں اللہ سے غافل رہے۔ وہ حشر کے دن جب دوبارہ زندہ ہوں گے تو انہیں کچھ نہ سوجھے گا۔ وہ اندھے باؤلوں کی طرح صور کی آواز کی طرف دوڑیں گے۔ اتنا احساس ضرور ہوگا کہ ہم اپنے رب کے سامنے حاضر ہونے کے لیے جا رہے ہیں۔ لیکن آنکھوں سے کچھ نظر نہ آئے گا کہ ہم کہاں ہیں اور کہاں جا رہے ہیں۔ ہر ایک حیرت سے کہے گا۔ کہ اے رب دُنیا میں تو میری آنکھیں تھیں۔ گرد و پیش کی ساری چیزیں اچھی طرح نظر آتی تھیں۔ یہاں مجھے کیا ہوگیا کہ بگٹٹ بھاگا چلا جا رہا ہوں اور کچھ نظر نہیں آتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حقیقی روشنی اللہ کی معرفت سے حاصل ہوتی ہے۔ ظاہری آنکھیں حقیقت کے دریافت کرنے کے قابل نہیں موت سے ظاہری آنکھیں تو ختم ہوجائیں گی اور نور معرفت کے نہ ہونے کی وجہ سے اس حقیقی جہان کی چیزیں جہاں وہ دوبارہ زندہ ہونے کے بعد ہوگا۔ کافر کو ابتدا میں کچھ نظر نہ آئیں گی۔ چلائے گا کہ ہائے میری آنکھوں کو کیا ہوگیا۔ کچھ نظر نہیں آتا کہ کہاں بھاگا چلا جا رہا ہوں۔ لیکن چونکہ معرفت کی جڑ انسان کی فطرت میں موجود ہے۔ اس لیے اگرچہ وہ دُنیا کی زندگی میں بے جا خواہشوں سے دبی رہی۔ مرنے کے بعد رفتہ رفتہ بیدار ہونی شروع ہوگی۔ خراب خواہشوں کی شامت کی وجہ سے ابتدا میں کچھ نظر نہ آئے گا۔ لیکن اس کے بعد آہستہ آہستہ ماحول کا اثر شروع ہوگا۔ اور اسے ربِّ جلیل کا دربار، اپنی غفلت کا نتیجہ اپنے اعمال کی نوعیت، حساب، کتاب، جنت، دوزخ، غرض اس عالم کی ساری چیزیں نظر آنے لگیں گی۔ اور بُرے اعمال پر ندامت اور حیرت شروع ہوگی ۔

Marfat.com

اندھے پن کی وجہ

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا

فرمائے گا اسی طرح آئی تھیں تیرے پاس ہماری آیتیں

فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾

پس تو نے بھلا دیا اور اسی طرح آج تو بھلا دیا جائے گا

وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ

اور اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ہم اس کو جو حد سے نکل جائے

وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ

اور نہ ایمان لائے باتوں پر اپنے رب کی

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا

فرمائے گا یونہی پہنچی تھیں تجھے ہماری آیتیں

فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾

پھر تو نے انہیں بھلا دیا اور اسی طرح تجھ کو بھلا دیں گے

وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ

اور اسی طرح ہم بدلہ دیں گے اسے جو حد سے نکلا

وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ

اور اپنے رب کی باتوں پر یقین نہ لایا

دنیا میں اللہ عزوجل کا انکار کرنے والے یا اس کی طرف سے غفلت برتنے والے مرنے کے بعد جب دوبارہ زندہ ہوں گے تو انہیں کچھ نہ سوجھے گا۔ کیونکہ آنکھیں بغیر روشنی کے کسی کام کی نہیں اور وہاں کی روشنی صرف اللہ پر ایمان رکھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ ان کے پاس ایمان نہیں تو روشنی بھی نہیں۔ جب وہ حیرت سے کہیں گے۔ کہ ہماری آنکھوں کو کیا ہوا کچھ سوجھتا ہی نہیں تو ان کو یہ جواب ملے گا۔ جو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تیری آنکھیں آج دیکھنے سے اس لیے رہ گئیں کہ تو نے دنیا میں ان کے لیے روشنی کا سامان اکٹھا نہیں کیا تیری آنکھیں اس لیے اندھی ہوگئیں۔ کہ تو ہماری آیتوں کو جو ہم نے دنیا میں تیرے سمجھانے کو بھیج دی تھیں بھلا بیٹھا۔ اسی طرح آج تجھے بھی بھلا دیا جائیگا۔ وہ آیتیں یہاں کی روشنی کا سامان تھیں۔ یہ تیری اپنی غفلت کا نتیجہ ہے کہ آج تو آنکھیں ہوتے ہوئے بھی اندھا ہے۔ ہمارے ہاں دنیا میں ہماری آیتوں سے غفلت کرنے والوں کی اور ہمارے مقرر کیے ہوتے قاعدوں اور قانونوں کو توڑ کر حد سے نکل جانے والوں کی یہی سزا مقرر ہے کہ انہیں قیامت کے دن کی سہولتوں سے محروم کردیا جاتا ہے۔ دنیا میں اللہ عزوجل کی آیتوں پر دل سے یقین نہ کرنے والوں کو اس دن دکھ اور تکلیف ہی سے پالا پڑے گا سوا اس کے ان کے لیے اور کچھ نہیں ہوگا۔

Marfat.com

عبرت کا سامان

وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾

اور البتہ عذاب آخرت کا سخت ترین اور دیرپا ہے

اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا

پس کیا نہیں راہ سجھائی انہیں اس نے کہ کتنی ہی ہلاک کر ڈالیں ہم نے

قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ

ان سے پہلے قوموں میں سے چلتے ہیں یہ

فِیْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ

ان کی رہائش گاہوں میں

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾

اور آخرت کا عذاب سخت ہے اور بہت باقی رہنے والا ہے

اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا

سو کیا انہیں اس بات سے سمجھ نہ آئی کہ ہم نے ان

قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ

سے پہلے کتنی جماعتیں غارت کردیں جن کی رہنے

فِیْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ

کی جگہوں میں یہ چلتے پھرتے ہیں

ارشاد ہے کہ دنیا میں اللہ کے قانون کی پابندی کرنے سے کچھ تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے انسان جانوروں اور چوپایوں کی طرح آزاد نہیں رہتا۔ اس پر کچھ پابندیاں عاید ہوتی ہیں۔ اس کو مقرر وقت پر نماز ادا کرنی پڑتی ہے۔ روزہ رکھنا پڑتا ہے۔ اللہ عزوجل کے احکام بجا لانے کے لیے اپنے نفس سے اور دوسرے روکنے والے عناصر سے جہاد کرنا پڑتا ہے۔ بھوک پیاس کی کسی قدر شدّت برداشت کرنی پڑتی ہے۔ سب سے زیادہ یہ کہ اپنی ناپاک خواہشوں کو جو شیطان کے بہکانے سے طوفان بدتمیزی برپا کرنے پر فوراً آمادہ ہوجاتی ہیں دبانا پڑتا ہے اور ان سے ہمیشہ عزم اور استقلال کے ساتھ جنگ کرنی پڑتی ہے لیکن یہ سب تکلیفیں جو اللہ کی راہ میں برداشت کی جائیں تھوڑے دن کی ہیں اور ان کا انجام بہت اچھا ہے۔ اس کو اس دُنیا کی زندگی میں جو بہرحال تھوڑے دن کی ہے۔ برداشت کرلینے سے مرنے کے بعد آرام ہی آرام ہے۔ جو وہاں کی کبھی ختم نہ ہونے والی زندگی کے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔ لیکن اگر یہاں غفلت برتی تو پھر آخرت کا عذاب بہت سخت اور دیرپا ہوگا اور دُنیا میں بھی چین سے نہ کٹے گی۔ لوگوں کو پچھلی قوموں کے حالات سے سبق لینا چاہیئے۔ آخر وہ پہلے انہیں جگہوں میں بستے تھے جہاں یہ لوگ آج کل چلتے پھرتے ہیں۔ ان کی سرکشی کا نتیجہ ہم نے انہیں دُنیا میں بھی دکھا دیا۔ ان کے حال سے عبرت پکڑو۔

Marfat.com

تاریخ سے سبق

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِأُولِي النُّهَىٰ (۱۲۸) ع

تحقیق اس میں البتہ نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ

اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو پہلے ہی ہو چکی ہے تیرے رب کی طرف سے

لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُسَمًّى (۱۲۹)

تو ہو جاتی سزا اور اگر نہ ہوتا وقت مقرر

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِأُولِي النُّهَىٰ (۱۲۸) ع

اس میں عقل والوں کے لیے بہت نشانیاں ہیں

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ

اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو تیرے رب کی طرف سے نکل چکی

لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُسَمًّى (۱۲۹)

اور نہ ہوتی میعاد مقرر تو ضرور سزا مل جاتی

لِزَامًا: (سزا) یہ مصدر ہے اس کے معنی ہیں کسی چیز سے چمٹ جانا۔ اس کا مادہ ل ز م ہے جس سے لزوم ملزم ملازمت بہت سے لفظ بنے ہیں۔ کسی چیز سے چمٹ جانے اور رچ جانے کے معنی ہیں۔ یہاں یہ مراد ہے گناہ کا نتیجہ ابھی فوراً ظاہر ہو جاتا۔

انسان کو عقل عطا ہوئی۔ سمجھ بوجھ دی گئی۔ فکر کی قوت ملی۔ اس کا تقاضا یہ ہے۔ کہ یہ دنیا کے واقعات کا ایک دوسرے سے باہمی تعلق دریافت کرے۔ اس سے اصل مقصود یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ کون سے کام ہیں۔ جن کے کرنے سے انسان پر تباہی آتی ہے۔ قرآن مجید میں پچھلے لوگوں کے واقعات اسی لیے بار بار سنائے جاتے ہیں کہ تباہی اور بربادی کا تعلق انسانی اعمال کے ساتھ واضح ہو جائے۔

اس آیت میں ارشاد ہے۔ کہ ان واقعات کو سنو اور عقل سے معلوم کرو کہ وہ کون سے کام ہیں۔ جن کے کرنے سے پہلے لوگ تباہ و برباد ہوئے۔ اور خود ان سے بچنے کی کوشش کرو۔ یہی اصل کام ہے۔ جو انسان کو اپنی اللہ کی عطا کی ہوئی عقل سے لینا چاہیے۔

آگے ارشاد ہے کہ بُرے کاموں کا بُرا نتیجہ لازمی ہے اور اسے کام کے بعد ہی فوراً مل جانا چاہیے۔ بُرا کام اور اس کا بُرا نتیجہ لازم و ملزوم ہیں۔ لیکن اللہ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ دُنیا میں مہلت دی جائے گی۔ اور پوری سزا کے لیے قیامت کا دن مقرر کر دیا ہے۔ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہو چکی ہوتیں تو بُرے کام کرتے ہی اس کا بُرا نتیجہ اُسی وقت مل

Marfat.com

پانچوں نمازوں کے اوقات

فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ
بس صبر کر اس پر جو وہ کہتے ہیں اور پاکی بیان کر اور خوبیاں
رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ
اپنے رب کی پہلے سورج نکلنے کے اور پہلے
غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ
اس کے غروب ہونے کے اور کچھ رات کی گھڑیوں میں پس پاکی بیان کر
وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّکَ تَرْضٰی ﴿۱۳۰﴾
اور دن کے کناروں پر تاکہ تو راضی ہو

فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ
سو تو صبر کر جو وہ کہیں اور اپنے رب کی
رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ
خوبیاں پڑھتا رہ سورج کے نکلنے اور غروب
غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ
ہونے سے پہلے اور کچھ رات کی گھڑیوں میں پڑھا کر
وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّکَ تَرْضٰی ﴿۱۳۰﴾
اور دن کے کناروں پر تاکہ تو راضی ہو

اٰنَآءِ: گھڑیاں۔ اِنی کی جمع ہے جو ا۔ن۔ی سے بنا ہے جس کے معنی گھڑی۔ پل کے ہیں۔

اَطْرَافَ: طَرْفٌ کی جمع ہے۔ طرف کسی چیز کے حصّہ اور شروع کے حصّہ کو کہتے ہیں۔ اَطْرَافُ النَّهَارِ سے زوال کا وقت مراد ہے۔ کیونکہ اس وقت دن کے پہلے حصّہ (غداۃٌ) کا آخری سرا اور دوسرے حصّہ (عَشِیٌّ) کا پہلا سرا دونوں ملتے ہیں۔ اور یہی ظہر کا وقت ہے۔

پچھلی آیت سے معلوم ہوا کہ اعمال کی جزا سزا لازم ہے ہر کام کے ساتھ اس کا نتیجہ اچھا یا بُرا چمٹا ہوا ہے اور وہ کام کرتے ہی فوراً ظاہر ہو جاتا ہے لیکن دنیا میں اس کو فوراً پورے طور پر ظاہر ہونے سے روک دیا گیا ہے اور اس کے لیے ایک دن مقرر کر دیا گیا ہے اس دن اعمال کی پوری پوری جزا سزا ملے گی۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ جو اس قاعدے کے قائل نہیں وہ اس قسم کی باتیں منہ سے نکالیں گے جس سے تجھے رنج ہو گا۔ انہیں کہنے دو ہو گا وہی جو ہم کہتے ہیں۔ ان کی باتوں پر صبر کرو اور اوقات مقررہ پر اپنے رب کی بندگی کیے جاؤ۔ سورج نکلنے سے پہلے (فجر) سورج چھپنے سے پہلے (عصر) رات کی گھڑیوں (مغرب عشا) اور دن کے دونوں حصّوں کے ملنے کا وقت (ظہر) اللہ کی حمد و ثنا کرو۔ اس کی خوبیاں بیان کرو اور اس سے ملتی جلتی خوبیاں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ اس طرح دنیا کی زندگی بسر کرنے کا نتیجہ خوشی ہی خوشی ہے۔

Marfat.com

مال و دولت کچھ نہیں

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا
اور مت دراز کر اپنی دونوں آنکھیں طرف اس کے برتنے کو دی ہم نے
بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ
جو طرح طرح کے لوگوں کو ان میں سے بطور آزمائش کے زندگی
الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ
دُنیا کی تاکہ جانچیں ہم ان کو اس میں

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا
اور مت پسار اپنی آنکھیں اس چیز کی طرف جو ہم نے ان میں سے
بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ
طرح طرح کے لوگوں کو فائدہ اٹھانے کے لیے دی دُنیا کی
الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ
زندگی کی رونق بنا کر ان کے جانچنے کو

پہلے بتلا دیا کہ دُنیا میں اصل چیز انسان کے اعمال ہیں جن کے اوپر اس کے انجام کی بھلائی اور برائی موقوف ہے۔ اور اس قاعدے کے مطابق انسان کو وہ کام بھی بتا دیئے جو انہیں اپنے اپنے وقت پر اسے اس دُنیا میں کرنے چاہئیں۔ اب اس کے بعد ان آیات میں ارشاد ہے کہ یہ جو ہم نے مختلف فرقوں کو دُنیا کا متاع اور ساز و سامان دے رکھا ہے اور انہیں ان سے فائدہ اُٹھانے کا موقع اور اختیار عطا کیا ہوا ہے اس کی بجائے خود کوئی اہمیّت نہیں۔ یہ مال و دولت ساز و سامان تو ان کی آزمائش کا ایک ذریعہ ہے اسے ہم نے دُنیا کی رونق بنا دیا ہے تاکہ یہ دیکھیں کہ کہیں اس کی ظاہری صورت پر لٹّو ہو کر یہ اپنے اعمال کو خراب تو نہیں کر لیتے۔

اس کی طرف اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں اور تمہارے ماننے والوں کو رشک اور رغبت کی نگاہ اٹھا کر دیکھنا نہ چاہیئے کیوں کہ اس کی محبّت میں پھنس کر اصلی شغلوں سے غافل ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ پچھلے لوگوں کا احوال ہم نے تمہیں سُنا دیا ہے۔ وہ اسی دُنیا کی خوشحالی میں مست ہو کر اصلی کاموں کو بھول بیٹھے۔ اللہ کی صفات حمیدہ پر غور نہ کیا۔ اللہ کی حمد و ثنا کرنے میں اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے میں مشغول ہونے کی بجائے کھیل کود میں اور خواہشوں کو بے جا طور پر پورا کرنے میں لگ گئے۔ پھر دیکھو ان کا انجام کیا ہوا۔ ان کے بُرے اعمال کی نحوست اپنا رنگ لائی یہاں تک کہ اس کا بُرا نتیجہ اس دُنیا میں بھی ان کے اوپر پھٹ پڑا اور آخرت میں الگ عذاب کے مستحق ہوئے۔ تم دنیا کی حرص و ہوا سے بچو اور اپنے اعمال و اخلاق درست کرنے میں لگ جاؤ۔

Marfat.com

اللہ کی بخشش بہتر ہے

وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى (١٣١)
اور عطیہ تیرے رب کا بہتر ہے اور زیادہ پائیدار
وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ
اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود جما رہ
عَلَيْهَا ؕ
اس پر

وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى (١٣١)
اور تیرے رب کی روزی بہتر اور بہت باقی رہنے والی ہے
وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ
اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور خود قائم رہ
عَلَيْهَا ؕ
اس پر

ارشاد ہے کہ اللہ کے بتائے ہوئے کاموں کا نتیجہ یقیناً دنیا کے کاموں کے نتیجہ سے بہت بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق تمہارے لیے اس کمائی سے زیادہ فائدہ مند اور پائیدار ہوگا۔ جو تم اللہ کے احکام سے منہ موڑ کر کرتے ہو کیونکہ دُنیا کا نفع تو آنی جانی چیز ہے۔ اور مرنے کے بعد تو کسی کام ہی نہیں ہے۔

انسان کے لیے بہتر یہی ہے کہ اللہ عزوجل کے احکام کی بجاآوری میں لگ جائے اور دُنیا کی کمائی میں بس اتنا ہی وقت لگائے۔ جتنا اللہ کے مقرر کیے ہوئے کاموں سے بچے۔ اللہ کے مقرر کردہ فرائض کے ادا کرنے میں دُنیا کے کام اگر رہ جائیں تو بلا سے لیکن دُنیا کے کاموں میں پھنس کر اللہ کے احکام کی بجاآوری میں خلل پڑنا کم بختی کی نشانی ہے۔ اب سنو! اللہ عزوجل کیا حکم دیتا ہے۔ وہ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ لوگوں کو نماز پڑھنے کی تاکید کر۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنے گھر والوں کو حکم دے کہ نماز پڑھو اور نرے زبانی حکم سے زیادہ کام نہ بنے گا۔ بلکہ خود نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرکے ان کے لیے مثال بھی قائم کر تجھے پابندی اور التزام کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھ کر تیرے گھر والے بھی نماز پڑھیں گے اور پھر ان پر تیرا کہنے کا زیادہ اثر ہوگا۔ پھر تجھے اور تیرے گھر والوں کو نماز پڑھتے دیکھ کر دوسرے لوگ بھی پابندی کے ساتھ پڑھنے لگیں گے۔ نماز کو اللہ عزوجل کا حکم سمجھ کر پابندی کے ساتھ پڑھنے کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اللہ تعالیٰ دُنیا میں کمائی کے اندر برکت دے گا اور آخرت میں اپنے انعامات سے مالامال کرے گا۔

Marfat.com

نماز کی اہمیّت

لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ
نہیں مانگتے ہم تجھ سے روزی ہم روزی دیتے ہیں تجھے
وَ الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۱﴾
اور اچھا نتیجہ تقویٰ کا ہے

لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ
ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ہم تجھے روزی دیتے ہیں
وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۱﴾
اور پرہیزگاری کا انجام بھلا ہے

پہلی آیتوں میں ارشاد ہوا۔ کہ دُنیا کے دھندوں کھیل تماشوں اور پیسہ جمع کرنے کے فکر میں پڑ جانے کا نتیجہ اچھا نہیں۔ اگر انسان اپنی دُنیا کی خواہشوں کے پورا کرنے ہی میں لگ گیا اور اللہ عزوجل کو بھول گیا تو اللہ عزوجلّ اسے قیامت کے دن بھلا دے گا۔ پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل سے غافل ہونے کا نتیجہ بہت بُرا ہے اور وہ دُنیا ہی میں پُورا پُورا مل جاتا۔ لیکن اللہ عزوجل نے مصلحتاً اس کو قیامت کے دن تک روک لیا ہے۔ ہاں جب لوگوں کی سرکشی حد سے بڑھ جاتی ہے تو ان کی یہاں بھی گوشمالی کر دی جاتی ہے۔ لیکن پوری سزا قیامت ہی کے دن ملے گی۔ اس کے بعد فرمایا۔ کہ اللہ عزوجل کی یاد تازہ رکھنے کے لیے مقرر اوقات پر اس کے دربار میں بتائے ہوئے طریقے کے مطابق حاضر ہوجایا کرو۔ دُنیا کی کمائی میں اس سے کچھ حرج واقع ہو تو ہونے دو۔ لیکن اللہ کی یاد میں کوتاہی مت کرو۔ وہ اپنی رحمت سے بہت کچھ دے گا۔ اور اس کا دیا ہوا دنیا کی دولت وحشمت سے کہیں زیادہ اور پائیدار ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ تم ہمارے بندے ہو۔ ہم اپنے بندوں سے یہ مطالبہ نہیں کرتے کہ ہماری ذات کے لیے روزی کمائیں جیسے دُنیا کے لوگ اپنے غلاموں سے چاہتے ہیں۔ ہم تم سب کو اپنے پاس سے روزی رزق دیتے ہیں اور تمہارے ذمّے فقط یہ کام مقرر کرتے ہیں۔ کہ ہماری یاد قائم رکھنے کے لیے نماز کو مکمل طور پر قائم رکھو۔ نماز کو پابندی کے ساتھ قائم رکھنے سے پرہیزگاری کی زندگی بسر کرنے میں مدد ملے گی۔ یاد رکھو کہ انجام پرہیزگاری ہی کا اچھا ہوگا۔ گنہگار فاسق، فاجر اپنے کیے کو سر پکڑ کر روئیں گے۔

Marfat.com

سچائی کی دلیل

وَقَالُوْا لَوْلَا يَأْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ

اور کہا انہوں نے کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس۔ ایک نشانی اپنے رب سے

اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا

اور کیا نہیں آچکی ان کے پاس وضاحت اس کی جو

فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝۱۳۳

کتابوں میں ہے پہلے کی

وَقَالُوْا لَوْلَا يَأْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ

اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ اپنے رب سے کوئی نشانی ہمارے

اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا

پاس کیوں نہیں لے آتا۔ کیا ان کو اگلی کتابوں

فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝۱۳۳

کی نشانی پہنچ چکی

اکثر لوگ سیدھی اور سچی بات کو آسانی سے قبول نہیں کرتے دُنیا کے اڑنگوں میں پھنس جانے کی وجہ سے ان کی سمجھ جلد سنبھل نہیں سکتی۔ اور بعض لوگوں کی سمجھ تو اپنے ہوش وحواس ہی گم کر بیٹھتی ہے وہ بجائے سیدھی طرح سوچنے کے ٹیڑھی طرح سوچنے لگتی ہے۔ اس زمانے کے مکّہ کے سرکش لوگ نہ ماننے کے طرح طرح کے بہانے نکالتے تھے اور پیچھا چھڑانے کے لیے اکثر لوگ کہہ دیتے تھے۔ کہ اگر یہ مدعی رسالت اپنی سچائی کی کوئی انوکھی نشانی اپنے رب کے پاس سے لائے تو ہم جانیں کہ یہ سچّا رسول ہے۔ انوکھی سے مراد وہ اپنی سمجھ کے مطابق وہ لیتے تھے۔ جس کا بیان سورۂ بنی اسرائیل میں بالتفصیل گذر چکا ہے مثلاً ٹھوکر مار کر زمین سے چشمہ نکال دے یا فوراً ایک ہرا بھرا میووں سے لدا ہوُا باغ لگا دے یا آسمان کو گرا دے وغیرہ وغیرہ۔ اس کا جواب اس آیت میں دیا گیا ہے۔

ارشاد ہے کہ تم بہانہ بازیاں چھوڑ کر سچّے دل سے توجّہ کرو۔ تو تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ تمہارے پاس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی ایک زبردست شہادت آچکی ہے اور وہ یہ قرآن ہے جو وہ تمہیں پڑھ کر سناتے ہیں تم دیکھتے نہیں کہ اس میں ساری اگلی کتابوں کا خلاصہ آگیا ہے۔ کوئی بات ایسی نہیں رہی کہ جس میں انسان کی بھلائی ہو اور وہ اس میں نہ ہو۔ کیا یہ ساری نیکیوں اور بھلائیوں کا مجموعہ آپ کے رسول ہونے کی زبردست نشانی نہیں ہے جو تم بے کار نشانیاں طلب کرتے ہو ایسی کتاب کے ہوتے ہوئے اور کسی نشانی کی ضرورت نہیں۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ جتنی اگلی پچھلی انسان کے فائدے کی باتیں دنیا میں تھیں یا ہیں یا ہوں گی۔ وہ سب قرآن کے اندر جمع کر دی گئی ہیں ان کے اصول وکلیات کو اب کہیں اور ڈھونڈنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔

Marfat.com

بہانہ بازی

وَ لَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ
اور اگر ہم ہلاک کر دیتے ان کو عذاب سے
مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ
اس سے پہلے تو ضرور کہتے اے رب ہمارے کیوں نہ
اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ
بھیجا تو نے ہماری طرف ایک رسول تاکہ پیروی کرتے
اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَ نَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾
تیری آیتوں کی اس سے پہلے کہ ہم ذلیل ہوتے اور رسوا ہوتے

وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ
اور اگر ہم ان کو کسی آفت میں اس سے پہلے
مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ
ہلاک کر دیتے تو کہنے لگتے اے رب ہم تک
اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ
کسی کو پیغام دے کر کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری کتاب
اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَ نَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾
پر ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے چلتے

:: پچھلی آیت میں بتایا گیا۔ کہ قرآن مجید جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دنیا میں بھیج دیا گیا۔ یہ ان کے رسول ہونے کی سب سے زیادہ زبردست نشانی ہے۔ کیونکہ اس میں پہلی ساری آسمانی کتابوں کا خلاصہ درج ہے۔ جو باتیں انسان کی بھلائی کے لیے ضروری تھیں وہ سب اس میں آگئی ہیں اور زمانے کے تغیّر اور تبدّل کی وجہ سے جن کی ضرورت نہ رہی تھی ان کو حذف کر دیا گیا ہے اتنی بڑی نشانی کے ہوتے ہوئے اب یہ کیا اور نشانی رسول کی سچائی کی چاہتے ہیں۔ درحقیقت ان کا جی دنیا کے مشغلوں میں پھنسے ہوئے ہونے کی وجہ سے حق بات کے قبول نہ کرنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے۔ اگر ہم یہ عظیم الشان کتاب یعنی قرآن نہ بھیجتے اور ویسے ہی ان کی کرتوتوں کی وجہ سے ان پر عذاب مسلّط کر دیتے۔ جو ان کو تباہ کر کے چھوڑتا تو پھر یہ چلّاتے۔ کہ عذاب دینے سے پہلے ہمارے پاس کوئی پیغامبر بھیج دیا ہوتا۔ تاکہ وہ عذاب سے ہمیں ڈراتا۔ اور اس سے بچنے کے طریقے بتاتا۔ اگر ایسا کوئی پیغمبر کتاب لے کر آتا۔ تو ہم ضرور اس کا کہنا مانتے اور اس عذاب کی ذلّت اور رسوائی سے بچ جاتے۔ خلاصہ یہ کہ ان لوگوں کو دنیا کے مزوں نے لٹّو کر رکھا ہے۔ رسول اور قرآن کے بعد اور نشانی طلب کرتے ہیں اور اگر عذاب آجاتا تو کہتے کہ پہلے رسول کیوں نہ بھیجا جو ہم کو ڈراتا ہم اس کا کہنا ضرور مانتے اور اس تباہ کن عذاب سے بچ جاتے ::

Marfat.com

انتظار کرو

قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا
کہدے ہر ایک انتظار میں ہے سو تم بھی انتظار کرو
فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ
پس عنقریب جان لوگے کون چلنے والے ہیں راستہ
السَّوِيِّ وَ مَنِ اهْتَدٰى (۱۳۵)
سیدھے پر اور کون گمراہی سے بچے

قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا
تو کہہ دے کہ ہر ایک راہ دیکھ رہا ہے سو تم بھی راہ دیکھو
فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ
آیندہ جان لوگے کہ سیدھی راہ والے کون
السَّوِيِّ وَ مَنِ اهْتَدٰى (۱۳۵) ع ۸
ہیں اور کس نے راہ پائی

مُتَرَبِّصٌ۔ تَرَبَّصُوْا: ٹھیرنے والے ٹھیرو۔ پہلا اسم فاعل ہے تَرَبُّصٌ سے اور دوسرا اسی سے فعل امر ہے۔ دونوں کا مادہ ر۔ ب۔ ص ہے۔ رَبْصٌ کے معنی انتظار کے ہیں۔ تَرَبُّصٌ کسی کے اوپر مصیبت پڑنے کے انتظار میں رہنا۔

ارشاد ہے کہ یہ لوگ قرآن مجید کو ماننے والے نہیں آگیا تو اس کی طرف سے منہ پھیرے بیٹھے ہیں۔ نہ آتا تو مصیبت میں پھنسنے کے وقت کہتے کہ پہلے رسول بھیج کر ہمیں آگاہ تو کردیا ہوتا کہ یہ راستہ جس پر ہم چل رہے ہیں غلط ہے۔ ہم رسول کے کہتے ہی اسے چھوڑ دیتے اور سیدھے راستہ پر چل پڑتے۔ اصل یہ ہے کہ یہ اس انتظار میں ہیں کہ مسلمانوں پر کوئی مصیبت پڑے تاکہ ان سے ہمارا پیچھا چھوٹ جائے اور کرتے اپنے کام میں لگیں۔ ادھر مسلمان راہ دیکھ رہے ہیں کہ کب یہ سرکش لوگ سامنے سے ہٹیں اور کب سے ہمارا راستہ صاف ہو۔ ان سے کہہ دو کہ تم چونکہ قرآن حکیم کے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے تاکہ اس کی عظمت کے قائل ہوجاؤ اور جان لو کہ سراسر انسان کے لیے خیر و خوبی کا خزانہ ہے اس لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم دونوں صبر کے ساتھ انتظار کریں کہ پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے اور آیندہ ہم غالب رہتے ہیں کہ تم۔

آیندہ ارشاد ہے کہ مسلمانوں کو پریشان نہ ہونا چاہیئے۔ عنقریب یہ سرکش لوگ دُنیا ہی دیکھ لیں گے کہ کون حق پر ہے اور آخرت میں تو معلوم ہو ہی جاییگا۔ کہ کون سیدھے راستہ پر چل رہا ہے اور منزل مقصود پر کون پہنچا اور کون اس سے دور رہا۔

Marfat.com

سُورۂ طٰہٰ پر ایک نظر

الحمد للہ سورۃ طٰہٰ کا ترجمہ ختم ہوا اور اس کی بیش بہا نصیحتوں کے خزانوں کی ایک جھلک ہماری آنکھوں کے سامنے آگئی۔ آگے اس عظیم الشان سورت کو جتنا ہم ترجمے کے ساتھ پڑھیں گے اور اس کے معانی پر جتنا غور کریں گے۔ اتنا ہی فائدہ ہم عمر بھر اٹھاتے چلے جائیں گے اس کی تعلیم کا خلاصہ یہ نظر آتا ہے کہ دُنیا کے مال و دولت، قوت اور عظمت پر مغرور ہو کر بیٹھ جانا انسان کی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ دنیا میں انسان کا اصل مقصد یہ ہونا چاہیئے۔ کہ اپنے خیالات اور عادات کو درست کرے اور آیندہ کی زندگی کی بہتری کی کوشش کرے۔ اسی بات کو سمجھانے کے لیے اللہ عز و جل نے اپنے رسول دُنیا میں بھیجے کہ کہیں لوگ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اپنی عاقبت خراب نہ کر لیں۔

اس سورت میں سمجھایا گیا ہے کہ یہ آخری کتاب قرآن مجید آخری رسول (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ دنیا میں انسان کو سیدھی سادی زندگی بسر کرنے کا طریقہ سکھانے کے لیے بھیجی گئی ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ اپنی اکڑفوں سے باز آئے اور اللہ عز و جل کے آگے عاجزی کے ساتھ جھکے۔ اس کے احکام بجالائے اس کے بندوں کو کسی طرح نہ ستائے۔ ان پر ظلم نہ کرے ان پر اپنا زور نہ چلائے اور اچھی طرح سمجھ لے۔ کہ جو کچھ میرے پاس زور، قوت، طاقت، مال و دولت، جاہ و حشمت ہے، سب اللہ کی عطا کی ہوئی ہے اور اس سے میری آزمایش مقصود ہے۔ اس لیے مجھے اس کے ان عطیوں سے اس کی مرضی اور اس کے حکم کے مطابق کام لینا چاہیئے اور دن رات میں پانچ مقررہ اوقات پر اس کی حمد و ثنا کرنے اور اس کی مہربانی کا شکر بجالانے کے لیے حاضر ہونا چاہیئے۔

اس غرض سے اللہ عز و جل کے سامنے حاضر ہو جانے کا نام صلوٰۃ (نماز) ہے۔ نماز کے باقاعدہ پڑھنے کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ انسان کے دل میں اللہ کی عظمت اور بڑائی بیٹھ جائے اور اس کا انعام حاصل کرنے کے لیے وہ کام اختیار کرے جن کے کرنے کا انہیں حکم دیا ہے اور اس کی ناراضگی اور غضب سے بچنے کے لیے ان کاموں سے بچنے کی دل اور جان سے کوشش کرے جن کے کرنے سے اس نے منع کیا ہے۔

انہی دو باتوں کے حاصل ہو جانے کا نام تقویٰ ہے جس نماز سے تقویٰ حاصل نہ ہو وہ اصل نماز نہیں محض اس کی ظاہری نقل ہے کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ نماز سے ہماری عادتیں درست ہوں ٭

Marfat.com

سُورۃ الانبیاء

یہ سورت ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اکیسویں سورت ہے مکّہ کے درمیانی زمانہ میں نازل ہوئی۔ اس میں انسان کو خواب غفلت سے چونکانے کے مضامین ہیں اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ قیامت برحق ہے۔ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور اسے اپنے تمام کاموں کا جو اس نے دنیا میں کیے ہیں حساب دینا ہوگا۔

انسان کو اس خیال میں نہ رہنا چاہیئے کہ وہ جو چاہے کرے۔ اس کا کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اسے اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کا پوچھنے والا اللہ عزوجل ہے جس نے اسے پیدا کیا اور روحانی اور جسمانی قوتیں عطا فرمائیں۔ اللہ ایک ہے۔ اس کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا اور وہی قیامت کے دن اسے دوبارہ زندہ کرکے اٹھائے گا اور وہی اس کے اعمال کی جانچ پڑتال کرے گا۔ پھر اچھوں کو انعام و اکرام سے مالا مال کرے گا۔ اور بُروں کو دہکتی ہوئی آگ میں جھونک دے گا۔ انہی باتوں کے سمجھانے کے لیے دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول بھیجے۔ انسان اگر اپنا بھلا چاہتا ہے تو اسے ان باتوں پر دل سے یقین کرنا چاہیئے۔

۱۔ اللہ ایک ہے۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا وہی اسے موت دے گا اور پھر وہی اسے دوبارہ زندہ اٹھائے گا۔

۲۔ آخرت یقینی ہے۔ قیامت کے دن انسان کے اعمال کا حساب ہوگا اور اچھوں کو جزا اور بُروں کو سزا ملے گی۔

۳۔ اللہ کے تمام رسول برحق ہیں۔ اس نے انسان کو سیدھا اور صحیح زندگی کا طریقہ بتانے کے لیے انہیں بھیجا۔ اور انہیں وقتاً فوقتاً کتابیں دیں۔

سب سے پہلے رسول آدم علیہ السلام اور سب سے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انہوں نے انسان کو زندگی کے صحیح اصول سکھائے اور بتا دیا۔ کہ جو ان قاعدوں کے مطابق زندگی بسر نہ کرے گا اس کا قیامت کے دن بُرا حال ہوگا۔

اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ انسان جو کچھ اپنے ارادے سے کرتا ہے وہ اس کے نامۂ اعمال میں فوراً درج کر لیا جاتا ہے۔ قیامت میں اسے اٹھایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تیرا رب کون ہے۔ تیرا دین کیا ہے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔ پھر اسے اس کا اعمالنامہ دے دیا جائے گا اور اس کے مطابق بدلہ ملے گا۔

Marfat.com

سورۃ الانبیاء مکیۃ وھی مائۃ واثنا عشرۃ اٰیۃ وسبع رکوعات

لوگوں کی غفلت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ
قریب آگیا لوگوں کے ان کا حساب اور وہ بے
غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝١ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ
خبری میں ٹلائے جا رہے ہیں نہیں آتا ان تک کوئی
ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ
ذکر ان کے رب کے پاس سے نیا مگر وہ سنتے ہیں اسے
وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝٢ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ
اس حال میں کہ وہ کھیل میں لگے ہوتے ہیں بھولے ہوتے ہیں دل ان کے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ
لوگوں کے حساب کا وقت ان کے نزدیک آگیا اور وہ
غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝١ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ
بے خبر ٹلا رہے ہیں نہیں ان کے رب سے
ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ
کوئی نئی نصیحت نہیں پہنچتی مگر اس کو کھیل میں لگے
وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝٢ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ
ہوئے سنتے ہیں اور دل ان کے غافل ہوتے ہیں

انسان دنیا کے دھندوں میں اس طرح پھنسا ہوا ہے کہ گویا اسے ہمیشہ یہیں رہنا ہے وہ دوسروں کو مرتے دیکھتا ہے اور شاید کچھ خیال آتا ہو کہ مجھے بھی ایک دن مرنا پڑے گا لیکن واہ رے غفلت تھوڑی دیر میں جھرجھری لیتا ہے اور دنیا کے مزے، مال و دولت، قوت، طاقت، کنبے، قبیلے والے، یار دوست، سب کچھ اس کی آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں۔ اور وہ کہنے لگتا ہے۔ خیر جب مریں گے دیکھا جائے گا۔ اس وقت تو سامان عیش و عشرت موجود ہے۔ دل کھول کر مزے اڑانے چاہئیں۔ اسے یہ سوجھتا نہیں۔ کہ جو سیکنڈ بھی گذرتا ہے۔ اسے موت کے زیادہ قریب کر دیتا ہے۔ یہ آیت انوکھے انداز سے لوگوں کو جھنجوڑتی ہے۔ کہ یہ لوگ ہر لحظہ قیامت کے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔ لیکن یہ ادھر سے منہ پھیرے ہوئے، اپنے اپنے کام میں ہنسی خوشی لگے ہوئے ہیں۔ ذرا خیال نہیں آتا۔ کہ ان کاموں کا عنقریب حساب دینا پڑے گا۔ جب انہیں کوئی نئی آیت سنائی جاتی ہے۔ تو بظاہر کان لگا کر سنتے معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن ان کا دھیان روزمرہ کے دنیاوی کھیل کود میں لگا ہوتا ہے۔ ان کے دل سے آخرت کا تصور بالکل نکل چکا ہے۔ موت اور اس کے بعد کے مرحلوں کو یہ بالکل بھولے بیٹھے ہیں۔

Marfat.com

خفیہ مشورے

وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ
اور چپکے چپکے کی صلاح ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا
هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ
کیا ہے یہ کوئی اور مگر آدمی تمہیں جیسا کیا پس آؤ گے
السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ (٣) قٰلَ رَبِّيْ
جادو کے پاس حالانکہ تم دیکھتے ہو کہا رسول نے میرا رب
يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۖ
جانتا ہے بات آسمان میں اور زمین میں
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (٤)
اور وہ سننے والا جاننے والا ہے

وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ
اور چھپا کر بات چیت کی بے انصافوں نے
هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ
یہ شخص کون ہے ایک تمہیں جیسا آدمی ہے پھر اس کے جادو
السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ (٣) قٰلَ رَبِّيْ
میں آنکھوں دیکھتے کیوں پھنستے ہو اس نے کہا میرے
يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۖ
رب کو بات کی خبر ہے آسمان میں ہو یا زمین میں
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (٤)
اور وہ سنتا دیکھتا ہے

جن لوگوں کو پہلے پہل قرآن سنایا گیا وہ اس کی زبان اور طرزِ بیان سے حیرت میں رہ گئے جو ان میں زبان کے زیادہ ماہر تھے۔ ان کے منہ سے اسے سنکر بے ساختہ نکلا کہ یہ بشر کا کلام نہیں ہوسکتا جو ان میں سے ہٹ دھرم اور ضدی تھے انہوں نے جب دیکھا کہ یہ کلام سننے والے کا دل موہ لیتا ہے تو انہیں اپنی جماعت اور جتھے کے ٹوٹ جانے کا پورا پورا اندیشہ ہوگیا اور انہوں نے لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ اس کو سنو ہی مت۔ اس آیت میں ان ہٹ دھرموں کا حال بیان کیا گیا ہے۔

ارشاد ہے کہ ان ضدی اور بے انصاف لوگوں نے ایک خفیہ مجلس کی اور لوگوں کو چپکے چپکے سمجھایا۔ کہ یہ جو تمہیں نیا کلام سناتے ہیں وہ بھی تم ہی جیسے آدمی ہیں۔ اس کلام میں جو اثر ہے۔ وہ جادو کا زور ہے۔ کیا تم جان بوجھ کر ایک جادوگر کے پاس جاؤ گے کہ وہ اپنی بات کا اثر ڈال کر تمہیں گرویدہ کرلے اور اپنا چیلا بنالے۔ عقل مند آدمی تو ایسا نہیں کرسکتا وہ تو اس کے سایہ سے بھی بچے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب اس خفیہ مجلس کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ خفیہ صلاح ومشورے سب اللہ عزوجل کو معلوم ہیں آسمان اور زمین دونوں میں جو بات ہوتی ہے اسے معلوم ہے وہ سب کچھ سنتا ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔ چنانچہ دیکھو اس نے تمہارا راز آشکارا کردیا:

Marfat.com

مُشرکوں کی بوکھلاہٹ

بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ

بلکہ چھوڑکر کہا انہوں نے پریشان خواب ہیں نہیں گھڑ لیا ہے اس کو

بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ فَلْيَأْتِنَا بِاٰيَةٍ

نہیں وہ تو شاعر ہے پس چاہیے لے آئے ہمارے پاس کوئی معجزہ

كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۵﴾ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ

جیسے بھیجے گئے پہلے رسول معجزہ دے کر نہ ایمان لائی ان سے پہلے

مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾

کوئی بستی جسے ہم نے تباہ کیا کیا پس یہ ایمان لے آئیں گے

بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ

اسے چھوڑ کر کہنے لگے یہ پریشان خواب ہیں نہیں جھوٹ باندھ لیا ہے

بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ فَلْيَأْتِنَا بِاٰيَةٍ

نہیں وہ شعر کہتا ہے پھر اسے چاہیے کہ ہمارے پاس کوئی نشانی لائے

كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۵﴾ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ

جیسے پہلے پیغمبر لے کر آئے اس سے پہلے کسی بستی نے

مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾

جسے ہم نے غارت کیا نہیں مانا تو کیا یہ مان لیں گے

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ: پریشان خواب، یہ لفظ سورہ یوسف میں گذر چکا ہے اس سے مراد ہے پریشان خیالات کی صورتیں جو خواب میں نظر آئیں۔

بَلْ: (نہیں، بلکہ) جو شخص ایک بات چھوڑ کر دوسری بات کہنے لگے۔ اس کی مختلف باتوں کو بیان کرتے وقت بل کے لفظ سے جدا جدا کرتے جاتے ہیں۔ ہم اسے "بلکہ" کے لفظ سے ظاہر کرتے ہیں۔

حقیقت میں مکّہ کے بااثر لوگ قرآن مجید سُن کر بالکل سٹ پٹا گئے تھے۔ جب انہوں نے اس میں شرک کی برائی سنی تو گھبرائے کہ یہ تو ہماری سرداری کے لیے موت کا حکم رکھتا ہے۔ ہمارا زور، ہماری آمدنی، ہماری بات، ہماری قدر و منزلت سب کچھ ماری گئی۔ کبھی تو لوگوں سے کہتے اسے مت سنو یہ تو جادو کا منتر ہے کبھی کہتے پریشان خوابوں کا ڈھیر ہے۔ کبھی کہتے جھوٹی کہانیاں ہیں۔ اِدھر اُدھر سے جوڑ کر ان کا نام قرآن رکھ دیا ہے۔ کبھی آپ کو شاعر بتلاتے جو عرب کے نزدیک کسی جن کے زیرِ اثر ہوتا تھا۔ غرض یہ تھی کہ لوگ اس کی طرف توجہ نہ کریں۔ آخر میں کہتے کہ یہ رسول بنتے ہیں تو پہلے رسولوں کی طرح کوئی صاف نشانی لے کر آئیں۔ جسے دیکھتے ہی یقین آجائے کہ ہاں یہ بھی انہیں کی طرح رسول ہیں۔ یہ بات بہکانے کے لیے ذرا زیادہ زوردار تھی۔ اس لیے اس کا پہلے جواب دیا گیا۔ کہ پہلے لوگوں کو ان کے رسولوں نے بڑے بڑے معجزے دکھائے۔ جب اس پر بھی وہ ایمان نہ لائے تو کیا اب ان لوگوں سے ایمان کی توقع ہو سکتی ہے، وہ ایمان نہ لائے تو سارے کے سارے ہلاک ہوئے ۔

Marfat.com

آدمیوں کے نبی

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ
اور نہیں بنا کر بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے مگر مرد وحی کی ہم نے
اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ
ان کی طرف پس پوچھ لو تم یاد رکھنے والوں سے اگر ہو تم
لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷﴾ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا
نہیں جانتے اور نہ بنائے تھے ہم نے ان کے ایسے بدن
لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ﴿۸﴾
کہ نہ کھائیں وہ کھانا اور نہ تھے وہ ہمیشہ رہنے والے

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷﴾ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ﴿۸﴾

اور ہم نے تجھ سے پہلے پیغام نہیں بھیجا مگر مردوں ہی کے ہاتھ ان کی طرف وحی بھیجتے تھے سو پوچھ لو جاننے والوں سے اگر تم نہیں جانتے سو ہم نے ان کے ایسے بدن نہ بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور نہ تھے وہ ہمیشہ رہنے والے

اَهْلَ الذِّكْرِ: (یاد رکھنے والے) ذکر کے معنی یاد۔ ہوش۔ شعر۔ علم بہت سے ہیں یہاں ذکر سے علم مراد ہے اہل الذکر، اہل کتاب ہیں، جو نبیوں سے واقف تھے۔

پہلے بیان ہوا۔ کہ منکر لوگ دوسروں کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہہ کر دور رکھنے کی کوشش کرتے تھے کہ یہ ہم ہی جیسے آدمی ہیں اور آدمی اللہ کا رسول نہیں ہوسکتا۔ یہ تو ایسے ہی کھانے پینے، چلتے پھرتے آدمی ہیں جیسے عام آدمی ہوتے ہیں اللہ کو اپنا رسول بنا کر بھیجنا ہوتا تو وہ کسی فرشتہ کو بھیج سکتا تھا جو ان تمام حاجتوں سے بے نیاز ہوتا۔ اس آیت میں اس کا جواب ہے کہ اے رسول! ان سے کہہ دے کہ ہم نے تجھ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور وہ سب کے سب آدمی اور بشر تھے اس بات کو یہود و نصاریٰ اچھی طرح جانتے اور مانتے ہیں۔ کیونکہ وہ تورات و انجیل میں بہت سے نبیوں کا حال پڑھ چکے ہیں اور اس سے واقف ہیں کہ ان کے ایسے ہی بدن تھے جیسے آدمیوں کے ہوتے ہیں۔ جن کے بنائے رکھنے کے لیے کھانے پینے کی ضرورت ہوتی ہے اور جو دُنیا میں ایک مقررہ مدّت تک ہی رہ سکتے ہیں۔ ہمیشہ کی زندگی ان کے لیے ایسے بدنوں کے ہوتے ہوئے نہیں ہوسکتی ہے اور جو لوگ پہلی کتابوں اور ان کے لانے والے نبیوں سے واقف ہیں۔ ان سے پوچھ لو۔ وہ سب کھانے پیتے، چلتے پھرتے انسان تھے اپنا اپنا کام کر کے دنیا سے رخصت ہوئے، اسی سلسلے کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تعجب ہے کہ ان کو رسول نہ مانا جائے۔

Marfat.com

شانِ امتیاز

ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَیْنٰهُمْ
پھر سچ کر دکھایا ہم نے ان سے وعدہ پس نجات دی ہم نے انہیں
وَمَنْ نَّشَآءُ وَ اَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۹﴾
اور ان کو جنہیں چاہا اور تباہ کیا ہم نے حد سے نکل جانے والوں کو
لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكُمْ كِتٰبًا فِیْهِ
البتہ تحقیق نازل کی ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب کہ اس میں
ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰﴾ ع
شہرت ہے تمہاری پس کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے

ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَیْنٰهُمْ
پھر ٹھیک پورا کیا ہم نے جو وعدہ تھا اور انہیں اور جسے ہم نے چاہا
وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۹﴾
بچا دیا اور حد سے نکلنے والوں کو تباہ کیا
لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكُمْ كِتٰبًا فِیْهِ
ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب اتاری ہے جس میں تمہاری عزت
ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰﴾ ع ع ۱
اور نیک نامی کی باتیں ہیں کیا تم سمجھتے نہیں

ذِکْرٌ : شہرت ۔ نیک نامی / ذکر کے کچھ معنی پہلے بیان ہوئے ۔ اس کے معنی شہرت، نیک نامی اور نصیحت کے بھی ہیں۔ جو یہاں مراد ہیں۔

اس سے پہلے ارشاد ہوا۔ کہ انسانوں کی طرف رسول انسان ہی آسکتا ہے۔ اور ضرور ہے کہ وہ انہی کی طرح حضرت آدم کی اولاد ہو۔ انہی کی طرح اپنے بدن کے بنائے رکھنے کے لیے کھائے پیے۔ انہی کی طرح چلے پھرے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدنی قوتوں کے کمزور ہو جانے کی وجہ سے اس جہانِ فانی سے رخصت ہو جائے۔ چنانچہ جتنے رسول دنیا میں آئے سب آدمی تھے آدمیوں میں اور ان میں فرق یہ تھا۔ جیسا کہ اس آیت میں ارشاد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا پیغامبر بنایا تھا اور لوگوں کی اصلاح اور ہدایت کا کام ان کے سپرد کیا تھا جسے انہوں نے پورا کیا۔ لوگوں پر ان کی نافرمانی اور سرکشی کی وجہ سے عذاب آیا تو ان کو اور ان کے ساتھ ان کے رفیقوں کو اس عذاب سے بچا لیا۔

آگے ارشاد ہے کہ اسی طرح ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آخری رسول بنا کر انسانوں کی ہدایت اور اصلاح کے لیے بھیجا ہے۔ اور ان کو ایک عظیم الشان کتاب دی ہے جس کے اندر تمہارے لیے نصیحت اور شہرت و عزت کا سارا سامان موجود ہے عقل سے کام لو اور دونوں جہان میں سرخ رو ہو ؛

Marfat.com

نافرمانی کی سزا

وَ كَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً
اور کتنی ہی تباہ کر دیں ہم نے بستیاں جو تھیں ظلم کرنے والی
وَّ اَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۱۱﴾
اور پیدا کر دیے ہم نے ان کے بعد اور قوم جو دوسرے لوگ تھے
فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ
پس جب محسوس کیا انہوں نے ہمارا عذاب ناگاہ وہ
مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾
اس بستی سے بھاگنے لگے

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً
اور ہم نے کتنی بستیاں جو گنہگار تھیں تباہ کر ڈالیں
وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۱۱﴾
اور ان کے پیچھے اور لوگ اٹھ کھڑے کیے
فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ
پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب آتے دیکھا
مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾
لگے وہاں سے بھاگنے

قَصَمْنَا: ز توڑ پھوڑ کر رکھ دیں ہم نے ماضی کا صیغہ ہے ق ص م سے۔ قصم کے معنی ہیں توڑ کر ریزہ ریزہ کر دینا۔

ظَالِمَةً: بدکار اسم فاعل ہے ظ ل م سے ظلم پہلے بہت جگہ آیا ہے اس کے معنی بے انصافی کے ہیں خواہ اپنے ساتھ ہو یا دوسرے کے ساتھ۔

يَرْكُضُوْنَ: بھاگنے لگے مضارع کا صیغہ ہے ر ک ض سے۔ رَكْضٌ کے معنی گھوڑے کے ایڑ لگانے کے ہیں تاکہ وہ بھاگنے لگے۔ مراد نکل بھاگنا ہے۔

پچھلی آیتوں میں مجمل طور پر بتایا گیا تھا۔ کہ پہلے لوگوں کو سمجھانے کے لیے بھی ہم نے رسول بھیجے تھے وہ انہی جیسے آدمی تھے لیکن ہم نے انہیں اپنا پیغام لوگوں کے پاس پہنچانے کے لیے پسند کیا تھا اور وقت پر ان کی مدد کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ جب نافرمانوں پر عذاب آیا تو ہم نے رسولوں کو بچا لیا اور حد سے آگے بڑھ جانے والوں کو تباہ کر دیا۔ اس کے بعد اس آیت میں اسی کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے کہ ہم نے بہت سے لوگوں کو جو تم سے پہلے دنیا میں بستے تھے ان کے ظلم اور زیادتیوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا اور ان کی جگہ اور قوموں کو پیدا کر دیا کہ وہ ان کی جگہ سنبھالیں۔ وہ لوگ انسانوں کی طرح نہ رہتے تھے اور اللہ عزّ وجلّ کو چھوڑ کر دوسروں کی پوجا کرتے تھے۔ ہمارے رسول ان کے پاس آئے اور انہیں سمجھایا۔ لیکن انہوں نے ان کا کہنا نہ مانا۔ آخر انہیں عذاب نے آگھیرا۔ اور جب انہیں علامتوں سے یقین ہو گیا۔ کہ یہ عذاب الٰہی ہے تو لگے وہاں سے بھاگنے!

Marfat.com

کافروں کی پریشانی

لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ
مت بھاگو اور لوٹ جاؤ طرف اس سامان کے کہ خوشحال کیے گئے تم
فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾
جس میں اور اپنے گھروں کی طرف شاید تم سے سوال کیا جائے
قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾
بولے ہائے خرابی ہماری بے شک تھے ہم برا کام کرنے والے
فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى
پس ہمیشہ رہی یہی ان کی پکار یہاں تک کہ
جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾
کر ڈالا ہم نے انہیں کٹا ہوا بے حس و حرکت

لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ
مت بھاگو اور لوٹ جاؤ اسی جگہ جہاں تم نے عیش کیا تھا
فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾
اور اپنے گھروں میں شاید کوئی تم سے پوچھے
قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾
کہنے لگے وائے خرابی ہماری ہم بے شک گنہ گار تھے
فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى
پس برابر ان کی فریاد یہی رہی یہاں تک کاٹ کر ڈھیر
جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾
کر دیئے گئے بجھے ہوئے

اُتْرِفْتُمْ (نعمت اور آسائش دیئے گئے تم) ماضی مجہول ہے اِتْرَافٌ سے جونت ۔ ر ۔ ف سے بنا ہے تَرَفٌ نعمت اور خوش عیشی ۔ حَصِيْدٌ (کٹے ہوئے) مفعول کا صیغہ ہے ح ص د سے حصاد اسی سے مصدر ہے اور سورۃ الانعام میں گذر چکا ہے اس کے معنی ہیں کھیتی کاٹنا ۔ خٰمِدِيْنَ (بجھے ہوئے) خَامِدٌ کی جمع ہے جو اسم فاعل ہے خ م د سے خمود کے معنی ہیں جل کر بجھ جانا ۔ راکھ ہو جانا ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ مردہ اور بے جان ہو گئے ۔

ارشاد ہے کہ اے ظالمو! اب بھاگتے کیوں ہو ۔ اسی جگہ واپس جاؤ جہاں تم عیش و عشرت کے ساتھ مزے اڑا رہے تھے ۔ آج تمہاری بداعمالیاں تمہارے آگے آئیں تو لگے بھاگنے ۔ آج تم میں بھاگڑ کیوں مچ گئی ۔ وہیں جاؤ ۔ شاید آج بھی تمہارے چیلے چانٹے تم سے مدد مانگیں اور مشورہ طلب کریں کہ پہلے تو تم ہمیں خوب مشورے دیتے تھے آج بتاؤ کیا کریں ۔

ان لوگوں نے بدحواسی میں کہا ۔ ہائے ہائے آج ہماری کم بختی آگئی ۔ واقعی ہم نے بڑا ظلم کیا ۔ جو پیغمبروں کی بات نہ سنی غرض اسی طرح وہ ہائے واویلا مچاتے رہے اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتے رہے لیکن عذاب ان پر آچکا تھا ۔ اس وقت چیخ و پکار تو بے کار تھی ۔ وہ تو یونہی بلبلاتے چلاتے رہے اور ہم نے انہیں کھیتی کی طرح کاٹ کر ڈال دیا اور وہ مردہ بے جان' بے حس و حرکت ہو کر گر پڑے اور تباہ ہو گئے ۔

Marfat.com

دُنیا کھیل نہیں

وَمَا خَلَقۡنَا السَّمَآءَ وَالۡاَرۡضَ
اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان کو اور زمین کو
وَمَا بَیۡنَہُمَا لٰعِبِیۡنَ ﴿۱۶﴾ لَوۡ اَرَدۡنَاۤ
اور جو ان دونوں میں ہے کھیلتے ہوئے اگر ہم ارادہ کرتے
اَنۡ نَّتَّخِذَ لَہۡوًا لَّاتَّخَذۡنٰہُ
کہ بنائیں کوئی کھلونا تو بنا لیتے ہم اس کو
مِنۡ لَّدُنَّاۤ ٭ۖ اِنۡ کُنَّا فٰعِلِیۡنَ ﴿۱۷﴾
اپنے پاس سے ۔ نہ تھے ہم کرنے والے

وَمَا خَلَقۡنَا السَّمَآءَ وَالۡاَرۡضَ
اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ
وَمَا بَیۡنَہُمَا لٰعِبِیۡنَ ﴿۱۶﴾ لَوۡ اَرَدۡنَاۤ
ان کے بیچ میں ہے کھیلتے ہوئے نہیں بنایا اگر ہم کوئی کھلونا
اَنۡ نَّتَّخِذَ لَہۡوًا لَّاتَّخَذۡنٰہُ
بنانا چاہتے تو ہم اپنے پاس سے
مِنۡ لَّدُنَّاۤ ٭ۖ اِنۡ کُنَّا فٰعِلِیۡنَ ﴿۱۷﴾
بنا لیتے اگر ہم کو کرنا ہوتا

اِنۡ (اگر، نہیں) اس لفظ کے دونوں معنی ہیں اور یہاں دونوں میں سے کوئی مراد ہو سکتا ہے مطلب ایک ہی نکلے گا۔

نافرمان، گنہ گار اور بدکردار لوگوں کا حال پچھلی آیتوں میں بیان ہوا۔ یہ لوگ اللہ کے رسولوں کا کہنا نہ مان کر بہت دن دنیا میں نہ رہ سکے۔ اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے طرح طرح کی آفتوں میں مبتلا ہوتے آخر کار مارے گئے اور اسی جگہ جہاں وہ عیش و عشرت میں بے پروائی کے ساتھ مصروف رہتے تھے کٹی ہوئی کھیتی اور بجھے ہوئے کوئلوں کی طرح ڈھیر ہو کر رہ گئے۔ اس کے بعد ان آیتوں میں انسان کو اس کے فلاح کی راہ بتائی گئی ہے کہ دنیا کی ساخت اور اس کے انتظام پر غور کرو۔ ارشاد ہے کہ ہم نے اسے کھیل تماشے کے طور پر نہیں بنایا۔ اس میں بہت بڑی مصلحت پوشیدہ ہے انسان کو عقل اور سمجھ عطا ہوئی تو ضرور تھا کہ اس سے کام لینے کے لیے ایک وسیع کارخانہ بھی تیار ہو جس کا ظاہر بہت دل فریب ہو اور اندر باقاعدہ ایک قرینے اور قانون کے ماتحت عظیم الشان مشینوں کا ایک سلسلہ اس کے تھامنے میں لگاتار مصروف ہو۔ انسان کی عقل کی آزمائش اسی میں ہے کہ وہ ظاہری دلفریبی پر لٹو نہ ہو بلکہ اندرونی مشینوں کے چلانے والی قوت کو پہچانے جس کا مالک اللہ عزوجل ہے یہ کارخانہ کوئی کھیل نہیں ہے۔

ارشاد ہے کہ اگر ہم تفریح اور کھیل کے محتاج ہوتے تو ہم اپنے پاس ہی کی چیزوں سے کوئی کھلونا بنا لیتے۔ اس عالم کے بنانے کی ضرورت کیا تھی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہم کھیل کود اور تفریح کے محتاج ہی نہیں۔ ہمیں نہ تکان محسوس ہوتی ہے نہ سستی تاکہ کھیل کود کی ضرورت پڑے۔

Marfat.com

میدانِ جنگ

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ
بلکہ پھینک مارتے ہیں ہم حق کو باطل پر
فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ
پس بھیجا نکال دیتا ہے اس کا پس ناگاہ وہ نیست و نابود ہو جاتا ہے اور تمہارے لیے
الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ (۱۸) وَلَهُ مَنْ
خرابی ہے اس سے جو تم کہتے پھرتے ہو اور اسی کا ہے جو کوئی
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ
آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ
یوں نہیں پر ہم سچ کو جھوٹ پر پھینک مارتے ہیں پھر وہ
فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ
اس کا سر پھوڑ ڈالتا ہے سو وہ جبھی مٹ جاتا ہے اور تمہارے لیے
الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ (۱۸) وَلَهُ مَنْ
ان باتوں سے جو تم بناتے ہو خرابی ہے اور جو کوئی
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ
آسمان اور زمین میں ہے اسی کا ہے

یَدْمَغُ: (سر پھوڑ کر بھیجا نکال دیتا ہے) مضارع کا صیغہ ہے د م غ سے۔ دَمْغٌ کے معنی دماغ نکال دینا، سر پھوڑ ڈالنا۔

زَاهِقٌ: (مٹ جانے والا) اسم فاعل ہے ز ہ ق سے۔ زُہُوق کے معنی مٹ جانا، نیست و نابود ہو جانا۔

پہلے ارشاد ہوا کہ یہ دنیا کوئی کھیل نہیں ہے اور نہ ہمیں کھیل کی ضرورت ہے اگر ضرورت ہوتی تو اپنے پاس ہی کی چیزوں سے دل بہلانے کا مشغلہ نکال لیتے۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ انسان کو بھی اس دنیا کی زندگی کھیل کود میں نہ گزارنا چاہیے۔ یہاں حق و باطل سچ اور جھوٹ دونوں ملے جلے موجود ہیں۔ ان دونوں کی باہم جنگ ہوتی رہتی ہے جب دنیا میں شرارت ہی شرارت رہ جاتی ہے تو ہم اس کا قلع قمع کرنے کے لیے حق کا گرز اس کے سر پر مارتے ہیں اور اس کا بھیجا نکل پڑتا ہے اور باطل اسی وقت نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ دنیا میں باطل کا ساتھ نہ دے ورنہ جب حق کا حملہ ہوگا تو وہ بھی باطل کے ساتھ پس جائے گا۔

دیکھو یہ جو تم باتیں بناتے پھرتے ہو فضول ہیں۔ کہ نیکی بدی کوئی چیز نہیں۔ اعمال کی جزا سزا کے معنی کچھ نہیں۔ اللہ، رسول، کتاب، قیامت، اعمال کا حساب، جنت، دوزخ (نعوذ باللہ) من گھڑت چیزیں ہیں۔ جو کچھ ہے دنیا ہی ہے۔ اپنی کو کام میں لاؤ اور خوب گلچھرے اڑاؤ۔

ارشاد ہے کہ اس قسم کی باتیں تمہارا ناس کر کے چھوڑیں گی۔ یاد رکھو کہ آسمان اور زمین کی مخلوق ساری کی ساری اللہ ہی کے قبضہ میں ہے بدکار کو کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔

Marfat.com

اور معبود کہاں سے آئے

وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ
اور جو اس کے پاس ہیں نہیں سرکشی کرتے اس کی عبادت سے
وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ
اور نہ سستی کرتے ہیں ذکر کرتے ہیں رات
وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا
اور دن تھکتے نہیں کیا بنا لیے انہوں نے
اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾
اور معبود زمین سے کہ وہ اٹھا بٹھائیں گے انہیں

وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ
اور جو اس کے نزدیک رہتے ہیں اس کی عبادت سے سرکشی نہیں کرتے
وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ
اور نہ کاہلی کرتے ہیں دن رات تسبیح کرتے ہیں
وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا
ذرا نہیں تھکتے کیا انہوں نے اور
اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾
معبود زمین میں بنائے ہیں کہ وہ ان کو جلا اٹھائیں گے

لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ: انہیں تھکتے۔ مضارع منفی ہے استحسار سے جس کا مادہ ح س ر ہے۔ حسر کے ایک معنی تھک جانے اور سست پڑ جانے کے ہیں۔ اسی معنی میں استحسار مستعمل ہے تھکا ماندہ ہو کر پڑ جانا۔

يُنْشِرُوْنَ: (زندہ کر دیتے ہیں) مضارع کا صیغہ ہے انشار سے۔ جو ن ش ر سے بنا ہے۔ نشر کے معنی پھیلانے کے ہیں۔ انشار کے معنی ہیں مرنے اور تباہ ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ کر دینا۔ جلا کر اٹھا دینا۔

پہلے ارشاد ہوا کہ جتنی بھی مخلوق ہے آسمان میں ہو یا زمین میں وہ ساری اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اس آیت میں اس مخلوق کی بابت ارشاد ہے۔ کہ ان میں سے جو آسمانوں میں ہمارے قریب ہیں یعنی فرشتے وہ تو ہمیشہ ہمارے سامنے عاجزی سے سر جھکائے رہتے ہیں اور دن رات لگاتار ہماری یاد کرتے رہتے ہیں۔ اسی سے ان کی زندگی ہے۔ انسان کی زندگی کے لیے جیسے سانس ضروری ہے ایسے ہی ان کی زندگی کے لیے ہمارا ذکر سانس کی طرح ضروری ہے نہ وہ اس سے تھکتے ہیں اور نہ کبھی اکتاتے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ ہمارے مقرب فرشتے زمین کی مخلوق سے کہیں زیادہ قوت اور اقتدار والے ہیں۔ جب وہ ہر وقت ہمارے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑے رہتے ہیں اور ہماری اطاعت سے سرتابی نہیں کرتے تو زمین کی مخلوق کی کیا ہستی ہے جو ہمارے سامنے سر اٹھائے۔ پھر کیا اس کمزور زمینی مخلوق میں سے تم اپنے معبود مقرر کرتے ہو؟ کیا یہ تمہاری حالت درست کر سکتے ہیں؟ کیا ہم مارنا چاہیں تو کیا یہ زندہ کر سکتے ہیں؟

Marfat.com

معبود اللہ ایک ہے

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ
اگر ہوتے ان دونوں میں اور معبود سوا اللہ کے
لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ
البتہ مٹ چکے ہوتے دونوں۔ پس پاک ہے اللہ عرش کا رب
عَمَّا يَصِفُونَ (۲۲) لَا يُسْأَلُ عَمَّا
اس سے جو بیان کرتے ہیں نہیں پوچھا جاتا وہ اس کے بارے میں
يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ (۲۲)
جو وہ کرے اور وہ پوچھے جائیں گے

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ
اگر ان دونوں میں سوا اللہ کے اور معبود ہوتے
لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ
تو دونوں خراب ہو جاتے پس اللہ عرش کا مالک ہے پاک
عَمَّا يَصِفُونَ (۲۲) لَا يُسْأَلُ عَمَّا
ہے ان باتوں سے جو بیان کرتے ہیں اس کے کاموں کی بابت باز پرس نہیں
يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ (۲۳)
کی جا سکتی اور ان سے باز پرس کی جا سکتی ہے

تمام کائنات انسانی نقطۂ نظر سے دو حصوں میں منقسم ہے ایک سر کے اوپر یعنی آسمان اور ایک پاؤں کے نیچے زمین۔ دونوں میں جو مخلوق بھی ہے اللہ عزوجل کے حکم سے ذرا بھی سرتابی نہیں کر سکتی۔ پھر اللہ کے سوا کون معبود ہو سکتا ہے؟ اس آیت میں اللہ کی وحدانیت اور یکتائی پر ایک نہایت قوی دلیل بیان کی گئی ہے۔ ارشاد ہے کہ معبود وہی ہو سکتا ہے جو کسی بات میں دوسرے کا محتاج نہ ہو جس کے حکم سے کوئی سرتابی نہ کر سکے۔ اور جو ارادہ کرے اس کا کوئی روکنے والا نہ ہو۔ اگر آسمان اور زمین میں ایسی مکمل قدرت اور کامل اختیار رکھنے والے دو معبود ہوتے تو دونوں کے ارادے ٹکراتے اور آسمان و زمین یا تو پیدا ہی نہ ہو سکتے یا پیدا ہونے کے بعد ٹھہر نہ سکتے۔ آسمان و زمین کا ایک طرز اور طریقے سے برابر قائم رہنا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ ان پر ایک ہی کا حکم چلتا ہے اور کوئی اس کے برابر کا اس کے حکم کا توڑنے والا نہیں ہے۔

ایسی واضح دلیل کے بعد لوگ دوسروں کو جو معبود بنائے پھرتے ہیں۔ وہ ہرگز معبود ہونے کے قابل نہیں۔ وہ اس وہم میں پھنسے ہوتے ہیں۔ کہ ایک اکیلا معبود عالم کے انتظام کے لیے کافی نہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل تمام عالم کے تخت سلطنت پر قابض ہے اور اس کا مالک ہے اور وہ ہر کمی اور نقصان سے جو یہ لوگ اس کے سر لگاتے پھرتے ہیں۔ پاک اور برتر ہے وہ جو چاہے کرے۔ اس سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا۔ باقی سب کے اعمال کی انجام کار باز پرس ہو کر رہے گی۔

Marfat.com

اس کا مددگار بھی کوئی نہیں

أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً ۖ قُلْ

کیا بنا رکھے ہیں انہوں نے اس کے سوا اور معبود کہہ دے

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ هَٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَعِيَ

لاؤ اپنا سند یہی اقرار ہے ان کا جو میرے ساتھ ہیں

وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ

اور اقرار ان کا جو مجھ سے پہلے تھے بات کچھ نہیں پر اکثر ان کے

لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ ۖ فَهُمْ مُعْرِضُونَ ۲۴

نہیں جانتے سچائی کو پس وہ منہ پھیرے ہوئے ہیں

أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً ۖ قُلْ

کیا انہوں نے اس کے سوا اور معبود ٹھہرا رکھے ہیں کہہ دے

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ هَٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَعِيَ

اپنے دعووں پر پختہ دلیل پیش کرو یہی بات میرے ساتھیوں کی ہے

وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ

اور یہی بات مجھ سے پہلوں کی ہے ۔ بات یہ ہے کہ ان میں سے بہت

لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ ۖ فَهُمْ مُعْرِضُونَ ۲۴

سچی بات کو سمجھتے نہیں سو ٹلا رہے ہیں

پہلے ارشاد ہوا، کہ اللہ عزوجل کے برابر کا کوئی نہیں۔ اس لیے وہی معبود ہو سکتا ہے اس آیت میں ارشاد ہے۔ کہ بعض لوگوں نے اس کے برابر تو نہیں مگر اس کے ساتھ اور چھوٹے چھوٹے معبود بنا رکھے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ بغیر مددگاروں کے انتظام نہیں کر سکتا۔ اس لیے اسے مددگاروں کی ضرورت ہے۔ ان سے مطالبہ ہے کہ تمہارے پاس اس بات کی کوئی پختہ سند ہے تو پیش کرو۔ وہم و گمان اور باپ دادا کی اندھی تقلید سے کام نہیں چلتا۔ اس زمانے کے اور اس سے پہلے زمانوں کے عقل مندوں کا تو یہی فیصلہ ہے کہ عالم کے تخت سلطنت کا مالک اور اس پر قابض فقط ایک اللہ کی ذات ہے جو ہوتا ہے اسی کی قدرت اور اسی کے حکم و اختیار سے ہوتا ہے۔

حکم دیتے وقت نہ اسے کسی کے مشورے کی ضرورت ہے اور نہ کام کرنے میں وہ کسی کی مدد کا محتاج ہے۔ لوگ دنیا کے حکمرانوں پر اس حکمران اعلیٰ اور قادر مطلق کو قیاس کرتے ہیں۔ یہ ان کی صریح غلطی ہے۔ دنیا کے بادشاہوں سے اس شہنشاہ مطلق کا کیا مقابلہ۔ لوگوں کو یہ مغالطہ اس وجہ سے پیدا ہوا۔ کہ وہ حق اور سچائی کی تلاش میں پوری کوشش نہیں کرتے۔ اس لیے اصل حقیقت تک ان کی عقل کی رسائی نہیں ہوتی۔ اور وہ قرآن حکیم اور دیگر آسمانی کتابوں کی بات سے منہ پھیر لیتے ہیں اور اپنے ہی وہموں میں پھنسے رہتے ہیں ؛

Marfat.com

نقلی دلیل

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا
اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر
نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا
وحی بھیجی اس کی طرف کہ فی الواقع نہیں کوئی معبود سوا میرے
فَاعْبُدُوْنِ (۲۵) وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ
پس بندگی کرو میری اور کہتے ہیں اختیار کی رحمٰن نے
وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ (۲۶)
اولاد پاک ہے وہ نہیں بلکہ وہ بندے ہیں عزت والے
لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ
نہیں بڑھتے وہ اس سے بولنے میں وہ سب اسی کے حکم پر
يَعْمَلُوْنَ (۲۷)
کام کرتے ہیں

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا
اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسے
نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا
یہی حکم دیا کہ حقیقت میں میرے سوا کوئی معبود نہیں
فَاعْبُدُوْنِ (۲۵) وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ
سو میری بندگی کرو اور یہ لوگ کہتے ہیں رحمٰن نے
وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ (۲۶)
اولاد بنا رکھی ہے پاک ہے وہ اس سے وہ تو معزز بندے ہیں
لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ
وہ اس سے بڑھ کر بول نہیں سکتے اور وہ اسی کے حکم
يَعْمَلُوْنَ (۲۷)
پر یہ کام کرتے ہیں

انسانی عقل اگر بیرونی اثرات اور اندرونی نقائص سے پاک ہو اور ٹھیک طریقے سے کام میں لائی جائے تو وہ ایک ہی نتیجہ پر پہنچے گی۔ یعنی اس عالم کا بنانے والا فقط ایک اللہ ہے۔ اس کے بنانے میں نہ اس نے کسی کی مدد لی اور نہ اسے اس کا نقشہ تیار کرنے میں کسی سے مشورہ کیا اور نہ کوئی اس لائق تھا کہ اس سے مشورہ کیا جائے اس کا انتظام بھی سراسر اسی کے ہاتھ میں ہے اسے اس کے لیے وزیروں مشیروں کی ضرورت نہیں۔ انتظامی محکمے اسی نے قائم کیے ہیں اور وہی براہ راست ہر محکمہ سے متعلق مناسب احکام جاری کرتا ہے عقل کی مدد کے لیے اس نے رسول بھیجے اور ان سے صاف کہہ دیا۔ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس لیے میری ہی عبادت کرو۔ مجھ ہی سے التجا کرو اور میرے ہی آگے ہاتھ پھیلاؤ اور تمام لوگوں کو یہی پیغام پہنچاؤ مگر بعض لوگ نہ اپنی عقل سے کام لیتے ہیں نہ رسولوں کا کہنا مانتے ہیں۔ وہ اوروں کو عالم کی پیدائش اور انتظام میں اللہ کا شریک مانتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ فرشتے یا مقرب انسان اس کی بیٹیاں اور بیٹے ہیں واقعہ یہ ہے یہ سب اس کے حکم بردار بندے ہیں اس کے سامنے زبان نہیں ہلاتے اور جو وہ حکم دیتا ہے اسے بجا لاتے ہیں اور اللہ نے انہیں عزت عطا فرمائی ہے اللہ اولاد اور شریک دونوں سے پاک ہے ؎

Marfat.com

مقبول بندے

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
جانتا ہے جو درمیان۔ان کے ہاتھوں کے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے
وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى
اور نہیں سفارش کرتے وہ مگر اس کی جس سے اللہ راضی ہو
وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾
اور وہ اس کے ڈر سے خوف زدہ رہتے ہیں
وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّىْٓ اِلٰهٌ مِّنْ
اور جو کوئی کہے ان میں سے کہ میں معبود ہوں اس کے
دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ
سوا پس وہ بدلہ میں دیں گے ہم اس کو دوزخ
كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾
اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ہم ظالموں کو

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
اس کو معلوم ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو پیچھے
وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى
اور وہ کسی کی سفارش نہیں کرتے مگر اس کی جس سے اللہ راضی ہو
وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾
اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں
وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّىْٓ اِلٰهٌ مِّنْ
اور جو کوئی ان میں سے کہے کہ میری بندگی ہے اس
دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ
سے ورے تو ہم اس کو بدلہ میں دوزخ دیں گے
كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ ع ۲
بے انصافوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں

ارشاد ہے کہ اللہ عزوجل کے مقرب بندوں (فرشتوں وغیرہ) کو سوا اس کے کوئی دھن نہیں کہ اسی کے ذکر و فکر میں مشغول رہیں اور اس کا حکم بجا لاتے رہیں ان کا حال اگلا پچھلا ظاہر باطن سب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے وہ کسی کی سفارش نہیں کرتے ہاں یہ معلوم کرتے رہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کس سے راضی ہے اس کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں ان کی مجال نہیں کہ کوئی بات اپنی طرف سے کہیں یا کریں۔ وہ فقط وہی کہتے اور کرتے ہیں جس کے کہنے یا کرنے کا اللہ تعالیٰ حکم صادر فرماتا ہے۔

آگے ارشاد ہے کہ وہ ہمارے مقرر کردہ جزا سزا کے قانون سے باہر نہیں ہیں تم تو ان کو اتنا بڑا مرتبہ دیتے ہو کہ اللہ عزوجل کے کار مختار اور اس کی نعوذ باللہ اولاد تک بتلاتے ہو لیکن وہ اس کے بندے ہیں اگر بالفرض کوئی ان میں سے یہ کہہ دے کہ اللہ عزوجل کو چھوڑ کر یا اس کے ساتھ میری بندگی بھی کرو تو اس کو بھی اور ظالموں کی طرح دوزخ میں بھیج دیا جائے گا۔ لیکن وہ ایسی غلطی کیوں کرنے لگے ہاں شیطان نے ایسی غلطی کی چنانچہ وہ دوزخی قرار دیا گیا۔

Marfat.com

عالم کی پیدائش

اَوَ لَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ
اور کیا نہیں دیکھا انھوں نے جو کافر ہوئے یہ کہ
السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا
آسمان اور زمین تھے جڑے ہوئے
فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ
بس پھاڑ دیا ہم نے ان کو اور بنائی ہم نے پانی سے ہر چیز جو
حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَ جَعَلْنَا
زندہ ہے کیا پس وہ یقین نہیں کرتے اور بنائے ہم نے
فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ص
زمین میں وزنی بوجھ کہ کہیں جھک پڑے انہیں لے کر

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ
کیا ان منکروں نے دیکھا نہیں کہ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا
آسمان اور زمین دونوں منہ بند تھے
فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ
پھر ہم نے ان کو کھول دیا اور ہم نے ہر چیز جس میں جان ہے پانی
حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَجَعَلْنَا
سے بنائی پھر کیا یقین نہیں کرتے اور ہم نے زمین
فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ص
میں بھاری بوجھ رکھ دیئے کبھی ان کو لے کر جھک پڑے

رَتْقٌ (ملے ہوئے۔ ایک دوسرے میں گھسے ہوئے) رَتْقٌ کے معنی بند کر دینا۔ یہ مصدر ہے لیکن یہاں صفت کے طور پر استعمال کیا گیا۔

فَفَتَقْنٰهُمَا (کھول دیا ہم نے ان دونوں کو) ماضی کا صیغہ ہے ف۔ ت۔ ق سے۔ فتق کے معنی کھول دینا۔ الگ الگ کر دینا۔

رَوَاسِيَ (ٹھوس چیزیں۔ گڑی ہوئی جمی ہوئی) رَاسِيَةٌ کی جمع ہے۔ یہ سارا جملہ سورۃ النحل میں گذر چکا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ زمین میں سخت اور بوجھل پہاڑ جما دیئے۔

ان آیات میں کائنات کی پیدائش کا طریقہ بتایا گیا۔ تاکہ اس کو سوچ کر اس کے پیدا کرنے والے کی قدرت کا اندازہ ہو اور اس کی معرفت کا دروازہ کھلے۔ ارشاد ہے کہ جو لوگ ہمارا انکار کرتے ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ یہ آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں جو تمہیں الگ الگ نظر آرہی ہیں پیدائش کے وقت یہ سب ایک دوسرے سے جڑی ہوئی تھیں ہم نے اپنی قدرت سے انہیں ایک دوسرے سے جدا کیا۔ اور فضا میں پھیلا دیا۔ پھر جانداروں کو پانی سے جدا کیا۔ آسمان کے مسام کھول دیئے تو ان میں سے پانی برسا۔ زمین کے مسام کھول دیئے تو پانی اس میں جذب ہوا۔ پھر اس میں سے نباتات اور پھر حیوانات نکلے۔ زمین نرم تھی۔ اس کے جمانے کے لیے وزنی پہاڑ اس میں گاڑ دیئے تاکہ انہیں لے کر گر نہ پڑے۔

Marfat.com

قدرت کی نشانیاں

وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ

اور بنا دیے ہم نے ان پہاڑوں میں کشادہ راستے تاکہ وہ

يَهْتَدُونَ ﴿۳۱﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا

راہ پائیں اور بنایا ہم نے آسمان کو چھت

مَّحْفُوظًا ۚ وَهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾

مضبوط اور وہ ان کی نشانیوں سے منہ پھیرنے والے ہیں

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ

اور وہی ہے جس نے پیدا کیے رات اور دن اور سورج

وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور چاند ہر ایک ایک دائرے میں تیرتے ہیں

وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿۳۱﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا ۚ وَهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور بنا دیں ان میں کشادہ راہیں تاکہ لوگ راہ پائیں اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا اور لوگ آسمان کی نشانیوں کو دھیان میں نہیں لاتے اور وہی ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند بنائے جو ہر ایک اپنے اپنے دائرے میں پھرتے ہیں

فِجَاجٌ (کھلے ہوئے، کشادہ) فَجٌّ کی جمع ہے۔ جس کے معنی پہاڑوں کے بیچ کے درہ کے ہیں ۔ سُبُلٌ (راستے) سبیل کی جمع ہے راستہ ۔ فَلَكٌ (گھومنے کا دائرہ) ہر گول چیز اور دائرہ کو عربی میں فلک کہتے ہیں۔ سورج، چاند اور ستارے و سیارے الگ الگ چکروں میں گھومتے ہیں ۔ يَسْبَحُوْنَ: (تیرتے ہیں) مضارع کا صیغہ ہے۔ س۔ب۔ح سے سبح کے معنی تیرنا۔ اپنے اپنے راستے پر بلا روک چلتے رہنا ۔ ——— پہاڑوں کو ٹھوس اور اونچی دیواروں کی طرح زمین میں گاڑ دیا۔ تاکہ ان کے وزن اور سختی سے زمین اپنی جگہ پر قائم رہے۔ پھر ان کے درمیان چوڑے چوڑے درے اور راستے بھی بنا دیئے تاکہ لوگوں کے لیے باہم ملنے جلنے اور ایک جگہ کی چیز دوسری جگہ لے جانے میں آسانی ہو۔ آسمان کو مضبوط اور محکم چھت کی طرح بے سہارے سر پر پھیلا دیا۔ جس کے ٹوٹنے اور گرنے کا خطرہ نہیں۔ آسمان کے اندر اللہ عز و جل کی قدرت اور حکمت کی بے شمار نشانیاں ہیں۔ لیکن لوگ ان کی طرف سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ ورنہ ہر چیز بتا رہی ہے کہ اسے کسی بڑے ماہر صناع اور بڑی قدرت اور حکمت والے کاریگر نے بنایا ہے۔ پھر دن رات کا لگا بندھا چکر، سورج اور چاند کا وقت پر نکلنا اور چھپنا اور ان سیاروں کا اپنے اپنے مدار پر گردش کرنا اور ایک دوسرے سے نہ ٹکرانا یہ سب باتیں اللہ عز و جل کی ہستی پر دلالت کر رہی ہیں ۔

Marfat.com

بشر کا حال

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ
اور نہیں کیا ہم نے کسی بشر کے لیے تجھ سے پہلے ہمیشہ جینا
اَفَاِىٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ
کیا پس اگر مرگیا تو تو کیا وہ ہمیشہ جئیں گے ہر
نَفْسٍ ذَآىٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ
جاندار چکھنے والا ہے موت اور آزماتے ہیں ہم تم کو برائی سے
وَالْخَیْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾
اور بھلائی سے جانچنے کے لیے اور ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ
اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کی زندگی نہیں دی
اَفَاِىٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ
پھر کیا اگر تجھے موت آئی تو کیا وہ ہمیشہ زندہ رہ جائیں گے ہر
نَفْسٍ ذَآىٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ
زندہ کو موت چکھنی ہے۔ اور ہم تم کو جانچتے ہیں برائی سے
وَالْخَیْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾
اور بھلائی سے آزمانے کو اور ہماری ہی طرف پھر کر آجاؤ گے

پہلے ذکر ہوا کہ اس ساری کائنات کو اللہ عزوجل نے اپنی قدرت سے بنا کھڑا کیا ہے پہلے کچھ بھی نہ تھا پھر مادہ ظاہر ہوا جس کے اندر آسمان، زمین سب کچھ لپٹا ہوا تھا۔ پھر وہ اس کے حکم سے پھیلنا شروع ہوا اور ساری چیزیں الگ الگ نظر آنے لگیں۔ آسمان سے پانی برسا۔ زمین سے اس کی بدولت نباتات پیدا ہوئی۔ آخر ہوتے ہوتے پانی ہی سے جاندار چیزیں پیدا ہوئیں۔ سب سے آخر میں انسان پیدا ہوا جس میں طرح طرح کی قوتیں ظاہر ہوئیں اور انتہائی ترقی کی استعداد رکھی گئی۔

ان آیات میں اشارہ ہے کہ رسول ہونا انسان کا انتہائی کمال ہے جو خاص خاص لوگوں کو حاصل ہوتا ہے لیکن طبعی حالات کے لحاظ سے رسول بھی بشر ہے اور چونکہ سارے جانداروں کی طرح بشر کے لیے بھی فنا ہے اس لیے رسول بھی موت سے مستثنیٰ نہیں۔ ان لوگوں کا یہ خیال غلط ہے۔ کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں تو ان کو موت نہیں آسکتی اور اگر انہیں موت آگئی تو اسلام کی یہ ساری رونق ختم ہو جائے گی۔ اس کی بابت ارشاد ہے کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بشر تجھ سے پہلے ہمیشہ زندہ نہیں رہا۔ موت اور نبوت ایک دوسرے کی ضد نہیں کہ جمع نہ ہو سکیں۔ پھر یہ اس بات پر بھی خوش نہ ہوں کہ نبی کے مرتے ہی پھر ہم ہی ہم ہیں۔ کیونکہ موت نے جب نبی ہی کو نہ چھوڑا تو انہیں کیا چھوڑے گی۔ دنیا میں بھلائی برائی، زندگی اور موت دونوں ہیں۔ ان سے انسان کی آزمائش مقصود ہے۔ آخر میں سب انسان ہمارے ہی پاس آئیں گے اور انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ امتحان میں کون کامیاب رہا ⁂

Marfat.com

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گستاخی

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ
اور جب دیکھتے ہیں تجھے وہ لوگ جو کافر ہوئے نہیں
يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ
سلوک کرتے ہیں تجھ سے مگر ہنسی مذاق کا کیا یہی ہے وہ جو
يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ
برا کہتا ہے تمہارے معبودوں کو اور وہ رحمٰن کے نام سے وہ
كٰفِرُوْنَ (۳۶) خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ
منکر ہیں پیدا کیا گیا انسان جلد باز
سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ (۳۷)
عنقریب میں دکھاتا ہوں تمہیں اپنی نشانیاں سو مجھ سے جلدی مت کرو

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ
اور جہاں تجھے منکروں نے دیکھا تو انہیں کوئی کام نہیں
يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ
تجھ سے مگر ٹھٹھا کرنا کیا یہی شخص ہے جو تمہارے
يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ
معبودوں کا نام لیتا ہے اور وہ رحمٰن کے نام سے
كٰفِرُوْنَ (۳۶) خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ
منکر ہیں آدمی جلدی کا بنا ہوا ہے۔ ابھی
سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ (۳۷)
تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہوں سو مجھ سے جلدی مت کرو

لَا تَسْتَعْجِلُوْنِ: مجھ سے جلدی کرنے کو مت کہو۔ اِسْتِعْجَالٌ سے مضارع ہے یہ لفظ سورہ بنی اسرائیل کے دوسرے رکوع کے شروع میں گزر چکا ہے۔ آخر میں ی ہے جو وقف کی وجہ سے گر گئی اور اس کے معنی ہیں مجھ سے۔

کسی انسان کے دل میں سچ بات کے دریافت کرنے کا شوق ہو اور وہ علامتیں دیکھ کر حقیقت کا پتہ لگا سکتا ہو تو اس کے لیے اس بات کا پہچان لینا کچھ بھی مشکل نہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم واقعی اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔

ان آیات میں ارشاد ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ تجھ سے جب بھی ملتے ہیں انہیں سوا اس کے کچھ نہیں سوجھتا کہ تیرے ساتھ ٹھٹھا اور تمسخر کریں۔ جب تجھے دیکھتے ہیں۔ تو آپس میں کہتے ہیں۔ ذرا دیکھنا یہی ہیں وہ شخص جو تمہارے معبود بتوں کی برائی بیان کرتے پھرتے ہیں۔ یہ لوگ رحمٰن کے ذکر سے کتراتے ہیں۔ جو معبود برحق ہے۔

آگے ارشاد ہے کہ انسان کی طبیعت میں جلد بازی کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ کافر کہتے ہیں کہ عذاب آنا ہے تو فوراً آ جانا چاہیے۔ ان سے کہہ دو کہ میرے ہاں جلدی نہیں۔ عنقریب میں اپنی نشانیاں دکھانے والا ہوں۔ مجھ سے مت کہو کہ جلدی کر۔

Marfat.com

عذاب کا وعدہ

وَ يَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ
اور کہتے ہیں کب پورا ہوگا یہ وعدہ اگر ہو تم
صٰدِقِينَ (۳۸) لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا
سچے اگر جان لیتے یہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَنْ وُجُوهِهِمُ النَّارَ
اس وقت کو جب نہ روک سکیں گے اپنے چہروں سے آگ
وَلَا عَنْ ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ (۳۹)
اور نہ اپنی پیٹھوں سے اور نہ وہ مدد کیے جائیں گے

وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ
اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم
صٰدِقِينَ (۳۸) لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا
سچے ہو اگر یہ منکر لوگ اس وقت کو جان لیں
حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَنْ وُجُوهِهِمُ النَّارَ
جب نہ اپنے منہ کے سامنے سے آگ روک سکیں گے
وَلَا عَنْ ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ (۳۹)
اور نہ اپنی پیٹھ کے پیچھے سے اور نہ ان کو مدد پہنچے گی

انسان کی خود غرضیوں نے اس دنیا میں وہ گل کھلائے ہیں۔ جن کا حال سن سن کر ہی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں جنہوں نے ان کو دیکھا ہوگا۔ ان کا تو کیا حال ہوا ہوگا۔ اللہ کے رسولوں نے لوگوں کو سمجھایا کہ دیکھو ہوش کی دوا کرو۔ اپنے مزوں کی خاطر دوسروں پر ظلم نہ کرو۔ ان کی حق تلفی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ تو انہوں نے ان کے کہنے کا کچھ خیال نہ کیا۔ کہنے لگے جاؤ عذاب لے آؤ ہم دیکھیں تم کیسے سورما ہو۔ انہیں نرمی کے ساتھ سمجھایا گیا کہ عذاب میں جلدی مت کرو تمہارے لچھن یہی رہے تو دیر یا سویر عذاب ضرور آکر رہے گا۔ پھر قیامت کا دن تو مقرر ہی اس لیے ہے کہ بدکار کو عذاب ملے۔ اس پر انہوں نے کہا۔ اگر تم سچ کہتے ہو تو اچھا بتاؤ۔ قیامت کب آئے گی۔ ہمیں تو یہ قیامت کی بات تمہاری اپنی گھڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے حقیقت میں نہ قیامت ہے نہ حساب کتاب، نہ عذاب نہ ثواب۔

اس کے جواب میں ان سے کہا جا رہا ہے۔ کہ اگر تمہیں معلوم ہو جاتے کہ وہ وقت کیسا ہوگا۔ تو تم ہرگز اس کے آنے کی جلدی نہ کرو۔ اس وقت آگ تمہیں ہر طرف سے گھیر لے گی۔ اس کی لپٹیں تمہارے چہروں کو جھلس دیں گی۔ اور تم کچھ نہ کر سکو گے۔

وہ تمہاری پیٹھ پر حملے کرے گی اور تم اسے روک نہ سکو گے گھبرا کر چلاؤ گے کہ کوئی تمہاری مدد کو آئے اور اس دہکتی آگ سے تمہیں گھسیٹ کر نکال لے لیکن کوئی تمہاری مدد کو نہ آئے گا۔ کیا اسی وقت کے آنے کی جلدی مچا رہے ہو؟

Marfat.com

وہ گھڑی اچانک آئے گی

بَلْ تَاْتِیْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا
نہیں بلکہ آئے گی ان پر ناگاہ پس بدحواس کردے گی انہیں پھر ان
یَسْتَطِیْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ (٤٠)
میں طاقت نہ ہوگی اسے لوٹا دینے کی اور نہ وہ مہلت دیئے جائیں گے
وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ
اور البتہ تحقیق ہنسی اڑائی گئی رسولوں کی تجھ سے پہلے
فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا
پس الٹ پڑی ان پر جو ٹھٹھا کرتے تھے ان میں سے وہی چیز کہ تھے وہ
بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ (٤١)
جس کے ساتھ ٹھٹھا کرتے

بَلْ تَاْتِیْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا
نہیں بلکہ آئے گی وہ ان کے پاس اچانک پھر ان کے ہوش کھودے گی پھر
یَسْتَطِیْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ (٤٠)
اس کو پھیر نہ سکیں گے اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی
وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ
اور تجھ سے پہلے رسولوں سے ٹھٹھے ہو چکے ہیں
فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا
پس ان میں سے ٹھٹھا کرنے والوں پر وہ چیز الٹ پڑی
بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ (٤١) ع ٣
جس پر وہ ٹھٹھا کرتے تھے

حَاقَ: آپڑا۔ گھیر لیا۔ ماضی کا صیغہ ہے ح و ق سے۔ حَوْقٌ کے معنی الٹ پڑنا۔ آدبوچنا یعنی اللہ کے عذاب اور اس کی آیتوں کی ہنسی اڑاتے تھے اس کا وبال ان پر آپڑا۔

ارشاد ہے کہ جب اس گھڑی کو آنا ہوگا۔ اچانک آجائے گی اور جب آجائے گی۔ تو ہول کے مارے تمہارے اوسان خطا ہوجائیں گے۔ تم میں سے کسی میں اکیلے یا اکٹھے ہوکر یہ طاقت نہ ہوگی۔ کہ اسے روک دیں یا دفع کردیں۔ اور نہ اتنی مہلت دی جائے گی۔ کہ سنبھل کر اس کا مقابلہ کریں۔ حیف ہے اگر یہ دنیا اور اس کی چہل پہل تمہیں اس کی طرف سے غافل کردے۔ مگر ہوتا یوں ہی رہا ہے۔ کہ لوگ پہلے بھی رسولوں کی ہنسی اڑاتے رہے ہیں اور ان کی باتوں کو سرسری اور بے وقعت سمجھ کر ٹال دیا ہے۔ حالانکہ وہ بہت وزنی باتیں تھیں۔

انہوں نے زندگی کا راز کھول کر رکھ دیا تھا۔ لیکن دنیا والوں نے اس کے سمجھنے کی کوشش نہ کی۔ اور ان کی باتوں کو معمولی باتوں کی طرح سمجھا۔ آخر کار رسولوں کی باتیں ہی سچی ہوئیں اور انہیں اپنی گستاخیوں کا مزہ چکھنا پڑا اور مارے گئے۔

Marfat.com

اللہ سے کوئی نہیں بچا سکتا

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ

کہ کون حفاظت کرتا ہے تمہاری ۔ رات کو اور دن کو رحمٰن کے غضب سے ؛

بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾

نہیں بلکہ وہ ہیں ذکر سے اپنے رب کے منہ پھیرنے والے

اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ

کیا ان کے لیے اور معبود ہیں جو نہیں بچاتے ہیں سوا ہمارے

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ

نہیں طاقت رکھتے مدد کی اپنے آپ کی اور نہ وہ

مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾

ہم سے بچانے کے لیے ساتھی پائیں گے

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ

کہہ کون بچاتا ہے تمہیں رات میں اور دن میں رحمان کے غضب سے ؛

بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾

نہیں بلکہ وہ اپنے رب کے ذکر سے منہ پھیرتے ہیں

اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ

کیا ان کے اور معبود ہیں کہ ان کو بچاتے ہیں ہمارے سوا

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ

وہ تو اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے اور نہ ہم

مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾

سے بچانے کے لیے کوئی ان کی مدد کرے گا۔

یَکْلَؤُ ا (بچانا ہے حفاظت کرتا ہے) مضارع کا صیغہ ہے ک ل ء سے کلاٗ کے معنی بچانا ۔ یکلؤ بچاتا ہے۔

انسان دنیا میں اپنی حفاظت کے بڑے بڑے سامان کرتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے کہ یہ سب سامان میرے بچانے کے لیے کافی ہے۔ بعض لوگ اپنے خیالی معبود بنا لیتے ہیں اور ان کے آگے جھکتے اور ڈنڈوت کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے مددگار رہیں اور مصیبت کے وقت بچا لیں گے۔

قرآن حکیم کہتا ہے کہ تمہاری حفاظت کرنے والا فقط رحمٰن ہے۔ اگر اس کو راضی رکھو گے اور اس کے رسولوں کے کہنے پر چلو گے تو وہ ہر آفت سے تمہیں بچا لے گا اور ہر ضرورت کے وقت مدد کرے گا۔ لیکن اگر اس کا انکار کر دیا۔ یا اس کے ساتھ اور معبود بھی اپنے دل سے بنا لیے۔ تو پھر اس کے غضب سے بچانے والا کوئی نہیں۔ یہ ان کی غفلت ہے کہ رحمٰن کو نہیں پہچانتے۔ اور جب اس کا ذکر آتا ہے تو منہ پھیر لیتے ہیں۔ حالانکہ وہ ان کا رب ہے۔ یاد رکھو۔ کہ اگر وہ رحمٰن عذاب دینے پر آئے تو تمہارے یہ گھڑے ہوئے معبود تمہیں اس کے ہاتھ سے بچا نہیں سکتے اور تمہیں تو وہ کیا بچاتے خود اپنے آپ ہی کو نہیں بچا سکتے اور نہ ہمارے مقابلہ میں ان کے اہالی موالی کچھ ان کی مدد کر سکتے ہیں ۞

Marfat.com

غفلت کی وجہ

بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَهُمْ

نہیں بلکہ ہم نے سازوسامان دیا ان کو اور ان کے باپ دادا کو

حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ

یہاں تک کہ دراز ہوگئی ان کی عمر کیا پس نہیں دیکھتے

اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ

کہ ہم آرہے ہیں زمین کو گھٹاتے ہوئے اس کے کناروں سے

اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ (۴۴)

کیا پھر وہ غالب آنے والے ہیں

بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَهُمْ

نہیں بلکہ ہم نے انہیں اور ان کے باپ دادوں کو عیش دیا

حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ

یہاں تک کہ وہ مدت دراز تک جیے پھر کیا نہیں دیکھتے

اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ

کہ ہم زمین کو برابر ہر طرف سے گھٹاتے چلے آرہے ہیں

اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ (۴۴)

اب کیا وہ جیتنے والے ہیں

ارشاد ہے کہ بتوں کی بے بسی اور عاجزی تو ایسی بات نہیں جسے انسان سمجھ نہ سکے یہ تو جب سوچنے پر آتا ہے تو بڑی بڑی باریک باتیں سمجھ لیتا ہے اور بات بات میں بال کی کھال نکالنے لگتا ہے۔ اس کے لیے اتنی سی بات سمجھنے میں کیا دشواری ہے کہ یہ بت نہ کچھ سمجھتے ہیں نہ کسی بات کا جواب دیتے ہیں۔ اٹھا کے پھینک دو تو کچھ نہیں توڑ پھوڑ ڈالو تو کچھ نہیں پھر اللہ عزوجل پوری قدرت والے رحمٰن و رحیم کا سمجھ لینا بھی مشکل نہیں کیونکہ ساری دنیا اسی کے بل پر چل رہی ہے۔ اس کے قائم کیے ہوئے نظام کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ رات اور دن کی ادلی بدلی، دنیا کے حالات کا تغیر، انسان کی خوش حالی، بدحالی، موت، زندگی سب کچھ اسی کے مقرر کیے ہوئے قاعدہ اور قانون کے مطابق ہو رہا ہے۔ یہ لوگ اگر غور کریں تو یہ سب کچھ سمجھ سکتے ہیں۔ کیوں کہ یہ ایسے نادان اور کمزور عقل والے نہیں کہ ایسی آسان بات بھی نہ سمجھ سکیں۔ بات یہ ہے کہ یہ اور ان کے باپ دادا مدتوں سے ناز و نعمت میں بسر کرتے رہے ہیں۔

ارشاد ہے کہ ہم نے دنیا کے عیش و عشرت کا سامان انہیں دیا اور بڑی بڑی عمریں دیں۔ اس لیے خوش حالی میں بدمست ہوگئے۔ لیکن اب انہیں آنکھیں کھول کر دیکھنا چاہیے۔ کہ کیا انہیں سوجھتا نہیں کہ دن بدن زمین ان پر تنگ ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اور اسلام کا بول بالا ہوتا جا رہا ہے۔ اب ان کے غالب ہونے اور جیتنے کا کوئی موقعہ نہیں رہا۔

Marfat.com

خطرہ سے خبردار

قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ
کہہ دیجئے بات صرف یہ ہے کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں وحی کے مطابق اور نہیں سنتے
الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَئِنْ
بہرے پکارنے کو جب انہیں ڈرایا جائے اور البتہ اگر
مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ
چھو لے اس کو کوئی لپیٹ عذاب کی تیرے رب کی ضرور کہہ اٹھیں
يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾
ہائے ندامت ہماری تحقیق تھے ہم ظلم کرنے والے

قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ
تو کہہ میں جو تم کو ڈراتا ہوں سو حکم کے موافق اور بہرے پکار
الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَئِنْ
کو نہیں سنتے جب کوئی انہیں کوئی ڈر کی بات سنائے اور اگر ان تک
مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ
تیرے رب کے عذاب کی ایک لپٹ پہنچ جائے تو ضرور کہنے لگیں
يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾
ہائے کم بختی ہم بے شک گنہگار تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ایسے ہی تمام رسولوں کے منصبی فرائض میں سے یہ بات ہے کہ اللہ عزوجل کا پیغام لوگوں کو بے لاگ پہنچا دیں اور ان پر اپنے قول و عمل سے بالکل واضح کر دیں کہ اس کام میں ہماری کوئی ذاتی غرض پوشیدہ نہیں۔ مال اور دولت عزت و جاہ کا حاصل کرنا ہمارا مقصد نہیں۔ تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ ہم تم پر بادشاہ بن کر بیٹھنا اور اپنے لیے دنیاوی آرام سمیٹنا چاہتے ہیں۔

چنانچہ اس آیت میں ارشاد ہے کہ اے رسول ان لوگوں سے صاف کہہ دیجئے کہ میں جو تمہیں تمہارے بُرے کاموں کے بُرے انجام سے ڈراتا ہوں یہ کوئی میری من گھڑت بات نہیں ہے تمہارے حقیقی معبود و مالک اور رب نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ اس قرآن عظیم کی باتوں کو سرسری طور پر ٹال دینا اور اس کے احکام کو دل و جان سے بجا نہ لانا آخر کار تباہی کا باعث ہوگا۔ اب اگر تم بہرے بن جاؤ اور میری پکار نہ سنو۔ تو یہ تمہاری بربادی کے لچھن ہیں۔ اگر راستہ میں گھاس پھوس سے ڈھکا ہوا کنواں ہو۔ جو آنکھوں سے نہ دکھائی دیتا ہو تو جاننے والے پکار کر اس سے ڈراتے ہیں۔ لیکن بہرے نہیں سنتے۔ ان دل کے بہروں سے کہہ دو۔ کہ تم آگ کے گڑھے کی طرف جا رہے ہو۔ ڈرانے کو تم کچھ سمجھتے نہیں۔ ابھی اگر اس آگ کی تھوڑی سی لپیٹ بھی تمہیں لگ جائے تو کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑے۔ کان، آنکھ سب کھل جائیں اور چلانے لگو کہ ہائے ہائے ہم نے واقعی ظلم کیا۔ جو رسولوں کا کہنا نہ سنا اور نہ مانا۔

Marfat.com

اعمال تولے جائیں گے

وَ نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ

اور لگادیں گے ہم ترازوئیں انصاف کی قیامت کے دن

فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا ؕ وَ اِنْ کَانَ

پس ظلم کیا جائے گا کوئی نفس کچھ بھی اور اگر ہوگا

مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِہَا ؕ

بقدر وزن ایک دانے کے رائی کے لے آئیں گے ہم اسے

وَ کَفٰی بِنَا حٰسِبِیْنَ ﴿۴۷﴾

اور کافی ہیں ہم حساب لینے والے

وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ

اور قیامت میں ہم انصاف کی ترازوئیں لگادیں گے

فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا ؕ وَ اِنْ کَانَ

پھر کسی جی پر ذرہ بھر ظلم نہ ہوگا۔ اور اگر ایک

مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِہَا ؕ

رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اسے لے آئیں گے

وَ کَفٰی بِنَا حٰسِبِیْنَ ﴿۴۷﴾

اور حساب کرنے کو ہم کافی ہیں

مَوَازِیْنَ: (ترازوئیں) میزان کی جمع ہے جو و۔ز۔ن سے اسم آلہ ہے۔ میزان تو ایک ہی ہوگی لیکن چونکہ ہر ایک کے اعمال الگ الگ تولے جائیں گے تو گویا ہر ایک کی ترازو الگ ہوتی۔ اس لیے جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا۔

قِسْط: (برابری) اسم مصدر ہے جو صفت کے طور پر استعمال کیا گیا ہے بمعنی ذوالقسط ٹھیک برابر۔ ذوالقسط ترازو کو ہم اپنی زبان میں ایمان کا نٹا کہتے ہیں جس کی تول میں ذرا سی بھی اونچ نیچ نہیں ہوتی۔

انسان کو سمجھایا جارہا ہے کہ وہ دنیا میں اپنے ارادہ سے جو کرے خوب سوچ سمجھ کر کرے اور کرنے سے پہلے اس کو قرآن مجید کے قواعد کلیہ سے ملالے ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے قرآن حکیم کے مقرر کردہ قواعد سے کوئی قاعدہ ٹوٹتا ہو۔ یہ اسلام کے تین بنیادی اصول یعنی توحید، رسالت، مرکر دوبارہ جینے کے عقیدوں میں سے تیسرے عقیدہ کا جز و ہے کہ مرکر دوبارہ جینے کے بعد ہر شخص کے عمل ایمان کانٹے میں تولے جائیں گے اور وہ ایمان کا نٹا ہی قرآن مجید ہے۔ جو قیامت کے دن ترازو کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ کسی کے عمل میں سے رائی کے دانے کے برابر بھی کچھ نہ چھوٹے گا۔ جس کے نیک کام اس کے بُرے کاموں سے زیادہ وزنی ہوں گے۔ وہ شخص نجات پائے گا اور جو اس کے برعکس ہُوا مارا گیا۔ آگے ارشاد ہے کہ ہم حساب لینے کے لیے کافی ہیں نہ ہمیں اس کے لیے کسی مددگار کی ضرورت ہے اور نہ اس کے بعد کوئی حساب ہوگا۔ اور تمہارے لیے مناسب یہی ہے کہ دنیا ہی میں ہر کام قرآن کے احکام سے ملالیا کرو تاکہ قیامت کے دن سستے چھوٹ جاؤ۔

Marfat.com

قرآن حکیم کا مرتبہ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ
اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ کن کتاب
وَضِيَآءً وَّ ذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِيْنَ
اور روشنی اور نصیحت نامہ تقویٰ والوں کے لیے جو
يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ
ڈرتے ہیں اپنے رب سے غائبانہ اور وہ متردون سے
مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَ هٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ
خائف رہتے ہیں اور یہ نصیحت نامہ ہے بہت نفع مند
اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾
کہ اتارا ہم نے اسے کیا پس تم اس کا انکار کرنے والے ہو

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ
اور ہم نے موسیٰ و ہارون کو فیصلہ کن کتاب
وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِيْنَ
اور روشنی اور بچ کر چلنے والوں کے لیے نصیحت دی تھی جو اپنے
يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ
رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور قیامت سے
مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ
خوف کھاتے ہیں اور یہ ایک نصیحت نامہ ہے برکت والا
اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع
جو ہم نے اتارا۔ کیا تم اسے نہیں مانتے

انسان جب دیکھتا ہے۔ کہ اس کی خواہشوں کے فوراً پورے ہونے کا سامان چشم زدن میں اکٹھا ہو سکتا ہے۔ تو پھر وہ اکٹھا کرنے کے ذریعوں کی بھلائی برائی کی طرف نظر نہیں کرتا اور نہ انجام کی پروا کرتا ہے۔ ایسے لوگ خال خال ہی ہوتے ہیں جو دوسروں کی کمزوری سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور اپنا داؤ چلتا دیکھ کر دوسرے کو نیچا نہیں دکھاتے۔ اللہ عزوجل نے انسان کو اس چکر سے نجات دینے کے لیے اپنے رسول وقتاً فوقتاً بھیجے اور اپنی کتابیں نازل کیں اور انہوں نے انسان کو سیر چشمی کی تعلیم دی اور حرص و ہوا سے روکا۔

ارشاد ہے کہ اس سلسلہ میں ہم نے حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کو تورات دی جس نے کھرا کھوٹا الگ کر کے دکھا دیا۔ اور جس سے انسان کی عقل کی آنکھ کو روشنی نصیب ہوئی۔ اور جس میں احتیاط سے چلنے والے لوگوں کے لیے جو اللہ کو بغیر دیکھے ہی علامات سے پہچان لیتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں اور قیامت کے حساب کتاب کے خوف سے لرزتے رہتے ہیں ان کے فائدے کی باتیں اور نصیحتیں درج کی گئی تھیں۔ اس کے بعد اب یہ قرآن حکیم ہمیں نے بھیجا ہے جس میں ساری اگلی کتابوں کا خلاصہ درج ہے کیا ایسے فائدہ مند نصیحت نامہ کا انکار کرتے ہیں؟

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ
اور البتہ تحقیق دی ہم نے ابراہیم کو ٹھیک سمجھ اس کی اس سے پہلے
وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ
اور تھے ہم اس سے خوب واقف جب کہا اس نے اپنے باپ سے اور
قَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ
اپنی قوم سے کیا ہیں یہ مورتیں کہ تم
لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا
جن پر جمے ہوئے ہو بولے پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو
لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾
انہی کی پوجا کرنے والے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ
اور اس سے پہلے ہم نے ابراہیم کو بھلائی کی سمجھ دی تھی
وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ
اور ہم اس کو خوب جانتے ہیں جب اس نے اپنے باپ
قَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ
اور اپنی قوم سے کہا یہ کیسی مورتیں ہیں جن پر تم
لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا
جمے بیٹھے ہو بولے ہم نے اپنے باپ دادا
لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾
کو انہی کی پوجا کرتے پایا

رُشْدَ: ٹھیک سمجھ۔ یہ لفظ پہلے گزر چکا ہے رَشَدٌ اس کی دوسری شکل ہے دونوں سے مراد بھلائی اور نیکی کی سمجھ ہے۔
تَمَاثِيْلُ: مورتیں۔ تِمْثَالٌ کی جمع ہے، جو مادہ م۔ث۔ل سے بنا ہے۔ اسی سے مِثْل، مَثَل، مِثَال وغیرہ لفظ بنے ہیں۔ اس کے معنی جانداروں کی تصویر اور مورت کے ہیں۔

اس سے پہلے ارشاد ہوا کہ انسان کو بُرے راستوں سے بچانے کے لیے ہم نے اپنے رسول بھیجے۔ اس آیت میں اس کا ذکر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو اوّلاً طبیعت کی صلاحیت اور نیک باتوں کی سمجھ عطا کی۔ پھر ان کو اپنا رسول مقرر کیا۔ کیونکہ ہم جانتے تھے۔ کہ یہ رسالت کے فرائض بخوبی سرانجام دے سکیں گے۔ چنانچہ ان کی پیدائشی زیرکی اور سمجھ نے اپنا کام شروع کیا۔ جب لوگوں کو دیکھا کہ یہ مورتیاں سامنے رکھ کر ان کی پوجا کرتے ہیں اور اپنے باپ کو دیکھا کہ پتھر کی مورتیاں بناتا ہے اور لوگوں کو ان کی پوجا پاٹ کا طریقہ بتاتا ہے۔ انہوں نے اپنے باپ سے اور ساری قوم سے پوچھا کہ یہ مورتیں جو تم نے اپنے ہی ہاتھ سے گھڑ کر بنائیں تمہارے معبود کیسے بن گئیں جن پر تم دھیان جمائے بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو معلوم نہیں کہ کیسے معبود بنیں۔ لیکن ہاں ہمارے باپ دادا انہی کو پوجتے چلے آرہے ہیں۔

Marfat.com

لوگوں کی حیرت

قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ
کہا البتہ تحقیق رہے تم خود اور تمہارے باپ دادا گمراہی میں
مُّبِيْنٍ (۵۴) قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ
کھلی ہوئی بولے کیا تو لایا ہے ہمارے پاس سچی بات
اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ (۵۵) قَالَ بَلْ
یا تو ہنسی دل لگی کرنے والوں میں سے ہے بولا نہیں بلکہ
رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ
تمہارا رب وہی رب آسمانوں اور زمین کا ہے جس نے
فَطَرَهُنَّ ۝
انہیں بنایا

قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ
بولا یقیناً تم اور تمہارے باپ دادا صریح گمراہی
مُّبِيْنٍ (۵۴) قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ
میں رہے کہنے لگے کیا تو یہ سچ مچ کہہ رہا ہے
اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ (۵۵) قَالَ بَلْ
یا فقط ہنسی اور کھیل کر رہا ہے کہنے لگا نہیں بلکہ
رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ
تمہارا رب وہی آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس نے
فَطَرَهُنَّ ۝
انہیں بنایا

اَللّٰعِبِيْنَ: کھیلنے والے، لَاعِبٌ کی جمع ہے جو ل ع ب سے اسم فاعل ہے۔ لَعِبٌ: کھیل ہنسی، دل لگی۔

فَطَرَ: (پیدا کیا) ماضی کا صیغہ ہے ف ط ر سے فَطَرَ کے معنی چیر کر نکالنا۔ فطور: شگاف اور دراڑ کو کہتے ہیں۔ مراد بغیر نمونہ کے بنا دینا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے ان کا جواب سنکر کہا۔ اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ تم اور تمہارے باپ دادا جو کچھ کرتے رہے، وہ ٹھیک بھی ہے۔ مجھے تو یہ دکھائی دے رہا ہے کہ تمہارے بڑے ایک غلط طریقے کی پابندی کرتے رہے اب تم بھی ان کی دیکھا دیکھی اسی حماقت میں مبتلا ہو جس میں وہ تھے۔ یہ سنکر وہ حیرت سے ان کا منہ تکنے لگے۔ انہوں نے ایسی سخت بات اپنے اور اپنے بزرگوں کی بابت کبھی نہیں سنی تھی۔ ایک نوعمر شخص سے ایسی انوکھی بات سن کر ان کا دل دہل گیا۔ کہنے لگے۔ کیا سچ مچ تیرا یہی خیال ہے۔ یا ہم سے ہنسی دل لگی کی باتیں کر رہا ہے۔ جب انہوں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ کوئی ہنسی دل لگی کی بات نہیں حقیقت یہی ہے کہ تمہارا رب یہ پتھر کے بت نہیں ہو سکتے ہیں۔ تمہارا رب تو وہی ہے جو آسمان اور زمین کا رب ہے اور جس نے ان کو بغیر کسی نمونے کے اس خوبصورت قاعدے اور قرینے سے بنا کر کھڑا کر دیا۔

Marfat.com

عملی سبق

وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿٥٦﴾ وَ

اور میں اس بات پر گواہی دینے والوں میں ہوں اور

تَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ

قسم اللہ کی البتہ داؤ کروں گا میں تمہارے بتوں پر بعد

اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿٥٧﴾ فَجَعَلَهُمْ

اس کے کہ تم چلے جاؤگے پیٹھ پھیر کر بس کر دیا ان کو

جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ

ٹکڑے ٹکڑے مگر ایک بڑا ان میں کا تاکہ وہ

اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ﴿٥٨﴾

اس کی طرف رجوع کریں

وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿٥٦﴾ وَ

اور میں اسی بات کا قائل ہوں اور

تَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ

قسم اللہ کی میں تمہارے بتوں کا علاج کروں گا

اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿٥٧﴾ فَجَعَلَهُمْ

جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے پھر ان کو ٹکڑے

جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ

ٹکڑے کر ڈالا مگر ان کا ایک بڑا چھوڑ دیا تاکہ وہ

اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ﴿٥٨﴾

اس کی طرف رجوع کریں

اَكِیْدَنَّ: داؤ کروں گا مضارع کا صیغہ ہے ک۔ ی۔ د سے۔ کید داؤ کو کہتے ہیں۔ اسی کا ہم معنی لفظ مکر بھی ہے۔ جو پہلے گذر چکا ہے۔

جُذٰذًا: ٹکڑے ٹکڑے، جذیذ کی جمع ہے۔ جو ج۔ ذ۔ ذ سے صفت کا صیغہ ہے۔ جذّ کے معنی توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔ جذاذ: الگ الگ ٹکڑے۔

حضرت ابراہیمؑ اپنی بت پرست قوم کو جس میں ان کا باپ بھی شامل ہے سمجھا رہے ہیں کہ یہ بت مٹی پتھر اور دھات سے تم نے خود گھڑے ہیں۔ ان کے آگے عبادت کے لیے سر کیوں جھکاتے ہو۔ میں ہنسی نہیں کر رہا ہوں حقیقت حال بیان کر رہا ہوں۔ میرا اپنا عقیدہ خود یہی ہے اور میں گواہ ہوں۔ کہ یہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد جب دیکھا کہ یہ زبان کے کہنے سے نہیں مانتے تو کہا کہ اچھا اب کے جب تم باہر میلے میں جاؤ گے تو ان کی میں گت بناؤں گا۔ شاید تم اس کے بعد سمجھ جاؤ گے۔ کہ ان بے بس مورتیوں کی پوجا عبث ہے۔ اللہ عزوجل قادر اور توانا کو پوجنا چاہیے ان کا یہ کہنا کسی نے سنا کسی نے نہ سنا اور بے پروائی سے ٹال دیا۔ مگر حضرت ابراہیمؑ اپنی دھن کے پکے تھے۔ وہ بتوں کی بے بسی ان پر واضح کرنا چاہتے تھے جب وہ اکٹھے ہو کر میلے میں گئے تو انہوں نے کلہاڑا لے کر سب بتوں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ مگر ایک جو سب میں بڑا تھا اسے چھوڑ دیا تاکہ ان کو زبانی دلیل سے بھی بتا دیا جائے کہ اس کی بے بسی دیکھو۔

Marfat.com

لوگوں میں کھلبلی

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ
کہنے لگے کس نے کیا یہ ہمارے معبودوں کے ساتھ تحقیق ہے وہ
لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۵۹) قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى
ظالموں میں سے بولے سنا ہم نے ایک جوان کو
يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ (۶۰)
کہ ان کا ذکر کرتا ہے کہا جاتا ہے اسے ابراہیم
قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ
بولے پھر لے آؤ اسے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے
لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ (۶۱)
تاکہ وہ دیکھیں

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ
کہنے لگے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کام کس نے کیا
لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۵۹) قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى
وہ تو البتہ ظالم ہے بولے ہم نے سنا ایک جوان
يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ (۶۰)
بتوں کو کچھ کہا کرتا ہے اسے ابراہیم کہتے ہیں
قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ
بولے تو اس کو لوگوں کے سامنے لے آؤ
لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ (۶۱)
تاکہ وہ دیکھیں

لوگ میلے سے واپس آئے تو دیکھا ادھر سے اُدھر تک سارے بُت ٹوٹے پڑے ہیں۔ صرف بڑا بُت باقی ہے اور اس کے کندھے پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے سارے شہر میں کھلبلی مچ گئی۔ کہ یہ تو کوئی بڑا زبردست ہیکڑی باز ہے۔ بڑا ظلم کیا۔ ایک سرے سے سب کا صفایا کر دیا۔ ایسا ظالم ہمارے اندر کون ہو سکتا تھا۔ جن لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ کہتے سنا تھا۔ کہ جب سب لوگ شہر کے باہر میلے میں چلے جائیں گے۔ تو میں ان بتوں کی خبر لوں گا۔ بولے ایک نوجوان ان بتوں کی بابت کچھ کہہ تو رہا تھا ہم نے اس کے منہ سے یہ سنا تھا کہ وہ ان کی گت بنائے گا۔

یہ سنکر کہنے لگے۔ کہ اچھا تو جاتا کہاں ہے۔ جاؤ اسے پکڑ لاؤ۔ جب لوگوں کے سامنے آئے گا۔ ساری قلعی کھل جائے گی۔ یہ تو بڑا غضب ہے کہ ہم سب کے ہوتے ہوئے وہ ایسی جرأت کر بیٹھے۔

غرض ابراہیم علیہ السلام پر ہر شخص غصہ اتارنے لگا۔ اور جو منہ میں آیا کہنے لگا۔ کچھ من چلے لوگ دوڑے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو گھیر گھار کر پکڑ لائے۔

Marfat.com

معاملہ کی تحقیقات

قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا
بولے کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے معبودوں کے ساتھ
يٰٓاِبْرٰهِيْمُ (۶۲) قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ
اے ابراہیم بولے نہیں جی یہ تو کیا ان کے بڑے نے
هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ (۶۳)
جو یہ ہے پوچھ لو ان سے اگر ہیں وہ بولتے
فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ
پس لوٹے اپنے جیوں کی طرف پس کہنے لگے تحقیق تم
اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ (۶۴)
آپ ہی ظالم ہو

قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا
بولے اے ابراہیم تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ
يٰٓاِبْرٰهِيْمُ (۶۲) قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ
یہ کیا ہے کہا نہیں تو یہ تو ان کے اس بڑے بت
هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ (۶۳)
نے کیا ہے سو ان سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں
فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ
پھر اپنے جی میں سوچنے لگے پھر بولے لوگو تم ہی
اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ (۶۴)
بے انصاف ہو

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی خداداد عقل سے اچھی طرح پہچان گئے تھے۔ کہ جتنی کائنات ہماری نظر کے سامنے ہے ان میں سے کوئی چیز اس قابل نہیں کہ انسان کی معبود بن سکے بت تو کسی گنتی ہی میں نہیں ۔ خود انسان میں البتہ ایسی جلیل القدر ہستیاں ہیں جو اپنے اندر بڑے بڑے اوصاف رکھتی ہیں۔ لیکن وہ بھی انسان کے معبود ہونے کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتیں۔ انسان کا معبود تو بہر حالت سے بالاتر اور ہر انسان کا کامل حاجت روا ہونا چاہیئے اور وہ وہی ہے جس نے کائنات کو پیدا کیا اور ہر ایک کو پالتا اور ہر ایک کی خبر گیری کرتا ہے۔ بتوں کی بے بسی زبان سے ظاہر کرنے کے بعد اب انہوں نے ان کو توڑ پھوڑ کر ہاتھ سے بھی ان کی بے چارگی ظاہر کر دی۔ جب لوگوں نے پوچھا۔ کہ ایسا کیوں کیا۔ تو انہوں نے کہا اصل معاملہ یہ کیوں نہیں ہو سکتا۔ کہ اس سب سے بڑے بت نے جلال میں آکر چھوٹوں کو تہ تیغ کر دیا ہو ان زخمی بتوں سے پوچھ لو۔ یہ صاف صاف حال بتا دیں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس بات کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ سوچ میں پڑ گئے۔ کہ کیا کہیں اور کیا کریں۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ سچ مچ بات تو یہی ہے کہ ہم بڑا ظلم کر رہے ہیں۔ جو ایسے نہتے گم سم بتوں کو معبود بنائے بیٹھے ہیں ؛

Marfat.com

ہٹ دھرمی

ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ
پھر الٹ دیئے گئے وہ اپنے سروں پر البتہ تحقیق تو جانتا ہے
مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ
جو یہ بولتے ہیں کہا کیا پھر پوجتے ہو تم
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا
اللہ کے سوا اسے جو نہیں نفع دیتا تمہیں کچھ اور نہ
يَضُرُّكُمْ ﴿۶۶﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ
ضرر پہنچاتے تمہیں تف ہو تم پر اور اس پر جسے پوجتے ہو تم
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾
اللہ کو چھوڑ کر کیا پس تم سمجھتے نہیں

ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ
پھر سر جھکا کر اوندھے ہو گئے تو تو جانتا ہے
مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ
جیسا یہ بولتے ہیں بولا تو کیا پھر تم
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا
اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو تمہارا نہ کچھ بھلا
يَضُرُّكُمْ ﴿۶۶﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ
کرے اور نہ برا بیزار ہوں میں تم سے اور ان سے جنہیں تم
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾
اللہ کے سوا پوجتے ہو کیا تم میں سمجھ نہیں

نُكِسُوْا (اوندھے کر دیئے گئے) ماضی مجہول ہے ن ک س سے۔ نَكْسٌ کے معنی الٹ دینا۔ اوپر کے حصّے کو نیچے کر دینا۔ مراد یہ ہے کہ شرمندگی کے مارے سر جھکاتے۔

اُفٍّ (افسوس) اُف کا لفظ عربی زبان میں اسی طرح استعمال ہوتا ہے جیسے فارسی میں تُف یا زوف کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اردو میں بھی تف ہے تجھ پر یا زوف ہے تجھ پر بولتے ہیں۔ بولنے والا اس سے اپنی سخت بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔

اس خیال کے آتے ہی کھسیانے ہو کر سرنگوں ہوئے شرمندگی کے مارے آنکھ نہ ملا سکے۔ پھر کہا کہ تجھے تو معلوم ہے کہ پتھر نہیں بولتے پھر ہم سے یہ کیوں کہتا ہے کہ ان سے پوچھ لو حضرت ابراہیمؑ نے کہا میں تو جانتا ہوں کہ پتھر کیا خاک بولیں گے لیکن تم پر بھی حقیقت واضح کرنا چاہتا ہوں کہ تم جان بوجھ کر یہ کیسا نادانی کر رہے ہو۔ کہ ان بہرے، گونگے، بے جان، بے بس مورتیوں کے سامنے سر جھکاتے ہو، عبادت کرتے ہو۔ تف ہے تم پر اور تمہارے ان معبودوں پر۔ یہ تو پتھر تھے ہی مگر تمہاری سمجھ پر بھی پتھر پڑ گئے کہ ایسی چیزوں کو جو تمہیں نہ نفع پہنچا سکیں اور نہ نقصان، پوجنے بیٹھ گئے۔ آخر آدمی کو کچھ تو سمجھ سے کام لینا چاہیے آدمی ہو یا جانور:۔

Marfat.com

سزا اور نجات

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَ انْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ
وہ بولے جلاڈالو اس کو اور مدد کرو اپنے معبودوں کی اگر
كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا
ہو تم کرنے والے ہم نے حکم دیا اے آگ ہو جا تو ٹھنڈی
وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ وَ اَرَادُوْا بِهٖ
اور آرام ابراہیم پر اور ارادہ کیا انہوں نے اس کے ساتھ
كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿۷۰﴾
داؤ کا پس کردیا ہم نے انہی کو خسارہ اٹھانے والے

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ
بولے جلاڈالو اس کو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر
كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا
تمہیں کچھ کرنا ہے کہا ہم نے اے آگ ٹھنڈک اور
وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ
آرام ہوجا ابراہیم کے لیے انہوں نے تو اس کا برا چاہا تھا
كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿۷۰﴾
پھر ہم نے انہی کو نقصان میں ڈال دیا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کھری کھری باتیں سُن کر لوگ ایک دم چلاّئے کہ اس نڈر اور دلیر شخص نے تو ہم پر خوب ہاتھ صاف کیا۔ ادھر تو ہمارے معبودوں کی گت بنائی اور ادھر اپنی بے دھڑک لعن طعن سے ہمارے دل جلا کر خاک سیاہ کر ڈالے۔ اب بولو تمہیں کچھ کرنا ہے یا نہیں چپ چاپ دیکھتے رہنے سے کام نہیں چلے گا۔ اپنے بھولے بھالے معبودوں کی مدد کرو اور اس گستاخ (معاذ اللہ) شخص کو آگ میں جلا ڈالو۔ تاکہ لوگوں کی آنکھیں کھلیں اور انہیں معلوم ہو جائے کہ ہم اپنے دل پسند معبودوں کی بے حرمتی کرنے والوں کو کیسی سخت سزا دے سکتے ہیں چنانچہ انہوں نے لکڑیوں کا انبار جمع کیا۔ اور اس میں آگ لگا دی۔ جب وہ سلگ کر خوب تیز ہو گئی۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اٹھا کر اس میں جھونک دیا اور اپنا دل ٹھنڈا کیا۔ اللہ عزوجل نے اپنے مخلص بندے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدد کی۔

آگ کو حکم دیا۔ کہ خبردار! ابراہیم علیہ السلام کو کچھ ضرر نہ پہنچنے پائے۔ اتنی ٹھنڈی ہو جا۔ کہ وہ تیرے اندر آرام سے صحیح سلامت رہیں۔ انہوں نے چاہا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دکھ پہنچانا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے انہی کو ذلیل و خوار کیا۔ حق و صداقت کا بول بالا ہوا۔ وہ ہر طرح نقصان میں رہے۔

Marfat.com

اللہ کی مدد

قرآن مجید اپنے ماننے والوں کو صاف طور پر یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ اگرچہ دنیا عالم اسباب ہے۔لیکن بہ ظاہر کبھی کبھی خلاف عادت بھی ہو جاتا ہے۔اور ایک چیز واقع ہوجاتی ہے۔لیکن بہ ظاہر اس کے اسباب کچھ نظر نہیں آتے۔

قرآن مجید اسے یوں سمجھاتا ہے۔کہ اسباب پر ایک قادر و توانا اللہ پوری پوری قدرت رکھتا ہے۔سب سے آخری چیز ظاہری اسباب جمع ہوجانے کے بعد بھی اس کا ارادہ اور حکم ہے۔اگر کسی چیز کے ہونے کا وہ حکم نہ دے تو سارے اسباب رکھے رہ جاتے ہیں اور وہ چیز نہیں ہوتی۔اور اگر اس کے ہونے کا وہ حکم دے دے تو بیچ میں سے بہت سے سبب بہ ظاہر غائب ہونے کے باوجود وہ چیز ہو جاتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دشمنوں نے ان کے جلا ڈالنے کے سارے اسباب اکٹھے کر لیے۔لیکن عزوجل کو انہیں صحیح سلامت رکھنا تھا اس لیے آگ کو حکم ہوا کہ خبردار ابراہیم جلنے نہ پائیں۔تیری گرم لپٹیں ان کے لیے خوشگوار ٹھنڈی ہوا بن جائیں۔تیری جلانے کی قوت ان کے لیے آب حیات بن جائے۔چنانچہ بہ ظاہر آگ آگ ہی رہی لیکن ابراہیمؑ کے لیے اس کی گرمی ٹھنڈک بن گئی۔اور اس کی لپٹوں نے نسیم سحر کا کام دیا۔کافروں کے منصوبے رکھے رہ گئے۔سمجھانا یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے ارادے کے تحت چیزوں کی خاصیت اور حالت ایک کام کے ہونے یا نہ ہونے کے لیے بدل سکتی ہے۔سلسلہ اسباب اس کے حکم کے مطابق کام کرتا ہے۔جب اس کی مصلحت کا تقاضا ہوتا ہے تو باوجود اسباب جمع ہونے کے کام نہیں ہوتا۔یا ایسا ہوتا ہے کہ اسباب کچھ نظر نہیں آتے مگر کام ہوجاتا ہے۔مسلمان اسباب سے کام لیتا ہے لیکن آخری نتیجہ اللہ عزوجل کے حکم پر موقوف سمجھتا ہے۔جو لوگ اسباب ہی پر نظر رکھتے ہیں اور اللہ کے اور اس کے ارادے کے قائل نہیں۔اللہ ان کو ڈھیل دیتا ہے۔جب وقت آئے گا اس کے ارادے کا کھلم کھلا ظہور ہوگا۔اور اسباب کا واسطہ بیچ میں سے ہٹا دیا جائے گا۔اور اللہ کا ارادہ اس کے اوپر صاف مسلط نظر آئے گا:

Marfat.com

اللہ کا فضل

وَ نَجَّیْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ

اور نجات دی ہم نے اسے اور لوط کو اس زمین کی طرف کہ

بٰرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ ﴿٧١﴾ وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ

برکت دی ہم نے جس میں جہان کے لیے اور عطا کیا ہم نے اسے

اِسْحٰقَ ؕ وَ یَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَ كُلًّا

اسحٰق اور یعقوب عطیہ کے طور پر اور سب کو

جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ ﴿٧٢﴾ وَ جَعَلْنٰهُمْ

کیا ہم نے نیکو کار اور بنایا ہم نے انہیں

اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا

پیشوا راہ دکھاتے تھے ہمارے حکم سے

وَنَجَّیْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ

اور ہم نے اس کو اور لوط کو اس سرزمین کی طرف بچا نکالا

بٰرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ ﴿٧١﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ

جس میں ہم نے جہان کے لیے برکت رکھی اور ہم نے اسے

اِسْحٰقَ ؕ وَیَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا

اسحٰق بخشا اور یعقوب انعام میں اور سب کو

جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ ﴿٧٢﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ

نیک بخت کیا اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا

اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا

کہ ہمارے حکم سے راہ بتاتے ہیں

نَافِلَةً: (عطیہ) یہ اسم ہے ن۔ف۔ل سے۔ نفل کے معنی ضرورت سے زائد کرنا یا دینا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹا طلب کیا تھا ان کی درخواست پوری کی اور اس بیٹے کو ایک اور بیٹا اپنے فضل سے دیا۔ جو اللہ کا عطیہ تھا اور حضرت ابراہیم کو بے مانگے ملا۔ نافلہ عربی میں پوتے کو بھی کہتے ہیں۔

اللہ عزوجل نے اپنی قدرتِ بے پایاں سے آگ کو حضرت ابراہیم کے لیے ٹھنڈا اور خوشگوار کر دیا اور اس آفت سے بچا کر انہیں ان کے وطن عراق سے شام میں پہنچا دیا۔ جہاں اس نے دنیا والوں کے لیے خیر و خوبی کا سامان جمع کر دیا تھا اور جہان والوں کو اس سے بہت سے ظاہری اور باطنی فائدے پہنچے اور ان کے ساتھ ان کے بھتیجے لوط علیہ السلام بھی وہاں سے نکل آئے۔ جو پھر شام سے سدوم کی طرف نبی بنا کر وہاں کے لوگوں کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹا ملا جس کی انہوں نے خواہش کی تھی جن کا نام اسحاق ہوا۔ پھر اسحاق کو یعقوب جیسا فرزند بلا طلب ملا جس سے نبیوں کا سلسلہ چلا۔ یہ سب کے سب نیک بخت و نیکو کار تھے۔ پھر اللہ نے انہیں لوگوں کا پیشوا بنا دیا۔ کہ اس کے حکم سے لوگوں کو ٹھیک راستہ پر چلائیں۔

Marfat.com

نبیوں کا کام

وَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ
اور وحی بھیجی ہم نے ان کی طرف نیک کام کرنے کی اور قائم کرنا
الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَ كَانُوْا لَنَا
نماز کا اور دینا زکوٰۃ اور تھے وہ ہماری
عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَ لُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ
بندگی کرنے والے اور لوط دیا ہم نے اس کو فہم اور
عِلْمًا وَّ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ
علم اور بچایا ہم نے اس کو اس بستی سے جو تھی
تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ
کرتی گندے کام تحقیق وہ تھے لوگ
سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَ اَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ
برائی والے حکم سے باہر چلنے والے اور داخل کیا ہم نے لوط کو اپنی رحمت میں
اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾
تحقیق وہ ہے نیک بختوں میں

وَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ
اور ہم نے انہیں نیکیاں کرنے نماز
الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا
قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا اور وہ ہماری ہی
عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ
بندگی میں لگے ہوئے تھے اور لوط کو ہم نے سمجھ دی اور
عِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ
علم عطا فرمایا۔ اور اس کو اس بستی سے بچا نکالا
تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ
جو گندے کام کرتی تھی وہ لوگ بُرے اور
سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ
نافرمان تھے اور ہم نے اسے اپنی رحمت میں لے لیا
ع ۵ ۵ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾
وہ نیک بختوں میں سے ہے

ارشاد ہے کہ ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ پابندی کے ساتھ نماز پڑھو اور ہمیشہ پڑھتے رہو۔ پھر اپنی کمائی میں سے محتاجوں اور غریبوں کی مدد کے لیے ایک حصّہ الگ رکھ دو اور اس سے ضرورت مندوں کی حسب ضرورت مدد کرو۔ یہ لوگ فقط ہماری ہی بندگی اور عبادت میں لگے رہتے تھے۔

حضرت لوط علیہ السلام کو ہم نے فہم و فراست سے سرفراز کیا۔ سمجھ اور دانائی عطا فرمائی۔ اور ان خبیث اور گندے کام کرنے والوں کی بستی سے صحیح و سالم بچا کر نکالا جو ایک نافرمان اور سرکش لوگوں کا جتھا تھا۔ ان پر عذاب آیا اور لوط کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا۔ وہ نیکوکار اور نیک بخت لوگوں میں سے ہے۔

Marfat.com

حضرت نوح علیہ السلام

وَ نُوْحًا اِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا
اور یاد کر نوح کو جب پکارا اس نے اس سے پہلے پس ہم نے دعا سنی
لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ
اس کی پس بچایا اسے اور اس کے ساتھیوں کو بے چینی
الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَ نَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ
بڑی سے اور ہم نے مدد کرکے نکال دیا اسے اس قوم سے جنہوں نے
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ
جھٹلایا ہماری آیتوں کو تحقیق وہ تھے لوگ برائی والے
فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾
پس غرق کردیا ہم نے ان سب کو

وَ نُوْحًا اِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا
اور نوح کو یاد کر جب اس نے اس سے پہلے پکارا سو ہم نے اس
لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ
کی دعا قبول کرلی پھر اس کو اور اس کے گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ
الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ
سے بچا دیا اور اسے اس قوم سے نجات دی
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ
جو ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے درحقیقت وہ بُرے لوگ تھے
فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾
سو ہم نے ان سب کو ڈبو دیا

ان آیتوں میں بیان کیا جا رہا ہے۔ کہ سرکشوں کے سمجھانے کو ہم نے اپنے رسول وقتاً فوقتاً بھیجے۔ انہوں نے زبانی بھی سمجھایا اور عملاً بھی بتایا کہ انسان کو فقط اللہ عزوجل کی عبادت کرنی چاہیئے۔ اسی کے آگے جھکنا چاہیئے اور اسی کے احکام کی پیروی کرنی چاہیئے۔ ان کی قوم نے ان کا کہنا نہ مانا تو ہم نے اپنے رسولوں کو بچا کر سرکشوں کو تباہ کر دیا۔

حضرت ابراہیمؑ اور لوطؑ کا قصہ بیان ہو چکا تو آگے حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے کہ ان سے پہلے حضرت نوح نے بھی اپنی قوم کے سرکشوں سے عاجز آ کر ہمیں پکارا تھا۔ اور ہم نے ان کی دعا قبول کی تھی۔ اور انہیں اور ان کے متعلقین کو زبردست مصیبتوں سے جو ان کی قوم کے ہاتھوں انہیں پہنچ رہی تھیں بچا لیا تھا۔ ان کی قوم نے ہماری کھلی نشانیوں کو جھٹلایا اور بُرے کام دھڑلے سے کرتے رہے آخر پانی کا بڑا بھاری طوفان آیا اور وہ اس میں سب کے سب غرق ہو گئے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھی کشتی میں بیٹھ کر بچ گئے۔

Marfat.com

داودؑ اور سلیمانؑ

وَ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْكُمٰنِ فِی الْحَرْثِ

اور یاد کرو داؤد اور سلیمان کو جب فیصلہ کرنے لگے کھیتی کے بارے میں

اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَ كُنَّا

جب چر گئیں رات کو اس میں گھس کر بکریاں ایک قوم کی اور تھے ہم

لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ (۷۸) فَفَهَّمْنٰهَا

ان کا فیصلہ دیکھنے والے پس سمجھا دیا ہم نے فیصلہ

سُلَیْمٰنَ ۚ وَ كُلًّا اٰتَیْنَا حُكْمًا

سلیمان کو اور ہر ایک کو دیا تھا ہم نے فہم

وَّ عِلْمًا ز

اور علم

وَ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْكُمٰنِ فِی الْحَرْثِ

اور داؤد اور سلیمان کا ذکر کر جب وہ کھیتی کے جھگڑے کا

اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَ كُنَّا

فیصلہ کرنے لگے جس وقت رات کو ایک قوم کی بکریاں چر گئیں

لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ (۷۸) فَفَهَّمْنٰهَا

اور ان کا فیصلہ ہمارے سامنے تھا پھر ہم نے فیصلہ سلیمان

سُلَیْمٰنَ ۚ وَ كُلًّا اٰتَیْنَا حُكْمًا

کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو گہری سمجھ

وَّ عِلْمًا ز

اور دانائی عطا کی تھی

حضرت داؤد کو بنی اسرائیل نے اپنا بادشاہ بنایا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام ان کے فرزند تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام تو سمجھ دار حاکم تھے ہی لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی بچپن ہی میں اللہ عز وجل نے غیر معمولی طور پر زیرکی اور دانائی عطا فرمائی تھی۔ اس آیت میں اس مقدمہ کا ذکر ہے کہ جس کا فیصلہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کر چکے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس میں ایک باریک بات نکالی۔ اور حضرت داود علیہ السلام نے اپنا فیصلہ واپس لے کر ان کا فیصلہ جاری کیا۔ ایک شخص کے کھیت میں دوسرے کی بکریاں رات کو گھس آئی تھیں اور کھیت کو اجاڑ ڈالا تھا۔ کھیت والے نے حضرت داؤد کے سامنے استغاثہ دائر کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فیصلہ کیا۔ کہ بکریوں والے کی بکریاں لے کر کھیت والے کو دے دی جائیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ کھیت والا بکریاں اپنے پاس رکھے اور ان سے فائدہ اٹھائے اور بکریوں والا اس کا کھیت دوبارہ بوئے اور جب کھیت تیار ہو جائے تو کھیت والے کو کھیت دے کر اپنی بکریاں واپس لے لے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فیصلہ پسند فرمایا اور اپنا فیصلہ واپس لے کر یہی جاری کیا۔ سمجھ دار دونوں تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر حضرت سلیمان علیہ السلام کو ٹھیک بات سمجھا دی۔

Marfat.com

حضرت داودؑ کی خصوصیت

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ
اور تابع کیا ہم نے داود کے ساتھ پہاڑوں کو تسبیح کیا کرتے تھے وہ
وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ (۷۹) وَعَلَّمْنٰهُ
اور پرندوں کو اور تھے ہم کرنے والے اور سکھایا ہم نے اسے
صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ
بنانا ایک لباس کا تمہارے لیے تاکہ بچائے تم کو
مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ (۸۰)
تمہاری لڑائی میں بس کیا تم شکر کرنے والے ہو

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ
اور ہم نے پہاڑ داود کے تابع کیے کہ تسبیح کرتے تھے
وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ (۷۹) وَعَلَّمْنٰهُ
اور اڑنے جانور اور یہ سب کچھ ہم نے کیا اور ہم نے اسے تمہارے
صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ
لیے ایک لباس بنانا سکھایا تاکہ تم کو تمہاری
مِّنْۢ بَاْسِكُمْ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ (۸۰)
لڑائی میں بچائے سو تم کچھ شکر کرتے رہو

لَبُوْس: لباس، پہننے کی چیز کو کہتے ہیں ل ب س سے صفت کا صیغہ ہے لُبْسٌ کے معنی پہننا۔ لباس اور لبوس کے ایک ہی معنی ہیں۔ یہاں اس سے مراد زرہ ہے۔ تُحْصِنَكُمْ (بچائے تم کو) مضارع کا صیغہ ہے اِحْصَان سے جو ح ص ن سے بنا ہے حِصْنٌ بچنے کے ذریعہ کو اور نیز قلعہ کو کہتے ہیں۔ اِحْصَان: بچانا۔ پناہ دینا۔

حضرت داودؑ علیہ السلام نبی تھے اور بہت خوش آواز تھے۔ ان کو زبور عطا ہوئی جس میں اللہ عزوجل کی تقدیس و تعظیم کے ترانے تھے جب وہ ان ترانوں کو ذوق و شوق کی حالت میں پڑھتے، سننے والے وجد میں آجاتے۔ آدمیوں کا تو کہنا ہی کیا۔ پہاڑ آپ کی آواز سن کر اللہ کی تسبیح کرنے لگتے تھے پرندے اڑتے اڑتے ٹھہر جاتے اور تسبیح پڑھنے لگتے۔

ارشاد ہے کہ اس میں تعجب کی بات نہیں۔ ان سب باتوں کے کرنے والے ہم ہیں اور ہماری قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں جاتی

اس کے علاوہ ہم نے حضرت داود علیہ السلام کو لوہے کی زرہ بنانی سکھائی۔ تاکہ لڑائی کی حالت میں آدمیوں کے بدن کی حفاظت کے کام آئے۔ ان کے ہاتھ میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا اسے موڑ توڑ کر لوہے کا کرتا بنا لیتے تھے جس کے پہننے سے بدن پر دوسرے کے وار کا اثر نہ ہونے پاتا تھا۔ اگر زرہ دنیا میں نہ بنتی تو ذرا ذرا سی تیز چیزوں سے لوگ لہو لہان ہو جاتے اور عدم کا راستہ لیتے تو کیا تم ہماری اس نعمت کا شکر کرو گے۔ یاد رکھو، تمہارے فائدے کی چیزیں ساری ہم ہی نے بنائی ہیں۔ اس لیے تمہیں ہر وقت شکر گذار رہنا چاہیے۔

Marfat.com

حضرت سلیمانؑ پر انعامات

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ

اور سلیمان کے واسطے ہوا تیز چلنے والی چلتی تھی

بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا

اس کے حکم سے اس زمین کی طرف کہ برکت دی ہم نے

فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ (۸۱)

اس میں اور ہیں ہم ہر چیز کے جاننے والے

وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ

اور شیطانوں میں سے جو غوطے لگاتے تھے اس کے لیے

وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ

اور کرتے تھے کام سوا اس کے

وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۙ (۸۲)

اور تھے ہم ان کے سنبھالنے والے

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ

اور سلیمان کے لیے زور سے چلنے والی ہوا تابع

بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا

کر دی کہ اس کے حکم سے اس زمین کی طرف چلتی جہاں ہم

فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ (۸۱)

نے برکت دی اور ہم کو سب چیز کی خبر ہے

وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ

اور کتنے ہی شیطان تابع کر دیے جو اس کے لیے غوطہ لگاتے

وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ

اور اس کے سوا اور بہت سے کام بناتے اور ہم نے

وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۙ (۸۲)

ان کو تھام رکھا تھا

عَاصِفَةً: زور سے چلنے والی اسم فاعل ہے ع ص ف سے۔ عَصْفٌ کے معنی ہوا کے تیز چلنے کے ہیں۔ عَاصِفَةٌ: ہوا کا تیز جھونکا۔

يَغُوْصُوْنَ: غوطہ لگاتے مضارع کا صیغہ ہے غ و ص سے۔ غَوْصٌ کے معنی غوطہ لگانا يَغُوْصُوْنَ: غوطہ لگاتے تھے۔

ارشاد ہے کہ ہم نے سلیمانؑ کے حکم کے تابع ہوا کو کر دیا تھا۔ جو بہت زور سے چلتی تھی اور آگے سورۂ ص میں آئے گا کہ جو نرمی سے آہستہ آہستہ چلتی تھی۔ دونوں کو ملانے سے خلاصہ یہ نکلا کہ وہ حسب ضرورت سلیمانؑ کے حکم سے کبھی زور سے اور کبھی آہستہ آہستہ چلتی تھی اور ان کے تخت کو اٹھا کر لے جاتی تھی اور پھر اسے ملک شام کی طرف لے آتی تھی جسے اللہ عزوجل نے برکتوں سے معمور کیا ہے۔

آگے ارشاد ہے کہ ہم کو ہوا کی قوت اور اس سے کام لینے کے طریقے کا پورا علم ہے۔ ہم نے بعض سرکش طاقتوں اور روحوں کو بھی حضرت سلیمانؑ کے تابع کر دیا تھا۔ وہ ان کے حکم سے سمندر میں غوطہ لگا کر موتی اور جواہر نکال لاتے اور اس کے علاوہ اور کام بھی جو وہ ان سے لینا چاہتے کرتے تھے۔ وہ کسی چیز کو خراب اور تباہ نہ کر سکتے تھے سب ہماری نگرانی میں تھے۔

Marfat.com

حضرت ایوب علیہ السلام

وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ
اور ذکر کر ایوب کا جب پکارا اس نے اپنے رب کو کہ پہنچا ہے مجھے
الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (٨٣)
دکھ اور تو سارے مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے
فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ
پس قبول کی ہم نے دعا اس کی پس کھول دی ہم نے جو تھی اسے
مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ
تکلیف اور دیئے ہم نے اسے اس کے گھر کے لوگ اور اتنے ہی اور
مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ
ان کے ساتھ مہربانی کے طور پر اپنی طرف سے اور
ذِكْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ (٨٤)
یاد دلانے کے لیے فرمانبرداروں کو

وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ
اور ایوب کو یاد کر جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھ پر تکلیف
الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (٨٣)
پڑی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے
فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ
پس ہم نے اس کی فریاد سن لی اور اس کو جو تکلیف تھی وہ دور
مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ
کر دی اور اس کو اس کے گھر والے عطا کر دیئے اور ان کے ساتھ
مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ
اتنے ہی اور رحمت اپنی طرف سے اور
ذِكْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ (٨٤)
نصیحت بندگی کرنے والوں کو

نبی زندگی کا عملی نمونہ ہیں۔ جس کی بنیاد ہے اللہ کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جانا۔ خوشحالی میں اس کی نعمتوں کا شکر کرنا۔ مصیبت کے وقت صبر کرنا اور اس کے دور کرنے کی اس سے دعا کرنا۔ انہی میں سے حضرت ایوبؑ تھے جن پر دونوں حالتیں گذریں پہلے آسودہ حال رہے۔ مال، اولاد، نوکر چاکر سبھی کچھ ملا۔ اس وقت اللہ عزوجل کا شکر کرتے رہے۔ اور اس کے احکام بجا لاتے رہے۔ اس کے بعد مصیبت آئی۔ ایک سخت مرض میں مبتلا ہو گئے۔ اس وقت صبر کا بے مثال نمونہ دکھایا۔ آخر اپنے رب سے التجا کی۔ کہ انہیں اس مرض سے نجات دے۔ اللہ عزوجل نے ان کی دعا قبول فرمائی شفا کامل عطا فرما کر گھر بار، خدمت گار، اولاد، مال و دولت سب کچھ واپس دے دیا اور اپنی طرف سے اتنا ہی اور دیا تاکہ اپنی رحمت کا نمونہ دکھائیں اور عبادت گذار لوگوں کو یاد دلائیں کہ ہم ان کی مدد کے لیے ہر وقت موجود ہیں صرف ہماری طرف توجہ کرنے کی دیر ہے۔

Marfat.com

اللہ کے اور نیک بندے

وَاِسْمٰعِیْلَ وَ اِدْرِیْسَ وَ ذَاالْکِفْلِ کُلٌّ

اور یاد کر اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو سب

مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ (۸۵) وَ اَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا

صبر کرنے والوں میں ہیں اور داخل کیا ہم نے انہیں اپنی رحمت میں

اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ (۸۶) وَ ذَاالنُّوْنِ

بے شک وہ صلاحیت والوں میں ہیں اور یاد کر مچھلی والے کو

اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ

جب چلا گیا وہ غصہ میں بھر کر پس گمان کیا کہ ہم نہ قدرت رکھیں گے

عَلَیْهِ

اس پر

وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِدْرِیْسَ وَذَاالْکِفْلِ کُلٌّ

اور یاد کر اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو یہ سب

مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ (۸۵) وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا

ہیں صبر والے اور لے لیا ہم نے انہیں اپنی رحمت

اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ (۸۶) وَذَاالنُّوْنِ

میں وہ نیک بختوں میں ہیں اور یاد کر مچھلی والے کو

اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ

جب غصہ ہو کر چلا گیا پھر سمجھا کہ ہم اسے

عَلَیْهِ

پکڑ نہ سکیں گے

ذَاالْکِفْلِ : ذمہ والا۔ بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ہیں۔ پہلے یہ ایک نیک شخص تھے جنہوں نے اس بات کا ذمہ لیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم بجا لائیں گے اس پر انہیں نبوت کا درجہ عطا ہوا۔ الصّٰلِحِیْنَ : نیک لوگ۔ صالح کی جمع ہے جو ص ل ح سے بنا ہے۔ صلح اور صلاحیت کے معنی ہیں سازگاری یعنی ان کا مزاج ہر وقت نیک کام کرنے کے موافق اور اس کے لیے تیار ہو جاتا تھا۔ مُغَاضِبًا : غصہ میں بھر کر، اسم فاعل ہے مُغَاضَبَۃٌ سے جو غ ض ب سے بنا ہے۔ غَضَبٌ کے معنی ناراضی، غصہ، خشم۔ مُغَاضِبٌ : جو دوسرے کے ناشائستہ کام سے ناراضی کا اظہار کرے اور خشمگین ہو۔

ارشاد ہے کہ اللہ کے نیک بندوں میں حضرت اسمٰعیل، حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت ذوالکفل بھی تھے ان لوگوں نے ہماری فرمانبرداری میں تکلیفیں برداشت کیں اور صبر کیا ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا۔ یہ سب لوگ ایسے تھے کہ ان کا مزاج اچھی باتوں کو فوراً قبول کر لیتا تھا

اس کے بعد ذوالنون کا ذکر ہے جو حضرت یونسؑ کا لقب ہے۔ یہ اللہ کے فرماں بردار عبادت گذار بندے تھے۔ اپنی قوم کو بت پرستی سے روکا۔ انہوں نے نہ مانا تو خفا ہو کر اور یہ کہہ کر چل دیئے کہ تین دن میں تم پر عذاب آجائے گا۔ یہ انہوں نے غصہ میں کہہ دیا تھا۔ پھر اللہ کے حکم کا انتظار کیے بغیر شہر سے نکل پڑے۔ ارشاد ہے کہ یہ سوچا ہوگا۔ کہ ہمارے قابو سے باہر نکل جائے گا۔

Marfat.com

حضرت یونس علیہ السلام کی دُعا

فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنۡ لَّاۤ اِلٰـہَ
پس پکارا اندھیروں میں کہ نہیں کوئی معبود
اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ ٭ۖ اِنِّیۡ کُنۡتُ
سوا تیرے پاک ہے تو بے شک میں ہی تھا
مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ (٨٧) فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ ۙ
قصورواروں میں پس سنی ہم نے فریاد اس کی
وَ نَجَّیۡنٰہُ مِنَ الۡغَمِّ ؕ وَ کَذٰلِکَ
اور نجات دی ہم نے اسے اس گھٹن سے اور اسی طرح
نُـنۡجِی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (٨٨)
بچاتے ہیں ہم ایمان والوں کو

فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنۡ لَّاۤ اِلٰـہَ
پس پکارا اندھیروں میں کہ تیرے سوا کوئی
اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ ٭ۖ اِنِّیۡ کُنۡتُ
معبود نہیں تو بے عیب ہے میں ہی
مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ (٨٧) فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ ۙ
گنہ گاروں میں سے تھا پس ہم نے اس کی فریاد سن لی
وَ نَجَّیۡنٰہُ مِنَ الۡغَمِّ ؕ وَ کَذٰلِکَ
اور بچا دیا اس کو اس گھٹن سے ایمان والوں کو
نُـنۡجِی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (٨٨)
ہم اسی طرح بچا دیتے ہیں

حضرت یونس علیہ السلام شہر سے باہر آ کر دریا کے پار جانے کے لیے کشتی میں بیٹھے۔ کشتی بیچ دریا میں جا کر ڈوبنے لگی لوگوں نے کہا۔ کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگا ہوا اس کشتی میں ہے۔ اس کو دریا میں ڈال دو۔ تب کشتی چلے گی۔ قرعہ ڈالا۔ تو تین مرتبہ یونس علیہ السلام ہی کا نام نکلا۔ آخر یہ دریا میں کود پڑے اور بڑی مچھلی نے ان کو نگل لیا۔ اللہ نے مچھلی کو حکم دیا۔ کہ اس کو اپنے پیٹ میں امانت کی طرح رکھیو۔ یہ تیری غذا نہیں ہے۔ ہم نے انہیں تیرے پیٹ میں قید کیا ہے۔

اس اندھیری کوٹھڑی میں حضرت یونس علیہ السلام نے اللہ کو پکارا۔ کہ تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے بے شک قصوروار میں ہی ہوں کہ میں نے تیرے حکم کے بغیر ان پر عذاب آنے کے لیے تین دن مقرر کر دیے۔ اور پھر بغیر تیرے حکم کے ان کو چھوڑ کر نکل بھاگا۔ اللہ عزوجل نے مچھلی کو حکم دیا۔ کہ وہ اُن کو کنارے پر اگل دے۔ لکھا ہے کہ آپ چار گھنٹے مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس کی پکار سنی اور اس تنگ و تاریک مقام سے نجات دی۔ جو ہم پر ایمان رکھتا ہے ہم اسے اسی طرح بلاؤں سے نجات دیتے ہیں ::

Marfat.com

حضرت زکریاؑ کی دُعا

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ

اور ذکر کر زکریا کا۔ جب پکارا اس اپنے رب کو اے رب میرے مت چھوڑ مجھے

فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٨٩﴾

اکیلا اور تو بہتر ہے سب وارثوں سے

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ وَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَ

پس سنی ہم نے اس کی دعا اور عطا کردیا اسے یحییٰ اور

اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ اِنَّهُمْ كَانُوْا

ٹھیک کردیا ہم نے اس کے لیے اس کی زوجہ کو تحقیق وہ تھے

يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا

دوڑتے نیک کاموں میں اور پکارتے تھے ہمیں امید کرکے

وَّ رَهَبًا وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿٩٠﴾

اور ڈرتے ہوئے اور تھے وہ ہمارے آگے عاجزی کرنے والے

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ

اور زکریا کو یاد کر جب اس نے اپنے رب کو پکارا اے میرے رب

فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٨٩﴾

مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ وَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَ

پھر ہم نے اس کی دعا سن لی اور اس کو بخشا یحییٰ اور

اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ اِنَّهُمْ كَانُوْا

درست کردیا اس کی بیوی کو یہ لوگ بھلائیوں کی

يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا

طرف دوڑتے تھے اور ہم کو پکارتے تھے امید کرکے

وَّ رَهَبًا وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿٩٠﴾

اور ڈر سے اور ہمارے آگے عاجزی کرتے تھے

یہاں پھر حضرت زکریاؑ کا حال یاد دلایا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا اور عرض کیا کہ یوں تو میں جانتا ہوں۔ کہ آپ ہر انسان کے بہترین وارث ہیں اور جو کچھ اس کا ہے وہ سب آپ ہی کا ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرے بعد بھی میرے خاندان میں تیرا نام لیوا باقی رہے۔ مجھے تنہا مت رکھ اور ایک فرزند عطا فرما۔ ارشاد ہے کہ ہم نے اس کی دُعا قبول کی ان کی بیوی کی حالت اس غرض کے مناسب درست کردی اور اسے یحییٰ نامی بیٹا بخشا۔ یہ تینوں مستحق رحمت تھے۔ اس لیے کہ نیک کام جھپٹ کر کرتے تھے اور ہماری رحمت کے امیدوار اور ہمارے غضب سے خوف زدہ رہتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کے ساتھ جھکتے تھے ۔

Marfat.com

پاک دامن مریمؑ

وَ الَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا
اور اس عورت کا ذکر کر جس نے حفاظت کی اپنی شرمگاہ کی پس پھونک دی ہم نے
فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَ جَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَآ
عورت میں اپنی روح اور کردیا ہم نے اسے اور اس کے بیٹے کو
اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (۹۱) اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ
نشانی جہان والوں کے لیے تحقیق یہ ہے تمہاری امت
اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّ اَنَا رَبُّكُمْ
امت ایک اور میں ہوں رب تمہارا
فَاعْبُدُوْنِ (۹۲) وَ تَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ
پس میری بندگی کرو اور ٹکڑے کر لیا اپنا کام
بَیْنَهُمْ ؕ كُلٌّ اِلَیْنَا رٰجِعُوْنَ (۹۳)
آپس میں سب ہماری طرف لوٹنے والے ہیں

وَالَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا
اور اس خاتون کا ذکر کر جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی پھر اس میں ہم نے
فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ
اپنی روح پھونک دی اور اس کو اور اس کے بیٹے کو
اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (۹۱) اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ
جہان والوں کے لیے نشانی کیا یہ لوگ تمہارے دین کے ہیں سب
اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ
ایک دین پر اور میں تمہارا رب ہوں سو
فَاعْبُدُوْنِ (۹۲) وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ
میری بندگی کرو اور لوگوں نے اپنا کام آپس میں
بَیْنَهُمْ ؕ كُلٌّ اِلَیْنَا رٰجِعُوْنَ (۹۳) ع ۶
ٹکڑے ٹکڑے کر لیا سب ہمارے پاس پھر آئیں گے

انبیاء میں سے ایک عالیشان پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ ان کی ماں حضرت مریم مجسم عفت و عصمت تھیں۔ اللہ عزوجل نے ان کے اندر اپنی روح میں سے کچھ پھونک دیا اور ان کے بطن سے حضرت عیسیٰؑ بے باپ کے پیدا ہوئے۔ حضرت مریمؑ اور ان کے فرزند حضرت عیسیٰؑ دونوں کو دنیا والوں کے لیے اللہ نے اپنی قدرت کی نشانی بنایا۔ تاکہ لوگ اس کی قدرت کا کرشمہ دیکھ کر اسے پہچانیں اور اس پر ایمان لائیں۔

انبیاء سے ارشاد فرمایا کہ سارے انسان ہمارے بتائے ہوئے دین پر تمہاری رہنمائی سے قائم ہوئے ہیں۔ اور یہ سب کے سب ایک ہی امت میں ہیں اور میں تم سب کا رب ہوں۔ اس لیے سب اکٹھے ہو کر میری عبادت میں لگ جاؤ۔ لیکن لوگوں نے دُنیا کی ہوا و ہوس میں پھنس کر دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور الگ الگ مذہبی جتھے بنا کر بیٹھ گئے۔ سب نے الگ الگ اپنے رب بنا لیے۔ اب اس کی جواب دہی انہیں کرنی پڑے گی۔

آخر یہ سب ہمارے ہی پاس لوٹ کر آئیں گے اور ہم سب سے اچھی طرح نبٹ لیں گے۔

Marfat.com

قانونِ عمل

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
بس جو کوئی کرے نیک کاموں سے اور ہو وہ مومن
فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ (٩٤)
پس نہیں رائگاں جائے گی اس کی کوشش اور تحقیق ہم اسے لکھنے والے ہیں
وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ
اور لازم ہو چکا اس بستی کے لیے جسے ہلاک کر دیا ہم نے کہ وہ
لَا يَرْجِعُوْنَ (٩٥)
واپس نہ آئیں گے

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
سو جو کوئی کچھ نیک کام کرے اور وہ ایمان رکھتا ہو
فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ (٩٤)
سو اس کی کوشش اکارت نہ جائیگی اور ہم اسے لکھ لیتے ہیں
وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ
اور ہر بستی پر جسے ہم نے غارت کر دیا لازم ہو چکا کہ وہ
لَا يَرْجِعُوْنَ (٩٥)
پھر کر نہیں آئیں گے

كُفْرَانَ : انکار کرنا۔ معاوضہ نہ دینا۔ محنت کا معاوضہ نہ دینا۔ کوشش کا پھل نہ اٹھانے دینا۔
حَرَامٌ : مقرر۔ واجب۔ قطعی فیصلہ

اس سے پہلی آیت میں کہا گیا ہے کہ لوگوں نے اپنی حرص و ہوا اور خود غرضیوں میں پھنس کر دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر لیے حالانکہ تمام نوعِ انسانی کے لیے ایک ہی دین مقرر ہے اور سارے انبیا اسی کے واضح کرنے کے لیے دُنیا میں آئے۔ اور جب اسے پورے طور پر آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آخری کتاب قرآن حکیم کے ذریعے بالکل واضح کر دیا گیا۔ اور کسی ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہ رہی۔ تو نبیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اب جو اختلاف کر کے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ وہ سب کے ساتھ ہمارے پاس پھر آئیں گے اور اس کے جواب دہ ہوں گے۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ ہمارے ہاں بدلہ دینے کا قاعدہ یہ ہے کہ جس شخص نے کوئی نیک کام کیا ہوگا۔ اور وہ ایمان بھی رکھتا ہوگا۔ تو اس کی کوشش رائیگاں نہ جائے گی۔ ایسے ہی جو شخص اپنے بُرے اعمال کی شامت سے ہلاک اور تباہی کا سزاوار ہو چکا ہوگا۔ وہ کبھی ان بُرے کاموں کو چھوڑ کر اچھے کاموں کی طرف لوٹ کر نہ آئے گا۔ اور نہ مرنے کے بعد پھر اسے دنیا میں آنا نصیب ہوگا کہ اپنے اعمال کی نئے سرے سے درستی کرے۔ یہ قاعدہ جزا سزا کا انسان کے لیے مقرر ہو چکا ہے۔ اصلی کامیابی کے لیے نیک کام اور اس کے ساتھ ایمان شرط ہے۔

Marfat.com

علاماتِ قیامت

حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ
یہاں تک کہ جب کھول دیئے جائیں گے یاجوج اور ماجوج
وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ (۹۶)
اور وہ سے ہر ٹیلے اترتے چلے آئیں گے
وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِیَ
اور قریب آجائے گا وعدہ سچا پس اچانک وہ
شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْاؕ یٰوَیْلَنَا
پھٹی رہ جائیں گی آنکھیں ان لوگوں کی جو کافر ہوئے ہائے خرابی ہماری
قَدْ كُنَّا فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ
تحقیق تھے ہم غفلت میں اس سے بلکہ
كُنَّا ظٰلِمِیْنَ (۹۷)
تھے ہم ظلم کرنے والے

حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ
یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے
وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ (۹۶)
اور وہ ہر ٹیلے سے پھسلتے چلے آئیں گے
وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِیَ
اور سچا وعدہ نزدیک آجائے گا۔ تو اس دم
شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْاؕ یٰوَیْلَنَا
منکروں کی آنکھیں اوپر لگی رہ جائیں گی۔ ہائے کم بختی ہماری
قَدْ كُنَّا فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ
ہم اس سے بے خبر رہے نہیں بلکہ ہم
كُنَّا ظٰلِمِیْنَ (۹۷)
قصوروار تھے

یاجوج و ماجوج اس وقت سد ذوالقرنین کی وجہ سے رکے ہوئے ہیں۔ قیامت کے دن یہ فسادی لوگ دنیا بھر میں پھیل جائیں گے۔ پہلے ذکر ہوا۔ کہ بدکار لوگ جو اپنی شامت اعمال سے تباہ ہو چکے وہ قیامت سے پہلے دوبارہ نہ آئیں گے۔ اس آیت میں ارشاد ہے۔ کہ جب دیکھو کہ دنیا میں فسادی لوگ پھیل گئے اور ہر طرف سے اُمڈے چلے آرہے ہیں۔ تو سمجھ لو کہ اب قیامت قریب ہے۔ قیامت ایسی ہولناک گھڑی ہے۔ کہ اس کو دیکھ کر منکروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ ہر طرف تباہی ہی تباہی نظر آئے گی۔ وہ بے ساختہ چلا اٹھیں گے۔ کہ اب ہماری شامت آئی۔ افسوس ہے کہ ہم اس کی طرف سے غفلت میں رہے اور نری غفلت ہی نہیں۔ بلکہ جان بوجھ کر جھٹلایا پیغمبروں کے کہنے کو بھی ٹھکرایا اور ایسے کام کئے جن سے تباہی کا آنا ضروری ہوگیا:

Marfat.com

بُت اور اُن کے پجاری

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ

تحقیق ہم | اور جو | تم پوجتے ہو | اللہ کے سوا

حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ﴿۹۸﴾

ایندھن ہے | جہنم کا | تم | اس میں پہنچنے والے ہو

لَوْ كَانَ هَٰؤُلَاءِ آلِهَةً مَّا وَرَدُوهَا

اگر ہوتے | یہ بت | معبود | نہ | پہنچتے اس میں

وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيهَا

اور سارے | اس میں | سدا رہیں گے | ان کے لیے | اس میں

زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ﴿۱۰۰﴾

چیخ و پکار ہے | اور وہ | اس میں | کچھ نہ سنیں گے

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ

تم اور جسے تم اللہ کے سوا پوجتے ہو دوزخ

حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ﴿۹۸﴾

کا ایندھن ہیں تم اس پر پہنچ کر رہو گے

لَوْ كَانَ هَٰؤُلَاءِ آلِهَةً مَّا وَرَدُوهَا

اگر یہ بت معبود ہوتے تو جہنم میں نہ پہنچتے

وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيهَا

اور سارے اس میں پڑے رہیں گے ان کے لیے وہاں

زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ﴿۱۰۰﴾

چلّانا ہے اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے

اس آیت میں ارشاد ہے کہ اس پچھتاوے سے بچنے کی صورت یہی ہے۔ کہ ابھی ابھی اللہ کے سوا دوسروں کو پوجنا چھوڑ دو اور سوچو۔ کہ یہ بُت اللہ عزوجل کے مقابلے میں کوئی چیز ہی نہیں۔ اگر تم ان کے پوجنے سے باز نہ آئے تو دوزخ میں جاؤ گے۔ اور یہ بے جان بت بھی سارے کے سارے دوزخ میں جھونک دیئے جائیں گے، صرف اس لیے کہ ان کی ذلّت اور بے بسی کا حال تم پر خوب واضح ہو جائے اور تمہاری حسرت اور ندامت اور بڑھ جائے۔ گو اس وقت کا چیخنا، چلّانا کچھ کام نہ آئے گا۔ لیکن تم اس حسرت بھری آواز سے چلّاؤ گے اور عذاب کے دکھ کی وجہ سے اس قدر زور سے کراہو گے کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دے گی۔ پھر اس عذاب سے نہ تمہاری جان چھوٹے گی۔ اور نہ یہ تمہارے بت تمہاری مدد کر سکیں گے۔

دونوں عابد و معبود ایک ہی آگ کا ایندھن بنے ہوں گے لیکن عابدوں کے لیے حسرت اور دکھ دونوں تکلیف کا باعث ہوں گے۔ اور معبودوں کو گو خود دکھ نہ ہو۔ لیکن ان کی ذلّت عابدوں کے لیے الگ روح کا عذاب ہو گی!

Marfat.com

مقبول بندے

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا
تحقیق وہ لوگ کہ پہلے ہی ٹھیر چکی ان کے لیے ہماری طرف سے
الْحُسْنٰىٓ ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾
بھلائی وہ لوگ اس سے دور ہوں گے
لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ
نہ سنیں گے اس کی آہٹ اور وہ اس میں کہ چاہے گا
اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ
ان کا جی ہمیشہ رہیں گے نہ غمگین کرے گی انہیں وہ گھبراہٹ
الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ هٰذَا
بڑی اور لینے آئیں گے انہیں فرشتے یہ ہے
يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾
دن تمہارا جس کا تھے تم وعدہ کیے گئے

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا
جن کے لیے ہماری طرف سے پہلے ہی نیکی
الْحُسْنٰىٓ ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾
ٹھیر چکی وہ اس سے دور رہیں گے
لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ
وہ اس کی آہٹ نہیں سنیں گے اور وہ سدا اپنے جی کے
اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ
مزوں میں رہیں گے اس بڑی گھبراہٹ میں ان کو
الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ هٰذَا
غم نہ ہوگا اور ان کو لینے فرشتے آئیں گے آج تمہارا
يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾
دن وہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا

بعض لوگ جو فرشتوں یا اپنے نبیوں یا بزرگوں کو پوجنے لگ گئے۔ تو یہ فرشتے، نبی یا بزرگ تو اللہ عز وجل کے مقربین میں سے ہیں اور وہ اپنے پوجنے والوں سے بیزار ہیں انہوں نے کبھی نہیں کہا کہ ہمیں پوجو۔ بلکہ اس سے بڑے زور کے ساتھ منع کیا اور فقط ایک اللہ کو پوجنے کو کہا۔

ارشاد ہے۔ کہ یہ لوگ پہلے ہی ہمارے نزدیک بھلائی کے مستحق ٹھیر چکے ہیں۔ یہ دوزخ سے دور رکھے جائیں گے۔ یہاں تک کہ پل صراط سے گذرتے وقت انہیں اس کی آہٹ بھی سنائی نہ دے گی۔ وہ اپنی من مانی لذتوں اور خوشیوں میں سدا محو رہیں گے۔ انہیں زبردست قلق اور اضطراب جو چاروں طرف پھیلا ہوگا ذرا غمگین نہ بنا سکے گا۔ فرشتے ہر جگہ ان کا استقبال کر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ آج کا دن تمہارے لیے وہی دن ہے جس کا وعدہ تم سے دنیا میں کیا گیا تھا۔

Marfat.com

گُر کی بات (١)

يَوْمَ نَطْوِى السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ
جس دن ہم لپیٹ دیں گے آسمان کو جیسے لپیٹا جاتا ہے طومار
لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۚ
کاغذوں کا جیسے ابتدا کی ہم نے پہلی بار پیدائش میں ایسے ہی لوٹائیں گے پیدائش
وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿١٠٤﴾ وَلَقَدْ
وعدہ ہے یہ لازم ہم پر تحقیق ہم ہیں اسے پورا کرنے والے اور البتہ
كَتَبْنَا فِى الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ
لکھا ہے ہم نے زبور میں یاد دہانی کے بعد کہ
الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِىَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿١٠٥﴾ اِنَّ
زمین وارث ہوں گے اس کے میرے بندے نیک تحقیق
فِىْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿١٠٦﴾
اس کے اندر بات کو پہنچ جانا ہے ان لوگوں کو جو عبادت گزار ہیں

يَوْمَ نَطْوِى السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ
جس دن ہم آسمان کو لپیٹ دیں گے جیسے طومار میں کاغذ
لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۚ
پلٹتے ہیں جیسے ہم نے پہلی بار سرے سے بنایا تھا پھر دہرائیں گے
وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿١٠٤﴾ وَلَقَدْ
یہ وعدہ ضروری ہے ہم پر سو ہم کو پورا کرنا ہے اور ہم نے
كَتَبْنَا فِى الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ
زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ آخر
الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِىَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿١٠٥﴾ اِنَّ
زمین کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے اس سے
فِىْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿١٠٦﴾
بندگی کرنے والے لوگ مطلب کو پہنچتے ہیں

نَطْوِىْ (لپیٹ دیں گے ہم) مضارع کا صیغہ ہے ط۔و۔ی سے جس سے مصدر طَیٌّ بنا جو اس بعد مذکور ہے طَیٌّ کے معنی ہیں لپیٹ دینا۔ سِجِلّ (لکھے ہوئے کاغذوں کا طومار) اسم ہے س۔ج۔ل سے سَجَل کے معنی لکھنا۔ کُتُبٌ (تحریرات) کتاب کی جمع ہے ہر لکھی ہوئی چیز کو کتاب یا مکتوب کہتے ہیں یہاں کتب سے مراد لکھے ہوئے کاغذات ہیں۔ صَالِحُوْنَ (نیک لوگ) صالح کی جمع ہے جو ص۔ل۔ح سے اسم فاعل ہے۔ اسی سے لفظ صلح، صلاح اور مصالحت وغیرہ بنے ہیں صالح کا ترجمہ نیک کیا ہے لیکن نیک کو محدود معنی میں نہ لینا چاہیے۔ صالح وہ ہے جو کسی کام کے کرنے کی فطری قابلیت اور صلاحیت رکھتا ہو یا مشق اور کوشش سے اپنے آپ کو کسی کام کے قابل بنالے اور اس کا اہل اپنے آپ کو ثابت کرے۔ اَلْاَرْضُ (زمین) اس کا مفہوم ملک بھی ہو سکتا ہے اور کام کرنے کا یا اقتدار چلانے کا موقع اور محل بھی ہو سکتا ہے۔ زَبُوْر (مکتوب) یہ اس آسمانی صحیفہ کا نام ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوا۔ ذِکْرٌ (نصیحت) اصل معنی یاد دلانا اور یاد کرنا ہیں۔ پھر اس چیز یا بات کو بھی کہنے لگے جو کسی کام کی یاد دلادے یا اُسے اچھی طرح سمجھادے۔ بَلَاغ (پہنچ جانا) یہاں اس سے مراد اصل مطلب کو پہنچ جانا یعنی اصل بات معلوم کر لینا ہے۔ عَابِدِیْنَ (عبادت گزار) اللہ عزوجل کی باتیں ماننے والے۔ اس کا حکم بجا لانے والے۔

Marfat.com

گُر کی بات (ب)

پہلی آیتوں میں سمجھایا گیا۔ کہ جتنے نبی دنیا میں آئے انہوں نے انسان کو دنیا میں زندگی بسر کرنے کا ایک ہی طریقہ سکھایا اور ایک ہی عقیدے کی تعلیم دی۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ سارے انسان ایک ہی امت ہیں اور سب کا اسی عقیدے پر اتفاق ہونا چاہیے کہ ہمارا رب اللہ ہے اور وہ ایک ہے۔ اسی نے پیدا کیا اور وہی پالتا ہے۔ اس لیے اسی کی بندگی کرنی چاہیے۔ اور اسی کا تابع فرمان ہو کر رہنا چاہیے لیکن انسان کو اس کی خواہشوں اور خود غرضیوں نے اسے اصل دین پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور ہر ایک اپنی خواہشوں کا غلام بن گیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ انسان کے بے شمار فرقے بن گئے۔ اب ان کو سمجھ لینا چاہیے۔ کہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق سزا ملے گی۔ جو انسان اصل عقیدے کے مطابق اللہ پر ایمان لا کر اچھے کام کریں گے وہ کامیاب ہوں گے اور جو غلط عقیدے اختیار کریں گے اور وہ بُرے کام کرتے مر جائیں گے۔ ان کا انجام بُرا ہو گا۔ یاد رکھو یہ دُنیا ختم ہو جائے گی اور انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اور قیامت قائم ہو گی۔ اس کے بعد ان آیتوں میں قیامت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ کہ پہلے تو آسمان کو اس طرح لپیٹ دیا جائے گا۔ جس طرح پھیلے ہوتے دستاویزات اور وثائق کو اکٹھا کر کے لپیٹ دیا جاتا ہے۔ مراد یہ کہ ساری چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ اس کے بعد پھر نئے سرے سے عالم کو بنایا جائے گا اور جیسے پہلی بار بنا تھا ویسے ہی دوبارہ بن کر تیار ہو جائے گا۔ ارشاد ہے کہ یہ ہمارا وعدہ ہے۔ ہم اسے پورا کر کے رہیں گے۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ نوع انسان کے لیے زمین کے انتظام اور حکومت میں ایک حصّہ مقرر کیا گیا ہے۔ یہاں کی حکومت ان کو دی جائے گی جو اپنے آپ کو اس کا مستحق اور اہل ثابت کر دیں گے۔ نااہلوں کے پاس سے حکومت چھین کر ان کو دے دی جائے گی۔ جو ان سے زیادہ ان کے اہل ہوں گے۔ یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا۔ یہاں تک کہ جب نرے نا اہل اور نالائق لوگ رہ جائیں گے تو دُنیا کو ختم کر دیا جائے گا۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ اگر حکومت کے اس قانون وراثت پر غور کریں گے۔ تو ہمارے اطاعت گذار بندے بھید کی بات سمجھ جائیں گے۔ اور وہ یہ کہ قرآن مجید نے عبادت گذار اسلام کے تابع بندوں کے لیے میدان صاف کر دیا ہے اور اچھی طرح سمجھا دیا ہے۔ کہ اللہ عزوجل کے سچے دل سے فرمانبردار بن جانے سے زمین پر حکومت کرنے کا پورا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ ایسے بندے اس دنیا میں بھی حکومت کریں گے اور مرنے کے بعد بھی جنّت کی زمین کے وارث وہی ہوں گے۔

Marfat.com

دعوت نامہ

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾
اور نہیں بھیجا ہم نے تمہیں مگر رحمت بنا کر جہان والوں کے لیے
قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ
تو کہہ دے بات صرف یہ ہے کہ وحی کی گئی ہے میری طرف کہ بس تمہارا معبود
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾
معبود ہے ایک پس کیا تم ماننے والے ہو
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ
پس اگر منہ پھیر لیں وہ پس کہہ دے خبر دے دی میں نے تمہیں برابری کے ساتھ

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾
اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو جہان کے لوگوں پر مہربانی کر کے
قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ
تو کہہ میرے پاس تو یہی حکم آیا ہے کہ تمہارا معبود
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾
ایک ہے پھر کیا تم حکم برداری کرنے والے ہو پھر اگر وہ
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ
منہ موڑیں تو کہہ دے میں نے تم کو دونوں طرف کی برابر خبر کر دی

اٰذَنْتُكُمْ خبر دے دی ہیں نے تمہیں (اٰذَنْتُ ماضی کا صیغہ ہے اِیْذَانٌ سے جس کا مادہ ا۔ ذ۔ ن ہے۔ اِذن کے معنی اجازت کے بھی ہیں اور سننے اور کان لگانے کے بھی ہیں۔ اِیْذَانٌ اس کا متعدّی ہے جس کے معنی سنانا ہیں۔ یہ لفظ پہلے گذر چکا ہے)۔ عَلٰى سَوَآءٍ (دونوں طرف کی برابر یا سب کو یکساں) مراد یہ ہے کہ تمہیں بھلائی برائی اور ایمان و کفر دونوں کا نتیجہ برابر سمجھا دیا۔

پہلے ارشاد ہوا کہ حکمرانی کا دار و مدار حکومت کرنے کی اہلیّت اور قابلیّت پر ہے۔ اس سے مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کے لیے اپنے آپ کو دُنیا میں حکومت کرنے کے قابل بنانے کا موقعہ قرآن مجید نے مہیّا کر دیا ہے۔ اس کے اوپر چلیں گے تو ہمیشہ حکمرانی کریں گے۔

اس آیت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے کہ ہم نے تجھے یہ قرآن دے کر سارے جہان والوں کے لیے رحمت بنا دیا ہے جس کا جی چاہے اس سے مستفید ہو اور دو جہان کی حکمرانی کی قابلیّت پیدا کرے۔ ان لوگوں سے یہ بھی صاف طور پر کہہ دے کہ ایسی قابلیّت کے پیدا کرنے کا گُر صرف توحید ہے یعنی سوا ایک اللہ عزّ و جلّ کے کسی کی عبادت اور تابعداری نہ کرنا اسی عقیدے سے انسان کی سب پر غالب رہنے کی استعداد بڑھتی ہے۔ اب بولو کہ اسلام قبول کرتے ہو یا نہیں۔ اتنا صاف سمجھانے کے بعد بھی اگر یہ لوگ نہ مانیں تو ان سے کہہ دے۔ کہ میں تم سب کو بھلائی برائی کے معنی اور ان کے نتیجوں سے پوری طرح آگاہ کر چکا نہ مانو گے تو پچھتاؤ گے اور ہمیشہ کے دردناک عذاب میں مبتلا رہو گے ؛

Marfat.com

مختار اللہ عزّوجل ہے

وَاِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ
اور نہیں جانتا میں آیا نزدیک ہے یا دور
مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٩﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ
جو وعدہ کیا گیا تم سے تحقیق اللہ جانتا ہے پکار کر
مِنَ الْقَوْلِ وَ يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿١١٠﴾
بات کہی ہوئی اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو
وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَ مَتَاعٌ
اور نہیں جانتا میں شاید یہ آزمائش ہو تمہاری اور فائدہ پہنچانا ہو
اِلٰى حِيْنٍ ﴿١١١﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَ رَبُّنَا
ایک وقت تک کہا اے میرے رب فیصلہ کر ٹھیک ٹھیک اور ہمارا رب
الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿١١٢﴾ ع
رحمٰن ہے جس سے مدد مانگی جاتی ہے اس پر جو تم کہتے ہو

وَاِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ
اور میں نہیں جانتا کہ جو تم سے وعدہ ہوا وہ قریب
مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٩﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ
ہے یا دور ہے بے شک اللہ جانتا ہے جو بات پکار کر کرو اسے رب
مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿١١٠﴾
جانتا ہے اور وہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو
وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ
اور میں نہیں جانتا کہ تاخیر میں تمہاری آزمائش ہے اور ایک وقت
اِلٰى حِيْنٍ ﴿١١١﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا
تک فائدہ پہنچانا ہے رسول نے کہا اے میرے رب فیصلہ کر دے انصاف سے اور ہمارا رب
الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿١١٢﴾ ع ١٩ النصف
رحمٰن ہے اور اسی سے ان باتوں پر مدد مانگتے ہو جو تم کہتے ہو

ارشاد ہے کہ ان سے کہہ دے کہ اعمال کا بدلہ مل کر رہے گا دیر سویر کا مجھے علم نہیں اگر تمہاری گستاخیاں حد سے بڑھ گئیں تو تمہاری دنیا میں بھی کافی گوشمالی کی جا سکتی ہے اور نیک بندوں کو ان کے صبر کا کچھ پھل یہاں بھی مل سکتا ہے۔ خالق کائنات اور رب عظیم تمہاری وہ باتیں بھی جانتا ہے جو تم پکار پکار کر علانیہ کہتے پھرتے ہو اور وہ ان باتوں سے بھی واقف ہے جو تم چھپا کر کرتے ہو۔ ان سے کہہ دو کہ یہ جو تمہیں مہلت مل رہی ہے میں نہیں جانتا کیوں مل رہی ہے۔ شاید اس میں تمہاری آزمائش منظور ہو کہ دیکھیں یہ اب بھی سمجھتے ہیں یا نہیں۔

یہ سارا پیغام پہنچا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی جناب میں عرض کیا کہ اے رب ہمارے اور ان سرکش کافروں کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ فرما دے۔ پھر کافروں سے کہہ دیا کہ سمجھو یا نہ سمجھو۔ ہمارا رب بڑا مہربان ہے ہم اس کے آگے فریاد کرتے ہیں اور یہ جو تم ڈینگیں مارتے پھرتے ہو اور دھمکیاں دیتے ہو ان کے مقابلہ کے لیے ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں:۔ الحمد للہ سورۃ الانبیاء ختم ہوئی۔

Marfat.com

سورۃ الانبیاء پر ایک نظر (۱)

اس سورت میں انسان کو سمجھایا گیا ہے۔ کہ اس کے لیے اس دنیا میں زندگی بسر کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے۔ اوّل تو اسے یہ سمجھنا چاہیئے کہ مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ قیامت قائم ہوگی اور دنیا میں جو کچھ اس نے کیا ہے۔ اس کی ٹھیک ٹھیک جانچ پڑتال ہوگی۔ اس کو چاہیئے۔ کہ ہمارے رسولوں کی بات دل لگا کر سنے۔ یہ رسول اوروں کی طرح آدمی ہیں اور اپنے قول و فعل سے وہی باتیں سکھائیں گے جو آدمی کو زیب دیتی ہیں۔ رسولوں کو جھٹلانے اور ان کی بات نہ ماننے سے پہلی قوموں پر بہت سی آفتیں آ چکی ہیں۔ ان کے حالات پر غور کریں اور اُن کی سی عادتیں اختیار نہ کریں ورنہ اُن پر بھی ویسے ہی عذاب آنے کا پورا اندیشہ ہے۔ رسولوں کا پہلا پیغام یہ ہے کہ اس سارے جہان کا بنانے والا اور اس کا پلنے والا اس کا رب اور حاکم ایک اللہ ہے۔ اسی کی عبادت کرو۔ اسی کے احکام بجا لاؤ۔ عالم کی ساری قوتیں اسی کی تابع فرمان ہیں۔ وہ چاہے۔ فرشتے ہوں یا جنّ یا انسان سب اسی کے حکم کے نیچے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود بننے کے قابل نہیں۔ انسان نے نادانی سے طبعی قوتوں کو جانے کیا کیا نام دے کر پوجنا شروع کر دیا۔ ان کی خیالی صورتیں قائم کر کے ان کے مطابق ان کے بُت گھڑ لیے۔ یہ سب باتیں شرک اور کفر ہیں اور سراسر گمراہی کے راستے ہیں۔ ان کو مٹا کر سیدھا راستہ قائم کرنے پر اس سے پہلے اللہ کے رسول حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کمر باندھی۔ بتوں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ اللہ نے ان کے مخالفوں سے انہیں بچا کر امن و امان کی جگہ پہنچا دیا۔ اور ان کو دُنیا میں بھی عزت دی اور ان کی اولاد میں سے بہت سے نبی اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے پیدا کر دیئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے یہی کام انجام دیا۔ پھر حضرت لوط علیہ السلام ایک بدکار قوم کی ہدایت پر مامور ہوئے۔ حضرت داؤد۔ حضرت سلیمان۔ اسماعیل اور ادریس۔ ذوالکفل۔ یونس، زکریا اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام نے اپنے اپنے زمانے میں خلق خدا کی ہدایت پر کمر باندھی۔ اللہ کی عبادت، صبر، شکر کے نمونے لوگوں کو دکھائے۔

Marfat.com

سورۃ الانبیاء پر ایک نظر (ب)

پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور تمام انبیاء کی تعلیم کو اکٹھا جمع کر کے ہمیشہ کے لیے انسان کی ہدایت کا سامان کر دیا۔ اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ تمام انبیاء جو دنیا میں انسان کی ہدایت کے لیے مختلف اوقات میں آئے۔ ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ سب نے انسان کو ایک ہی دین سکھایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سب انسان ایک ہی امت ہیں۔ اور اللہ عزوجل ان سب کا رب ہے۔ سب کو چاہیئے۔ کہ اُن کی عبادت پر اتفاق کر لیں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ لوگ اپنے اپنے فرقے الگ الگ بنا کر بیٹھ گئے۔ ایک دن یہ سب اللہ عزوجلّ کے سامنے جمع ہوں گے اور ان کی بابت قطعی فیصلہ کر دیا جائے گا۔ آخر میں انسان کو اس دنیا میں رہنے کا طریقہ بتایا ہے کہ ہم نے اگلی کتابوں میں کام کی باتیں بتانے کے بعد اس کا اعلان کر دیا ہے کہ دنیا میں انسان کو عدل اور انصاف کی حکومت قائم کیے بغیر چارہ نہیں اور یہ حکومت وہی لوگ قائم کر سکیں گے۔ جو اس کے اہل ہونگے۔ نااہل اگر بادشاہت سنبھالیں گے۔ تو ان کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائیگا۔ اس قانون کے سمجھ لینے کے بعد ہمارے بھیجے ہوئے دین اسلام کے ماننے والوں کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو دنیا پر حکومت کرنے کا اہل ثابت کریں۔ قرآن مجید نے وہ سب گُر بتا دیئے ہیں۔ جن سے حکومت کی اہلیت ہمیشہ کے لیے حاصل کی جا سکتی ہے۔ جس کا جی چاہے۔ ان کے مطابق اپنے آپ کو حکومت کا اہل بنا لے۔ یہ انسان پر اللہ عزّوجلّ کی عام رحمت ہے۔ کہ حکومت کو کسی خاص فرقہ یا گروہ کی وراثت قرار نہیں دیا بلکہ ہر فرقہ کو اختیار دیا کہ اگر چاہے تو دونوں جہان کی حکومت کا مستحق اپنے آپ کو بنا لے۔ وہ رحمت ہے۔ جس کا اعلان آخری مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے ذریعہ کر دیا۔ اس لیے آپ سارے عالم کے لیے رحمت ہیں جس کا جی چاہے اس رحمت سے مالا مال ہو اور فائدہ اٹھائے جو شخص یا قوم چاہے کہ اصول قرآنی کو مانے بغیر حکومت قائم کر لے۔ اس کی حکومت زیادہ دن نہ چل سکے گی اور اس کو اس سے زیادہ اہلیت رکھنے والی قوم مار بھگائے گی اور اپنی حکومت قائم کر لے گی۔ اگر مسلمان قرآنی طریقہ کے مطابق پھر درست ہو گئے۔ تو آخر میں حکومت انہی کی ہوگی۔ اور اگر نہ ہوئے تو دنیا فسادیوں کے ہاتھ سے صدمے اور جھٹکے اٹھاتے اٹھاتے فنا ہو جائیگی اور آخرت میں حکومت متقیوں کو نصیب ہوگی ۔

Marfat.com

سورۃ الانبیاء پر ایک نظر (ج)

اس سورت میں اہل اسلام کو دنیا کی سیاست کا طریقہ عجیب انداز میں سمجھا دیا گیا ہے۔ اس لیے دنیا میں قرآن مجید کے صحیح طرز پر سیاست اور حکومت کا پھیلانا مسلمانوں کا پہلا فرض ہے۔ کیوں کہ جب تک صحیح سیاست قائم نہ ہو لوگوں کی ان مقاصد کی طرف رہنمائی کرنا جو اس سے کہیں بلند تر ہیں۔ تقریباً بے کار کوشش ہے۔ اس پر انگریزی مثل گاڑی کو گھوڑے کے آگے رکھنا چسپاں ہوتی ہے۔

توحید کا اقرار، شرک و کفر سے پرہیز، رسالت کا اقرار، قیامت اور اعمال کے حساب کتاب اور جزا سزا پر ایمان آخرت کے سنوارنے والی باتیں ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ دنیا بھی اصلی معنوں میں انہی سے سنورتی ہے۔ لیکن دنیا والوں کے سامنے ان کا پیش کرنا مفید مطلب نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ ان کو پہلے یہ نہ دکھلا دیا جائے۔ کہ ان باتوں کے ماننے ہی پر انسان کی دنیاوی بہبودی بھی موقوف ہے۔ اس بنا پر تبلیغ کا فرض پورے طور پر جبھی ادا ہو سکتا ہے۔ جب مسلمان پہلے دنیا کے سامنے سیاست کا صحیح طریقہ پیش کریں اور ثابت کر دیں کہ ان تمام عقیدوں کے ماننے والے واقعی دنیا کی ٹھیک تنظیم اور اس کے اندر امن و امان کی زندگی قائم کرنے کے سب سے زیادہ اہل ہیں۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اکثر لوگ بجائے اس کے کہ اسلام کی طرف مائل ہوں۔ اس سے غفلت برتیں گے۔ بلکہ دشمن اسلام مسلمانوں کی سیاسی ناکامیابی کو اسلام کے خلاف حربہ کے طور پر استعمال کریں گے۔

گذشتہ تاریخی واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان یہاں چوک گئے اور ایسی زبردست ٹھوکر کھائی کہ منہ کے بل آ رہے۔ وہ یہ سمجھ بیٹھے۔ کہ فوجی طاقت سے لوگوں کو دبا کر رکھنا اسلام کا مقصد ہے۔ حالانکہ ان کو اسلام کی مقدس کتاب یہ سکھاتی ہے۔ کہ عدل و انصاف مسلمانوں کا مرکزی قلعہ ہونا چاہیئے۔ اور ان کو تمام دنیا پر یہ ظاہر کر دینا چاہیئے۔ کہ عدل ہی سے دنیا میں امن و امان قائم ہو سکتا ہے۔

قرآن مجید میں عدل کو قسط، میزان، قسطاس مستقیم وغیرہ کے الفاظ سے جابجا ظاہر کیا گیا ہے اور اس کی اہمیت ثابت کرنے کے لیے اس کو کتاب کا ہم مرتبہ کہا گیا ہے۔ سورۃ الحدید میں ارشاد ہے کہ ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ کتاب اور میزان دو چیزیں بھیجیں تاکہ لوگ دنیا میں ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی نہ کریں اور امن و امان سے رہیں۔ ہم مسلمانوں کو اب یہ سوچنا چاہیئے کہ ہم نے دنیا میں عدل و انصاف قائم کیا۔ یا اپنے ہی حلوے مانڈے کی خیر مناتے رہے ::

Marfat.com

ذخیرہ

سُورۃ الحج

ترتیب کے لحاظ سے یہ سورت قرآن مجید کی بائیسویں سورت ہے اور اس میں دس رکوع ہیں۔ چونکہ اس میں حج کا ذکر ہے اس لحاظ سے اس کا نام سورۃ الحج ہے۔ اس کا اکثر حصہ مکہ میں نازل ہوا اور کچھ حصہ مدینہ میں۔ مدینہ کا حصہ مضامین کے لحاظ سے چونکہ بہت اہم ہے اس لیے اسے عموماً مدنی صورت لکھتے ہیں۔ اس سے پہلی سورۃ الانبیاء کے آخری رکوع میں قیامت کا بیان تھا۔ کہ یہ دُنیا فنا ہو جائے گی اور تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کر کے کافروں کو ان کے کفر و شرک کی سزا دی جائے گی اور نیک بندوں کو راحت و آرام نصیب ہوگا

اس سورت کے شروع میں احوالِ قیامت کا ایسے دہشت ناک الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔ کہ سُن کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ انسان سے کہا گیا ہے۔ کہ اللہ عزوجل کی بابت شک و شبہ میں مبتلا نہ رہے۔ ورنہ انجام بہت بُرا ہوگا۔ اس کے بعد مر کر دوبارہ جینے کا ثبوت زبردست دلیل کے ذریعہ تفصیل کے ساتھ دیا ہے۔ بُرے اعمال کی سزا دوزخ کی آگ بتائی ہے اور نیک لوگوں کو جنت کی خوش خبری دی ہے۔ آدمی کو اللہ کی عبادت دُنیا کے نفع کے لیے نہیں۔ اللہ عزوجل کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرنی چاہیئے۔ اللہ عزوجل کے آگے ساری کائنات سر بسجود ہے۔ مگر بعض آدمی بدبختی سے سرکشی کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کعبہ تعمیر کرنے کا بیان ہے اور لوگوں کو اس کے حج پر آمادہ کیا گیا ہے۔ پھر قربانی کا ذکر ہے۔ مخالفوں سے بوجہ ان کی شورہ پشتی کے قتال کی اجازت دی گئی ہے۔ انسان کو ڈرایا گیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو پیغام اللہ کی طرف سے انہیں پہنچاتے ہیں۔ اس میں شک نہ کریں۔ وہ سراسر حق ہے۔ شیطان اس میں دخل اندازی نہیں کر سکتا۔ اللہ کے واسطے ہجرت کرنے والوں کی تعریف کی گئی ہے اور ان کی مدد کا وعدہ کیا گیا ہے۔ مخالفین اسلام کو سمجھایا گیا ہے۔ کہ دین میں حالات اور وقت کے مطابق اللہ کی رضا حاصل کرنے کے خاص خاص طریقے مقرر کیے جاتے ہیں۔ اس لیے قرآن مجید نے جو طریقے مقرر کیے ہیں ان کی بابت جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں۔ آج کل یہی طریقے مناسب ہیں جو قرآن نے مقرر کیے ہیں۔ قیامت کے دن سب خود دیکھ لیں گے کہ قرآن مجید کے احکام ہی حق تھے آخر میں بتوں کی بے بسی کو واضح دلیل کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ کہ اللہ عزوجل کو ٹھیک طور پر پہچانو اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری میں کوشش کرو۔ اسلام نہیں یہی طریقہ سکھاتا ہے ؛؛

Marfat.com

سورۃ الحج مدنیۃ وھی ثمان وسبعون اٰیۃ وعشر رکوعات

اللہ سے ڈرو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ
اے لوگو ڈرو اپنے رب سے تحقیق زلزلہ
السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ (۱) يَوْمَ تَرَوْنَهَا
اس گھڑی کا چیز ہے بڑی جس دن تم دیکھو گے اسے
تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ
بھول جائے گی ہر دودھ پلانے والی جسے دودھ پلا رہی ہے
وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ
اور گرا دے گی ہر حمل والی اپنا حمل اور
تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى
دیکھے گا تو لوگوں کو نشہ میں اور نہیں وہ نشہ میں
وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ (۲)
اور لیکن عذاب اللہ کا سخت ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ
لوگو اپنے رب سے ڈرو بے شک قیامت کا
السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ (۱) يَوْمَ تَرَوْنَهَا
بھونچال ایک بڑی چیز ہے جس دن اسے دیکھو گے
تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ
ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی
وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ
اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی اور
تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى
تو لوگوں کو نشہ میں دیکھے گا حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے
وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ (۲)
لیکن اللہ کا عذاب سخت ہے

تَذْهَلُ: (غافل ہو جائے گی) مضارع کا صیغہ ہے ذ۔ہ۔ل سے۔ ذہول کے معنی غفلت کرنا۔ غافل ہو جانا۔ مُرْضِعَةٍ: (دودھ پلانے والی) اسم فاعل مؤنث ہے ارضاع سے جس کا مادہ ر۔ض۔ع ہے۔ رضع دودھ پلانا۔ یہ لفظ سورۃ البقرہ میں گذر چکا ہے۔ سُكٰرٰى (بے ہوش) سُکْرَانٌ کی جمع ہے جو س۔ک۔ر سے صفت کا صیغہ ہے۔ سکر کے معنی نشہ میں ہونا۔ سُکْرَانٌ کے معنی بیہوش۔ نشہ میں مست۔

ارشاد ہے کہ اے لوگو! اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے تم سب اسی کے سہارے سے جیتے ہو۔ اگر وہ (نعوذ باللہ) ناراض ہو جائے تو تمہارا کوئی ٹھکانا نہیں۔ خواب غفلت سے چونکو۔ اللہ کی نافرمانی نہ کرو۔ قیامت کا بھونچال بڑا سخت ہے۔ دودھ پلانے والیاں اس میں بچوں کو دودھ پلانا بھول جائیں گی۔ حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے۔ آدمیوں کی حالت ایسی ہو گی جیسے نشہ میں چور لوگوں کی ہوتی ہے۔ لیکن یہ شراب کا نشہ نہ ہو گا۔ بلکہ اللہ کے عذاب کو دیکھ کر لوگوں کے ہوش اڑے ہوئے ہوں گے۔ واقعی اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔ اللہ ہی بچائے تو بچائے۔

Marfat.com

کج بحثی

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ
اور آدمیوں میں سے وہ بھی ہیں جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ کی بات میں
بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ (۳)
بے جانے بوجھے اور پیروی کرتے ہیں ہر شیطان سرکش کی
كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ
جس پر لکھ دیا گیا ہے۔ بے شک جو اس کا ساتھی ہو تو وہ
يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ (۴)
اسے گمراہ کرے اور راہ دکھائے اسے طرف عذاب آگ کے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ
اور بعض آدمی ایسے ہیں کہ وہ اللہ کی بات میں جھگڑتے ہیں
بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ (۳)
بے خبری سے اور ہر سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں
كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ
جس کے حق میں لکھ دیا گیا ہے کہ جو کوئی اس کا رفیق ہو، وہ اسے
يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ (۴)
بہکائے گا اور دوزخ کے عذاب کا رستہ دکھائے گا

مَرِیْدٍ: سرکش۔ صفت کا صیغہ ہے م ر د سے مَرْد کے معنی اطاعت سے سرتابی۔ یہ لفظ سورۃ النساء میں گذر چکا ہے۔

تَوَلّٰی: رفیق بن جانا / ماضی ہے تَوَلِّی سے جو و ل ی سے بنا ہے۔ ولی کے معنی نزدیکی۔ قربت۔ تَوَلِّی: نزدیک ہونا۔ وَلِیٌّ اسی سے بنا ہے۔

اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو بعض کاموں کے کرنے کا حکم دیا اور بعض سے روک دیا۔ انسان کو یقین کر لینا چاہیئے کہ اللہ عزوجل نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ انسان کے لیے دُنیا اور آخرت دونوں میں مفید ہیں اور جن کاموں سے منع کیا ہے وہ اس کے حق میں دونوں جہان میں مضر ہیں۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ بعض لوگ نادانی سے اس کے حکموں میں جھگڑے پیدا کرتے ہیں۔ اور ان سے منہ موڑ کر شریر ضدّی اور اکھڑ باز لوگوں کے کہنے پر چلتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے۔ کہ ان پر اللہ کی پھٹکار ہے اور ان کی بابت یہ امر یقینی ہے۔ کہ جو ان کا کہنا مانے گا اور اُن کا دوست بن جائے گا۔ وہ اسے سیدھے راستے سے بھٹکا کر چھوڑیں گے اور ایسے راستہ پر ڈال دیں گے جو انہیں سیدھا جہنم کی طرف لے جائے گا اور وہ اس میں جلا کریں گے۔ بعض لوگ واقعی کچھ ایسی ٹیڑھی طبیعت رکھتے ہیں کہ سیدھی بات ان کی سمجھ ہی میں نہیں آتی اور ہمیشہ ٹیڑھے ہی چلتے ہیں۔ یہ لوگ شیطان کے چیلے ہیں اور جو ان کے ہتھے چڑھ گیا وہ اسے مٹا کر چھوڑیں گے۔

Marfat.com

شک و شبہ کا علاج

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ
اے لوگو! اگر ہو تم شک و شبہ میں جی اٹھنے کی بابت
فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ
پس ہم نے بنایا تمہیں مٹی سے پھر بوند سے
ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ
پھر خون بستہ سے پھر گوشت کی بوٹی سے جو صورت دار
وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ
اور غیر صورت دار ہوتی ہے تاکہ بیان کردیں ہم تمہارے لیے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ
اے لوگو اگر تمہیں دوبارہ جی اٹھنے میں شک ہے
فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ
تو ہم نے تم کو مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے
ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ
پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی نقشے والی سے
وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ
اور بے نقشہ والی سے تاکہ تمہیں کھول کر سنا دیں

بَعۡث: (موت کے بعد پھر زندہ ہونا) اس لفظ کے معنی خوب ذہن میں بٹھا لینے چاہییں اس پر یقین کیے بغیر انسان انسان نہیں بن سکتا۔

مُخَلَّقَةٍ: (ناک نقشہ والی) اسم مفعول ہے تخلیق سے جو خ۔ل۔ق سے بنا ہے۔ خلق کے معنی گھڑنا، ناک نقشہ درست کرنا۔

غَیۡرِ مُخَلَّقَةٍ: (ان گھڑ لوتھڑا)

اللہ عزوجل کے حکموں کو ٹھکرانے والے طرح طرح کی غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں۔ وہ نادان یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سب کچھ جانتے اور اپنے فائدے کی باتوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ لیکن وہ درحقیقت کچھ نہیں سمجھتے۔ جو شخص اللہ کو اور اس کے احکام ہی کو نہ سمجھا۔ وہ دراصل زندگی کو اور اس کے مقصد ہی کو نہ سمجھا۔ اور ان دونوں کے سمجھے بغیر اور چیزوں کا سمجھنا لاحاصل اور تضیع اوقات ہے۔ ایسے لوگ شیطان کے چیلے ہیں اور وہ انہیں اپنے ساتھ دوزخ میں لے جا کر جھونک دے گا۔

اس آیت میں لوگوں کو سمجھایا گیا ہے کہ انسان جب تک بعث پر ایمان نہ لائے گا۔ وہ اصلی معنوں میں انسان نہ بن سکے گا اسے سمجھنا چاہیے کہ انسان کی پیدائش مٹی سے شروع ہوتی ہے اس کے مختلف اجزا کے مجموعہ سے نطفہ بنتا ہے پھر وہ جمے ہوئے خون کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ پھر یہ خون گوشت کا ایک لوتھڑا بن جاتا ہے جس کی ابتدا میں کوئی شکل نہیں ہوتی پھر اس کی شکل بننی شروع ہوتی ہے۔ آگے ارشاد ہے۔ کہ اس تفصیل سے غرض یہ ہے کہ انسان کو اللہ کی قدرت کی وسعت کھول کر سمجھا دی جائے اس کے بدن کے اجزا سب مٹی سے حاصل ہوتے ہیں اور پھر ان کے مجموعہ کے حالت بدلتے بدلتے آخر انسان کا ڈھانچہ تیار ہو جاتا ہے اور یہ تغیر و تبدل مقررہ قاعدوں کے مطابق ہوتا ہے ؛

Marfat.com

انسان کی پرورش

وَ نُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓی اَجَلٍ

اور ٹھہرائے رکھتے ہیں ہم رحموں کے اندر جو چاہیں ایک مدت تک

مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ

جو مقرر ہے پھر نکالتے ہیں تمہیں بچہ پھر

لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى

تاکہ پہنچو تم جوانی کے زور تک ۔ اور تم میں سے وہ ہے کہ اٹھا لیا جاتا ہے

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ

اور تم میں سے وہ ہے جو پہنچایا جاتا ہے پست ترین عمر تک

لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ

تاکہ نہ جانے وہ جاننے کے بعد کچھ

وَنُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ

پھر ہم جسے چاہیں رحم میں ٹھہرائے رکھتے ہیں ایک وقت

مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ

معین تک پھر تمہیں نکالتے ہیں بچہ پھر

لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى

جب تک کہ پہنچو اپنی جوانی کے زور کو پھر تم میں سے بعض مر جاتے

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ

ہیں اور بعض کو پہنچا دیا جاتا ہے نکمی عمر تک

لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ

تاکہ سمجھنے کے بعد کچھ نہ سمجھے

نُقِرُّ (ٹھہراتے ہیں ہم) مضارع کا صیغہ ہے اِقرار سے جو ق ر ر سے بنا ہے قرار کے معنی ایک جگہ ٹھہرنا، اقرار : ٹھہرانا

اَشُدَّ (قوت، کمال) یہ لفظ سورۃ الانعام اور سورہ بنی اسرائیل میں گذر چکا ہے ۔

ارشاد ہے کہ جب گوشت کے لوتھڑے کی شکل بن جاتی ہے ۔ تو ہم ماں کے پیٹ میں جسے چاہتے ہیں ٹھہراتے ہیں اور جسے ٹھہرانا نہیں چاہتے وہ حمل ساقط ہو جاتا ہے ۔ اس کی مدت مقرر ہے ۔ جو کم سے کم چھ مہینے اور زیادہ سے زیادہ دو سال ہے اور بعض کے نزدیک چار سال ۔ ماں کے پیٹ میں نطفہ کی تربیت ہوتی رہتی ہے اور اسے اس کی ضروری غذا پہنچتی رہتی ہے ۔ یہاں تک کہ ایک جیتا جاگتا بچہ بن جاتا ہے ۔ تب اسے اس مکمل شکل میں ماں کے پیٹ سے باہر نکالا جاتا ہے ۔ پھر باہر اس کی تربیت اور ترقی جاری رہتی ہے ۔ یہاں تک کہ اس کی اندرونی اور بیرونی قوتیں پورے کمال کو پہنچ جاتی ہیں ۔ پھر بعض بچپن یا جوانی ہی میں مر جاتے ہیں اور بعض بڑھاپے تک زندہ رہتے ہیں ۔ بعض یہاں تک کہ ان کی قوتیں دوبارہ کمزور ہونے لگتی ہیں اور وہ عمر کے سب سے نچلے درجے تک پہنچ جاتے ہیں ۔ سمجھ اور حافظہ کمزور ہو جاتا ہے اور جو کچھ سیکھا تھا بھول بھال جاتے ہیں ۔

Marfat.com

ایک اور منظر

وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا

اور دیکھتا ہے تو زمین کو مرجھائی ہوئی پس جب اتارتے ہیں ہم

عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ

اس پر پانی تر و تازہ ہو جاتی ہے اور ابھرتی ہے اور اگاتی ہے

مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ﴿٥﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ

ہر قسم کی چیز رونق دار یہ ہوا اس لیے کہ

اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى

اللہ وہی حقیقت ہے اور کہ وہ زندہ کرتا ہے مُردوں کو

وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٦﴾

اور کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے

وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا

اور تو زمین کو خراب خشک دیکھتا ہے پھر جہاں ہم نے

عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ

اس پر پانی برسایا ترو تازہ ہو گئی اور ابھری اور ہر قسم کی

مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ﴿٥﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ

رونق دار چیزیں اُگائیں یہ سب اس لیے

اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى

کہ محقق اللہ ہی ہے اور وہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے

وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٦﴾

اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے

هَامِدَةً (دبی ہوئی خشک) اسم فاعل ہے ہ۔م۔د سے ہُمُودٌ کے معنی سوکھ جانا۔ مرجھا جانا ؛ رَبَتْ: (اونچی اٹھتی ہے) ماضی کا صیغہ ہے۔ ر۔ب۔و سے۔ ربو کے معنی ابھرنا۔ اونچا ہونا ؛ بَهِيْجٍ (بارونق) صفت کا صیغہ ہے ب۔ہ۔ج سے بَهْجَةٌ کے معنی شگفتگی، خوشنمائی اَلْحَقُّ (اصلی۔ واقعی) صفت کا صیغہ ہے ح۔ق۔ق سے۔ حق کے معنی سچ مچ ہونا۔ اصلیت۔ واقعیت۔

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو جانے میں جن لوگوں کو شبہ ہے۔ انھوں نے دراصل عزوجل کی قدرت کو نہیں سمجھا اس لیے اس شبہ کے دور کرنے کا طریقہ یہی ہے۔ کہ اس دنیا میں اللہ کی قدرت کی نشانیوں پر غور کرے تاکہ اس دنیا ہی میں اللہ کو اچھی طرح پہچان لے۔ یہ نشانیاں خود انسان کی اپنی پیدائش ہی کے اندر موجود ہیں ان کو بیان کرکے اب زمین کی حالت کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے۔ کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ بالکل خشک، بے جان اور مرجھائی ہوئی نظر آتی ہے اس کے بعد مینہ برستا ہے تو وہ ترو تازہ ہو جاتی ہے اور نرم ہو کر پھول جاتی ہے پھر اس کے اندر سے طرح طرح کے میوے، غلّے پھل پھول وغیرہ نکل پڑتے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ درحقیقت موجود ہے وہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور اس کی قدرت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

Marfat.com

شبہ فضول ہے (۱)

وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ
اور یہ کہ وہ گھڑی آنے والی ہے نہیں شک اس میں اور یہ کہ
اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ⑦ وَ
اللہ اٹھائے گا ان کو جو قبروں میں ہیں اور
مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ
آدمیوں میں سے وہ بھی ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات میں بغیر علم کے
وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۙ ⑧
اور بغیر دلیل کے اور بغیر کتاب روشن کے

وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ
اور یہ کہ قیامت آنی ہے اس میں ذرا شبہ نہیں اور یہ کہ
اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ⑦ وَ
اللہ قبروں میں پڑے ہوؤں کو اٹھائے گا اور
مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ
کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ کی بات میں جھگڑتا ہے بغیر جانے
وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۙ ⑧
اور بلا دلیل اور بدوں روشن کتاب کے

مُّنِيْرٍ: روشن، اسم فاعل ہے اِنَارَۃٌ سے جو ن۔و۔ر سے بنا ہے۔ نور کے معنی روشنی۔ مُنِیْرٌ: روشنی والا، روشن۔

انسان کی پیدائش کے مرحلوں پر غور کرنے سے اور زمین کے مرجھا کر پھر تر و تازہ ہو جانے سے یہ باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ کہ اللہ عزوجل سچ مچ موجود ہے۔ وہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ اور وہ ہر چیز کے کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ یہ تو پہلے بیان ہُوا۔

اس آیت میں ارشاد ہے۔ کہ انہی باتوں پر غور کرنے سے یہ بھی سمجھ میں آجائے گا۔ کہ قیامت کا آنا ضروری ہے اور اللہ تعالٰے مرنے والوں کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھا بٹھائے گا۔ کیونکہ دُنیا کی زندگی میں انسان اپنے سارے ارمان پورے نہیں کر سکتا۔ اور نہ یہاں نیک لوگوں کو ان کی نیکی کا پورا بدلہ دیا جا سکتا ہے۔ اور نہ بدکار کو اس کے کفر و الحاد کی پوری سزا مل سکتی ہے۔ اور چیزوں کی استعداد تو دُنیا میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ لیکن انسان کی استعداد اور پوشیدہ قوتیں یہاں کی محدود زندگی میں ظاہر نہیں ہو سکتیں۔ اس لیے ضرور ہے کہ ان کے کامل ظہور کے لیے اس کی زندگی کو مرنے کے بعد بھی جاری رکھا جائے۔ اس کی ترقی کا سلسلہ آگے بھی جاری رہے۔ اور اس کے پورے طور پر پھولنے پھلنے کے لیے اس کی قوتوں کو انتہائی نقطہ تک پہنچنے کا موقعہ دیا جائے۔ اس کے لیے دوبارہ جی اٹھنا اور قیامت کا ہونا یقیناً ضروری ہے۔

Marfat.com

شبہ فضول ہے (ب)

اللہ عزوجل کی قدرت کاملہ کی نشانیاں عالم میں اس قدر موجود ہیں۔ کہ انہیں دیکھ کر کسی کو اللہ تعالیٰ کے وجود میں شبہ نہیں رہ سکتا۔ یہ اور بات ہے کہ کوئی ان نشانیوں کو دیکھے اور پھر بھی غفلت میں مبتلا رہے اور یہ کہہ کر ٹال دے کہ یہ تو دنیا میں ہوتا ہی رہتا ہے۔ اس کو کچھ اور گہرے معنی دینے سے کیا فائدہ؟

ان آیتوں میں ارشاد ہے کہ اور نشانیوں کو چھوڑو۔ خود انسان کی پیدائش اور کیفیتِ نشوونما اور زمین کے حالات کے تغیّر اور تبدّل ہی سے خوش فہم لوگ اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اللہ عزوجل کا وجود ضروری ہے۔ ورنہ اس عجیب وغریب صنعت اور کاری گری اور واقعات کے نظام وترتیب بدیع کی کوئی معقول وجہ نہیں ہو سکتی۔ کسی چیز کا آپ ہی آپ ہو جانا سمجھ میں نہیں آتا۔ اس لیے ماننا پڑے گا۔ کہ یہ سب اللہ کی قدرت اور اس کے ارادے کے کرشمے ہیں۔ انسان کا صحیح علم، اس کا فکر اور آسمانی صحیفے سب اسی نتیجہ پر پہنچنے کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں۔ جو لوگ اس نتیجے پر نہیں پہنچتے ہیں۔ ان کا علم ناقص اور ان کا فکر علیل ہے۔ وہ آسمانی کتابوں کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کی روشنی کے بغیر انسان کی عقل ٹھیک کام نہیں کر سکتی۔ اِدھر اُدھر ٹھوکریں کھاتی پھرتی ہے۔

اس آیت میں اس افسوس ناک واقعہ کو نہایت مؤثر طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے کہ اللہ کی قدرت کی اس قدر کھلی نشانیاں موجود ہوتے ہوئے بھی بعض لوگ اللہ عزوجل کو نہیں مانتے۔ اس کے رسولوں کی قدر نہیں جانتے۔ اور اس کی کتابوں کو کچھ نہیں گردانتے۔ خاص کر اللہ عزوجل کے آخری پیغامبر خاتم رسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی آخری کتاب قرآن حکیم کو جو تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ ہے۔ کچھ وقعت ہی نہیں دیتے۔ ان کا علم نادانی کا ہم پلّہ ہے۔ ان کی دلیلیں بے وزن ہیں۔ ان کی عقل گہرے اندھیرے میں گھری ہوئی ہے۔ جو شخص ساری عمر پڑھتا رہے۔ معلومات سے نتیجے نکالنے کی مشق کرتا رہے۔ اور اللہ کی روشن کتاب کی آنکھ بند کر کے دور سے تعظیم وتکریم بھی کرتا رہے۔ لیکن دل سے نہ اللہ عزوجل کو مانے۔ نہ اس کے رسولوں کو پہچانے اور نہ اس کی کتاب کی روشنی میں آنکھ کھولنا سیکھے۔ اس نے دراصل نہ کچھ پڑھا نہ سیکھا۔ وہ محض اندھی تقلید میں ہی مبتلا ہے۔

Marfat.com

بدکاروں کا انجام

ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ

موڑتے ہوئے اپنا پہلو اور گردن تاکہ گمراہ کرے اللہ کی راہ سے اس کے لیے

فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

دُنیا میں رسوائی ہے اور چکھائیں گے ہم اسے قیامت کے دن

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۹﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ

عذاب جلتی آگ کا یہ بوجہ اس کے جو بھیجا تیرے دونوں ہاتھوں نے

وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾ ع

اور یہ کہ اللہ نہیں ظلم کرنے والا بندوں پر

ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ

مُڑ کر اپنی کروٹ تاکہ اللہ کی راہ سے بہکائے اس کے

فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

لئے دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت میں اسے ہم جلنے

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۹﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ

کا عذاب چکھائیں گے یہ اس کی وجہ سے جو تیرے دونوں ہاتھ آگے بھیج

وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾ ع ۸

چکے اور اس لیے کہ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا

ثَانِيَ (پھیرنے والا) اسم فاعل ہے ث ن ی سے۔ ثَنْیٌ کے معنی موڑنا۔ عِطْفٌ (کروٹ) ایک طرف کے حصہ بدن کو کہتے ہیں جس میں گردن پہلو وغیرہ سب شامل ہے۔ ثانی عطف سارے پہلو کو موڑ کر کروٹ لینے والا۔ یہ تکبر اور غرور کی نشانی ہے۔

ان آیات میں ایسے آدمی کا بیان ہو رہا ہے۔ جو اللہ عزوجل کی قدرت کی نشانیاں دیکھے اور اس ذات والا صفات پر ایمان نہ لائے نہ اس کے احکام بجا لائے اور نہ اس کے رسولوں اور کتابوں کو مانے۔ ارشاد ہے کہ وہ قرآن مجید کی آیتیں سُن کر تکبر سے منہ موڑ لیتا ہے۔ اور دوسری طرف پورا مڑ کر لوگوں سے کہتا ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ اللہ کو مانو۔ اس کے کہنے پر چلو۔ جس سے وہ منع کرے اس سے رُک جاؤ۔ قرآن مجید کی آیتیں غور سے سنو! آخر ان باتوں میں کیا دھرا ہے اس خود پرست ٹیڑھی عقل والے سے کہہ دو۔ کہ اس کی زندگی دنیا میں بھی ذلّت و رسوائی سے بسر ہو گی اور قیامت کے دن بھی جب وہ دوبارہ زندہ ہو کر اللہ عزوجل کے روبرو کھڑا ہو گا تو اُسے فیصلہ سُنا دیا جائے گا۔ کہ اسے دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ میں جھونک دو تاکہ اپنے کیے کا پھل پائے۔ اسے اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ اللہ کی باتوں سے اعراض کر کے اپنے حق میں کانٹے بو رہا ہے۔ اس کے کرتوت رنگ لائیں اور پھر لائیں۔ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر زیادتی کرے اور اس کو ناحق سزا دے جو دُکھ یا آرام اسے پہنچے گا۔ وہ اس کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہو گا۔ اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں:

Marfat.com

ڈھلمل یقین

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ ۚ

اور آدمیوں میں سے وہ بھی ہے جو بندگی کرتا ہے اللہ کی کنارے پر

فَاِنْ اَصَابَهٗ خَیْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَ اِنْ

بس اگر پہنچی اسے بھلائی تو مطمئن ہو جاتا ہے اس سے اور اگر

اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ عَلٰی وَجْهِهٖ ۚ

پہنچی اسے کوئی آفت پھر جاتا ہے اپنے منہ کے اوپر

خَسِرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ

گنوائی اس نے دنیا اور آخرت یہی وہ ہے

الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ (۱۱)

نقصان کھلا

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ ۚ

اور کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اللہ کی بندگی کنارے پر کرتا ہے

فَاِنْ اَصَابَهٗ خَیْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَ اِنْ

پھر اگر اسے بھلائی پہنچی تو اس کی عبادت پر قائم ہو گیا اور اگر

اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ عَلٰی وَجْهِهٖ ۚ

مصیبت پہنچی تو منہ پھیر کر چل دیا

خَسِرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ

اس نے گنوائی دنیا اور آخرت یہی ہے وہ

الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ (۱۱)

نقصان کھلا

انسان کے لیے ضروری ہے کہ کسی خاص معین طریقے سے دنیا میں زندگی بسر کرے۔ اس کے بغیر اس کا گذارہ ہونا محال نہیں ضرور ہے۔ ہر طریقے کی بنیاد عقیدوں پر ہوتی ہے جن کی مضبوطی اور پختگی پر اس طریقے کی مضبوطی اور پختگی موقوف ہوتی ہے ایسے طریقہ زندگی جس کی تہ میں کچھ عقیدے کام کر رہے ہوں دین کہتے ہیں۔ قرآن مجید کہتا ہے کہ سارے انسانوں کے لیے ایک ہی دین ہے۔ لیکن انسان کی خود غرضیوں نے اس دین کو بارہ پارہ کر دیا ہے۔ یہی خود غرضی اور مفاد ذاتی کا خیال وہ آفت ہے جو دین کو ایک کھیل بنا دیتی ہے۔ اس سے اصل دین بگڑ کر کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے اور انسان تھالی کا بینگن یا بے پیندے کا بدھنا ہو کر رہ جاتا ہے اور جدھر اسے فائدہ نظر آتا ہے۔ ادھر ہی ڈھلک جاتا ہے۔ اس آیت میں اس طریقہ کی برائی بیان کی گئی ہے مسلمان کو نہ چاہیئے کہ تھوڑے سے کے عارضی فائدے کے خیال سے اپنے عقیدے کو خراب کر لے ایسے آدمی کی پرزور الفاظ میں مذمت کی گئی ہے جو اسلام میں جبھی تک جب تک اسے دنیاوی فائدے حاصل ہو رہے ہیں۔ اگر اللہ عزوجل کے ماننے سے اسے مال دولت، عزت، مرتبہ وغیرہ مل رہے ہوں تو اطمینان کا سانس لیتا ہے اور اس کا نماز روزہ وغیرہ لشتم پشتم چلتا رہتا ہے لیکن اگر اسے تنگی ترشی سے بسر کرنی پڑی تو وہ جھٹ دین سے منحرف ہو جاتا اور منہ موڑ کر چل دیتا ہے ایسے لوگ دنیا میں بھی ذلیل ہوتے ہیں اور آخرت میں خوار ہوں گے اس سے بڑھ کر اور کیا خسارہ ہوگا؟

Marfat.com

تباہی کا سبب

...دْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا
...ارتا ہے اللہ کے سوا جو نہ ضرر دے اسے اور جو
...يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۲﴾
...دے اسے یہ ہی گمراہی ہے دور (حق سے)
...دْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ
...ا ہے وہ شخص ضرر جس کا قریب تر ہے اس کے نفع سے
...سَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾
...ا ہے یہ دوست اور بیشک بُرا ہے یہ رفیق

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا
وہ اللہ کے سوا ایسی چیز کو پکارتا ہے جو نہ اس کا نقصان کرے اور
لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۲﴾
نہ اس کا فائدہ کرے یہی ہے گمراہ ہوکر دور جا پڑنا
يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ
ایسی کو پکارے جاتا ہے جس کا ضرر اس کے نفع سے پہلے پہنچے
لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾
بے شک برا دوست ہے اور برا رفیق ہے

جو شخص دین کو اپنی خواہش کے تابع کر دیتا ہے وہ اپنی آخرت تو کیا سنوارتا ہے۔ خود دنیا ہی میں آخر کار ذلیل و خوار ہو کر ...ہتا ہے۔ اللہ عزوجل کو تو اس نے چھوڑ ہی دیا۔ اب وہ ضرورت کے وقت اپنی مدد کے لیے کسی اور کو بلائے گا۔ یہ تو اس فطرت کا تقاضا ہے۔ کہ کسی نہ کسی آڑے وقت میں سہارا ڈھونڈے۔ کسی کو اپنا ساتھی، رفیق اور مددگار بنائے اور اس کے ...امنے اپنا دل کھول کر رکھ دے اور جب اس پہ وقت پڑے تو اسی کو پکارے عقل تو کہتی ہی یہی ہے کہ کسی برے وقت کا ...ساتھی وہی ہو سکتا ہے جو اس کے حال سے واقف ہو اور ہر طرح کی مدد پہنچانے کی طاقت رکھتا ہو۔ ایسا تو اللہ عزوجل ...کے سوا کوئی بھی نہیں۔ لیکن اللہ کو تو اس نے چھوڑ دیا۔ اب وہ کسے پکارے گا۔

ارشاد ہے۔ کہ وہ اس کے سوا جسے بھی پکارے گا۔ وہ کمزور ضعیف اور ناتواں ہی ہو گا۔ جس میں نہ نفع پہنچانے ...کی طاقت ہو گی اور نہ ضرر پہنچانے کا بل بوتا ہو گا۔ ذرا سوچنا چاہیئے کہ یہ کتنی بڑی گمراہی ہے اور اس کا یہ احمقانہ فعل ...اسے سچائی اور حقیقت سے کتنی دور لے جا کر پھینکے گا۔

جو لوگ بت بنا کر پوجتے ہیں یا خواہشوں کے غلام بن جاتے ہیں جس کا مطلب سوا اس کے کچھ نہیں کہ شیطان کے چیلے ...بن کر رہیں۔ ان سے انہیں نفع پہنچنا تو صرف خیالی یا وہمی ہے۔ لیکن ضرر بالکل حقیقی اور اصلی ہے۔ اللہ کے سوا جس کو بھی ...ساتھی یا رفیق بناؤ گے وہ بہت ہی برا ساتھی اور رفیق ہو گا ؞

Marfat.com

پختہ وعدہ

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
تحقیق اللہ داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ
اور کیے انہوں نے نیک کام باغوں میں کہ بہتی ہیں
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
ان کے نیچے نہریں بے شک اللہ
يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ (١٤)
کرتا ہے جو ارادہ کرے

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
جو لوگ ایمان لائے اور پھر انہوں نے بھلائیاں کیں
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ
انہیں اللہ باغوں میں داخل کرے گا جن کے
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
نیچے نہریں بہتی ہیں بے شک اللہ
يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ (١٤)
جو چاہے کرتا ہے

جو لوگ اللہ عزوجل کو چھوڑ بیٹھے اس کے احکام سے منہ موڑ لیا اور اپنے ہی من گھڑت معبودوں کی پرستش کرنے لگے۔ ان کو اصلی چین اور آرام نہ دنیا میں ملے گا نہ آخرت میں۔ ان لوگوں کی بابت یہ فیصلہ پہلی آیتوں میں سنایا جا چکا ہے۔ ایسے ہی ایک اور قسم کے لوگوں کی بابت بھی ارشاد ہو چکا ہے کہ ان کے پلہ بھی سوا دونوں جہان کے خسارے کے اور کچھ نہ پڑے گا۔ یہ لوگ وہ ہیں۔ جو اللہ عزوجل کے سامنے جبھی تک جھکتے ہیں۔ جب تک ان کو من بھاتی چیزیں ملتی رہیں۔ یہ لوگ کنارے پر کھڑے ہوتے ہیں اور جہاں ذرا دکھ پہنچا۔ فوراً بھاگ کر دوسری طرف چلے جاتے ہیں۔ اور اللہ عزوجل کی بندگی سے منہ موڑ لیتے ہیں۔

ارشاد ہے۔ کہ جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اچھے کاموں میں لگے رہے۔ انہیں مرنے کے بعد آرام کے باغ رہنے کے لیے ملیں گے جن میں ہر طرف نہریں بہتی ہوں گی۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آسائش کے سارے سامان مہیا کر رکھے ہیں۔ یہ بات اس کے لیے کچھ مشکل نہیں۔ کہ بدوں کو سزا دے اور فرمانبرداری کا اچھا بدلہ دے۔ وہ ایسا کرنے کا ارادہ کر چکا ہے۔ اور جو وہ ارادہ کرے وہ کر کے رہتا ہے کوئی اُسے روکنے والا نہیں۔

Marfat.com

نا امید مت ہو

مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ
جو ہو گمان کرتا کہ ہرگز نہ مدد کرے گا اس کی اللہ
فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ
دنیا میں اور آخرت میں پس چاہیے کہ بڑھا دے ایک رسّی
اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ
آسمان تک پھر اسے کاٹ ڈالے پھر دیکھے کیا
يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ (۱۵)
دور کر دیا اس کی تدبیر نے اس بات کو جو غصہ دلا رہی ہے

مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ
جس کو یہ خیال ہو کہ اللہ اس کی ہرگز مدد نہ کرے گا
فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ
دنیا میں اور آخرت میں تو تان لے ایک رسّی
اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ
آسمان تک پھر کاٹ ڈالے اب دیکھے اس کی تدبیر
يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ (۱۵)
سے کچھ اس کا غصہ جاتا رہا

فَلْيَمْدُدْ (پس بڑھائے) امر غائب کا صیغہ ہے م۔ د۔ د سے مد کے معنی بڑھانا ۔ سَبَبٌ (رسّی) آسمان تک بڑھانے سے مراد ترقی اور بہتری کی امید رکھنا ۔ کَیْدُہٗ (تدبیر حیلہ) یہ لفظ پہلے گذر چکا ہے اس کے معنی قریب قریب وہی ہیں جو مکر کے ہیں ۔ مَا یَغِیْظُ (غم و غصّہ) یغیظ مضارع کا صیغہ ہے غ۔ ی۔ ظ سے غیظ، غم و غصّہ کو کہتے ہیں۔ ما مصدریہ ہے۔ اس لیے ما یغیظ مصدر کے معنی میں ہے یعنی غیظ غم و غصّہ۔

اس آیت میں انسان کو اگر وہ کچھ بھی سمجھ رکھتا ہے تو فتح و ظفر کی کنجی دے دی گئی ہے اس کی کنجی سے وہ مشکلات کے قفل آسانی سے کھول سکتا ہے۔ شروع رکوع میں کہا گیا تھا کہ کچھ آدمی اللہ عزّ و جل کو تبھی تک مانتے ہیں۔ جب تک اس کی طرف سے انہیں خوشحالی، روپیہ پیسہ، دھن دولت سب کچھ ملتا رہتا ہے اگر مفلس ہو گئے تو اللہ سے آس توڑ بیٹھے۔

ایسے لوگوں سے ارشاد ہے کہ نادانو یہ تو سمجھو کہ امید توڑ دینے سے اور مایوس ہو کر پڑ جانے سے کیا کچھ کام بنتا ہے یہ تو ویسی ہی بات ہوئی۔ کہ ایک شخص نے چھت پر پہنچنے کے لیے ایک مضبوط رسّی مضبوطی سے باندھی اب اگر پہلی کوشش میں اس کے سہارے چھت پر نہ پہنچ سکا تو کیا جھنجلا کر اسے یہ رسّی کاٹ ڈالنی چاہیئے۔ یہ تو غلط کام ہوگا۔ رسّی لگی رہی تو کبھی نہ کبھی تو چڑھ ہی جائے گا اگر کاٹ ڈالی تو کیا ہاتھ آئے گا یہی نا کہ جتنا سہارا تھا وہ بھی گیا۔ ایسے احمق لوگ بعض دفعہ ناکام رہنے پر خود کشی کر بیٹھتے ہیں۔ اگر صبر سے کام لیتے اور کوشش کرتے تو کبھی نہ کبھی کامیاب ہو ہی جاتے۔ آدمی کے لیے اللہ قادر و توانا سے رشتہ جوڑ کر اسے کاٹ ڈالنا نادانی ہے ایسا شخص سوا سر پکڑ کر رونے کے اور کچھ نہیں کر سکتا ۔

Marfat.com

فیصلہ کا دن

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّ اَنَّ
اور اسی طرح اتارا ہم نے اس کو باتیں کھلیں اور تحقیق یہ ہے
اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿١٦﴾ اِنَّ
کہ اللہ راہ سمجھاتا ہے جسے چاہے تحقیق
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ
وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ لوگ جو یہودی ہوئے اور
الصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ
صابی اور نصاریٰ اور مجوس اور وہ لوگ
اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ
جو مشرک ہوئے تحقیق اللہ فیصلہ کر دیگا ان کے درمیان
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
قیامت کے دن تحقیق اللہ اوپر ہر
شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿١٧﴾
چیز کے دیکھنے والا ہے

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّ اَنَّ
اور ہم نے یہ قرآن جو کھلی باتیں ہیں یوں اتارا اور بات
اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿١٦﴾ اِنَّ
یہ ہے کہ اللہ جسے چاہے سمجھا دے اس میں
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَ
شک نہیں کہ ایمان والوں اور یہودیوں اور
الصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ
صابیوں اور نصاریٰ اور مجوس اور
اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ
مشرک ان سب کے درمیان اللہ قیامت
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
کے دن فیصلہ کر دے گا بے شک ہر چیز اللہ کے
شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿١٧﴾
سامنے ہے

مَجُوْسُ: (آتش پرست) یہ لوگ آگ کی پوجا کرتے ہیں اور دو خدا مانتے ہیں۔ یزدان: بھلائی پیدا کرنے والا۔ اہرمن: برائی کا بنانے والا

ارشاد ہے کہ ہم نے قرآن مجید کو اسی طرح نازل کیا ہے جس طرح کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اس میں انسان کو اس کے کام کی باتیں صاف صاف کھول کر بنا دی گئی ہیں۔ مگر باوجود اس کے سمجھتے وہی ہیں جنہیں اللہ نے سمجھ عنایت کی ہے اور جو اس سے کام بھی لیتے ہیں۔ لوگ اگر اس پر بھی نہ سمجھیں اور اپنے الگ الگ جتھے بنا کر بیٹھ جائیں تو ان سے اللہ عزوجل قیامت کے دن سمجھے گا۔ دنیا میں مومن، یہود، صابئین، نصاریٰ، مجوس سبھی لوگ ہیں اور ہر ایک اپنے اپنے دین کی حمایت کرتا ہے۔ مرنے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ کون کتنے پانی میں ہے۔ ہر ایک کے عقائد اور اعمال اس کے سامنے رکھ دیئے جائیں گے کہ جو کچھ تم نے دنیا میں کیا۔ اس کے بدلے آج تمہارا ٹھکانا کہاں ہے۔

Marfat.com

اللہ کی حکومت

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ
کیا نہیں دیکھا تو نے کہ اللہ سجدہ کرتا ہے اس کے آگے جو کوئی
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ
آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج
وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَ
اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور
الدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ
چلنے والے اور بہت سے آدمیوں میں سے اور بہت سے ٹھہر چکا ہے
عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ
ان پر عذاب اور جسے ذلیل کرے اللہ پس نہیں اس کو
مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ (۱۸) السجدۃ
کوئی عزت دینے والا تحقیق اللہ کرتا ہے جو چاہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ
تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ
آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج
وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَ
اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور
الدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ
جانور اور بہت سے آدمی اور بہت سے ہیں کہ
عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ
ان پر عذاب ٹھیر چکا اور جسے اللہ ذلیل کرے اسے کوئی
مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ (۱۸) السجدۃ
عزت دینے والا نہیں تحقیق اللہ کرتا ہے جو چاہے

السجدۃ ۱۴

قرآن مجید انسان کو بار بار ادھر متوجہ کرتا ہے کہ دنیا ایک اٹل قانون کے تابع ہے کوئی چیز ہو بے جان یا جان دار اس قانون کی خلاف ورزی نہیں کر سکتی۔ اس کے بعد بتاتا ہے کہ یہ قانون اللہ عزوجل نے اپنے ارادے اور قدرت سے اپنی حکمت کی بنا پر مقرر کیا ہے۔ اس آیت میں پھر اس طرف توجہ دلائی گئی ہے ارشاد ہے کہ کیا انسان کو سوجھتا نہیں کہ آسمان اور زمین میں جتنی بھی مخلوق ہے سب اللہ عزوجل کے آگے سربسجود ہے کوئی اس کے حکم سے سرتابی نہیں کرتی بہت سے آدمی بھی جن کی عقل پر غفلت کا پردہ نہیں پڑا اپنے اختیار اور ارادے سے اسے سجدہ کرتے ہیں لیکن بہت سے لوگ ہیں، جو محض عناد کی وجہ سے اس سے سرتابی کرتے ہیں وہ البتہ عذاب کے مستحق ہو چکے انسان کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ عزوجل جسے ذلیل کرے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا۔ اور اس حقیقت کو بھی دل میں بٹھا لینا چاہیئے کہ اللہ عزوجل جو چاہتا ہے کرتا ہے کسی کی مجال نہیں کہ اس کے فیصلہ کو رد کر سکے اور اس کے حکم سے سرتابی کر سکے۔ اس لیے انسان کو چاہیئے کہ ارادتاً بھی اس کے آگے جھکے۔ یہ آیت سجدہ ہے۔

Marfat.com

دو مدعی

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ

یہ دو فریق مخالف ہیں جو جھگڑے اپنے رب سے

فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ

پس جنہوں نے کفر کیا کاٹے جائیں گے ان کے لیے کپڑے

مِّنْ نَّارٍ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ

آگ کے ڈالا جائے گا اوپر ان کے سروں کے

الْحَمِیْمُ ﴿۱۹﴾ یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ

کھولتا ہوا پانی پگھل کر بہہ جائے گا اس سے جو ان کے

بُطُوْنِهِمْ وَ الْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾

پیٹوں میں ہے اور کھالیں

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ

یہ دو مدعی ہیں کہ جھگڑے اپنے رب کے بارے میں

فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ

پس جو منکر ہوئے ان کے لیے آگ کے کپڑے قطع

مِّنْ نَّارٍ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ

کیے جائیں گے ڈالا جائے گا ان کے سروں پر

الْحَمِیْمُ ﴿۱۹﴾ یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ

کھولتا ہوا پانی پگھل کر نکل جائے گا اس سے

بُطُوْنِهِمْ وَ الْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾

جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے اور کھال بھی

قُطِّعَتْ: (کاٹے جائیں گے) ماضی مجہول ہے تقطیع سے جو ق۔ط۔ع سے بنا ہے۔ قطع کاٹنا، کترنا۔ تقطیع: کپڑا اس انداز سے کترنا۔ کہ پھر ٹکڑے جوڑ کر لباس تیار کیا جائے۔ یُصْهَرُ: (گلا دیا جائیگا) مضارع مجہول ہے ص۔ہ۔ر سے صَہر کے معنی گلانا، پگھلا کر بہا دینا ہے۔

پہلے بیان کیا گیا کہ انسان آپس میں بٹ کر بہت سے فرقے بن گئے۔ اور ہر فرقہ نے اپنا نام الگ رکھ لیا۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ دراصل دو ہی فرقے ہیں جو ایک دوسرے کے مقابلے میں دنیا کے اندر ڈٹے ہوئے ہیں ایک اللہ عزوجل کے یعنی اپنے رب کے ماننے والے دوسرے اس کا انکار کرنے والے۔ ماننے والے مومن ہیں اور انکار کرنے والے کافر۔ ان آیتوں میں ان دونوں کے انجام کا ذکر صراحت کے ساتھ کر دیا ہے۔ پہلے کافروں کا ذکر ہے کہ ان کے لیے قیامت کے دن کے فیصلے کے بعد آگ کو یا کسی جلدی آگ پکڑنے والی چیز کو ان کے بدن کے اندازے کے مطابق کاٹ کاٹ کر لباس تیار کیا جائے گا۔ جو ان کے بدن پر بالکل ٹھیک چسپاں ہو جائے گا اور چاروں طرف سے انہیں ڈھانپ لے گا۔ ان کے سر پر جلتا ہوا اور کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔ یہ پانی ان کے چمڑے پگھلا کر بہا دے گا۔ اور پیٹ کے اندر پہنچ کر ساری آنتیں وغیرہ گلا کر باہر نکال دے گا۔ سزا کے بیان کرنے میں اس سے زیادہ صاف الفاظ اور کیا ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عذاب سے بچائے۔ آمین!

Marfat.com

عذاب کا نقشہ

وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ

اور ان کے لیے گرز ہوں گے لوہے کے جب کبھی

اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ

ارادہ کریں گے کہ نکل بھاگیں اس سے مارے گھٹن کے

اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ

لوٹا دیے جائیں گے اسی میں اور چکھتے رہو عذاب

الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾

جلنے کا

وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ

ان کے لیے گرز ہیں لوہے کے جب کبھی

اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ

اس سے گھٹن کے مارے نکلنا چاہیں گے

اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ

اس کے اندر پھر ڈال دیے جائیں گے اور چکھتے رہو عذاب

الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾ ع ۲/۱۰

جلنے کا

مَقَامِعُ: (گرز ہتھوڑے) مِقْمَعَةٌ کی جمع ہے جو ق م ع سے اسم آلہ ہے قمع کے معنی مار کر کچل دینا۔ مِقْمَعَةٌ: گرز یا بھاری ہتھوڑے۔

جنہوں نے دنیا میں اللہ عزوجل کا انکار کر دیا اور اپنی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے۔ مرنے کے بعد ان کا بہت بُرا حال ہوگا۔ دُنیا میں تو وہ اپنے آپ ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں اور اگر کوئی ان سے کہے کہ تم سے بڑا تمہارا رب ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور اب بھی وہی تمہاری حفاظت کر رہا ہے اور تمہیں پال رہا ہے تو ناک بھوں چڑھا کر کہتے ہیں کہ ہم (نعوذ باللہ) ایسی بے سُری باتیں نہیں مانتے۔ قیامت میں انہیں آگ کے کپڑے پہنا دیئے جائیں گے اور اوپر سے کھولتا ہوا پانی ان پر ڈالا جائے گا۔ جو اندر سے لے کر باہر تک کھال اور آنتیں سب کچھ گلا کر بہا دے گا۔ پھر اسی وقت وہ دوبارہ پیدا ہو جائیں گی اور پھر گل کر بہہ جائیں گی۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ ان کے سر اور ہڈی پسلیاں لوہے کے گرزوں ہتھوڑوں اور موگریوں سے کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دی جائیں گی اور پھر درست ہوں گی اور پھر کوٹ کر رکھ دی جائیں گی۔ اسی طرح ان کا بدن جلتا اور کٹتا رہے گا اور روح ان سب کا صدمہ سہتی رہے گی۔ اور اگر گھبرا کر دوزخ سے نکلنا چاہیں گے تو پھر گھیر گھوٹ کر وہیں لوٹا دیئے جائیں گے اور کہہ دیا جائے گا کہ تپش، سوزش اور جلن کا عذاب بھگتتے رہو اور وہیں پڑے رہو (معاذ اللہ)

دنیا میں انسان کی غفلت کا کیا ٹھکانا ہے ایسے بے باک اور بے جھجک بیان کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ حالانکہ جانتا ہے کہ موت سر پر کھڑی ہے آفتیں امڈ گرد منڈلا رہی ہیں بے خبر نہیں کہ کون سی آفت کس وقت لے مرے اس ڈھٹائی کا کیا ٹھکانا ہے۔

Marfat.com

ایمان والوں کا انعام

اِنَّ اللّٰہَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا
تحقیق اللہ داخل کرے گا انہیں جو ایمان لائے اور کام کیے
الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ
نیک باغوں میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں
یُحَلَّوۡنَ فِیۡہَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَہَبٍ
زیور پہنائے جائینگے وہ اس میں کنگنوں کا سونے کے
وَّلُؤۡلُؤًا ؕ وَلِبَاسُہُمۡ فِیۡہَا حَرِیۡرٌ ﴿۲۳﴾
اور موتی اور لباس ان کا اس جنت میں ریشم ہوگا
وَہُدُوۡۤا اِلَی الطَّیِّبِ مِنَ الۡقَوۡلِ ۚۖ
اور راہ دکھائے گئے وہ پاکیزگی کی طرف بات سے
وَہُدُوۡۤا اِلٰی صِرَاطِ الۡحَمِیۡدِ ﴿۲۴﴾
اور راہ دکھائے گئے وہ راستے کی طرف خوبیوں والے کے

اِنَّ اللّٰہَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا
بے شک اللہ ان کو جو یقین لائے اور بھلائیاں کیں
الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ
داخل کرے گا باغات میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں
یُحَلَّوۡنَ فِیۡہَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَہَبٍ
ان کو وہاں سونے کے کنگن اور موتی کا زیور
وَّلُؤۡلُؤًا ؕ وَلِبَاسُہُمۡ فِیۡہَا حَرِیۡرٌ ﴿۲۳﴾
پہنائیں گے اور ان کی پوشاک وہاں ریشم ہے
وَہُدُوۡۤا اِلَی الطَّیِّبِ مِنَ الۡقَوۡلِ ۚۖ
اور انہوں نے ستھری بات کی راہ بنائی اور انہیں خوبیوں
وَہُدُوۡۤا اِلٰی صِرَاطِ الۡحَمِیۡدِ ﴿۲۴﴾
والے (اللہ) کی راہ کا نشان مل گیا

اَسَاوِرَ: کنگن اسوار کی جمع ہے اس کا مادہ س و ر ہے سُور کے معنی ہیں فصیل شہر اور ہر گھیر لینے والی۔ سوار موتی چوڑی جیسے کنگن کہتے ہیں۔
ھُدُوا: ہدایت کیے گئے ماضی مجہول کا صیغہ ہے ہ د ی سے۔ ھدی پہلے گذر چکا ہے۔ ہدایت، رستہ دکھانا۔ اَلۡحَمِیۡدُ: (سراہا گیا) اللہ عزوجل کے اسمائے حسنٰی میں سے ہے۔ جو حمد سے صفت کا صیغہ ہے۔ حمد: خوبی، ستائش۔ حمید: خوبیوں والا۔ لائق ستائش۔

کافروں کی سزا بیان کرکے اللہ کے ماننے والوں کی جزا کا بیان ہے۔ انہیں تپش، جلن، سوزش، کھولتے پانی کی بجائے سایہ دار، ٹھنڈے باغ، ٹھنڈے شیریں پانی کی نہروں والے رہنے کو ملیں گے۔ سونے کے موتی جڑے ہوئے کنگن ان کا زیور ہوگا۔ اور ان کا لباس نرم ریشمی ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دنیا میں صاف ستھری پاکیزہ باتوں کا راستہ مل گیا۔ اللہ کی حمد وثنا میں مشغول رہے۔ لوگوں کو نیک باتیں بتلاتے رہے اور انہیں اس راستہ پر چلنا نصیب ہوا۔ جو اللہ عزوجل نے جس میں نری خوبیاں ہی خوبیاں ہیں انسان کے لیے اس دنیا میں مقرر کیا ہے اس کے بدلے وہ آخرت میں آرام اور چین سے بسر کریں گے۔

Marfat.com

جھگڑے کی مثال

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ
تحقیق جنہوں نے کفر کیا اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے
وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ
اور مسجد حرام سے جسے ہم نے بنایا
لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ط
لوگوں کے لیے برابر رہنے والا اس میں اور باہر آنے والا
وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ
اور جو ارادہ کرے اس میں ٹیڑھی شرارت سے چکھائیں گے ہم اسے
مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۲۵﴾ ع
عذاب دردناک

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ
جو لوگ منکر ہوئے اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں
وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ
اور مسجد حرام سے جو ہم نے سب لوگوں کے لیے بنائی
لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ط
برابر ہے اس میں رہنے والا اور باہر سے آنے والا
وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ
اور جو اس میں ٹیڑھی راہ شرارت سے چاہے اسے ہم ایک
مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۲۵﴾ ع ۳
دردناک عذاب چکھائیں گے

اَلْبَادِ (باہر سے آنے والا) اصل میں البادی ہے جو اسم فاعل ہے ب۔ د۔ و سے۔ بَدْوٌ کے معنی دیہات کے اور دیہات سے شہر میں آنے کے ہیں ﴿ اِلْحَادٍ : (مائل ہونا، جھکنا) اس کا مادہ ل۔ ح۔ د ہے یہ لفظ سورۃ النحل میں گزر چکا ہے۔ الحاد: ٹیڑھا ہو جانا۔ ٹیڑھا چلنا۔ مائل ہونا۔

پہلے بیان ہوا۔ کہ اللہ سے منکر ہو جانے والے چین سے نہیں بیٹھتے۔ وہ اللہ کے ماننے والوں سے جھگڑا نکالتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس نے اللہ کو مان لیا وہ منکر کی نہیں سنتا اور اس سے منکروں کو اپنا تسلط جمانے میں بڑی رکاوٹ پیش آتی ہے منکر چاہتے ہیں کہ سب ہمارے فرمانبردار ہو کر رہیں لیکن اللہ کا فرمانبردار کسی اور کا فرمانبردار نہیں ہو سکتا۔ اسی وجہ سے مکّے کے کافر مسلمانوں کے دشمن ہو گئے۔ اور کعبہ کے حرم شریف میں آنے سے نہیں روک دیا۔ حالانکہ مسجد حرام میں کسی عبادت گذار کے آنے کی پابندی نہ ہونی چاہیئے۔ ارشاد ہے کہ یہی اللہ کے منکر جو مسلمانوں کو مسجد حرام میں آنے سے روکتے ہیں۔ خود مستحق عذاب ہیں۔ مسجد حرام کو تو ہم نے سب آدمیوں کے لیے بنایا ہے۔ وہاں مقیم اور مسافر جو عبادت کی غرض سے وہاں آنا چاہیں برابر ہیں جو شخص اس سیدھے قاعدے کو توڑ کر ٹیڑھی چال چلے گا۔ اور اس بارے میں کسی کی حق تلفی کرے گا۔ اسے ہم ایسا دکھ بھرا عذاب دیں گے کہ وہ اپنی ساری اکڑفوں بھول جائے گا۔ چنانچہ منکروں نے دنیا ہی کے اندر جنگ بدر میں اپنی شرارت کا مزہ چکھ لیا اور آخرت میں پوری طرح کیفر دار کو پہنچیں گے ﴿

Marfat.com

بنائے کعبہ

وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ

اور جب ٹھیک کر دی ہم نے ابراہیم کے لیے جگہ خانہ کعبہ کی

اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْـٴًـا وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ

کہ کر کر شریک نہ کر تو میرے ساتھ کسی کو اور پاک رکھ میرا گھر

لِلطَّآىِٕفِیْنَ وَ الْقَآىِٕمِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (۲۶)

اس کے گرد گھومنے والوں اور کھڑے ہونے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لیے

وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ

اور اعلان کر دے لوگوں میں حج کا کہ چلے آئیں تیرے پاس پیدل اور اوپر ہر

ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (۲۷)

دبلی اونٹنی کے جو آئیں ہر راستے سے دور دراز کے

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ

اور جب ہم نے ابراہیم کے لیے اس گھر کی جگہ ٹھیک کر دی

اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْـٴًـا وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ

کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور پاک رکھ میرا گھر

لِلطَّآىِٕفِیْنَ وَ الْقَآىِٕمِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (۲۶)

طواف کرنے اور کھڑے ہونے اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے

وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ

اور لوگوں میں حج کے واسطے پکار دیں کہ تیری طرف آئیں پیدل اور

ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (۲۷)

دبلے دبلے اونٹوں پر سوار ہو کر دور کی راہوں سے

رُكَّعِ: راکع کی اور سُجُوْدِ ساجد کی جمع ہے یعنی رکوع کرنے والے اور سجدہ کرنے والے۔

رِجَالًا: (پاؤں پاؤں چل کر) رَاجِلٌ کی جمع ہے جو ر ج ل سے بنا ہے رَجُلٌ کے معنی پیدل چلنا۔ رَاجِلٌ: پیدل چلنے والا۔

فَجّ: (راستہ) اس کی جمع فِجَاجٌ ہے جو سورۃ الانبیاء میں گذر چکی ہے۔

عَمِیْقٌ: (گہرا) اس کا مادہ ع م ق ہے۔ عُمْقٌ گہرائی کو کہتے ہیں جو راستہ دور تک چلا جائے وہ بھی عمیق (گہرا) کہلاتا ہے۔

یَاْتِیْنَ: یعنی آئیں وہ اونٹنیاں

پہلے ذکر ہوا کہ عبادت کے لیے آنے والوں کو مسجد حرام سے روکنا ظلم ہے۔ مسجد حرام وہ سارا احاطہ ہے جو خانہ کعبہ کو گھیرے ہوئے ہے اس آیت میں خانہ کعبہ کی بنیاد کا ذکر ہے۔ ارشاد ہے کہ کعبہ کو ابراہیم علیہ السلام نے بنایا اور ہم نے اس کی ٹھیک جگہ اسے بتائی اور کہہ دیا کہ یہ خانہ کعبہ اس شرط پر بنایا جائے گا کہ یہاں سوا اللہ کے کسی کی عبادت نہ کی جائے اس کو کفر و شرک کی گندگی سے پاک کرو تاکہ یہاں اللہ کے سامنے قیام، رکوع اور سجدہ کرنے والے اللہ کے بندے عبادت کریں۔ لوگوں میں اعلان کر دو کہ اس کے حج کے لیے پیدل اور دبلی اونٹنیوں پر سوار ہو کر قریب و بعید سے ہر طرف کے لوگ دور دراز راستوں سے آئیں۔

Marfat.com

آنے کی غرض

لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ
تاکہ حاضر ہوں وہ نفع کی جگہوں پر جو ان کے لیے ہیں اور لیں نام
اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ
اللہ کا ان چند دنوں میں جو معلوم ہیں اوپر ان کے جو دیے انہیں اللہ نے
مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا
چوپائے مویشیوں میں سے پس کھاؤ ان میں سے اور کھلاؤ
الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿٢٨﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ
برے حال والے محتاج کو پھر چاہیے کہ دور کردیں اپنی میل کچیل
وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا
اور چاہیے کہ پوری کریں اپنی منتیں اور چاہیے کہ طواف کریں
بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿٢٩﴾
اس گھر کا جو قدیم ہے

لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ
تاکہ اپنے فائدوں کی جگہ پر پہنچیں اور اللہ کا نام چند
اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ
روز جو معلوم ہیں ان میں لیں جو پالتے مواشی کے ذبح
مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا
کرتے وقت جو اللہ نے انہیں دیئے سو کھاؤ ان میں سے اور کھلاؤ
الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿٢٨﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ
برے حال والے محتاج کو پھر اپنی میل کچیل دور کریں
وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا
اور اپنی منتیں پوری کریں اور اس قدیم
بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿٢٩﴾
گھر کا طواف کریں

لِيَقْضُوْا: (اتار پھینکیں) امر غائب ہے ق ض ی سے۔ قضا کے معنی ہیں کام ختم کر دینا، نبیڑ دینا، پورا کرکے چھوڑنا۔ یہاں یہ مراد ہے کہ احرام ختم کر دیں ۞ تَفَثٌ (میل کچیل) احرام میں بال، ناخن وغیرہ بڑھ جاتے ہیں۔ میل کچیل دور کرنے سے یہی مراد ہے کہ اپنا احرام ختم کریں۔ اور بال وغیرہ ترا شں کر معمولی لباس پہنیں ۞ نُذُوْر: (منتیں) نذر کی جمع ہے۔ ہر چیز جسے اللہ کے لیے کرنے کی نیّت کر لی جائے۔ یہاں اس سے ارکان حج اور قربانی مراد ہیں۔

ارشاد ہے کہ ایک جگہ مقرر وقت پر لوگوں کے اکٹھے ہونے میں بڑے بڑے فائدے ہیں جو الگ الگ پڑے رہنے سے حاصل نہیں ہوتے۔ اصل فائدہ یہ ہے کہ ایک اللہ کی طرف سب کے جمع ہو کر متوجّہ ہو جانے سے یگانگت و اتحاد اور مل کر اللہ کے احکام بجالانے میں اجتماعی قوّت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اللہ عزّ و جل نے انسان کو جو مویشی عطا فرمائے ہیں ان کو اس کے نام پر قربان کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ مناسب ہے کہ ان کا گوشت خود کھائیں اور حاجت مندوں کو کھلائیں۔ جب حج ختم ہو جائے، احرام کھول دیں اور خانہ کعبہ کا طواف کریں ۞

Marfat.com

اللہ کی بات کی وقعت

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ
یہ تو ہوا اور جو تعظیم کرے اللہ کی محترم باتوں کی پس یہ تعظیم
خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ
بہتر ہے اسکے لیے اس کے رب کے نزدیک اور حلال کر دیے گئے تمہارے لیے
الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا
مویشی مگر وہ جو پڑھ دیے گئے تم پر پس پرہیز کرو
الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ
گندگی سے بتوں کی اور بچو بات
الزُّوْرِ ﴿٣٠﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ
جھوٹی سے ایک طرف ہو کر اللہ کے لیے بغیر شرک کیے اس کے ساتھ

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ
یہ سن چکے اور جو کوئی اللہ کے محترم احکام کی وقعت کرے تو وہ
خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ
اس کے رب کے نزدیک اس کے لیے بہتر ہے اور چوپائے تمہارے لیے
الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا
حلال ہیں مگر وہ جو تمہیں پڑھ کر سنا دیے گئے پس بچتے رہو
الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ
بتوں کی گندگی سے اور بچتے رہو جھوٹی
الزُّوْرِ ﴿٣٠﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ
بات سے ایک اللہ کی طرف ہو کر نہ کہ اس کا شریک بنا کر

حُرُمٰتِ اللّٰهِ: (اللہ کے محترم احکام) حُرمات، حرمۃ کی جمع ہے قرآنی اصطلاح میں اللہ کا ہر حکم خواہ امر ہو یا نہی حرمت کہلاتا ہے۔ حرمات اللہ سے یہی مراد ہے ؛ الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ (بتوں کی گندگی) من یہاں بیانیہ ہے یعنی گندگی خود بت ہی ہیں۔ اللہ عزوجل کو چھوڑ کر دنیا اور بتوں کے سامنے جھکنا گندگی اور پلیدی ہے ؛ زُوْر: (جھوٹ) ہر گھڑی ہوئی اور بناوٹی بات کو زُور کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ حقیقت سے دُور ہوتی ہے اور لوگ اس سے دھوکا کھاتے ہیں اور یہی اس کے مادہ کے معنی ہیں۔

حج کے فوائد اور اس کے اعمال بیان کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ یہ باتیں تو خیال میں رکھو اور پھر سُن لو کہ اللہ عزوجل کے احکام فائدوں سے پُر ہیں۔ خواہ وہ کسی کام کے کرنے کو کہے یا اس سے رک جانے کو ضروری قرار دے جو شخص ان کا احترام کریگا۔ وہ ایسا کام کرے گا جو اس کے رب اللہ عزوجل کے نزدیک اس کے لیے انجام کار بہت ہی اچھا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا تم پر انعام ہے کہ چند چوپایوں کو مستثنے کر کے جن کا ذکر کر دیا گیا ہے سارے مویشی تمہارے لیے حلال کر دیے ہیں۔ اس نعمت کا شکر ادا کرو اور وہ یہ ہے کہ فقط اللہ ہی کی عبادت کرو اور اسی کے نام پر ذبح کرو۔ کسی اور کو اس کے ساتھ شریک مت کرو۔ بت پرستی کی گندگی سے بچو۔ اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کے نام پر جانور ذبح کرنا، جھوٹی گواہی دینا، دوسروں کو دھوکا دینا بُرے کام ہیں ان سے بچو!

Marfat.com

شرک تباہ کُن ہے

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ

اور جو شریک کرے اللہ کے ساتھ پس گویا وہ گرا آسمان سے

فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ

پس اُچک لیں گے اسے مردار خور پرندے یا لے جا ڈالا اسے تیز ہوا نے

فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ (٣١) ذٰلِكَ وَمَنْ

کسی جگہ دور کی سُن لیا اور جو کوئی

يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ

تعظیم کرے گا اللہ کی مقرر کردہ چیزوں کی تو یہ تعظیم ہے

تَقْوَى الْقُلُوْبِ (٣٢) لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ

پرہیزگاری دلوں کی سے تمہارے لیے چوپایوں میں فائدے ہیں

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى

ایک وقت مقرر تک پھر پہنچنا ہے انہیں طرف

الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ (٣٣)

گھر قدیم کے

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ

اور جس نے اللہ کا شریک بنایا سو جیسے آسمان سے گر پڑا

فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ

پھر اس کو اڑنے والے مردار خور پرندے اچکتے ہیں یا اس کو تیز ہوا

فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ (٣١) ذٰلِكَ وَمَنْ

کسی دور مکان میں لے جا ڈالتی ہے یہ سُن چکے اور جو

يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ

تعظیم کرے اللہ کے نام کی چیزوں کی سو وہ

تَقْوَى الْقُلُوْبِ (٣٢) لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ

دل کی پرہیزگاری کی بات ہے چوپایوں میں تمہارے لیے فائدے

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى

ہیں ایک وقت مقرر تک پھر انہیں پہنچنا ہے اس

الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ (٣٣) ع

قدیم گھر تک

شَعَآئِرُ اللّٰہِ اللہ کی مقرر کی ہوئی عبادت کی رسمیں اس سے اللہ کی مقرر کی ہوئی عبادت کے طریقے اور چیزیں مراد ہیں۔ کعبہ، طواف، سعی صفا و مروہ، قربانی کے لیے الگ کیا ہوا جانور جسے ہَدْی کہتے ہیں، مسجدیں سب شعائر اللہ میں داخل ہیں۔ ارشاد ہے کہ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی شریک ٹھہرایا وہ گیا گذرا ہوا وہ ایسا ہے جیسے کوئی بلندی سے گرے اس کا مر جانا یقینی ہے اب اسے مردار خور پرندے اچک لیں یا ہوا کا تیز جھونکا اڑا کر کسی دور دراز مقام پر جا پٹکے معلوم ہوا جس نے اللہ کو چھوڑ اور کسی اور سے دھیان لگایا۔ اب یا تو اسے پریشانیاں چاروں طرف سے گھیر لیں گی یا اس کی خواہشیں اسے ملیا میٹ کر کے چھوڑیں گی۔ اللہ نے جن باتوں یا چیزوں کو اپنی عبادت کی نشانی بنایا ہے ان کا احترام ضروری ہے جس نے ان کا احترام کیا وہ اللہ کا فرمانبردار اطاعت گذار بندہ ہے، مثلاً جانوروں سے تم فائدہ اٹھاتے ہو لیکن اگر تم نے اسے اللہ کے لیے نامزد کر دیا اور ہدی بنا دیا تو پھر وہ شعائر اللہ میں داخل ہو گیا اب اس کو حرم کعبہ ہی میں جا کر ذبح ہونا چاہیئے وہی اللہ عزّ وجل کا مقرر کیا ہوا پرانا عبادت خانہ ہے ؛

Marfat.com

قربانی

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا
اور واسطے ہر امت کے مقرر کی ہم نے قربانی تاکہ لیں وہ
اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ
نام اللہ کا اس پر جو اللہ نے انہیں دیئے چوپائے مویشی میں سے
فَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهٗ أَسْلِمُوا
پس معبود تمہارا ایک معبود ہے اللہ پس اس کی فرماں برداری کرو
وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ (۳۴)
اور خوشخبری دے عاجزی سے جھکنے والوں کو

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا
اور ہم نے ہر امت کے لیے قربانی مقرر کی کہ اللہ کے نام
اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ
کا ذکر کریں ان چوپائے مویشی پر جو انہیں اللہ نے
فَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهٗ أَسْلِمُوا
دیئے سو معبود تمہارا ایک اللہ ہے پس اسی کے حکم میں رہو
وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ (۳۴)
پس عاجزی کرنے والوں کو بشارت دے۔

بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ: بے زبان چوپائے۔ بَهِيمَةٌ: وہ جو بول نہ سکے۔ الْأَنْعَامِ: مویشی۔ اونٹ، گائے، بھینس، بھیڑ، بکری، دنبہ۔ قربانی فقط مویشی ہی کی ہوتی ہے۔

الْمُخْبِتِينَ: (عاجزی سے گردن جھکانے والے) مُخْبِتٌ کی جمع ہے جو اِخْبَات سے بنا ہے جس کا مادہ خ۔ب۔ت ہے خَبْتٌ: نیچی زمین کو کہتے ہیں۔ اِخْبَاتٌ: جھکنا۔

ارشاد ہے کہ ہم نے ہر امّت کے لیے قربانی کی رسم مقرر کر دی ہے اور وہ کسی نہ کسی طرح جانوروں کو ذبح کرتے ہیں۔ اس سے اصلی غرض یہ ہے۔ کہ اللہ نے آدمیوں کو جو ان کے کام کے مویشی عطا کیے ہیں۔ انہیں وہ کبھی کبھی اس کا نام لے کر اس کے حکم سے ذبح کریں۔ لیکن اکثر لوگوں نے اللہ کو تو بھلا دیا اور اوروں کے نام پر قربانی کرنے لگے۔

اے مسلمانو تم یاد رکھو۔ کہ تمہارا معبود فقط ایک اللہ ہے۔ اس کے سوا کسی کے نام کی قربانی مت کرو۔ کسی کے نام کی نذر و نیاز مت مانو۔ کسی کے نام پر بھینسا۔ بکرا وغیرہ ذبح نہ کرو۔ قربانی فقط اللہ عزّ وجل کے لیے ہے اور اسی کی عبادت کی ایک شکل ہے۔ اور عبادتوں کی طرح یہ بھی کسی اور کی نہ ہونی چاہیے۔ اس لیے فقط اللہ ہی کی فرمانبرداری کرو۔ جو لوگ اللہ عزّ وجل کے سامنے عاجزی سے سر جھکاتے ہیں وہی کامیابی سے ہم کنار ہوں گے۔ انہیں خوشخبری سنا دو۔

Marfat.com

اللہ کے بندوں کی نشانی

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ

وہ کہ جب نام لیا جائے اللہ کا ڈر جائیں ان کے دل

وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ

اور جو صبر کرنیوالے ہیں اس پر جو انہیں پہنچے اور وہ جو قائم رکھتے ہیں نماز

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (۳۵)

اور اس میں سے جو ہم نے انہیں دیا خرچ کرتے ہیں

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ

وہ کہ جب اللہ کا نام لیجیے تو اُن کے دل ڈر جائیں

وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ

اور جو ان پر پڑے اس کے سہنے والے اور نماز قائم رکھنے والے

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (۳۵)

اور ہمارے دیئے ہوئے سے خرچ کرتے رہتے ہیں

اس آیت کے الفاظ سب پہلے گذر چکے ہیں۔ اس سے پہلی آیت میں ارشاد ہوا تھا کہ قربانی ہم نے ہر امت کے لیے مقرر کر دی ہے تاکہ وہ ان مویشیوں میں سے جو ہم نے انہیں عطا کیے ہیں بعض کو ہمارے نام پر ذبح کریں انسان کو لازم ہے کہ اس کو اسی طرح انجام دے جس طرح اللہ نے حکم دیا ہے۔

پھر پیغمبر علیہ السلام کو حکم ہوا۔ کہ جو لوگ اللہ عز وجل کے سامنے عاجزی کے ساتھ جھکتے ہیں انہیں خوشخبری سُنا دو۔ اس آیت میں ان لوگوں کی نشانیاں بتائی ہیں جو مُخبِتین کے لقب کے مستحق ہیں۔
ارشاد ہے کہ یہ لوگ اللہ عز وجل کا ذکر سنتے ہی اس کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے دل اس کی عظمت جلال و جبروت کے تصوّر سے کانپ اٹھتے ہیں۔
یہ اس کے سارے احکام بجا لاتے ہیں مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں اور نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اس میں ذرا سستی نہیں کرتے۔ اور جو کچھ مال و دولت ہم انہیں عطا کرتے ہیں۔ اس میں سے ہماری رضامندی حاصل کرنے کے لیے ایک حصّہ خرچ کرتے ہیں اور یہ خرچ اسی طریقہ سے ہوتا ہے جو ہماری ہدایتوں کے مطابق ہمارے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے مقرر کر دیا ہے۔ یعنی صدقے کرتے ہیں۔ قربانیاں ذبح کرتے ہیں۔ حج ادا کرتے ہیں اور جہاں تک ہو سکتا ہے ضرورت مند کی مالی مدد کرتے ہیں ؛

Marfat.com

اونٹ کی قربانی

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ

اور بڑے بڑے مویشی ہم نے مقرر کیے تمہارے لیے اللہ کی عبادت کے ذریعے

لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ

تمہارے لیے ان میں بہتری ہے پس تم نام اللہ کا

عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا

ان پر کھڑے ہوئے پس جب گر پڑیں پہلوان کے پس کھاؤ تم

مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ ۚ

ان میں سے اور کھلاؤ نہ مانگنے والے اور مانگنے والے کو

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ

اور کعبہ کے چڑھاوے کے اونٹ ہم نے تمہارے لیے اللہ کے نام

لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ

لینے کا وسیلہ بنائے ہیں تمہارے واسطے ان میں بھلائی ہے پس اللہ کا نام

عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا

لے کر انہیں نحر کرو پھر جب ان کے پہلو گر پڑیں تو ان میں سے کھاؤ

مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ

اور صبر سے بیٹھے اور بے قراری کرتے ہوئے کو کھلاؤ

بُدْنَ (بڑے مویشی) "بَدَنَۃٌ" کی جمع ہے جو ب د ن سے بنا ہے۔ "بَدَنَۃٌ" بڑے بدن والا جانور اس میں اونٹ اور گائے شامل ہیں بھیڑ بکری بدنہ نہیں کہلاتے۔

صَوَآفَّ (سیدھے کھڑے ہوئے) "صَآفَّۃٌ" کی جمع ہے جو صَافٌّ کی مؤنث ہے اس کا مادہ ص۔ ف۔ ف ہے صَفٌّ کے معنی تین پاؤں پر کھڑا ہونا اور بایاں ہاتھ اٹھا لینا۔ یہ اونٹ کی قربانی کا طریقہ ہے اس کو لٹا کر ذبح نہیں کرتے بلکہ قبلہ رخ کھڑا کر کے ذبح کرتے ہیں اور بایاں ہاتھ زمین سے اٹھا کر گھٹنے سے ملا کر باندھ دیتے ہیں اور بہت سے ہوں تو انہیں قطار میں کھڑا کر لیتے ہیں اور بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر نیزہ اونٹ کے سینہ سے ذرا اوپر مارتے ہیں جب خون نکل جاتا ہے تو وہ کسی کروٹ گر پڑتا ہے۔ اس وقت اس کا گوشت کھال سے الگ کرتے ہیں اور اسے نحر کہتے ہیں ذبح کرنا نہیں کہتے یہ اونٹ کی قربانی کا طریقہ ہے۔

وَجَبَتْ (گر پڑے) ماضی ہے و ج ب سے وَجْبٌ کے معنی گر پڑنا، پہلو گر پڑنے سے مراد کسی پہلو پر گر پڑنا۔ اَلْقَانِعَ (صبر سے بیٹھا ہوا) اسم فاعل ہے قناعت سے جو کسی سے سوال نہ کرے۔ مُعْتَرَّ (جو سوال کرے) یا لوگوں کے پاس کچھ لینے کی غرض سے جائے۔

ارشاد ہے کہ اونٹوں میں تمہارے لیے دنیا کے فائدے بھی ہیں۔ اور اللہ نے انہیں اپنی یاد کا ذریعہ بھی بنایا ہے۔ ان کو اللہ کا نام لے کر نحر کرو۔ اور پھر جب گر پڑیں تو گوشت کھال سے الگ کرو اور خود بھی کھاؤ اور حاجت مندوں کو بھی کھلاؤ۔ خواہ وہ قناعت کیے بیٹھے ہوں یا بے قراری کا اظہار کر رہے ہوں زبان سے مانگیں یا نہ مانگیں مگر مطلب یہی ہو کہ کوئی کچھ دے۔ عرب میں اکثر اونٹ کی قربانی ہوتی تھی۔ اس کا بہتر طریقہ یہاں بتا دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کر کے بھی دکھا دیا اب اونٹ میں سنت یہی ہے باقی جانور حسب معمول لٹا کر ذبح کیے جاتے ہیں۔

Marfat.com

قربانی کی رُوح

كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۳۶)
اسی طرح زیرِ حکم کیا ان کو ہم نے تمہارے تا کہ تم شکر کرو
لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ
نہیں پہنچا اللہ کے پاس گوشت ان کا اور نہ خون ان کا اور لیکن
يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ
پہنچتا ہے اس کے پاس تقویٰ تمہارا اسی طرح زیرِ فرمان کیا انہیں تمہارے
لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَ
تا کہ تکبیر کہو اللہ کی اس پر کہ راہ دکھائی تمہیں اور
بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ (۳۷) اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ
بشارت دے ٹھیک کام کرنے والوں کو تحقیق اللہ دفع کرے گا دشمنوں کو ان سے جو
اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ (۳۸)
ایمان لائے تحقیق اللہ کو نہیں پسند آتا کوئی دغا باز ناشکرا

كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۳۶)
اسی طرح ہم نے ان جانوروں کو تمہارے بس میں کر دیا تا کہ تم احسان مانو
لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ
اللہ کے پاس ان کا گوشت نہیں پہنچتا اور نہ لہو لیکن اس کے
يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ
پاس تمہارے دل کا ادب پہنچتا ہے اسی طرح ان کو تمہارے بس میں کر دیا کہ اللہ کی
لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَ
اس بات پر تکبیر پڑھو کہ تمہیں راہ سمجھائی اور نیکی کرنے
بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ (۳۷) اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ
والوں کو بشارت دے اللہ دشمنوں کو ایمان والوں سے
اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ (۳۸) ع
ہٹا دے گا اللہ کو کوئی دغا باز ناشکرا پسند نہیں آتا

لُحُوْمُ: لحم کی جمع ہے۔ گوشت ؛ دِمَاءُ: دم کی جمع ہے جو اصل میں دَمْوٌ ہے خون ؛ يُدٰفِعُ: دفع کر دے گا۔ مضارع ہے مُدَافَعَۃٌ سے جو د۔ ف۔ ع سے بنا ہے مُدَافَعَۃٌ کے معنی مار بھگانا۔ ہٹا دینا ؛ خَوَّانٌ: دغا باز، بے ایمان۔ مبالغہ کا صیغہ ہے خ۔ و۔ ن سے اسی سے خیانت اور خائن بنا ہے۔ دھوکے باز، بے ایمان خیانت کرنے والا ؛ ———— ارشاد ہے کہ اتنے بڑے بڑے قوی ہیکل جانور تمہارے تابع کر دیئے۔ یہ تم پر اللہ کا احسان ہے اس کا شکر ادا کرو۔ قربانی کا اصل مقصد یہ نہیں کہ تم خون بہاؤ اور گوشت کھاؤ۔ اللہ کے پاس ان میں سے کوئی چیز نہیں پہنچتی۔ اس کے پاس تو تمہارا اللہ کے ساتھ اخلاص اور اس کی فرمانبرداری کا دلی جذبہ پہنچتا ہے۔ جانوروں کو تمہارا حکم بردار بنایا۔ اس کے بدلے میں تمہیں چاہیئے کہ تم اللہ کے فرمانبردار بنو۔ اور اس کے حکم سے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ وَمِنْكَ کہہ کر انہیں ذبح کرو جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرتا ہوں۔ وہی سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ یہ تیرے لیے ہے اور تو نے ہی دیا ہے جو لوگ اخلاص اور سچے دل سے قربانی کرتے ہیں ان کو خوشخبری ہو کہ ان کا بیڑا پار ہے اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ مسلمانوں کو ان کے دشمنوں کی ایذا رسانی سے بچا لے گا اسے کوئی دغا باز ناشکر گذار نہیں بھاتا وہ تو اپنے دیانت دار شکر گذار بندوں کو پسند کرتا ہے ؛

Marfat.com

قربانی کا فلسفہ

پچھلی آیتوں پر غور کرنے سے عبادت کے معنی اچھی طرح سمجھ میں آسکتے ہیں۔ قرآن مجید کا اصل پیغام انسان کے لیے یہ ہے کہ نادان نہ بن، اللہ کو پہچان۔ اس نے تجھے پیدا کیا۔ وہ تیرا رب ہے۔ اسی نے تیرے فائدے کی ساری چیزیں تجھے دیں۔ آسمان سے مینہ برسایا۔ اس کے ذریعے زمین سے غلّہ۔ میوہ۔ پھول پھل۔ ترکاری سبزی سب کچھ پیدا کیا۔ مویشی کو تیرا تابعدار بنایا تاکہ جو محنت تیرے اپنے بس کی نہ ہو وہ ان سے لے۔ سمجھ بوجھ دی۔ تاکہ تو اس کی بنائی ہوئی چیزوں سے فائدہ اٹھائے اور سمجھے کہ یہ سب چیزیں مجھے اللہ عزوجل نے اپنے فضل سے عطا کی ہیں۔ پھر اس کے بھیجے ہوئے پیغمبروں کو پہچاننے اور ان کا احسان ماننے کہ انہوں نے ان نعمتوں پر جو اللہ عزوجل نے اسے عطا کیں۔ اللہ کا شکر ادا کرنا سکھایا۔ آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید جیسی عظیم الشان کتاب پیش کر کے اس پر عمل کرنے کا طریقہ بتایا۔

قرآن مجید اسے تعلیم دیتا ہے۔ کہ اے انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا تیرے بس کا نہیں۔ اس کی نعمتیں بے شمار اور لامحدود اور تیری قوتیں اور سمجھ محدود۔ تیری آسانی کے لیے اللہ عزوجل نے تیرے لیے شکر ادا کرنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے۔ اور اس طریقہ کا نام عبادت رکھ دیا ہے۔ عبادت کے معنی ہیں۔ عبدیت کا یعنی بندہ ہونے کا اقرار۔ عبادت اللہ عزوجل کے مقرر کیے ہوئے چند کام ہیں جنہیں انسان کو محض اس کا حکم بجالانے اور اپنی عبدیت کا اظہار کرنے کے لیے ادا کرنا چاہیئے۔ یہ کام نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقات، قربانی وغیرہ ہیں۔ ان میں انسان کو اپنی طرف سے کوئی اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔ اور انہیں انہی شرائط کے ساتھ پورا کرنا چاہیئے۔ جو مقرر کر دی گئی ہیں۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان سے کیا فائدہ ہے۔ نہ ان کی بابت تغیّر و تبدّل کا وہم پیدا کر سکتا ہے۔ یہ بندگی کی نشانیاں ہیں اور منعم حقیقی کے بتائے ہوئے طریقہ سے اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے۔ ان کو محض اسی خیال سے بجالانا چاہیئے۔ اور انسان کو عقل دی ہے۔ اگر وہ ان عبادتوں کے مقررہ طریقوں سے کوئی اور اجتماعی معاشرتی اور وقتی فائدہ اٹھا سکتا ہے تو ضرور اٹھائے۔ کوئی ممانعت نہیں۔ اگر تم اپنے آپ کو اللہ کا بندہ مانتے ہو تو وقت پر حکم کے مطابق قربانی کرو۔ تمہیں یہ کہنے کا کوئی حق نہیں۔ کہ اس میں کیا فائدہ ہے۔ بندۂ خدا اس میں تیرا فائدہ یہ کیا تھوڑا ہے کہ تیرا مولیٰ تجھ سے تجھے اپنی بے چون وچرا فرمانبرداری کرتے دیکھ کر خوش ہو جائے اور تیرا نام اپنے شکر گذار بندوں میں لکھ لے بندہ کا کام یہی ہے کہ اپنے آقا کو خوش رکھے۔

Marfat.com

لڑائی کی اجازت

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ
اذن دیا گیا ان لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں اس وجہ سے کہ ان پر ظلم ہوا
وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ (۳۹)
اور تحقیق اللہ ان کی مدد پر البتہ قدرت رکھتا ہے
الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ
وہ جو نکالے گئے اپنے گھروں سے ناحق
اِلَّاۤ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ
مگر یہ کہ کہتے ہیں وہ ہمارا رب اللہ ہے

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ
ان لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں حکم مل گیا اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا
وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ (۳۹)
اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے
الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ
وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے نکالا گیا بلا وجہ
اِلَّاۤ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ
سوا اس کے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے

نبوّت کے پہلے تیرہ سال جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ میں گذارے وہ مسلمانوں پر بڑے سخت گذرے مکّہ کے شوریدہ پشت لوگوں نے انہیں دل کھول کر ہر طرح ستایا۔ مارنا پیٹنا تو معمولی بات تھی۔ گرم تپتے ہوئے پتھروں اور ریت پر ننگے بدن لٹانا اور اوپر سے سینے پر گرم پتھر رکھ دینا۔ کھانے پینے کی چیزیں روک لینا۔ میل جول چھوڑ دینا۔ تعلقات منقطع کر لینا سننے میں تو آسان ہیں۔ مگر جن پر یہ مصیبتیں سچ مچ گذری ہوں وہ جانتے ہیں۔ گرمی کے دنوں میں مسجد کے صحن کے تپتے ہوئے پتھروں کے فرش پر دو قدم چلنے ہی سے تلوے جھلس جاتے ہیں۔ کسی کو اس پر کرتا اتار کر چت لٹا دیا جائے تو اس کا کیا حال ہوگا۔ ایمان کے دل دادوں نے یہ سب کچھ سہا۔ مگر اُف نہ کی۔ حکم تھا کہ کافر جو اذیت پہنچائیں وہ سب سہو لیکن ان سے لڑو مت۔

آخر جب گھر چھوڑ کر مجبوراً مدینہ میں پناہ لی تو کچھ دم میں دم آیا۔ اس وقت حکم ہوا کہ ان ظالموں سے لڑو۔ تعداد میں تھوڑے ہونے کی پروا مت کرو۔ ہم تمہاری مدد کی قدرت رکھتے ہیں انہوں نے تمہیں بلا معقول وجہ کے تمہارے گھروں سے نکالا۔ تم نے ان کا کیا بگاڑا تھا؟

فقط اتنا ہی تو کیا تھا کہ اللہ کو اپنا رب مانا تھا اور بتوں کے پوجنے سے انکار کر دیا تھا۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں مل جل کر رہنا ضروری ہے اور اس کے لیے یہ کافی ہے کہ کوئی کسی سے کسی قسم کی بدسلوکی نہ کرے۔ عقیدوں پر باہم لڑنا انسانیت کے خلاف ہے لڑائی اس سے کی جائے گی جو اوروں پر ظلم توڑے اور دوسروں کو اپنا غلام بنا کر رکھنا چاہے۔

Marfat.com

دُنیا کا انتظام

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ
اور اگر نہ دفع کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو دوسرے سے
لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ
تو ڈھا دیے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے
وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ
اور مسجدیں کہ ذکر ہوتا ہے جن میں اللہ کے نام کا بہت
وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ
اور ضرور مدد کرے گا اللہ اس کی جو مدد کرے گا اس کی تحقیق
اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾
اللہ البتہ قوت والا ہے زبردست

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ
اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے ہٹایا نہ کرتا
لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ
تو ڈھا دیئے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے
وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ
اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام بہت پڑھا جاتا ہے
وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ
اور اللہ ضرور مدد کریگا اس کی جو مدد کرے گا اللہ کی بے شک
اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾
اللہ زبردست ہے زور والا

صَوَامِعُ ۔ صَوْمَعَةٌ کی جمع ہے صَوْمَعَہ ۔ راہبوں کا ٹھکانا اور دنیا سے کنارہ کش لوگوں کی جگہ ۔ عیسائیوں کی خانقاہیں ۔ تکیے ۔
بِيَعٌ ۔ بِيْعَةٌ کی جمع ہے عیسائیوں کے گرجا کو کہتے ہیں صَلَوٰتٌ عبرانی لفظ صلوتا سے معرب ہے ۔ یہود کے عبادت خانے ۔

ارشاد ہے کہ دُنیا میں بھلے بُرے مومن کافر نیک معاش، بدمعاش سبھی قسم کے لوگ رہتے ہیں ۔ اگر بُروں کو دبایا نہ جائے تو وہ اچھوں کو کچا ہی کھا جائیں یا کم سے کم ان کا ہر وقت ناک میں دم رکھیں اس لیے اس دنیا کے بنانے والے نے جہاں کچھ دن کے لیے اس میں سب کی بود و باش کا بندوبست کیا ہے وہاں اس کا بھی انتظام کر دیا ہے کہ فسادی لوگ زیادہ سر نہ اٹھانے پائیں ورنہ اگر ان کو موقعہ مل گیا تو وہ اچھے لوگوں کے عبادت خانے، خلوت گاہیں سب کچھ مٹا کے رکھ دیں گے اور اللہ عزوجل کا نام لینے والوں کو کبھی چین سے نہ بیٹھنے دیں گے ۔ گرجا، یہود کے عبادت خانے مسلمانوں کی مسجدیں یہ سب اچھے لوگوں نے اپنے اپنے زمانے میں اسی لیے بنائیں کہ ان میں بکثرت اللہ عزوجل کا ذکر کیا جائے ۔ اس لیے ہر زمانے میں جب شریروں کا زور اتنا بڑھ جاتا ہے تو اللہ عزوجل اپنے نیک بندوں کی مدد کرتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ اللہ ان شریروں، فسادیوں کے مقابلے میں اپنے نیک بندوں کی ضرور مدد کرے گا جو اس کا دین پھیلا کر دُنیا میں امن و امان قائم کرنا چاہتے ہیں ۔ اللہ عزوجل بڑی قوت اور قدرت والا ہے ۔ اس کے آگے کچھ مشکل نہیں کہ نیکوں کی چھوٹی سی جماعت کو اتنی قوت دے دے کہ بدوں کے جمِ غفیر کو مار بھگائیں ۔

Marfat.com

مسلمانوں کا کام

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا
وہ جنہیں اگر ہم جگہ دے دیں ملک میں تو قائم کریں
الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوْا
نماز اور ادا کریں زکوٰۃ اور کہیں کرنے کو
بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ
اچھے کام اور روکیں بُرے کام سے
وَ لِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ (۴۱)
اور اللہ ہی کے لیے ہے انجام کاموں کا

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا
وہ لوگ کہ اگر ہم ان کو قدرت دیں ملک میں تو وہ
الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوْا
نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور بھلے کام
بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ
کا حکم کریں اور بُرے کام سے منع کریں
وَ لِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ (۴۱)
اور ہر کام کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے

مَکَّنّٰ: غلبہ دیں ہم، اِمْنی کا صیغہ ہے تمکین سے جو مکان سے بنا ہے مکان جگہ کو کہتے ہیں تمکین جگہ پر قابو دے دینا۔ یہاں سلطنت عطا کرنا مراد ہے۔

مکّہ والے کافروں کو ارشاد ہے کہ تم نے نادانی سے اور اپنے وقتی فائدہ کو ترجیح دیتے ہوئے مسلمانوں کو دباتے اور مٹانے کی تیاری کی ہے لیکن یاد رکھو اس وقت دنیا تم جیسے شریروں اور خود غرضوں سے بھر گئی ہے اگر ان کو اس وقت نہ دبایا گیا تو آگے چل کر انسان کا جینا دوبھر ہو جائے گا اور یہ آپس میں ایک دوسرے کی بوٹیاں نوچ نوچ کر کھا جائیں گے اس لیے ضروری ہے کہ اس قاعدے کے مطابق جو اس سے پہلی آیت میں بیان ہوا۔ ایک ایسی امّت کھڑی کی جائے جو دنیا والوں کے ہوش و حواس درست کر دے۔ یہ مٹھی بھر لوگ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دے رہے ہیں۔ یہی آگے چل کر وہ امت مسلمہ بنیں گے جن کا عمل دنیا کے لیے نمونہ ہو گا۔ یہ اللہ عزوجل کے عبادت گذار ہوں گے دولت سے فقط اپنی ہی جیبیں نہ بھریں گے بلکہ اپنے غریب بھائیوں کو اپنے ساتھ لے کر بڑھیں گے اپنے مال کا ایک حصہ ان کے لیے وقف کر دیں گے۔ اچھے کام کرنے کا حکم دیں گے بُرے کاموں سے روکیں گے۔ آج تم انہیں خستہ اور بدحال دیکھ کر ان کو حقارت سے دیکھتے ہو۔ بلکہ مٹانے کی فکر میں ہو۔

آگے چل کر دُنیا دیکھے گی۔ کہ یہ کیا سے کیا ہو گئے۔ ان کی ابتدائی کمزوری پر مت جاؤ۔ ہر کام کا انجام اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے تم نادانی سے اس وقت نہیں سمجھتے۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے دنیا کی اصلاح اور انتظام درست کرنے کے لیے منتخب کیا ہے لیکن انجام ہر بات کا اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ اپنا کام ان کے ہاتھ سے پورا کرا کے رہے گا۔

Marfat.com

عبرت کا مقام

ان آیتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے اندر بے شمار علیحدہ علیحدہ قوتیں باہم ٹکرا رہی ہیں۔ ان میں سے بعض تو باہم صلح کر لیتی ہیں اور عالم کے قیام اور اس کی درستی میں مل کر لگ جاتی ہیں اور بعض ایک دوسری کو تباہ کر دیتی ہیں بعض قوتیں دوسری پر غالب آکر انہیں زبردستی دبائے رکھتی ہیں اور ابھرنے سے روکتی ہیں۔

اب اگر یہ غالب آنے والی قوتیں دنیا کو قائم رکھنے والی ہیں تو یہ کارخانہ ہستی چلتا رہتا ہے اگر اس کو بگاڑنے والی ہیں تو انہیں غالب چھوڑ دینے سے دُنیا آخر کار تباہ ہو کر رہتی ہے۔ اللہ عزوجل کا فیصلہ ہے کہ ایک مقررہ مدّت تک دنیا قائم رہے گی اور یہ کارخانہ اسی طرح جاری رہے گا۔ اس لیے ان تباہ کن غالب قوتوں کا زور توڑ دینے کے لیے اس نے تدبیر کر رکھی ہے کہ جب یہ خطرناک طور پر زور پکڑ لیں تو ایک نئی قوت پیدا کر دیتا ہے۔ جو ان خطرناک قوتوں کے زور کو توڑ کر رکھ دیتی ہے۔ دُنیا میں ایک زمانے کے اندر ان تباہ کن قوتوں نے زور پکڑ لیا تھا۔ اور اگر انہیں یونہی چھوڑ دیا جاتا تو دُنیا زیادہ دن نہیں چل سکتی تھی۔ لیکن اللہ کو منظور تھا کہ یہ ابھی چلے۔ اس لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول بنا کر بھیجا اور آپ کے تابعداروں کی ایک امت بن گئی جس کا نام امت مسلمہ ہے۔ ایک مدت تک مسلمانوں کو شریر قوتوں کے پھندے میں پھنسا کر ان کو صبر و استقلال کی مشق کرائی گئی اور میدان عمل میں اترنے کے لیے تیار کیا جب یہ تربیت کی مدت ختم ہوئی تو حکم ہوا کہ اب سرکش اور فسادی قوتوں پر حملہ کر دو اور ان کو دبا دو۔ اس امت کی تین خصوصیتیں اس آیت میں بیان کی ہیں:

۱۔ اللہ عزوجل کے سوا کسی کی عبادت نہ کرے گی (۲) اس کی اندرونی تنظیم کا ذریعہ صلوٰۃ اور زکوٰۃ ہو گی۔ صلوٰۃ سے ان کی یکجہتی قائم رہے گی۔ اور زکوٰۃ سے نظام کی جڑ جم جائے گی۔ یہ دو چیزیں ان کی تنظیم کی جڑ ہیں۔ ان کے سنہری روپہلی یا آہنی اصول جو کچھ کہو یہی دو ہیں۔ یہی ان کی قومی زندگی کے دو محکم ستون ہیں۔

۳۔ ان کے معاشرتی اصول جن کو اپنے داخلی اور خارجی تعلقات دونوں کے لیے یہ امّت اپنا رہنما بنائے گی۔ وہ نیک کاموں کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا ہے۔

ارشاد ہے کہ اس امت کو اس معاشرے کے دنیا بھر کے لوگوں میں قائم رکھنے کے لیے سلطنت عطا کی جائے گی۔ اگر ان میں یہ تینوں خصوصیتیں قائم رہیں تو ان کی سلطنت ہمیشہ قائم رہے گی اور یہ دنیا میں امن و امان قائم رکھ سکیں گے اور اگر ان سے ہٹ گئے تو پھر اللہ عزوجل ہی جانے کیا ہو گا۔ کیونکہ ہر قوم اور ہر چیز کا انجام اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اگر اپنی خصوصیتیں کھو بیٹھے۔ تو اپنی ہستی اور اپنی سلطنت اور اپنی عزت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ مسلمانو! ذرا گریبان میں منہ ڈالو!

Marfat.com

اللہ کا انکار

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ

اور اگر جھوٹا کہیں تجھے تو جھوٹا کہا رسولوں کو ان سے پہلے

قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿٤٢﴾ وَقَوْمُ

نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور قوم

اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿٤٣﴾ وَّاَصْحٰبُ

ابراہیم کی اور لوط کی قوم اور لوگ

مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ

مدین کے اور جھوٹا کہا گیا موسیٰ کو پس ڈھیل دی میں نے

لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ

کافروں کو پھر پکڑ لیا انہیں پس کیسا

كَانَ نَكِيْرِ ﴿٤٤﴾

تھا انکار میرا

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ

اور اگر تجھے جھٹلائیں تو ان سے پہلے جھٹلا چکی ہے

قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿٤٢﴾ وَقَوْمُ

نوح کی قوم اور عاد و ثمود اور ابراہیم کی

اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿٤٣﴾ وَّاَصْحٰبُ

قوم اور لوط کی قوم اور مدین کے

مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ

لوگ اور موسیٰ کو جھٹلایا پھر میں نے

لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ

منکروں کو ڈھیل دی پھر ان کو پکڑ لیا تو کیسا ہوا

كَانَ نَكِيْرِ ﴿٤٤﴾

میرا انکار

اَمْلَیْتُ (مہلت دی میں نے) یہ ماضی کا صیغہ ہے جس کے معنی ڈھیل دینا، مہلت دینا ہیں۔ اس کا مضارع اُمْلِی سورۃ الاعراف میں گذر چکا ہے۔

ان آیتوں میں ارشاد ہے کہ ہم نے دنیا کے ایک مدت تک قائم رکھنے کے لیے یہ نظام مقرر کر دیا ہے کہ اس کی مٹانے والی قوتوں کے مقابلہ میں اس کی بنائے رکھنے والی قوتیں بہ وقت ضرورت غالب آ جائیں اور شر و فساد کا قلع قمع کر دیں۔ خیر و شر کی یہ قوتیں انسان کو اپنا آلۂ کار بنانے کی کوشش کرتی ہیں۔ اس لیے انسان کو ان دونوں قوتوں سے آگاہ کرنے اور خیر کا طرفدار رہنے کے قابل بنانے کے لیے اللہ عزوجل نے اپنے رسولوں کے بھیجنے کا سلسلہ قائم کیا اور اس کی تکمیل آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دی۔ آگے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے کہ لوگ اپنی نادانی سے تیری بات نہ مانیں اور تجھے جھوٹا ٹھہرائیں تو اس سے بددل نہ ہونا۔ انسان کی کوتاہ بینی ہر زمانے میں اسے رسولوں کی مخالفت پر آمادہ کرتی رہی ہے لیکن مخالفوں کا انجام ہمیشہ برا ہوا ہے۔ پہلی قوموں کا حال ہم تجھے سنا چکے ہیں وہ تو ان کو بھی سنا دے اور صاف صاف کہہ دے کہ اللہ عزوجل بدی کو نیکی پر غالب نہ ہونے دے گا۔ اگر انہوں نے نہ مانا تو یہ بھی اسی طرح تباہ ہوں گے (نعوذ باللہ)

Marfat.com

اندھاپن

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ

سو کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہلاک کیا ہم نے انہیں اور وہ ظلم کر رہی تھیں

فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ

بس وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں پر اور بہت سے کنوئیں بیکار پڑے ہیں

وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ (۴۵) اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا

اور بہت سے محل چونے گچ کے کیا پس نہیں سیر کی

فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ

زمین میں تاکہ ہو جائیں ان کے لیے دل ایسے کہ سمجھنے لگیں وہ

بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا

ان سے یا کان ایسے کہ سننے لگیں ان سے کیونکہ حقیقت یہ ہے

لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ

کہ نہیں اندھی ہوتی آنکھیں لیکن اندھے ہو جاتے ہیں دل

الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ (۴۶)

جو سینوں میں ہیں

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ

پھر کتنی ہی بستیاں ہم نے ہلاک کر ڈالیں اور وہ گنہ گار تھیں

فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ

اب وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور کتنے ہی کنوئیں نکمے پڑے ہیں

وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ (۴۵) اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا

اور کتنے ہی محل گچ کاری کے ویران کیا ملک کی سیر نہیں کی کہ

فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ

ان کے دل سمجھنے کے قابل ہوتے اور

بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا

کان سننے کے اہل ہوتے سو کچھ

لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ

آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں پر دل جو سینوں میں ہیں

الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ (۴۶)

وہ اندھے ہو جاتے ہیں

خَاوِيَةٌ (گرے ہوئے) اسم فاعل مؤنث ہے خ۔و۔ی سے خوّی کے معنی کمزور ہو کر گر پڑنے کے ہیں۔ خَاوِيَة گری ہوئی: عُرُوْش: چھتیں۔ عرش کی جمع ہے۔ سورۃ الانعام میں یہ لفظ گزر چکا ہے۔ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا: مراد یہ ہے کہ پہلے چھتیں گریں۔ ان کے اوپر سارا گھر آ پڑا۔

دنیا کا قیام انسان کے اعمال پر موقوف ہے۔ انسان کے نیک کام بنانے والی قوتوں کے مددگار ہیں اور اس کے بُرے کام بگاڑنے والی قوتوں کو اور بھی زور دار کر دیتے ہیں۔ اسی بات کو اس آیت میں سمجھایا گیا ہے۔ ارشاد ہے کہ تم سے پہلے بہت سی بستیاں اپنے بُرے اعمال کی وجہ سے تباہ ہو گئیں۔ ان کے مکانات گر پڑے۔ کنوئیں بیکار ہو گئے۔ بڑی بڑی مضبوط عمارتیں ویران ہو گئیں۔ دنیا میں چل پھر کر دیکھو ان کی تباہی کے آثار تمہیں نظر آئیں گے۔ انہیں دیکھ کر تمہارے دل کی آنکھیں اور کان کُھل جانے چاہئیں۔ بغیر ان کے کھلے ظاہری آنکھ اور کان بیکار ہیں۔ اصل اندھاپن دل کا اندھاپن ہے۔ ظاہری آنکھوں کے نہ ہونے سے آدمی اندھا نہیں ہوتا بشرطیکہ اس کی دل کی آنکھیں کھلی رہیں ::

Marfat.com

جلدی بیکار ہے

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ

اور جلدی مانگتے ہیں تجھ سے عذاب اور ہرگز خلاف نہ کرے گا

اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ

اللہ اپنا وعدہ اور تحقیق ایک دن تیرے رب کے نزدیک

كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (۴۷) وَكَاَيِّنْ

مانند ہزار سال کے ہے اس سے جو تم گنتے ہو اور کتنی ہی

مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ

بستیاں ہیں کہ ڈھیل دی میں نے ان کو اور وہ غلط کار تھیں

ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ (۴۸)

پھر پکڑ لیا میں نے ان کو اور میری ہی طرف لوٹنا ہے

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ

اور تجھ سے جلدی عذاب مانگتے ہیں اور اللہ اپنا وعدہ

اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ

ہرگز نہ ٹالے گا اور تیرے رب کے ہاں ایک دن ہزار سال کے

كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (۴۷) وَكَاَيِّنْ

برابر ہوتا ہے تمہاری گنتی کے مطابق اور کتنی ہی

مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ

بستیاں ہیں کہ میں نے ان کو ڈھیل دی حالانکہ وہ گنہگار تھیں

ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ (۴۸) ع ١٠/١٣

پھر میں نے ان کو پکڑا اور میری ہی طرف پھر کر آنا ہے

مکّہ کے سرکش لوگ اس بات کو نہ مانتے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور ان کا کہنا نہ ماننا اللہ کے ناراض ہو جانے کا باعث ہو گا۔ وہ کہتے تھے کہ ہمارے باپ دادا تو انہیں بتوں کو پوجتے چلے آئے ہیں۔ ہمارے لیے زندگی بسر کرنے کے جو قاعدے قرینے وہ مقرر کر گئے ہیں وہی کافی ہیں۔ انہیں سمجھایا گیا کہ اللہ کے رسول پہلے لوگوں کے پاس بھی آتے رہے ہیں انھوں نے نافرمانی کی تو ان پر عذاب آیا اور وہ ہلاک ہو گئے۔

اس زمانے میں بھی برائیاں حد سے زیادہ پھیل گئی تھیں۔ اس لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول بنا کر بھیجا۔ ان کا کہنا نہ مانو گے۔ تو عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ لوگ یہ سنکر اس کی ہنسی اڑانے لگے اور کہا کہ جاؤ ابھی ابھی عذاب جلدی لے آؤ ہم تو نہیں مانتے (نعوذ باللہ) انہیں اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ یہ لوگ تجھ سے عذاب جلدی لانے کو کہہ رہے ہیں ان سے کہہ دو کہ اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ تم سمجھتے ہو کہ عذاب میں دیر ہو رہی ہے۔ مگر تمہارے ہزار برس بھی اللہ کے ہاں ایک دن کے برابر ہیں۔ اصل بات سمجھنے کی یہ ہے کہ رسول کی نافرمانی سے عذاب آکر رہے گا۔ اس میں دیر سویر کا سوال نہیں۔ شک ہو تو پہلے لوگوں کا حال سن لو۔ وہ گناہ کرتے رہے اور ہم ڈھیل دیتے رہے۔ آخر عذاب آیا اور وہ ہلاک ہوئے۔ زمانہ ہی کیا۔ میرے قبضہ قدرت میں ہر چیز ہے۔ تم مجھ سے بچ کر کہاں جاؤ گے ؛

Marfat.com

خلاصہ مطلب

قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ
کہہ اے لوگو بات یہی ہے کہ میں تمہیں ڈرانے والا ہوں
مُّبِيْنٌ (۴۹) فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
کھلم کھلا پس جو ایمان لائے اور کام کیے انہوں نے نیک
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (۵۰)
ان کے لیے بخشش ہے اور روزی باعزت
وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ
اور جن لوگوں نے کوشش کی ہماری آیتوں کو ہرانے کے لیے
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ (۵۱)
وہی لوگ ہیں دوزخ والے

قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ
تو کہہ اے لوگو: میں تو تمہیں کھول کر ڈر
مُّبِيْنٌ (۴۹) فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
سنانے والا ہوں سو جو لوگ یقین لائے اور انہوں نے نیک کام کیے
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (۵۰)
ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور ان کے لیے عزت کی روزی ہے
وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ
اور جو ہماری آیتوں کو ہرانے کو دوڑے
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ (۵۱)
وہی دوزخ والے ہیں

مُعٰجِزِيْنَ (عاجز کرنے والے) مُعَاجِزٌ کی جمع ہے جو ع۔ ج۔ ز سے بنا ہے عجز کے معنی عاجز ہو جانا لکھا تا۔ مُعَاجِزَۃٌ دوسرے کو عاجز کرنے کی کوشش کرنا
اس سے پہلی آیتوں میں دنیا کی فطرت کو اچھی طرح واضح کر کے بتا دیا گیا۔ انسان کا جو مرتبہ اور مقام اس کے اندر ہے۔ اسے بھی خوب کھول کر سمجھا دیا گیا۔ معلوم ہو گیا۔ کہ دنیا میں بھلائی اور برائی کی جنگ ہمیشہ تا قیام قیامت جاری رہے گی۔ اس کی بہتری اس میں ہے۔ کہ بھلائی کا ساتھ دے اور برائی کو دبائے۔ اس کے لیے اگر لڑنا بھی پڑے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس آیت میں انسان کے اندر رسولوں کا مرتبہ مقام اور ان کا کام بتایا گیا ہے۔

ارشاد ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دے کہ مجھے اللہ عزوجل نے تمہاری طرف اپنا رسول مقرر کر کے بھیجا ہے میرا کام سوا اس کے کچھ نہیں کہ تمہارے اعمال کے نتیجوں سے تمہیں خبردار کر دوں سو ہر شخص اپنے کیے کی سزا بھگتے گا میں بہت ہی صاف اور کھلے الفاظ میں تم سے کہتا ہوں کہ انسان کی فلاح کے لیے شرط اول ایمان ہے یعنی دل سے یقین کرنا کہ یہ ساری کائنات فقط ایک اللہ عزوجل نے بنائی ہے وہی اس کو پال رہا ہے وہی قیامت کے دن انسان کے اعمال کا حساب لے گا جو اللہ کے رسول کو مانے گا اور ان کے بتائے ہوئے نیک عمل کریگا۔ اس کی خطاؤں سے درگزر کی جائے گی اور اللہ اپنے فضل سے اسے عزت و آبرو کے ساتھ بہت کچھ عطا فرمائے گا جو شخص اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے گا اور ان کو نیچا دکھانے کی کوشش کرے گا۔ اس کا ٹھکانا ... ہے جو بڑے دکھ درد کی جگہ ہے ؂

Marfat.com

شک و شبہ

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ

اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول اور نہ نبی

اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ

مگر جب اس نے بیان کیا ڈال دیا شبہ شیطان نے اس کے بیان میں

فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ

پس مٹا دیتا ہے اللہ وہ جو شبہ ڈالا شیطان نے پھر پختہ کر دیتا ہے

اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (۵۲)

اللہ اپنی آیتیں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ

اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول یا نبی نہیں بھیجا

اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ

مگر وہ جب بتانے لگا تو شیطان نے اس کی بات میں شبہ ڈال دیا

فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ

پھر اللہ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہے مٹا دیتا ہے پھر اپنی باتیں پکی کر دیتا

اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (۵۲)

ہے۔ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے

تَمَنّٰی (کہا، بیان کیا، پڑھا) ماضی کا صیغہ ہے تَمَنّی سے جس کا مادہ م۔ن۔ی ہے مُنْیَۃٌ۔ آرزو، کہی ہوئی بات۔ اس مادہ کے اور بھی معنی ہیں مگر یہاں یہی مناسب ہے اُمْنِیَّۃٌ (کہی ہوئی بات، بیان) اسی مادہ سے اسم ہے اصل میں اُمْنُوْیَۃٌ تھا تعلیل کے بعد اُمْنِیَّۃٌ ہو گیا وہ ذریعہ یا واسطہ جس سے کوئی بات ظاہر کی جائے۔

انسان کو سیدھی راہ سے روک کر ٹیڑھی راہ پر چلانے والا شیطان ہے اور اس کا سب سے بڑا داؤ یہ ہے کہ رسول جو بات کہتے ہیں اور جو قرآن کی آیتیں سناتے ہیں وہ آیتوں کے اندر شبہے پیدا کرتا ہے اور آیت کا مطلب توڑ موڑ کر کچھ کا کچھ کر دیتا ہے بہت سے لوگ اس کے داؤ میں آجاتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ واقعی یہ مطلب بھی تو ہو سکتا ہے اللہ عزوجل اور آیتوں کے ذریعہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی خفی کے ذریعہ مطلب کو بالکل واضح کر دیتا ہے۔ اور شیطان کے پیدا کیے ہوئے شبہے غائب ہو جاتے ہیں اور اللہ عزوجل کو تمام کائنات اور انسان کے حالات کا پورا پورا علم ہے اور وہ ہر بات کی مصلحت خوب جانتا ہے۔ اس نے اپنے علم اور مصلحت شناسی کی رو سے ایسی آیتیں بھی نازل کی ہیں جن کے مطالب بہت سے ہو سکتے ہیں ان کو متشابہات کہتے ہیں اور پھر ایسی بھی نازل کی ہیں جن سے ایک ہی مطلب صاف ہو کر معین ہو جاتا ہے۔ انہیں محکمات کہتے ہیں۔ یا اگر قرآن کے مطلب میں پھر بھی کچھ پیچیدگی رہ جائے تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی خفی کے ذریعے صاف مطلب سمجھا دیا جاتا ہے اور آپ حدیث کے ذریعے اسے صاف کر دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ متشابہات کا مطلب محکمات کی حدیث کی روشنی میں تلاش کرنا چاہیے اور کسی کو اپنی طرف سے مطلب گھڑنے کا کوئی حق نہیں ؛

Marfat.com

متشابہات کی مصلحت

لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ
تاکہ کرے جو ڈالا شیطان نے آزمائش ان لوگوں کی
فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ
جن کے دل میں روگ ہے اور سخت ہیں دل اُن کے
وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾
اور تحقیق ظالم البتہ مخالفت میں ہیں دُور کی
وَّ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ
اور تاکہ جان لیں وہ لوگ جنہیں علم دیا گیا کہ یہی ٹھیک بات ہے
مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ
تیرے رب کی طرف سے پس ایمان لائیں وہ اس پر پس نرم ہوں اس کے لیے دل ان کے

لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ
اس واسطے کہ جو کچھ شیطان نے ملایا اس سے انہیں جانچے جن کے
فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ
دل میں روگ ہیں اور جن کے دل سخت ہیں
وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾
اور گناہگار تو مخالفت میں دور جا پڑے
وَّ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ
اور اس واسطے کہ وہ لوگ جنہیں سمجھ ملی ہے معلوم کرلیں کہ یہ حق ہے
مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ
تیرے رب کی طرف سے پھر اس پر یقین لائیں اور ان کے دل نرم ہو کر اس کے آگے جھکیں

اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ایسی آیتیں کیوں نازل کی ہیں جن کا مطلب کئی طرح بیان کیا جاسکتا ہے؟ ارشاد ہے کہ اللہ عزوجل نے انسان کو عقل عطا کرکے اس کے ذمہ یہ کام ڈالا ہے کہ وہ اپنی کوشش سے ٹھیک بات تلاش کرے شیطان اس کو بہکاتا ہے اور اس کے دل میں شک وشبہ پیدا کرکے اس کے لیے سیدھا راستہ ڈھونڈنا مشکل کردیتا ہے۔ ادھر انسان کی بُری خواہشوں کو اکساتا ہے۔ اور وہ اس کی عقل کو چاروں طرف سے گھیر لیتی ہیں اور اس کو آیت کا وہی مطلب سمجھاتی ہیں۔ جن سے ان خواہشوں کے پورا کرنے میں مدد ملے یہی خراب خواہشیں اس کے دل کا روگ ہیں۔ جن کے دل گناہوں کی شامت سے سخت ہوجائیں۔ وہ شیطان کے اشاروں پر چلتے ہیں اور ان کی عقل ٹھیک کام کرنا چھوڑ دیتی ہے۔ یہ لوگ ظالم ہیں۔ ان کو حق کی مخالفت راستی سے دور کہیں لے جاکر ڈال دیتی ہے۔ دوسری طرف سمجھ دار لوگ اپنے علم و عقل سے ایمان کی روشنی میں کام لیتے ہیں اور حق بات کو پالیتے ہیں اور دل میں اس کا یقین جما لیتے ہیں ان کے دل سخت نہیں ہونے پاتے وہ آسانی سے حق بات مان لیتے ہیں اور اللہ کے سامنے عاجزی کے ساتھ جُھک جاتے ہیں۔ غرض آیات متشابہات سے انسان کا امتحان مقصود ہے کہ وہ عقل سے ٹھیک کام لے کر شیطان سے پھندوں سے بچتا ہوا آیات محکمات کی روشنی میں اور ارشادات نبوی کے سہارے ٹھیک راستہ ڈھونڈ لیتا ہے یا نہیں ؛

Marfat.com

پختہ یقین سے ہدایت

وَ اِنَّ اللّٰہَ لَھَادِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِلٰی
اور تحقیق اللہ البتہ ہدایت کرنے والا ہے انہیں جو ایمان لائے طرف
صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۵۴﴾ وَ لَا یَزَالُ الَّذِیۡنَ
راستے سیدھے اور ہمیشہ رہیں گے وہ جنہوں نے
کَفَرُوۡا فِیۡ مِرۡیَۃٍ مِّنۡہُ حَتّٰی تَاۡتِیَہُمُ
کفر کیا شک کے اندر اس کی طرف سے یہاں تک کہ آئے ان پر
السَّاعَۃُ بَغۡتَۃً اَوۡ یَاۡتِیَہُمۡ عَذَابُ
قیامت اچانک یا آئے ان کو عذاب
یَوۡمٍ عَقِیۡمٍ ﴿۵۵﴾
ایسے دن کا جس میں بچنے کی جگہ نہیں

وَ اِنَّ اللّٰہَ لَھَادِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِلٰی
اور اللہ یقین لانے والوں کو سیدھی راہ
صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۵۴﴾ وَ لَا یَزَالُ الَّذِیۡنَ
سمجھانے والا ہے اور منکروں کو اس
کَفَرُوۡا فِیۡ مِرۡیَۃٍ مِّنۡہُ حَتّٰی تَاۡتِیَہُمُ
میں ہمیشہ دھوکا ہی رہے گا یہاں تک کہ ان پر
السَّاعَۃُ بَغۡتَۃً اَوۡ یَاۡتِیَہُمۡ عَذَابُ
بے خبری میں قیامت آپہنچے یا ان پر ایسے دن کی آفت آپہنچے
یَوۡمٍ عَقِیۡمٍ ﴿۵۵﴾
جس میں خلاصی کی کوئی راہ نہیں

ھَادِ (راہ سمجھانے والا) اصل میں ہَادِیٌ ہے جو ہدایت سے بنا ہے۔ ی کو بولتے نہیں اور پھر قرآنی رسم خط میں بھی گرا دیا۔ مِرْیَۃٍ: شک و شبہ۔ عَقِیْمٌ: (بند، رکا ہوا) صفت کا صیغہ ہے۔ ع۔ ق۔ م سے۔ عقم کے معنی بند کرنے اور روک دینے کے ہیں۔ بانجھ عورت کو بھی عقیم اسی لیے کہتے ہیں یہاں دن کو عقیم کہنے سے مراد یہ ہے کہ اس میں کسی طرف بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں وہ ہر طرف سے بند ہے۔

اس سے پہلی آیتوں سے معلوم ہوا کہ انسان کو عقل اور ارادہ عطا کر کے اور دنیا میں بعض چیزیں اس کے فائدے کی اور بعض اس کے نقصان کی ملا کر پیدا کر کے اس کا امتحان لینا مقصود ہے یہاں تک کہ قرآن مجید کی آیتیں بھی اس وقت تک ٹھیک طور پر سمجھ میں نہیں آسکتیں جب تک شیطان کے وسوسوں کو اور اپنی بری خواہشوں کو عقل بگاڑ دینے سے روک نہ دیا جائے۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ جو اللہ عزوجل پر ایمان لے آئیں گے۔ انہیں اللہ ان دونوں آفتوں سے بچا کر صحیح سمجھ عطا فرمائے گا۔ اور انہیں سیدھا راستہ دکھا دے گا۔ مگر جو اللہ پر ایمان نہ لائیں گے۔ وہ صراط مستقیم کو نہ پا سکیں گے۔ ان کا دل شیطانی وسوسوں اور ذاتی فائدوں کے پھندوں میں پھنسا رہے گا اور وہ سچی باتوں میں ہمیشہ شبہ کرتے رہیں گے جب ایمان نہیں تو پھر سوا اس کے کہ اچانک قیامت آجائے یا ایسا مصیبتوں بھرا دن نصیب ہو جس کی دکھ دینے والی آفتوں سے بچنے کی کوئی صورت ہی نہ ہو اور کوئی شے ان کو شک و شبہ سے نکالنے والی نہیں لیکن اس وقت شک و شبہ نکلے بھی تو کیا۔ بات تو جب ہے جب آفت آنے سے پہلے بات سمجھ جائیں ؛

Marfat.com

اللہ کی حکومت

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ
بادشاہت اس روز اللہ کی ہے فیصلہ کریگا ان میں
فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
پس وہ جو ایمان لائے اور کام کیے بھلے
فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وہ نعمت والے باغوں میں ہیں اور جنھوں نے کفر کیا
وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ
اور جھوٹا بتلایا ہماری آیتوں کو پس وہ لوگ ان کے لیے
عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ ع
عذاب ہے ذلیل کرنے والا

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ
اس دن راج اللہ کا ہے وہ ان میں فیصلہ کرے گا
فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
جو یقین لائے اور بھلائیاں کیں وہ
فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
نعمت کے باغوں میں ہیں اور جو منکر ہوئے
وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ
اور ہماری باتیں جھٹلاتے رہے سو ان کے لیے
عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ ع ۹ / ۱۲
ذلت کا عذاب ہے

جب معلوم ہو چکا کہ دُنیا انسان کے امتحان کی جگہ ہے اور شیطانی وسوسہ اور انسان کی خود غرضیاں اسے اس امتحان میں کامیاب ہونے سے برابر روکتی رہیں گی یہاں تک کہ قرآن مجید کی آیتوں کا ٹھیک مطلب سمجھنے میں بھی رکاوٹ ڈال دیں گی بہت سے اسی میں پھنس کر رہ جائیں گے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے یہ نہیں۔ وہ یہ نہ کر سکیں گے کہ قرآن کی آیتوں کو اسی کی دوسری آیتوں سے مدد لے کر سمجھیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں اصل بات سمجھ جائیں۔ اس میں شک وشبہ کی دلدل سے وہی لوگ بچ سکیں گے جو اللہ عزوجل کی طرف رجوع کریں گے اس پر ایمان لائیں گے۔ ایسے لوگوں کو اللہ سیدھا راستہ دکھا دے گا۔ مگر اللہ کا انکار کرنے والے قیامت تک یا کسی بے پناہ بڑی مصیبت میں پھنسنے تک الجھن میں اپنی عمر ضائع کرتے رہیں گے۔ اس آیت میں ہے کہ جب قیامت آجائے گی سب کے اختیارات سلب کر لیے جائیں گے۔ سوا اللہ عزوجل کے کسی میں ذرا بھر بھی قدرت اور اختیار نہ رہے گا۔ اس دن اللہ عزوجل ہر ایک کا فیصلہ کر دے گا۔ ایمان لا کر نیک کام کرنے والے آرام واطمینان کے ساتھ نعمت سے بھرپور باغوں میں رہیں گے اور جو لوگ اللہ کا انکار کر بیٹھے اور اس کی آیتوں کو جھوٹا سمجھا اور ان میں مین میخ نکالتے لگے ان کی بابت فیصلہ ہوگا کہ وہ اس خلجان کے باعث جس میں انہوں نے دنیاوی زندگی گذاری آج جسمانی بے چینی اور دکھ درد میں مبتلا ہوں گے۔ اور دوزخ کا عذاب ان کو پست و ذلیل و خوار کر کے رکھ دے گا۔

Marfat.com

ہجرت کرنے والے

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ

اور جن لوگوں نے گھر چھوڑا اللہ کی راہ میں پھر

قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ

قتل ہوگئے یا مرگئے البتہ عطا کرے گا انہیں اللہ

رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ

روزی اچھی اور تحقیق اللہ البتہ وہی سب سے اچھا

الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۸﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ

روزی دینے والا ہے البتہ داخل کریں گے ہم انہیں ایسی جگہ کہ وہ پسند کریں گے

وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾

اور تحقیق اللہ البتہ جاننے والا تحمّل والا ہے

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں گھر چھوڑ آئے پھر

قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ

مارے گئے یا مرگئے البتہ اللہ انہیں اچھی

رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ

روزی دے گا اور اللہ سب سے بہتر

الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۸﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ

روزی دینے والا ہے۔ البتہ انہیں اللہ ایسی جگہ پہنچائیگا جسے وہ پسند

وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾

کریں گے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے تحمّل والا

پچھلی آیت میں فرمایا کہ اللہ پر ایمان لاکر نیک کام کرنے والوں کو نعمتوں سے بھری ہوئی جنّت ملے گی اور اللہ کے نہ ماننے والوں کو اور اس کی آیتوں کے جھٹلانے والوں کو ایسی مصیبت پہنچے گی کہ جس سے پناہ نہ مل سکے گی۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ جو نیک کام کیے جاسکتے ہیں۔ ان میں سے ایک کام اللہ کی رضا اور خوشنودی طلب کرنے کے لیے گھر بار چھوڑ کر نکل کھڑا ہونا ہے اور یہ بہت بڑا نیک کام ہے۔ اللہ کو معلوم ہے کہ مسلمان مکّہ میں صبر سے مصیبتیں جھیل رہے ہیں۔ انہیں اس وقت حکم تھا کہ لڑیں نہیں۔ اس وقت وہ اس حکم کی تعمیل دل وجان سے کرتے رہے۔ اس کے بعد جب انہیں حکم ہوا۔ کہ وطن چھوڑ کر مدینہ چلے جاؤ تو وہ بلا چون وچرا کمر باندھ کر کھڑے ہوگئے اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہجرت کر گئے اور یہ سب کچھ اللہ کے لیے کیا۔ انہیں خوش خبری ہو۔ کہ ان کی یہ حکم برداری اللہ عزّوجلّ کو بہت پسند آئی انہوں نے ایمان لاکر عمل صالح کی بہترین مثال قائم کی۔ اس کے بعد خواہ وہ شہید ہوں یا ویسے ہی دنیا سے رخصت ہوں دونوں صورتوں میں اللہ انہیں بہت اچھی جزا دے گا۔ وہ ان کی نیّت اور عمل دونوں سے خوب واقف ہے وہ ان کی خطاؤں سے درگذر کرے گا۔ کیونکہ وہ متحمل اور بردبار ہے اور ان کو ایسی جگہ پہنچا دے گا جو انہیں پسند ہوگی یہ بھی اس کے علم میں ہے کہ انہیں کیسی جگہ پسند ہوگی اور اس نے پہلے ہی ہر ایک کے لیے اس کی پسند کی جگہ تیار کر رکھی ہے اور وہ اسے اس جہان سے سفر کرتے ہی مل جائے گی ؞

Marfat.com

مدد کا وعدہ

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ

یہ تو ہوا اور جو شخص ستائے اسی قدر جتنا اسے ستایا گیا ہے پھر

بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ

زیادتی ہو اس پر البتہ اللہ مدد کرے گا اس کی تحقیق اللہ درگذر کرنے والا

غَفُوْرٌ ﴿٦٠﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ

بخشنے والا ہے یہ اس لیے کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو

فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ

دن کے اندر اور داخل کرتا ہے دن کو رات کے اندر اور یہ کہ

اللّٰهَ سَمِيْعٌ ۢ بَصِيْرٌ ﴿٦١﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ

اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے یہ اس لیے کہ اللہ

هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ

وہی حقیقی ہستی ہے اور یہ کہ جسے پکارتے ہیں اسے چھوڑ کر وہی

الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٦٢﴾

باطل ہے اور یہ کہ اللہ وہی سب سے برتر اور بڑا ہے

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ

سُن لیا اور جس نے بدلہ بھی بدلہ لیا جیسا اسے دکھ دیا گیا تھا پھر اس پر

بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ

زیادتی ہوئی تو اللہ اس کی مدد کرے گا بے شک اللہ درگذر کرنے والا (اور)

غَفُوْرٌ ﴿٦٠﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ

معاف کرنے والا ہے یہ اس لیے کہ اللہ رات کو

فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ

دن میں اور دن کو رات میں ڈالتا ہے اور یہ کہ

اللّٰهَ سَمِيْعٌ ۢ بَصِيْرٌ ﴿٦١﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ

اللہ سنتا دیکھتا ہے یہ اس لیے کہ اللہ ہی

هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ

حقیقی ہستی ہے اور جس کو اس کے سوا پکارتے ہیں وہی

الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٦٢﴾

غلط ہے اور فقط اللہ ہی سب سے اوپر اور بڑا ہے

ایمان کے ساتھ نیک کام کرنے کا بدلہ جنّت میں عیش و آرام کی زندگی۔ کفر کا بدلہ دوزخ کا عذاب اور اگر اس کے ساتھ دوسروں پر ظلم بھی ہو تو دنیا میں بھی تباہی۔ یہ سب کچھ بتلانے کے بعد ارشاد ہے۔ کہ یہ قاعدہ سُن لیا۔ تو اب سنو کہ دنیا میں جس پر ظلم ہو اسے اجازت ہے کہ وہ ظالم سے اس کے ظلم کا برابر کا انتقام لے۔ اب اگر وہ ظالم پھر اسے دق کرے تو اللہ کمزور کی مدد یقیناً کرے گا۔ معلوم ہوا کہ کافر بھی اگر کسی پر زیادتی اور ظلم نہ کرے تو دنیا میں خاصی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ آخرت میں البتہ کفر کی شامت کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہو گا۔ اللہ درگذر کرنے اور خطاؤں کا بخشنے والا ہے۔

لیکن مظلوم کی مدد کرنے کا قاعدہ اس کے ہاں مقرر ہے۔ زمین و زمان اس کے محکوم ہیں وہ سنتا دیکھتا ہے وہی سچا معبود ہے اس کے سوا لوگوں کے بنائے ہوئے اور معبود سب جھوٹ ہیں وہی سب سے بلند اور برتر ہے اس سے بڑا کوئی نہیں ؏

Marfat.com

اللہ کی قدرت

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ز
کیا نہیں دیکھا تو نے کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی
فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ
پس ہو گئی زمین سرسبز تحقیق اللہ
لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
گہرے علم والا خبردار ہے اسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے
وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ
اور جو زمین میں ہے اور تحقیق اللہ البتہ وہی
الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾ ع
سب کچھ رکھنے والا خوبیوں والا ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ز
تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا
فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ
پھر زمین سرسبز ہو گئی بے شک اللہ
لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
چھپی تدبیریں جانتا ہے خبردار ہے جو کچھ آسمان اور
وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ
زمین میں ہے اسی کا ہے اور وہی ہے بے پروا
الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾ ع ع ۱۵
سب خوبیوں والا

لَطِیْفٌ (مہربان، چھپی باتوں سے واقف) صفت کا صیغہ ہے ل۔ط۔ف سے۔ لطف کے معنی مہربانی اور عنایت کے بھی ہیں اور گہرائی تک جانے کے بھی ہیں۔ غَنِیٌّ (بے پروا) صفت کا صیغہ ہے غ۔ن۔ی سے۔ غِنٰی کے معنی مالداری، بے احتیاجی۔ غَنِیٌّ جس کے پاس سب کچھ ہو، کسی چیز کا محتاج نہ ہو۔

اللہ عزوجل کے ماننے کے معنی یہ ہیں کہ اس کی تمام خوبیوں اور صنعتوں کو بھی پہچانے، یقین کرے کہ اس میں ساری خوبیاں ہی خوبیاں ہیں اور وہ ہر عیب سے مبرا، منزہ، پاک صاف ہے۔ اس کی قدرت بے اندازہ ہے۔ اس کا علم بہت گہرا ہے۔ اور وہ ہر چیز کی تہ تک پہنچا ہوا ہے۔ اس کے علم، رحمت اور قدرت کا اسی سے اندازہ کر لو کہ ویران اور خشک زمین کو آسمان سے پانی برسا کر ذرا سی دیر میں ہری بھری کر دیتا ہے۔ بلکہ برستے ہی زمین کی حالت کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے۔ ہر طرف سبزہ لہلہانے لگتا ہے۔ خشکی دور ہو کر تری اور تازگی آجاتی ہے۔ اسی سے اس کی باریک بینی کا اور ہر شے سے خبردار ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے اسی کا ہے مگر وہ کسی چیز کا محتاج نہیں۔ اس کے لطف و کرم سے ہر چیز کو اس کی ضرورتیں ملتی ہیں اور وہ جانتا ہے کہ کون سی چیز کس چیز کے لیے مفید ہے اور کون سی مضر۔ کوئی خوبی نہیں جو اس میں پورے طور پر نہ ہو۔ اس کی قدرت کو سمجھ جاؤ گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کمزوروں کو زور آور بنا دینا اس کے نزدیک کوئی بات ہی نہیں۔

Marfat.com

قدرت کی مزید نشانیاں

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ
کیا نہیں دیکھا تونے کہ اللہ نے مسخر کیا تمہارے لیے جو زمین میں ہے
وَالْفُلْكَ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَيُمْسِكُ
اور کشتی کو جو چلتی ہے دریا میں اس کے حکم سے اور تھامتا ہے وہ
السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ
آسمان کو اس سے کہ گرے زمین پر مگر اس کے حکم سے تحقیق
اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۶۵) وَهُوَ
اللہ آدمیوں پر البتہ شفقت کرنے والا مہربان ہے اور وہی ہے
الَّذِىْٓ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ
جس نے تمہیں زندہ کیا پھر مارتا ہے تمہیں پھر زندہ کرے گا تمہیں
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ (۶۶)
تحقیق انسان البتہ ناشکرا ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ
تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے جو کچھ زمین میں ہے تمہارے بس میں کر دیا
وَالْفُلْكَ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَيُمْسِكُ
اور کشتی کو جو دریا میں اس کے حکم سے چلتی ہے۔ اور اسی نے
السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ
آسمان کو زمین پر گر پڑنے سے روک رکھا ہے مگر اس کے حکم سے بے شک
اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (۶۵) وَهُوَ
اللہ ان لوگوں کے ساتھ نرمی کرنے والا مہربان ہے وہی تو ہے
الَّذِىْٓ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ
جس نے تمہیں جلایا پھر مارتا ہے پھر زندہ کرے گا
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ (۶۶)
بے شک انسان ناشکرا ہے

تَقَعَ (گر پڑے) مضارع کا صیغہ ہے و ق ع سے وقع اور وقوع اس سے مصدر ہیں۔ وَقَعَ کے معنی گرنا، وقوع کے معنی نکل پڑنا، ہو جانا۔

ارشاد ہے کہ اے لوگو! آنکھیں کھول کر دیکھو تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ اسی نے تمہیں وہ قوتیں عطا کی ہیں جن کی بدولت تم دنیا کی ہر چیز پر حکم چلاتے ہو اور ہر چیز کو اپنے قابو میں لے آتے ہو۔ خشکی اور تری دونوں کی چیزیں تمہارے بس میں کر دی ہیں۔ پھر یہ بھی اسی کی مہربانی ہے۔ کہ اپنے حکم سے تمہارے لیے دریا میں کشتی چلا دی۔ اور یہ بھی اسی کی مہربانی ہے۔ کہ فضا کے اندر کی ساری چیزیں آسمان، چاند، سورج، ستارے تمہارے سر پہ تھام رکھے ہیں۔ اور وہ بغیر اللہ کے حکم کے زمین پر گر کر اسے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اس سے تمہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ اسی نے تمہیں زندگی بخشی ہے اور وہی اپنے حکم سے تمہیں موت دے گا اور وہی اپنی قدرت سے تمہیں پھر زندہ کرے گا۔ لیکن انسان اتنی نشانیاں دیکھ کر بھی اللہ کو نہیں مانتا اور اس کا شکر ادا نہیں کرتا۔ وہ یقیناً بڑا ناشکر گذار ہے ؛

Marfat.com

فضول جھگڑے

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ
ہر امت کے لیے مقرر کی ہم نے عبادت کی راہ کہ وہ چلتے ہیں اس پر
فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ
پس جھگڑیں تجھ سے اس کام میں اور بلا تو اپنے رب کی طرف
اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنْ
تحقیق تو ہے البتہ راہ پہ سیدھی اور اگر
جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾
جھگڑا کریں تجھ سے تو کہہ اللہ زیادہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ
ہر امت کے لیے ہم نے بندگی کی ایک راہ مقرر کر دی۔ کہ وہ اسی طرح بندگی
فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ
کرتے ہیں سو چاہیے کہ اس کام میں تجھ سے جھگڑا نہ کریں تو اپنے رب کی طرف
اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنْ
بلائے جا بے شک تو سیدھی راہ پر ہے اور اگر تجھ سے
جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾
جھگڑنے لگیں تو کہہ دے اللہ بہتر جانتا ہے جو تم کرتے ہو

مَنْسَكًا: (مقرر طریقہ۔ جگہ) اسم ظرف ہے ن۔س۔ک سے نسک کے معنی ایک طریقہ، راستہ پر چلنا۔ ناسک اسی سے اسم فاعل ہے یعنی عبادت گذار۔

ارشاد ہے کہ جتنی امتیں پہلے گذریں ان کے لیے ہم نے اپنی عبادت کا ایک طریقہ مقرر کر دیا تھا تاکہ اس پر چل کر ہماری خوشنودی حاصل کریں۔ امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے بھی ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے۔ کہ اس طرح ہماری عبادت کریں اور ہماری ہی رضامندی کے مستحق ہوں۔ اس لیے ان لوگوں سے کہہ دو کہ اس میں جھگڑا کرنے کی کیا بات ہے۔ یہ تو ہمیں اختیار ہے کہ اپنی عبادت کا طریقہ اپنے بندوں کو جیسا چاہیں بتلائیں اور کہیں ہماری بندگی کا اظہار اس طرح کرو کسی کو حق نہیں کہ اس میں میں میخ نکالے۔ انہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ جب اللہ عزوجل کو اپنا رب مان لیا تو اب اس کی عبادت اور شکر گذاری اسی طرح کرنی چاہیئے جس طرح وہ بتائے۔ اپنی طرف سے کسی کو یہ کہنے کا کیا حق ہے کہ عبادت یوں نہیں یوں ہونی چاہیئے۔

پھر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ارشاد ہے کہ یہ نادان ہیں۔ ان کے اعتراضوں کی پروا مت کرو اور اپنے رب کی اطاعت کی تاکید کیے جاؤ۔ تم سیدھی راہ پر چل رہے ہو۔ اتنا سمجھا دینے کے بعد بھی اگر یہ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، قربانی پر اعتراض کریں اور اپنی طرف سے ان میں ترمیم کرنی چاہیں تو ان سے کہہ دو۔ کہ تمہاری کرتوتوں سے اللہ خوب واقف ہے۔ تمہارے ہتھکنڈے اس کے سامنے نہیں چلیں گے۔

Marfat.com

فیصلہ کا دن

اَللّٰہُ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا
اللہ فیصلہ کرے گا درمیان تمہارے دن قیامت کے اس چیز کا کہ
كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (۶۹) اَلَمْ تَعْلَمْ
تھے تم اس میں اختلاف کرتے کیا نہیں جانا تو نے
اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ
کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمان میں اور زمین میں ہے
اِنَّ ذٰلِكَ فِیْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ
تحقیق وہ کتاب میں ہے تحقیق وہ
عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ (۷۰)
اللہ پر آسان ہے

اَللّٰہُ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا
اللہ قیامت کے دن تم میں فیصلہ کردے گا اس چیز کی بابت
كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (۶۹) اَلَمْ تَعْلَمْ
جس میں تمہاری راہ جدا جدا تھی کیا تجھے معلوم نہیں
اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ
کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے
اِنَّ ذٰلِكَ فِیْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ
یہ سب کتاب میں لکھا ہوا ہے اور اللہ پر
عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ (۷۰)
یہ آسان ہے

اصل بات انسان کے لیے دنیا میں اللہ عزوجل کو اس کی قدرت کی نشانیاں دیکھ کر پہچاننا ہے۔ جب پہچان لیا۔ تو پھر سوا اس کے اور کیا رہ گیا۔ کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کی بندگی بجا لائی جائے۔ عبادت اور بندگی کے طریقے اللہ نے اپنے رسول بھیج کر ہر زمانے میں انسان کو سمجھا دیئے۔ اسی طریق سے اس کی عبادت کرنی چاہیئے۔ ان طریقوں پر اعتراض اعلیٰ درجے کی نادانی کی دلیل ہے۔ اس کے بعد بھی لوگ طریق عبادت پر اعتراض کریں اور اپنے من گھڑت طریقے سے عبادت کرنی چاہیں۔ تو ارشاد ہے۔ کہ اللہ اس کا فیصلہ قیامت کے دن فرما دے گا۔ اسے انسان کے اعمال اور اس کی نیتوں کی پوری پوری خبر ہے۔ اگر انسان نے اللہ عزوجل کو صحیح طور پر پہچان لیا ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ بھی ہے۔ اس کے ذرہ ذرہ کا حال اللہ عزوجل کو معلوم ہے اور لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ہر انسان کا عمل اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے۔ اور یہی اعمال نامہ قیامت کے دن ہر ایک کے ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ اور اسی کے مطابق اسے جزا سزا ملے گی۔ اللہ عزوجل کے نزدیک آسان ہے کہ ہر ایک کا نامۂ اعمال تیار رہے اور اس کے ہر عمل کا بدلہ دیا جائے۔ اللہ تعالےٰ کو ایسا کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔

Marfat.com

شرک کا رد

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ
اور پوجتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر اسے جس کی نہیں اتاری
بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ
اس نے کوئی سند اور اسے کہ نہیں ان کو جس کی کچھ خبر
وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾
اور نہیں ظالموں کے لیے کوئی مددگار

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ
اور اللہ کے سوا اس چیز کو پوجتے ہیں جس کی اس
بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ
نے کوئی سند نہیں اتاری اور جس کی انہیں خبر نہیں
وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾
اور بے انصافوں کا کوئی مددگار نہیں

سُلْطٰنٌ: اسم مصدر ہے س ل ط سے سلطان کے معنی قابو، قوت، دلیل اور حجت کے ہیں۔ یہاں اس سے مراد ثبوت ہے۔

ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی وحدانیت پر کائنات کا وجود اور اس کا عجیب انتظام گواہی دے رہا ہے۔ انسان اگر غور کرے تو اسے معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہاں کی ہر چیز قرینے سے رکھی ہوئی ہے اور مقررہ قانون کی حد سے باہر ذرا نہیں جاتی۔ ہر چیز کا مقام اور اس کا کام اور اس کا آغاز و انجام اس کے بنانے والے کو معلوم ہے۔

اسی نے ہر چیز کی مدت مقرر کر دی ہے جس کے اندر وہ اپنی بہار دکھا کر آخر چل بستی ہے۔ انسان کے لیے یہ قانون بھی مقرر ہے اور دنیا کے چل بسنے کے بعد اس کے دنیا کے سارے کاموں کی جانچ پڑتال بھی ہوگی اور جیسا جس کا عمل ہوگا۔ ویسا ہی اسے پھل ملے گا

یہ سب باتیں بتا رہی ہیں کہ اللہ عزوجل ہی انسان کا معبود برحق ہو سکتا ہے جو سارے جہان کا اصلی مالک اور شہنشاہ ہے۔

خبر نہیں کہ ایسے معبود کو جس کی ہستی پر دنیا کی ہر چیز گواہی دے رہی ہے چھوڑ کر انسان ایسی چیزوں کو کیوں پوجتا ہے جن کے معبود ہونے پر دنیا کی کوئی چیز بھی گواہی نہیں دیتی اور جن کے آگے جھکنا خود انسان کی شان اور اس کی عظمت کے خلاف ہے۔ انسان کا علم جتنا ترقی کرتا جائے گا۔ اسے معلوم ہوتا جائے گا۔ کہ سوا ایک اللہ کے اور کسی کی عبادت کرنا اعلیٰ درجے کی بے انصافی ہے۔ جو ایسا کر رہا ہے وہ بڑا ظلم کر رہا ہے۔ اسی طرح یہ بھی بڑا ظلم ہے کہ اللہ کو مانتے ہوئے کسی اور کو اس کی ذات یا صفات میں شریک ٹھہرایا جائے۔

یاد رکھو کہ وقت پڑنے پر یہ بنائے ہوئے سارے شریک کسی کام نہ آئیں گے۔ ہر انسان اللہ عزوجل کے سامنے حاضر ہوگا اور کافر اور مشرک کو کوئی چیز اس کے غضب سے نہ بچا سکے گی۔

Marfat.com

غصّہ کا جوش

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ
اور جب پڑھی جائیں ان پر ہماری آیتیں صاف اور واضح
تَعْرِفُ فِىْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَؕ
پہچانے تو چہروں پر ان کے جو کافر ہوئے ناراضگی
يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ
قریب ہو جاتے ہیں وہ اس کے کہ حملہ کریں ان پر جو پڑھتے ہیں
عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَاؕ
ان پر آیتیں ہماری

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ
اور جب ان کو ہماری صاف آیتیں سنائی جائیں
تَعْرِفُ فِىْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَؕ
تو تو منکروں کے منہ پر ناخوشی دیکھے
يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ
قریب ہے کہ وہ ان لوگوں پر حملہ کر بیٹھیں جو انہیں
عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَاؕ
ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں

اَلْمُنْكَرُ: بری علامت۔ ناراضگی (اسم مفعول ہے انکار سے۔ یہ لفظ سورہ توبہ میں گذرا۔ اس سے مراد ہے بُری بات، ناخوشی، غضب کے آثار۔

يَسْطُوْنَ: حملہ کردیں (مضارع کا صیغہ ہے س۔ط۔و سے سَطْوٌ کے معنی حملہ کرنا یعنی ایسے بگڑجاتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے۔ مار بیٹھیں گے۔

انسان کے دل میں کوئی بات بیٹھ جائے۔ تو چاہے غلط ہو یا صحیح وہ اس کے خلاف سننا نہیں چاہتا اور جو اس کے خلاف کہے اس پر بے طرح جھنجلاتا ہے اور اس کا ایسا چہرہ بن جاتا ہے کہ جیسے عنقریب مار بیٹھے گا۔ یہی حال مکّہ کے کافروں کا تھا۔ انہیں یہ ضد تھی کہ ہمارے باپ دادا جو رسمیں اور بتوں کی پوجا پاٹ کے طریقے وغیرہ جاری کر گئے ہیں۔ ہم انہیں ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ انہیں قرآن کی آیتیں سنائی گئیں تو اس میں توحید کی کھلم کھلا تعلیم اور بتوں کی پوجا پاٹ کی مذمّت تھی۔

ارشاد ہے کہ جب ان کے سامنے قرآن کی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں۔ تو ان کی تیوریوں پر بل پڑتے ہیں اور چہرہ کا حلیہ بگڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر اگر کوئی ان کے سامنے آیتیں پڑھتا ہی گیا۔ تو غضب کے مارے آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ چہرہ غصّہ کے مارے تمتما جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو انہیں وہ آیتیں سنا رہے ہیں۔ ان پر حملہ کرنے ہی والے ہیں۔ دیکھنے والے کو ان کے چہرے سے غیظ و غضب کے آثار صاف نظر آتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہیں بڑی اندرونی کوفت ہو رہی ہے۔

Marfat.com

اس سے بھی بڑھ کر

قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ
کہہ دے کیا پس بتاؤں میں تمہیں بدتر اس سے
اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ
وہ آگ ہے وعدہ کیا اس کا اللہ نے ان سے جو کافر ہوئے
وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾
اور بُرا ہے وہ واپسی کا ٹھکانا

قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ
تو کہہ میں تم کو ایک چیز اس سے بدتر بتلاؤں
اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ
وہ ہے آگ اللہ نے منکروں سے اس کا وعدہ کیا ہے
وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾ ع ۹
اور وہ بُرا ٹھکانا ہے

پہلے ارشاد ہُوا۔ کہ قرآن کی آیتیں سن کر ان کافروں کا جی جلتا ہے اور غیظ و غضب میں بالکل دیوانے ہو جاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ اس آیتیں پڑھنے والے کو مار بیٹھیں گے۔ اس آیت میں ارشاد ہے۔ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہہ دیں کہ یہ جو قرآن کی آیتیں سننے سے تمہیں کوفت اور جلن ہو رہی ہے اس سے کہیں بڑھ کر کوفت اور جلن ایک اور چیز سے ہوگی۔ کہو تو تمہیں وہ چیز بتا دوں کیا ہے۔ جو کوفت تمہیں اس وقت ہو رہی ہے۔ یہ تو اس وجہ سے ہے کہ تمہارے جذبات بے ہودہ اور نکمی باتوں سے وابستہ ہو کر رہ گئے ہیں۔ اگر ان خیالات سے اپنا دل ہٹا لو۔ تو ابھی تمہاری یہ ساری جلن اور کوفت کافور ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر ان نکمی باتوں سے چمٹے ہی رہے۔ تو قرآن حکیم کی سچی اور صاف باتیں تو اس وقت تمہارا دل کیا جلا رہی ہیں۔ جو آگے چل کر اس کی سزا میں وہ چیز جلائے گی۔ جو تمہیں بتانا چاہتا ہوں۔ سنو وہ چیز جہنّم کی آگ ہے۔ اللہ عزّ وجل کا پختہ وعدہ ہے۔ کہ اس آگ کو ان لوگوں پر مسلّط کیا جائے گا۔ جو یہاں قرآن کریم کی سچی باتیں سننا نہیں چاہتے اور جو کوئی سنائے اس سے کبیدہ خاطر ہوتے ہیں۔ اس کے بعد یہ بھی سن لو کہ مرنے کے بعد سب سے بُرا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔ قرآن حکیم کے ساتھ تمہاری یہ دشمنی تمہیں اس میں لے جا کر جھونک دے گی اس لیے ہوش کی دوا کرو کیوں اپنے حق میں کانٹے بو رہے ہو۔

دیکھو ابھی تمہارے لیے اس سے اپنے آپ کو بچانے کا بہت اچھا موقعہ ہے نادانی کی باتوں سے باز آجاؤ۔ پھر دیکھو کہ قرآن حکیم کی آیتیں تمہارے دل کو دنیا میں بھی کتنی ٹھنڈک پہنچاتی ہیں اور آخرت میں تم جہنم سے کس قدر آسانی کے ساتھ بچ سکتے ہو۔

Marfat.com

ایک کہاوت

يَآاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ
اے لوگو بیان کی گئی ایک کہاوت
فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ
سو کان لگا کر سنو اسے تحقیق جو لوگ پکارتے ہیں
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا
اللہ کے سوا اوروں کو ہرگز نہ پیدا کر سکیں گے ایک مکھی
وَّ لَوِاجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ
اگرچہ جمع ہو جائیں سب اس کام کے لیے

يَآاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ
اے لوگو ایک مثل بیان کی جاتی ہے
فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ
اسے کان لگا کر سنو جن کو تم اللہ کے سوا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا
پوجتے ہو وہ ہرگز ایک مکھی تک نہ بنا سکیں گے
وَّ لَوِاجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ
اگرچہ اس کے لیے سارے اکٹھے ہو جائیں۔

عربوں میں یوں تو بہت سی خوبیاں تھیں۔ لیکن بتوں کی پوجا کی ایک لت ایسی پڑ گئی تھی کہ ساری خوبیاں اس کے آگے ماند ہو گئی تھیں۔ اتنی بات غنیمت تھی کہ وہ اچھی عادتوں کو اچھا اور بری باتوں کو برا کہتے تھے۔ وہ آپس کی ہمدردی، سخاوت، شجاعت، مہمان نوازی، غریبوں کی خبر گیری وغیرہ کی تعریف کرتے تھے اور جو یہ باتیں اختیار کرتا تھا اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

قرآن مجید نے بھی اچھے اخلاق کی تعریف کی تو وہ اس سے خوش ہوئے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اچھے اخلاق سے آراستہ دیکھ کر ان کی تعظیم و تکریم کے لیے تیار ہو گئے۔ لیکن جب ان سے کہا گیا کہ بتوں کی پوجا چھوڑ دو۔ ان کی پوجا بلند خیال لوگوں کے شایانِ شان نہیں ہے تو وہ بگڑ گئے اور ایسے بگڑے کہ منانا دشوار ہو گیا۔ آخر انہیں ان بتوں کی حقیقت سمجھائی گئی کہ بھلے مانسو یہ تو سوچو۔ کہ ان میں رکھا کیا ہے۔ اللہ عز و جل نے کائنات کو عجیب شان سے بنا کر کھڑا کیا۔ لیکن ان بتوں کو تو ایک مکھی بھی بنانی نہیں آتی جو ایک بہت ہی حقیر چیز ہے اور یہ تو کیا ان کے اچھے بھی اسے نہیں بنا سکتے۔ اکیلے اکیلے کیا بناتے۔ اگر سب سر جوڑ کر بیٹھ جائیں تب بھی سوا اس کے کہ منہ کی کھائیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔ اوّل تو اکیلے کوشش کرنا یا جمع ہونا ہی ایک فرضِ محال ہے۔ کیوں کہ یہ تو وہ کرے جس میں کم سے کم جان تو ہو۔

Marfat.com

کمزوروں کا جمگھٹا

وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا
اور اگر چھین لے جائے ان سے مکھی کوئی چیز
لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ
نہ چھڑا سکیں وہ اس سے کمزور ہے چاہنے والا
وَ الْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾
اور جس کو چاہتا ہے

وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا
اور اگر ان سے مکھی کچھ چھین لے تو وہ اس
لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ
سے چھڑا نہیں سکتے ۔ بودا ہے چاہنے والا بھی
وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾
اور جس کو چاہتا ہے وہ بھی

لَا يَسْتَنْقِذُوْا (نہ چھڑائیں) اصل میں لَا يَسْتَنْقِذُوْنَ ہے۔ اِنْ کی وجہ سے نون گر پڑا۔ مضارع ہے اِسْتِنْقَاذٌ سے جو ن۔ق۔ذ سے بنا ہے نَقْذٌ چھوڑ دینا۔ اِسْتِنْقَاذٌ چھڑا لینا۔

اِنْقَاذٌ بھی اسی سے ہے جس کے معنی بھی چھڑا دینا اور نجات دلانا ہیں۔

انسان دوسرے کے بہکانے سکھانے سے یا اپنی اندرونی کمزوریوں کی وجہ سے بعض ایسے کام کر بیٹھتا ہے۔ کہ اگر عقل سے کام لیتا۔ تو کبھی ان کے پاس نہ پھٹکتا ہی نہیں۔ بلکہ اس کام کے پیچھے بعض وقت اس قدر باؤلا بنا پھرتا ہے۔ کہ سمجھانے والے سمجھاتے سمجھاتے تھک جاتے ہیں مگر وہ اس سے باز نہیں آتا۔ اللہ عزوجل کا اپنے رسولوں کو حکم ہے۔ کہ تم سمجھاتے ہی رہو۔ شاید کوئی ان میں سے مان جائے اور اس کا بیڑا پار ہو جائے۔

ان میں سے ایک نادانی کا کام بتوں کی پرستش ہے۔ انسان اگر عقل سے کام لے تو فوراً سمجھ جائے کہ یہ ایک فضول حرکت ہے پہلے کہا گیا۔ کہ سوچو تو سہی یہ بت نہ اپنے کام کے نہ اوروں کے مطلب کے۔ مکھی ایک ذرا سا جانور ہے۔ اسے بھی یہ نہیں بنا سکتے۔ اس آیت میں ہے کہ بناتے تو کیا خاک ان کے چڑھاوے میں سے مکھی جو چاہے اٹھا کر لے جاتی ہے یا بیٹھ کر مزے سے کھا جاتی ہے۔ ان میں اتنی طاقت نہیں کہ اسے کھانے سے منع کر دیں یا جو کچھ وہ اس میں سے اٹھا کر لے جا رہی ہے۔ اس سے چھین لیں۔ ان کی عقل میں یہ نہیں آتا۔ کہ مکھی ایک کمزور جانور ہے۔ زور سے ہاتھ ہی ہلا دو تو بیہوش ہو کر رہ جاتی ہے اتنی بودی چیز سے یہ بت اپنا مال نہیں چھین سکتے اور نہ اس کا آنا روک سکتے ہیں۔ سوچو تو یہ کتنے کمزور ہیں۔ پھر وہ جو ان کو اپنا معبود بناتے ہیں وہ عقل کے کتنے کمزور ہوئے سوچنا چاہیئے ؛

Marfat.com

اللہ کو پہچانا ہی نہیں

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ
نہیں اندازہ کیا انہوں نے اللہ کا جیسا اندازہ کرنا چاہیے تھا
اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ
تحقیق اللہ البتہ قوت والا زبردست ہے اللہ
يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا
پسند کرتا ہے فرشتوں میں سے رسول
وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ ۢ
اور آدمیوں میں سے بے شک اللہ سنتے والا
بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾
دیکھنے والا ہے

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ
ان لوگوں نے اللہ کی قدر جتنی کرنی چاہیے تھی اتنی نہ کی
اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ
بے شک اللہ زور آور زبردست ہے اللہ
يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا
فرشتوں میں سے اور آدمیوں میں سے رسول
وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ ۢ
چھانٹ لیتا ہے بے شک اللہ سننے والا
بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾
دیکھنے والا ہے

يَصْطَفِيْ (چھانٹ لیتا ہے) مضارع کا صیغہ ہے اِصْطِفَاءٌ سے جو ص۔ف۔و سے بنا ہے صَفْوٌ کے معنی برگزیدہ ہونا پسندیدہ ہونا خالص ہونا صفا بھی اسی سے بنا ہے۔ اصطفا کے معنی بہت سی چیزوں میں سے چن کر پسند کر لینا مُصْطَفٰے اسی سے ہے یعنی پسند کیا ہوا۔

انسان اللہ عزوجل کو چھوڑ کر جو اور چیزوں کی طرف جھکتا ہے یہ اس کی بڑی نادانی ہے۔ بعض لوگوں کو ایسی حرکتیں کرتے دیکھ کر جیسے پتھر وغیرہ کی عجیب عجیب قسم کی شکلیں خود بنا کر ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہونا، جھکنا، ڈنڈوت کرنا، ان سے مانگنا۔ ان سے شبہ یہ ہوتا ہے۔ کہ یا تو ان لوگوں میں عقل سرے سے ہے ہی نہیں اور یا ہے تو اسے ان کی حیوانی خواہشوں نے پورے طور پر دبا رکھا ہے۔ اس آیت میں سمجھایا جا رہا ہے کہ انسان سے یہ حرکتیں اس لیے سرزد ہوتی ہیں۔ کہ اس نے اللہ عزوجل کو یا تو بالکل نہیں پہچانا اور یا اچھی طرح پہچاننے میں کچھ کسر رہ گئی۔ سنو! اللہ میں ساری قوتیں موجود ہیں۔ اور وہ قوتیں مخلوقات کی ساری قوتوں پر غالب ہیں۔ لوگ عقل سے کام لیں تو فوراً سمجھ جائیں۔ عقل ہی کی مدد کے لیے اللہ نے فرشتوں اور آدمیوں میں سے چن چن کر اپنے رسول مقرر کیے اور ان کے ذریعے تمام لوگوں کے پاس اپنی ہدایتیں بھیجیں اور وہ ہدایتیں ہر طرح مکمل ہیں۔ کیونکہ اللہ دانا، بینا اور سارے حالات سے واقف ہے۔

Marfat.com

ایمان والوں کا راستہ

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

جانتا ہے جو درمیان ہے ان کے ہاتھوں کے اور جو پیچھے ہے ان کے

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (٧٦) يٰٓاَيُّهَا

اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں سارے کام اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا

لوگ جو ایمان لاچکے رکوع کرو اور سجدہ کرو

وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ

اور عبادت کرو اپنے رب کی اور کرو نیک کام

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۩ (٧٧)

تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (٧٦) يٰٓاَيُّهَا

اور اللہ ہی پر ہر کام کا دارومدار ہے اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا

ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو

وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ

اور اپنے رب کی بندگی کرو اور بھلائی کرو

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۩ (٧٧)

تاکہ تمہارا بھلا ہو

مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ یعنی جو ان سے پہلے ہو چکا ہے اور جو ان کے بعد ہوگا۔ یہ فقرہ پہلے کئی جگہ گذر چکا ہے اور آیۃ الکرسی میں بھی ہے۔ ارشاد ہے کہ اللہ عزوجل سے زیادہ انسان کا ہادی اور مربّی کون ہو سکتا ہے۔ کون ہے جو مصیبت کے وقت انسان کی مدد کرے اور اس کو ہر آفت سے چھڑا کر آرام و آسائش کی زندگی بسر کرنی سکھائے۔ اس کو چھوڑ کر دوسروں سے یہ امید رکھنا کہ یہ ہمارے کام آئیں گے۔ نادانی ہے کیونکہ یار اور مددگار تو وہی ہو سکتا ہے۔ جس کو اوّل تو مدد مانگنے والے کی حالت کا پورا پورا علم ہو۔ دوسرے اس میں اتنی قوّت اور قدرت ہو کہ موقع پر ہر چیز مہیّا کر سکے۔ غور کرو کہ ایسا سارے عالم میں کوئی نہیں۔ ہر ایک کا علم محدود، قوت ناقص، قدرت ناکافی۔ پورے علم، پوری قوّت اور مکمل قدرت والا فقط اللہ کریم ہے۔ اس کو اچھی طرح پہچانو۔ اور دل وجان سے اس کی طرف جھکو۔ اگر بعض لوگ سرکشی پر اتر آئیں تو وہ اپنا ہی کچھ بگاڑیں گے۔ ایمان والوں کا تو یہی کام ہے۔ کہ اللہ کے سوا کسی کے آگے نہ جھکیں۔ ان کے لیے ارشاد ہے۔ کہ اللہ کے آگے رکوع میں جھکو۔ اسے سجدہ کرو۔ فقط اسی کی بندگی پر کمر باندھو اور اسی کے لیے نیک کام کرو۔ بری باتوں کے نزدیک نہ پھٹکو۔ جو دنیا میں یہ طریقہ اختیار کریں گے۔ وہ یہاں بھی کامیاب ہوں گے اور آخرت میں بھی سرخرو ہوں گے اور دونوں جگہ آرام و راحت کی زندگی بسر کریں گے۔

Marfat.com

مسلمانوں کو ہدایت

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ
اور کوشش کرو اللہ کے لیے کوشش پوری اسی نے

اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ
چھانٹا تم کو اور نہیں ڈالی تم پر دین میں

مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ
کوئی تنگی دین تمہارے باپ ابراہیم کا

هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ڏ مِنْ قَبْلُ
اس نے نام رکھا تمہارا مسلم اس سے پہلے

وَفِيْ هٰذَا
اور اس میں بھی

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ڏ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا

اور اللہ کے واسطے محنت کرو جیسی کہ اس کے لیے محنت چاہیے اس نے تم کو پسند کیا اور دین میں تم پر کچھ مشکل نہیں ڈالی تمہارے باپ ابراہیم کا دین اسی نے تمہارا نام مسلم رکھا پہلے سے اور اور اس قرآن میں

جَاهِدُوا (کوشش کرو) امر کا صیغہ ہے جہاد سے جس کا مادہ ج ہ د ہے جہد کے معنی کسی کام میں محنت کرنے اور مشقت برداشت کرنے کے ہیں۔ ایمان والوں کو اس سے پہلی آیت میں حکم ہوا۔ کہ اگر دوسرے لوگ اللہ کو نہیں مانتے اور دوسری ہی چیزوں کو اپنا مددگار اور حاجت روا سمجھتے ہیں۔ تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو اور اپنا فکر کرو۔ تمہاری دونوں جہان کی کامیابی اس میں ہے۔ کہ اللہ عزوجل کے سامنے جھکو اس کی عبادت کرو۔ اس کی رضا جوئی کے لیے اچھے کام کرو۔

اس آیت میں مزید ہدایتیں ہیں کہ اللہ کے احکام بجالانے میں اپنی جان اور مال سب کچھ لگا دو اور ساری قوّت اسی میں صرف کرو کہ کسی طرح اسلام کا بول بالا ہو۔ یہ اللہ عزوجل کی بڑی عنایت ہے کہ اس نے دنیا بھر کے لوگوں میں تمہیں اپنے کام کے لیے انتخاب کیا ہے اور طریق کار جو تمہارے لیے مقرر کیا ہے وہ بالکل آسان ہے اس میں کوئی ایسا حکم نہیں جس کے بجالانے میں کسی بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑے۔ ہر کام میں رخصتیں اور رعائتیں ہیں اور سہولت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ پھر طریقہ بھی کوئی اجنبی نہیں ہے۔ وہی طریقہ ہے جو تمہارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہمارے حکم سے دنیا میں جاری کیا۔ اس طریقہ پر چلنے والوں کا نام اس نے ہمارے حکم سے مسلم رکھا اور یہی نام قرآن مجید نے بھی تمہارے لیے برقرار رکھا ہے اس لیے یہی وہ قدیم دین ہے جس پر تمہیں چلنا ہے ۔

Marfat.com

مسلمانوں کا فرض

لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ
تاکہ ہو رسول نگران تم پر اور ہو تم نگران
عَلَى النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ
لوگوں پر پس قائم کرو نماز اور ادا کرو زکوٰۃ
وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ
اور مضبوط پکڑو اللہ کو وہ کارساز ہے تمہارا پس اچھا
الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾ ع
کارساز ہے اور اچھا مددگار

لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ
تاکہ رسول تمہیں سکھائے اور تم لوگوں کے
عَلَى النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
سکھانے والے ہو سو قائم کرو نماز اور زکوٰۃ دیتے رہو
وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ
اور اللہ کو مضبوط پکڑو وہ تمہارا مالک ہے سو خوب
الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾ ع ۱۰
مالک ہے اور خوب مددگار

ارشاد ہے کہ تمہیں اللہ عزوجل نے منتخب کیا اور آسان سے آسان دین دیا اس لیے کہ تم سے دنیا میں ایک بہت ہی اہم کام لینا تھا۔ تم سے پہلے بے شمار لوگ دنیا میں آئے اور چلے گئے اور جس سے جو بن پڑا کیا۔ بہت سوں نے غلط راستے اختیار کیے کچھ ایسے بھی تھے جنھوں نے اللہ کے رسولوں کا کہنا مانا اور ٹھیک راستہ پر چلے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تمہارے پاس قرآن بھیجا اور اس میں پچھلے بھلے اور برے لوگوں کا حال اور انجام تمہیں بتا دیا۔ اب تم اسلام کے علم بردار ہو۔ تمہارا کام یہ ہے۔ کہ اپنے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پر عمل کرنا سیکھو اور اس کے بعد اپنا طریقہ دنیا بھر کے لوگوں کو سکھا دو۔ اور اس پر چلنے کا راستہ بتا دو۔ تم دنیا میں ہدایت کرنے والی آخری امت ہو۔ تمہارے بعد کوئی امت ہدایت کرنے والی پیدا نہ ہوگی۔ اس لیے تمہارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی رسول آئے گا۔ اور نہ قرآن کے بعد کوئی کتاب وحی کے ذریعے نازل کی جائے گی۔

ظاہر ہے کہ اللہ کی بہترین مخلوق یعنی انسان کی ہدایت کا کام تمہیں ہی سنبھالنا پڑے گا۔ اس کے لیے پہلے اپنی تنظیم صحیح طریقے پر کرو پھر اوروں کو درست کرو۔ تمہاری تنظیم کے لیے تین چیزیں نہایت اہم ہیں۔ اپنی تنظیم کی بنیاد ان پر رکھو اور وہ یہ ہیں۔ نماز باقاعدہ پڑھو۔ زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرو۔ اللہ کے دین کو ساری قوت لگا کر مضبوط پکڑو۔ تمہارا کارساز وہی ہے۔ اور وہ بہترین کارساز اور بہترین مددگار ہے۔

Marfat.com

سورۃ الحج کا پیغام

قیامت برحق ہے۔ پہلے دنیا کو فنا کیا جائے گا، اس وقت زبردست زلزلہ آئے گا جس کے جھٹکوں سے لوگوں کے ہوش اُڑ جائیں گے۔ پھر زمین نئے سرے سے پیدا ہوگی۔ سب آدمی دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ ان کے اعمال کا حساب کتاب لے کر جو جس جگہ کے قابل ہوگا۔ وہاں پہنچا دیا جائے گا۔ جو لوگ مر کر دوبارہ جینے میں شک کرتے ہیں۔ انہوں نے اللہ عزوجل کی قدرت کو نہیں پہچانا۔

اگر دنیا کے حالات کے تغیّر و تبدّل پر غور کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ چیزوں کا بگڑنا اور پھر بن جانا کچھ مشکل نہیں جس طرح اللہ عزوجل بگڑی ہوئی چیزوں کو دوبارہ درست کر دیتا ہے۔ اسی طرح وہ آدمی کو مرنے کے بعد پھر زندہ کر دیگا۔ اس لیے اللہ کو پہچانو اور یقین کرو۔ کہ اسی کے قبضۂ قدرت میں ہر چیز ہے۔ ہر چیز اسی کے آگے جھکتی ہے اور اسی کی تابع فرمان ہے۔ پھر انسانوں کو کیا ہو گیا۔ کہ ان میں سے بعض سرکشی کرتے ہیں اور اللہ کے احکام بجا نہیں لاتے انہیں چاہیے۔ کہ دنیا میں اسی طرح بسر کریں۔ جیسے اللہ عزوجل نے انہیں بسر کرنے کے لیے کہا ہے۔ اللہ کی عبادت اسی کے بتائے ہوئے طریقے سے کریں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ دینا، کعبۃ اللہ کا حج کرنا۔ اس کی راہ میں جان و مال کی قربانی کے لیے تیار رہنا۔ اس کے نام پر اس کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق جانور ذبح کرنا۔ یہ سب اس کی عبادت کے طریقے ہیں جو اس نے انسان کے لیے مقرر کیے ہیں۔ ان پر اعتراض فضول ہے۔

یہ تو محض اس بات کی علامتیں ہیں۔ کہ انسان اللہ عزوجل کے حکم کا تابع ہے۔ اللہ عزوجل کے ماننے والوں کو چاہیئے۔ کہ اپنی طرف سے ردّ و بدل کیے بغیر اس کے احکام جوں کے توں بجا لائیں۔ اللہ عزوجل کا انکار کرنا یا اس کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنا انتہائی نادانی ہے۔ انسانوں کو چاہیئے۔ کہ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی نہ کریں۔ ورنہ اللہ عزوجل ظالم کے مقابلہ میں مظلوم کی مدد کرے گا اور زیادتی کرنے والا منہ کی کھائے گا۔

اہل اسلام کو اللہ عزوجل نے منتخب کر کے ان کے ذمہ یہ کام ڈالا ہے۔ کہ وہ دُنیا میں زندگی بسر کرنے کا طریقہ اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھیں۔ اور پھر دنیا بھر کے لوگوں کو وہ طریقہ سکھائیں۔ ان کو چاہیئے۔ کہ اللہ عزوجل کی عبادت کریں۔ فقط اسی کا سہارا ڈھونڈیں۔ وہی ان کے سارے کام بنانے والا ہے۔ وہ اپنے بندوں کا سب سے اچھا رفیق اور سب سے اچھا مددگار ہے۔

Marfat.com

سورۃ المؤمنون

ترتیب قرآنی کے لحاظ سے یہ سورت قرآن کی تئیسویں سورت ہے اور اس میں ۶ رکوع ہیں اس کا نام المؤمنون ہے چونکہ یہ لفظ اس کی پہلی ہی آیت میں آیا ہے نیز المؤمنون ایمان والوں کو کہتے ہیں اور اس سورت میں ایمان والوں کی صفتیں بتائی گئی ہیں اور ان کے اطوار و عادات بیان کیے گئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ دونوں جہان کی فلاح اور بہبودی انہی کے لیے ہے۔ یہ سورت مکہ میں اس وقت نازل ہوئی۔ جب آپ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے ہی تھے اس لحاظ سے یہ آخری سورت ہے جو مکہ میں نازل ہوئی اس میں ایمان والوں سے کہا گیا ہے کہ اللہ عزوجل کی عبادت کریں اور دنیا کے کام ان حدوں کے اندر رہ کر کریں۔ جو اللہ عزوجل نے مقرر کر دی ہیں۔ نماز ادا کرنے کا صحیح طریقہ بتایا گیا ہے۔ اور پھر اچھے اخلاق پیدا کرنے کی ترغیب دی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دونوں جہان میں زندگی کی کامیابی نصیب ہوگی اور آخرت کی دائمی زندگی کا سکھ چین ہمیشہ کے لیے مل جائے گا۔ انہی باتوں کی تعلیم کے لیے اللہ عزوجل نے دنیا میں اپنے رسول بھیجے جن کی تعلیم کا خلاصہ قرآن مجید میں درج ہے جو انسان کی ہدایت کے لیے آخری کتاب ہے۔ اللہ نے یہ مقدس کتاب اپنے آخری رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو دے کر سلسلہ رسالت کو ختم کر دیا۔ اللہ کی عبادت کے لیے ضروری ہے کہ اس کی معرفت حاصل کی جائے اور یہ معرفت اس کی قدرت کی نشانیاں دیکھ کر جو دنیا میں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں ہر عقل مند حاصل کر سکتا ہے۔ اس سلسلے میں اللہ کے رسول اور اس کی کتابیں انسان کی عقل کی مدد کے لیے نہایت ضروری ہیں۔

اس سورت میں حضرت نوح علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرنے کے بعد اللہ کے رسولوں کی تعلیم کا خلاصہ دیا گیا ہے۔ رسولوں کے ماننے والے اونچے درجوں پر پہنچے اور نہ ماننے والے پست اور ذلیل ہوئے۔ رسولوں پر ایمان لانے کی ضرورت سمجھانے کے بعد سمجھایا گیا ہے کہ مر کر دوبارہ اٹھنے حساب و کتاب اور جزا سزا پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔

پھر بتلایا ہے کہ جو انسان اللہ اور رسول موت کے بعد کی زندگی، حساب کتاب اور جنت و دوزخ پر ایمان نہ لائے گا۔ وہ مرنے کے بعد آخرت میں بہت پچھتائے گا۔ آخر میں انسان کو سمجھایا گیا ہے کہ اس کی دنیا کی زندگی کوئی کھیل نہیں ہے۔ اس کو بیکار فضول باتوں میں نہ گنوانا چاہیئے۔ قرآن مجید کی باتوں کو سچ مان کر ان پر عمل کرنا چاہیئے اور اللہ عزوجل سے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے رہنا چاہیئے۔

Marfat.com

سورۃ المؤمنون مکیۃ وھی مائۃ وثمان وعشرۃ اٰیۃ وست رکوعات

ایمان والوں کو خوش خبری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱﴾ الَّذِیۡنَ هُمۡ

تحقیق فلاح پائی ایمان والوں نے وہی جو

فِیۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ ﴿۲﴾ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ

اپنی نماز میں چپ چاپ خوفزدہ رہتے ہیں اور وہی جو

عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۳﴾ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ

بے کار باتوں سے کنارہ کش رہتے ہیں اور وہی جو

لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوۡنَ ﴿۴﴾

زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱﴾ الَّذِیۡنَ هُمۡ

کام بنا لیا ایمان والوں نے جو اپنی نماز

فِیۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ ﴿۲﴾ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ

میں جھکنے والے ہیں اور جو

عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۳﴾ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ

نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے اور جو

لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوۡنَ ﴿۴﴾

زکوٰۃ دیا کرتے ہیں

خٰشِعُوۡنَ: جھکنے ہیں خاشعٌ کی جمع ہے جو خ ش ع سے اسم فاعل ہے۔ خشوعٌ کے معنی اللہ کے خوف سے چپ چاپ رہنا

اَللَّغۡوِ: (بے کار نکمّی بات) ایسی بات یا کام جس میں کوئی فائدہ نہ ہو۔

مُعۡرِضُوۡنَ: (بچتے ہیں) اسم فاعل ہے اِعراض سے جو ع ر ض سے بنا ہے۔ عرض کنارہ کو کہتے ہیں۔ اِعراض: ایک کنارے ہو جانا۔

اسلام چاہتا ہے کہ انسان ایسے کام کرے جس کا نتیجہ اچھا نکلے اور ایسے اعمال اختیار کرے جس سے آپ بھی سکھ چین سے رہے اور دوسرے بھی راحت و آرام سے زندگی بسر کریں جس وقت یہ سورت نازل ہوئی مکّہ میں مسلمانوں کا بُرا حال تھا۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ مخالف ہجوم کر کے ان کا تکّا بوٹی کر ڈالیں گے۔ دشمنوں کے شرّ سے بچنے کے لیے گھر بار چھوڑ کر مدینہ جانے کی تیاری ہو رہی تھی۔ ایسی خوفناک حالت کے اندر صاف اور کھلے الفاظ میں اعلان کیا جا رہا ہے کہ اللہ عزوجل پر ایمان لانے والے ہی آخر کامیاب ہوں گے۔ دنیا میں بھی انہیں عزّت ملے گی اور مرنے کے بعد بھی ہمیشہ کا چین نصیب ہوگا۔ کیوں انہوں نے کام ہی ایسے اختیار کیے جن سے دونوں جہان کی کامیابی حاصل ہو اور پھر ہو۔ یہ نماز میں خشوع و خضوع کرتے ہیں۔ نکمّی باتوں کے پاس خود بھی نہیں جاتے اور جو نکمے کام کرے اس سے کترا جاتے ہیں۔ ضرورت مندوں کی مدد کے لیے باقاعدہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں:

Marfat.com

مومن کی شان

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿٥﴾ اِلَّا

اور وہی جو اپنی شرم گاہوں کے محافظ ہیں مگر

عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

اپنی بی بیوں پر یا جن کے مالک ہوئے دائیں ہاتھ ان کے

فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿٦﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى

پس تحقیق وہ نہیں ملامت زدہ پس جو تلاش کرے

وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿٧﴾

سوا اس کے پس وہ ہیں وہ حد سے نکل جانے والے

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿٥﴾ اِلَّا

اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر

عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

اپنی بی بیوں سے یا اپنی مملوکہ باندیوں سے اس میں ان پر

فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿٦﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى

کچھ الزام نہیں پس جو ڈھونڈے

وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿٧﴾

اس کے سوا پس وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں

ارشاد ہے کہ ایمان والے اپنی شہوت کی جگہوں کی روک تھام کرتے ہیں اور اپنی جنسی خواہش کا تقاضا فقط اپنی منکوحہ زوجہ کے ساتھ یا ان باندیوں کے ساتھ جن کو انہوں نے مال دے کر خریدا ہے پورا کرتے ہیں شہوت رانی کا کوئی اور ذریعہ اختیار نہیں کرتے۔ ان دونوں صورتوں میں کسی صورت سے اس خواہش کے پورا کرنے میں ان پر کوئی ملامت نہیں۔ لیکن جو لوگ ان کے سوا اپنی نفسانی خواہش پورا کرنے کا کوئی اور ذریعہ اختیار کرتے ہیں۔ وہ فاسق فاجر ہیں۔ اور انسانیت کی حد سے خارج ہو جانے والے ہیں۔ نفسانی خواہش کے بارے میں قرآن مجید کی ہدایت یہی ہے۔ کہ اس کے پورا کرنے کے لیے کسی مناسب عورت سے شادی کرنے میں شریعت کے مقرر طریقے کی پابندی لازمی ہے جب یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ اس زمانے میں باندیوں کی خرید و فروخت کا عام رواج تھا۔

اس کے بعد مسلمانوں کو دشمنوں سے لڑنا پڑا اور ان کے ہاتھ قیدی آئے۔ تو ان کو بھی اس وقت کی مصلحتوں کے مطابق قیدی عورتوں کے بیچنے اور خریدنے کی اجازت دی گئی۔ آخر کار حسن تدبیر سے لونڈی غلاموں کی خرید اور فروخت رفتہ رفتہ بند کر دی گئی اور پھر اس کی ضرورت ہی نہ پڑی۔ اب سوا جائز شادی کے اسلام میں اور کوئی صورت جنسی شہوت کے پورا کرنے کی نہیں ہے۔ تعدد ازدواج کے لیے کڑی شرطیں ہیں۔ جو اگر پوری ہو سکیں تو جائز ہے:۔

Marfat.com

فردوس کا وارث

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ
اور وہی جو اپنی امانتوں اور عہدوں کا
رٰعُوْنَ ﴿۸﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ
خیال رکھنے والے ہیں اور وہی جو اپنی نماز کی
یُحَافِظُوْنَ ﴿۹﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۱۰﴾
پابندی کرتے ہیں یہی وہ ہیں جنہیں ورثہ ملے گا
الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا
جو وارث ہوں گے جنت کے وہ اس کے اندر
خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾
سدا رہا کریں گے

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ
اور جو اپنی امانتوں سے اور اپنے اقرار سے
رٰعُوْنَ ﴿۸﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ
خبردار ہیں اور جو اپنی نمازوں کی خبر
یُحَافِظُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۱۰﴾
رکھتے ہیں وہی ہیں میراث پانے والے
الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا
جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے وہ ہمیشہ
خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾
اسی میں رہیں گے

ایمان والوں کی یہی صفت ہے کہ وہ اپنی امانتوں کا بہت خیال رکھتے ہیں اور اپنے قول و قرار کی پابندی کرتے ہیں اور نماز کو اوقات مقررہ پر پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ یہی لوگ آخر کامیاب ہوں گے۔ اور مرنے کے بعد جنت الفردوس ان کے قبضہ میں آئے گی اور وہ بھی کچھ تھوڑی مدت کے لیے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان کا رہنا سہنا اسی میں ہوگا۔ کبھی کوئی ان سے اسے چھین نہ سکے گا

ان آیتوں میں اسلام کا خلاصہ دے دیا گیا ہے اور اسلام پر چلنے والوں کے لیے کامیابی کا پختہ وعدہ کیا ہے چنانچہ بہت دن نہ گذرے تھے کہ کامیابی نے آکر دنیا ہی میں ان کے قدم چومے۔ کسی کو سان گمان بھی نہ تھا۔ کہ یہ مٹھی بھر آدمی جو دشمنوں سے تنگ آکر وطن چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ مدینہ میں پہنچتے ہی کیا سے کیا ہو جائیں گے۔ انہوں نے سوائے اس کے کچھ نہیں کیا۔ کہ دل و جان سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق چلنا شروع کر دیا۔ انہیں فوجی کالجوں میں تعلیم و تربیت دی گئی اور نہ ویسے لڑنے کا کوئی نیا طریقہ سکھایا گیا۔ ان کو فقط قرآن حکیم کی آیتیں سنائی گئیں اور ان کے مطابق چلنے کی ہدایت کی گئی:

Marfat.com

مسلمانوں کا طرزِ عمل

انہوں نے قرآن حکیم کی آیتوں کو کان لگا کر سنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فوراً اللہ عزوجل کا رسول مان لیا اور پھر جو کچھ آپ نے بتایا۔ اس کو گرہ میں باندھا اور ساری مصیبتوں کو جھیلتے ہوئے رہے۔ اسی کی بدولت اُن میں اتنا زور آگیا۔ کہ دُنیا کے سارے سرکش ان کے آگے سرنگوں ہو گئے اوّل مکّہ کے شورہ پشتوں کو بدر میں نیچا دکھایا۔ پھر سارے عرب پر تسلّط جمایا۔ پھر باہر نکلے اور دُنیا بھر کی طاقتور سلطنتوں کا جو خلق اللہ پر طرح طرح کے ظلم توڑ رہی تھیں صفایا کر دیا۔ دنیا نے اطمینان کا سانس لیا۔ سب لوگوں نے ان کو اپنا نجات دہندہ سمجھ کر گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا اور اس میں شک نہیں کہ شروع میں وہ ایسے ہی ثابت ہوتے۔ اب سنیے کہ وہ طرزِ عمل کیا تھا۔ جو قرآن حکیم نے اور اللہ عزوجل کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سکھایا۔ اوّل تو انہیں یہ بتایا۔ کہ اللہ عزوجل پر ایمان لاؤ اور یقین کر لو کہ اس کے سوا تمہارا کوئی والی وارث اور خبر گیر نہیں ہے۔ اس کے کرم کے امیدوار رہو اور اسی کے غضب سے ڈرو اور کسی کی پروا نہ کرو۔ کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ بشرطیکہ اللہ تم سے راضی رہے۔ پھر فرمایا کہ نماز پڑھو اور اس میں چپ چاپ اللہ عزوجل کے سامنے عاجز بن کر اور دل میں اس کا خوف رکھ کر جھکو۔ پھر فرمایا۔ کہ دُنیا میں بہت سی باتیں لغو اور بے ہودہ ہیں۔ ان سے علیحدہ رہو اور جو ان میں مبتلا ہو اس سے منہ موڑ لو۔

پھر فرمایا کہ تم میں جو مال دار ہیں وہ مفلسوں، محتاجوں اور بے کسوں کے لیے اپنے مال کو بھی پاک صاف کریں۔

پھر فرمایا کہ نفسانی خواہشوں اور شہوتوں کو اپنے قابو میں رکھیں اور ان کے بس میں آ کر حیوان بلکہ شیطان نہ بن جائیں پھر فرمایا۔ کہ آپس کے معاملات درست رکھیں۔ امانت اور قول و قرار کا خیال رکھیں اسی سے سارے معاملات درست ہو جائیں گے۔ پھر نماز کے اوقات مقرر فرمائے اور ہدایت کی۔ کہ نماز کو وقت پر پابندی کے ساتھ ادا کرو۔ ان باتوں پر انہوں نے بدن جان اور مال سب کچھ قربان کر کے سچے دل سے عمل شروع کر دیا اور دنیا میں بھی انتہائی کامیابی حاصل کی۔ اور آخرت میں بھی جنّت الفردوس کے مستحق ہوئے، رفتہ رفتہ اسلام مکمل ہو گیا۔ اور فرض، واجب، مستحب، مکروہ اور حرام سب کچھ پورے طور پر واضح ہو گیا۔ لیکن بعد میں مسلمان خبر نہیں کیوں اپنی اصل باتیں ہی چھوڑ بیٹھے اور دوسروں کی باتیں اختیار کرتے چلے گئے چنانچہ اب جو ان کی گت بن رہی ہے وہ ظاہر ہے۔

Marfat.com

اللہ پر ایمان

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ سُلٰلَةٍ
اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے انسان کو انتخاب کی ہوئی
مِّنۡ طِيۡنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلۡنٰهُ نُطۡفَةً
مٹی سے پھر کیا ہم نے اس کو پانی کی بوند
فِیۡ قَرَارٍ مَّكِيۡنٍ ﴿۱۳﴾
ایک جمے ہوئے ٹھکانے میں

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ سُلٰلَةٍ
اور ہم نے آدمی کو چنی ہوئی مٹی
مِّنۡ طِيۡنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلۡنٰهُ نُطۡفَةً
سے بنایا پھر ہم نے اس کو پانی کی بوند کرکے
فِیۡ قَرَارٍ مَّكِيۡنٍ ﴿۱۳﴾
ایک جمے ہوئے ٹھکانے میں رکھا

سُلٰلَۃٌ: چُنی ہوئی منتخب۔ اسم ہے س۔ل۔ل سے سَلٌّ کے معنی کھینچنا۔ ڈھیر میں سے اپنے مطلب کی چیز چننا۔ اس طرح چیز چُنی جائے اسے سُلَالَہ کہتے ہیں۔ اللہ نے آدم کو ساری مٹی میں سے اس کے مناسب اجزا چُن کر بنایا۔ اب یہ غذا سے آدمی کے اندر پیدا ہوتے ہیں اور غذا میں مٹی میں سے آتے ہیں۔ پھر وہ نطفہ کی شکل میں ماں کے رحم میں پرورش پاتے ہیں قَرَارٍ مَّكِيۡنٍ سے عورت کا رحم مراد ہے۔ پہلی آیتوں میں فرمایا کہ اچھے کام کرنے والے فلاح پائیں گے بشرطیکہ وہ مومن ہوں۔ ایمان یہ ہے کہ اللہ اور اس کے سارے رسولوں کو ماننے اور ان کے کہنے پر چلے۔ اس کے بغیر آخرت میں فلاح نصیب نہ ہوگی۔ ہاں نیک کام کرنے والے دنیا میں اچھی طرح گذاریں گے۔ لیکن مرنے کے بعد جنت بغیر ایمان کے حاصل نہ ہوگی۔ ان آیتوں میں بتایا جا رہا ہے کہ اللہ پر ایمان لانا بہت آسان ہے۔ آدمی خود ہی اپنی پیدائش پر غور کرے تو اللہ کو پہچان لے گا۔

ارشاد ہے کہ یہ کام اللہ ہی کا ہے۔ کہ زمین کی مٹی سے مناسب اجزا چن کر ان سے آدمی بنایا۔ آدم علیہ السلام کے لیے ان اجزاء کو مٹی سے براہ راست چن کر ایک محفوظ مقام میں جمع کیا۔ پھر ان سے آدم علیہ السلام کو بنا دیا۔ اس کے بعد یہ اجزا آدمی کی غذا سے جو مٹی ہی سے پیدا ہوتی ہے حاصل ہوتے ہیں پھر نطفہ کی شکل میں بدل جاتے ہیں۔ یہ نطفہ ماں کے رحم میں قرار پاتا ہے۔ اور اسی محفوظ مقام میں پرورش پاتا ہے۔ اور چند صورتیں بدل کر آخر میں زندہ آدمی بن کر رحم مادر سے باہر نکل آتا ہے۔ ان صورتوں کی تفصیل آگے آتی ہے۔ پیدا ہونے کے بعد دنیا میں زندگی گذارنے کے لیے جو ذریعے انسان کو ملے وہ بھی اللہ ہی نے دیئے۔ اور کسی کی مجال نہیں کہ انسان کو اور اس کے اصلی ذرائع حیات کو پیدا کر دے۔

Marfat.com

پیدائش کے مرحلے

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا

پھر بنایا ہم نے نطفہ کو خون بستہ پھر بنایا ہم نے

الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ

خون بستہ کو بوٹی پھر بنایا ہم نے بوٹی کو

عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ

ہڈیاں پھر پہنایا ہم نے ہڈیوں کو گوشت۔ پھر

اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ

بنا کھڑا کیا اس کو صورت میں دوسری سو بڑی شان والا ہے اللہ

اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾

بہترین سارے بنانے والوں کو

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا

پھر اس بوند سے جما ہوا لہو بنایا پھر اس جمے ہوئے لہو سے

الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ

گوشت کی بوٹی بنائی پھر اس بوٹی سے ہڈیاں

عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ

بنائیں پھر ان ہڈیوں پر گوشت اٹھایا پھر

اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ

اس کو اٹھا کر کھڑا کیا ایک نئی صورت میں سو برکت والا

اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾

اللہ ہے جو سب سے بہتر بنانے والا ہے

نطفہ کے رحم مادر میں قرار پانے کے بعد اس کی صورتیں رفتہ رفتہ بدلتی ہیں آدم علیہ السلام بھی پیدائش کے ان سب مرحلوں سے گذرے لیکن رحم مادر میں نہیں بلکہ عالم کے کسی خاص محفوظ مقام میں۔ اس کے بعد انسان کی پیدائش کا سلسلہ یہ قرار پایا کہ انسان جو غذائیں کھائے اس سے اس کے اندر نطفہ بنے پھر وہ نطفہ ماں کے رحم میں جائے اور اس محفوظ مقام میں کچھ دن کے بعد جمے ہوئے خون کی شکل میں تبدیل ہو۔ پھر یہ جما ہوا خون گوشت کی بوٹی بن جائے پھر اس بوٹی سے ہڈیوں کا ڈھانچہ تیار ہو پھر ان ہڈیوں کے اوپر گوشت چڑھے اب انسان کا بدن تیار ہو گیا۔ اس کے بعد جان پڑے تو اس کی اور ہی صورت ہو جائے۔ پھر رحم مادر سے باہر آئے اور بچپن سے لے کر بڑھاپے تک نت نئی صورتیں اختیار کرتا ہے اور نئی نئی شکلیں بدلتا چلا جائے۔ یہ سب ترقیاں اللہ ہی کی قدرت اور اسی کے حکم سے ہوتی ہیں جن میں اور کسی کا حصہ نہیں۔ آدم علیہ السلام پیدائش کے ان سارے مرحلوں سے معلوم نہیں کتنی مدت میں گذرے اللہ ہی جانے۔ ہاں آج کل رحم مادر میں یہ سارے مرحلے کم سے کم چھ مہینے میں اور زیادہ سے زیادہ بقول بعض چار سال میں طے ہو جاتے ہیں۔ باہر آ کر انسان ایک مدت تک ترقی کرتا ہے۔ پھر زوال کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ عمر تمام ہو جاتی ہے۔ یہ سارے انسانی پیدائش اور زندگی کے مرحلے اللہ عزوجل نے اپنے علم اور اپنی قدرت سے مقرر کیے ہیں اور وہی ان میں سے ہر انسان کو گذارتا ہے اس لیے وہی ہر تعریف کا مستحق ہے۔ اس کے سوا کوئی نہ ایسے منصوبے تیار کر سکتا ہے اور نہ ایسی کاری گری سے کوئی چیز بنا سکتا ہے۔

Marfat.com

زندگی کے بعد کے مرحلے

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾

پھر یہ ہے کہ تم اس کے بعد البتہ مرنے والے ہو

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾

پھر یہ ہے کہ تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ

اور البتہ تحقیق پیدا کیے ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان اوپر تلے

وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾

اور نہیں ہیں ہم مخلوقات سے بے خبر

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾

پھر اس کے بعد تم مرو گے

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾

پھر تم قیامت کے دن کھڑے کیے جاؤ گے

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ

اور ہم نے تمہارے اوپر سات راستے بنا دیے ہیں

وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾

اور ہم خلق سے بے خبر نہیں

طَرَآئِق: (راستے) طریقہ کی جمع ہے جو ط۔ ر۔ ق سے بنا ہے۔ طرق کے معنی چلنے اور آنے کے بھی ہیں اور اوپر تلے ہونے کے بھی ہیں۔ طریقہ راستہ کو کہتے ہیں۔ یہاں طرائق سے مراد آسمان ہیں جو سیاروں کے گھومنے کے راستے ہیں اور ایک دوسرے کے اوپر تلے ہیں۔ پیدائش سے پہلے اور پیدائش کے بعد کے مرحلوں کا پہلی آیتوں میں ذکر ہوا۔ اس میں عمر ختم ہونے اور اس کے بعد کے مرحلوں کا بیان ہے۔

ارشاد ہے کہ جب تمہاری دنیا کی عمر ختم ہو جائے گی۔ موت سے کوئی انسان بچنے والا نہیں۔ کبھی نہ کبھی ہر ایک کو مرنا ہے۔ اس کے بعد کچھ مدت اسی موت کی حالت میں گذرے گی۔ پھر قیامت کا دن آجائے گا۔ اور تم سب کے سب پھر زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے اور دنیا میں جو کام کیے تھے ان کا پھل نہیں ملے گا۔ اب تم اس پر غور کرو۔ کہ اس دنیا میں تمہاری زندگی کچھ مدت تک قائم رکھنے کے لیے کیا کیا سامان کیے گئے ہیں۔ اور پھر اللہ عزوجل کو پہچانو۔ کیونکہ اس کے سوا یہ سب سامان کوئی اور مہیا نہیں کر سکتا۔

تمہارے سر کے اوپر سات آسمان اوپر تلے بنائے جو سات سیاروں کے گھومنے کے راستے ہیں۔ یاد رکھو۔ اس ساری کائنات کے بنانے والے ہم ہیں۔ ہم نے ہر چیز بنا کر قرینے اور قاعدے سے مناسب مقامات پر سجا دی ہے۔ ہم خلق کے نظام سے پوری طرح باخبر ہیں۔ یہ اٹکل پچو نہیں بنائی گئی۔

Marfat.com

شانِ تربیت

وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ

اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی اندازہ کے ساتھ

فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَ اِنَّا عَلٰى

پھر ٹھیرایا ہم نے اسے زمین میں اور تحقیق ہم پر

ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا

لیجانے اس کے البتہ قدرت رکھتے ہیں پس اگائے ہم نے

لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ

تمہارے لیے اس سے باغات کھجور کے اور انگور کے

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ

اور ہم نے آسمان سے پانی ناپ کر اتارا

فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى

پھر اس کو زمین پر ٹھیرادیا اور ہم اس کو

ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا

لے جائیں تو لے جا سکتے ہیں پھر اس سے

لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ

تمہارے واسطے باغ اگا دیئے کھجور اور انگور کے

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنایا۔ اس کے لیے زمین بنائی۔ آسمان بنائے یہ تو شانِ خلق تھی۔ جو عالم کی ہر چیز سے آشکار ہے اور انسان کی پیدائش تو شروع سے لے کر آخر تک خاص طور پر اس کی قدرت کی نشانیوں سے مالا مال ہے۔ ان نشانیوں کا ذکر پہلی آیتوں میں ہوا۔ پھر انسان کو پیدا کر کے اسے کس مپرسی کی حالت میں نہیں چھوڑ دیا۔ بلکہ اس کی زندگی اس دنیا میں جتنی بھی ہو قائم رکھنے کا سامان مہیا کر دیا۔ یہ شانِ ربوبیت ہے اور اس کا ان آیتوں میں ذکر ہے۔ ارشاد ہے کہ فضائے آسمانی میں بادل اکٹھے کر کے انسے اللہ عزوجل نے مینہ برسایا تاکہ زمین پانی سے سیراب ہو اور پانی کو ایسے اندازہ سے اتارا کہ زمین کی خشکی دور کرنے کے لیے کافی ہو۔ نہ اتنا زیادہ کہ ڈوب جائے اور نہ اس قدر کم کہ دھول اڑنے لگے۔ غور کرو۔ کہ یہ پانی زمین کی سیرابی اور سرسبزی کے لیے کتنی ضروری چیز ہے۔

ارشاد ہے کہ اگر ہم پانی مناسب اندازہ سے نہ برساتے تو سوچو۔ کہ زمین کا کیا حال ہوتا۔ زمین تو زمین خود انسان کا ذرا سا منہ نکل آتا اور زندگی کے لالے پڑ جاتے۔ حیوانات ڈھونڈے نہ ملتے۔ یہ ہم ہی ہیں کہ بارش برسا کر ہر شئے کو تروتازہ کر دیا۔ دیکھو یہ پانی ہی کی برکت ہے۔ کہ زمین میں طرح طرح کی سبزیاں ہوئے پھل ترکاریاں اگنے لگیں۔ کھجوروں اور انگوروں کے باغ لگ گئے۔ انسان اور حیوان دونوں کے وارے نیارے ہوگئے۔

Marfat.com

نباتات

لَكُمْ فِيهَا فَوَاكِهُ كَثِيرَةٌ وَ مِنْهَا
تمہارے لیے اس میں میوے ہیں بہت اور اسی میں سے
تَأْكُلُونَ (۱۹) وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُورِ
تم کھاتے ہو اور ایک درخت جو نکلتا ہے پہاڑ سے
سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَ صِبْغٍ
سینا کے اگتا ہے وہ ساتھ تیل کے اور سالن کے
لِلْآكِلِينَ (۲۰) وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً
کھانے والوں کے لیے اور تحقیق تمہارے لیے چوپایوں میں البتہ سوچنے کی بات ہے

لَكُمْ فِيهَا فَوَاكِهُ كَثِيرَةٌ وَّمِنْهَا
تمہارے واسطے ان میں میوے ہیں بہت اور انہی میں سے
تَأْكُلُونَ (۱۹) وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُورِ
کھاتے ہو اور وہ درخت جو سینا پہاڑ سے
سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ
نکلتا ہے اور اُگتا ہے تیل لیے ہوئے اور کھانے والوں کے لیے
لِلْآكِلِينَ (۲۰) وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً
سالن لیے ہوئے اور تمہارے لیے چوپایوں میں دھیان کرنے کی بات ہے

ارشاد ہے کہ مینہ برسنے سے زمین قسم قسم کی نباتات سے بھر جاتی ہے۔ اُن نباتات میں تمہارے لیے میوے بکثرت ہیں جنہیں تم مزہ لینے کے لیے اور دل خوش کرنے کے لیے کھاتے ہو اور انہیں میں غلّے بھی ہیں جنہیں تم غذا کے طور پر استعمال کرتے ہو۔ دیکھو ان میں سے ایک درخت ہے۔ وہ کوہ طور میں بکثرت پیدا ہوتا ہے اور زیتون کا درخت کہلاتا ہے۔ اس کے اندر تیل بھی ہوتا ہے۔ اس میں سالن کی طرح روٹی ڈبو کر بھی کھاتے ہیں۔ اور یہ سر اور بدن پر ملنے کے لیے روغن کا کام بھی دیتا ہے۔

زیتون کے درخت کا ذکر خاص طور پر اس لیے کیا۔ کہ جس ملک میں یہ پیدا ہوتا ہے، وہاں اس سے بہت کام لیتے ہیں اور کم و بیش اس کے فائدے ویسے ہی ہیں، جیسے زمین کے اس حصے میں ناریل کے درخت کے ہیں۔ اسی طرح ہر ملک میں کوئی نہ کوئی درخت ایسا ہوتا ہے جس سے ملک والے انواع و اقسام کے فائدے اٹھاتے ہیں۔ اس کا کچا پھل میوے کے طور پر کھاتے ہیں۔ ریشوں سے رسیاں بناتے ہیں پھل سوکھ جائے تو اس کا تیل نکالتے ہیں۔

انسان کو بتایا جا رہا ہے کہ زمین سے اس کے لیے اللہ عزوجل نے پھل پھول میوے، غلّے، گھاس پھوس بہت سی چیزیں پیدا کیں۔ انسان سوچے تو فوراً اللہ کو مان جائے اور اس کا شکر بجا لائے۔

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ ان چیزوں کا زمین سے پیدا کرنا سوائے اللہ عزوجل کے کسی کے بس کا نہیں۔ اسی طرح مویشی اور دیگر جانوروں میں بھی سوچنے والوں کو اللہ کی قدرت کی نشانیاں صاف نظر آتی ہیں ؏

Marfat.com

حیوانات

نُسۡقِيۡكُمۡ مِّمَّا فِىۡ بُطُوۡنِهَا وَلَـكُمۡ فِيۡهَا

پلاتے ہیں ہم تم کو اس چیز سے جو ان کے پیٹوں میں ہے اور تمہارے لیے ان کے اندر

مَنَافِعُ كَثِيۡرَةٌ وَّ مِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ (۲۱)

فائدے ہیں بہت اور ان میں سے کھاتے بھی ہو

وَعَلَيۡهَا وَ عَلَى الۡـفُلۡكِ تُحۡمَلُوۡنَ (۲۲)

اور ان کے اوپر اور کشتیوں کے اوپر سوار ہوئے پھرتے ہو

نُسۡقِيۡكُمۡ مِّمَّا فِىۡ بُطُوۡنِهَا وَلَـكُمۡ فِيۡهَا

ہم تمہیں پلاتے ہیں وہ چیز جو ان کے پیٹ میں بنتی ہے

مَنَافِعُ كَثِيۡرَةٌ وَّ مِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ (۲۱)

اور تمہارے لیے ان میں بہت فائدے ہیں اور بعض کو کھاتے بھی ہو

وَعَلَيۡهَا وَعَلَى الۡـفُلۡكِ تُحۡمَلُوۡنَ (۲۲) ع ۲

اور ان پر اور کشتیوں پر لدے پھرتے ہو

ارشاد ہے کہ جس طرح زمین میں سے تمہارے لیے سبزیاں میوے اگائے اسی طرح چوپائے جانوروں کو تمہارا فرمانبردار کر دیا۔ کہ ان سے تم فائدے اٹھاؤ۔ زمین کے جانوروں کے لیے گھاس اور چارہ پیدا کر دیا۔ کہ وہ پیٹ بھر کر کھائیں۔ اور پھر ان کی غذا کے ایک حصّہ کا ان کے اندر سے دودھ بن کر نکلے۔ جو تم خوب پیو۔ یہ ان کے اندر دودھ پیدا کرنے کا انتظام بھی ہمیں نے کیا ہے۔ کسی اور کے بس کا ہرگز نہیں کہ جانوروں کی غذا کے ایک حصّے کو دودھ میں تبدیل کر دے۔ اور پھر ان کو تمہارا فرمان بردار کر دے تاکہ اس دودھ کو ان کے تھنوں میں سے نکالو۔ خود پیو۔ بچّوں کو پلاؤ۔ مہمانوں کی خاطر تواضع کرو۔ پھر جانوروں سے صرف دودھ ہی کا فائدہ نہیں۔ بلکہ بعض جانوروں کو تمہارے لیے حلال بھی کر دیا کہ ان کو اللہ کا نام لے کر ذبح کرو اور ان کے گوشت کو بطور غذا پکا کر کھاؤ۔

اس کے علاوہ جانوروں سے تم اور بھی کام لیتے ہو۔ خشک زمینی راستوں میں ان پر سوار ہو کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہو اور اپنے سامان کو ادھر سے اُدھر منتقل کرتے ہو۔ اگر بیچ میں دریا یا سمندر آجائے۔ تو پھر کشتیوں میں چڑھ کر اس کے عبور کرنے کا انتظام بھی ہم نے کر دیا۔ جن میں تم اپنا ساز و سامان بھی لاد سکتے ہو۔ اور خود بھی آرام سے بیٹھ کر ادھر سے اُدھر جا سکتے ہو۔

اس کے بعد پھر خود جانوروں پر لد کر اور اپنا سامان لاد کر آگے جا سکتے ہو۔ غرض چوپائے جانور تمہارے ہر طرح کام کے ہیں۔ ان میں سے جو حلال ہیں ان کا دودھ پیو۔ ان کا گوشت غذا کے طور پر کھاؤ اور خشکی میں ان سے سواری اور بار برداری کا کام لو۔ اسی طرح جیسے دریاؤں میں کشتیوں سے کام لیتے ہو۔

Marfat.com

روحانی انتظام

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ
اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف پس کہا اس نے
يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ
اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی نہیں تمہارے لیے کوئی معبود
غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (۲۳) فَقَالَ الْمَلَؤُا
سوا اس کے کیا پس تم ڈرتے نہیں پس کہا سرداروں نے
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا
جو کافر تھے اس کی قوم میں سے نہیں یہ مگر
بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ
ایک آدمی تمہیں جیسا چاہتا ہے کہ بڑا بن بیٹھے تم پر

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ
اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کے پاس بھیجا تو اس نے کہا
يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ
اے قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی
غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (۲۳) فَقَالَ الْمَلَؤُا
حاکم نہیں کیا تم ڈرتے نہیں تب وہ سردار
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا
جو کافر تھے اس کی قوم میں بولے یہ کیا ہے فقط ایک
بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ
تمہارے جیسا آدمی ہی تو ہے چاہتا ہے کہ تم پر بڑا بن جائے

شروع سورت میں انسان کو نصیحت فرمائی۔ کہ اچھی عادتیں اختیار کرے۔ پھر فرمایا کہ انسان اچھی عادتیں اور اخلاق حسنہ تبھی اختیار کر سکتا ہے جب اپنی بناوٹ پر غور کرے۔ اس کا ایک بدن ہے جو مٹی کے اجزا سے بنا ہے۔ جو بہت سے مرحلے طے کرنے کے بعد آخر انسانی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ جب بدن تیار ہو جاتا ہے۔ تو پھر یہ نئی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے اور روح داخل ہو جاتی ہے۔ انسان کی زندگی تبھی سنور سکتی ہے۔ جب اس کی بدنی اور روحانی دونوں قوتوں میں توازن قائم ہو۔ اس کے نیک اخلاق تبھی بن سکتے ہیں۔ جب یہ دونوں قوتیں ایک خاص ڈھنگ کے ساتھ مل جل کر کام کرنا سیکھیں۔

بدن کی ضروریات اللہ عزوجل نے بارش برسا کر زمین سے پیدا کر دیں۔ اور نباتات اور حیوانات دونوں کو اس کے مفید مطلب بنا دیا۔ روحانی ضروریات کے لیے اپنی کتابیں، رسول اور نبی بھیجے۔ انہوں نے انسان کو ایسا طریقہ بتایا جس سے انسان اپنی جسمانی اور روحانی قوتوں میں مصالحت پیدا کر کے ان سے کام لے سکے اور سعادت دارین حاصل کرے۔

Marfat.com

رسولوں کا ذکر

اس سلسلہ میں بعض انبیاء و رسل کا ذکر فرمایا۔ ارشاد ہے کہ ہم نے نوح علیہ السلام کو اس وقت کے انسانوں کو ہدایت کرنے کے لیے اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ تا کہ اپنی قوم کو سمجھائے اور اچھے اخلاق حاصل کرنے کا گر انہیں بتلائے۔ کیونکہ اس کے بغیر انسان کا بیڑا پار ہونا مشکل ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کی قوم سراسر بدنی لذتوں میں منہمک ہے اور انسان کے روحانی پہلو کو بالکل نظر انداز کر بیٹھی ہے۔ ان کی عقل جسمانی خواہشوں سے مغلوب ہو جانے کی وجہ سے انہیں یہ نہ بتا سکی۔ کہ عبادت فقط ایک اللہ کی کرنی چاہیئے جس نے آسمان و زمین بنائے۔ انسان کو پیدا کیا اور اس میں نیکی اور بدی کے پہچاننے کی صلاحیت رکھی عقل نے انہیں یہ نہ سمجھایا۔ کہ انسان کی مختلف قوتوں میں توازن ایک اللہ کے آگے جھکے بغیر قائم نہیں ہو سکتا۔ اگر انسان اللہ کو چھوڑ بیٹھے۔ تو ضرور بری خواہشوں کا ذلیل ہو جائے گا۔ ہر کس و ناکس کے آگے جھکتا پھرے گا۔ کبھی بتوں کے، کبھی بڑے آدمیوں کے اور کبھی ہولناک صورتوں کے سامنے سر جھکانے لگے گا اور اس سے سوائے پریشانی کے اسے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھایا۔ کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اس کے سوا کوئی معبود بننے کے قابل نہیں۔ ان کی قوم خواہشوں اور خود غرضیوں کی دلدل میں پھنسی ہوئی تھی۔ قوم کے بڑے بڑے لوگوں نے عوام سے کہا کہ نوح علیہ السلام کا کہنا مت سنو۔ ان بڑے لوگوں کے نزدیک آدمی سوا اس کے کہ اپنے فائدے کی ہی سوچے اور کچھ کر ہی نہیں سکتا تھا۔ دلوں میں یہی خیال جم کر رہ گیا تھا کہ آدمی فقط خود غرض ہی ہو سکتا ہے۔ اس لیے انہوں نے کہا کہ نوحؑ یہ نئی بات اس لیے کہتا ہے کہ خود تم سب کا بڑا بن کر بیٹھے۔

اس کے سوا اس کا اور کوئی مقصد نہیں ہو سکتا۔ دیکھتے نہیں۔ کہ یہ تمہیں جیسا آدمی ہے۔ ہمیں تو اس میں کوئی سرخاب کا پر نظر نہیں آتا۔ تم جانتے ہو۔ کہ جو آدمی کوئی نئی بات کہتا ہے اپنی غرض کے لیے کہتا ہے۔ یہ ہمیں فقط اللہ کی عبادت کرنے کے لیے کہتا ہے تو فقط اس لیے کہ تم سب اسی کی سمعی کہنے لگو اور یہ تمہارا سردار بن کر بیٹھ جائے۔

سچ ہے۔ جب آوے کا آوا ہی بگڑ جائے۔ تو ہر ایک کا دل خراب ہونا لازمی ہے۔ بدگمانی پھیلنا یقینی ہے۔ جو آپ خود غرض ہے کیسے ہو سکتا ہے کہ دوسرے کو بے غرض سمجھے۔

Marfat.com

قیاس آرائیاں

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚۖ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا

اور اگر چاہتا اللہ ضرور اتارتا فرشتے نہیں سنی ہم نے یہ بات

فِیْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ

اپنے باپ دادا میں جو پہلے گذرے نہیں وہ مگر ایک آدمی جس کو

جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِیْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ

جنون ہے پس انتظار کرو اس کے ساتھ کچھ مدت بولا

رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾

اے میرے رب میری مدد کر اس پر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚۖ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا

اور اگر اللہ چاہتا تو فرشتے اتارتا ہم نے اپنے

فِیْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ

باپ دادوں سے یہ کبھی نہیں سنا اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے جسے

جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِیْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ

سودا ہوا ہے سو اس کی ایک وقت تک راہ دیکھو بولا اے

رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾

رب میری مدد کر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا

جِنَّةٌ (جنون) یہ لفظ ج۔ ن۔ ن سے بنا ہے اس مادہ کے معنی چھپانے کے ہیں۔ جِنَّةٌ جس آدمی کی سمجھ میں کچھ خلل آگیا ہو۔ اس کی جو حالت ہو جاتی ہے وہ جِنَّةٌ سے ظاہر کی جاتی ہے یعنی جنون کی حالت۔ ایسے شخص کو مجنون کہتے ہیں۔

آدمی ان چیزوں ہی کو ٹھیک سمجھتا ہے جن کا رواج ہو گیا ہو اور آنکھ بند کرکے انہی کو کیے جاتا ہے۔ اور عمل کا طریقہ بھی وہی پسند کرتا ہے جس پر سب چل رہے ہوں۔ قرآن مجید سکھاتا ہے کہ جو چیزیں رسم و رواج کے طور پر چل پڑی ہوں اور ان کے کرنے کا طریقہ مقرر ہو چکا ہو۔ ضروری نہیں کہ وہ صحیح بھی ہوں۔ اللہ عزوجل اپنے رسول اور کتابیں غلط رسم و رواج کو مٹانے اور صحیح طریق عمل کو جاری کرنے کے لیے دنیا میں بھیجتا ہے رسم و رواج کے پابند رسولوں سے الجھتے ہیں۔

چنانچہ نوح علیہ السلام کی قوم کے بڑے بڑوں نے کہا کہ اللہ کو رسول بھیجنا ہوتا تو کسی فرشتہ کو بھیجتا۔ آدمی اگر اور آدمیوں کے خلاف کہے تو ضرور وہ پاگل ہے۔ ہم کیسے مان لیں کہ جو باتیں باپ دادا سے چلی آرہی ہیں۔ وہ غلط ہیں اور جو نوح علیہ السلام کہیں وہ صحیح ہے۔ اپنے بڑوں سے ہم نے ایسی بات کبھی نہیں سنی۔ جو یہ کہتا ہے۔ ضرور اس کی عقل میں فتور ہے۔ اسے تھوڑے دن مہلت اور دو۔ شاید اس کا دماغ درست ہو جائے۔ نوح علیہ السلام نے جب یہ سنا تو دعا کی کہ اے میرے رب یہ تو مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں تو ہی میری مدد کر کہ میں ان سے نجات پاؤں اور یہ مجھے کچھ آزار نہ پہنچا سکیں۔

Marfat.com

کشتی بنانے کا حکم

فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ
پس وحی کی ہم نے اس کی طرف کہ بنا تو کشتی
بِاَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا
ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی پس جب آجائے ہمارا حکم
وَ فَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ
اور ابلنے لگے تنور پس چلا اس میں ہر چیز سے
زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَ اَهْلَكَ
جوڑا دو دو اور اپنے گھر کے آدمی

فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ
پھر ہم نے اسے حکم دیا کہ ہماری آنکھوں کے سامنے
بِاَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا
اور ہمارے حکم سے کشتی بنا پھر جب ہمارا حکم پہنچے
وَ فَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ
اور تنور ابلے پھر تو کشتی میں ہر چیز
زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَ اَهْلَكَ
کا جوڑا ڈال لے اور اپنے گھر کے لوگ بھی

حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی سرکش لوگوں کو نیچا دکھانے کا فیصلہ ہو گیا۔ اللہ عزوجل کی قدرت آشکارا ہوئی اور وہی ہوا جو ہونا تھا۔

ارشاد ہے کہ ہم نے نوح علیہ السلام کو وحی کے ذریعے حکم دیا کہ کشتی تیار کرو ہم تمہاری نگرانی کر رہے ہیں اور تمہارا کام دیکھ رہے ہیں۔ موقع بہ موقع حسب ضرورت تمہیں وحی کے ذریعے سمجھائے جائیں گے کہ کشتی کتنی لمبی چوڑی ہو۔ اور کون سی چیز کہاں کہاں بنائی جائے۔ عنقریب سخت طوفان آنے والا ہے۔ پانی ہر طرف سے زمین پہ ٹوٹ پڑے گا۔ آسمان سے لگاتار مینہ برسے گا۔ زمین سے بے تحاشا ابلے گا۔ اس سرزمین پہ کوئی جاندار نہ بچے گا۔ مگر وہی جو تیری بنائی ہوئی کشتی میں سوار ہو جائیں گے۔ طوفان کے شروع کی نشانی یہ ہوگی۔ کہ تنور سے پانی جوش مار کر نکلنا شروع ہو جائے گا۔ یہ نشانی دیکھتے ہی ہر جانور کا ایک ایک جوڑا نر اور مادہ کشتی پر چڑھا لینا اور اپنے سارے گھر والوں کو اس میں سوار کر لینا اور جو نہ بیٹھے اسے چھوڑ دینا۔

یہ قصہ قرآن مجید میں کئی جگہ بیان کیا گیا ہے۔ تاکہ انسانوں کے کانوں میں بار بار پڑتا رہے۔ اور ہر انسان کے دل میں یہ بات اچھی طرح بیٹھ جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے رسول کی مخالفت کرنے والے ہر زمانے میں بری طرح تباہ ہوئے۔ اگرچہ انہیں مہلت ملتی رہی لیکن انہوں نے ہمارے رسولوں کا کہنا نہ مانا۔

Marfat.com

ڈوبنے سے نجات

اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ	اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ
مگر وہ کہ پہلے ہو چکا اس پر حکم ان میں سے	مگر وہ جس کی قسمت میں پہلے سے بات ٹھہر چکی تھی
وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ	وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ
اور مت بول مجھ سے ۔ ان کے بارے میں جنہوں نے ظلم کیا تحقیق وہ	اور مجھ سے ان ظالموں کے واسطے بات مت کر بے شک
مُّغْرَقُوْنَ (۲۷) فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ	مُّغْرَقُوْنَ (۲۷) فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ
ڈوبنے والے ہیں پس جب بیٹھ چکے تو اور جو	انہیں ڈوبنا ہے پس جب تو اور تیرے
مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ	مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
تیرے ساتھ ہیں کشتی میں پس کہہ شکر اللہ کا	ساتھی کشتی میں چڑھ چکیں تو کہہ اللہ کا شکر
الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (۲۸)	الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (۲۸)
جس نے نجات دی ہمیں ان لوگوں سے جو ظالم ہیں	ہے جس نے ہمیں گنہ گار لوگوں سے چھڑایا

اِسْتَوَيْتَ: تو چین سے بیٹھ جائے ۔ ماضی کا صیغہ ہے اِسْتِوَاءٌ سے جو س ۔ و ی سے بنا ہے ۔ سَوَاءٌ برابر ۔ اِسْتِوَاءٌ: اطمینان سے بیٹھ جانا ۔

ارشاد ہے کہ ہم نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا ۔ جب زمین سے پانی ابلنے لگے تو کشتی میں ہر جانور کا ایک ایک جوڑا اٹھا لینا اور اپنے سارے گھر والوں کو بھی سوار کر لینا ۔ مگر کچھ ان میں سے ایسے بھی ہیں جو تیرے کہنے سے کشتی میں نہ بیٹھیں گے اور خیال کریں گے کہ ہم ادھر ادھر اونچی جگہوں پر چڑھ کر ڈوبنے سے بچ جائیں گے ۔ لیکن یہ ان کا خیال خام ہے ۔ ان کی قسمت میں ڈوبنا ہی لکھا ہے ۔ کوئی کشتی میں بیٹھے بغیر ڈوبنے سے نہیں بچ سکتا ۔ جو لوگ ظلم و ستم اور بدکاریوں کے عادی رہے ہیں ۔ ان ظالموں کے بارے میں ہم سے کچھ نہ کہنا ان کی سفارش نہ کرنا ۔ ان کی بابت فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ اپنے کرتوتوں کا خمیازہ بھگتیں گے اور ڈوب کر رہیں گے ۔

جب تو اور تیرا کہنا ماننے والے کشتی میں چین سے بیٹھ جائیں ۔ تو پھر تو اللہ کی حمد و ثنا کرنا اور اس کا شکر ادا کرنا اور کہنا شکر ہے اللہ نے گنہ گاروں سے ہمیں بچا لیا اور غرق ہونے کے عذاب سے محفوظ کر دیا ۔

Marfat.com

اللہ سے دُعا

وَ قُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا
اور کہہ اے میرے رب اتار تا مجھ کو اتارنا برکت والا
وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ
اور تو بہترین ہے اتارنے والوں میں تحقیق اس میں
لَاٰیٰتٍ وَّ اِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ ﴿۳۰﴾
البتہ نشانیاں ہیں اور بے شک ہم ہیں آزمائش کرنے والے

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا
اور کہہ اے رب اتار مجھ کو برکت کا اتارنا
وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ
اور تو بہترین اتارنے والوں میں ہے بے شک اس میں
لَاٰیٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ ﴿۳۰﴾
نشانیاں ہیں اور ہم ہیں آزمائش کرنے والے

مُنْزَلٌ: (اتارنا) مصدر میمی ہے اِنْزَالٌ سے جس کے معنی اتارنا ہے۔ اس کا مادہ ن ز ل ہے۔ نُزُوْلٌ کے معنی نیچے اترنا۔ نزلہ بھی اسی سے ہے جو ناک میں سے پانی اترنے کو کہتے ہیں۔ اِنْزَالٌ کے معنی نیچے اتارنا مراد ہے۔ اَنْزِلْ اسی سے امر کا صیغہ ہے اور مُنْزِلٌ اسم فاعل ہے جس کی جمع مُنْزِلِیْنَ ہے یعنی اتارنے والا۔

باقی الفاظ پہلے گذر چکے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کو ارشاد ہے۔ کہ کشتی میں آرام سے بیٹھ کر اللہ کا شکر کرنا۔ کہ اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں شریر اور بدکار لوگوں سے نجات دی۔ اس کے بعد یہ دعا کرنا کہ اے اللہ اس کشتی سے ہمیں خشکی پر بخیر و عافیت اتارنا تجھ سے بہتر ہماری بہبودی کا انتظام کرنے والا کوئی نہیں ہو سکتا۔ تو ہی ہمیں کشتی میں جب تک رہنا ہو آرام و آسائش سے رکھے گا اور جب اترنے کا وقت آئے گا تو تو ہی اس طرح اتارے گا کہ ہمیں کوئی زحمت اور تکلیف نہ ہو۔

اللہ عزوجل ہی نے نوح علیہ السلام کو یہ دعا سکھائی۔ اور پھر اپنی رحمت سے اسے قبول فرمایا۔ کشتی والوں کو نہ کشتی میں کوئی تکلیف ہوئی اور نہ اس سے اترتے وقت کچھ دقت محسوس ہوئی۔

پھر ارشاد ہے کہ اس قصہ میں سننے والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ ہم یہ نشانیاں بیان کر کے اور لوگوں کو بھی آزماتے ہیں کہ کون ان سے نصیحت حاصل کر کے ٹھیک طریقہ اختیار کرتا ہے۔ اور کون انہیں ٹھکرا دیتا ہے ؎

Marfat.com

ایک اور قوم

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا
پھر پیدا کیا ہم نے ان کے بعد ایک گروہ
اٰخَرِيْنَ (٣١) فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا
دوسرا پھر بھیجا ہم نے ان میں ایک رسول
مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ
انہی میں سے کہ عبادت کرو اللہ کی نہیں تمہارے لیے
مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (٣٢)
کوئی معبود سوا اس کے کیا نہیں بچتے تم (برائی سے)

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا
پھر ہم نے ان کے پیچھے ایک جماعت اور
اٰخَرِيْنَ (٣١) فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا
پیدا کی پھر ہم نے ان میں ایک رسول
مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ
انہی کا بھیجا کہ اللہ کی بندگی کرو اور اس کے سوا
مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (٣٢) ع ٢
تمہارا کوئی حاکم نہیں پھر کیا تم ڈرتے نہیں

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے ان کا کہنا نہ سنا اور اپنی ہی بدمستیوں میں غرق رہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی کہ یہ لوگ بیدھے ہوتے معلوم نہیں ہوتے ان کی سرکشی حد سے بڑھ گئی۔

وہاں سے جواب ملا کہ ان کو پانی میں غرق کر کے دنیا کو ان کے وجود سے پاک صاف کر دیا جائے گا۔ تم ایک کشتی بنا لو۔ جو اس میں بیٹھ جائے گا بچ جائے گا۔ جو نہ بیٹھے گا وہ ڈوب کر رہے گا۔ چنانچہ پانی کا زبردست طوفان آیا۔ اور سارے شریر سرکش لوگ ڈوب گئے۔ نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھی جو کشتی میں تھے بچ گئے۔

ارشاد ہے کہ ان لوگوں کی تباہی کے بعد پھر ایک اور امت پیدا ہوئی اور انہیں بھی بدمستیاں سوجھیں۔ ہم نے انہی میں سے ایک آدمی کو اپنا رسول بنا کر ان کے سمجھانے کے لیے بھیجا۔ اس نے انہیں سمجھایا کہ دیکھو۔ اللہ عزوجل کے سوا نہ تمہارا کوئی معبود ہے۔ نہ ہو سکتا ہے۔ اس کے غضب سے ڈرو۔ اس کی نافرمانی کرو گے۔ تو وہ تمہیں حرف غلط کی طرح مٹا کر رکھ دے گا۔

دیکھو تم جو کام کر رہے ہو۔ ان میں سے بہت سے برے اور تمہارے لیے مضر ہیں۔ ان کو اللہ کے عذاب سے ڈر کر چھوڑ دو۔ اور جن کاموں کو اس نے اچھا کہا ہے بس وہی اختیار کرو۔ ورنہ وہ تمہیں الگ دکھ دیں گے اور اللہ کی نافرمانی کی سزا کا اس پر الگ اضافہ ہو گا۔

Marfat.com

کافروں کے بہانے

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا
اور بولے سردار اس کی قوم میں سے جنہوں نے کفر کیا
وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ
اور جھٹلایا آنے کو آخرت کے اور خوش عیشی دی تھی ہم نے انہیں
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ
دنیا کی زندگی میں نہیں یہ مگر ایک آدمی
مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ
تمہیں جیسا کھاتا ہے انہیں چیزوں میں سے کھاتے ہو تم جن سے
وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿٣٣﴾
اور پیتا ہے جس سے تم پیتے ہو

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا
اور اس کی قوم کے سردار بولے جو کافر تھے
وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ
اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلاتے تھے اور ہم نے ان کو دنیا
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ
کی زندگی کا آرام دیا تھا کچھ نہیں یہ تو تمہیں جیسا
مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ
ایک آدمی ہے کھاتا ہے انہیں چیزوں میں سے جو تم کھاتے ہو
وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿٣٣﴾
اور پیتا ہے اسی کو جو تم پیتے ہو

پہلے ذکر ہوا کہ قوم نوح (علیہ السلام) کے ہلاک ہونے کے بعد ہم نے ایک اور قوم دنیا میں پیدا کر دی اور اس نے بھی وہی ٹیڑھی راہ اختیار کی جو انسان کی خراب خواہشیں اسے سجھاتی ہیں۔ پھر ہم نے اپنے مقرر دستور کے مطابق انہیں سمجھانے کے لیے انہی میں سے ایک آدمی کو اپنا رسول بنا کر بھیجا اور اس نے سمجھایا۔ کہ خواہشوں کا کہنا نہ مانو۔ اللہ کی اطاعت اختیار کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ اس قوم کے بڑے آدمی یہ سنکر بگڑ گئے۔ وہ اپنے سوا کسی کو با اختیار اور قوت والا نہ مانتے تھے اللہ کا انکار کرتے تھے۔ دنیا کے عیش و آرام ہی کو سب کچھ سمجھتے تھے آخرت کو نہ مانتے تھے۔ ہم نے انہیں دنیا کے ساز و سامان سے مالا مال کر دیا تھا۔ انہوں نے یہ بات رسول سے سنکر اپنے لوگوں سے کہا۔ کہ یہ جو اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہتا ہے۔ یہ ایک تم ہی جیسا آدمی ہے۔ وہی چیزیں کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور وہی پانی پیتا ہے۔ جو تم پیتے ہو۔ پھر ہمارا کیا سر پھرا ہے جو اپنے ہی جیسے آدمی کو اپنا سب سے بڑا سردار اور رہنما بنا کر بیٹھ جائیں اور اپنے پوجا پاٹ اور رہنے سہنے کے سارے طریقے چھوڑ کر اس کے بتائے ہوئے طریقے پر چلیں۔ آدمی کا یہی خیال کہ میں دوسرے کو بڑا کیوں مانوں میں خود ہی سب سے بڑا ہوں اس کو اصلی خوبیوں سے محروم کر دیتا ہے:

Marfat.com

خود بینی

وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ

اور البتہ اگر اطاعت کی تم نے ایک آدمی کی جو تمہیں جیسا ہے ضرور تم

اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ (۳۴) اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ

اس وقت گھاٹا اٹھاؤ گے کیا کہتا ہے تم سے کہ تم

اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا

جب مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں

اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ (۳۵) هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ

تو تم پھر زندہ کیے جاؤ گے بعید ہے بعید ہے

لِمَا تُوْعَدُوْنَ (۳۶)

وہ بات جو تم سے کہی جاتی ہے

وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ

اور اگر کہیں تم اپنے برابر کے آدمی کے کہنے پر چل پڑے تو تم

اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ (۳۴) اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ

بے شک خراب ہوئے کیا تم کو وعدہ دیتا ہے کہ

اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا

جب تم مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے

اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ (۳۵) هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ

تو تمہیں نکلنا ہے کہاں ہو سکتا ہے کہاں ہو سکتا ہے

لِمَا تُوْعَدُوْنَ (۳۶)

جو تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے

يَعِدُ اور تُوْعَدُوْنَ دونوں مضارع کا صیغہ ہیں و۔ع۔د سے۔ وَعْدٌ کے معنی ہیں۔ آئندہ کسی بات کے ہونے کی خبر دینا۔ اور کہنا کہ وہ ضرور ہو گی۔

هَيْهَاتَ: (دور ہے) یہ اسم فعل بمعنی ماضی ہے۔ جس سے کسی چیز کا عقل اور سچائی سے بہت دور ہونا ظاہر کیا جاتا ہے یعنی اس وعدہ کی بابت یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ حقیقت سے کوسوں دور ہے۔

اللہ کے رسولوں کے نہ ماننے والے خود بینی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ انہیں یہ خبط ہوتا ہے کہ ہم سب کچھ سمجھتے ہیں، پھر اپنے ہی آدمی کی کیوں مانیں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد عاد اور ثمود دو بڑی قومیں ایک دوسرے کے بعد آئیں۔ ان آیات میں انہیں کی طرف اشارہ ہے۔ ان کے بڑے بڑے لوگ اپنی قوم سے کہہ رہے ہیں کہ تم نے اگر اپنے ہی جیسے ایک آدمی کی اطاعت کر لی تو بیڑا ہی غرق کر دیا کم سے کم وہ اتنا تو ہو کہ کوئی کام کی بات کہے۔ یہ آدمی تو باتیں بھی ایسی کرتا ہے کہ جن کا سر نہ پیر، سُن رہے ہو وہ کیا کہتا ہے کہ مرنے کے بعد جب تمہارا بدن مٹی ہو جائے گا، صرف تھوڑی سی ہڈیاں کہیں پڑی نظر آئیں تو آئیں تو تم پھر زندہ اٹھا بٹھائے جاؤ گے۔ بھلا یہ کوئی عقل میں آنے کی بات ہے جو یہ کہتا ہے وہ ہرگز ہونے والا نہیں پھر اپنی خواہشیں اس کے کہنے سے کیوں چھوڑیں۔

Marfat.com

منکروں کے کلام کا خلاصہ

اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ

نہیں یہ مگر زندگی ہماری دنیا کی مرتے ہیں ہم

وَ نَحْيَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾

اور جیتے ہیں ہم اور نہیں ہم پھر اٹھائے جانے والے

اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِافْتَرٰى

نہیں یہ مگر ایک مرد گھڑلیا ہے اس نے

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّ مَا نَحْنُ لَهٗ

اللہ پر جھوٹ اور نہیں ہم اس پر

بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾

ایمان لانے والے

اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ

اور کچھ نہیں ہمار ابھی دنیا کا جینا ہے مرتے ہیں

وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾

اور جیتے ہیں اور ہمیں پھر اٹھنا نہیں

اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِافْتَرٰى

اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے جو

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّ مَا نَحْنُ لَهٗ

اللہ پر جھوٹ باندھ لایا ہے اور اسے ہم

بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾

ماننے والے نہیں

انہوں نے کہا حقیقت صرف یہ ہے کہ جو کچھ ہماری زندگی ہے۔ وہ یہی اس دنیا کی زندگی ہے۔ اسی میں جن کی موت آجاتی ہے وہ مرجاتے ہیں اور جن کو جینا ہوتا ہے وہ جیتے رہتے ہیں۔ مرنے کے بعد دوبارہ جینا۔ اللہ کے روبرو پیش ہونا، اعمال کا حساب، جزا سزا یہ سب اس آدمی کی گھڑی ہوئی بات ہے۔ اس میں سے کچھ ہونا ہوانا نہیں۔ نہ اس دنیا کی زندگی کے بعد کوئی زندگی ہے اور نہ ہمارے اعمال کی کوئی پوچھ گچھ ہے نہ عذاب ہے نہ ثواب۔ یہ سب من گھڑت کہانیاں ہیں۔ سچائی اس شخص کی بات میں نام کو نہیں۔ فرصت کے وقت میں بیٹھ کر کچھ خیالی باتیں گھڑ لی ہیں اور رعب جمانے کو یہ کہتا پھرتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ نے کہا ہے تاکہ لوگ سن کر ڈر جائیں۔ اور میری سنیں۔ ذرا سوچو تو سہی۔ اللہ کو کس نے دیکھا۔ ہماری پوچھو تو ہم نے اس کا نام بھی سوا اس کے کسی آدمی سے نہیں سنا۔ پھر ہم ایمان کیسے لے آئیں کیا فقط اس لیے کہ یہ شخص بے دیکھے اللہ کا نام لے کر اپنی خیالی باتیں ہم سے منوانا چاہتا ہے۔

نہ بابا۔ یہ ہمارے بس کا نہیں۔ باز آئے ہم ایسے ایمان سے جس سے خواہ مخواہ بیٹھے بٹھائے اس زندگی کے مزوں میں کھنڈت پڑے اور اپنی خواہشیں چھوڑ کر ایک آدمی کے کہنے کی پابندی گلے کا ہار ہو جائے۔

Marfat.com

حق کی جیت

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ (۳۹) قَالَ

کہا اے میرے رب مدد کر میری اس لیے کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا فرمایا

عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ (۴۰)

دن پڑتے ہیں کہ وہ ہو جائیں گے پچھتانے والے

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ

پس آ پکڑا انہیں سخت آواز نے از روئے استحقاق پس کر ڈالا ہم نے انہیں

غُثَاءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (۴۱)

خس و خاشاک پس دوری ہو ان لوگوں کے لیے جو ظلم کرنے والے ہیں

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ (۳۹) قَالَ

بولا اے میرے رب میری مدد کر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا فرمایا

عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ (۴۰)

اب تھوڑے ہی دن میں یہ پچھتاتے رہ جائیں گے

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ

پھر ان کو چنگھاڑ نے آ پکڑا بجا طور پر پس ہم نے ان کو

غُثَاءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (۴۱)

کوڑا کرکٹ بنا دیا لعنت خدا کی ظالموں پر

بِالْحَقِّ: (حق کے ساتھ) حق کے معنی ٹھیک بات کے ہیں۔ جس کا ہونا عدل و انصاف کی رُو سے مناسب ہو۔ برائی، شرارت دنگا، فساد، اس دنیا میں ممکن ہے کہ کچھ مدت تک بہ ظاہر پنپتا دکھائی دے۔ اور اس کے مددگار سطحی نظر والوں کو کامیاب نظر آئیں۔ لیکن مثل مشہور ہے "جھوٹ کے پاؤں کہاں" یہ کھڑاگ زیادہ دن تک چل نہیں سکتا۔ دنیا کے دن پھرتے ہیں اللہ کے نیک بندوں کی دعا قبول کی جاتی ہے اور دنگئی اور فسادی دنیا سے ایسے جاتے ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ،

ان آیتوں میں اسی کا بیان ہے۔ غالباً یہاں سرکش لوگوں سے مراد ثمود کی قوم ہے۔ جب وہ ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے۔ تو حضرت صالح علیہ السلام نے جو ان میں اللہ کے رسول تھے۔ اللہ کی طرف رجوع کیا اور عرض کیا کہ اے میرے رب یہ تو سراسر مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اور میری ذرا نہیں سنتے۔ میری مدد فرما۔

ارشاد ہوا۔ کہ انہیں ابھی ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کس قدر حماقت میں مبتلا تھے۔ ان کے ہاتھ سوا پچھتاوے کے اور کچھ نہ آئے گا۔ آخر وہ وقت آیا کہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے اور اس زور کی کڑک اور گرج پیدا ہوئی۔ کہ ان کے پتّے پھٹ گئے اور کوڑے کرکٹ کی طرح عذاب الٰہی کی رَو میں بہہ گئے۔ غیب سے آواز اٹھی۔ کہ خدا کی لعنت ہو ظالموں پر۔ اے اللہ تو ہمیں دنیا اور آخرت دونوں میں اپنے عذاب سے محفوظ رکھ!

آمین !!

Marfat.com

رسولوں کا سلسلہ

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا
پھر ہم نے پیدا کیں ان کے بعد امتیں
اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا
دوسری نہ آگے بڑھ سکتی تھی کوئی امت اپنے مقرر وقت سے اور نہ
يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا
وہ پیچھے ہٹتے تھے پھر بھیجے ہم نے اپنے رسول لگاتار
كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ
جب کبھی آتا تھا کسی امت میں اس کا رسول اسے جھٹلاتے تھے
فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ
پس چلایا ہم نے ایک کو دوسری کے بعد اور کر ڈالا انہیں
اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾
قصے کہانیاں پس دوری ہو ان لوگوں کے لیے جو ایمان نہیں لاتے

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا
پھر ان کے پیچھے ہم نے اور جماعتیں
اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا
پیدا کیں کوئی قوم اپنی مدت معینہ سے نہ آگے جائے گی
يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا
اور نہ پیچھے رہے گی پھر ہم اپنے رسول لگاتار بھیجتے رہے
كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ
جہاں کسی امت کے پاس ان کا رسول پہنچا انہوں نے اس کو جھٹلایا
فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ
پھر ہم چلاتے رہے ایک کے پیچھے دوسرے کو اور ان کو کہانیاں کر ڈالا
اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾
دور ہوں وہ لوگ جو نہیں مانتے

تَتْرَا: (ایک کے پیچھے ایک) صفت مؤنث کا صیغہ ہے و۔ت۔ر سے۔ اصل میں وَتْریٰ تھا واو کو ت سے بدل دیا جیسے تقویٰ اور تکلان میں وتر کے معنی ایک کے ہیں وتریٰ ایک ایک کرکے۔ یہ استعمال میں تتریٰ ہو گیا۔ مراد ہے یکے بعد دیگرے۔

ارشاد ہے کہ جب پہلے بدکار لوگ مر کھپ گئے تو ان کے بعد ہم نے اور امتیں پیدا کیں۔ انہوں نے اپنے اپنے زمانے میں شرارتیں کیں رسولوں کو جھٹلایا۔ آخر انہیں ان کے کرتوتوں کی سزائیں ملیں اور جب کسی امت کے ہلاک ہونے کا وقت آیا تو وہ اسی وقت ہلاک ہو گئی نہ ایک منٹ وقت سے آگے بڑھ سکی اور نہ پیچھے ہٹ سکی۔

اس کے بعد اور امتیں آتی رہیں اور ہم ان کی ہدایت کے لیے رسول پے در پے بھیجتے رہے لیکن لوگوں کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ برابر رسولوں کی نافرمانی کرتے رہے ہم نے بھی انہیں ایک دوسرے کے پیچھے چلتا کیا۔ اب ان کا نام و نشان بھی نہیں۔ فقط کہانیاں باقی ہیں۔ لعنت خدا کی بے ایمانوں پر۔ ان کا حال سنکر عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔

Marfat.com

موسیٰؑ اور ہارونؑ

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ

پھر بھیجا ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو

بِاٰیٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰی فِرْعَوْنَ

اپنی نشانیوں اور دلیل روشن کے ساتھ فرعون

وَ مَلَا۠ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا

اور اس کے سرداروں کی طرف پس وہ اکڑ گئے اور تھے وہ

قَوْمًا عَالِیْنَ ﴿۴۶﴾

لوگ بڑے تکبر والے

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ

پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو

بِاٰیٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰی فِرْعَوْنَ

اپنی نشانیاں اور کھلی سند دے کر فرعون اور

وَ مَلَا۠ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا

اس کے سرداروں کے پاس بھیجا پس لگے تکبر کرنے اور

قَوْمًا عَالِیْنَ ﴿۴۶﴾

وہ تھے ہی مغرور لوگ

ارشاد ہے کہ دنیا میں ایک بار پھر ظلم و ستم کا دور دورہ ہوا۔ لوگ سرکشی پر تل گئے طاقتور اپنی طاقت میں مست ہو کر کمزوروں کو دبانے لگے۔ مصر میں قبطیوں نے سر اٹھایا۔ بنی اسرائیل کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے۔ بنی اسرائیل کو حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر میں بلا کر بسایا تھا۔ اس وقت مصر کا انتظام ان کے ہاتھ میں تھا۔ اس کے بعد زمانے نے پلٹا کھایا حضرت یوسف علیہ السلام نے وفات پائی اور ملک کا انتظام واپس قبطیوں کے ہاتھ میں چلا گیا۔ ان کے بادشاہوں کا خاندانی لقب فرعون تھا۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو بری طرح ستانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ان سب کو غلام بنا لیا۔ جب بنی اسرائیل پر حد سے زیادہ ظلم توڑا جانے لگا۔ تو اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی اور اپنا رسول بنا کر بھیجا۔

ان آیتوں میں ارشاد ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام ہمارا پیغام لے کر فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ اللہ عزوجل کا حکم ہے کہ تم بنی اسرائیل پر ظلم و ستم کرنے سے باز آؤ اور اپنے زور پر مغرور نہ ہو۔ ورنہ تم پر اللہ کی مار پڑے گی۔ اور نہ تمہارا اگلے کا سا بل سارا نکل جائے گا۔ مگر انہوں نے ان کی ایک نہ سنی۔ انہیں اپنی قوت اور دولت پر گھمنڈ تھا۔ دماغ میں اپنی بزرگی کا سودا سمایا ہوا تھا۔ انہوں نے ٹکا سا جواب دے دیا اور اللہ کے رسول کا کہنا خاطر میں نہ لائے۔

Marfat.com

غرور کا سر نیچا

فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا
پس کہنے لگے کیا ایمان لائیں ہم ان دو بشر کے کہنے سے جو ہمیں جیسے ہیں
وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا
اور ان دونوں کی قوم ہماری غلام ہے پس جھوٹا ٹھہرایا ان دونوں کو
فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا
پس ہو گئے ہلاک ہونے والوں میں اور البتہ تحقیق دی ہم نے
مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾
موسیٰ کو کتاب تاکہ وہ ہدایت حاصل کریں
وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ
اور بنایا ہم نے مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو ایک نشانی اور ٹھکانہ دیا انہیں
اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾
ایک ٹیلے پر جو ٹھہرنے کا مقام اور صاف پانی والا تھا

فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا
سو بولے کیا ہم اپنے برابر کے دو آدمیوں کی مانیں گے
وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا
اور ان کی قوم تو ہماری خدمت گار ہے سو ان دونوں کو جھٹلایا
فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا
پھر غارت ہونے والوں میں ہو گئے اور ہم نے موسیٰ کو کتاب
مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾
دی تاکہ وہ راہ پائیں
وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ
اور ہم نے مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو ایک نشانی بنایا اور ان کو
ع ۳ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾
ایک ٹیلہ پر ٹھکانا دیا جہاں ٹھہرنے کا موقع اور نتھرا پانی تھا

اٰیۃً (نشانی) یوں تو ہر چیز جو عالم میں موجود ہے اللہ کی ہستی کی نشانی ہے لیکن چونکہ اکثر لوگ اس کا دھیان نہیں کرتے اس لیے اللہ عزوجل اپنی قدرت نمایاں طور پر ظاہر کرنے کے لیے غیر معمولی چیزیں کبھی کبھی پیدا کرتا رہتا ہے۔ اسی میں سے حضرت مریم علیہ السلام کے بے شوہر حمل رہنا اور حضرت عیسیٰ کا بے باپ کے پیدا ہونا ہے۔ رَبْوَۃٍ: (ٹیلہ اونچی جگہ کو کہتے ہیں) اس سے مراد وہی جگہ ہے جہاں حضرت مریمؑ نے وضع حمل کے وقت پناہ لی تھی یا کوئی اور مقام جہاں وہ دشمنوں سے بچنے کے لیے خود اپنے بچے حضرت عیسیٰؑ کو لے کر چلی گئی تھیں۔ معین: (صاف کھلا چشمہ) یہ اسم مفعول ہے ع ی ن سے عین مصدر ہے جس کے معنی دیکھنا ہیں۔ معین جو صاف دیکھا جائے۔ ارشاد ہے کہ فرعون اور اس کے سرداروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہنا نہ مانا اور کہا کہ یہ ایک آدمی ہے جیسے ہم ہیں بلکہ اس کی قوم ہماری غلام ہے ہم اس کی کیسے مانیں۔ غرض انہوں نے دونوں کو جھوٹا کہا۔ آخر جب وقت آیا تو وہ بھی اور نافرمانوں کی طرح تباہ ہوئے بنی اسرائیل کو نجات مل گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی ہدایت کے لیے تورات عطا ہوئی پھر ہم نے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ دنیا کو اپنی قدرت کی نشانی بھی دکھائی اور ان کو ٹھیرنے کا بہت اچھا ٹھکانہ دیا۔ جہاں صاف پانی کا چشمہ تھا۔

Marfat.com

دین ایک ہے

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ

اے رسولو کھاؤ ستھری چیزوں میں سے

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اور کام کرو بھلا تحقیق میں اسے جو تم کرتے ہو

عَلِيْمٌ ﴿٥١﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً

جاننے والا ہوں اور تحقیق یہ تمہاری امت ہے امت

وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿٥٢﴾

ایک اور میں رب ہوں تمہارا پس بچو برائیوں سے میری خاطر

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ

اے رسولو! ستھری چیزیں کھاؤ

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اور بھلا کام کرو میں جانتا ہوں جو تم

عَلِيْمٌ ﴿٥١﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً

کرتے ہو اور یہ لوگ تمہارے دین کے ہیں سب ایک

وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿٥٢﴾

دین پر اور میں تمہارا رب ہوں سو مجھ سے ڈرتے رہو

اُمَّةٌ: (امّت) یہ لفظ قرآن مجید میں بہت جگہ استعمال ہوا ہے اس کا مادہ ام م کے معنی میں جمع کرنے اور اکٹھے کرنے کا مفہوم ہے بہت سی قوّتوں کو آدمیوں کو یا مقصدوں کو اکٹھا کر کے ایک طرف لگا دینا یہ اس کے اصل معنی ہیں اُمّۃٌ اسی سے بنا ہے اس کے ٹھیک معنی ہیں وہ ذریعہ یا آلہ جس سے بہت سی چیزیں اکٹھی ہو کر ایک چیز بن جائیں اور ایک ہی مقصد کی طرف رجوع ہو جائیں۔ وہ چاہے ایک آدمی ہو اصولوں کا مجموعہ ہو یا بہت سے افراد کا اتحاد ہو۔ اس لیے اس کے معنی کہیں فرد واحد کے کہیں دین اور ملت کے اور کہیں جماعت کے ہیں بشرطیکہ وہ دوسروں کی رہنما بن سکیں۔ اسی کے قریب قریب لفظ امام ہے جو کتاب، عقیدہ، دین، ملت، رسول اور قاعدہ سب کے لیے مستعمل ہو سکتا ہے یہاں اس سے دین اور اس پر چلنے والے مراد ہیں،

اس کتاب میں رسولوں کو ان کا کام بتایا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ دوسروں کے لیے زندگی کا نمونہ بن کر رہیں اور اپنے چال چلن اور برتاؤ سے انسان کو سکھا دیں۔ کہ اس دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرے کہ جس سے اس کے آگے کی یعنی آخرت کی زندگی بھی سنور جائے۔ اس کا گُر یہ ہے کہ کھانے پینے کی چیزیں، نجاست، ظلم اور زیادتی سے پاک کریں ہمیشہ نیک کام کریں اور اس کا خیال ہر وقت رکھیں کہ اللہ ہمارے سب کاموں سے واقف ہے۔ یہی بات ہے جس کی طرف سارے انسانوں کو متوجّہ کرنا اور اس پر اکٹھا کر دینا۔ ان کا کام ہے یہی دین انسانی ہے جس کا مرکزی عقیدہ یہ ہے کہ اللہ ہمارا رب ہے وہ برے کاموں کی سزا دے گا۔

Marfat.com

انسانی دین

ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولوں کا دنیا میں بھیجنے کا مقصد دین انسانی کا پھیلانا ہے اور وہ دین بالکل آسان ہے اگر سمجھ کا پھیر نہ ہو تو اس کے سمجھنے اور اختیار کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی۔ رسولوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ تم دین کا عملی نمونہ بن کر انسانوں کو دکھاؤ یہاں تک کہ ان پر یہ بات بالکل واضح ہو جائے کہ ہماری بھلائی اسی میں ہے کہ ہم سب مل کر رسولوں کا کہنا ماننے پر اتفاق کر لیں وہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ سب انسان ایک ہی دین کے تابع ہیں اور اس لیے ایک امت ہیں۔ اس کے لیے رسولوں کو ہدایت ہے کہ تمہیں کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے جس سے تم انسان کے لیے زندگی بسر کرنے کا عملی نمونہ بن جاؤ۔

ارشاد ہے کہ اس کے لیے تین چیزیں تمہیں کرنی پڑیں گی (۱) اوّل تو یہ کہ تمہیں ضروریاتِ زندگی حاصل کرنے کے لیے پاک صاف ستھرے طریقے اختیار کرنے چاہئیں تاکہ استعمال کی چیز ہر طرح سے پاک صاف اور حلال ہو۔ اگر بُرے طریقے اختیار کرو گے تو ان سے جو چیز حاصل ہوگی وہ حرام ہوگی۔ انسان کے لیے پہلی ضرورت کھانے پینے کی چیزوں کی ہے۔ اس کے لیے ہدایت کی گئی ہے کہ یہ چیز حلال طیب ہونی چاہیئے۔ اور حلال چیز جب ہوگی۔ جب اوّل تو اس کے کھانے میں ضرر کا کچھ اندیشہ نہ ہو۔ دوسرے اس کے حاصل کرنے میں کسی پر کسی قسم کی زیادتی نہ کی گئی ہو۔ اسی پر اور ضرورت کی چیزوں، مال و دولت، مکان وغیرہ کو قیاس کر لینا چاہیئے۔

۲۔ معاملات میں برتاؤ اچھا ہونا چاہیئے۔ کوئی چیز ایسی یا اس طریقہ سے نہ کی جائے جس سے اپنی یا کسی اور کی جان کو ضرر پہنچے۔ عدل و انصاف کا ہر چھوٹے بڑے معاملہ میں خیال رہے عمل صالح وہی ہے جس سے اپنا یا کسی اور کا نقصان نہ ہو۔ اور آرام اور امن عامہ میں خلل واقع نہ ہو۔

۳۔ لوگوں کو سمجھا دو کہ یہ سب باتیں پورے طور پر جبھی حاصل ہو سکتی ہیں۔ جب تم اللہ کو اپنا رب مانو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ وہ تمہارے ہر کام کا پورا پورا علم رکھتا ہے اور بُرے کام کی سزا دے گا۔ اس لیے ہر کام کرنے سے پہلے یہ سوچ لینا چاہیئے کہ وہ عالم الغیب والشہادۃ اچھے اور بُرے کا جاننے والا اس سے ناراض تو نہ ہوگا اور اس کی ہمیں سزا تو نہ ملے گی۔

یہی تینوں اصولِ دین ہیں جن پر تمام انسانوں کو متفق ہو جانا چاہیئے۔ اس کے بعد تو تو میں میں کا جھگڑا ہی نہیں رہتا۔ سب کا ایک رب ہے اور وہ اللہ ہے اس کے مقرر کیے ہوئے قاعدوں کے مطابق اس کے غضب سے ڈر کر ضرورت کی چیزوں کو پاک صاف طریقوں سے حاصل کرنا اور کسی پر ظلم زیادتی نہ کرنا دین انسانی ہے اور بس؛

Marfat.com

فرقہ بندی

فَتَقَطَّعُوٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا

پس کاٹ ڈالا — اپنا کام — آپس میں — ٹکڑے ٹکڑے

كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ (۵۳)

ہر فرقہ — اس سے جو ان کے پاس ہے — خوش ہے

فَذَرْهُمْ فِىْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ (۵۴)

پس چھوڑ ان کو — ان کی غفلت میں — کچھ وقت تک

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ

کیا گمان کرتے ہیں وہ کہ یہ جو کچھ ہم دیے جا رہے ہیں — ان کو ساتھ — اس کے

مَّالٍ وَّ بَنِيْنَ (۵۵) نُسَارِعُ لَهُمْ فِى الْخَيْرٰتِ

مال اور اولاد سے — جلدی کر رہے ہیں ہم ان کے لیے — فائدوں میں

بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ (۵۶)

نہیں تو — وہ سمجھتے نہیں

فَتَقَطَّعُوٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا

پس پھوٹ ڈال کر اپنا کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا

كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ (۵۳)

ہر فرقہ اسی پر ریجھ رہا ہے جو اس کے پاس ہے

فَذَرْهُمْ فِىْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ (۵۴)

سو ان کو ان کی بے ہوشی میں ایک وقت تک چھوڑ دے

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ

کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ جو ہم ان کو مال اور اولاد دیے جا رہے

مَّالٍ وَّ بَنِيْنَ (۵۵) نُسَارِعُ لَهُمْ فِى الْخَيْرٰتِ

ہیں: تو دوڑ دوڑ کر ہم ان کو بھلائیاں پہنچا رہے ہیں

بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ (۵۶)

نہیں بلکہ وہ سمجھتے نہیں

تَقَطَّعُوْا: کٹ گئے ماضی ہے تَقَطُّعٌ سے۔ یہ لفظ سورۃ البقرۃ میں گذر چکا ہے:۔ اَمْرَهُمْ: بلحاظ دین کے امر سے یہاں مراد دین ہے:۔ زُبُرًا: ٹکڑے ٹکڑے زُبْرَۃٌ کی جمع ہے کسی چیز کا ٹکڑہ:۔ غَمْرَۃٌ: گہرا پانی یہاں مراد غفلت یا بے ہوشی جو ہر طرف سے گھیر لے:۔

ارشاد ہے کہ انسان کا دین ایک تھا مگر اپنی اپنی خود غرضیوں میں پھنس کر لوگ فرقے فرقے بن گئے اور ہر ایک نے اپنا اپنا دین الگ بنا لیا۔ اب جو جس نے دین اختیار کیا۔ اسی پر وہ اتراتا پھر رہا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ میری اپنی چیز ہے۔ نادان یہ نہیں سمجھتا کہ محض اپنی ہونے سے کوئی چیز مفید اور درست نہیں ہو جاتی۔ لیکن وہ غفلت میں سرشار ہیں۔ اچھا انہیں کچھ دن کے لیے ان کے حال پہ چھوڑ دو۔ یہ بغیر موت یا سخت مصیبت کے یہ خواب غفلت سے بیدار نہ ہوں گے۔ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو ان کو مال اور اولاد دیئے جا رہے ہیں۔ یہ ان کے ہمیں پسند ہونے کی علامت ہے۔ یہ ان نادانوں کی سمجھ کا پھیر ہے۔ یہ تو اس لیے ہے کہ ان کی پوری پوری آزمائش ہو جائے اور اگر نہ سنبھلیں تو پھر ان کی بری گت بنائی جائے:۔

Marfat.com

بھلائی کمانے والے

إِنَّ الَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ﴿٥٧﴾

تحقیق جو لوگ کہ وہ اپنے رب کے خوف سے اندیشہ رکھنے ہیں

وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٨﴾

اور جو لوگ کہ وہ آیتوں پر اپنے رب کی یقین رکھتے ہیں

وَالَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴿٥٩﴾ وَالَّذِينَ

اور جو لوگ کہ وہ اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں ملتے اور جو

يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ

دیتے ہیں جو دیا انہوں نے اور دل ان کے خوفزدہ ہیں کہ وہ

إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ﴿٦٠﴾ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ

اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں وہ لوگ جلدی کرتے ہیں

فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ﴿٦١﴾

بھلائیوں میں اور وہ ان کی طرف سب سے آگے پہنچنے والے ہیں

إِنَّ الَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ﴿٥٧﴾

البتہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے اندیشہ رکھتے ہیں

وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٨﴾

اور جو لوگ اپنے رب کی باتوں پر یقین رکھتے ہیں

وَالَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴿٥٩﴾ وَالَّذِينَ

اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں مانتے اور جو لوگ کہ

يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ

دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل ڈر رہے ہیں کہ ان کو

إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ﴿٦٠﴾ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ

اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ وہ لوگ دوڑ دوڑ کر بھلائیاں

فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ﴿٦١﴾

لیتے ہیں اور وہ ان پر سب سے آگے پہنچنے والے ہیں

مُشْفِقُونَ (خوف زدہ ہیں) اسم فاعل کا صیغہ ہے اِشفاق سے جس کا مادہ ش۔ ف ق ہے۔ شَفَقَۃٌ کے معنی ہیں۔ دوسرے کے خیال کی وجہ سے بے چینی۔ اشفاق: دوسرے کی بھلائی اور اس کے ناراض ہونے کا اندیشہ۔

وَجِلَۃٌ: (ڈرانے والے) وَجِلٌ کا مؤنث ہے جو صفت کا صیغہ ہے یہ لفظ سورۃ الحجر میں گذر چکا ہے۔

جو دین میں تفرقہ ڈالنے والے فسادی لوگ ہیں یہ اگر خوشحال ہوں تو انہیں یہ نہ سمجھنا چاہیے۔ کہ یہ مال و دولت اور خوش حالی، اللہ عزوجل نے انہیں خوش ہو کر دی ہے اس سے تو فقط ان کا امتحان مقصود ہے۔ اس میں بذات خود کوئی بھلائی نہیں۔ جو لوگ بھلائیاں جلدی جلدی سمیٹ رہے ہیں وہ تو وہ لوگ ہیں۔ جن میں ذیل کی نشانیاں پائی جاتی ہیں: (۱) وہ ہر حال میں اللہ کے خوف سے لرزتے ہیں (۲) اللہ کی نشانیاں دیکھ کر ان کا ایمان پختہ ہوتا جاتا ہے (۳) وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ملتے (۴) اللہ کی راہ میں خیرات کرتے ہیں۔ صدقہ دیتے ہیں پھر بھی دل میں ڈرتے رہتے ہیں۔ کہ اللہ عزوجل کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ ہمارا عمل کچھ نہیں۔ اس کی رحمت ہو تو بیڑا پار ہو۔ یہ لوگ بھلائیاں اور نیکیاں حاصل کرنے میں سب سے آگے آگے ہوں گے۔

Marfat.com

اصل دین آسان ہے

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا
اور نہیں کام ڈالتے ہم کسی پر مگر اس کی طاقت کے مطابق اور ہمارے پاس
كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾
دفتر ہے جو بولتا ہے سچ سچ اور وہ ظلم نہیں کیے جائیں گے
بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ
مگر ان کے دل تو غفلت میں ہیں اس کی طرف سے اور ان کے لیے اور کرتوت ہیں
مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿٦٣﴾
سوائے اس کے کہ وہ انہیں کیے جا رہے ہیں

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا
اور ہم کسی پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کی گنجائش کے مطابق اور ہمارے
كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾
پاس نوشتہ ہے جو سچ سچ بتا دیتا ہے اور ان پر ظلم نہ ہوگا
بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ
نہیں بلکہ ان کے دل اس سے بے ہوش ہیں اور اس کے سوا
مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿٦٢﴾
ان کے اور بھی کرتوت ہیں جو وہ کر رہے ہیں

پچھلی آیتوں سے صاف ظاہر ہوگیا کہ مال و دولت، اولاد اور دنیا کے عیش کے سامان ایسی چیزیں نہیں ہیں جن پر انسان پھول کر بیٹھ جائے اور سمجھے کہ بس مجھے سب کچھ مل گیا۔ یہ اللہ کی بڑی مہربانی ہے کہ مجھے ساری اچھی اچھی چیزیں دے دیں اور جو میں اب ان کے ذریعے طلب کرتا ہوں، وہ مجھے فوراً دے دیتا ہے۔ یہ سب خیالات خام ہیں۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے وہ سمجھ کا کچا ہے۔ یہ سب کچھ تو اس کی آزمائش کا ایک ذریعہ ہے۔ اصل قابل تحسین چیزیں اللہ پر ایمان لانا، کسی کو اس کا شریک نہ کرنا، نیک کام کر کے بھی دل میں خدا کا خوف رکھنا۔ کہ دیکھیے اس کے روبرو حاضر ہونے کے بعد کیا ہو۔ یہی دو خصلتیں ہیں جنہیں واقعہ میں اچھا کہنا چاہیے۔

ارشاد ہے کہ ہر آدمی یہ خصلتیں باسانی اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے۔ ہم نے کسی پر ایسا بوجھ نہیں ڈالا ہے جسے وہ اٹھا نہ سکتا ہو۔ ہر شخص کے اعمال ہمارے ہاں ایک دفتر میں لکھے جاتے ہیں۔

قیامت کے دن وہ دفتر ہر شخص کے کرتوت اس کے سامنے ٹھیک ٹھیک کھول کر رکھ دے گا۔ کسی پر کوئی ظلم نہ ہوگا نیک کاموں کی جزا اور بُرے کاموں کی سزا برابر ملے گی۔ مگر افسوس کہ دنیا کے دھندوں میں مبتلا لوگ ان باتوں کی طرف سے غافل ہیں۔ یہ غفلت ان کا سب سے بڑا گناہ ہے۔ اسی کی وجہ سے ان سے اور بہت سے گناہ سرزد ہوتے ہیں، جو بجائے خود ایک مستقل جرم بن جاتے ہیں۔ ان سب کا خمیازہ انہیں بھگتنا پڑے گا۔

Marfat.com

عذاب کے وقت چیخ و پکار

حَتّٰٓی اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِیْھِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا
یہاں تک کہ جب ہم پکڑیں گے ان کے خوشحال لوگوں کو عذاب میں ناگاہ
ھُمْ یَجْئَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْئَرُوا الْیَوْمَ اِنَّکُمْ
وہ چلانے لگیں گے مت چلاؤ تم آج تحقیق تم
مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَدْ کَانَتْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی
ہماری طرف سے مدد نہ کیے جاؤ گے بے شک تھیں میری آیتیں پڑھی جاتیں
عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ تَنْکِصُوْنَ ﴿۶۶﴾
تم پر پس تھے تم اپنی ایڑیوں پر الٹے پھرتے
مُسْتَکْبِرِیْنَ بِہٖ سٰمِرًا تَھْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾
تکبر کرتے اس کی گفتگو کرتے اسے برا کہتے

حَتّٰٓی اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِیْھِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا
یہاں تک کہ جب ہم ان کے خوشحال لوگوں کو آفت میں پکڑیں گے
ھُمْ یَجْئَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْئَرُوا الْیَوْمَ اِنَّکُمْ
تبھی وہ چلانے لگیں گے آج مت چلاؤ تم ہم سے
مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَدْ کَانَتْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی
چھوٹ نہ سکو گے میری آیتیں تمہیں سنائی جاتی تھیں
عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ تَنْکِصُوْنَ ﴿۶۶﴾
تو تم الٹے پاؤں بھاگ جاتے تھے
مُسْتَکْبِرِیْنَ بِہٖ سٰمِرًا تَھْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾
تکبر کر کے اس کی بابت باتیں بناتے بکواس کرتے

یَجْئَرُوْنَ: (چیختے چلاتے) مضارع ہے ج۔ء۔ر سے۔ جأر کے معنی دکھ سے چلانا، گریہ وزاری کرنا۔ لَا تَجْئَرُوْا: (مت چیخو چلاؤ) اسی سے نہی کا صیغہ ہے۔ تَنْکِصُوْنَ: (الٹے پاؤں پھرنا) مضارع کا صیغہ ہے ن ک ص سے۔ نَکْصٌ: الٹے پاؤں بھاگنا۔ سٰمِرًا: (قصہ گو) اسم فاعل ہے س م ر سے۔ سَمَرٌ کے معنی رات کو گھڑ گھڑ کر قصے کہنا۔ کفار قرآن مجید کی بابت رات کو باتیں کرتے کبھی اسے جادو کا منتر، کبھی شعر، کبھی کہانیاں بتاتے۔ تَھْجُرُوْنَ: (برے الفاظ سے یاد کرتے) مضارع کا صیغہ ہے ہ ج ر سے۔ ہجر: گالی، برے الفاظ۔ قرآن مجید کو برے برے لقب دیتے تھے۔

ارشاد ہے کہ یہ لوگ غفلت میں سرشار، کھیل کود میں مست ہیں جب ان پر ہمارا عذاب آپڑے گا تو چیخنے چلانے لگیں گے۔ آہ وزاری، گریہ پکار کریں گے لیکن اس وقت فریاد اور چیخ پکار سے کچھ نہ ہوگا۔ کہا جائے گا کہ یہ چیخنا چلانا رہنے دو۔ آج ہم تمہاری مدد نہ کریں گے اور نہ تمہاری بات پوچھیں گے۔ ہمارا رسول تمہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا تھا۔ تو تم ایڑیوں کے بل الٹے پاؤں بھاگتے تھے۔ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتے تھے۔ اس قرآن کو منصوص الفاظ میں کوئی کچھ کہتا تھا، کوئی کچھ کہتا تھا اور اسے برے برے الفاظ دیتا تھا۔

Marfat.com

نہ ماننے کی وجہ کیا؟

أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُمْ مَا
کیا انہیں نہیں غور کیا انہوں نے اس کلام میں یا آئی ان کے پاس جو
لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ (۶۸) أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا
نہ آئی تھی ان کے باپ دادا پر جو ان سے پہلے تھے یا نہ پہچانا انہوں نے
رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ (۶۹) أَمْ
اپنے رسول کو اس لیے وہ اُسے اوپرا سمجھتے تھے یا
يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۚ
کہتے تھے اُسے جنون ہے

أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُمْ مَا
سو کیا انہوں نے اس کلام میں دھیان نہیں کیا یا ان کے پاس ایسی
لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ (۶۸) أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا
چیز آئی ہے جو ان کے باپ دادا کے پاس نہ تھی یا انہوں نے اپنے پیغام
رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ (۶۹) أَمْ
لانے والے کو پہچانا نہیں سو وہ ان کا انکار کرتے ہیں یا
يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۚ
کہتے ہیں کہ اسے سودا ہے

ان آیتوں میں لوگوں کی اس قدر ڈھٹائی اور بے اعتنائی پر اظہار تعجب ہے کہ آخر یہ اس قدر غفلت میں مبتلا کیوں ہیں۔ اگر وہ اس قرآن مجید کو کان لگا کر سنتے اور پھر دل لگا کر اس کے نرالے طرز، مقاصد کی بلندی اور بے مثال خوبیوں پر غور کرتے۔ تو ان کی سمجھ میں فوراً آ جاتا۔ کہ انسان کی فلاح اور بہبودی کے لیے اس طریقہ سے جو قرآن حکیم بتاتا ہے۔ بہتر کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔

اس تباہ کن غفلت کی وجوہ بس یہی ہو سکتی ہیں کہ یا تو انہوں نے اس کی آیتوں کو نہ تو توجہ سے سُنا۔ اور نہ اس کے مطالب پر غور کیا۔ یا پھر نصیحت کو یہ کوئی انوکھی بات سمجھے کہ اس سے پہلے کبھی ہوئی ہی نہیں۔ حالانکہ یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ انسان صحیح طریقے سے پہلے بھی بھٹکتے رہے۔ اور ان کے سمجھانے کے لیے اللہ کے رسول آتے رہے ہیں۔ اللہ کے احکام بتا کر ان پر عمل کرنے کی ہدایت کرتے رہے ہیں۔ یا پھر یہ بات ہے کہ انہوں نے اس رسول کو پہچانا نہیں جو انہیں ان کے فائدے کی باتیں سمجھا رہے ہیں۔ اس لیے اس کا انکار کیے جا رہے ہیں۔ کیا ان کا واقعی یہ خیال ہے کہ یہ مجنون ہیں اور نعوذ باللہ بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ ان کی دانائی اور فہم رسا کا ایک بار نہیں بارہا تجربہ کر چکے ہیں ان کی نیک خصلتوں اور شریفانہ عادتوں کے ان کے بڑے چھوٹے سب قائل ہیں یہاں تک کہ وہ ان کو اپنا دنیاوی بادشاہ اور حاکم تک بنانے پر بارہا آمادگی ظاہر کر چکے ہیں۔

Marfat.com

حقیقتِ حال

بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ

نہیں بلکہ آیا ان کے پاس سچ بات لے کر اور ان میں اکثر سچائی کو

كٰرِهُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ

پسند نہیں کرتے اور اگر پیروی کرتا حق جل شانہ ان کی خواہشوں کی

لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ

تو بگڑ جاتے آسمان اور زمین اور جو کوئی

فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ

ان میں ہے کوئی نہیں ہم پہنچے ہیں ان کے بھلے کی بات لے کر

فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧١﴾

بس وہ نصیحت سے منہ پھیرتے ہیں

بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ

بات یہ نہیں وہ تو ان کے پاس سچی بات لایا ہے اور بہتوں کو سچی

كٰرِهُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ

بات بُری لگتی ہے اگر سچا پروردگار ان کی خوشی پر چلے

لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ

تو آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے سب خراب

فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ

ہو جائیں۔ کوئی نہیں ہم نے انہیں ان کی خیر خواہی کی بات پہنچائی ہے

فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧١﴾

سو وہ اپنی خیر خواہی پر دھیان نہیں کرتے

ذِکْر: یاددہانی (اس سے مراد وہ باتیں ہیں جن پر انسان کی بہتری کا دارو مدار ہے) جو شخص اپنی بھلائی کی بات کو رد کر دے وہ نادان نہیں تو اور کیا ہے، ارشاد ہے کہ یہ سب ان کی خام خیالیاں اور دھڑے بندیاں ہیں جو ان کو صحیح راستے سے دور ہٹا رہی ہیں۔ قرآن حکیم کی آیتوں کو جو غور سے سنے اور سمجھے گا۔ وہ ضرور صحیح راستہ پالے گا۔ ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے خبر نہیں اور نہ آپ (معاذ اللہ) کسی دماغی الجھن میں مبتلا ہیں۔ آپ ایک راست گو راست باز انسان، سچائی کے پتلے اور ہمدردی کے روح رواں ہیں ہم نے اسے سارے انسانوں میں سے منتخب کر کے اس کے ہاتھ اپنا پیغام تمام دنیا والوں کے پاس بھیجا ہے اور وہ پیغام ایک سچی اور کھری بات ہے عرب کے لوگوں کو یہ زیب دیتا تھا کہ ان کی بات غور سے سنتے اور ان کی رہنمائی میں خود تمام دنیا کے رہنما بنتے لیکن پتا یہ آپڑی کہ سچی بات نادانوں کو کڑوی معلوم ہوتی ہے اور ان میں سے اکثر عقل کے ایسے کچے نکلے کہ سچائی سے ناک بھوں چڑھاتے ہیں کیونکہ وہ ان کے دنیاوی عارضی مفاد سے ٹکراتی ہے۔

نادانو! اگر سارے جہان کا سچا مالک اور مربی تمہاری خواہشوں کے پیچھے پیچھے چلتا تو آسمان، زمین اور دونوں کے اندر کی مخلوقات کب کی تباہ ہو چکی ہوتی۔ سنو! یہ تمہاری باتیں سب پاگلوں کی سی ہیں حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنے برگزیدہ رسول کے ذریعہ تمہیں تمہارے کام کی باتیں ساری بتا دی ہیں اگر تم اپنے فائدے کی باتوں کے نہ ماننے پر ہی کمر باندھ لو تو تم کو نادانی چمٹ گئی ہے اور کچھ نہیں ؛

Marfat.com

گمراہی کی وجہ

أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ
یا طلب کرتا ہے تو ان سے خرچ سو خرچ دیا ہوا تیرے رب کا بہتر ہے
وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (۷۲) وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ
اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے اور تحقیق تو البتہ بلاتا ہے ان کو
إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (۷۳) الربع وَإِنَّ الَّذِينَ
طرف راہ سیدھی کے اور تحقیق وہ جو
لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ (۷۴)
ایمان نہیں لاتے آخرت پر راستہ سے البتہ منہ پھیرے ہوئے ہیں

أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ
یا تو ان سے کچھ مانگتا ہے سو تیرے رب کا دیا ہوا خرچ بہتر ہے
وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (۷۲) وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ
اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے اور تو تو انہیں سیدھی
إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (۷۳) وَإِنَّ الَّذِينَ الربع
راہ پر بلاتا ہے اور جو لوگ آخرت کو
لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ (۷۴)
نہیں مانتے راستہ سے ٹیڑھے مڑ گئے ہیں

خَرْجَ اور خَرَاجُ دونوں کا مادہ خ۔ر۔ج ہے خروج کے معنی نکلنا ہے۔ خَرْج جس کو اردو میں خرچ بنا لیا گیا ہے۔ وہ چیز جو دوسرے کو بہ طور اجرت محصول ٹیکس فیس کے اپنے مال میں سے نکال کر دی جائے۔

نَاكِبُونَ (مڑ جانے والے) ناکب کی جمع ہے۔ جو ن۔ک۔ب سے اسم فاعل ہے۔ نکوب کے معنی راستہ چھوڑ کر کسی اور طرف مڑ جانا سیدھی راہ چھوڑ کر ٹیڑھی راہ پر چلنا۔

ارشاد ہے کہ ان کے نہ ماننے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی تھی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنا معتقد اس لیے بنانا چاہتے ہیں کہ وہ اپنا خرچ ان سے وصول کریں اور ان کی کمائی میں اپنا حصہ مقرر کریں۔ جیسے جابر بادشاہ کیا کرتے ہیں یا بناوٹی پیشوا دوسروں سے بہ طور نذر و نیاز اینٹھتے ہیں۔

سو بحمد اللہ اس کی اے ہمارے رسول تجھے ضرورت نہیں تیرے رب کا عطیہ تیرے لیے سب سے بہتر ہے اور تیرے لیے بالکل کافی ہے وہ تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے تجھے اوروں کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ تیری ان سے کوئی غرض اٹکی ہوئی نہیں ہے تو تو انہیں سیدھی راہ کی طرف بلاتا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے جیسے یہ لوگ نہیں مانتے وہ سیدھی راہ سے نکل ہی جاتے ہیں حقیقت میں جو مرنے کے بعد کی جزا سزا کا قایل نہ ہو اسے سیدھے راستے پر قائم کرنا بڑا مشکل ہے وہ تو ٹیڑھا ہی چلے گا۔

Marfat.com

بے پیٹے نہ مانیں گے

وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ
اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور کھول دیں جو ان پر ہے مصیبت
لَّلَجُّوْا فِیْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ
البتہ لگے رہیں اپنی سرکشی میں اِدھر اُدھر بھٹکتے۔ اور البتہ تحقیق پکڑا ہم نے انہیں
بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا
عذاب میں پس نہ عاجزی کی انہوں نے اپنے رب کے آگے اور نہ
يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا
گڑگڑائے یہاں تک کہ جب ہم کھول دیں گے ان پر دروازہ
ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ ع
عذاب والا سخت ناگاہ وہ اس میں مایوس اور حیران رہ جائیں گے

وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ
اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو انہیں تکلیف پہنچے دور کر دیں
لَّلَجُّوْا فِیْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ
تو پھر بھی بھٹکتے ہوئے اپنی شرارت میں لگے رہینگے۔ اور ہم نے انہیں
بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا
عذاب میں پکڑ لیا تھا پھر نہ انہوں نے اپنے رب کے آگے عاجزی کی اور نہ
يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا
گڑگڑاتے یہاں تک کہ جب ہم ان پر ایک سخت عذاب
ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ ع ۴
کا دروازہ کھول دینگے تب ایک دم ان کی آس ٹوٹ جاتے گی

لَجُّوْا: (لوٹ پڑیں) ماضی کا صیغہ ہے ل ج ج سے لَجٌّ کے معنی سر ہو جانا، کسی کام پر پل پڑنا۔ لجاجت اسی سے بنا ہے۔

مُبْلِسُوْنَ: (بھونچکا رہ جانا) مُبْلِسٌ کی جمع ہے جو اِبْلَاسٌ سے بنا ہے اس کا مادہ ب ل س ہے بَلَسٌ کے معنی مایوسی

اِبلاس: مایوس ہو کر گم سم ہو جانا۔

ارشاد ہے کہ ان پر کوئی آفت آتی ہے تو گھبرانے لگتے ہیں پھر جب ہم اس آفت کو دور کر دیتے ہیں تو پھر شرارتیں کرنے لگتے ہیں اور اندھوں، باؤلوں کی طرح خراب کاموں میں پوری طرح مصروف ہو جاتے ہیں اور بری طرح ان پر پل پڑتے ہیں۔ ہم نے ان پر دُنیا میں قحط وغیرہ کی مصیبتیں نازل کیں تاکہ یہ ہماری طرف جھکیں اور سرکشی چھوڑ دیں۔ لیکن ان کے دل ذرا نہ پسیجے۔ چاہیئے تھا کہ اپنے رب کے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار کرتے اور اس کے سامنے روتے گڑگڑاتے لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ آخر ایسی ڈھٹائی کا انجام کیا ہونا تھا یہی کہ ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھل گیا اور مسلمانوں کے ہاتھ سے لڑائیوں میں مارے گئے۔ قید ہوئے۔ وطن سے بے وطن کر دیئے گئے۔ ساری اکڑ فوں جاتی رہی۔ مایوسی نے گھیر لیا۔ سب طرف سے آس ٹوٹ گئی اور آخرت میں جہنم رسید ہوئے۔

Marfat.com

اللہ کی قدرت

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ
اور وہی ہے جس نے بنادیئے تمہارے لیے کان اور آنکھیں
وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْ
اور دل بہت کم شکر کرتے ہو تم اور وہی ہے جس نے
ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾
پھیلایا تمہیں زمین میں اور اسی کی طرف جاؤ گے اکٹھے
وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ
اور وہی ہے جو جلاتا اور مارتا ہے اور اسی کے لیے ہے آنا جانا
الَّيْلِ وَ النَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾
رات اور دن کا کیا پس نہیں سمجھتے تم

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ
اور اسی نے تمہارے لیے کان اور آنکھیں
وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْ
اور دل بنادیئے تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو اور اسی نے تمہیں
ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾
زمین میں پھیلا رکھا ہے اور اسی کی طرف جمع ہو کر جاؤ گے
وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ
اور وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کا کام ہے
الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾
رات اور دن کا بدلنا سو کیا تمہیں سمجھ نہیں

قرآن مجید انسان کو دکھانا چاہتا ہے کہ دنیا سے اور دُنیا والوں سے اس کے تعلقات جب درست ہوں گے اور اس کے اپنے سارے کام بھی اسی وقت بنیں گے جب وہ اللہ عزوجل کو اور اس کی صفات کو ٹھیک ٹھیک پہچان لے گا۔ اس کے بغیر اسے امید نہ رکھنی چاہیئے۔ کہ وہ دنیا میں اصلی کامیابی کی زندگی بسر کرے گا اور مرنے کے بعد بھی آرام کا مستحق بن سکے گا۔ تعجب ہے کہ انسان سب کچھ کرتا ہے۔ لیکن نہیں پہچانتا تو اللہ کو۔ اور قائل نہیں ہوتا تو مرنے کے بعد کی زندگی کا۔ اس کو بتایا جا رہا ہے کہ آنکھیں ہوتے ہوئے ان سے ٹھیک کام نہ لینا تو اور بات ہے ورنہ صاف دکھائی دے رہا ہے کہ انسان کو سننے، دیکھنے اور سمجھنے کی قوت کس نے دی اس آیت میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ اللہ وہی تو ہے جس نے تمہیں کان، آنکھ اور دل دیا تاکہ ان سے ٹھیک ٹھیک کام لو۔ لیکن تم ان سے ٹھیک کام نہیں لیتے۔ ان کی قوتوں کو بیجا صرف کرتے ہو۔ اللہ عزوجل کی باتیں سنو۔ اس کی قدرت کی نشانیاں دیکھو۔ اس پر ایمان لاؤ۔ یہی ان تینوں کا ٹھیک استعمال ہے۔ اللہ ہی نے تمہیں دنیا میں ہر جگہ پھیلایا اور پھر تم سب اسی کے سامنے اکٹھے ہو کر پیش کیے جاؤ گے۔ وہی مارتا ہے وہی جلاتا ہے۔ ایک موٹی سی اس کی قدرت کی نشانی یہ ہے کہ زمانہ کو دن اور رات دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ زندہ کرنا اور مارنا، دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن کا لانا یہی اس کی قدرت کی نشانی کا اندازہ کرنے کے لیے کافی ہے۔ اسی سے سمجھ لو کہ وہ تمہیں مرنے کے بعد پھر زندہ کر سکتا ہے۔ اس میں شک کی کوئی وجہ نہیں ؛

Marfat.com

بھیڑ چال

بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ﴿۸۱﴾

کچھ نہیں یہ کہہ رہے ہیں جیسے وہ کہا تھا پہلوں نے

قَالُوا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا

کہہ رہے ہیں کیا جب ہم مرچکے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں

ءَاِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا

تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے البتہ تحقیق کہا گیا

نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ

ہم سے اور ہمارے باپ دادا سے یہی اس سے پہلے نہیں

هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾

یہ مگر کہانیاں پہلوں کی

بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ﴿۸۱﴾

کوئی بات نہیں یہ تو وہی کہہ رہے ہیں جو پہلے لوگ کہا کرتے تھے

قَالُوا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا

کیا جب ہم مرگئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو

ءَاِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا

کیا ہم کو پھر زندہ ہو کر اٹھنا ہے ہم سے یہ وعدہ کیا جارہا

نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ

ہے اور پہلے ہمارے باپ دادا سے بھی یہی وعدہ کیا گیا تھا

هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾

اور کچھ بھی نہیں یہ پہلوں کی نقلیں ہیں

اَسَاطِیْرُ: (کہانیاں) اُسْطُوْرَۃٌ کی جمع ہے جو س ط ر سے بنا ہے سطر کے معنی لکیر ڈالنا۔ اُسْطُوْرَۃٌ: قصہ جو پہلے سے چلا آتا ہو آدمی لکیر کا فقیر ہے وہی چال چلنا چاہتا ہے جس پر پہلے لوگ چل رہے تھے۔ اکثر وہی دہراتا رہتا ہے جو پہلے کہا کرتے تھے بہت کم ہوتے ہیں جو اپنی عقل سے کام لیتے ہیں۔

قرآن مجید کہتا ہے کہ پہلوں کی باتوں کو لکیر مت سمجھو۔ ان میں سے بہت سی باتیں غلط ہوتی ہیں۔ یا تم تک پہنچتے پہنچتے اس میں بہت کچھ غلط باتوں کا میل ہوتا جاتا ہے۔ ارشاد ہے کہ یہ جو مرنے کے بعد انسان کے دوبارہ جی اٹھنے کا انکار کر رہے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ان سے پہلے لوگ بھی یہی کہا کرتے تھے جب رسولوں نے انہیں سمجھایا کہ انسان کو مار کر دوبارہ زندہ کر دیا جائے گا تو کہنے لگے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ جب جان نکل گئی اور گوشت گل سڑ گیا۔ ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا اور وہ بھی کچھ دن تک۔ تو پھر آدمی دوبارہ زندہ ہو کر کیسے اٹھ کھڑا ہوگا۔ ہم سے ایسی باتیں کہی جارہی ہیں جن کا نعوذ باللہ سر نہ پیر۔ ہم سے پہلے یہی باتیں ہمارے باپ دادا سے بھی کہی گئی تھیں ان کی حقیقت کچھ نہیں ان کو پہلے کچھ لوگوں نے گھڑ لیا تھا۔ اب قصّے کہانیوں کے طور پر انہی کو بار بار دہرایا جارہا ہے اگر یہ بات سچّی ہوتی تو کبھی تو ہمارے سامنے مٹی کا ڈھیر زندہ آدمی بن کر کھڑا ہو گیا ہوتا۔

Marfat.com

سیدھی بات

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ
تو کہہ کس کی ہے یہ زمین اور جو کوئی اس میں ہے اگر ہو تم
تَعْلَمُوْنَ (۸۴) سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا
جانتے آخر کہیں گے یہ سب کچھ اللہ کا ہے کہہ دے کیا پس نہیں
تَذَكَّرُوْنَ (۸۵) قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ
تم سوچتے کہہ کون ہے رب آسمان سات کا
وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (۸۶) سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ
اور رب عرش عظیم کا آخر کہیں گے سب کچھ اللہ کا ہے
قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (۸۷)
کہہ دے کیا پس نہیں تم ڈرتے

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ
ان سے پوچھ یہ زمین اور جو کوئی اس میں ہے یہ سب کچھ کس کا ہے اگر
تَعْلَمُوْنَ (۸۴) سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا
جانتے ہو تو بتاؤ ضرور کہیں گے کہ اللہ کا کہہ پھر کیا تم
تَذَكَّرُوْنَ (۸۵) قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ
سوچتے نہیں ان سے پوچھ ساتوں آسمانوں کا مالک اور اس
وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (۸۶) سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ
بڑے تخت کا مالک کون ہے ضرور کہیں گے یہ اللہ کا ہے
قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (۸۷)
کہہ کیا پھر تم ڈرتے نہیں

ان آیتوں میں نہایت عمدہ طریقے سے سمجھایا گیا ہے کہ اللہ کا نام لیتے ہوئے موت کے بعد کی زندگی میں شبہ کرنا اس بات کی علامت ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح نہیں پہچانا اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں جیسا چاہیئے غور نہیں کیا۔ یہ نشانیاں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہیں۔ ارشاد ہے کہ اگر تمہیں کچھ خبر ہے۔ تو بتاؤ یہ زمین کس کی ہے اور اس کا اور اس پر رہنے والوں کا مالک کون ہے ظاہر بات ہے کہ اس کا جواب سوا اس کے اور کچھ نہ دے سکیں گے۔ کہ یہ سب کچھ اللہ کا ہے۔ اس کے بعد ان سے کہو کہ اتنا جاننے کے بعد کیا یہ تم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ جب وہ ساری زمین اور زمین والوں کا مالک ہے تو وہ اس کے اجزاء سے تمہیں دوبارہ بھی بنا سکتا ہے جیسے پہلے بنایا۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ تم نے دماغ سے ٹھیک کام نہیں لیا اور معلومات سے صحیح نتیجہ نہیں نکالا۔ پھر ان سے پوچھو کہ سات آسمان اور عالم کے عظیم الشان تخت سلطنت کا مالک کون ہے اس کا جواب بھی سوا اس کے کچھ نہ بن پڑیگا۔ کہ شہنشاہ مطلق اللہ ہی ہے پھر ان سے کہہ دے تعجب ہے کہ تم اتنے بڑے زبردست احکم الحاکمین کی نافرمانی کرتے ہوئے ڈرتے نہیں۔ اتنی بڑی گستاخی کرتے ہو اس کے کہنے کو خاطر میں نہیں لاتے۔ اگر وہ تمہیں اس گستاخی اور نافرمانی کی سزا دے تو پھر تم کس کی پناہ ڈھونڈو گے اور سب چیزیں تو اس کے سامنے عاجز ہیں :-

Marfat.com

صاف واقعہ

قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ
کہہ کون ہے جس کے ہاتھ میں حکومت ہے ہر چیز کی اور وہ
يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ
پناہ دیتا ہے اور نہیں پناہ دی جاتی اس کے خلاف اگر ہو تم
تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى
جانتے یہی کہیں گے کہ حکومت اللہ ہی کی ہے کہہ پس کیسے
تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ
پھنس گئے تم جادو میں بلکہ لائے ہیں ہم ان کے پاس سچی بات
وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾
اور تحقیق وہ البتہ جھوٹے ہیں

قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ
پھر ان سے پوچھ کہ ہر چیز کی حکومت کس کے ہاتھ میں ہے اور وہ
يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ
بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی نہیں بچا سکتا بتاؤ اگر
تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى
جانتے ہو یہی کہیں گے اللہ کے ہاتھ ہیں۔ کہہ پھر تم جادو
تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ
میں کہاں پھنس گئے کوئی نہیں ہم نے ان کے پاس سچ پہنچایا ہے
وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾
اور وہ البتہ جھوٹے ہیں

ارشاد ہے کہ پھر ان سے یہ بھی پوچھ کہ ہر چیز کی حکومت کس کے ہاتھ میں ہے اور ہر چیز اپنے اپنے ڈھنگ پر کس کے حکم سے چل رہی ہے جس کو وہ چاہے اپنی پناہ میں لے سکتا ہے جس کو وہ پناہ دیدے کوئی اسے ستا نہیں سکتا ادھر جس کو وہ مجرم قرار دے۔ اسے کوئی اس کے عذاب سے بچا نہیں سکتا۔ اگر تم یہ بات جانتے ہو تو بتاؤ۔ اس کے جواب میں بھی وہ سوا اس کے کچھ نہ کر سکیں گے کہ حکم تو سب پر اللہ ہی کا چلتا ہے کوئی چیز اس راستہ سے جو اس کے لیے اللہ نے مقرر کر دیا ہے ذرا بھی ہٹ نہیں سکتی۔

جب اس سوال کا اس کے سوا کوئی جواب نہیں پھر ان سے کہہ دو کہ تمہاری عقل پر پردہ کہاں سے پڑ گیا کہ اتنا سمجھنے کے بعد پھر ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہو کہ مرنے کے بعد جینا نہیں ہو سکتا۔ اور قیامت کے دن اعمال کا حساب کتاب بالکل من گھڑت ہے جب سب کچھ اللہ ہی کے حکم میں ہے اور ہر چیز اسی کی تابع فرمان ہے۔ تو دوبارہ زندہ کرنا اور انسان کو اس کے اعمال کی سزا جزا دینا اس کے اختیار سے کیسے اور کب نکل گیا۔ توبہ کرو۔ یہ سب فضول باتیں ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ جو کچھ ہم نے اپنے رسول کی معرفت ان کے پاس پیغام بھیجا ہے۔ وہ سولہ آنے ٹھیک ہے اور یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ واقعہ کے خلاف ہے، اور جو باتیں یہ بنا رہے ہیں وہ سراسر جھوٹ ہیں۔

Marfat.com

غلط باتیں

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ

نہیں بنایا اللہ نے کسی کو اپنا بیٹا اور نہ ہے اس کے ساتھ

مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ

کوئی اور حکمران ایسا ہوتا تو لے جاتا ہر حاکم اپنی بنائی ہوئی چیز

وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

اور چڑھ دوڑتا ایک ان کا ایک پر اللہ پاک ہے

عَمَّا يَصِفُوْنَ (۹۱) عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں جاننے والا چھپے اور کھلے کا

فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (۹۲)

سو وہ بلند تر ہے اس سے جسے شریک کرتے ہیں

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ

اللہ نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں بنایا اور نہ اس کے ساتھ کسی

مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ

کا حکم چلے یوں ہوتا تو ہر حکم والا اپنی بنائی ہوئی چیز لے جاتا

وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

اور ایک پر ایک چڑھائی کر دیتا اللہ اس سے پاک ہے جو

عَمَّا يَصِفُوْنَ (۹۱) عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

وہ کہتے ہیں چھپے اور کھلے کا جاننے والا وہ اس

فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (۹۲) ع ۵/۱۵

سے بہت بلند ہے جسے شریک سمجھتے ہیں

قرآن مجید اللہ کا انکار کرنے والوں کو تو یہ بتاتا ہے کہ عقل کو ٹھیک طور پر کام میں لا کر اللہ کو پہچانو یہ سارا عالم آپ ہی آپ نہیں بنا اور نہ اس کا عجیب و غریب نظام آپ ہی آپ چل رہا ہے۔ آدمی کی معمولی عقل اتنا سمجھ لینے کے لیے کافی ہے۔ اس کے بعد اللہ کے ماننے والوں کو ہدایت کرتا ہے کہ اس کو اسی طرح مانو جیسا ماننا چاہیے۔ اس کا علم سب چیزوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس کی قدرت کل کائنات پر حاوی ہے وہ اکیلا جو چاہے پیدا کر سکتا ہے اور تنہا ساری مخلوق کا انتظام بخوبی کر سکتا ہے۔ اسے نہ اولاد کی ضرورت ہے اور نہ عالم کے پیدا کرنے اور اس کا انتظام کرنے میں اس کا کوئی اور شریک ہے۔ ان آیتوں میں یہی سمجھایا گیا ہے کہ منجملہ غلط باتوں کے یہ بات بھی ہے کہ اللہ کے اولاد ہے اور یہ بھی غلط بات ہے کہ اس کے سوا اور بھی کوئی ہے جو دنیا کے بنانے اور اس کے نظام میں دخیل ہے۔ اللہ کو مانو تو اس طرح مانو کہ اس کے کوئی اولاد نہیں ہے اور نہ دوسرا اس کے ساتھ دنیا کی حکومت میں شریک ہے۔ اگر دنیا کے بنانے اور اس کی حکومت میں اس کے ساتھ اور بھی شریک ہوتے تو سب کا آپس میں کبھی نہ کبھی ضرور ٹکراؤ ہوتا اور ہر ایک اپنی اپنی مخلوق کو لے کر الگ ہو جاتا اور اپنی طاقت اکٹھی کر کے دوسرے پر ہلّہ بول دیتا اور تمام عالم درہم برہم ہو جاتا۔ ان باتوں سے توبہ کرو۔ اللہ اولاد اور شریک سے پاک ہے نہ کسی میں اس کی سی قوت ہے۔ اور نہ اس کا سا علم۔ وہ ظاہر و باطن سب سے بخوبی واقف ہے اور جن کو تم اس کی اولاد یا شریک بتاتے ہو وہ ان سے کہیں زیادہ عالی مقام اور بلند مرتبہ ہے۔

Marfat.com

عذاب سے پناہ

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿٩٣﴾

کہہ اے میرے رب اگر تو مجھے دکھائے جو وعدہ کیا ہے ان سے

رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٤﴾

تو اے میرے رب پس نہ کرنا مجھے ان لوگوں میں جو ظالم ہیں

وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ

اور تحقیق ہم اس پر کہ دکھا دیں تجھے جو وعدہ کیا ہے ہم نے ان سے

لَقٰدِرُوْنَ ﴿٩٥﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

البتہ قادر ہیں دفع کر ایسی بات سے جو بہتر ہے

السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿٩٦﴾

برائی کو ہم خوب جانتے ہیں جو وہ باتیں کرتے ہیں

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿٩٣﴾

تو کہہ اے میرے رب اگر تو مجھے دکھانے لگے جو ان سے وعدہ ہوا ہے

رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٤﴾

تو اے رب مجھ کو ان گنہگار لوگوں میں شامل نہ کرنا

وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ

اور ہم میں قدرت ہے کہ جو ان سے وعدہ کیا ہے وہ

لَقٰدِرُوْنَ ﴿٩٥﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

تجھے دکھلا دیں بری بات کے جواب میں وہ بات کہہ جو بہتر

السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿٩٦﴾

ہے ہم خوب جانتے ہیں جو یہ باتیں بناتے ہیں

پہلے بیان ہوا کہ ان لوگوں نے اللہ کی جناب میں گستاخی کی حد کر دی۔ کوئی کہتا ہے کہ بس ہمیں ہم ہیں جو چاہیں کریں۔ کوئی ہمارا کچھ نہیں کر سکتا۔ اللہ موت کے بعد پھر زندہ ہونا اور اعمال کی جزا سزا یہ سب گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔ اعمال کی بھلائی برائی کیسی جیسے ہم اچھا کہیں وہ اچھا جیسے ہم برا کہیں وہ برا اور کوئی ہماری باتوں میں دخل دینے والا کون ہوتا ہے ایسے خیالات اور اس قسم کے رویہ کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ ان پر دنیا ہی میں سخت مصیبت آنے والی ہے۔ اس لیے اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے ذریعہ آپ کے فرمانبرداروں کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ ہر ایک اللہ کے غضب سے پناہ مانگا کرے اور یوں کہے کہ اے رب اگر میری زندگی ہی میں تیرا عذاب ان نافرمانوں پر آنے والا ہو تو مجھے ان کے ساتھ عذاب میں شریک نہ کرنا اور اپنی رحمت سے تمام آفتوں سے محفوظ رکھنا۔ اے رسول ہمیں اس بات پر پوری طرح قدرت حاصل ہے کہ ان پر وہی عذاب جس سے انہیں ڈرایا جا رہا ہے۔ ابھی ابھی تیرے سامنے ہی بھیج دیں۔ لیکن ابھی انہیں مہلت دی جا رہی ہے تاکہ جس کو سیدھا ہونا ہو وہ ہو جائے۔ اس لیے تم ان کے ساتھ برائی کے بدلے بھلائی کرو جو یہ کر رہے ہیں ہم خوب جانتے ہیں کہ ان کے منہ سے جو بے ڈھنگی باتیں نکلتی ہیں وہ سب ہمیں خوب معلوم ہیں۔ اگر یہ باز نہ آئے تو عنقریب ان کی بری گت بننے والی ہے تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور دعا مانگا کرو کہ اے رب ہمیں عذاب سے بچا لینا ؛

Marfat.com

خفیہ دشمن سے پناہ

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾

اور کہہ اے میرے رب پناہ مانگتا ہوں میں تیری شیطانوں کی چھیڑ سے

وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾

اور پناہ مانگتا ہوں میں تیری اے میرے رب اس سے کہ آئیں وہ میرے پاس

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ

یہاں تک کہ جب آئے گی ان میں سے کسی کو موت تو کہے گا

رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّىْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا

اے میرے رب واپس بھیج دیجیے مجھے تاکہ میں کام کروں اچھا

فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ

اس میں جو چھوڑ آیا ہوں۔ نہیں یہ ہرگز نہ ہوگا

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾

اور کہہ اے رب میرے تیری پناہ چاہتا ہوں شیطان کی چھیڑ سے

وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾

اور پناہ چاہتا ہوں تیری اے رب اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ

یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہے گا

رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّىْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا

اے رب میرے پھر بھیج دیجیے تاکہ جو میں پیچھے چھوڑ آیا ہوں وہاں

فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ

جا کر کچھ بھلا کام کروں نہیں یہ ہرگز نہیں ہوگا

هَمَزٰتِ رکوع کے ہمزۃ کی جمع ہے جو ہ۔م۔ز سے بنا ہے۔ ہمز اور ہمزۃٌ کے معنی کسی نوکدار چیز سے کچوکے لگانا۔ یہاں ہمزات الشیاطین سے مراد شیطانی وسوسے ہیں۔ یَحْضُرُوْنَ اور ارْجِعُوْنِ اصل میں یَحْضُرُوْنِیْ اور ارْجِعُوْنِیْ ہے۔ وقف کی وجہ سے ی دونوں میں گر گئی۔ ارْجِعُوْا رلوٹا مجھے تعظیم کے لیے جمع استعمال کی گئی ہے۔

انسان کے لیے دنیا میں ایک آفت نہیں ہے۔ ایک طرف خود شریر انسانوں سے نمٹنا پڑتا ہے اور ان کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ مانگنے کی ضرورت ہوتی ہے مگر چونکہ وہ ظاہر میں دکھائی دینے والے دشمن ہیں اس لیے ان سے ہاتھا پائی وغیرہ کر کے بھی انہیں دفع کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے علاوہ ایسے دشمن بھی ہیں جو دکھائی نہیں دیتے اور چھپ کر وار کرتے رہتے ہیں بلکہ شریر انسانوں کو بھی شرارت پر وہی اکساتے ہیں۔ یہ شیطان ہیں جو جنّ کی نوع سے ہیں ان سے پناہ یوں مانگو کہ اے رب مجھے ان کی نوک چوک سے بچالے اور اپنی عنایت سے ایسا کر کہ وہ مجھ تک آنے ہی نہ پائیں۔ آگے ارشاد ہے کہ شریر اپنی شرارت سے باز نہ آئیں گے ہاں جب کوئی ان میں کا مرنے لگے گا اور عذاب کے آثار دیکھ لے گا تو پچھتائے گا۔ اور عرض کرے گا کہ ہائے میں نے عمر ضائع کی اور آخرت کا کچھ فکر نہ کیا۔ اے میرے رب مجھے پھر دنیا میں جسے میں چھوڑ آیا ہوں واپس بھیج دیجیے۔ مجھے پوری توقّع ہے کہ اب کے وہاں جا کر خوب نیک کام کروں گا لیکن یہ تمنّا حاصل نہ ہوگی۔ کیونکہ دنیا میں نیک کام کرنے کے لیے دوبارہ آنے کا کوئی موقع نہیں۔

Marfat.com

فضول تمنا

إنها كلمة هو قائلها ومن ورائهم

تحقیق وہ ایک کلمہ ہے جو وہ کہہ رہا ہے اور مرنے کے بعد ان کے سامنے

برزخ إلى يوم يبعثون (۱۰۰) فإذا نفخ

ایک آڑ ہے اس دن تک کہ اٹھائے جائیں۔ پس جب پھونک ماری جائے گی

في الصور فلا أنساب بينهم

صور میں تو نہ ہوں گے رشتے ناطے ان میں

يومئذ ولا يتساءلون (۱۰۱)

اس دن اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا

إنها كلمة هو قائلها ومن ورائهم

یہ ایک بات ہے جو وہی کہتا ہے اس کے پیچھے پردہ ہے

برزخ إلى يوم يبعثون (۱۰۰) فإذا نفخ

اس دن تک کہ اٹھائے جائیں پھر جب صور میں

في الصور فلا أنساب بينهم

پھونک ماریں گے تو نہ اس دن ان میں قرابتیں رہیں گی

يومئذ ولا يتساءلون (۱۰۱)

اور نہ کوئی ایک دوسرے کو پوچھے گا

بَرْزَخٌ (آڑ۔ پردہ) جو چیز دو چیزوں کے بیچ میں آکر انہیں باہم ملنے سے روک دے وہ برزخ ہے۔ یہاں اس سے مراد وہ عالم ہے جو دنیا کی زندگی ختم ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور آخرت کی زندگی شروع ہونے پر ختم ہو جائے گا۔ اس کو عالم قبر بھی کہتے ہیں۔

ارشاد ہے کہ جب موت آگئی۔ تو پھر دوبارہ دنیا میں آنے کا سوال محض ایک ایسی بات ہے جو مرنے والے کی زبان سے صرف حسرت اور ندامت کی افراط کے باعث نکلتی ہے۔ اس کا نتیجہ کچھ نہیں۔ محض لاحاصل الفاظ ہیں۔ مرنے کے بعد تو یہ لوگ ایک اور ہی عالم میں پہنچ جائیں گے۔ ارشاد ہے کہ جب موت آگئی۔ تو پھر دوبارہ دنیا میں آنے کا سوال محض ایک ایسی بات ہے جو مرنے والے کی زبان سے صرف حسرت اور ندامت کی افراط کے باعث نکلتی ہے۔ اس کا نتیجہ کچھ نہیں محض لاحاصل الفاظ ہیں۔ مرنے کے بعد تو یہ لوگ ایک اور ہی عالم میں پہنچ جائیں گے۔ جو دنیا و آخرت کے بیچ میں آڑ اور پردہ ہے۔ موت پر دنیا ختم ہوئی۔ اور عالم برزخ شروع ہو گیا۔ جس میں آخرت کی تھوڑی بہت جھلک ہو گی۔ پھر جب صور پھونکا جائے گا۔ تو عالم برزخ ختم ہو جائے گا۔ اور عالم آخرت شروع ہو گا۔ اور وہ دنیا سے بالکل مختلف ہو گا۔ یہاں کے جتنے رشتے ناطے تھے۔ سب ختم ہو جائیں گے۔ سارے آدمی ایک میدان میں ہی جمع کر دیئے جائیں گے کسی کو دوسرے کا ہوش نہ ہو گا۔ آپا دھاپی پڑ رہی ہو گی۔ ہوں گے سب اکٹھے۔ لیکن کوئی کسی کو نہ پوچھے گا۔ بیٹا باپ کو دیکھے گا۔ خاوند بیوی سے دو چار ہو گا۔ لیکن نہ اولاد ماں باپ سے بولے گی۔ اور نہ کوئی رشتہ دار کسی اپنے رشتہ دار سے بات کرے گا۔ سب حیرت کے عالم میں مبہوت گم سم اپنے اپنے فکر میں گرفتار ہوں گے۔

Marfat.com

حشر کا نقشہ

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

پس جو لوگ بھاری ہوئے پلڑے ان کے پس وہ وہی

الْمُفْلِحُوْنَ (۱۰۲) وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ

کامیاب ہوں گے اور جو لوگ ہلکے ہوئے پلڑے ان کے

فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

پس وہ وہی ہیں جنہوں نے نقصان کیا اپنی جان کا

فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ (۱۰۳)

جہنم میں ہمیشہ رہیں گے

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

سو جن کی تول بھاری ہوئی تو انہی لوگوں نے

الْمُفْلِحُوْنَ (۱۰۲) وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ

فلاح پائی اور جس کی تول ہلکی نکلی

فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

سو وہی لوگ ہیں جو اپنی جان ہار بیٹھے

فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ (۱۰۳)

وہ دوزخ ہی میں رہا کریں گے

اللہ! اللہ! آدمی کے لیے آج اس بات کا سمجھنا کس قدر دشوار ہو گیا ہے کہ وہ جو کچھ اس دنیا میں کر رہا ہے۔ وہ برابر لکھا جا رہا ہے۔ مرنے کے بعد اس کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور اس کے سامنے اس کی کرتوتوں کا کچا چٹھا رکھ دیا جائے گا پھر اس کے سامنے اس کے اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ جس کے اعمال کچھ وزن رکھتے ہوں گے۔ اس کا کام بن جائے گا اور وہ سارے جھنجھٹوں سے چھوٹ جائے گا۔ دائمی خوشی نصیب ہو گی۔ رنج و غم پاس نہ پھٹکے گا۔ جو کچھ اس نے اس دنیا میں بویا تھا۔ وہاں اس کا پھل اسے ملے گا۔

اس کے برخلاف جس کے اعمال ہلکے اور بے وزن ثابت ہوں گے اس کی شامت آ جائے گی۔ اسے صاف معلوم ہو جائے گا۔ کہ دنیا میں اس نے نرا جھک مارا۔ بڑے بڑے کاروبار کیے۔ ڈھیر سارا مال جمع کیا۔ اونچے اونچے مکان بنائے بھاری بھاری مشینیں ایجاد کیں۔ بڑا نام پیدا کیا۔ جہاں سے گذرا لوگوں نے جھک کر سلام کیا۔ لوگ بے اختیار بول اٹھے بھئی واقعی یہ بڑا آدمی ہے۔ اس کی بڑی عزت ہے۔ سب اسے وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کی بات کا بڑا وزن ہے اس کی کئی تو کوٹھیاں ہیں۔ چار موٹر کاریں تو پہلے ہی سے تھیں۔ اب اور ایک نئی خریدی ہے۔

حشر کے دن انہیں معلوم ہو گا۔ کہ اس ساری طمطراق کا کوئی وزن نہیں۔ اسے لامحالہ جہنم ہی میں ہمیشہ بسر کرنی پڑے گی ❁

Marfat.com

دوسری دفعہ چھپاوا

تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا
جھلس دے گی ان کے چہروں کو آگ اور ان کے اس میں
كٰلِحُوْنَ (۱۰۴) اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى
چہرے بگڑ رہے ہوں گے کیا نہیں تھیں میری آیتیں پڑھی جاتیں
عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ (۱۰۵) قَالُوْا
تم پر پس تھے تم انہیں جھٹلاتے کہیں گے
رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا
اے میرے رب آ دبوچا ہمیں بدبختی نے اور رہے ہم
قَوْمًا ضَآلِّيْنَ (۱۰۶)
لوگ راہ سے بھٹکنے والے

تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا
آگ ان کے منہ کو جھلس دے گی اور اس میں ان کی شکل
كٰلِحُوْنَ (۱۰۴) اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى
بگڑ رہی ہوگی کیا تم کو ہماری آیتیں سنائی نہ جاتی
عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ (۱۰۵) قَالُوْا
تھیں پھر تم ان کو جھٹلاتے تھے بولے
رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا
اے رب ہمیں ہماری بدبختی نے آ دبایا اور ہم لوگ
قَوْمًا ضَآلِّيْنَ (۱۰۶)
بہکے ہوئے رہے

تَلْفَحُ: جھلس دے گی مضارع مؤنث ہے ل۔ف۔ح سے لَفْحٌ کے معنی جلا دینا۔ كٰلِحُوْنَ: رنگ بگڑے ہوئے چہرے والے کالح کی جمع ہے جو ک۔ل۔ح سے بنا ہے کُلُوْحٌ کے معنی چہرہ کا بگڑ جانا۔ ہونٹوں کا بڑھ جانا۔ کھال سکڑ جانا وغیرہ۔

دوزخ کے اندر اللہ عزوجل کے نہ ماننے والے داخل ہوں گے وہاں آگ ان کو جلا دیگی۔ بدن سوج جائیگا چہرہ کی ہیئت بدل جائیگی ہونٹ پھول جائیں گے حلیہ بگڑ جائیگا۔ اللہ عزوجل کے حضور میں دکھ درد سے تنگ آکر فریاد و زاری کریں گے۔ ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا دنیا میں قرآن مجید کی آیتیں تم کو سنائی نہ گئی تھیں۔ ضرور وہ تمہارے سامنے ہر وقت پڑھی جاتی تھیں۔ مگر تم انہیں سرسری طور پر سن کر یہی کہتے تھے کہ یہ اللہ کا کلام نہیں۔ یونہی خود گھڑ گھڑا کر اس کے نام جھوٹ موٹ لگا دیا ہے۔ ہمیں اس کی طرف دھیان دینے کی ضرورت نہیں۔ ان آیتوں میں تمہیں دوزخ سے ڈرا دیا گیا تھا اور یہاں کے عذاب کی کیفیت بالکل واضح کر دی گئی تھی۔ یہ بتاؤ تم نے انہیں جھوٹ کیوں سمجھا۔ وہ چلائیں گے۔ اے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی ہم اپنی نفسانی خواہشوں میں ایسے پھنسے کہ نکلنا نصیب ہی نہ ہوا۔ اب ہم خوب سمجھ رہے ہیں کہ جو راستہ ہم نے اختیار کیا تھا سراسر غلط تھا اور ہم گمراہی میں مبتلا تھے۔

Marfat.com

صاف جواب

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا
اے ہمارے رب نکال ہم کو اس میں سے پس اگر دہی کریں ہم تو بے شک ہم
ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا
ظالم ہیں ارشاد ہوگا دور ہو جاؤ دوزخ میں اور نہ
تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ
بولو مجھ سے تحقیق بات ہے کہ تھا ایک گروہ میرے بندوں کا
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا
جو کہا کرتا تھا اے ہمارے رب ہم ایمان لائے پس بخش دے ہمیں
وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾
اور رحم کر ہم پر اور تو بہترین رحم کرنے والوں میں ہے۔

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا
اے رب ہمارے ہم کو اس میں سے نکال لے اگر ہم پھر وہی کریں تو
ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا
ہم گنہ گار ہیں فرمایا اسی میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور نہ
تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ
مجھ سے بولو میرے بندوں میں سے ایک فرقہ تھا جس کے لوگ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا
کہا کرتے تھے اے ہمارے رب ہم یقین لائے سو ہمیں معاف کر اور ہم پر
وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾
رحم کر اور تو سب رحم کرنے والوں سے بہتر ہے

اِخْسَـُٔوْا (دور رہو۔ دفع ہو) امر کا صیغہ ہے خ۔س۔ء سے خَسْءٌ کے معنی دور ہو جانا۔ کتّے کے دھتکارنے کے لیے اِخْسَأْ کہتے ہیں۔

دوزخی دوزخ میں دکھ درد کے مارے بُری طرح کراہیں گے، چیخیں گے، چلائیں گے۔ عرض کریں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے جھک مارا جو دنیا میں تیرا کہنا نہ مانا اے ہمارے رب ایک دفعہ پھر ہمیں اس دوزخ سے نکال کر دنیا میں بھیج دے اب کے ہم نیک کام کریں گے۔ تیرا حکم بسر و چشم بجا لائیں گے۔ اگر ہم پھر ویسے ہی ڈھٹائی پہ اتر آئیں جیسے پہلے کی۔ تو پھر قطعاً ظالم، گنہ گار، ستم گار سب کچھ کہلانے کے مستحق ہوں گے۔ پھر ہمیں جو چاہے سزا دینا۔

اللہ عزوجل کی طرف سے جواب ملے گا۔ دور ہو اور اسی دوزخ میں چپ چاپ پڑے رہو۔ مجھ سے بات مت کرو دنیا میں تم نے سرکشی کی حد کر دی۔ تم دیکھتے تھے کہ میرے بندوں کا ایک گروہ مجھے پکارتا ہے اور کہتا ہے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے۔ ہماری خطائیں معاف کر۔ ہمارے گناہ بخش دے ہم پر رحم کر تو ہی سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے تجھ سے بہتر رحم کرنے والا کوئی نہیں ☆

Marfat.com

عمر کی پرسش

فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰىٓ اَنْسَوْكُمْ
پس بنالیا تم نے انہیں ٹھٹھا یہاں تک کہ بھلادیا انہوں نے تمہیں
ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ
میرا ذکر اور تھے تم ان سے ہنسی کرتے تحقیق میں نے
جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ
بدلہ دیا انہیں آج بدلے اس کے کہ صبر کیا انہوں نے یہ کہ وہی خاص طور پر
الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ
کامیاب ہیں فرمایا کتنی دیر ٹھیرے تم زمین میں
عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ
گنتی سے سالوں کی کہنے لگے ہم ٹھیرے ایک دن یا
بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾
کچھ حصہ دن کا پس پوچھ لے گننے والوں سے

فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰىٓ اَنْسَوْكُمْ
پھر تم نے ان سے ٹھٹھے کرنے اختیار کیے یہاں تک کہ ان کے پیچھے
ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ
میری یاد بھول گئے اور تم ان سے ہنسی کرتے تھے میں نے
جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ
آج ان کو ان کے صبر کا بدلہ یہ دیا کہ مراد کو پہنچنے والے
الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ
وہی ہیں فرمایا تم برسوں کی گنتی سے دنیا
عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ
میں کتنی دیر رہے بولیں گے ہم ایک دن رہے یا اس سے
بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾
بھی کم سو گننے والوں سے پوچھ لے

سِخْرِيًّا: وہ جس سے ٹھٹھا کیا جائے۔ اسم منسوب ہے س خ ر سے سخر کے معنی ٹھٹھا مخول کرنا۔ سخریٌّ وہ شخص جس سے مخول کیا جائے۔

میرے ان اطاعت گذار بندوں سے تم نے ٹھٹھا مخول کرنا شروع کر دیا اور ہر طرح سے ان کے ستانے پر کمر باندھ لی وہ میرے سامنے ہاتھ باندھ کر چپ چاپ کھڑے ہوتے تھے اور مجھے پکارتے تھے پھر عاجزی سے میرے سامنے جھک جاتے تھے۔ پھر سجدہ میں گر پڑتے تھے۔ تم نے ان کا تماشا بنا لیا اور لگے ان کی عبادت کے طریقے پر ہنسنے یہاں تک کہ تمہیں اس کے سوا اور کوئی کام ہی نہیں رہا۔ کہ ان پر ہنسو۔ میری یاد بالکل ہی بھلا دی۔ یہ بھی بھول گئے کہ میں تمہیں سزا دے سکتا ہوں۔ آج آنکھیں کھول کر دیکھو کہ وہی میرے بندے جن کی باتوں پر تم دنیا میں ہنستے تھے۔ میری عبادت اور فرمانبرداری کے بدلے میں کامیاب ہیں۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ تم دنیا میں کے سال رہے۔ وہ دکھ درد کے مارے حواس باختہ ہو رہے ہوں گے۔ کہیں گے۔ ہم تو ایک دن یا صرف چند گھنٹے ہی رہے ہوں گے۔ اعمال لکھنے والے فرشتوں کو گنتی یاد ہو گی ان سے دریافت کر لیا جائے کہ ہم کتنے دن رہے۔

Marfat.com

زندگی کھیل نہیں

قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ
اللہ تعالیٰ فرمائے گا نہیں ٹھیرے تم مگر تھوڑا اگر تم
كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا
ہوتے جانتے کیا گمان کرتے ہو تم کہ
خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا
بنایا ہم نے تمہیں کھیل کے طور پر اور یہ کہ تم ہماری طرف
لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ
لوٹائے نہیں جاؤ گے پس بلند و برتر ہے اللہ بادشاہ حقیقی

قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ
اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم بہت نہیں تھوڑے دن ہی رہے اگر
كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا
تم جانتے ہوتے سو کیا تم خیال رکھتے ہو کہ ہم
خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا
نے تمہیں کھیلنے کو بنایا اور تم ہمارے پاس پھر
لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ
کر نہ آؤ گے سو بہت اوپر ہے سچا بادشاہ

جواب میں ارشاد ہوگا کہ اس میں تو شک نہیں کہ تم رہے تو بہت تھوڑی مدت لیکن سمجھتے یہ رہے کہ ابھی تو بہت دن جینا ہے خوب دادِ عیش دینی چاہیے۔ یہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہوتا کہ دنیا ہی میں اس بات کو سمجھ لیتے اور آخرت کی زندگی کے لیے جلدی جلدی تیاری کر لیتے لیکن تمہیں دنیا کی زندگی بہت دلچسپ معلوم ہوئی۔ اسی میں جی لگ گیا اور لگے عیش کا سامان ٹٹولنے جیسے ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔ اگر دنیا ہی میں سمجھ لیتے کہ دنیا تھوڑے دن کی ہے یا ہمارے رسولوں اور کتابوں ہی کے کہنے سے مان جاتے تو آج اس قدر حسرت اور ندامت میں مبتلا نہ ہوتے اور نہ دوزخ کی آگ میں جلتے۔

آگے انسان کو خوابِ غفلت سے چونکانے کے لیے ارشاد ہوتا ہے کہ لوگو یہ ہرگز نہ سمجھنا کہ تمہیں ہم نے کھیل کے طور پر بنایا ہے اور تم جو چاہے کرو تم سے کوئی باز پرس نہ ہوگی۔ سنو اور غور کرو کہ تمہیں یقیناً ایک دن ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے اور تمہارے اعمال کا بڑا زبردست نتیجہ نکلے گا۔ یا تو جنت میں داخل ہو کر آرام کی زندگی بسر کرو گے اور یا دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ میں نہ جانے کب تک جلو گے۔

یہ خیال خام دل سے نکال دو کہ تم مطلق العنان ہو۔ سنو! ہم لغو باتوں اور کھیل کود کے پاس تک نہیں جاتے۔ ہماری شان اس سے بلند ہے کہ ہم کوئی فضول بات کریں ہم حقیقی بادشاہ ہیں۔ ہمارا کام عدل و انصاف ہے۔ دنیا میں کاموں کی پوری جزا سزا نہیں ملتی۔ اس کے لیے قیامت کا دن مقرر ہے۔

Marfat.com

خلاصۂ کلام

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾

نہیں کوئی معبود سوا اس کے مالک تخت عزت والے کا

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ

اور جو پکارے اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود نہیں کوئی سند

لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ

اس کے پاس جس کی پس تحقیق اس کا حساب اس کے رب کے سامنے ہو گا تحقیق وہ

لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ

نہیں پہنچنے والے اللہ کے منکر اور کہہ اے رب بخش دے

وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع ۶

اور رحم کر اور تو بہترین ہے رحم کرنے والوں میں

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾

کوئی حاکم نہیں اس کے سوا مالک اس عزت کے تخت کا

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ

اور جو کوئی پکارے دوسرا حاکم اللہ کے ساتھ جس کی اس کے پاس

لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ

کوئی سند نہیں سو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے بے شک

لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ

منکروں کا بھلا نہ ہو گا اور تو کہہ اے رب معاف کر

وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع ۶

اور رحم کر اور تو سب رحم کرنے والوں سے بہتر ہے

ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بلند و برتر ہے کہ وہ انسان کو اتنی زبردست قوت اور پھر اس کے استعمال کا اختیار دے کر نرا کھلونا بنا دے نہیں تو وہ ہمارے سامنے مرنے کے بعد قیامت کے دن حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب دے گا اور جو جس نے کیا ہے وہ بھرے گا۔ یاد رکھو حقیقی بادشاہ اللہ ہے۔ اس کے سوا کوئی پورا اختیار والا اور بلا شرکت غیرے سب کا پالنے والا نہیں عبادت فقط اسی کے لیے سزاوار ہے اور معبود حقیقی فقط وہی ہے۔ تمام عالم کے عظیم الشان تختِ سلطنت کا وہی اکیلا مالک ہے۔ جو کوئی اس کے ساتھ دوسرے کے سامنے بھی عبادت کے طور پر جھکے گا اور کسی اور کو بھی اللہ کے ساتھ معبود سمجھے گا۔ وہ ہٹ دھرم ہے۔ اس کے پاس کوئی دلیل کوئی سند اس بات کی نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے۔ وہ اپنے بے بنیاد خیال کی پیروی کر رہا ہے۔ اس کا حقیقی رب اللہ عزوجل اس سے اس کے اعمال کا حساب لے گا۔ جو لوگ دنیا میں اس کا انکار کیے بیٹھے ہیں۔ یقیناً وہ آخرت میں خالی ہاتھ ہوں گے۔ ان کو نجات اور فلاح میسر نہ ہو گی وہ اللہ عزوجل کے سامنے اس کی وجہ بیان نہ کر سکیں گے کہ وہ اسے چھوڑ کر ایرا غیرا نتھو خیرا کی خوشامد میں کیوں لگے ہوئے تھے انہیں کیوں نہ سوجھتا تھا کہ ان کا خالق، ان کا مالک، ان کا رب، اللہ تعالیٰ ہے۔ خیر تم انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو اور ہمیشہ یہ کہا کرو کہ اے رب! ہمارے گناہ بخش دے۔ رحم فرما۔ تیرے برابر کوئی رحم کرنے والا نہیں تو ہی سب سے بہتر مہربان ہے ؛

Marfat.com

سورۃ المؤمنون پر ایک نظر

پچھلے سبق پر سورۃ المومنون تمام ہوئی۔ یہاں اب سوچنا ہے کہ اس میں کیا کیا علوم کے خزانے بھرے ہوئے ہیں اور ہمیں اس سے کیا سیکھنا چاہیئے۔ سب سے پہلی بات جو اس سورت میں کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ فلاح اور بہبودی ان لوگوں کو نصیب ہوگی جو ایمان لائیں گے۔ ایمان فقط زبانی دعویٰ کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک دلی کیفیت ہے جس کی وجہ سے چند عادتیں نمایاں ہوتی ہیں (۱) اللہ کی عظمت اور ہیبت جس سے نماز میں خاموشی اور عاجزی پیدا ہو (۲) نکمّی باتوں سے پرہیز جیسے فضول کھیل کود، بیکار بحث، مباحثے، لڑائی جھگڑے وغیرہ (۳) زکوٰۃ کی باقاعدہ ادائیگی (۴) شرمگاہ کی حفاظت تاکہ اس سے کوئی شرمناک گناہ سرزد نہ ہو۔ جنسی خواہشوں کو فقط شرع کے مطابق پورا کیا جائے اور اس کی حدوں سے باہر قدم نہ رکھا جائے (۵) امانت اور قول و قرار کا پورا خیال رکھا جائے (۶) نماز پابندی سے پڑھی جائے۔ یہ ہیں ایمان کی علامتیں۔ جن ایمان کے مدعیوں میں یہ باتیں ہوں گی وہ دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب ہوں گے۔

پھر بتایا ہے کہ اللہ کا ماننا سب اچھی عادتوں کی جڑ ہے اور اس کا ماننا کچھ مشکل نہیں۔ انسان کی پیدائش، اس کے خورد و نوش کا انتظام طرح طرح کے غلّوں، میووں اور سبزیوں کا زمین سے اُگنا، مویشی اور دیگر جانوروں پر انسان کا قبضہ ہونا یہ سب باتیں سوچنے والوں کو بتاتی ہیں۔ کہ اللہ برحق ہے۔ زمین کی حالت کی موسمی تبدیلی، پہلے اس کی خشکی اور پھر بارش سے تروتازگی۔ مرنے کے بعد انسان کی دوبارہ زندگی پر یقین پیدا کرنے کے لیے کافی ہے پھر عقل کی رہنمائی کے لیے رسول دنیا میں آئے۔ جن کا کام یہ تھا کہ انسان کو پاکیزہ زندگی، نیکوکاری اور اتفاق کا سبق سکھائیں۔

اس کے بعد تصریح کی گئی ہے۔ کہ دنیا میں اللہ پر اس کے رسولوں پر اور آخرت پر ایمان لانا، نیک کام کرنا، کسی پر ظلم و ستم کرنے سے بچنا یہی سیدھی راہ ہے۔ جس پر چل کر انسان دونوں جہان میں کامیاب ہو سکتا ہے کسی کو اللہ کا شریک کرنا کم بختی کی نشانی ہے اور سیدھی بات کو توڑ موڑ کر رکھ دینا ہے۔ دنیا میں انسان کی بد اعمالیوں سے عذاب آتا ہے۔ ایمان والوں کو چاہیئے کہ اللہ کے عذاب سے پناہ مانگتے رہیں۔

منکروں اور مشرکوں کا آخرت میں ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ آخر میں انسان کو بتایا ہے کہ وہ دنیا میں بیکار پیدا نہیں کیا گیا ہے۔ اسے دارالعمل میں پھر آنا نہیں ہے۔ ابھی جو کچھ کرنا ہے کر لے ورنہ پچھتائے گا۔ سورت کے ختم میں فیصلہ سنایا گیا ہے کہ کافر ہرگز فلاح نہ پائیں گے تم اللہ سے اس کی بخشش اور رحمت مانگو۔

Marfat.com

سورۃ النور

ترتیب کے لحاظ سے یہ قرآن مجید کی چوبیسویں سورت ہے جس کے ۹ رکوع ہیں اور یہ مدینہ میں نازل ہوئی ۔ اس کا نام سورۃ النور اس لیے ہوا کہ اس میں اللہ کی روشنی کا ذکر ہے جو ان پاک صاف گھروں میں چمکتی ہے جن میں اللہ عزوجل کا ہر وقت ذکر ہوتا ہے اس سورۃ کی تمام آیتیں مدینہ ہی میں نازل ہوئیں اس میں زیادہ تر گھریلو اور اجتماعی زندگی کے پاک صاف رکھنے کے طریقے بتلائے گئے ہیں ۔ ناجائز تعلقات جنسی کی سزا مقرر کی گئی ہے ۔ پاکیزہ گھرانوں کی مستورات کے متعلق وہم وگمان کی بنا پر برے خیالات پھیلانے والوں کی سزا کا قانون بتایا گیا ہے ۔ بیوی پر ناپاکی کا الزام لگانے والے خاوند کی مشکل کو حل کیا گیا ہے ۔ ہجرت کے پانچویں سال غزوہ بنی عبد المصطلق کے موقعہ پر کچھ منافق لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بابت غلط اور بے بنیاد بدگمانی پھیلانی شروع کی شیطانی وسوسوں نے اپنا کام کیا اور کچھ مسلمان بھی اس بارے میں ڈگمگانے لگے ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر غم ورنج کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گہری سوچ میں مبتلا ہوتے اور طبیعت کو بہت زیادہ بے چینی نے گھیرا ۔ عام مسلمان پریشانی میں پھنس گئے ۔ آخر اس سورت کی اسی زمانے میں چند آیتیں نازل ہوئیں جن میں بدگمانی پھیلانے والوں کی سرزنش کی گئی اور مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ۔ کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں کی بابت بدگمانیوں سے بچیں ۔ ورنہ سخت سزا کے سزاوار ہوں گے ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت اور پاک دامنی کی شہادت ہمیشہ کے لیے قرآن کی آیتوں میں درج کی گئی ۔ مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کی گئی کہ پاکیزہ زندگی اختیار کریں ۔ اور اس کا طریقہ بتایا ۔ بیوہ عورتوں کو دوبارہ شادی کر لینے کی مصلحت سمجھائی گئی ۔ اسلامی سوسائٹی کو خرابیوں ، بدگمانیوں اور بے ہودہ باتوں سے پاک صاف رکھنے کے طریقے اس میں بتلا دیے گئے ہیں ۔

پھر ارشاد ہوا کہ زمین و آسمان کی رونق اللہ ہی کی روشنی کی بدولت ہے ۔ ورنہ سوا اندھیرے کے اور کیا دھرا ہے ۔ اسی کی تسبیح کرو ۔ اسی کی فرمانبرداری میں دل وجان سے مصروف ہو جاؤ ۔ اس سورت میں مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا ۔ کہ انہیں زمین کی بادشاہت دی جائے گی تاکہ ان کو اسلام کی خوبیاں اور برکتیں تمام دنیا میں پھیلانے کا موقع مل جائے ۔ پھر آپس میں مل جل کر رہنے کا طریقہ بتایا گیا ہے ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب وتعظیم کی ہدایت کی گئی ہے ۔ اور بتایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمہارا برتاؤ کیسا ہونا چاہیے :۔

Marfat.com

سورۃ النور مدنیۃ وھی اربع وستون ایۃ وتسع رکوعات

سورۃ کی اہمیت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَ فَرَضْنٰهَا وَ اَنْزَلْنَا

ایک سورت جو ہم نے اتاری اور لازم کیا اس کو اور اتاریں

فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (۱)

اس میں آیتیں واضح اور صاف تاکہ تم یاد رکھو

اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ

زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد پس مارو ہر ایک کو

مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ص

ان دونوں میں سے سو کوڑے

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا

یہ ایک سورت ہے جو ہم نے اتاری اور ذمہ پر لازم کی اور اس میں

فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (۱)

صاف صاف باتیں اتاریں تاکہ تم یاد رکھو

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ

زنا کرنے والی عورت اور مرد دونوں میں سے ہر ایک کے

مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ص

سو سو دُرّے مارو

فَرَضْنَا: فرض کیا ہم نے، ماضی کا صیغہ ہے ف۔ ر۔ ض سے۔ فرض کے معنی کسی کے ذمہ کچھ کام ڈالنا، لازم کرنا، یہ لفظ بہت جگہ آیا ہے۔ فرضٌ کے اور معنی بھی ہیں۔ اور بہ بوڑھے ہونے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے

فَارِضٌ: بوڑھے کے معنی میں اسی سے ہے جو سورۃ البقرۃ میں گذرا۔

اس سورت کو شروع ہی اس طرح کیا گیا ہے کہ شرع کے لفظ لفظ سے اس کی اہمیت ٹپکتی ہے۔ ارشاد ہے یہ سورت وہ ہے جسے ہم نے نازل کیا اور اس میں ایسے احکام بیان کیے جن کی اطاعت لوگوں پر فرض ہے اس کی آیتیں صاف ہیں جن کا مطلب سمجھنا کچھ مشکل نہیں تھوڑی ہی توجہ سے اس کے معنی عیاں اور مطلب واضح ہو جاتا ہے چونکہ اس سورت کے نازل ہونے سے پہلے ایک ایسا افسوس ناک واقعہ پیش آیا تھا جس سے اجتماعی زندگی کے آرام وسکون میں سخت خلل واقع ہونے کا اندیشہ تھا۔ اس لیے اس کے الفاظ میں شان وشوکت بھری پڑی ہے اور نہایت وزنی الفاظ میں بری عادتوں سے روکا گیا ہے تاکہ لوگ ان الفاظ کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ اور برائیوں سے بچیں۔ اجتماعی زندگی اور درست سوسائٹی کے لیے زنا سے زیادہ ضرر رساں کوئی چیز نہیں۔ یہ حیا کا قلع قمع کر دیتی ہے اور یہی عزت اور وقار انسانی کے خاتمہ کا پیش خیمہ بھی ہے جس میں حیا نہیں وہ انسانیت کی شان سے کوسوں دور ہے حکم ہے کہ زنا کار مرد اور عورت کو پکڑ کر سو سو کوڑے ہر ایک کے لگاؤ۔

Marfat.com

مجرم کی سزا

وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ

اور نہ پکڑے تم کو ان کے ساتھ نرمی اور رحم اللہ کے حکم کے اندر

اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

اگر ہو تم ایمان لائے اللہ پر اور دن پر

الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ

جو سب کے بعد آئیگا اور چاہیے کہ دیکھیں سزا اُن کی کچھ لوگ

مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾

ایمان والوں میں سے

وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ

اور تم ان پر ترس نہ کھاؤ اللہ کے حکم چلانے میں

اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

اگر تم اللہ پر اور آخرت کے دن پر

الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ

یقین رکھتے ہو اور ان کا مارنا کچھ

مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾

مسلمان لوگ دیکھیں

ارشاد ہے کہ زنا کار مرد اور عورت کی سزا یعنی ہر ایک کے سو سو کوڑے لگانا شرعی حد اور قانونی سزا ہے۔ اور اللہ عزوجل نے انسان کے لیے دنیا میں زندگی بسر کرنے کا جو طریقہ مقرر کیا ہے۔ اس کی رو سے اس کی سزا کا ایسے مجرموں کو دیا جانا ضروری ہے۔ اس لیے جب جرم ثابت ہو جائے۔ تو پھر سزا دینے میں کوئی حیل حجت نہیں چل سکتی مجرم پر ترس نہ کھانا چاہیے۔ اور نہ اس کی دولت، مرتبہ یا دیگر تعلقات کی بنا پر کوئی اس کی رعایت کرنی چاہیے۔ اگر تم اللہ پر واقعی ایمان لے آئے اور آخرت پر یقین رکھتے ہو۔ تو دنیا میں اللہ کی مقرر کی ہوئی سزائیں بلا رو رعایت اور بغیر کسی قسم کے پس و پیش کے مجرموں کو دو۔ یہ بھی نہ ہونا چاہیے کہ سزا چپکے سے سب سے چھپا کر دی جائے۔ دوسروں کی عبرت کے لیے ضروری ہے کہ ایسے حیا سوز کام کرنے والوں کو برملا سب کے سامنے کوڑے لگائے جائیں تاکہ ان کی سزا اور رسوائی دیکھ کر دوسرے ایسے کاموں سے بچیں۔

اس آیت میں زنا کی عام سزا بتائی گئی ہے۔ زنا جیسا قبیح فعل غیر شادی شدہ نوجوان مرد و عورت ہی سے صادر ہو تو ہو شادی کے بعد تو اسلامی سوسائٹی میں اس کا گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لیے شادی شدہ مرد یا عورت اگر اس بلا میں مبتلا ہو تو وہ ایک غیر معمولی اور شاذ و نادر صورت ہوگی اور اس کی سزا بھی زیادہ سخت ہوگی۔ مضمون کی طرف آگے کی آیت میں اشارہ ہے۔

Marfat.com

بے حیائی کی روک تھام

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ز
زنا کار مرد نہیں نکاح کرتا مگر زنا کار عورت یا مشرکہ سے
وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ج
اور زنا کار عورت نہیں نکاح کرتا اس سے مگر زنا کار مرد یا مشرک
وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (۳)
اور حرام کر دیا گیا یہ سب ایمان والوں پر

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ز
بدکار مرد نکاح نہیں کرتا مگر بدکار عورت یا شرک کرنے والی سے
وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ج
اور بدکار عورت سے نکاح نہیں کرتا مگر بدکار مرد یا مشرک
وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (۳)
اور حرام ہوا ہے یہ ایمان والوں پر

ارشاد ہے کہ جس مرد کو زنا کی بدعادت پڑ گئی ہو۔ اس سے نکاح کرنا وہی عورت پسند کرے گی۔ جو خود زنا کی عادت میں مبتلا ہو۔ عفیفہ اور پاک دامن کبھی زنا کار مرد سے شادی کرنے پر راضی نہ ہو گی۔ اور پاک باز مرد فاحشہ عورت سے شادی کرنا پسند نہیں کرے گا۔ ہاں شادی سے پہلے زانی اور زانیہ زنا سے توبہ اور آیندہ اس فعل شنیع سے باز رہنے کا عزم کر لیں تو پھر شادی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

ایمان والوں میں ایسا نہ ہونا چاہیے کہ شادی کے بعد بھی مرد یا عورت غیروں سے زنا جاری رکھے۔ شادی نکاح ہونا ہی اس لیے ہے کہ زنا سے بچا جائے۔ غیرت مند مرد کبھی پسند نہ کرے گا کہ اس کی منکوحہ کا کسی غیر مرد سے تعلق ہو اور نہ غیرت مند عورت اس کو گوارا کرے گی کہ اس کا خاوند کسی اور عورت سے ناجائز تعلق بھی رکھے۔

عرب میں بعض نادار مرد افلاس سے تنگ آ کر مالدار فاحشہ عورتوں سے شادی کر لیتے تھے تاکہ اس کی زنا کی کمائی سے ان کا بھی خرچ چلے۔ اس بے حیائی اور بے غیرتی کی اسلام نے روک تھام کر دی اور اس فعل کو انسانیت کے درجہ ہی سے گرا ہوا قرار دیا۔

ایسے ہی کوئی خود دار عورت کبھی پسند نہ کرے گی کہ بدکار مرد سے شادی کرے ہاں اگر دونوں بے حیا ہوں اور اخلاق کی پستی میں مبتلا ہوں تو اور بات ہے ۞

Marfat.com

(ب)

بے حیائی کی روک تھام

اسی طرح مومن مرد یا عورت کا مشرک مرد یا عورت سے باہم رشتہ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اس میں بہت سی معاشرتی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں۔ چونکہ اخلاق کا معیار دونوں کا ایک نہیں ہوتا۔ اس لیے آپس کی ناچاقی اور زندگی کے ایک وبال بن جانے کے خوف کے علاوہ اولاد کے بارے میں بہت مشکلات پیش آتی ہیں۔ اس کا ذکر سورۃ البقرہ میں گذر چکا ہے۔ مومن کا مشرکہ سے اور مشرک کا مومنہ سے شادی کا رشتہ اسلام میں قانوناً ممنوع ہے۔ البتہ اگر زانی کا عفیفہ سے یا عفیف کا زانیہ سے کسی وجہ سے نکاح کا رشتہ قائم ہو جائے تو اس کی قانونی حیثیت یہ ہے کہ محکمہ قضا کے سامنے پیش کیا جائے اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو عدالت دونوں میں تفریق کر دے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی سوسائٹی میں زنا کا امکان فقط غیر شادی شدہ نوجوان مرد و عورت میں ہے اس لیے اس کی روک تھام کے لیے اس سے پہلے آیت میں سزا مقرر کر دی گئی۔ شادی کے بعد زنا کا اسلامی سوسائٹی میں کوئی امکان ہی نہیں۔ اس لیے شادی شدہ مرد اور عورت اگر زنا میں مبتلا ہو جائیں۔ تو یہ ایک شاذ واقعہ ہو سکتا ہے اس لیے اس سزا میں کوئی حد صراحتاً قرآن میں نہیں ہے جیسے کہ اغلام کی حد کا صراحتاً کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان دونوں میں سے کوئی کام مسلمانوں کی شان اور اخلاق کے سراسر خلاف ہے۔ دونوں کی قباحت صراحتاً بیان کر دی گئی ہے لیکن ان میں سے ہر ایک کی سزا کو حاکم عادل کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

چنانچہ ایسے عادل حاکموں نے جن کی عدالت اور فہم میں شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔ ثبوت جرم کے بعد دونوں کی سزا اذیت کے ساتھ مار ڈالنا مقرر کی ہے اور ایسی سزا کا دیا جانا بھی معتبر ذرائع سے منقول ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی شدہ مرد اور عورت کے زنا میں مبتلا ہو جانے کی سزا جرم کے شرعی ثبوت کے بعد تورات کے حکم کے مطابق رجم یا سنگسار کر کے مار ڈالنا جاری کی۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ اور دیگر حاکموں نے اغلام اور شادی شدہ مرد اور عورت کے زنا کی سزا دونوں کا جان سے مار ڈالنا صرف تجویز ہی نہیں کیا۔ بلکہ عملاً اسے جاری بھی کیا۔ اس لیے کہ جو چیز انسانیت سوز اور دشمن حیا ہو۔ اس کا جڑ سے قلع قمع کرنا ہی سوسائٹی کو گندگی سے پاک رکھ سکتا ہے۔ سوسائٹی کے پاک رکھنے میں نام نہاد رحم و کرم یا کسی رو رعایت کا کوئی کام نہیں۔

Marfat.com

بے حیائی کی روک تھام (ج)

اس آیت میں غور کرنے سے یہ نکتہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ مُحْصِنْ شادی شدہ مرد اور مُحْصَنَہ شادی شدہ عورت کا نام کیوں رکھا گیا۔ مُحْصِنْ کے معنی ہیں۔ عورت کے گرد حفاظت کا قلعہ بنا دینے والا اور مُحْصَنَہ وہ عورت جو اس قلعہ میں پناہ گزین ہوگئی ہو۔ نام ہی میں زبردست اشارہ موجود ہے کہ اب نہ قلعہ دار یعنی مرد کو قلعہ کی حفاظت کے سوا کوئی کام ہے اور نہ عورت کو قلعہ سے باہر جانا چاہیئے۔ اس کے بعد مرد اگر زنا کرے تو اس نے خود قلعہ توڑ دیا۔ اور اگر عورت اس کی مرتکب ہو تو وہ قلعہ کی حفاظت سے نکل گئی۔ اب یہ دونوں سوسائٹی کے لیے بلائے بے درمان ہیں اور ڈاکوؤں کے مشابہ ہیں ان کے لیے فقط جرم کا لفظ جرم کافی نہیں، بلکہ یہ انسانیت سوز فعل قتل کے برابر ہے۔

اس کے بعد اس آیت میں اس سے بھی زیادہ واضح اشارہ کر دیا۔ کہ شادی کے بعد زنا مومن کی شان نہیں۔ یہ ان قانون شکن بدمعاشوں کا کام ہے۔ جو سوسائٹی میں کھلم کھلا ڈاکے ڈالتے ہیں یا ان کا جو سرے سے اللہ کو مانتے ہی نہیں یا مان کر دوسروں کی یا اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ انسانیت شکن ہیں اس لیے ان دونوں کی معمولی سزا نہیں ہوسکتی بلکہ ان کے وجود ہی سے دنیا کو پاک کر دینا چاہیئے۔

جن کا یہ خیال ہے کہ قرآن میں رجم کا ذکر نہیں۔ اس لیے مُحْصِنْ اور مُحْصَنَہ کو رجم کی سزا دینا قرآن پر زیادتی ہے۔ انہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ان ناپاک حرکتوں کی قباحت جرم کی حد سے آگے نکل چکی ہے۔ اس نکتہ کو ان پاک ہستیوں نے قرآن ہی کا مطالعہ کرکے سمجھا ہے۔ جس میں ان حرکتوں کی برائی بھی صرف زوردار اشاروں اور استعاروں میں سمجھائی ہے۔ گویا یہ اس قابل بھی نہیں۔ کہ صاف لفظوں میں ان کا ذکر کیا جائے۔ اس سے انہوں نے اندازہ کرلیا۔ کہ ان کاموں کا کرنے والا مرد یا کرنے والی عورت سوسائٹی کے لیے زہر قاتل ہیں۔ ان کے ساتھ رعایت کرنا انسانیت کی تباہی کا دروازہ کھولنا ہے۔ اس لیے انہوں نے ان کی پاداش وہی ٹھیک سمجھی۔ جو تورات میں مقرر کی گئی تھی اور جس کو یہودیوں نے نظر انداز کر دیا تھا۔ بلکہ جس کا سرے سے انکار ہی کر دیا تھا۔ اور محصن اور محصنہ کے فیصلے اپنے عالموں کے پاس نہیں لے جاتے تھے۔ بلکہ رسول اسلام کے پاس لاتے تھے۔ اس امید پر کہ یہ ان کی رعایت کرکے انہیں رجم سے بچا لیں۔ قرآن حکیم میں آپ سے کہا گیا۔ کہ نہیں ان کا فیصلہ تورات کے حکم کے مطابق کرو۔ اس سے بھی آپ نے یہ نتیجہ نکالا کہ رجم قانونِ عدل ہے اور اسلام میں جاری ہونا چاہیئے۔

Marfat.com

تہمت کی سزا

وَ الَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ ثُمَّ لَمۡ یَاۡتُوۡا

اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاک دامنوں کو پھر نہ لائیں

بِاَرۡبَعَۃِ شُہَدَآءَ فَاجۡلِدُوۡہُمۡ ثَمٰنِیۡنَ

چار مرد گواہ پس کوڑے لگاؤ اسّی

جَلۡدَۃً وَّ لَا تَقۡبَلُوۡا لَہُمۡ شَہَادَۃً اَبَدًا ۚ

کوڑے اور نہ قبول کرو ان کی گواہی کبھی

وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۴﴾

اور یہ لوگ وہی یقیناً فاسق ہیں

وَ الَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ ثُمَّ لَمۡ یَاۡتُوۡا

اور جو لوگ عیب لگاتے ہیں پاک دامنوں کو اور پھر

بِاَرۡبَعَۃِ شُہَدَآءَ فَاجۡلِدُوۡہُمۡ ثَمٰنِیۡنَ

چار مرد گواہ نہ لائیں تو ان کو اسّی کوڑے

جَلۡدَۃً وَّ لَا تَقۡبَلُوۡا لَہُمۡ شَہَادَۃً اَبَدًا ۚ

مارو اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو

وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۴﴾

اور وہی نافرمان لوگ ہیں

اَلۡمُحۡصَنٰتِ: (منکوحہ عورتیں) یہ لفظ سورۃ النساء میں گذر چکا ہے یہاں پاک دامن عورتوں کا ذکر کیا ہے لیکن پاک دامن مردوں کا بھی یہی حکم ہے۔

سوسائٹی کو پاک رکھنا انسان کا سب سے پہلا فرض ہے۔ سوسائٹی فقط لوگوں کے ایک جگہ جمع ہو کر رہنے کا نام نہیں ہے بلکہ ان کے اندر ایسا تعلق قائم کرنے کا نام ہے جس سے اجتماع کی روح پیدا ہو جائے۔ یہی جماعتی روح ہے جس کا اثر افراد کو کچھ کا کچھ بنا دیتا ہے۔ اس لیے ہر شخص کا فرض ہے کہ سوسائٹی کو بُرے اخلاق سے بچائے تاکہ اس کے اندر صاف ستھری اجتماعی روح پیدا ہو۔ پہلی آیتوں میں زنا کی سزا بیان کی گئی ہے کیونکہ یہ ایک گندگی ہے جو پورے معاشرے کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔

اس آیت میں کسی پر خواہ مخواہ تہمت لگانے کا بیان ہے اور یہ بھی وہ چیز ہے کہ جس سے تعلقات خراب ہوتے ہیں اور سوسائٹی بگڑتی ہے۔ کوئی شخص کسی کی بابت کوئی بُری بات منہ سے نکال کر اس کی آبروریزی کرے اور پھر اس کو ثابت کرنے کے لیے عدالت میں چار معتبر گواہ پیش نہ کر سکے اور گواہ بھی ایسے جو گواہی کے معیار پر پورے اترتے ہوں تو اسے اسّی کوڑے لگائے جائیں گے اور آئندہ کسی معاملہ میں اس کی گواہی معتبر نہ ہوگی۔

ایسے لوگ جو نیک لوگوں کو بدنام کرنا کھیل سمجھتے ہیں بُرے آدمی ہیں۔ وہ شرع کے قانون کی حد سے باہر نکل جانے والے لوگ ہیں اور فاسق کہلانے کے مستحق ہیں۔

Marfat.com

بیوی پر تہمت

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَ
مگر وہ جو توبہ کرلیں پیچھے اس کے اور
أَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥﴾
سنور جائیں پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے
وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن
اور جو لوگ تہمت لگائیں اپنی بیویوں کو اور نہ ہوں
لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ
ان کے گواہ مگر وہ خود

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَ
مگر جنہوں نے اس کے بعد توبہ کرلی اور
أَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥﴾
سنور گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے
وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن
اور جو لوگ عیب لگائیں اپنی بیویوں کو اور ان کے پاس سوا
لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ
ان کی اپنی جان کے گواہ نہ ہوں

يَرْمُونَ (تہمت لگائیں) مضارع کا صیغہ ہے۔ ر م ی سے یہ لفظ پچھلے سبق میں بھی گذر چکا ہے۔ رَمْی کے اصل معنی ہیں کوئی چیز مثلاً تیر وغیرہ دور سے پھینک کر مارنا جس سے انسان زخمی ہو جائے۔ زبان سے کسی کی بابت بُرے الفاظ بھی گویا تیر ہی مارنا ہے۔ اگر کسی کی بابت لوگوں کے سامنے کسی نے کہہ دیا کہ اس نے زنا کیا ہے تو اس نے اس کی عزت اور شہرت کو کو اس قدر زخمی کر دیا۔ کہ کوئی تیر بدن کو کیا زخمی کرے گا۔ اس کو قانون میں قَذْف کہتے ہیں۔ اور اس کی سزا اگر چار گواہ پیش نہ کرے تو اسّی کوڑے لگانا ہیں جسے حدِّ قذف کہتے ہیں۔

انسان کو لازم ہے کہ دوسرے کو بدنام نہ کرے ورنہ بڑے فساد کھڑے ہونے کا اندیشہ ہے۔ یہ تو قذف کی عام صورتوں کی سزا ہوئی۔ لیکن اگر ایک شخص اپنی بیوی کی بابت ایسی بات کہے یعنی کہ اس نے زنا کیا تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیئے؟

عام قانون کے مطابق اسے چار گواہ اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لیے پیش کرنے چاہیئں۔ اگر گواہ معتبر پیش کردے تو اس کی بیوی کو سزائے رجم دی جائے گی۔ جو مُحْصَنَہ کو زنا کی سزا دی جاتی ہے۔ لیکن اگر گواہ نہیں ہیں تو بھی معاملہ کو یونہی نہ چھوڑ دیا جائے گا۔ کیوں کہ ایسی بات منہ سے نکالنے کے بعد میاں بیوی کے تعلقات خوشگوار نہیں رہ سکتے۔ ایسی صورت میں لعان کا حکم ہے۔ جو آگے کی آیتوں میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

Marfat.com

لِعان (الف)

فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ
پس گواہی ان میں سے ایک کی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کی قسم کھا کر
اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ
کہ وہ ہے سچ بولنے والوں میں سے اور پانچویں یہ کہ
لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ
لعنت اللہ کی اس پر اگر ہے وہ
مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۷﴾ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ
جھوٹ بولنے والوں میں سے اور ٹل جائے گی عورت سے سزا
اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ
یوں کہ گواہی دے چار بار گواہی اللہ کی قسم کھا کر

فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ
تو ایسے شخص کی گواہی کی صورت یہ ہے کہ چار بار گواہی اللہ کی قسم کھا
اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ
کر دے کہ بے شک وہ سچا ہے اور پانچویں بار کہے کہ اللہ
لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ
کی پھٹکار ہو اس پر اگر وہ
مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۷﴾ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ
جھوٹا ہو اور عورت کی سزا یوں ٹل جائے گی
اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ
کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر چار بار گواہی دے

یَدْرَؤُا دور کردے گی۔ ٹلا دے گی۔ مضارع کا صیغہ ہے د۔ر۔ء سے دَرْءٌ کے معنی دفع کرنا۔ دور کردینا۔ یعنی عورت کا چار بار گواہی دینا اس پر سے سزا ٹلا دے گا۔

جو مرد اپنی عورت پر زنا کا الزام لگائے اور چار گواہوں سے اپنا دعویٰ ثابت نہ کرسکے تو اس مرد سے کہا جائے گا کہ عدالت میں چار مرتبہ صاف صاف کہے کہ اللہ کی قسم میں جو کہہ رہا ہوں۔ اس میں یعنی اپنی عورت پر زنا کا الزام لگانے میں بالکل سچا ہوں۔ کوئی بناوٹی بات نہیں کہہ رہا ہوں۔ اس کا چار بار انہی الفاظ کا دہرانا گویا چار مردوں کے قائمقام ہوا۔ اس کے بعد پانچویں دفعہ یہ الفاظ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر خدا کی لعنت۔ اگر مرد یہ مقررہ الفاظ مقررہ عدد کے مطابق کہنے سے انکار کرے تو اسے قید کیا جائے گا اور وہ اس وقت تک نہ چھوٹے گا۔ جب تک وہ یہ الفاظ نہ کہے یا اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار نہ کرے۔ جھوٹا ہونے کا اقرار کرے گا تو اس پر حد قذف جاری ہوگی یعنی اسی کوڑے لگیں گے۔

اگر مرد نے یہ الفاظ کہہ دیئے تو پھر عورت سے کہا جائے گا۔ کہ وہ چار مرتبہ وہ الفاظ کہے جن کا بیان آگے اسی آیت کے بقیہ حصے میں ہے۔ اگر عورت ان الفاظ کے کہنے سے انکار کردے یا مرد کے قول کو سچا کہہ دے تو اس پر حد زنا (رجم) جاری ہوگی:

Marfat.com

لعان (ب)

اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۸﴾ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ
کہ وہ شخص البتہ جھوٹوں میں ہے اور پانچویں دفعہ یہ کہ
غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۹﴾
غضب اللہ کا اس عورت پر اگر ہو وہ شخص سچوں میں
وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ
اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اس کی رحمت
وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾
اور یہ کہ اللہ معاف کرنے والا ہے حکمت والا (تو مشکل پڑتی)

اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۸﴾ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ
کہ البتہ وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں بار کہے کہ اللہ
غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۹﴾
کا غضب آئے اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہے
وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ
اور اگر تمہارے اوپر اللہ کا فضل نہ ہوتا اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور
وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ ع
یہ کہ اللہ معاف کرنے والا اور حکمت والا ہے تو کیا کچھ نہ ہوتا

مرد کے لعان کے مقررہ الفاظ کہہ دینے کے بعد عورت سے کہا جائے گا کہ اگر اسے بچنا ہے تو چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ البتہ یہ شخص (یعنی اس کا خاوند) جھوٹا ہے اور پانچویں بار کہے کہ اگر یہ مرد اپنی اس بات میں سچا ہو تو اس عورت پر اللہ کا غضب نازل ہو۔ اگر عورت ان الفاظ کے کہنے سے انکار کرے تو اسے قید کیا جائے گا اور مجبور کیا جائے گا۔ کہ یا تو یہ الفاظ کہے یا مرد کے دعوے کو صاف طور پر سچا کہے۔ اگر سچا کہہ دیا۔ تو اس عورت پر زنا کی حد جاری ہو گی جو رجم ہے اور جس کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔ اور اگر عورت نے بھی الفاظ مذکورہ کہہ دیئے جیسے مرد نے کہے تھے تو لعان ختم ہوا اور اب اس عورت کے ساتھ میاں بیوی کی طرح رہنا مرد کے لیے حرام ہو گیا۔ پھر اگر مرد نے طلاق دے دی تو جھگڑا مٹا۔ ورنہ قاضی (حاکم) دونوں کو جدا کر دے گا اور اس کا جدا کر دینا طلاق بائن میں شمار ہو گا۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ لعان کا حکم اللہ کا فضل ہے اور اس کی رحمت۔ ورنہ یا تو زوج پر حد قذف آتی۔ کیوں کہ وہ چار گواہ نہیں لا سکا اور یا خاموش رہتا تو دل میں عمر بھر گھٹتا۔ اس سبب سے لعان کے قانون کی بدولت دونوں کی جان چھوٹی۔ ادھر مرد قذف سے بچ گیا۔ ادھر عورت کی پردہ پوشی ہو گئی اور حد سے بچ گئی۔ اب جو ان میں سے واقعی جھوٹا ہے اور گنہ گار ہے وہ اللہ سے توبہ کرے۔

اللہ معاف کرنے والا ہے اور وہ سب باتوں کی حکمت جانتا ہے۔

Marfat.com

جھوٹا طوفان (الف)

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُو بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ
تحقیق جو لوگ لائے جھوٹا طوفان ایک گروہ میں
مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ
تمہیں میں سے نہ گمان کرو اسے برا اپنے لیے بلکہ وہ
خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم
بہت اچھا ہے تمہارے لیے ہر ایک آدمی کے لیے ان میں سے
مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ
وہ ہے جو کمایا اس نے گناہ سے اور جس نے اٹھایا
كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۱۱)
بڑا حصہ اس کا ان میں سے اس کے لیے عذاب بڑا ہے

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُو بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ
جو لوگ یہ طوفان لائے ہیں تم ہی میں کی ایک جماعت
مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ
ہیں تم اس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے
خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم
حق میں بہتر ہے ان میں سے ہر آدمی کے لیے وہ گناہ ہے
مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ
جو اس نے کمایا اور جس نے اس کا بڑا بوجھ اٹھایا
كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۱۱)
اس کے لیے بڑا عذاب ہے

اِفْکٌ (سراسر جھوٹ بالکل دل سے گھڑی ہوئی بات): یہاں اس سے مراد وہ بے بنیاد بات ہے جو منافقوں کے سردار عبد اللہ بن ابی نے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا منہ سے نکالی۔

ہجرت کے چھٹے سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بنی مصطلق سے مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ واپس مدینہ تشریف لا رہے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں۔ اور آپ ایک تنہا اونٹ پہ پردہ دار ہودہ میں الگ سوار ہوتی تھیں۔ راستہ میں ایک منزل پر پڑاؤ ہوا۔ ہودہ اونٹ سے نیچے اتار کر حسب عادت علیحدہ رکھ دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عائشہ رض کو قضائے حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی اور ہودہ سے نکل کر جنگل میں چلی گئیں۔ رات کا وقت تھا۔ وہاں ان کا ہار گر کر ٹوٹ گیا۔ اس کے ڈھونڈنے میں کچھ دیر میں قافلہ روانہ ہو گیا۔ اونٹ والے نے حضرت عائشہ رض کا ہودہ جس پہ پردہ پڑا ہوا تھا اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا یہ خیال کر کے کہ حضرت عائشہ رض اندر ہی ہوں گی اور روانہ ہو گیا۔ حضرت عائشہ رض جب جنگل سے واپس آئیں تو دیکھا کہ قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ آپ صبر و استقلال کے ساتھ اسی جگہ ٹھیر گئیں کہ کوئی تو ڈھونڈنے آئے گا۔ رات تھی نیند آ گئی تھوڑی دیر بعد حضرت صفوان بن معطل رض جو قافلہ کے پیچھے رہا کرتے تھے تا کہ کوئی چیز رہ گئی ہو تو اٹھا کر ساتھ لے لیں صبح کے وقت وہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ کوئی تنہا سو رہا ہے گھبرا گئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ کھل گئی اور صفوان نے پہچان کر اپنا اونٹ بٹھا دیا اور حضرت عائشہ رض اس پر سوار ہو گئیں اور یہ پیدل نکیل پکڑ کر انہیں دوپہر کے وقت قافلہ میں لے آئے:

Marfat.com

جھوٹا بہتان (ب)

عبداللہ بن اُبی تو ایسے موقعوں کی تاک میں رہتا تھا۔ اس بدبخت نے منہ سے ایسی بات نکالی جس کو سُن کر دل لرزتا ہے۔ بے ہودہ بکواس شروع کر دی اور مدینہ میں ایک ماہ تک شہر بھر میں یہی چرچا رہا۔ کچھ لوگ بھدے مگر چھل بٹوں سے ناواقف مسلمان بھی اس سے متاثر ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا۔ آپ افواہ سنتے اور خاموش رہتے۔ دل ہی دل میں گھٹتے۔ حضرت عائشہؓ کو ایک ماہ بعد خبر ہوئی۔ کہ ان کے خلاف کیا طوفان اٹھایا گیا ہے۔ غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا اور بیمار ہو گئیں۔ رات دن سوا رونے کے کچھ کام نہ تھا۔ آخر کار یہ مصیبت بھرے دن تمام ہوئے۔ قرآن مجید میں آیتیں نازل ہوئیں جو یہاں سے شروع ہو کر پورے دو رکوع میں ختم ہوتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین ہو گیا کہ یہ سب باتیں سوا جھوٹ اور بہتان کے کچھ نہیں۔ ارشاد ہے کہ جنھوں نے یہ بہتان باندھا ہے۔ وہ وہ لوگ ہیں جو زبان سے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمانوں کی ہی جماعت میں شمار کرتے ہیں۔ انہی میں سے چند لوگوں نے یہ بات گھڑی ہے اور کچھ اور لوگ ان کی چال سے ناواقف ان کی باتوں میں آگئے۔ مگر اللہ کا فضل ہے کہ جمہور مسلمان ان کو سراسر جھوٹا جانتے ہیں اور ان کے داؤ میں نہیں آئے۔

اس بہتان سے گھر والوں کو اور سچے مسلمانوں کو صدمہ تو بہت پہنچا لیکن انہیں یقین رکھنا چاہیئے کہ اس سے ان کا کچھ بگڑا نہیں بلکہ انجام کار اس میں ان کے لیے بہتری ہی بہتری ہے۔ ایسے صدمے کو صبر سے برداشت کرنے کا پھل بہت اچھا ہوتا ہے۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گھر والوں کی پاکیزگی اور بے گناہی کی اللہ عزوجل نے خود اپنی شہادت ہمیشہ کے لیے قرآن حکیم میں ثبت کر دی۔ اب تمہارا ذکر خیر ہمیشہ قرآن پڑھنے والوں کی زبان پر جاری رہے گا۔ جو لوگ اس گناہ عظیم میں جس حد تک شامل ہیں۔ اسی حد تک ان کو دنیا کی ذلت اور رسوائی اور آخرت کا عذاب بھگتنا پڑے گا اور جو اس طوفان کا سرغنہ ہے۔ اس کے لیے تو بہت ہی بڑا عذاب تیار ہے اور دُنیا میں بھی اس کی خباثت اور بدطینتی کا ڈنکا بج جائے گا۔ یہ سرغنہ منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی تھا۔ اس کا نام ہمیشہ نفرت اور حقارت سے لیا جائے گا۔

Marfat.com

ٹھیک طرزِ عمل

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ
کیوں نہ جب سنا تھا تم نے اسے گمان کیا مسلمان مردوں
وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّ قَالُوْا
اور عورتوں نے آپس والوں پر نیک اور کہا
هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ (۱۲) لَوْلَا جَآءُوْ
یہ بیاہ جھوٹ ہے ظاہر کیوں نہ لائے وہ
عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ
اس پر چار مرد گواہ

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ
کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اسے سنا تو مسلمان مردوں
وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا
اور عورتوں نے اپنے لوگوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور کہا ہوتا
هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ (۱۲) لَوْلَا جَآءُوْ
کہ یہ صریح طوفان ہے کیوں نہ لائے وہ
عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ
اس پر چار مرد گواہ

جو لوگ اسلام میں داخل ہو گئے اور پچھلی بداعمالیوں سے توبہ کرلی۔ اور آیندہ پاک صاف زندگی بسر کرنے کا اقرار کرلیا۔ انہیں آپس میں ایک دوسرے کی دست درازیوں سے بالکل نڈر ہو جانا چاہیئے۔ انہیں ایک دوسرے پر پورا اعتماد ہونا چاہیئے۔ کہ ہم میں سے ہر ایک دوسرے کی جان و مال، عزت اور آبرو کی حفاظت کرے گا۔ اور اسلامی سوسائٹی کا دامن گناہوں کے بدنما داغ سے بچائے گا۔

جب ہر ایک یہ عزم کر چکا۔ تو ایسی بے بنیاد افواہوں کی بنا پر صاف ستھری فضا کے مکدر ہو جانے کا کوئی موقعہ ہی نہیں۔ سننے کے ساتھ ہی ہر ایک کے منہ سے بے ساختہ نکلنا چاہیئے۔ کہ حاشا و کلا یہ سراسر افترا پردازی ہے اور مسلمانوں میں خواہ مخواہ بے چینی پھیلانے کے لیے خفیہ دشمنوں نے سازش کرکے یہ جال پھیلایا ہے۔ غلط افواہ سے آپس میں بدگمانی پھیلانا اور نیک لوگوں پر جھوٹی تہمتیں لگانا شیطانی کام ہے۔ مفسدوں کی زبان بند کرنے کے لیے یہ قانون مقرر کردیا گیا ہے کہ کوئی کسی پر بدکاری کا الزام نہ لگائے۔ جب تک اس کے ثابت کرنے کے لیے چار شرعی گواہ اس کے پاس موجود نہ ہوں۔ اس کے بغیر اگر کوئی کسی کو بدنام کرنے کے لیے ایسی ویسی بات منہ سے نکالے تو سب کو بالاتفاق کہہ دینا چاہیئے۔ کہ تیری بات سراسر جھوٹ ہے۔ افترا پردازی ہے۔ اسلامی سوسائٹی میں ایسا کام کوئی نہیں کرسکتا۔ پاک باز لوگ اس سے کوسوں دور ہیں۔

Marfat.com

سراسر جھوٹے

فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ
پس جب نہ لائے وہ گواہ تو وہ لوگ اللہ کے نزدیک
هُمُ الْكٰذِبُوْنَ (۱۳) وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
وہی جھوٹے ہیں اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر
وَرَحْمَتُهٗ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِىْ مَآ
اور اس کی رحمت دنیا میں اور آخرت میں تو آ پڑتی تم پر اس میں کہ
اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۱۴)
زبان کھولی تم نے جس میں آفت بڑی

فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ
پھر جب شاہد نہ لائے تو وہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے نزدیک
هُمُ الْكٰذِبُوْنَ (۱۳) وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
جھوٹے ہیں اور اگر تم پر اللہ کا فضل
وَرَحْمَتُهٗ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِىْ مَآ
اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں نہ ہوتی۔ تو ایسا چرچا
اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۱۴)
کرنے میں تم پر کوئی بڑی آفت پڑتی

اسلامی سوسائٹی میں ایک دوسرے کی پاک بازی کا یقین اور اس کی نیک چلنی پر اعتماد ضروری ہے۔ اس کی بنیاد خیالات کی پاکیزگی اور دوسروں کے ستانے سے کلی پرہیز پر ہے۔ اسلامی برادری میں رات دن یہ سکھایا جاتا ہے کہ فحش باتوں اور کاموں سے بچو۔ گناہ کے پاس نہ جاؤ۔ اللہ کا ڈر اور خوف ہر وقت دل میں رکھو وہ تمہاری چھپی اور کھلی باتوں سے بخوبی واقف ہے۔ اسلام میں دوسرے کی آبروریزی خود اپنی آبروریزی کے برابر رکھی گئی ہے۔ اس میں آپس کی ہمدردی اور ایک دوسرے کی مدد کی ہر وقت ہدایت کی جاتی ہے۔ پرہیزگاری اور تقویٰ کی شروع ہی سے تعلیم دی جاتی ہے ایسے ماحول میں بدگمانی کا بالکل گذر نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی کسی پر الزام لگائے تو چار سچے گواہوں کی گواہی سے اسے ثابت کرے۔ ورنہ بالکل خاموشی اختیار کرے۔ اس کے بغیر زبان کھولے گا تو وہ اللہ کے نزدیک جھوٹا ہے۔

جنہوں نے ام المومنین کی بابت سراسر غلط افواہ پھیلائی ہے۔ انہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ان پر اللہ کا غضب ٹوٹ پڑتا اور بڑی آفت آتی۔ فقط اس وجہ سے بچ گئے کہ مسلمانوں پر دنیا و آخرت دونوں میں اللہ کا فضل ہے اور اس کی رحمت برستی رہتی ہے۔ اللہ عزوجل نے اس جرم سے توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرمائی۔ کچھ لوگوں پر حد قذف جاری کرکے پاک کر دیا اور خبیث لوگوں کو ذلیل کرکے چھوڑ دیا۔

Marfat.com

عذاب کی وجہ

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ

جب لیتے تھے تم اس کو اپنی زبانوں سے اور کہتے تھے تم

بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ

اپنے منہ سے وہ جو نہیں تمہیں اس کا علم

وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ

اور گمان کرتے ہو تم اسے ہلکا اور وہ اللہ کے نزدیک

عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ

بڑا ہے اور کیوں نہ جب سنا تم نے اسے کہا تم نے

مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ

نہیں ہمارے لیے کہ بولیں ایسی بات

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ

جب تم اس کو زبان پر لانے لگے اور منہ سے کہنے لگے

بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ

وہ بات جس کی تمہیں خبر نہیں

وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ

اور تم اسے ہلکی بات سمجھتے ہو اور وہ اللہ کے نزدیک

عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ

بہت بڑی بات ہے اور کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اسے سنا تھا کہا ہوتا

مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ

ہمیں لائق نہیں کہ ایسی بات منہ پر لائیں

سوسائٹی کا پاک صاف رکھنا مسلمانوں کا اجتماعی فرض ہے سوسائٹی فقط ایک جگہ اکٹھے ہو جانے سے نہیں بنتی بلکہ افراد کے اندر ایسا گہرا ربط و ضبط پیدا ہو جانے سے بنتی ہے جس سے لوگوں کے اس گروہ میں دلی اتفاق پیدا ہو جائے گویا اجتماع ایک بدن ہو اور آپس کا اچھا میل جول اس کی روح۔ یہ دونوں مل کر ایک زندہ چیز بن جاتے ہیں جسے سوسائٹی کہیں گے اور پھر اس کا حکم ہر ایک پر چلے گا سوسائٹی اس طرح بنتی ہے کہ خود لوگوں کے اندر ایک اعلیٰ خلق والا شخص پیدا ہو پھر ہر فرد اپنا خلق اس کے خلق کے نمونے پر ڈھالے یہاں تک کہ خلق کا ایک معیار قائم ہو جائے۔ اب اسی معیار پر آئندہ ہر فرد کا خلق ڈھالا جائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق معیاری ہے اور اسی کے مطابق سوسائٹی بنے گی۔ جو اس نمونہ کے مطابق نہ چلے گا۔ اس پر اللہ کا غضب نازل ہوگا۔ بعض لوگ اس موقعہ پر جس کا اس آیت میں بیان ہے اس معیار سے ہٹ گئے تھے۔ انہوں نے بدزبانی کر کے دوسروں کو اس بلا میں پھنسانا چاہا تھا ان کو خبردار کیا گیا ہے کہ ایسی افواہ پھیلانا سخت جرم ہے۔ بلا تحقیق جو دوسرے کہیں وہی کہنے لگنا حدود شرعی سے باہر نکل جانا ہے اس کو معمولی بات نہ سمجھنا چاہیے اس سے سوسائٹی کے درہم برہم ہو جانے کا خوف ہے جس پر جرم ثابت ہو جائے اسے ضرور سزا دو لیکن وہم و گمان کی بنا پر یا کسی کے کہنے سننے سے کسی پر برائی کی تہمت نہ لگاؤ زبان بند رکھو کسی کے بدنام کرنے کو تم تو معمولی بات سمجھتے ہو لیکن اللہ کے ہاں یہ بڑا جرم ہے۔

Marfat.com

پھر نہ کرنا

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾
اللہ تو پاک ہے یہ ہے بہتان بڑا
يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا
نصیحت کرتا ہے تمہیں اللہ کہ پھر دوبارہ نہ کرو اس جیسا کام کبھی
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ
اگر مومن تم ایمان والے اور بیان کرتا ہے اللہ
لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾
تمہارے لیے گُر کی باتیں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾
اللہ تو پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے
يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا
اللہ تمہیں سمجھاتا ہے کہ پھر ایسا کام کبھی نہ کرو
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ
اگر تم ایمان رکھتے ہو اور اللہ تمہارے واسطے
لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾
پتے کی باتیں کھولتا ہے اور وہ سب جانتا ہے حکمت والا ہے

ارشاد ہے کہ اس قدر جھوٹ طوفان باتیں بعض لوگوں کی زبان سے نکلتے دیکھ کر تمہیں کہنا چاہیئے تھا کہ اے اللہ تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے یہ لوگ جو اتنی بے بنیاد بات منہ سے نکال رہے ہیں یہ تو بہت ہی بڑا بہتان ہے اس میں سچائی کی ذرا بھی جھلک نہیں ہے۔

پھر ارشاد ہے کہ اے مسلمانو! کان لگا کر سنو۔ اللہ عزوجل تمہیں سمجھائے دیتا ہے کہ پھر ایسی حرکت کبھی نہ کرنا۔ یہ ایمان والوں کے شایانِ شان نہیں کہ کسی پر بدگمانی کریں۔ کسی کی طرف سے برائی کا خیال بھی دل میں نہ گذرنا چاہیئے۔ یہ نہیں کیا ہوگیا کہ شریروں اور فسادیوں کی چال میں آگئے اور ایسے لوگوں کی طرف سے جن کا اخلاق دنیا بھر کے لیے معیار ہے، دل میں بُرے خیالات لانے لگے۔ ایمان والوں کو ایسی بدگمانیوں سے کوئی واسطہ نہیں۔ کسی کی طرف سے جو بُرا خیال کرے وہ بھی دراصل شیطان کے بہکانے میں آگیا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمہیں امن وامان وخیر وعافیت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے گُر بتاتا ہے۔ ان کو گرہ میں باندھ لو۔ اگر ان کو سیکھ کر ان سے کام نہ لیا تو اپنا سارا بھرم کھو بیٹھو گے اور عزت کرکری ہوجائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھتا ہے اور سب کی حقیقت جانتا ہے۔ تمہاری خیریت اسی میں ہے۔ کہ سوسائٹی کو اس کے حکم کے مطابق بُری باتوں سے پاک رکھو یہاں تک کہ منہ سے بھی بُری بات نہ نکالو۔

Marfat.com

بُری بات مت پھیلاؤ

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ
تحقیق وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں کہ پھیلے فحش بات
فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ
ان لوگوں کے اندر جو ایمان لائے ان کے لیے عذاب ہے دردناک
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ
دنیا میں اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم
لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ
نہیں جانتے اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر
وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۰﴾
اور اس کی رحمت اور یہ کہ اللہ شفیق اور مہربان ہے (تو شامت آجاتی)

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ
جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بدکاری کا چرچا ہو
فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ
ان کے لیے دردناک عذاب ہے
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ
دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور
لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ
تم نہیں جانتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور
وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۰﴾ ع
اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ شفیق اور مہربان ہے

ارشاد ہے کہ تم لوگ پاک صاف جب رہ سکتے ہو جب برائی کا خیال بھی دل میں نہ گذرے۔ بدکاری کا پھیلانا یا فحش باتیں منہ سے نکالنا سوا شریر اور بدمعاش لوگوں کے کسی کے کام کا ہو ہی نہیں سکتا۔ فحش اور بدی کی روک تھام کا ذریعہ یہ ہے کہ دل میں برائی کا خطرہ گذرے تو اس کا ذکر زبان پر نہ لائے اور اگر بے خیالی میں کوئی ایسی ویسی بات منہ سے نکل جائے تو لاحول اور استغفار پڑھے اور اس کا چرچا ہرگز نہ ہونے دے۔ یہ کام منافقوں کا ہے مومنوں کا نہیں کہ فحش باتیں منہ سے نکالیں۔ یا کسی کے سر خواہ مخواہ الزام تھوپیں۔ تمہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ جو لوگ برائی پھیلاتے ہیں فحش باتیں منہ سے نکالتے ہیں اور دوسروں کا نام لے کر برائی کا الزام لگاتے ہیں۔ ان پر دنیا میں بھی آفتیں پڑیں گی اور آخرت میں بھی سخت بے چین کر دینے والا عذاب ہو گا۔ جو خواہ مخواہ کسی کی آبرو کو بٹہ لگائے گا۔ اس کو خود ذلت اور رسوائی نصیب ہو گی۔ کوڑے لگائے جائیں گے اس کی گواہی معتبر نہ ہو گی۔ لوگوں میں رسوا ہو گا اور مرنے کے بعد الگ سزا بھگتے گا۔ شریر لوگوں سے اللہ عزوجل خوب واقف ہے تم منافقوں کی فریب کاریوں کو نہیں جانتے تمہیں ان کی باتوں میں نہ آنا چاہیئے۔ یہ فتنہ جو اٹھایا گیا ہے اس کا وبال سب پر پڑتا۔ اللہ نے اپنے فضل اور رحمت سے اسے رفع دفع کر دیا۔ یہ اس کی شفقت اور مہربانی تھی جس سے تم بچ گئے ورنہ نہ جانے کیا ہوتا۔

Marfat.com

شیطان کی چال

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ
اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پیچھے چلو قدموں کے
الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ
شیطان کے اور جو پیچھے چلے گا قدموں کے شیطان کے
فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ
پس تحقیق وہ تو حکم دے گا بے حیائی کا اور بُری بات کا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ
اے ایمان والو شیطان کے قدموں پر مت
الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ
چلو اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلے گا
فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ
سو وہ تو بے حیائی اور بُری بات ہی بتائے گا

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ: فحشا اور منکر کے معنی سورۃ الاعراف وغیرہ میں گذر چکے ہیں۔ سورۃ البقرہ میں کہا گیا ہے کہ شیطان کے قدموں پر مت چلو۔ سورۃ الاعراف میں بتایا گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فحش یعنی بے حیائی کے کاموں اور باتوں کو مجملہ اور برائیوں کے حرام اور ممنوع قرار دیا ہے۔ منافقوں کا ایمان تو دکھاوے کا ہوتا ہی ہے۔ انہوں نے موقعہ پاکر باوجود ممانعت کے فحش بات کا الزام بے گناہوں پر لگا دیا اور پھر اس کا اتنا چرچا کر دیا کہ چند سچے مسلمان بھی ان کے بہکاوے میں آگئے۔ اس لیے اس آیت میں دوبارہ ان باتوں کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے جو پہلے کہی جا چکی ہیں اور جو منافقوں کی شورش کی وجہ سے بعض مسلمانوں کے دھیان سے بھی اتر گئی تھیں۔

ارشاد ہے کہ شیطان ہمیشہ انسان کو بہکانے اور صحیح راستے سے ہٹانے پر تُلا ہوا ہے۔ اسی طرح جو لوگ اس کے چیلے ہو چکے ہیں۔ وہ بھی لوگوں کو اپنے ہی غلط راستے پر چلانا چاہتے ہیں۔ دیکھو تم لوگ اللہ پر ایمان لا چکے ہو۔ تمہیں کبھی شیطان اور اس کی پیروی کرنے والے لوگوں کی چال میں نہ آنا چاہیئے۔ یہ تو بس یہی چاہتے ہیں۔ کہ بے حیائی اور بدی کی طرف لوگوں کو دعوت دیں۔ اور نیک لوگوں کو بدنام کریں۔ تمہیں ہرگز ان باتوں میں نہ آنا چاہیئے اور ان کے اختیار کیے ہوئے راستے سے بچنا چاہیئے۔

Marfat.com

پاکیزگی

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ
اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت
مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ
نہ پاک صاف ہوتا تم میں سے کوئی کبھی اور لیکن
اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ
اللہ پاک صاف کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ
سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾
سننے والا جاننے والا ہے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ
اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی
مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ
تو تم میں سے کبھی ایک شخص بھی نہ سنورتا لیکن
اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ
اللہ جس کو چاہتا ہے سنوارتا ہے اور اللہ
سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾
سب کچھ سنتا جانتا ہے

ارشاد ہے کہ انسان کے ساتھ ہی اس کا ایک دشمن شیطان بھی پیدا ہو چکا ہے۔ جو اس کو خراب خواہشوں کے پھندے میں پھنسا کر اس سیدھے راستے سے جو اس کے لیے مقرر ہے ہر وقت ہٹانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ ایسے ایسے سبز باغ دکھاتا ہے کہ انسان اچھا خاصا سمجھ دار ہو کر بھی اس کے جال میں پھنس جاتا ہے۔ اور دنیا کے عارضی فائدوں ہی کو سب کچھ سمجھنے لگتا ہے۔

اس طوفانِ بدتمیزی میں اگر انسان کا کوئی ہاتھ پکڑنے والا ہوتا ہے تو وہ اس کا خالق اس کا مالک اللہ عزوجل ہے۔ بغیر اس کی طرف جھکے انسان کسی طرح سنبھل نہیں سکتا۔ خواہشوں کی تند آندھیاں اسے ڈگمگا دیتی ہیں۔ جذبات کی سخت موجیں تھپیڑے لگاتی ہیں۔

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ قدم قدم پر لڑکھڑاتا ہے ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھاتا ہے اس کا بیڑہ تو بالکل غرق ہو جاتا مگر اللہ عزوجل کے فضل اور اس کی رحمت نے اسے سہارا دے رکھا ہے اگر اس کی توجہ نہ ہو تو انسان پاک صاف نہیں رہ سکتا۔ یہ اسی کی مدد ہے کہ بہت سے لوگ گناہوں سے بچتے رہتے ہیں وہی گنہ گاروں کو توبہ کی توفیق دیتا ہے۔ ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ ہر فریادی کی آواز سنتا ہے۔ ہر ایک کے حالات بخوبی جانتا ہے۔ اگر وہ اپنے فضل سے کسی کو پاک نہ کرے اور اگر وہ اپنی رحمت سے اس کی صفائی ستھرائی نہ کرتا ہے تو نہ کوئی پاک ہو سکتا ہے نہ صاف ستھرا رہ سکتا ہے ؛

Marfat.com

درگذر

وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ
اور نہ قسم کھائیں بزرگی والے تم میں سے اور وسعت والے
اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ
کر دیں وہ قرابت والوں کو اور مسکینوں کو اور
الْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۠ۖ وَلْيَعْفُوْا
ہجرت کرنے والوں کو اللہ کی راہ میں اور چاہیئے کہ معاف کریں
وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ
اور درگذر کریں کیا نہیں پسند کرتے تم کہ بخش دے اللہ
لَكُمْ ۭ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۲۲
تمہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ
اور تم میں سے بڑے درجے والے اور کشائش والے
اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَ
اس سے قسم نہ کھا بیٹھیں کہ قرابتیوں اور محتاجوں کو
الْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۠ۖ وَلْيَعْفُوْا
اور اللہ کی راہ میں وطن چھوڑنے والوں کو دیں انہیں چاہیئے کہ
وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ
معاف کریں اور درگذر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف
لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۲۲
کردے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

لَا يَأْتَلِ (قسم نہ کھائیں) نہی کا صیغہ ہے اِئْتِلَاءٌ سے جس کا مادہ ا۔ل۔ی ہے اَلِیَّۃٌ قسم ہے۔ اِئْتِلَاءٌ قسم کھا بیٹھنا کہ یہ کام نہ کروں گا
مسلمانوں کو پچھلی آیتوں میں صاف حکم ہے کہ اس وقت تو تم لوگ شیطان اور اس کے انسانی چیلے چانٹوں کے بہکاوے میں آگئے اور ان کی چال میں پھنس گئے لیکن آئندہ ہرگز جھوٹی افواہوں کے پھیلانے والوں اور فحش باتوں کے چرچا کرنے والوں کا ساتھ کبھی نہ دینا۔

اس کے بعد اب آپس میں صلح صفائی اور میل جول کر لو اور تم میں سے مال دار لوگ جو غریبوں کی مالی امداد کرتے تھے وہ اس کو بدستور جاری رکھیں۔ ان میں سے اگر کوئی اس فتنہ میں نادانی سے پھنس گیا تھا تو اسے معاف کر دیں اور اس پر آئندہ غصّہ نہ کریں۔ اس کی خطا سے درگذر کریں اور ان مالداروں میں سے اگر کسی نے ناراض ہو کر قسم کھا لی تھی کہ میں آئندہ تہمت میں شامل ہو جانے والوں کی مالی مدد نہ کروں گا۔ تو وہ اپنی قسم توڑ ڈالیں اور اس کا کفارہ ادا کر دیں اور غریب کا وظیفہ بدستور جاری کر دیں۔ اللہ غفور رحیم سے تم دعا مانگتے رہو کہ وہ تمہارے گناہ معاف کر دے تمہیں بھی چاہیئے۔ کہ تم قصور واروں کا قصور معاف کر دو۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوبکرؓ نے یہ سُن کر اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور اپنے بھانجے مسطح کا وظیفہ دوبارہ جاری کر دیا جو اس طوفان میں شریک ہو گیا تھا اور آپ نے غصہ ہو کر اس کا وظیفہ بند کر دینے کی قسم کھا لی تھی ؛

Marfat.com

تہمت کا وبال

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ
تحقیق وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں باعفت بھولی
الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ص
ایمان والیوں کو لعنت کیے جائیں گے دُنیا میں اور آخرت میں
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۲۳) يَّوْمَ تَشْهَدُ
اور ان کے لیے عذاب بڑا جس دن گواہی دیں گی
عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ
ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں
بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۲۴)
اس کی جو تھے وہ کرتے

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ
جو لوگ پاک دامن بے خبر ایمان والیوں کو تہمت
الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ص
لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں پھٹکار ہے
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۲۳) يَّوْمَ تَشْهَدُ
اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے جس دن ان کی
عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ
زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں ظاہر کردیں گے
بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۲۴)
جو کچھ وہ کرتے ہیں

تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ : (بیان کردیں گے ان کے خلاف) یہ شَهَادَةٌ سے فعل مضارع ہے شہادت کے معنی بہت سے ہیں جو پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ یہاں تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ کا مطلب یہ ہے کہ ان کے خلاف صاف صاف بیان کردیں گے۔

ان آیتوں میں بہت زوردار طریقے سے نیک خواتین کے بدنام کرنے والوں کو دھمکایا گیا ہے۔ ارشاد ہے کہ جو لوگ بیاہی ہوئی پاک صاف بی بیوں کو جنہیں فحش باتوں سے کچھ سروکار نہیں اور اللہ پر ایمان رکھتی ہیں بدنام کرتے ہیں اور اپنی گندی ذھنیت کی بنا پر ان کی طرف گناہ کو منسوب کرتے ہیں۔ ان پر دُنیا اور آخرت دونوں کے اندر خدا کی مار پڑے گی۔ ایسی بی بیوں کو بدنام کرنا گناہ ہے۔

اس سے دنیا میں اجتماعی زندگی خراب ہوتی ہے۔ اس لیے اس کی سزا یہاں کوڑے لگانا ہے اور آخرت میں ایسے لوگوں کو بڑا سخت عذاب ملے گا۔ اس گھمنڈ میں نہ رہیں کہ قیامت کے دن وہ مکر سکتے ہیں۔ خود ان کی زبان اور چاروں ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے کہ انہوں نے ایک نیک بی بی پر جھوٹا الزام لگایا اور بُرے کام کیے ؞

Marfat.com

اعمال کی تقسیم

يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ
اس دن پوری دے گا انہیں اللہ ان کی سزا ٹھیک

وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ (۲۵)
اور جان لیں گے کہ اللہ ہی سچا حاکم اور بات کھولنے والا ہے

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ
گندی باتیں ہیں گندوں کے لیے اور گندے ہیں گندی باتوں کے لیے

وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ
اور ستھری باتیں ہیں ستھروں کے لیے اور ستھرے ہیں ستھری باتوں کے لیے

اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ
وہ بری ہیں اس سے جو وہ کہتے ہیں ان کے لیے

مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ (۲۶)
بخشش اور روزی باعزت

يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ
اس دن اللہ ان کو پوری سزا دے گا جتنی چاہیے

وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ (۲۵)
اور وہ جان لیں گے اور اللہ ہی سچا ہے کھولنے والا

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ
گندیاں ہیں گندوں کے لیے اور گندے ہیں گندیوں کے لیے

وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ
اور ستھریاں ہیں ستھروں کے لیے اور ستھرے ہیں ستھریوں کے لیے

اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ
وہ لوگ ان باتوں سے جو یہ کہتے ہیں بے لگاؤ ہیں ان کے واسطے

مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ (۲۶)
بخشش اور عزت کی روزی ہے

يُوَفِّي (پورا کردے گا) مضارع کا صیغہ ہے۔ تَوْفِيَةٌ سے جو و۔ف۔ی سے بنا ہے۔ وَفاء کے معنی حق ادا کرنا تَوْفِيَةٌ پورا پورا دینا۔
دِيْن (سزا) دین کے معنی بہت سے ہیں یہاں اس کے معنی سزا اور عوض کے ہیں۔ اَلْحَق کے معنی ہیں ٹھیک ٹھیک جیسا چاہیے سچا قیامت کے دن کوئی کسی کا نہ ہوگا خود اپنے ہاتھ پاؤں اور اعضا اپنے کہنے میں نہ رہیں گے، دنیا میں انسان کو بعض چیزوں پر جو عارضی اختیار ملا تھا۔ وہ چھین لیا جائے گا، بدن کا ہر حصہ یہاں تک کہ چمڑا بھی صاف صاف کہہ دیگا۔ کہ ہاں اس نے ہمارے ذریعہ فلاں گناہ کیا تھا۔ ارشاد ہے۔ کہ اس دن اللہ انہیں پوری پوری سزا دیگا۔ اور وہ یقین کرلیں گے کہ اللہ عزوجل واقعی موجود برحق ہے۔ اور سارے اعمال کا ٹھیک ٹھیک حساب جانتا ہے اور ہر عمل کی اس کے بالکل مناسب سزا دیگا آگے قاعدہ کلیہ بیان کردیا کہ گندی باتیں، گندی چیزیں اور گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی باتوں گندی چیزوں اور گندی عورتوں کے لیے ہوتے ہیں ستھری چیزیں ستھرے مردوں کے لیے اور ستھرے مرد ستھری چیزوں کے لیے ہوتے ہیں جن پر تم نے تہمت لگائی ہو وہ اس سے بالکل بری ہیں برا کہنے سے وہ برے نہیں ہوسکتے بلکہ ان کے صبر کے بدلے ان کی دوسری خطائیں بھی معاف کردی جاتی ہیں اور عزت کی روزی یعنی جنت ملے گی

Marfat.com

کسی کے گھر ملنے جانا

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا
اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت داخل ہو
بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا
گھروں میں سوا اپنے گھروں کے یہاں تک کہ اجازت لے لو
وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ
اور سلام کرلو ان گھر والوں کو یہ بہتر ہے
لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (۲۷)
تمہارے لیے۔ امید ہے کہ تم اسے یاد رکھوگے

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا
اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا کسی کے گھر میں
بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا
مت جایا کرو جب تک اجازت نہ لے لو
وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ
اور سلام نہ کرلو ان کے گھر والوں کو یہ تمہارے حق
لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (۲۷)
میں بہتر ہے توقع ہے کہ تم یاد رکھوگے

تَسْتَاْنِسُوْا: (اجازت لے لو) مضارع کا صیغہ ہے اِسْتِیْنَاس سے جو ا-ن-س سے بنا ہے اُنس کے معنی دوسرے سے ملنا، بات چیت کرنا، مانوس۔ انیس۔ اُنست اسی سے بنے ہیں۔ اِسْتِیْنَاس کے معنی انس طلب کرنا میل جول چاہنا۔ یہاں اجازت چاہنا مراد ہے۔

انسان کو آپس کے میل جول کے لیے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جس سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔ اور گندے خیالات پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں۔ یہ وہ مسئلہ ہے کہ جس میں بہت سے انسان غلطی کر رہے ہیں۔ قرآن مجید اس طرح رہنما سکھاتا ہے جس سے فتنہ و فساد نہ پھیلے اور بے حیائی کا دروازہ بند ہو جائے۔

پہلی بات جو انسان کے لیے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اپنے گھر کے علاوہ کسی کے گھر میں بے اجازت نہ داخل ہو اور داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرے جس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ باہر سے پکار کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ۔ اور یہ دروازے کے بالکل سامنے آکر بلکہ اس کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہنا چاہیئے کیونکہ ممکن ہے کہ دروازہ کھلا ہوا ہو اور بے دھڑک نگاہ ایسی چیزوں پر پڑ جائے جن پر پڑنا مناسب نہ تھا۔

اس طریقے میں تمہارے لیے بہتری ہے۔ اس کو اس لیے بتایا جا رہا ہے۔ کہ تم اس کا ہمیشہ خیال رکھو۔ اس میں بُرے خیالات کا دروازہ ہی بند ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ بے جا نظر پڑنے سے بڑی بڑی خرابیوں کا اندیشہ ہے۔ اس لیے وہ راستہ ہی چھوڑ دو جو غلط جگہ پہنچائے۔

Marfat.com

اڑنا نہ چاہیئے

فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا
پس اگر نہ پاؤ تم اس میں کسی کو پس نہ
تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَاِنْ
داخل ہو اس میں جب تک اجازت نہ ملے تم کو اور اگر
قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ
کہا جائے تم سے کہ واپس جاؤ تو واپس چلے جاؤ یہی
اَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
زیادہ ستھرا ہے تمہارے لیے اور اللہ جو تم کرتے ہو
عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾
جاننے والا ہے

فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا
پھر اگر اس میں کسی کو نہ پاؤ تو اس میں نہ
تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَاِنْ
جاؤ جب تک تمہیں اجازت نہ ملے اور اگر
قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ
تم کو جواب ملے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آؤ یہی
اَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
تمہارے لیے بہتر ہے اور اللہ اس کو جانتا ہے
عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾
جو تم کرتے ہو

پہلے ارشاد ہوا کہ جس گھر میں آدمی رہتے ہیں ان میں وہاں کے رہنے والوں سے اجازت لیے بغیر داخل مت ہو۔ اور اگر کسی وجہ سے اجازت نہ ملے تو بُرا ماننے کی بات نہیں واپس آجانا چاہیئے۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ گھر تو دوسرے ہی کا ہو مگر اس وقت کوئی وہاں موجود نہ ہو تب بھی تمہیں اس میں نہ جانا چاہیئے ہاں اگر مالک مکان سے اجازت ملی ہوئی ہو تو اندر جانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہاں بھی اگر اجازت دینے سے انکار کر دیا جائے تو منہ بنانے کی ضرورت نہیں۔ سیدھی بات ہے کہ دوسرے کی چیز کو بلا اس کی اجازت ہاتھ نہ لگانا چاہیئے اور کسی کے گھر کے اندر خواہ اس میں کوئی موجود ہو یا نہ ہو بغیر مالک کی مرضی کے داخل نہ ہونا چاہیئے۔ اگر کسی کا خیال یہ ہو کہ گھر تو کھلا ہوا ہے اور کوئی دیکھنے والا نہیں ہے اس لیے گھر کے اندر داخل ہونے میں کیا حرج ہے۔ تو اگر وہ مسلمان ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ اس کے سب کاموں اور نیتوں سے واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ تم کیا کر رہے ہو اور کیوں کر رہے ہو۔ اگر عارضی مالک غیر حاضر ہے تو اللہ عزوجل تو حاضر ناظر ہے وہ رہنے والوں کی غیر حاضری میں گھر کی نگرانی کر رہا ہے اس نے تمہیں دوسرے کے گھر میں بے اجازت جانے سے منع کیا ہے اس حقیقت کا اگر انسان خیال رکھے تو اس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوگا۔

Marfat.com

مقصود پاکیزگی ہے

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا
نہیں تم پر کوئی گناہ کہ داخل ہو تم ان گھروں میں
غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ
جہاں کوئی بستا نہیں جس کے اندر کوئی چیز ہو تمہاری اور اللہ
يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ (۲۹)
جانتا ہے جو ظاہر کرتے ہو تم اور جو چھپاتے ہو تم
قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ
کہہ دے ایمان والوں سے کہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں
وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ
اور حفاظت کریں اپنی شرم گاہوں کی

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا
اس میں تمہیں گناہ نہیں کہ تم ان گھروں میں جاؤ جہاں
غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ
کوئی نہیں بستا اس میں کچھ تمہاری چیز ہو اور اللہ کو
يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ (۲۹)
معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو
قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ
ایمان والوں سے کہہ دے کہ ذرا اپنی آنکھیں نیچی رکھیں
وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ
اور اپنے ستر کی حفاظت کریں

ارشاد ہے کہ جو گھر کسی کی خاص مِلک میں نہ ہو اور نہ کسی خاص آدمی کے بسنے کے لئے بنایا گیا ہو۔ اور اس میں داخلہ کی کوئی روک ٹوک نہ ہو۔ سب کے لئے کھلا ہوا ہو۔ ایسے گھر میں بلا اجازت جا سکتے ہیں جیسے مسجد، سرائے، خانقاہ وغیرہ وہاں چلے جانے میں کوئی حرج نہیں اس سے تم مناسب فائدہ اٹھا سکتے ہو لیکن یہ خیال رہے کہ اس کو کسی طرح خراب کرنے یا اس سے بے جا فائدہ اٹھانے کی نیت نہ کرنی چاہیے وقف چیزیں سب کے استعمال کے لئے ہوتی ہیں۔ ان پر قبضہ کرنا یا اوروں کو اس سے فائدہ نہ اٹھانے دینا اپنے ہی آپ کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرنا یہ سب باتیں منع ہیں اس سے تم اتنا ہی فائدہ اٹھا سکتے ہو جتنا فائدہ اور اٹھا سکتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ تمہارے ظاہری اعمال اور باطنی نیتیں سب کچھ جانتا ہے کبھی ایسا خیال بھی نہ کرو کہ عام فائدہ کی چیز سے دوسروں کو محروم کر دو اور اس سے فقط اپنا بھلا چاہو۔ اس کے بعد سوسائٹی کو برائیوں سے پاک صاف رکھنے کے لئے نہایت کارآمد قاعدے بتائے گئے ہیں۔ اول مسلمان مردوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ نگاہیں نیچی رکھنے کی عادت ڈالو اور خواہشوں کو قابو میں رکھو۔ اس کا خیال رکھو کہ تمہاری شرم گاہوں سے کوئی شرمناک فعل سرزد نہ ہو۔ اگر بے خیالی میں کسی دلکش چہرے پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو اور دوبارہ اس کی طرف نہ دیکھو۔

Marfat.com

پاکیزگی کی دوسری بات

ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا

یہ پاکیزہ تر ہے ان کے لیے تحقیق اللہ جانتا ہے جو وہ

يَصْنَعُوْنَ (۳۰) وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ

کرتے ہیں اور کہہ دے ایمان والیوں سے نیچی رکھیں

مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا

اپنی نظریں اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی اور نہ

يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

ظاہر کریں اپنی زینت مگر جو کھلا رہے اس میں سے

ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا

اس میں ان کے لیے خوب ستھرائی ہے بے شک اللہ کو خبر ہے جو

يَصْنَعُوْنَ (۳۰) وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ

کچھ وہ کرتے ہیں اور ایمان والیوں سے کہہ دے ذرا اپنی

مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا

آنکھیں نیچی رکھیں اور حفاظت کریں اپنے ستر کی اور نہ

يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

دکھائیں زیبائش مگر جو چیز اس میں سے کھلی ہے

اس سے پہلی آیت میں مردوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ نظریں نیچی رکھنے کی عادت ڈالیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں کہ اس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو، اسی سلسلہ میں اس آیت کے اندر ارشاد ہے کہ یہ دونوں باتیں ان کی پاکیزگی اور ستھرائی کی طرف لے جائیں گی اگر ان باتوں کا خیال نہ کیا اور ہر جائز و ناجائز کی طرف بے باکانہ نگاہیں دوڑائیں، اور جو چاہا کیا تو پھر زندگی کے گناہوں کی ناپاکی میں لت پت ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خوب واقف ہے۔

اس کے بعد مسلمان عورتوں کو ہدایت ہے کہ انہیں بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے، اور چھپے ہوئے اعضاء کی حفاظت کرنی چاہیئے، انہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اپنی پیدائشی خوبصورتی اور لباس و زیور کی ظاہری آرائش کا کسی کو دکھانا ان کے لیے جائز نہیں، لیکن صرف اتنا حصہ جس کا چھپانا دشوار ہے، اور وہ مجبوری یا ضرورت کی وجہ سے عموماً کھلا ہی رکھنا پڑتا ہے، اس کے کھلا رکھنے میں مضائقہ نہیں، اور اسی وجہ سے مردوں اور عورتوں دونوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے، تاکہ ان حصوں پر ان کی نگاہ نہ پڑے، اور دنیا کے کاروبار میں حرج نہ واقع ہو، ان چیزوں میں جو عموماً بحکم ضرورت کھلی رہتی ہیں، چہرہ، ہتھیلیاں اور پاؤں شامل ہیں، ایسی ہی ان کی بیرونی زیبائش انگوٹھی چھلا، مہندی وغیرہ بھی شامل ہیں۔

Marfat.com

زینت کا اظہار

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا

اور ڈالے رہیں اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر اور نہ

يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ

ظاہر کریں اپنی زینت مگر اپنے شوہر کے آگے یا اپنے باپ کے

اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ

یا اپنے شوہر کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا بیٹے

بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ

اپنے شوہر کے یا اپنے بھائی کے یا بیٹے اپنے بھائی کے

اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ

یا بہنوں کے بیٹے کے

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا

اور اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر ڈال رکھیں اور نہ

يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ

کھولیں اپنی زیبائش مگر اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے

اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ

یا اپنے خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا اپنے خاوند

بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ

کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے بھتیجوں کے

اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ

یا اپنے بھانجوں کے

زینت سے مراد بدن کی یا اس کے کسی حصے کی پیدائشی خوبصورتی اور نیز وہ جو زیور لباس وغیرہ سے حاصل ہو سب داخل ہیں۔

شروع میں مرد اور عورت دونوں کو اپنی نظریں نیچی رکھنے کی ہدایت کی گئی اور صاف طور پر کہا گیا کہ اپنے پوشیدہ اعضاء کو کسی کے سامنے نہ کھولیں اس کے بعد عورتوں کو مزید ہدایت کی گئی کہ سوا چہرہ ہتھیلیوں اور قدموں کے اور ان کے سنگار کے اور بدن کے کسی حصے کو یا اس کے سنگار کو سوا ان مردوں کے جن کو یہاں تفصیل سے گنوایا گیا ہے ظاہر نہ کریں۔ عورتوں کا چہرہ اور ہتھیلیاں اور قدم اور ان کے زیورات بحکم ضرورت کھلے رکھنے ہی پڑتے ہیں مردوں کو ان سے نظر نیچی رکھنی چاہیئے اور یہ حکم عورتوں کے لیے گھر کے اندر اور باہر ہر حالت میں ہے۔

ارشاد ہے کہ اپنے سینوں کو ہر وقت اوڑھنیوں اور دوپٹوں سے چھپائے رکھیں اس حصہ کو چھپائے رکھنے کی خاص طور پر ہدایت ہے اس کے بعد عام اعضاء کے لیے ہدایت ہے کہ ان کی بناوٹ اور سنگار کسی پر ظاہر نہ کریں۔ مگر شوہر، باپ، سسر، بیٹا، سوتیلا بیٹا، بھائی بھتیجا، بھانجا مستثنیٰ ہیں ان کے سامنے زینت کا ظاہر کرنا پڑے یا غیر لوگوں سے بات چیت کرنی پڑے تو اس وقت علاوہ ستر کے حجاب (پردہ) کا بھی حکم ہے اور وہ اس آیت میں مذکور نہیں وہ سورۃ الاحزاب میں آگے آئے گا۔ یاد رہے کہ یہ اس سوسائٹی کا حکم ہے جس میں مرد اور عورت دونوں اپنی نظریں نیچی رکھتے ہیں:۔

Marfat.com

مزید رخصتیں

أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ
یا اپنی عورتوں کے یا جن کے مالک ہوئے ان کے داہنے ہاتھ یا
التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ
خدمت میں مصروف نہ حاجت والے مردوں میں سے
أَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا
یا ان لڑکوں کے جو نہیں واقف ہوئے
عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ص
عورتوں کی چھپی باتوں پر

أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ
یا اپنی عورتوں کے سامنے یا اپنی لونڈیاں باندیاں یا
التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ
خدمت گار مرد جو کچھ غرض نہیں رکھتے
أَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا
یا لڑکوں کے جنھوں نے عورتوں کی
عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ص
در پردہ باتوں کو نہیں پہچانا

التّٰبِعِيْنَ: پیچھے چلنے والے تابع کی جمع ہے۔ یہاں تابعین سے مراد وہ لوگ ہیں جو محض بچا کھچا کھانے پینے کے لیے کسی گھر کے ساتھ لگے رہتے ہوں۔

اربۃ: حاجت یہاں اس سے مراد جنسی خواہش ہے۔ غیر اولی الاربۃ: جو عورتوں سے کام نہیں رکھتے۔

عَوْرٰت: چھپی یا چھپانے کے قابل چیز، عورت کی جمع ہے مستورات کی چھپی ہوئی باتیں۔

نساء: سے یہاں مراد ہر وقت پاس اٹھنے بیٹھنے والی نیک چلن عورتیں ہیں۔

علاوہ ان قریبی رشتہ داروں کے جن کا ذکر پچھلی آیت میں ہوا عورتیں اپنی زینت ان کے سامنے بھی ظاہر کر سکتی ہیں۔ نیک چلن ہر وقت ساتھ رہنے والی عورتیں یا اپنی باندیاں یا ایسے خدمت گار مرد جن میں عورتوں کی خواہش نہ ہو چھوٹے بچے جو ابھی نابالغ ہیں۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ بدچلن عورتوں کے سامنے اپنی زینت کی چیزوں کو ظاہر کرنا جائز نہیں۔ خدمت گاروں سے جو اپنے کام سے کام رکھتے ہوں۔ بدنظر نہ ہوں یا جن میں جنسی خواہش مفقود ہو۔ ستر ضروری نہیں۔ سیانے لڑکوں کے سامنے بھی بے دھڑک آنا ٹھیک نہیں۔ بے دھڑک باہر پھرنے والی بدچلن فاحشہ عورتوں کے سامنے بھی اپنی پیدائشی، بدنی خوبیوں اور زیب و زینت کو ظاہر نہ کرنا چاہیے۔ یہ سب عورتوں کے گھر میں رہنے کے طور طریقے ہیں جو انہیں سکھائے جا رہے ہیں۔ یہ شرم و حیا کی تعلیم ہے جو قرآن حکیم دیتا ہے۔

Marfat.com

چال ڈھال میں احتیاط

وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ
اور نہ ماریں اپنے پاؤں تاکہ جان لیا جائے جو چھپائے ہوئے ہیں وہ
مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا
اپنے سنگار سے اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب
اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾
اے ایمان والو تاکہ تم فلاح پاؤ

وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ
اور اپنے پاؤں زمین پر نہ ماریں کہ جان لیا جائے جو وہ چھپائے
مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا
ہوئے ہیں اپنا سنگار اور اللہ کے آگے سب مل کر توبہ کرو
اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾
اے ایمان والو تاکہ تم بھلائی پاؤ

عورتوں کو مزید ہدایت ہے کہ زمین پر پاؤں ایسے زور سے نہ رکھو کہ زیور کی جھنکار سنائی دے اور ڈھکی ہوئی زیب و زینت آواز سے ظاہر ہو جائے اور آس پاس کے لوگوں کی اس طرف توجہ ہو۔ یہ ہے وہ پاک و صاف زندگی جس پر قرآن پاک ہمیں چلانا چاہتا ہے۔

اس کے بعد ایمان والوں کو ہدایت ہے کہ انسان کے دل میں طرح طرح کے وسوسے گذرتے ہیں۔ برے خیالات کے پیدا ہونے کا موقعہ ہی اپنی طرف سے نہ دینا چاہیئے۔ یہ سب احتیاط کرنے کے بعد بھی بغیر اس کے چارہ نہیں کہ ہمیشہ اللہ عزوجل کی طرف دھیان لگایا جائے۔

چنانچہ ایمان والوں کو ارشاد ہے کہ اگر دین و دنیا میں کامیابی اور فلاح چاہتے ہو تو ہر وقت اللہ کی طرف دھیان کرو۔ توبہ کے بھی معنی ہیں کہ فضول خیالات سے دل ہٹایا جائے اور اگر بھولے چوکے کوئی اعتراض کے قابل کام سرزد ہو تو فوراً توبہ کرے اور اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش بھی طلب کرے۔

اس میں شک نہیں کہ اگر قرآن مجید کی ہدایتوں پر عمل کیا جائے تو دنیا میں ایک ایسی سوسائٹی پیدا ہو سکتی ہے جس میں آپس کے جھگڑے، فساد، شہوت پرستی، خون خرابہ، بے ہودگی کچھ بھی نہ ہو۔
مسلمانوں کو یہی کوشش کرنی چاہیئے۔

Marfat.com

بدی کی روک تھام

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ

اور نکاح کرو بے نکاح کا اپنوں میں سے اور بھلے مانسوں کا

مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ ۭ اِنْ يَّكُوْنُوْا

اپنے غلاموں میں سے اور اپنی لونڈیوں میں سے اگر ہیں وہ

فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ

تنگ دست غنی کر دے گا انہیں اللہ اپنے فضل سے

وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (۳۲)

اور اللہ فراخی والا جاننے والا

وَانْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ

اور اپنے اندر بے نکاحوں کا نکاح کر دیا کرو اور تمہارے لونڈی

مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۭ اِنْ يَّكُوْنُوْا

غلام نیک ہوں ان کا بھی اگر وہ مفلس ہوں گے تو

فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ

اللہ اپنے فضل سے غنی کر دے گا ۔ اور اللہ تعالےٰ

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (۳۲)

کشایش والا ہے سب کچھ جانتا ہے

اَیَامٰی: بے نکاح اَیِّمٌ کی جمع ہے ۔ وہ عورت یا مرد جس کا نکاح نہ ہوا ہو یا ہونے کے بعد رانڈ یا رنڈوا ہو گیا ہو۔ مذکر و مونث دونوں کے لیے ایک ہی لفظ ہے ۔

سوسائٹی کو فحش باتوں اور بے حیائی سے محفوظ رکھنے کا ایک طریقہ اس آیت میں بتایا گیا ہے اور اس پر عمل کرنے کی صلاح دی گئی ہے ارشاد ہے کہ جنسی خواہش ایک فطری چیز ہے لیکن اور جانوروں کی طرح انسان اس کے پورا کرنے میں آزاد نہیں ہے۔ اس کے صحیح دماغ اور ترقی یافتہ عقل کی رُو سے اسے ایک مقرر قاعدہ کی پابندی لازم ہے اسے مل جل کر رہنا ہے اور فحش اور بے حیائی کی باتوں سے بچنا ہے اس کے بغیر اس کے کام درست نہیں ہو سکتے اس لیے اسے چاہیئے کہ گھر بنا کر رہے اور اولاد کی صحیح تربیت کا انتظام کرے ۔ عام قاعدہ اس کے لیے ہے کہ جب صحیح اور درست قوّتوں والے بچّے اسلامی گھرانوں اور سوسائٹی کے اثر سے صحیح تربیت پا کر بلوغ کو پہنچ جائیں تو ان کی شادی کر دینی چاہیئے تاکہ صحیح النسل بچّے پیدا کر سکیں اور تمدّن کی حالت درست کرنے میں مددگار ہوں ۔ اس میں کنوارے اور کنواریاں' رنڈوے اور رانڈ سب برابر ہیں ۔ شادی کرنے میں مال اور دولت کا خیال نہ کرنا چاہیئے ۔ بلکہ صحت اور اخلاق کا خیال چاہیئے ۔ اسلامی سوسائٹی میں کوئی شخص تنگ دست نہیں رہ سکتا ۔ ایک دوسرے کا کارخیر میں تعاون اس کے لیے لازم ہے اور اللہ ایسی سوسائٹی کے اندر ہر ایک کو فراخی اور کشایش عطا فرماتا ہے اور اس کے بنائے ہوئے قاعدے اس کے صحیح علم کا نتیجہ ہیں ؛

Marfat.com

گناہ سے بہر حال بچو

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا

اور بچیں گناہ سے وہ لوگ جو نہیں پاتے نکاح کا موقعہ

حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ

یہاں تک کہ غنی کر دے انہیں اللہ اپنے فضل سے اور جو

يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ

طلب کریں لکھت ان میں سے جن کے مالک ہوے

اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ

تمہارے دائیں ہاتھ تو ان کو لکھ دو اگر جانو تم

فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ

ان کے اندر بھلائی

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا

اور جن کو سامان نکاح کا نہیں ملتا وہ اپنے آپ کو تھامے رہیں

حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ

یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے اور تمہارے

يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ

لونڈی غلاموں میں سے جو مکاتبت

اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ

چاہے تو اس سے مکاتبت کر لو اگر ان میں

فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ

نیکی دیکھو

يَسْتَعْفِفْ رہا چاہیے کہ بچے (امر غائب کا صیغہ ہے۔ اِسْتِعْفَاف سے جو ع۔ ف۔ ف سے بنا ہے عِفَّۃٌ کے معنی ہیں گناہ سے پرہیز کرنا اِسْتِعْفَاف: گناہ سے ارادہ کے ساتھ بچنا۔ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا نہیں پاتے نکاح کو یعنی نکاح کا مقدور نہیں رکھتے۔

كَاتِبُوْا تحریر دے دو (امر کا صیغہ ہے مُکَاتَبَۃٌ سے جو ک۔ ت۔ ب سے بنا ہے کَتْبٌ کے معنی لکھنا مُکَاتَبَۃ اور کِتَابَۃ کے معنی اقرار نامہ لکھوانا۔ فقہی اصطلاح میں مکاتبہ اس کو کہتے ہیں۔ کہ کوئی غلام یا لونڈی مالک سے یہ معاہدہ لکھوانا چاہے کہ اگر میں محنت سے کما کر اپنی قیمت ادا کر دوں تو مجھے آزاد کر دیا جائے۔ ——— پہلے ارشاد ہوا کہ اسلامی سوسائٹی اگر صحیح اصول پر چل رہی ہو تو افلاس کا خوف نکاح سے مانع نہیں ہو سکتا۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ اگر سوسائٹی کی کل بگڑ گئی ہو اور افلاس کی بلا عام طور پر پھیل جائے تو ہو سکتا ہے کہ کسی کو نکاح کے بعد گذارے کا سامان میسر نہ ہونے کا خوف ہو۔ ایسی صورت میں اس شخص کو چاہیے کہ گناہ زنا وغیرہ سے اپنے آپ کو بچاتا رہے پھر جب اللہ اپنے فضل سے اسے کافی مالدار کر دے تو اس وقت نکاح کر لے۔ اس کے بعد غلام اور لونڈیوں کے مالکوں کو ارشاد ہے کہ اگر ان کے لونڈی غلاموں میں سے کوئی آزادی کا طالب ہو اور یہ شرط لکھوانا چاہے کہ میں اپنی قیمت کے برابر روپیہ ادا کر دوں تو مجھے آزادی دی جائے تو مالکوں کو چاہیے کہ اگر وہ سمجھیں کہ آزاد ہونے کے بعد یہ بدمعاش، چور، ڈاکو اچکے نہیں گے تو ان کو ایسا معاہدہ لکھ دے کیونکہ آزاد ہونا آدمی کا اصل حق ہے۔

Marfat.com

ایک اور بدی کی روک

وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ وَلَا

اور دو تم انہیں اللہ کے مال میں سے جو اس نے تمہیں دیا اور نہ

تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَي الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ

مجبور کرو اپنی جوان لونڈیوں کو زنا کرانے پر اگر وہ چاہیں

تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ

پاکدامنی تاکہ تم کما لو سامان دنیا کی زندگی کا اور جو

يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ

مجبور کرے انہیں تو تحقیق اللہ ان کے مجبور کیے جانے کے بعد

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۳۳)

بخشنے والا مہربان ہے

وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ وَلَا

اور ان کو اللہ کے مال سے دو جو اس نے تمہیں دیا ہے اور

تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَي الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ

اپنی لونڈیوں سے بدکاری کرانے کے لیے زبردستی مت کرو۔ اگر

تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ

وہ بچی رہنا چاہیں تاکہ تم دنیا کی زندگانی کا سامان کماؤ اور جو

يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ

کوئی ان پر زبردستی کرے گا تو اللہ ان کی بے بسی کے

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۳۳)

بعد بخشنے والا مہربان ہے

انسان ہمیشہ حرص و ہوا کے گورکھ دھندے میں پھنسا رہتا ہے اور دنیا کے نفع کے لالچ میں بہت برے برے کام بھی کر بیٹھتا ہے اسے اکثر اس کے سوا اور کوئی دھن نہیں ہوتی۔ کہ کسی طرح پیسہ ہاتھ لگے جس کے ذریعے جو جی چاہے فوراً حاصل کرے اور گلچھرے اڑائے۔ عرب کے اندر اس زمانے میں لونڈی غلاموں کو تجارتی مال سمجھتے تھے۔ ان کو انسان سمجھنا بالکل چھوڑ دیا تھا ان سے کہتے تھے کہ تم نہیں جانتے کس طرح کما سکتے ہو پیسہ کما کر ہمیں دو لونڈیوں سے کہتے تھے کہ پیشہ کرو اور اس طرح لوگوں سے روپیہ وصول کرکے ہمیں دو۔ اسلام نے کہا کہ تمہارے لونڈی غلام بھی تمہاری طرح آدمی ہیں ان سے زبردستی کام نہ لو اگر وہ مکاتبت چاہیں تو کر لو۔ پھر نقد دو۔ دوسروں کو چاہیے کہ ان کی مالی مدد کریں تاکہ وہ مالک کو روپیہ دے کر اپنی جان چھڑائیں۔ لوگوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ لونڈیوں کو پیسہ کمانے کے لیے حرام کاری پر مجبور نہ کرو۔

اگر وہ بے لوث پاک دامنی کی زندگی بسر کرنی چاہیں تو یہ تو اور بھی زیادہ ستم ہوگا کہ ان سے مار مار کر پیشہ کرایا جائے اور حرام کاری کرا کرا اپنا پیٹ بھرا جائے۔ اگر ایسا کرو گے تو گناہ تم پر ہوگا اللہ ان سے نہیں تم سے مواخذہ کرے گا اور اپنے رحم و کرم سے ان کا گناہ جو ان سے زبردستی کرایا گیا بخش دے گا۔

Marfat.com

قرآن نصیحت ہے

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكُمْ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ
اور البتہ تحقیق آتاریں ہم نے تمہاری طرف آیتیں کھلی ہوئی
وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ
اور کچھ حال ان کا جو گذرے تم سے پہلے
وَّ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ (۳۴)
اور نصیحت کی باتیں ڈرنے والوں کے لیے

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكُمْ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ
اور ہم نے تمہاری طرف کھلی ہوئی آیتیں آتاریں
وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ
اور کچھ حال ان کا جو تم سے پہلے ہو چکے اور ڈرنے
وَّ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ (۳۴) ع
والوں کے لیے نصیحت

سوسائٹی کو فحش باتوں سے پاک صاف رکھنے کی ہدایتیں پہلی آیتوں میں کی گئی ہیں اور گناہ کی حد بیان کی گئی ہے اور بیگناہوں کو بدنام کرنے کی سزا بتادی گئی۔ اگر میاں بیوی پر تہمت لگائے اور گواہ نہ ہوں تو اس کے فیصلہ کی صورت بیان کی گئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گناہ سے بری ٹھیرایا گیا اور بدزبانوں کو ڈانٹا گیا۔ فحش خیالات کی روک تھام کیلئے گھریلو زندگی کو صاف ستھرا رکھنے کا طریقہ بیان کر دیا گیا، عورتوں کو گھر میں کس طرح رہنا چاہیئے اچھی طرح سمجھا دیا گیا۔ بے نکاحوں کا نکاح کر دینے اور اس میں جلدی کرنے کی صلاح دی گئی۔ لونڈی غلاموں کے ساتھ انسانوں کا سا برتاؤ کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اور ناجائز طریقوں سے لونڈیوں سے روپیہ کموانا، اپنی آمدنی بڑھانے کے لیے ان سے کسب کرانا ممنوع قرار دیا گیا۔:

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی آیتوں میں جو احکام نازل کئے گئے ہیں، ان کے سمجھ لینے میں کوئی دشواری نہیں، اس کے بعد بھی اگر کوئی ان احکام پر عمل نہ کرے۔ تو اس کا نتیجہ اس کے حق میں برا ہوگا۔ اس بات کو پچھلے لوگوں کے کچھ احوال سنا کر واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ ان کو احکام الٰہی سے منہ موڑنے اور برے کاموں میں پھنسے رہنے کی سزائیں ملیں۔:

قرآن مجید کی آیتوں میں یہ سب کچھ موجود ہے، احکام خوب کھول کر بیان کر دیئے گئے ہیں، پہلی قوموں کے قصے کہہ کر ان کے نہ ماننے کے برے نتیجوں سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ یہ سب کچھ انسان کی بھلائی کے لیے کیا گیا ہے۔ اس کی آیتوں میں اس کی خیر خواہی مدنظر ہے۔ اور اس کو تباہی اور بربادی سے بچانا مقصود ہے۔ ان آیتوں میں ان کے لئے نصیحت ہی نصیحت ہے۔:

Marfat.com

پاکیزہ سوسائٹی

پچھلی آیتوں میں جو کچھ بیان ہوا - اس سے ہمیں سیکھ لینا چاہیئے کہ قرآن حکیم آپس کے میل جول کے کیا کیا قاعدے بتاتا ہے۔ انسان میں وہ ساری قوتیں احساسات اور جذبات موجود ہیں۔ جو اور جانوروں میں ہیں - لیکن کچھ قوتیں ان سے زاید بھی ہیں۔ جو اسے حیوانی قوتوں سے کام لینے کے طریقے بتاتی ہیں۔ احساسات سے بجا طور پر کام لینا سکھاتی ہیں، اور جذبات کو قابو میں رکھنا ضروری قرار دیتی ہیں، یہ قوتیں کیا ہیں، ان کو عقلی اور قلبی قوتیں کہتے ہیں، جو اور حیوانوں کے اندر ہیں تو سہی لیکن اتنی نہیں جتنی انسان میں ہیں - چنانچہ انسان میں تین قوتیں اپنا کام کر رہی ہیں حیوانی، عقلی اور قلبی - حیوانی قوتوں میں سب سے زیادہ زوردار خواہشیں اور جذبات ہیں۔ عقلی قوتوں میں اصل معلومات سے صحیح نتیجے نکالنے کی قوت ہے جس کے نتیجہ کو علم کہتے ہیں، جب یہ کمال کو پہنچ جاتی ہے، تو اسے اللہ عزوجل کی طرف سے براہ راست بنے بنائے نتیجے ملنے لگتے ہیں اور وہ چیزیں بھی واضح ہو جاتی ہیں جن سے وہ نتیجے نکلتے ہیں یہ سب کچھ عقل کو صاف نظر آنے لگتا ہے، قلبی قوتیں فیصلے کرنے والی اور ارادی قوتیں ہیں۔ ان کو ان علمی صحیح نتائج کا پیرو ہونا چاہیئے، جو کامل عقل والے انسان یعنی رسول نے اللہ کے سکھانے سے مرتب کر دیئے ہیں، ان نتیجوں کا مجموعہ قرآن ہے۔:

قرآن کہتا ہے، کہ انسان کا ارادہ اتنا مضبوط ہونا چاہیئے - کہ جذبات اور خواہشوں کو قابو میں رکھے، ان میں سے سب سے زیادہ الجھن میں ڈالنے والی خواہش جنسی خواہش ہے، اس سے حیوانوں کی طرح کام لینا انسان کی شان کے خلاف ہے، اس لئے ہمیں بتایا گیا ہے - کہ اس خواہش کے پورا کرنے کا صحیح طریقہ نکاح ہے اور نیز ان چیزوں سے بچنا ہے - جس سے اس خواہش کے ابھرنے کا خطرہ ہے۔:

چنانچہ ارشاد ہوا کہ اسلامی سوسائٹی میں فحش باتیں ہرگز نہ ہونی چاہئیں، زنا کی سزا اور کسی پر اس کا جھوٹا الزام لگانے کی سزا برسرِ عام کوڑے لگانا ہے۔ زبان سے کسی پر اتہام نہ لگاؤ۔ ورنہ تہمت لگانے والے کو سزا ملے گی، اور اگر اس نے چار گواہوں سے اپنا دعوٰے ثابت کر دیا۔ تو ملزم کو زنا کی حد لگے گی، ایسی باتوں کے قلع قمع کے لیے ارشاد ہے۔ کہ مرد اور عورت اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ بے حیائی کی باتیں منہ سے نہ نکالیں، عورتیں اپنا بناؤ سنگار غیروں کو نہ دکھائیں حیا، اور شرم اختیار کریں۔:

Marfat.com

اللہ کا تصور

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِہٖ

اللہ روشنی ہے آسمانوں کی اور زمین کی مثال اس کی روشنی کی

كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ

جیسے ایک طاق اس میں ایک چراغ اور چراغ

فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ

ایک شیشے میں وہ شیشہ جیسے وہ ایک تارا ہے

دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ

چمکتا ہوا روشن کیا جاتا ہے وہ ایک درخت برکت والے سے

زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ

جو زیتون ہے نہ مشرق کی طرف اور نہ مغرب کی طرف

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِہٖ

اللہ آسمانوں کی اور زمین کی روشنی ہے اس روشنی کی مثال

كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ

جیسے ایک طاق جس میں ایک چراغ ہو وہ چراغ رکھا ہوا

فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ

ہو ایک شیشہ میں وہ شیشہ ہے ایک چمکتا ہوا تارہ

دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ

اس میں ایک برکت والے درخت کا تیل جلتا ہے جو

زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ

زیتون ہے نہ مشرق کی طرف اور نہ مغرب کی طرف

مشکوٰۃ (طاق) زُجاجۃ (شیشہ۔ قندیل۔ لیمپ) دُرِّیٌّ (موتی کی طرح) دُرّ کی طرف منسوب ہے دُرّ موتی کو کہتے ہیں:

اس سے پہلی آیتوں میں انسان کو ہدایت کی گئی کہ اپنا ظاہر اور باطن گندگیوں سے الگ اور ناپاک خیالات سے پاک صاف رکھے اور سوسائٹی کو اپنی باتوں اور کاموں سے مکدر اور گدلا نہ کرے اس کے بعد فرمایا کہ ہم نے انسان کی ہدایت کیلئے بہت صاف اور روشن آیتیں قرآن میں نازل کی ہیں ان میں انسان کے لئے نصیحت ہی نصیحت ہے مگر اس سے فائدہ وہی اٹھائیں گے جو اللہ کے ڈر سے برائیوں اور فحش باتوں سے بچتے ہیں

اس آیت میں ارشاد ہے کہ اللہ کو پہچانو اس کا تصور کرنا ہے تو یوں سمجھو کہ وہ آسمانوں اور زمین کی روشنی ہے ہر طرف اسی کا نور پھیلا ہوا ہے جو چیز نظر آتی ہے وہ اسی کی روشنی کی بدولت نظر آتی ہے ورنہ سوا اندھیرے کے کچھ نہیں اس کی روشنی کو یوں سمجھو کہ جیسے ایک طاق ہے اس کے اندر ایک چراغ جل رہا ہے جو ایک شیشہ (قندیل) کے اندر ہے چراغ کو ایک برکت والے زیتون کے درخت سے برابر تیل پہنچ رہا ہے یہ تیل نچڑنے کا نام نہیں لیتا اور ہے بھی ایسے زیتون کا جو نہ بالکل مشرق میں ہے نہ بالکل مغرب میں بلکہ ایسی جگہ ہے جہاں اسے دونوں طرف کے فائدے پہنچ رہے ہیں صبح شام کھلی ہوا اور روشنی میں پرورش پا رہا ہے نہ زیادہ گرمی ہے کہ خشک ہو جائے اور نہ زیادہ سردی ہے کہ مرجھا جائے۔

Marfat.com

شفاف روغن

يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ

قریب ہے تیل اس کا کہ روشن ہو اگرچہ نہ چھوا ہو اسے آگ نے

نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ

روشنی ہے روشنی پر ہدایت کرتا ہے اللہ اپنی روشنی کی طرف

مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ

جسے چاہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے لیے

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾

اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے

يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ

قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہو جائے گو اسے آگ نہ چھوئے

نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ

روشنی پر روشنی اللہ اپنی روشنی تک راہ دیتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ

جسے چاہے اور مثالیں بیان کرتا ہے لوگوں کے لیے

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾

اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے

اس زیتون کے درخت سے جو روغن حاصل ہوتا ہے وہ روغن ایسا صاف اور شفاف ہے کہ گویا آپ ہی آپ چمک اٹھیگا اور دیاسلائی کی اس کے جلانے کے لئے ضرورت ہی نہ ہوگی ظاہر ہے کہ ایسے تیل کے چراغ کو جب دیاسلائی دی جائے گی تو وہ تو اور بھی زیادہ روشن ہو جائے گا اور اس کی روشنی پر روشنی بڑھ جائے گی اسی طرح اللہ عزوجل کا نور سارے جہان میں پھیلا ہوا ہے ہر چیز اس کی روشنی سے منور ہے لیکن انسان کے دل پر خراب خواہشوں اور گناہوں کی اندھیریاں اس قدر چھائی ہوئی ہیں کہ اسے یہ روشنی میسر نہیں آتی اللہ ہی اپنے فضل سے جس کو چاہتا ہے اس روشنی کی طرف جانے کا راستہ سمجھا دیتا ہے وہ ہر ایک کی حالت سے پوری طرح خبردار ہے ہر ایک کی استعداد سے واقف ہے اس نے انسان کو اپنی روشنی کی کیفیت سمجھانے کے لئے قرآن مجید میں مثالیں بیان کر دی ہیں تاکہ جس میں سمجھ ہو وہ سمجھ جائے کہ خود انسان سارے عالم کا نمونہ ہے جس طرح دنیا بھر میں اللہ کا نور پھیلا ہوا ہے اسی طرح انسان کے اندر بھی اس کا نور بھرا ہوا ہے۔

ہر ایک انسان کا بدن ایک طاق ہے اور اس کا دل ایک قندیل ہے جس میں اللہ کے نور کا چراغ روشن ہے اسی کو اگر قرآن مجید کی تیز روشنی دکھائی دی جائے تو پھر اس کی روشنی کا کیا ٹھکانا ہے اس کو یہ روشنی دکھانے والے حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

Marfat.com

نور کا ظہور

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ
ان گھروں میں کہ حکم دیا اللہ نے یہ کہ بلند کیا جائے انہیں اور لیا جائے
فِیْهَا اسْمُهٗ ۙ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ
ان میں اس کا نام گن گاتے ہیں اس کے ان کے اندر صبح کے وقت
وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ
اور دن کے پچھلے حصوں میں وہ لوگ کہ نہیں غافل کرتی ان کو تجارت اور نہ خرید و فروخت
عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۪ۙ
اللہ کی یاد سے اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ
یہ روشنی ان گھروں میں چمکتی ہے کہ جن کو بلند کرنے کا اور وہاں اپنے
فِیْهَا اسْمُهٗ ۙ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ
نام کے ذکر کرنے کا اللہ نے حکم دیا۔ وہاں صبح شام وہ لوگ اللہ
وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ
کی یاد کرتے ہیں کہ جو سودے اور خرید و فروخت میں اللہ کی
عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۪ۙ
یاد سے اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں ہوتے

تُلْهِیْ (بھلا دیتی ہے) غافل کر دیتی ہے مضارع کا صیغہ ہے + اِلْہَاءٌ جو ل۔ ہ۔ و سے بنا ہے، بھلا دینا غافل کر دینا + اٰصَالٌ (شام کے اوقات) یہ اصیل کی جمع ہے جو عربی میں اس سارے وقت کو کہتے ہیں، جو سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور صبح صادق تک رہتا ہے آصال سے اس کے مختلف حصے مراد ہیں۔ یوں تو اللہ عزوجل کا نور آسمانوں میں اور زمین میں ہر جگہ پھیلا ہوا ہے، لیکن اس کے ظہور کی خاص جگہ وہ مقامات ہیں جہاں صفائی اور ستھرائی پوری طرح پائی جاتی ہے۔

آیت کے اس حصہ میں ارشاد ہے کہ اس روشنی کے ظہور کے خاص مقامات وہ مسجدیں ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے تعمیر کرنے کی اپنے رسولوں اور نیک بندوں کو توفیق دی، اور حکم دیا کہ انہیں بنانے کے بعد احترام کے ساتھ قائم رکھا جائے، اور ان کی پوری طرح خبر گیری کی جائے۔ کہ غلاظت اور کثافت سے پاک صاف رہیں اور یہاں اللہ عزوجل کا ذکر کیا جائے چنانچہ ان میں اللہ کے وہ بندے جو اس کی رضا کے طالب ہیں، اس کی عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں اور اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ ان کے جمع ہونے کا وقت ایک تو صبح کا وقت ہے اور پھر ظہر سے لیکر دوسرے دن صبح صادق تک کے سارے اوقات ہیں غُدُوٌّ کے اندر صبح کی فرض نماز اور پھر دوپہر تک کی ساری نفل نمازیں شامل ہیں۔ آصال میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء، تہجد وغیرہ ساری نمازیں آگئیں اللہ کے بندے ان اوقات میں اپنے کاروبار اور شغل چھوڑ چھاڑ کر فرض نمازوں کے لئے وقت نکالتے ہیں اور باقی بقدر فرصت نفل نمازیں پڑھتے ہیں پھر اللہ کی خوشنودی کے لئے زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتے ہیں انہیں دنیا کا کوئی شغل اپنے فرائض ادا کرنے سے اور اللہ کی عبادت سے نہیں روکتا۔

Marfat.com

ایک اور وصیّت

يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ

خوف رکھتے ہیں اس دن کا کہ بدل جائیں گے جس میں دل

وَالْأَبْصَارُ (۳۷) لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ

اور آنکھیں انجام کار بدلہ دے گا انہیں اللہ ان کے اچھے

مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ

کاموں کا اور زیادہ دے گا انہیں اپنے فضل سے اور اللہ

يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (۳۸)

رزق عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب

يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ

وہ ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں دل اور آنکھیں

وَالْأَبْصَارُ (۳۷) لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ

الٹ جائیں گی تاکہ اللہ ان کو ان کے بہتر

مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ

اعمال کا بدلہ دے اور اپنے فضل سے اور بھی زیادہ دے اور اللہ

يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (۳۸)

جسے چاہے بے شمار روزی دیتا ہے

پہلے ارشاد ہوا۔ کہ اللہ کے عبادت گزار بندے اللہ کے حکم سے بنائے ہوئے عبادت کے گھروں میں باقاعدہ حاضر ہوتے ہیں، صبح شام اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں، دنیا کا کاروبار ان کو عبادت کے لئے مقررہ اوقات پر حاضر ہونے سے اور اللہ کا ذکر کرنے سے نہیں روکتا۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ وہ اس وقت کو یاد کر کے ڈرتے رہتے ہیں، جب اللہ عزوجل کے سامنے حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ اس دن لوگوں کے دل بدل جائیں گے، ان کے سارے شک شبہے مٹ جائیں گے۔ اور یقین ہو جائے گا۔ کہ اللہ عزوجل برحق ہے، اور اس کے سوا کوئی حاکم نہیں ہے، اسی کے ہاتھ ہماری قسمت کا فیصلہ ہے۔ اللہ کے نافرمان بندے جو دنیا میں پھنس کر اس کا انکار کر بیٹھے تھے، اس دن سزا پائیں گے، اور فرمانبرداروں کو انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا جائے گا۔

ارشاد ہے۔ کہ یہ اللہ کے بندے جو اس پر ایمان لا کر اس کی اطاعت اور فرماں برداری کے اندر دنیا میں زندگی بسر کرتے تھے اس روز اپنے اچھے کاموں کی جزا دیئے جائیں گے۔ اور علاوہ جزا کے ان کو اپنے فضل سے اللہ عزوجل اور بہت کچھ دے گا۔ اس کے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ وہ جس کو چاہے بے حساب انعامات عطا فرمائے گا، اور اس کے فضل کی کوئی حد اور انتہا نہیں۔ ہاں ہر ایک کا اپنا اپنا ظرف ہے۔ اس کے مطابق اس کو دیا جائے گا۔

Marfat.com

کافروں کا حال

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ
اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے اعمال مانند چمکتی ریت کے ہیں چٹیل میدان میں
يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ
گمان کرتا ہے اس کو پیاسا پانی یہاں تک کہ جب آتا ہے اس کے پاس
لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔـا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ
نہیں پاتا اس کو کوئی چیز اور پاتا ہے اللہ کو اس کے پاس پس چکا دیتا ہے اس کو
حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٣٩﴾
اس کا حساب اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ
اور رہے لوگ منکر ہیں ان کے کام جیسے جنگل میں ریت پیاسا
يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ
اس کو پانی سمجھے یہاں تک کہ جب اس کے
لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔـا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ
پاس پہنچا تو اسے کچھ نہ پایا اور اللہ کو اپنے پاس پایا سو اس نے
حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٣٩﴾
اس کا لکھا اسے پورا پہنچا دیا اور اللہ دم بھر میں حساب کر دیتا ہے

قِيْعَةٍ (چٹیل میدان) یہ قَاعٌ کی جمع ہے۔ چٹ پٹ ریتیلا میدان ایسے میدان میں دھوپ سے ریت چمک کر دور سے پانی کی طرح معلوم ہوتی ہے:۔

پچھلی آیت میں بیان ہوا کہ اللہ کے نور کے ظہور کے مقامات وہ مسجدیں ہیں جہاں اللہ کے عبادت گذار بندے صبح اور شام کے اوقات میں حاضر ہو کر اس کا نام لیتے ہیں اور دنیا کے دھندوں میں پھنس کر اللہ عزوجل کو نہیں بھولتے اس کے تمام احکام بجا لاتے ہیں روزِ جزا سے ڈرتے رہتے ہیں ان کے اعمال کی انہیں بہت اچھی جزا ملے گی اور اس کے علاوہ اللہ ان کو اپنے فضل سے بہت کچھ دے گا اس آیت میں ان لوگوں کا بیان ہے جو اللہ کو نہیں مانتے اس کے رسول کو کچھ نہیں گردانتے یہ لوگ جو اپنی دانست میں اچھے عمل کرتے ہیں وہ بظاہر تو بہت اچھے کام معلوم ہوتے ہیں اور دور سے خوب چمکتے ہیں لیکن ان کی چمک سراب کی سی ہے جیسے پیاسا جنگل میں دور سے دیکھ کر پانی سمجھتا ہے اور اپنی پیاس بجھانے کے لئے اس کی طرف دوڑتا ہے لیکن جب وہاں پہنچتا ہے تو وہاں کچھ بھی نہیں ہوتا اور وہ پیاس کے مارے بدحواس ہو جاتا ہے اس کے ساتھ ہی وہ اللہ عزوجل کے مقرر کردہ قانون مکافاتِ عمل کی گرفت میں آ جاتا ہے۔ اللہ تو ہر جگہ موجود ہے وہ اس کے سامنے اس کے اعمال کی جو اس نے نیک سمجھ کر کئے تھے ساری حقیقت کھول دیتا ہے اور دم زدن میں اس کا حساب چکا دیتا ہے کیونکہ اسے حساب کرنے میں ذرا بھی دیر نہیں لگتی:۔

Marfat.com

بدکار کافر

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ
یا جیسے اندھیرے سمندر میں گہرے پانی کے ڈھانکتی ہے اسے موج
مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ
اس کے اوپر سے ایک اور موج اس کے اوپر بادل اندھیرے
بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ
ایک ان کا ایک کے اوپر جب نکالے ہاتھ اپنا
لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ
قریب ہے کہ دیکھے اسے اور جو نہیں کیا اللہ نے اس کے لیے
نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ع ﴿۴۰﴾
نور پس نہیں اس کے لیے کوئی نور

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ
یا جیسے گہرے دریا میں اندھیرے میں چڑھتی آتی ہے اس پر ایک لہر
مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ
اور اس پر ایک لہر اس کے اوپر بادل اندھیرے ہیں
بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ
ایک پر ایک جب اپنا ہاتھ نکالے
لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ
تو وہ سوجھنا نہیں لگتا اور جس کو اللہ نے روشنی نہ دی
نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ع ﴿۴۰﴾ ع
تو اس کے لیے کہیں روشنی نہیں

لُجّی: (گہرے پانی والا) اسم منسوب۔ بہت زیادہ گہرے پانی کو کہتے ہیں۔ لجی گہرے پانی والا عمیق۔

پچھلی آیت میں ان کافروں کا ذکر تھا جو اپنے اعتقاد کے مطابق اچھے کام کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ ان کی نجات کے لیے کافی ہوں گے ان کے لیے ارشاد ہوا تھا کہ چونکہ وہ اللہ عزوجل پر ایمان نہیں رکھتے اس لئے ان کے اعمال کچھ کام نہ آئیں گے اور اللہ ان کا فوراً حساب کردے گا۔ اس آیت میں ارشاد ہے کہ جو کافر اچھے اور برے کام میں فرق نہیں کرتے نرے دنیا کے مزوں میں پھنسے رہتے ہیں ان کی حالت بڑی ہولناک ہے ان پر تہ بہ تہ اندھیرے چھائے ہوئے ہیں جیسے گہرا سمندر جس میں ایک تو پانی کی گہرائی کا اندھیرا پھر موجوں کے طوفان کا اندھیرا جو ایک پر ایک چڑھی چلی آتی ہیں پھر اس میں موجوں کے تلاطم کے اندھیرے پر بادل کی تہیں چھائی ہوئی ہیں پھر رات کا وقت غرض اندھیرے پر اندھیرا ہر طرف سے چھایا ہو۔ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا کوئی شخص اپنا ہاتھ اٹھا کر آنکھوں کے سامنے لائے تو اسے اندھیرے میں دکھائی نہ دے کہ ہاتھ کہاں ہے غرض اسے کہیں سے روشنی کی ذرا سی بھی جھلک نہیں ملتی سچ ہے روشنی کا منبع تو اللہ عزوجل ہے جو اس کی طرف سے غافل ہو گیا اس کے پاس روشنی کا کیا کام جب تک آدمی کا دل اللہ پر ایمان نہ لائے اور اللہ اسے روشن نہ کرے اسے روشنی نصیب نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

طریقِ معرفت

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ
کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ پاکی بیان کرتے ہیں اُسکی جو کوئی آسمانوں میں اور
وَالْاَرْضِ وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ
زمین میں ہیں اور پرندے پر پھیلائے ہوتے ہر ایک جانتا ہے اپنی بندگی
وَتَسْبِیْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾
اور اس کی پاکی بیان کرنا اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں
وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَ
اور اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور
اِلَى اللّٰهِ الْمَصِیْرُ ﴿۴۲﴾
اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ
کیا تو نے دیکھا نہیں جو کوئی آسمان اور زمین میں ہیں سب اللہ کی یاد کرتے ہیں
وَالْاَرْضِ وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ
اور اڑتے جانور پر کھولے ہوئے ہر ایک کو اپنا اپنا طریقہ اللہ کی بندگی
وَتَسْبِیْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾
کا اور یاد کا معلوم ہے اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں
وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَ
اور آسمان اور زمین پر اللہ ہی کی حکومت ہے اور
اِلَى اللّٰهِ الْمَصِیْرُ ﴿۴۲﴾
اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے

صَافَّاتٌ (پھیلے ہوئے) صَافَّةٌ کی جمع ہے جو اسم فاعل مونث ہے۔ ص۔ ف۔ ف۔ سے صَفٌّ کے معنی ترتیب سے پھیلنا یہاں اس سے مراد ہے۔ پر پھیلائے ہوئے بہت سے لوگ اچھے کام کرنا مفید جانتے ہیں ہمدردی دوسروں کی خیر خواہی داد و دہش دان پُن وغیرہ خود بھی اختیار کرتے ہیں، اور دوسروں کو بھی ہدایت کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی برے کاموں سے رکتے ہیں اور اوروں کو بھی روکتے ہیں، مگر اللہ پر ایمان لانا ضروری نہیں سمجھتے۔ کچھ لوگ نہ اچھے کام کریں اور نہ برے کاموں سے رکیں اور نہ اللہ کو مانیں۔ ان دونوں کی بابت کہہ دیا گیا کہ پہلی قسم کے لوگوں کے اعمال مرنے کے بعد ان کے کچھ کام نہ آئیں گے اور دوسری قسم کے لوگ اندھیروں میں پھنسے ہوئے ہیں، انہی میں پھنسے رہیں گے۔ باقی وہ لوگ جن کو ایمان کی روشنی حاصل ہے اور اچھے کام کرتے ہیں اور برے کاموں سے بچتے ہیں انہیں بہت اچھا بدلہ ملے گا۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، کیا انہیں سوجھتا نہیں کہ عالم کی ہر چیز اپنی اپنی زبان میں اللہ کی عظمت ظاہر کر رہی ہے اور اس کی حمد و ثنا میں مشغول ہے۔ پرندے پر پھیلائے اسی کے گن گا رہے ہیں۔ انسان کیوں غافل ہے۔ اسے سمجھنا چاہیئے کہ اللہ اس کے کرتوتوں سے خوب واقف ہے۔ بچ کر کہاں جائے گا، آسمان اور زمین میں اللہ ہی کی حکومت ہے۔ آخر ہر ایک کو لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے۔

Marfat.com

اللہ کی قدرت

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ
کیا نہ دیکھا تونے کہ اللہ چلاتا ہے بادل کو پھر
یُؤَلِّفُ بَیْنَہٗ ثُمَّ یَجْعَلُہٗ رُکَامًا فَتَرَی
ملا دیتا ہے اس کو آپس میں پھر کرتا ہے اس کو تہ بہ تہ پھر دیکھتا ہے تو
الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِہٖ
مینہ کو کہ نکلتا ہے ان کے بیچ میں

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ
کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ بادلوں کو ہانک لاتا ہے
یُؤَلِّفُ بَیْنَہٗ ثُمَّ یَجْعَلُہٗ رُکَامًا فَتَرَی
پھر ان کو ملا دیتا ہے پھر ان کو تہ بر تہ رکھتا ہے پھر تو ان کے
الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِہٖ
بیچ میں سے مینہ نکلتا دیکھتا ہے

یُزْجِیْ (ہانکتا ہے) مضارع کا صیغہ ہے اِزْجَاءٌ سے جو ز۔ج۔ و سے بنا ہے، ہانکنا۔

رُکَامٌ: (تہ بہ تہ) صفت کا صیغہ ہے جس کا مادہ ر۔ک۔م ہے کوئی چیز جو اس طرح اکٹھی ہو کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کے اوپر آجائے

وَدْقٌ (مینہ) یہ اسم ہے جس کا دوسرا ہم معنی لفظ مطر ہے خِلَالٌ بیچ کی جگہیں خَلَلٌ کی جمع ہے، بیچ کی جگہ۔

اللہ عزوجل کو پہچان کر اس کا اقرار کئے بغیر انسان کا کام بنتا نہیں اس پر ایمان لائے بغیر اس کا کوئی کام اس کی فلاح کا باعث نہیں ہو سکتا اگر وہ کام اچھا ہے تو دنیا میں کچھ دن کام دے گا۔ مرنے کے بعد اس کا کوئی پھل نہ ملے گا۔ اور اگر برا ہے تو وہ اس کے دل و دماغ پر اندھیری بن کر چھا جائے گا اور ان اندھیریوں کا انبار اکٹھا ہوتے ہوتے اس کو بحرِ ظلمت میں غرق کر دے گا۔

اللہ عزوجل کی قدرت کی نشانیاں دنیا بھر میں بھری پڑی ہیں۔ پہلی آیتوں میں بہت سی بیان ہو چکی ہیں، اس آیت میں ایک نہایت ہی واضح نشانی کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے، مینہ برستا ہر ایک نے دیکھا ہوگا۔ کبھی یہ خیال بھی کیا کہ اس کے لئے کیا کیا سامان کئے جاتے ہیں۔ بادلوں کو ہر طرف سے گھیر گھار کر اکٹھا کیا جاتا ہے، پھر ان کو باہم ملایا جاتا ہے پھر ان کو تہ بہ تہ ایک دوسرے پر جمایا جاتا ہے۔ اس کے بعد تم دیکھتے ہو۔ کہ اس کے اندر سے مینہ برسنا شروع ہو جاتا ہے۔ کبھی خیال کیا کہ یہ کیوں ہوتا ہے، اور اسے کون کرتا ہے

سنو! یہ اللہ عزوجل کی قدرت کے کارنامے ہیں، اسی کے حکم سے بادل سمٹ کر ایک جگہ جمع ہوتے ہیں، پھر باہم مل جاتے ہیں، یہاں تک کہ گہری گھٹا بن جاتی ہے، پھر بوندیں پڑنی شروع ہوتی ہیں۔ اس کے بعد موسلا دھار مینہ برسنا شروع ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

کھلی نشانیاں

وَ يُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا
اور اتارتا ہے آسمان سے کچھ پہاڑ جو اس میں ہے
مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَصْرِفُهٗ
اولوں کے پھر گرتا ہے اسے جس پر چاہے اور پھیر دیتا ہے اسے
عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ
جس سے چاہے قریب ہے کہ چمک اس کی بجلی کی لے جائے
بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ؕ
آنکھوں کو بدلتا ہے اللہ رات کو اور دن کو
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾
تحقیق اس کے اندر عبرت ہے آنکھوں والوں کے لیے

وَ يُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا
اور آسمان سے اولوں کے جو پہاڑ اس میں ہیں وہ اتارتا ہے
مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَصْرِفُهٗ
پھر جس پر چاہے انہیں ڈالتا ہے اور جس سے چاہے
عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ
پھیر دیتا ہے اس کی بجلی کی چمک گویا ابھی آنکھوں
بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ؕ
کو لے جاتے گی اللہ رات اور دن کو بدلتا ہے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾
اس میں آنکھوں والوں کے لیے دھیان کرنے کا مقام ہے

يُصِيْبُ (پہنچاتا ہے) مضارع کا صیغہ ہے اَصَابَۃٌ سے جو ص۔و۔ب سے بنا ہے صَوْبٌ کے معنی طرف یا جانب کے ہیں اَصَابَۃٌ کسی کی طرف پہنچنا یُصِیْبُ بِہٖ (پہنچا دیتا ہے اس کو) ب سے متعدی ہو گیا یہاں اس سے مراد گرانا یا ڈالنا بَرَدٌ سے مراد اولے ہیں :

پہاڑ کی طرح دلدار بادلوں میں جب ٹھنڈ بڑھ جائے تو پانی جم کر اولوں کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے اور جس جگہ یہ کثرت سے گریں تو ان سے نقصان بھی پہنچ جاتا ہے بہت سی جگہیں اولوں سے یا ان کے نقصان سے بچ بھی جاتی ہے اولے والے بادلوں میں بجلی بھی تیزی سے کوندتی ہے اور اس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ بینائی جاتے رہنے کے قریب ہو جاتی ہے ہر شخص اس نظارہ سے واقف ہے :

اس آیت میں ارشاد ہے کہ یہ بھی اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے جس سے اللہ کو پہچاننا چاہیے پھر دن اور رات کا پھرتے رہنا بھی اللہ عزوجل کی قدرت کی ایک صاف نشانی ہے جن کی دل کی آنکھیں روشن ہیں ان کے لئے موقعہ ہے کہ ان نشانیوں پر غور کریں غور کریں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کوئی یہ سب کچھ نہیں کر سکتا :

Marfat.com

قدرت کا ظہور

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ
اور اللہ نے پیدا کیا ہر چلنے والے کو پانی سے پس ان میں سے
مَّنْ يَّمْشِىْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِىْ
کوئی ہے کہ چلتا ہے اپنے پیٹ پر اور ان میں سے کوئی ہے کہ چلتا ہے
عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِىْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ؕ
دو پاؤں پر اور ان میں سے کوئی ہے کہ چلتا ہے چار پر
يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
پیدا کرتا ہے اللہ جو چاہے تحقیق اللہ اوپر ہر
شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾
چیز کے قدرت رکھتا ہے

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ
اور اللہ نے ہر چلنے والے کو ایک پانی سے بنایا سو کوئی ہے
مَّنْ يَّمْشِىْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِىْ
کہ چلتا ہے اپنے پیٹ پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے
عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِىْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ؕ
دو پاؤں پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے چار پر
يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
اللہ جو چاہتا ہے بناتا ہے۔ بے شک اللہ ہر
شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾
چیز کر سکتا ہے

جب اللہ عزوجل کو دنیا میں اس کی صاف صاف نشانیاں دیکھ کر پہچان لیا۔ تو اس کی مزید معرفت حاصل کرو۔ اس کی قدرت کا اندازہ اس سے کرو۔ کہ اس نے مادہ پیدا کیا، جو گرمی، سردی خشکی، تری کے اثر سے مختلف شکلیں آسانی سے اختیار کر لیتا ہے، اس کے ذرات اللہ کی قدرت سے کبھی جمع ہو جاتے ہیں۔ کبھی الگ، اسی سے عالم کی مخلوقات کا رفتہ رفتہ ظہور رہا۔ چیزیں اس کے ذرات کی جمع اور تفریق سے بنتی اور بگڑتی رہیں یہاں تک کہ جب مناسب وقت آیا، تو جانداروں کا ظہور ہوا اور مختلف طریقوں سے حرکت کرنے والی مخلوق پیدا ہو گئی۔

اس میں سے کوئی پیٹ کے بل دوڑتا ہے، جیسے سانپ اور اکثر کیڑے اور پانی کے جانور، کوئی دو ٹانگ پر چلتا ہے، جیسے آدمی اور پرندے، کوئی چار پاؤں پر چلتا پھرتا ہے، جیسے مویشی، درندے وغیرہ، پھر اس کی قدرت اسی پر محدود نہیں، وہ جس کو چاہے جیسا بنا دے، اور کسی جانور کو چاہے، تو چار سے زیادہ ہاتھ پاؤں دیدے، یہ سب کچھ دیکھ کر اس بات کا سمجھ لینا آسان ہے کہ اللہ کی قدرت بے انتہا، اس کی قوت لامحدود ہے، آدمی اس کا اتنا ہی اندازہ کر سکتا ہے اور بس۔

Marfat.com

منافقوں کا رویہ

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ
البتہ تحقیق ہم نے اتاریں آیتیں صاف کہنے والی اور اللہ
يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۴۶)
ہدایت کرتا ہے جسے چاہے سیدھے راستے کی طرف
وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا
اور کہتے ہیں کہ ایمان لائے ہم اللہ پر اور رسول پر اور کہنا مانا ہم نے
ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ
پھر منہ موڑ لیتا ہے ان میں کا ایک فرقہ اس اقرار کے بعد
وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ (۴۷)
اور نہیں وہ لوگ ایمان والے

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ
ہم نے کھول کھول کر بتانے والی آیتیں اتاریں اور اللہ
يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۴۶)
جس کو چاہے سیدھی راہ پر چلائے
وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا
اور لوگ کہتے ہیں ہم نے اللہ اور رسول کو مانا اور حکم بجا لائے
ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ
پھر اس کے بعد ان میں سے ایک فرقہ پھر جاتا ہے
وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ (۴۷)
اور وہ لوگ ایمان والے نہیں

اللہ عزوجل نے انسان کو اچھی صورت خوش وضع بدن، سوچنے والا دماغ طاقتور دل دے کر اس دنیا میں رہنے کے لئے بھیجا، جہاں بڑے بڑے لبھانے والے منظر خوشنما مزیدار کھانے پینے کا سامان آرام و آسائش کے اسباب ہر طرف پھیلے پڑے ہیں، مگر اللہ عزوجل نے ان سب کے اندر اپنی معرفت کی نشانیاں رکھ دی ہیں، منظور یہ ہے کہ انسان ان نشانیوں کو دیکھے اور ان سے اللہ کو پہچانے، اس کے آگے جھکے اور اس کے حکم کے مطابق دنیا کی چیزوں سے فائدہ اٹھائے۔ ان آیتوں میں ارشاد ہے کہ اے اولادِ آدم دنیا کے دھندوں میں پھنس کر ہمیں مت بھول جانا۔ ہم نے ہر طرف اپنی قدرت کی نشانیاں دنیا میں پھیلا دی ہیں پھر قرآن مجید کی صاف صاف آیتیں بھی اپنے رسول پر نازل کر کے تمہیں پہنچا دی ہیں، وہ حقیقت کو بالکل واضح کر دیتی ہیں۔ لیکن انسان کی عقل پر اکثر خواہشوں کے پردے پڑ جاتے ہیں، اللہ ہی توفیق دے تو ہدایت ہو۔ وہ جس انسان کی عقل کو چاہتا ہے اپنی روشنی سے منور کر دیتا ہے اور اس روشنی میں اس کی عقل سیدھا راستہ اس کو سمجھا دیتی ہے۔ بعض لوگ منہ سے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور سارے حکم ماننے کو تیار ہیں۔ لیکن جب عمل کا موقعہ آتا ہے تو کترا جاتے ہیں ایمان اور اطاعت کا دعویٰ کرنے کے بعد سرکشی اختیار کرتے ہیں۔ دراصل ان کا دعویٰ جھوٹا تھا، وہ سرے سے ایمان لائے ہی نہیں تھے، نری باتیں بناتے تھے یہ لوگ کسی مصرف کے نہیں دھوکے باز ہیں۔

Marfat.com

عجیب طرزِ عمل

وَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ
اور جب بلایا جائے انہیں اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف تاکہ وہ فیصلہ کرے
بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾
ان میں ناگاہ ایک فرقہ ان کا منہ موڑ لیتا ہے
وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ
اور اگر ہو ان کے لیے حق تو چلے آئیں رسول کے پاس
مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾
گردن جھکائے

وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ
اور جب انہیں اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف بلائے کہ وہ ان کا
بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾
تصفیہ چکائے ناگہاں ان کے ایک فرقے کے لوگ منہ موڑ لیتے ہیں
وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ
اور اگر ان کو حق ملتا ہو۔ تو گردن جھکا کر
مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾
چلے آئیں

پہلی آیت میں ارشاد ہوا کہ بعض لوگ منہ سے تو کہتے رہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہم رسول کی بات مانتے ہیں، ہم ہر طرح حکم بردار ہیں۔ لیکن جب کام کا وقت آتا ہے تو اپنے قول و قرار کا ذرا پاس نہیں کرتے اور منہ موڑ کر چل دیتے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ ان کے ایمان اور فرمانبرداری کے لمبے چوڑے دعوے سب جھوٹے تھے' وہ یوں ہی اپنا کام نکالنے کے لئے وقتی طور پر سب کچھ کہہ دیا کرتے تھے، لیکن ان کے دل میں نہ واقعی ایمان تھا اور نہ ان کا یہ خیال تھا کہ ان کی فرمانبرداری کا امتحان لیا جائے گا، یہ لوگ منافق ہیں اس آیت میں ان کی ایک اور چالبازی کا ذکر ہے جس کی تفصیل تو سورۃ النساء میں گزر چکی ہے۔ لیکن یہاں بھی اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے، تاکہ ان کی دھوکے بازیاں پوری طرح سامنے آجائیں اور مسلمان ان کی طرف سے چوکنے ہو جائیں۔

ارشاد ہے کہ ان لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ جھگڑوں کا فیصلہ کرانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو، تو ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اس بات پر راضی نہیں ہوتے۔ کیوں کہ ان کو صاف نظر آتا ہے، کہ آپ انصاف سے فیصلہ کریں گے اور ہمیں نقصان پہنچے گا۔ کیونکہ وہ درحقیقت جھوٹا دعوے کئے بیٹھے ہوتے ہیں، ہاں اگر انہیں اس بات کا یقین ہو جائے کہ فیصلہ ہمارے ہی حق میں ہوگا۔ تو کان دبا کر خوشی خوشی چلے آتے ہیں، انہیں اس کی پروا نہیں ہوتی، کہ حق حق دار کو پہنچے، بلکہ وہ یہی چاہتے ہیں۔ کہ فیصلہ ہمارے حق میں ہو۔ خواہ ہمارا دعوے جھوٹا ہی ہو، اس کی تفصیل سورۃ النساء میں گزر چکی ہے۔

Marfat.com

تردد کیسا؟

اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا
کیا ان کے دلوں میں کوئی روگ ہے یا شک میں پڑے ہیں
اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ
یا ڈرتے ہیں کہ ظلم کرے گا اللہ
عَلَیْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ
ان پر اور اس کا رسول نہیں بلکہ وہ
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾
خود ہی ظالم لوگ ہیں

اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا
کیا ان کے دلوں میں روگ ہے یا دھوکے میں
اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ
پڑے ہوئے ہیں یا ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا
عَلَیْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ
رسول ان کے ساتھ بے انصافی کریں گے یہ بات نہیں وہی خود
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾
بے انصاف لوگ ہیں

یَحِیْفُ (ظلم کرے گا) مضارع کا صیغہ ہے، ح ۔ ی ۔ ف سے حیف کے معنی ظلم اور ظلم کرنے کے ہیں۔

حضورؐ کے زمانے ہی میں واقعہ یہ پیش آیا تھا، کہ ایک مسلمان کا ایک یہودی سے جھگڑا آ پڑا تھا، مسلمان کہتا تھا کہ یہ چیز میری ہے مجھے ہی ملنی چاہیئے، یہودی کہتا تھا کہ یہ میرا حق ہے مجھے ملنا چاہیئے، یہودی نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس چلو، وہ فیصلہ کر دیں گے کہ یہ چیز کسے ملنی چاہیئے، اسے یقین تھا، کہ آپ انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں گے۔ مسلمان کے دل میں کھوٹ تھا۔ وہ سمجھتا تھا، کہ آپ فیصلہ ٹھیک فرمائیں گے، لیکن ٹھیک فیصلہ میں اسے اس چیز سے ہاتھ دھو بیٹھنا پڑتا تھا، اس لئے آپ کے پاس فیصلہ کے لئے آتے ہوئے اس کی جان نکلتی تھی۔ ایسے لوگوں کی بابت ارشاد ہے کہ ایمان کا دعویٰ اور رسول کے فیصلہ سے کترانا دونوں جمع نہیں ہو سکتے، جو حضور کے فیصلہ سے کتراتے ہیں یا تو ان کے دل میں روگ ہے یعنی وہ حرص کی بلا میں مبتلا ہیں جو دل کی ایک ایسی بیماری ہے، جو آدمی کو انصاف پسند نہیں رہنے دیتی یا پھر وہ اللہ اور رسول پر یقین نہیں رکھتے، شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں یا پھر وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)، اس کے ساتھ بے انصافی کریں گے، اور ظلم سے ان کا واقعی حق چھین کر دوسرے کو دلوا دیں گے ۔ ان میں سے ایک بات بھی ٹھیک نہیں ..... نہ حرص ٹھیک ہے نہ شک و شبہ کا کوئی موقعہ ہے اور نہ اللہ اور اس کے رسول کسی پر ظلم کر سکتے ہیں، بات دراصل یہ ہے کہ خود انہی نے ظلم پر کمر باندھ رکھی ہے وہی دوسروں کا حق دبانا چاہتے ہیں اور سوا اس کے ان کا کوئی مقصد نہیں کہ اپنی ہی جیب گرم کریں۔

Marfat.com

ایمان والوں کا رویّہ

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا

سوا اس کے کچھ نہیں کہ ہے کہنا مومنوں کا جب وہ بلائے جائیں

اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ

اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف تاکہ فیصلہ کرے ان کے درمیان کہ

يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ

کہیں سنا ہم نے اور اطاعت کی ہم نے اور یہ لوگ

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

وہی ہیں فلاح پانے والے اور جو کوئی اطاعت کرے اللہ کی

وَرَسُوْلَهٗ وَ يَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ

اور اس کے رسول کی اور ڈرے اللہ سے اور بچے اس کی نافرانی سے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾

پس وہ لوگ وہی کامیاب ہیں

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا

ایمان والوں کی بات تو یہی تھی کہ جب انہیں ان کے

اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ

درمیان فیصلہ کرنے کے لیے اللہ کی طرف بلایا جاتے تو

يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ

کہیں ہم نے سنا اور کہنا مانا اور یہی لوگ ہیں

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

جن کا بھلا ہوگا اور جو اللہ کے اور اس

وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ

کے رسول کے حکم پر چلیں اور اللہ سے ڈرتے رہیں اور اس کی مخالفت

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾

سے بچیں وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں

منافقوں کا طرزِ عمل پچھلی آیتوں میں بیان ہؤا اور کہا گیا کہ ایسا وہی کر سکتے ہیں۔ جن کے دل میں ایمان کا اثر نہیں محض دکھاوے کے لئے منہ سے کہتے رہتے ہیں کہ ہم اسلام کے خادم اور اللہ کے وفادار اور فرمانبردار بندے ہیں، مگر جب وقت آتا ہے۔ تو اسلام کا ذرا خیال نہیں کرتے، اور وہی کرتے ہیں جو ان کا دل چاہے ۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ ایمان والوں کا یہ شیوہ نہیں، ان کا کام تو یہ ہے کہ جب انہیں اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کرانے کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے، تو بلا پس و پیش "بسر و چشم" کہہ کر حاضر ہو جائیں اور یقین رکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فیصلہ فرمائیں گے، وہ بالکل ٹھیک ہوگا اور اس سے حقدار کو اس کا حق ملے گا۔ بس یہی لوگ فلاح پائیں گے، کیونکہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے کہ آخرت میں مرادیں انہی کی پوری ہونگی جو دنیا میں اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا مانیں گے، دل میں ہر وقت اس کا خوف رکھیں گے اور اس کی منع کی ہوئی باتوں سے بچ کر چلیں گے اصلی اور دائمی کامیابی انہی کیلئے ہے اس کے خلاف چلنے والے اس روز سر پکڑ کر رو دیں گے۔

Marfat.com

زبانی جمع خرچ

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ

اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی زوردار قسمیں البتہ اگر

أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُلْ لَا تُقْسِمُوا ۖ

تو حکم دے انہیں تو وہ نکل کھڑے ہوں کہہ دے قسمیں مت کھاؤ

طَاعَةٌ مَعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ

فرمانبرداری چاہیے جیسے ہوا کرتی ہے تحقیق اللہ خبردار ہے

بِمَا تَعْمَلُونَ (۵۳)

اس سے جو تم کرتے ہو

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ

اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں اپنی سخت قسمیں کہ اگر تو

أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُلْ لَا تُقْسِمُوا ۖ

حکم کرے تو سب چھوڑ کر نکل جائیں تو کہہ قسمیں نہ کھاؤ

طَاعَةٌ مَعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ

حکم برداری چاہیے دستور کے مطابق البتہ اللہ کو

بِمَا تَعْمَلُونَ (۵۳)

خبر ہے جو تم کرتے ہو

طَاعَةٌ مَعْرُوفَةٌ: ایسی فرمانبرداری کرو جیسے ہوا کرتی ہے، یعنی جس طرح اور مسلمان عملی طور پر فرمانبرداری کرتے ہیں تم بھی کرو اس قدر قسموں کی کیا ضرورت ہے منافق کچھ عجیب ہی لوگ ہوتے ہیں، وہ ظاہر میں تو بچھے جاتے ہیں اور زبان سے بڑے زور سے قول و قرار کرتے ہیں۔ لیکن جب کام کا وقت آتا ہے تو کنی کاٹ جاتے ہیں، یہی حال مدینہ کے بعض زمانہ سازوں کا تھا، انہیں دل میں تو یہ یقین تھا کہ یہ لوگ جنہوں نے سچے دل سے اسلام قبول کر لیا ہے، بیوقوف لوگ ہیں اور دھوکہ میں آگئے ہیں، کوئی دن کی بات ہے یہ سارا گھروندا زمین پر آ رہے گا۔ اور پھر وہی ہم ہونگے، وہی عیش و عشرت۔ لیکن چالاک اتنے تھے، کہ مسلمانوں سے بگاڑنا بھی نہیں چاہتے تھے، کیونکہ ہر جگہ ان کی فتح ہو رہی تھی، اگرچہ اس کو وہ ایک عارضی بات سمجھتے تھے۔ پھر بھی زمانہ سازی کر کے اپنا مطلب نکال لیتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے، تو زور زور کی قسمیں کھاتے کہ حضرت ہم تو آپ کے تابعدار ہیں، ابھی آپ لڑائی کا حکم دیں تو ہم سر کے بل نکل کھڑے ہوں اور دشمنوں کو حواس باختہ کر دیں، ارشاد ہے کہ ان سے کہہ دو، زور زور کی قسمیں کھانے کی کچھ ضرورت نہیں، جیسے اور مسلمانوں میں تابعداری کا دستور ہے، تم سے بھی ویسی ہی تابعداری مطلوب ہے وہ تو کوئی لمبی چوڑی قسمیں نہیں کھاتے ہوئے باتیں بناتے، ہر مشکل کے وقت سینہ سپر ہو جاتے ہیں، یاد رکھو تمہارا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے وہ تمہارے ہر کام سے اچھی طرح واقف ہے۔

Marfat.com

بے غرض نصیحت

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
کہہ دے اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت کرو تم رسول کی
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ
پس اگر منہ پھیرو گے تو بس یہی بات ہے کہ اس پر ہے جو بوجھ ڈالا گیا اس پر اور
عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ
تم پر ہے جو بوجھ ڈالا گیا تم پر اور اگر کہنا مانو گے اس کا
تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا
تو راہ پاؤ گے اور نہیں رسول پر مگر
الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾
پہنچا دینا صاف صاف

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
تو کہہ اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ
اگر منہ پھیرو گے تو رسول کے ذمہ وہ بوجھ ہے جو اس پر رکھا گیا اور
عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ
تمہارے ذمہ وہ بوجھ ہے جو تم پر رکھا گیا اور اگر اس کا کہا مانو گے
تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا
تو راہ پاؤ گے اور پیغام لانے والے کے ذمہ نہیں مگر کھول کر
الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾
پہنچا دینا

اس کے بعد ارشاد ہے کہ بجائے باتیں بنانے کے اور قسمیں کھا کھا کر اپنا اعتبار جمانے کے تم یہ کرو کہ اللہ عزوجل کے حکم کے آگے سر جھکا دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کام کے کرنے کو کہیں بلا تامل اس کیلئے تیار ہو جاؤ۔ تم جو چاہو کہ باتیں بنا کر کام نکال لیں تو تمہارا یہ خیال خام ہے، تمہاری ساری بھاری بھاری قسمیں ایک طرف اور موقعہ پر کام کے لئے تیار ہو جانا ایک طرف تم سے فقط یہ مطلوب ہے کہ جو کہا جائے وہ کر دو، خواہ وہ بہت ہی چھوٹا سا کام ہو، جس وقت کوئی کام نہ ہو، اس وقت باتیں بنانا فرمانبرداری کی قسمیں کھانا اور کام کے وقت پیٹھ دکھا دینا انتہا درجے کی دھوکا دہی ہے، اگر تمہارے دل میں یہی ہے کہ بے موقعہ باتیں بنا دیں گے اور موقعہ پر بھاگ جائیں گے، تو تم جانو تمہارا کام۔

ارشاد ہے کہ اگر یہ موقعہ پر بھاگ جانا ہی اختیار کریں، تو ان سے صاف کہہ دو کہ میرے ذمہ جو کام اللہ عزوجل نے ڈالا ہے مجھے اسے پورا کرنا ہے اور وہ اتنا ہی ہے کہ میں اس کا پیغام تم تک ٹھیک ٹھیک پہنچا دوں آگے اس کام کے تم ذمہ دار ہو جو تمہارے ذمہ ڈالا گیا ہے اور وہ یہ کہ اس پیغام کو سنو، سمجھو اور اس کے مطابق عمل کرو، اتنی بات ضرور ہے کہ اگر تم اللہ کے رسول کا کہا مانو گے، تو دنیا و آخرت دونوں میں سرخرو ہو گے، کامیابی تمہارے قدم چومے گی، اور سارے مقصد حاصل کرنے کا سیدھا راستہ تمہیں مل جائے گا، رسول کا فرض اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ پیغام صاف صاف پہنچا دے، ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔

Marfat.com

اللہ کا وعدہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا
وعدہ کرلیا اللہ نے ان سے جو ایمان لائے تم میں سے اور کیے
الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا
کام نیک البتہ خلیفہ بنائے گا ان کو زمین میں جیسے
اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ
خلیفہ بنایا تھا ان کو جو ان سے پہلے ہوئے اور البتہ قوت دے گا
لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ
ان کے لیے ان کے دین کو جو پسند کیا اس نے ان کے لیے
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا
اور البتہ بدل دے گا اس کے بعد ان کے خوف کو امن سے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا
اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور
الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا
نیک کام کیے ہیں وعدہ کر لیا ہے کہ البتہ حاکم
اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ
کردے گا انہیں ملک میں جیسے حاکم کیا ان سے اگلوں کو اور ان
لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ
کے لیے ان کا دین جو ان کے لیے پسند کر دیا جما دیگا اور ان کو
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا
ان کے ڈر کے بدلے میں امن دے گا

اسْتَخْلَفَ (حکومت میں جانشین کیا پہلوں کا) ماضی کا صیغہ ہے، اِسْتِخْلاف سے جو خ۔ل۔ف سے بنا ہے خَلْف کے معنی پیچھے آنا استخلاف کسی کام اس کی جگہ سنبھالنے والا مقرر کرنا لَیَسْتَخْلِفَنَّ (البتہ ضرور حکومت میں قائم مقام بنائیگا مضارع کا صیغہ ہے، مادہ وہی ہے جو اوپر بیان ہوا اس کے ساتھ لام تاکید اول میں اور نون تاکید ثقیلہ آخر میں ہے یعنی ضرور بالضرور، پچھلی آیت میں ارشاد ہے کہ رسول کا جو کام تھا، وہ کر چکے اب تمہارا کام ہے کہ اپنا کام کرو اگر رسول کی پیروی کرو گے تو فلاح پاؤ گے اور دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو گے۔ اس آیت میں صاف بتا دیا گیا کہ آگے رسول کے فرمانبرداروں کو کیا کچھ دنیا میں ملنے والا ہے تاکہ اسلام کے مستقبل میں شک وشبہ کرنیوالوں کی کوتاہ نظری واضح کر دی جائے اور بتا دیا جائے کہ اگر تم علامتوں سے آگے کا حال خود نہیں پہچان سکتے تو ہم تمہیں بتائے دیتے ہیں، سنو اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لے آئے ہیں اور رسول کے کہنے کے مطابق نیک کام کر رہے ہیں۔ حتمی اور پختہ وعدہ کر لیا ہے، کہ آئندہ اس زمین پر انہیں حاکم بنایا جائے گا اور جیسے ان سے پہلے باری باری مختلف امتیں زمین پر حکمراں رہ چکی ہیں، ایسے ہی انہیں دنیا کی حکومت میں ان کا قائم مقام بنا دیا جائے گا اور ان کا یہ دین جو اللہ عزوجل نے ان کے لئے پسند کیا ہے، خوب مضبوط اور مستحکم کر دیا جائے گا اور آجکل جو خوف وہراس کی زندگی بسر کر رہے ہیں اس کے بدلے انہیں امن وامان کی زندگی عطا کی جائیگی۔ یہ آیت اس زمانے میں نازل ہوئی جب مسلمان مدینہ میں جانے کے باوجود طرح طرح کے خطروں میں خوف وہراس کی زندگی بسر کر رہے تھے، اس کی پیشگوئی پوری ہوئی جس کی تاریخ گواہ ہے:۔

Marfat.com

کس شرط پر؟ (الف)

يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ۚ وَمَنْ كَفَرَ
عبادت کرینگے میری نہ شریک کریں گے میرا کسی چیز کو اور جو ناشکری کرے گا
بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاَقِيْمُوا
اس کے بعد بس وہ لوگ وہی نافرمان ہیں اور قائم کرو
الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
نماز اور ادا کرو زکوٰۃ اور اطاعت کرو رسول کی
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ
تاکہ تم رحم کیے جاؤ ہرگز مت گمان کر کہ جنہوں نے
كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ
کفر کیا ہرا دینے والے ہیں زمین میں اور ٹھکانا ان کا
النَّارُ ۖ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾
دوزخ ہے اور البتہ بُری ہے وہ لوٹنے کی جگہ

يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ۚ وَمَنْ كَفَرَ
وہ میری عبادت کرینگے اور میرا شریک کسی کو نہ کریں گے اور جو کوئی اس کے
بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاَقِيْمُوا
بعد ناشکری کرے گا وہی لوگ نافرمان ہیں اور نماز
الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور رسول کے حکم پر چلو
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ
تاکہ تم پر رحم ہو مت خیال کر کہ جو کافر ہیں
كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ
یہ ملک میں بھاگ کر تھکا دیں گے اور ان کا ٹھکانا
النَّارُ ۖ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾ ع ۱۴
آگ ہے اور وہ بری جگہ ہے ٹھہرنے کی

مکہ کے کافروں کے ظلم تیرہ سال تک حیرت انگیز خاموشی اور استقلال کے ستھ سہنے مسلمان اللہ کے حکم سے ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے تھے مگر یہاں بھی ان کافروں نے انہیں چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ آپ کے وفادار فرماں بردار خادم مسلمان جو مکہ سے آپ کے ساتھ آئے تھے اور جو مدینہ والے ان کے مددگار اور ساتھی ہو گئے تھے، انہیں یہاں بھی ابتدا میں بڑی مصیبتوں سے سابقہ پڑا۔ مکہ والے دشمنوں کے علاوہ خود مدینہ کے یہودی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے، ان کے علاوہ ایک اور گروہ منافقوں کا پیدا ہو گیا۔ جو ظاہر میں مسلمانوں سے ملے رہتے تھے، اور باطن میں دشمنوں کے ساتھی تھے۔ ایسی حالت میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ جن میں بیدھڑک اعلان کر دیا گیا۔ کہ نادانو! یہی ستم رسیدہ مسلمان آگے چل کر دنیا بھر کے مالک ہوں گے، پہلے جو بڑی بڑی قومیں دنیا میں بادشاہت کر چکی ہیں، ان کا جانشین اب انہیں کیا جائیگا اور یہی دین جس کے مٹانے پر تم تلے ہوئے ہو، مگر وہ اللہ کا پسندیدہ دین ہے، بہت مستحکم اور مضبوط ہو جائے گا۔ مخالف منہ کی کھائیں گے، جو سر اٹھائے گا، مارا جائے گا۔ ان کی یہ موجودہ پریشانیاں سب جاتی رہیں گی۔

Marfat.com

کس شرط پر؟ (ب)

خوف دہراس کے بدلے امن وامان آرام واطمینان کی زندگی ملے گی اور یہی وہ لوگ ہوں گے، جو اپنے پرانے دشمنوں تک کے لئے دنیا میں راحت اور چین کی زندگی بسر کرنے کا بندوبست کریں گے، ان آیتوں میں ارشاد ہے کہ ان کا رویہ یہ ہوگا کہ سوا میرے کسی کے آگے سر نہ جھکائیں گے۔ فقط میری عبادت کریں گے، دوسروں کو کبھی نہ میری ذات میں شریک کریں گے اور نہ میری صفات میں سے کسی صفت میں کسی کو میرا ہمسر یا حصہ دار ٹھہرائیں گے۔ کیا خیال میں آسکتا ہے کہ یہ دشمنوں کو کپکپا دینے والی پیش گوئی اس قدر کھلے الفاظ میں اتنے شاندار انداز کے ساتھ ٹھیک اس وقت جب دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہو، اور یقین کئے بیٹھے ہوں، کہ اب میدان مارا، ایک بے سروسامان تقریباً نہتے ساتھیوں والا للکار کر سارے ساز وسامان سے آراستہ دشمنوں کو سنائے اور کہہ دے کہ تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، اللہ نے ہمیں دنیا بھر میں حکومت کرنے کے لئے چن لیا ہے، اس نے ہم سے کہہ دیا ہے کہ گھبراؤ مت تم ہی زمین کی بادشاہت کے وارث ہو، مخالفوں سے میری طرف سے کہہ دو۔ کہ یہ میرے بندے دنیا بھر میں امن وامان پھیلائیں گے، اور دین اسلام کو میں ان کے ذریعہ اچھی طرح دنیا میں جما دوں گا۔ یہ لوگوں کو توحید کا سبق سکھائیں گے، مجھے اپنا معبود یکتا سمجھیں گے۔ کسی سے اپنی مرادیں نہ مانگیں گے، یہ میرے شکرگزار بندے ہوں گے، ایمان والے اسی وقت سمجھ گئے کہ یہ سب کچھ ضرور ہوگا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں، جو اس بے باکی کے ساتھ یہ آیت اس سرکشوں کو ایسی حالت میں سنا رہے ہیں، سوا رسول کے کسی کا ایسا حوصلہ نہیں ہوسکتا، آج تاریخ نے دکھا دیا، کہ یہ آیت آپ کے سچے رسول ہونے کی زبردست دلیل ہے ۔!

آپ کے زمانہ کے بعد سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد تک جتنی فتوحات ہوئیں، اسی آیت کی پیشگوئی کی تکمیل تھی، اسلام کا بول بالا ہوا اور دنیا عدل وانصاف سے بھر گئی۔ لیکن اس کے بعد اس نعمت کی ناشکری کرنے والے پیدا ہو گئے۔ جن کی بابت ارشاد ہے، کہ یہ لوگ اللہ کے احکام کے توڑنے والے ہوں گے۔ مسلمانوں کو ہدایت ہے کہ ہمیشہ نماز قائم رکھیں، زکوٰۃ دیتے رہیں، رسول کی فرمانبرداری کرتے رہیں ایسا کرتے رہیں گے۔ تو ان پر ہماری رحمت نازل ہوتی رہے گی، کافروں کی بابت کہا گیا ہے کہ یہ لوگ دنیا کے کسی کونے میں پناہ نہیں لے سکتے۔ ہم انہیں گھیر گھار کر کیفر کردار کو پہنچائیں گے مرنے کے بعد ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ اور جہنم ٹھہرنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔ العیاذ باللہ!

Marfat.com

آداب خانہ داری (الف)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ
اے لوگو جو ایمان لائے ہو چاہیے کہ اجازت لیں تم سے
الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ
وہ جن کے مالک ہیں تمہارے دائیں ہاتھ اور وہ جو
لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ
نہیں پہنچے جنسی شعور کو تم میں سے تین وقت
مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ
پہلے نماز فجر کے اور جس وقت اتار کر رکھ دیتے ہو تم
ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ
اپنے کپڑے دوپہر کو اور پیچھے
صَلٰوةِ الْعِشَآءِ قف
عشار کی نماز کے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ
اے ایمان والو تمہارے لونڈی غلام اور جو تم
الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ
سے بالغ نہیں ہوئے تم سے اجازت
لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ
لے کر آئیں تین وقت
مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ
فجر کی نماز سے پہلے اور جب دوپہر کو اپنے
ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ
کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہو اور عشار کی
صَلٰوةِ الْعِشَآءِ قف
نماز کے بعد

حُلُم (سمجھ، عقل) یہاں اس سے مراد جنسی خواہشوں کا شعور ہے جو بلوغ کے بعد ہوتا ہے۔ مَرّات (بار بار) مرّة کی جمع ہے جس کے معنی ایک بار کے ہیں، یہاں اس سے مراد وقت اور موقعہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تین وقت ایسے ہیں جس میں آدمی تنہائی چاہتا ہے۔

انسان کو اپنے رہنے کے لئے ایک علیحدہ گھر اور ٹھکانا چاہیئے۔ عموماً اس کے ساتھ اس کی بیوی بچے اور خدمت گزار نوکر، چاکر جن کے اندر پہلے لونڈی غلام بھی شامل ہوتے تھے، سب مل جل کر رہتے ہیں۔ ان آیتوں میں ایک گھر میں رہنے والوں کو رہنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ ہر وقت تو ایک گھر میں ملے جلے بغیر رہنا عام لوگوں کے لئے دشوار ہے مگر تین وقت ایسے ہیں کہ جن میں خلوت مطلوب ہوتی ہے اور ان اوقات میں آدمی دوسرے کا اپنے پاس آنا پسند نہیں کرتا۔ فجر کی نماز سے پہلے اور عشا کی نماز کے بعد اور دوپہر کو جس وقت آدمی زائد کپڑے اتار کر کچھ دیر آرام کرتا ہے، ان وقتوں میں لونڈی غلام، نوکر، چاکر اگر داخل ہونا چاہیں، تو پہلے صاحب خانہ کی اجازت لیں، اس وقت میں ان چھوٹے بچوں کو بھی جو بڑے تو ہو گئے ہیں مگر ابھی بالغ نہیں ہوتے، بے دھڑک آنا منع ہے، انہیں آنا ہو۔ تو پوچھ کر آئیں۔۔۔

Marfat.com

آدابِ خانہ داری (ب)

ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ
تین بدن کھلنے کے وقت تمہارے نہیں تم پر
وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ
اور نہ ان پر کوئی الزام ان کے بعد پھرا کرتے ہیں
عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ
تمہارے پاس بعض تم میں سے بعض پر اسی طرح
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ
بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لیے احکام اور اللہ
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (۵۸)
خوب جاننے والا حکمت والا ہے

ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ
یہ تین وقت تمہارے بدن کھلنے کے ہیں ان وقتوں کے بعد
وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ
کوئی تنگی نہیں تم پر نہ ان پر پھرا ہی کرتے ہو
عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ
آپس میں ایک دوسرے کے پاس اسی طرح
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ
اللہ تمہارے آگے باتیں کھولتا ہے اور اللہ
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (۵۸)
سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے

عَوْرٰت (چھپانے کی چیزیں) عَوْرَۃٌ کی جمع ہے، عَوْرَۃٌ اس چیز کو کہتے ہیں۔ جس کا کھولنا باعث شرم یا دل تنگی ہو۔

ارشاد ہے کہ یہ تین وقت ایسے ہیں جن میں تم اپنے زائد کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہو اور تمہارے جسم کی پوشش ایسی نہیں ہوتی جس سے تم اوروں کے سامنے آنا پسند کرتے رہو، پھر یہ کہ تم عموماً اپنی اپنی بیویوں کے ساتھ بھی بے تکلفانہ انہیں' اوقات میں ملنے کی فرصت رکھتے ہو، اس لئے ان اوقات میں تو کسی کو چاہے نابالغ بچہ ہی کیوں نہ ہو۔ بغیر اجازت بے دھڑک اندر نہ آنا چاہیئے۔ ہاں ان تخلیہ کے اوقات کے سوا لونڈی، غلام، نوکر، چاکر چھوٹے بچے۔ آزادی کے ساتھ بے تکلف اور بے اجازت اندر آجا سکتے ہیں۔

اللہ عزوجل اپنے احکام تمہیں اسی طرح صاف صاف سمجھا دیتا ہے، اس نے جو قاعدے رہنے سہنے اور باہم ملنے جلنے کے تمہارے لئے مقرر کئے ہیں، وہ اپنے علم و حکمت کی بنا پر کئے ہیں وہ خوب جانتا ہے کہ کس وقت کیا ہونا چاہیئے اور اوقات مقرر کرکے کام کرنے میں کیا کیا مصلحتیں ہیں، یہاں سے معلوم ہوا کہ آدمی اپنے گھر میں ہر وقت ایسی حالت یا لباس میں نہیں ہوتا، جو باہر کے لوگوں سے ملاقات کے لئے مناسب ہو اس لئے اسے اختیار ہے کہ وہ دوسروں کے اندر آنے پر پابندی عائد کردے' ان تین وقت میں کسی کو بھی بے اجازت نہیں آنا چاہیئے، اس کے سوا اور اوقات میں اسے اختیار ہے کہ آنے والوں پر کوئی پابندی عائد کرے یا نہ کرے۔

Marfat.com

آداب خانہ داری (۲)

وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ
اور جب پہنچ جائیں لڑکے تم میں سے بلوغ کو
فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ
تو انہیں اجازت لینی چاہیے جیسے اجازت لیتے ہیں وہ جو
مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ
ان سے پہلے بالغ ہوئے اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لیے
اٰيٰتِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (۵۹)
اپنی آیتیں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ
اور جب تم میں سے لڑکے حد بلوغ کو پہنچ جائیں
فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ
تو انہیں ویسے ہی اجازت لینی چاہیے جیسے ان سے
مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ
پہلے بڑے ہونے والے لیتے ہیں یوں اللہ تمہیں اپنی باتیں کھول کر
اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (۵۹)
سناتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے

اس آیت میں ارشاد ہے کہ لڑکے جب تک نابالغ ہیں، ان تخلیے یا تنہائی کے اوقات کے سوا جن کا پہلے بیان ہوا ہے اجازت گھر میں ہر جگہ پھر چل سکتے ہیں، لیکن جب وہ بالغ ہو جائیں، تو ان کا حکم بڑے مردوں کا سا ہے اور ان کو ان قواعد کی پابندی کرنی چاہیے جو پہلی آیتوں میں نگاہ نیچی رکھنے اور گھروں میں آنے جانے کی بابت بیان ہو چکے ہیں۔ اللہ عزوجل نے اپنے احکام تمہارے لئے خوب کھول کر واضح طور پر بیان کر دیئے ہیں اور چونکہ اللہ ہر چیز اور ہر بات کی حقیقت اور مصلحت سے خوب واقف ہے، اس لئے وہ ایسے قاعدے انسان کے معاشرے کے مقرر کرتا ہے جس کا پابند ہو کر وہ دنیا میں پاک زندگی بسر کر سکے۔

ظاہر بات ہے کہ اللہ کے مقرر کئے ہوئے قاعدوں کے توڑنے اور اس کے احکام کی مخالفت کرنے سے انسان کی زندگی کے سارے حصے خراب ہو جائیں گے۔ خواہ وہ گھر کے حالات ہوں، یا محلہ اور برادری کے۔ ملک اور قوم کے خواہ روزگار کرنے کے ہوں، یا لوگوں سے ملنے جلنے اور لین دین کے کہیں بھی تو اسے آرام اور راحت نہیں ملے گی، نہ کوئی آسانی نصیب ہوگی اور اگر اس کے احکام کی طرف سے بے پروائی بڑھتی گئی، تو یہ خرابی بھی بڑھتی چلی جائے گی، یہاں سے معلوم ہوا کہ قانون قاعدے اور ضوابط وہی بنا سکتا ہے، جو سب سے زیادہ علم اور تجربہ رکھتا ہو، اور جس کی عقل کامل ہو، تاکہ احکام کی مصلحت پہچان سکے۔

قانون سازی کے لئے عقل و علم کی ضرورت ہے، بڑی بڑی مجلسیں، پارلیمنٹ وغیرہ اسی حد تک مفید ہیں، جہاں تک وہ علم و عقل میں اضافہ کر سکیں، نادانوں کا اکٹھا ہونا، سوائے بیکار شور و غل اور وقت ضائع کرنے کے کوئی نتیجہ نہیں رکھتا۔

Marfat.com

پردہ کی احتیاط

وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ
اور بیٹھ رہنے والی عورتوں میں سے جنہیں توقع نہیں
نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ
نکاح کی پس نہیں ان پر گناہ کہ اتار رکھیں اپنے کپڑے
غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ
ظاہر نہ کرتے ہوئے اپنا بناؤ سنگھار اور اگر بچیں اس سے
خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (۶۰)
زیادہ بہتر ہے ان کے لیے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے

وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ
اور جو تمہاری عورتیں گھروں میں بیٹھ رہی ہیں جنہیں نکاح کی
نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ
توقع نہیں ہے ان پر گناہ نہیں کہ اپنے کپڑے اتار کر
غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ
رکھیں یہ نہیں کہ اپنا سنگھار دکھاتی پھریں اور اس سے بھی بچیں
خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (۶۰)
تو ان کے لیے بہتر ہے اور اللہ سب باتیں سنتا جاتا ہے

اَلْقَوَاعِدُ: (بیٹھ رہنے والیاں) قاعدۃ کی جمع ہے۔ جو اسم فاعل مؤنث ہے ق۔ ع۔ د سے قعود کے معنی بیٹھنا۔ یہاں اس سے مراد وہ عمر رسیدہ عورتیں ہیں، جن کے ایام بند ہو گئے ہوں اور اولاد ہونی موقوف ہو گئی ہو۔ لا یرجون نکاحا: امید نہیں رکھتیں کہ کوئی ان سے نکاح کرے گا۔

ارشاد ہے۔ کہ بوڑھی عورتیں گھر کے اندر اوپر کے کپڑے اتار رکھیں، تو مضائقہ نہیں اور باہر جاتے وقت بھی زائد برقعہ وغیرہ اتار دیں۔ تو کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ اس کے بدن کی بناوٹ یا اپنے سنگھار کا دکھانا مقصود نہ ہو۔ لیکن اگر یہ عورتیں بھی پورا ہی پردہ رکھیں، تو ان کے لیے بہتر ہے اوپر کے زائد کپڑے بھی نہ اتاریں اور بدن کو ہر وقت چھپائے رکھیں۔ تو اس کا انجام ان کے حق میں زیادہ اچھا ہو گا۔ اس ظاہری پردہ کے ساتھ یہ بھی ہر وقت یاد رکھیں۔ کہ اللہ ان کی سب باتیں سنتا اور سب کام دیکھتا ہے۔ دل کے بھید دل اور نیتوں تک سے خوب واقف ہے، پردہ کے احکام پر عمل کرنا تو قانون کی پابندی کرنا ہے لیکن ارادوں اور نیتوں کا درست رکھنا تقویٰ اور پرہیزگاری کی روح ہے، اس لیے ظاہری قانون پر عمل کرتے ہوئے زبان اور دل کو بھی بری باتوں اور گندے خیالات سے بچانا چاہیئے۔ یہاں سے سمجھ میں آ سکتا ہے۔ کہ پردہ کی کتنی اہمیت ہے۔ جب بوڑھی عورتوں کو اتنی تاکید ہے۔ تو جوانوں کا تو کہنا ہی کیا ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ پردے سے مقصد یہ ہے، کہ بدن یا زیور دیکھ کر کسی کے دل میں برے خیالات نہ پیدا ہوں۔

Marfat.com

میل جول کے قاعدے (ل)

لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ

نہیں ہے اندھے پر کوئی تنگی اور نہ لنگڑے پر

حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ

کوئی تنگی اور نہ بیمار پر کچھ تنگی اور نہ خود تم پر

اَنْ تَاْکُلُوْا مِنْۢ بُیُوْتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآئِکُمْ

کہ کھاؤ تم اپنے گھروں سے یا گھروں سے اپنے باپوں کے

اَوْ بُیُوْتِ اُمَّھٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِکُمْ

یا گھروں سے اپنی ماؤں کے یا گھروں سے اپنے بھائیوں کے

لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ

اندھے پر اور لنگڑے پر اور بیمار پر کوئی

حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ

تنگی نہیں اور نہ خود تمہارے اوپر کچھ تنگی ہے کہ

اَنْ تَاْکُلُوْا مِنْۢ بُیُوْتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآئِکُمْ

کھاؤ تم اپنے گھر سے یا اپنے باپ کے گھر سے

اَوْ بُیُوْتِ اُمَّھٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِکُمْ

یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے بھائی کے گھر سے

حَرَجٌ: تنگی، اس لفظ کے معنی مضائقہ، پابندی اور دل کی گھٹن کے ہیں۔

عرب کے اندر کھانے پینے کے معاملے میں اپنے خیالات پر ہر ایک چلتا تھا۔ مفلس نادار، اندھے لوگ، مالداروں اور تندرستوں کے ساتھ کھاتے، جھجکتے تھے، کہ کہیں ہمارا کھانا یا کھانے کا طریقہ انہیں ناگوار نہ گذرے۔ بعض تندرست اور مالدار انہیں اپنے ساتھ اس لیے نہ کھلاتے تھے، کہ کہیں ان کو اس کی شکایت نہ ہو، کہ ہمارے ساتھ مناسب سلوک نہیں ہوا۔ بعض وقت کسی کے اپنے پاس کھانے کو کچھ نہ ہوا۔ تو اپنے قریب کے رشتہ داروں کے پاس جانا ٹھیک نہیں سمجھتا تھا، یا محتاج کو ان سے کچھ کھانا دلواتے ہچکچاتا تھا، کہ کہیں یہ نہ سمجھنے لگیں۔ کہ ہمارے سر خواہ مخواہ کا بوجھ ڈال دیا، پھر بعض قبیلوں میں ہر شخص کے الگ الگ کھانے کا رواج تھا، بعض لوگ اکٹھے ہو کر مل جل کر کھاتے تھے۔

اس آیت میں بیان کیا گیا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کا اتنا خیال نہ کرو۔ جس سے باہم بے تکلف میل جول میں خواہ مخواہ کی رکاوٹیں پیدا ہوں، کھانے پینے میں کوئی پابندی نہیں لگانی چاہیئے۔ جس کو جس طرح سہولت ہو۔ اپنے گھر میں کھائے، کھلائے اگر کوئی ایسا موقع پیش آئے، تو وہ بے تکلف باپ، ماں اور بھائی، بہن کے گھر سے کھا سکتا ہے، اس میں نہ کھلانے والے کو دل تنگی محسوس کرنی چاہیئے اور نہ کھانے والے کو بے جا تکلف کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

میل جول کے قاعدے (ب)

اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ - اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِكُمْ
یا گھروں سے اپنی بہنوں کے یا گھروں سے اپنے چچاؤں کے
اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِكُمْ - اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِكُمْ -
یا گھروں سے اپنی پھوپھیوں کے یا گھروں سے اپنے ماموؤں کے
اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِكُمْ - اَوْ - مَا - مَلَكْتُمْ - مَّفَاتِحَهٗٓ
یا گھروں سے اپنے خالاؤں کے یا جس گھر کی کارمختار ہو تم کنجیوں کے
اَوْ - صَدِیْقِكُمْ ؕ لَیْسَ - عَلَیْكُمْ - جُنَاحٌ -
یا اپنے دوست کے ہاں نہیں تم پر کوئی گناہ
اَنْ تَاْكُلُوْا - جَمِیْعًا - اَوْ - اَشْتَاتًا ؕ
کہ کھاؤ تم اکٹھے یا الگ الگ

اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِكُمْ
یا اپنی بہن کے گھر سے یا اپنے چچا کے گھر سے
اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِكُمْ
یا اپنی پھوپھی کے گھر سے یا اپنے ماموں کے گھر سے
اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ
یا اپنی خالہ کے گھر سے یا جس گھر کی کنجیوں کے تم مالک ہو
اَوْ صَدِیْقِكُمْ ؕ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ
یا اپنے دوست کے گھر سے تم پر کوئی گناہ نہیں
اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ
کہ آپس میں مل کر کھاؤ یا الگ الگ -

ارشاد ہے کہ جیسے اپنے باپ، ماں اور بھائی کے گھر میں ضرورت کے وقت یا کھانا سامنے آجانے کے وقت کھا لینے میں کوئی پس وپیش نہ ہونا چاہیئے، ایسے ہی بہنوں، چچاؤں اور پھوپھیوں، ماموؤں اور خالاؤں کے گھر بھی کسی تکلف کی ضرورت نہیں، اسی طرح اگر تمہیں کسی نے اپنے گھر کا کارمختار مقرر کر دیا ہے اور ذخیرے کی کنجیاں تمہیں دے دی ہیں، تو اس میں سے بھی بوقت حاجت حسبِ ضرورت کھا لینے میں کچھ حرج نہیں مخلص دوستوں کے ہاں بھی بے تکلف کھانے پینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ÷ نیز کھانا پکانے اور کھانے میں تمہیں اجازت ہے کہ اکٹھے ہو کر انتظام کرو، یا الگ الگ پکاؤ کھاؤ، دسترخوان پر بھی ایک جگہ بیٹھنا ضروری نہیں الگ الگ ہر شخص کھا سکتا ہے ان احکام میں اس کی رعایت رکھی گئی ہے کہ فضول تکلفات کی وجہ سے معاشرے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ ضرور ہے کہ ہر ایک کو دوسرے کی مرضی اور سہولت کا بھی خیال رکھنا چاہیئے یہ احکام ایک طرفہ نہیں، بلکہ ان میں دونوں طرف کے آرام اور راحت کا خیال رکھا گیا ہے ÷ کسی کو اس سے یہ مطلب نہ نکالنا چاہیئے کہ اسے دوسرے کو دق کرنے کا حق حاصل ہو گیا ہے اور یہ کہہ کر دوسرے کے گھر ڈیرے ڈال کر بیٹھ جائے کہ تمہارے ہاں سے کھانے کی مجھے اجازت ہے، اس لیے لاؤ کھلاؤ، ان احکام سے مقصود خواہ مخواہ کے تکلفات سے چھڑانا ہے، باقی یہ سب اس اصل قاعدے کے تحت ہیں کہ کوئی کسی کو جان بوجھ کر تکلیف نہ پہنچائے اور دوسرے پر بار نہ بنے -

Marfat.com

اظہارِ بشاشت

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ
پھر جب گھروں میں جایا کرو تو اپنے لوگوں پر سلام کرو
تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ
یہ اللہ کے ہاں کی دُعا ہے برکت والی ستھری
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ
یُوں اللہ تمہارے آگے اپنی باتیں کھولتا ہے۔
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ ع
تاکہ تم سمجھ لو

فَاِذَا - دَخَلْتُمْ - بُيُوْتًا - فَسَلِّمُوْا - عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ
پس جب داخل ہوا کرو تم گھروں میں تو سلام کرو اپنے آپ کے لوگوں پر
تَحِيَّةً - مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ - مُبٰرَكَةً - طَيِّبَةً ؕ
دُعا اللہ کی جانب سے برکت دی گئی - دل پسند
كَذٰلِكَ - يُبَيِّنُ - اللّٰهُ - لَكُمُ - الْاٰيٰتِ -
اس طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لیے اپنی آیتیں
لَعَلَّكُمْ - تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ ع
تاکہ تم سمجھ لو

ع ۸ ۱۴

مسلمانوں کو آپس میں ہنسی خوشی رہنا اور ایک دوسرے کی خیر خواہی اور ہمدردی میں بسر کرنا چاہیئے اور اپنے اقوال و افعال سے ایک دوسرے کو ہر وقت خوش رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے، اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کسی کو کسی سے کوئی تکلیف نہ پہنچنے پائے ہر ایک کے نام و نمود اور عزت کی حفاظت ہر ایک کو کرنی ضروری ہے +

پہلے سوسائٹی کو گندی باتوں سے پاک صاف رکھنے کے طریقے بتلائے گئے گھروں میں رشتہ دار مردوں اور عورتوں کو احتیاط سے رہنا چاہیئے۔ ارشاد ہوا کہ کسی اور کے گھر میں داخل ہو، تو پہلے اجازت لو، سلام کرو۔ پھر نیچی نظریں کیے داخل ہو، اس آیت کے حصے میں ارشاد ہے کہ خود اپنے رشتہ داروں کے گھروں میں داخل ہو تو پہلی بات جو داخل ہونے منہ سے نکالو، وہ السلام علیکم ہونی چاہیئے :۔

یہ اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا ایک برکت والا اور دوسروں کو خوش کرنے کے لیے بہت پاکیزہ کلمہ ہے اس میں دوسروں کے لیے سلامتی اور امن و امان کی دعا ہے اور یہ اپنی نیک نیتی اور ہمدردی ظاہر کرنے کے لیے بہت پاکیزہ ذریعہ ہے اللہ عز و جل نے رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تمہیں اپنی آیتیں کھول کھول کر سُنانا ہے اسی نے تمہیں عقل عطا کی ہے عقل کا پہلا کام یہ ہے کہ ان آیتوں کو سُن کر ان سے انسان کے لیے عملی راستہ تیار کرے جس پر چل کر انسان کا دونوں جہاں میں بھلا ہو عقل نے اگر نہ کیا، تو دنیا میں کچھ نہ کیا، وہ انسان کو بجائے بہبودی کے بربادی کی طرف لے جانے کی ذمہ دار ہوگی :۔

Marfat.com

ایمان کی نشانی

اِنَّمَا - الْمُؤْمِنُوْنَ - الَّذِيْنَ - اٰمَنُوْا - بِاللّٰهِ - وَ
بات یہی ہے کہ ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائے ہیں اللہ پر اور
رَسُوْلِهٖ - وَاِذَا - كَانُوْا - مَعَهٗ - عَلٰٓى - اَمْرٍ جَامِعٍ
اسکے رسول پر اور جب ہوتے ہیں اسکے ساتھ کسی اکٹھا کام کرنیوالے کام میں
لَمْ يَذْهَبُوْا - حَتّٰى - يَسْتَاْذِنُوْهُ - اِنَّ - الَّذِيْنَ -
تو نہیں جاتے جب تک کہ اجازت نہ لے لیں رسول سے تحقیق جو لوگ
يَسْتَاْذِنُوْنَكَ - اُولٰٓئِكَ - الَّذِيْنَ - يُؤْمِنُوْنَ -
تجھ سے اجازت لے لیتے ہیں - وہی ہیں وہ لوگ جو مانتے ہیں
بِاللّٰهِ - وَرَسُوْلِهٖ
اللہ کو اور اس کے رسول کو۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ
ایمان والے وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر یقین لائے
رَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ
جب اس کے ساتھ کسی اکٹھے کرنے کے کام میں ہوتے ہیں
لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ
تو چلے نہیں جاتے جب تک اس سے اجازت نہ لے لیں جو لوگ تجھ سے
يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
اجازت لیتے ہیں وہی ہیں جو اللہ کو اور اس کے
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ
رسول کو مانتے ہیں۔

امر جامع :- (اکٹھا کرنے والا کام) ایسے کام جو اکٹھے ہو کر ہوتے ہیں، جیسے مشورے، وعظ و ہدایت یا جہاد وغیرہ۔

گھروں کے اندر آنے کے جو آداب ہیں، ان کا بیان ہو چکا تو اب مشوروں اور وعظ و نصیحت کی مجلسوں سے بوجہ کسی ضرورت کے اٹھ کر چلے جانے کا طریقہ بتایا جاتا ہے، ایسی مجلسوں کے لیے جو کسی ضروری کام کے انجام دینے یا کسی مہم کی تیاری کرنے کے لیے منعقد کی جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو منادی کے ذریعہ بلا بھیجتے تھے، لوگ اکٹھے ہو جاتے، تو انہیں ہدایت کرتے کہ یہ کام جو آ پڑا ہے کس طرح کرنا چاہیے، ظاہر بات ہے کہ ایسے اجتماع میں سے کسی آدمی کا اُٹھ کر چلے جانا نہایت ناموزوں بات ہے + اس آیت میں ہدایت کی گئی ہے جو لوگ ایمان لانے کا اقرار کر چکے ہیں، ان کے اوپر اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا ماننا فرض ہو چکا اب انکے اس اقرار کا تقاضا یہ ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کسی اجتماعی کام کے لیے بلائیں تو وہ فوراً حاضر ہو جائیں اور وہاں سے بلا آپ کی اجازت کے کام کے ختم ہونے تک نہ اُٹھیں، آپ کی اجازت لیے بغیر وہاں سے اپنی خوشی سے اُٹھ کر چل دینا بدتمیزی تو ہے ہی لیکن اس کے ساتھ ہی وہ نافرمانی کی علامت بھی ہے، ایمان کے ساتھ نافرمانی کا کیا کام ایمان تو فرمانبرداری کا اقرار ہے، اس لیے خوب سمجھ لو ایمان والے وہی ہیں جو اجازت لیے بغیر مجلس سے نہیں اٹھتے، یہ اجازت لینا نشانی ہے اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لانے کی :-

Marfat.com

مرتبہ کا فرق

فَاِذَا ۔ اسْتَاْذَنُوْكَ ۔ لِبَعْضِ ۔ شَاْنِهِمْ ۔ فَاْذَنْ ۔
پس جب ۔ اجازت چاہیں تجھ سے اپنے کسی کام کے لیے پس اجازت دے
لِّمَنْ ۔ شِئْتَ ۔ مِنْهُمْ ۔ وَاسْتَغْفِرْ ۔ لَهُمُ ۔
جسے تو چاہے ان میں سے اور بخشش مانگ ان کے لیے
اللّٰهَ ۚ اِنَّ ۔ اللّٰهَ ۔ غَفُوْرٌ ۔ رَّحِيْمٌ (۶۲)
اللہ سے ۔ تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے
لَا تَجْعَلُوْا ۔ دُعَآءَ الرَّسُوْلِ ۔ بَيْنَكُمْ ۔ كَدُعَآءِ
مت گردانو بلانا رسول کا اپنے اندر مانند بلانے
بَعْضِكُمْ ۔ بَعْضًا ۚ
اپنے کے ایک کے ایک کو۔

فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ
پھر جب اپنے کسی کام کے لیے تجھ سے اجازت مانگیں تو
لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ
ان میں سے جس کو چاہے اجازت دے اور ان کے لیے اللہ سے
اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۶۲)
معافی مانگ۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔
لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ
رسول کا بلانا اپنے اندر ایسا مت سمجھو جیسے تم ایک دوسرے
بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۚ
کو بلاتے ہو۔

شَاْن: (حال، کام شغل، عربی میں اس لفظ کے بہت سے مفہوم ہیں، ہر ایک دل کی کسی کیفیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہاں اس سے امر بات یا کام مراد ہے ـــ عرب کے لوگ بیباکی اور دلیری میں مشہور تھے، اطاعت اور فرمانبرداری سے طبیعت بہت گھبراتی تھی یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کام تھا کہ اپنے خداداد خلق سے ان کو آدمی بنایا۔ اللہ عزوجل کی بڑی مہربانی تھی کہ ان کے شرفا نے قرآن مجید کو سمجھا اور اپنے اثر سے دوسروں کو بھی اس کی ہدایات پر چلایا۔ انہیں مل جل کر کام کرنے کا طریقہ اور آپس کے برتاؤ کا ڈھنگ مدنی سورتوں میں تفصیل کے ساتھ بتایا گیا ہے، جن میں سورۃ البقرہ، النور اور الاحزاب جیسی سورتیں بہت نمایاں ہیں + اس آیت میں پہلے بتایا کہ ضروری اجتماع سے اٹھ کر باہر جاؤ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت لے لیا کرو، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہے کہ اگر کوئی اٹھ کر جانے کی اجازت مانگے تو وہ جس کو مناسب سمجھیں اجازت دیں پھر اس کے لیے مغفرت کی دعا کریں، کیونکہ مجلس سے اٹھ جانا بشرطیکہ کسی فطری ضرورت کی وجہ سے نہ ہو، نافرمانی کے رنگ سے خالی نہیں ایسے لوگوں کو اللہ بخش دے گا۔ جو کسی مجبوری کی وجہ سے اٹھتے ہیں۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بے پرواہی کا برتاؤ کر لیتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا برتاؤ کبھی مت کرو۔ ان کا مرتبہ تم سب سے بہت اعلیٰ ہے +

Marfat.com

منافقوں کو تنبیہ

قَدْ يَعْلَمُ - اللّٰهُ - الَّذِيْنَ - يَتَسَلَّلُوْنَ - مِنْكُمْ
تحقیق جانتا ہے اللہ ان کو جو چپکے سے چل دیتے ہیں تم میں سے
لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ - الَّذِيْنَ - يُخَالِفُوْنَ -
بچ بچا کر پس ڈرنا چاہیے ان کو جو خلاف کرتے ہیں
عَنْ اَمْرِهٖ - اَنْ تُصِيْبَهُمْ - فِتْنَةٌ - اَوْ
اس کے حکم کے کہ پہنچے ان کو کوئی آفت یا
يُصِيْبَهُمْ - عَذَابٌ - اَلِيْمٌ (۶۳)
پہنچے ان کو عذاب دردناک

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ
اللہ تم میں سے ان لوگوں کو جانتا ہے جو آنکھ بچا کر سٹک جاتے
لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ
ہیں سو وہ لوگ جو اس کے حکم کے خلاف کرتے ہیں
عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ
اس سے ڈرتے رہیں کہ ان پر کوئی آفت
يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۶۳)
نہ آپڑے یا ان کو دردناک عذاب پہنچے

يَتَسَلَّلُوْنَ: (سٹک جاتے ہیں) مضارع کا صیغہ ہے۔ تَسَلُّلٌ سے۔ جس کا مادہ س۔ ل۔ ل سَلٌّ کے معنی جلدی سے کھینچ کر نکالنا۔ تسلّل اس کا لازم ہے، چپکے سے کھسک جانا۔

لِوَاذًا: (ایک دوسرے کے پیچھے چھپ کر) باب مُفَاعَلَةٌ کا مصدر ہے۔ ل۔ و۔ ذ سے لَوْذٌ کے معنی آڑ لینا۔ پناہ لینا لِوَاذًا ایک دوسرے کی آڑ لینا۔

مدینہ میں بھی ایسے لوگ تھے، جو مکہ کے کافروں کے ہم خیال تھے، وہ سمجھتے تھے کہ اسلام محض کوئی دن کا کھیل ہے، یہ پرانے مدتوں کے جمے ہوئے طریق زندگی کو کیا اکھاڑے گا، خود ہی تھوڑے دن میں مٹ جائے گا۔ یہ لوگ بظاہر مسلمانوں کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے لیکن دل میں اسلام کی ذرا وقعت نہ تھی، اذان سن کر نماز کے لیے بادلِ نخواستہ آتے مسلمانوں کی مجلسوں میں حاضر ہوتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سنتے لیکن تھوڑی دیر میں طبیعت اُکتا جاتی اور کوئی مسلمان باہر جاتا تو اس کی آڑ میں چھپ کر یہ بھی کھسک جاتے کیونکہ جو بات کسی کے دل کو نہ لگے، وہ اسے کیا خاک پسند آئے گی اس آیت میں اس طرزِ عمل کی مذمت کی گئی ہے۔

ارشاد ہے کہ اللہ کو معلوم ہے جو لوگ دوسروں کے سہارے موقع پاتے ہی سٹک جاتے ہیں ان کے دل میں سرکشی ہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کا خیال نہیں رکھتے اور اپنی ہی سعی کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیے کہ اس مخالفت کا وبال ان پر پڑ سکتا ہے اور ان پر دنیا میں سخت آفت آسکتی ہے اور آخرت میں دردناک عذاب کے اندر پھنس سکتے ہیں۔

Marfat.com

حاصل مطلب

اَلَآ ۔ اِنَّ ۔ لِلّٰهِ ۔ مَا ۔ فِی السَّمٰوٰتِ ۔ وَالْاَرْضِ ؕ
خبردار تحقیق اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں
قَدْ یَعْلَمُ ۔ مَآ ۔ اَنْتُمْ ۔ عَلَیْهِ ؕ ۔ وَیَوْمَ ۔ یُرْجَعُوْنَ ۔
بیشک وہ جانتا ہے وہ تم جس پر ہو اور جس دن لوٹائے جائیں گے
اِلَیْهِ ۔ فَیُنَبِّئُهُمْ ۔ بِمَا عَمِلُوْا ؕ ۔ وَ اللّٰهُ ۔
اس کی طرف ۔ پس بتائے گا انہیں جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ
بِكُلِّ شَیْءٍ ۔ عَلِیْمٌ ؑ ﴿۶۴﴾
ہر چیز کا جاننے والا ہے ۔

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
سنتے ہو! اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے
قَدْ یَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَیْهِ ؕ وَیَوْمَ یُرْجَعُوْنَ
اسے معلوم ہے جس حال میں تم ہو اور جس دن واپس لے جائے
اِلَیْهِ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ
جائیں گے اس کی طرف تو انہیں بتائے گا جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ
بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ؑ ﴿۶۴﴾ ع ۹/۳/۱۵
ہر چیز کو جانتا ہے ۔

انسان نادانی سے سمجھتا ہے کہ جو کچھ اس دنیا میں ہے میرے قبضہ میں ہے، یا اپنی طاقت سے جس پر چاہوں گا قبضہ کروں گا وہ سمجھتا ہے میرے اختیار میں سب کچھ ہے، میں جو چاہوں کروں، جسے چاہوں بناؤں، جسے چاہوں بگاڑوں، اچھی چیز یا بات وہی ہے جسے میرا دل چاہے پھر اس کے ساتھ یہ چھوٹا خیال بھی بعض منچلوں کے دل میں جاگزیں ہے کہ اپنے بنی نوع میں میں ہی سب سے بڑا ہوں، میں اپنی طاقت کوشش کر کے اتنی بڑھاؤں گا کہ جس کے آگے کوئی دوسرا چوں نہ کر سکے، اچھے اچھے میرے سامنے ہار مان جائیں اور کوئی سر نہ اٹھا سکے۔ یہی رویہ ہر دور میں انسانوں کے اکثر گروہوں کا رہا ہے۔ آپس کی لڑائی اور کشمکش ساری اسی وجہ سے ہے۔

اس آیت میں بہت زور سے اعلان ہے کہ نادانو ہوش کی دوا کرو۔ جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ کا ہے، اور زمین تو زمین آسمانوں میں بھی جو کچھ ہے، سب اسی کا ہے۔ تم اپنا حال اپنے ہم جنسوں سے چھپا سکتے ہو لیکن اللہ کو تمہارا رتی رتی حال معلوم ہے، اسے تم ذرا دھوکا نہیں دے سکتے، دنیا میں اس نے کچھ دن کے لیے تمہیں ڈھیل دے رکھی ہے لیکن ایک دن آنے والا ہے کہ تم سب سمٹ کر اسی کے سامنے حاضر ہو گے، اس دن وہ تمہارا کچا چٹھا کھول کر تمہارے سامنے رکھ دے گا۔ اس وقت سمجھے تو کیا سمجھے۔ یہی بہتر ہے کہ ابھی سمجھ لو کہ اللہ عزوجل ہر چیز کا حال خوب اچھی طرح جانتا ہے۔ اس سے ڈرنا چاہیئے۔

سورۃ النور ختم ہوئی!

Marfat.com

سُورۃ النُّور پر ایک نظر

اس سورت میں سوسائٹی کو برائیوں سے پاک صاف رکھنے پر زور دیا گیا ہے، انسان فطری طور پر آپس میں مل جل کر رہنا چاہتا ہے اور اس کے بغیر اس کا گذارا بھی دنیا میں مشکل ہے لیکن ہر ایک کے ساتھ حیوانی ضرورتیں اور خواہشیں لگی ہوئی ہیں، یہ ضرورتیں اور خواہشیں اسے خود غرض بنا دیتی ہیں عقل بتلاتی ہے کہ کوئی شخص اپنی ضرورتیں بغیر ایک دوسرے کی مدد کے حاصل نہیں کر سکتا۔ اسلیے ہر ایک کو دوسرے کی رعایت کرنی ضروری ہو جاتی ہے، ان رعایتوں کی کیا حد ہو اس میں لوگوں نے بہت سی ٹھوکریں کھائی ہیں، سچ تو یہ ہے کہ اگر اللہ کے بھیجے ہوئے رسول اس کام کے لیے دنیا میں نہ آتے تو انسان کو اپنے ساتھیوں اور اپنے ماحول سے رشتہ قائم کرنے میں بڑی ہی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ::

اسلام انسان کے ساتھ ہی دنیا میں آیا اور ہر زمانے میں اس کے مطابق انسان کو مل جُل کر رہنے کے طریقے سکھائے آخر نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر اس کی مکمل شکل دُنیا والوں کے آگے رکھ دی، اس میں اصل چیز اس بات کا ماننا ہے کہ اس دنیا کا بنانے والا فقط اللہ ہے اور وہی ہر ایک کی زندگی کا محافظ اور ہر ایک کے لیے زندگی بسر کرنے کے لیے صحیح قاعدے مقرر کرنے والا ہے + انسان کو دنیا میں جیسے رہنا چاہیئے، جبھی رہ سکتا ہے، جب اللہ پر ایمان لائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا رسول مانے اور کوشش کر کے قرآن حکیم کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے ::

سورۃ النّور میں پندرہ حکم ہیں جن میں انسان کو گھریلو اور سوسائٹی کی زندگی درست کرنے کے قاعدے بتائے گئے ہیں (۱) زنا کی سزا مقرر کی گئی ہے (۲) بدکاروں سے نیک لوگ شادی نہ کریں (۳) دوسروں کو بدنام کرنے کی سزا (۴) لعان یعنی اپنی بیوی پر تہمت لگانے کی سزا (۵) دوسرے کے گھر کے اندر جانے کا طریقہ (۶) مرد اور عورت اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کی عادت ڈالیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں تاکہ ان سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو (۷) پاک دامنی حاصل کرنے کا نکاح بہترین ذریعہ ہے (۸) نکاح کا مقدور نہ ہو تو صبر کریں، جب تک فراخی حاصل نہ ہو (۹) غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ آزادی کے لیے مکاتبت کرو (۱۰) عورتوں سے پیشہ کرانے کی ممانعت (۱۱) خاص اوقات میں اجازت لے کر گھر میں آنے کی ہدایت (۱۲) پردہ کی تاکید، (۱۳) آپس میں کھانے پینے کی اجازت اور اس کے قاعدے اور طریقے (۱۴) گھروں میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کرو (۱۴) مجلس سے اُٹھنے کے احکام (۱۵) اللہ کی معرفت کا بیان، اور عبادت گذار بندوں سے حقیقی کامیابی کا وعدہ ::

Marfat.com

سُورۃ الفرقان

سورتوں کی ترتیب کے لحاظ سے یہ سورت قرآن مجید کی پچیسویں سورت ہے اور یہ مکہ کے درمیانی زمانے میں نازل ہوئی فرقان کے معنی حق و باطل میں جدائی کے ہیں، اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ معبود برحق اللہ عزوجل ہے اور اس کے سوا کسی کی عبادت نری دھاندلی ہے۔ اللہ ایک ہے اور اس کے پہچاننے کے لیے مخلوقات کے عجیب و غریب نظام پر غور کرنا ہی کافی ہے۔ جو لوگ غور نہیں کرتے۔ وہ گمراہ ہو جاتے ہیں، ان کی تنبیہ کے لیے رسول آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید دے کر بھیجا گیا ہے، آپ ان کو شرک و کفر کے نتائج سے ڈرانے آئے ہیں۔ آپ کی نیک خصلتیں، بے غرضی اور اخلاق حسنہ آپ کے نبی ہونے کی کھلم کھلا علامتیں ہیں، وہ ان لوگوں کو قرآن مجید کی آیتیں سنائیں گے، جن میں توحید کا سبق سکھایا گیا ہے۔ شرک کی برائی بتائی گئی ہے اور آخرت پر ایمان لانے کی تاکید کی گئی ہے:۔

قیامت کے دن اللہ کے انکار کرنے والوں کو جہنم میں داخل کیا جائے گا اس کی ہولناک شکل ہی سے ان کے ہوش و حواس جاتے رہیں گے، وہاں کے عذاب سے انہیں کوئی چھڑا نہ سکے گا، ان کے جھوٹے معبود خود انہیں لعنت ملامت کریں گے، وہاں نہ رشوت کام دے گی اور نہ کوئی مددگار ہی میسّر ہوگا، ان کے مقابلہ میں ایمان والے نیکوکار اللہ کے بندے جنت میں داخل کیے جائیں گے، اس وقت کافروں کو سخت حسرت اور ندامت ہوگی، کہ کاش ہم بھی دنیا میں نبی کا کہنا مان لیتے تو آج دردناک عذاب سے بچ جاتے۔ نبی ان کے خلاف گواہی دیں گے، کہ ہم نے ان لوگوں کو لاکھ سمجھایا۔ مگر یہ نہ مانے اور قرآن مجید کو پیٹھ پیچھے ڈال کر اپنے کاموں میں مشغول رہے۔ اس مقدس کتاب میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی:۔

اس کے بعد ان قوموں کے حالات کی طرف توجہ دلائی ہے جنہوں نے اپنے زمانہ میں رسولوں کو جھٹلایا اور دنیا میں ناکام اور آخرت میں عذاب کے مستحق ہوئے، پھر دنیا میں اللہ کے پہچان کی کھلی نشانیاں بتائی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ھدایت کی ہے کہ تم فقط اللہ کی طرف متوجہ رہو، یہ لوگ اگر اللہ تعالےٰ کو نہیں مانتے اور اس کو رحمان نہیں گردانتے، تو انہیں سزا ملے گی۔ آخر رکوع میں سچے مسلمانوں کی عادتوں اور خصلتوں کا ذکر بتفصیل کیا ہے اور بتایا ہے کہ اللہ پر ایمان نہ لانے کی سزا یقیناً مل کر رہے گی:۔

⁂

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کی تعریف (الف)

تَبٰرَکَ ۔ الَّذِیۡ ۔ نَزَّلَ ۔ الۡفُرۡقَانَ ۔ عَلٰی عَبۡدِہٖ	تَبٰرَکَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِہٖ
بابرکت ہے وہ جس نے نازل کیا ۔ فرق کرنیوالا قرآن اپنے بندہ پر	بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندہ پر فیصلہ کی کتاب اتاری
لِیَکُوۡنَ ۔ لِلۡعٰلَمِیۡنَ ۔ نَذِیۡرًا ﴿۱﴾ الَّذِیۡ ۔ لَہٗ	لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرًا ﴿۱﴾ الَّذِیۡ لَہٗ
تاکہ ہو وہ جہاں والوں کے لیے ڈرانے والا وہ جس کا ہے	تاکہ وہ جہاں والوں کے لیے ڈرانے والا ہو وہ ذات جس کی
مُلۡکُ ۔ السَّمٰوٰتِ ۔ وَ الۡاَرۡضِ ۔ وَ لَمۡ یَتَّخِذۡ	مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ لَمۡ یَتَّخِذۡ
ملک آسمانوں اور زمین کا اور نہیں پکڑا اس نے	سلطنت آسمان اور زمین میں ہے اور نہیں اختیار کی
وَلَدًا ۔ وَّ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ ۔ شَرِیۡکٌ ۔ فِی الۡمُلۡکِ	وَلَدًا وَّ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ
بیٹا اور نہیں ہے اس کا کوئی شریک ملک میں	اس نے کوئی اولاد اور نہیں اس کا سلطنت میں کوئی ساجھی
وَ خَلَقَ ۔ کُلَّ شَیۡءٍ ۔ فَقَدَّرَہٗ تَقۡدِیۡرًا ﴿۲﴾	وَ خَلَقَ کُلَّ شَیۡءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقۡدِیۡرًا ﴿۲﴾
اور پیدا کی اس نے ہر چیز پس ٹھیک کیا اسکو اندازہ کے ساتھ	اور ہر چیز بنائی ، پھر اس کو ماپ کر ٹھیک کیا

تَبٰرَکَ (بابرکت ہے) ماضی کا صیغہ تَبَارُکٌ سے جس کا مادہ ب ۔ ر ۔ ک ہے بَرَکَۃ کے معنی خود بخود بڑھنا ۔ اندر ہی اندر سے امڈنا ۔ اللہ عزوجل تمام خیر و خوبی عظمت ۔ جلال ہستی ۔ قوت ۔ حیات ۔ قدرت ۔ رحمت اور کمال کا بحر زخار اور دریائے ناپید کنار ہے جس کی غنا اور تونگری ہر لحظہ اور ہر دم خود اس کے اندر ہی جوش مارتی رہتی ہے ، نہ ہمارے پاس الفاظ ہیں جو اس کی شان کا بیان کر سکیں ۔ اور نہ ایسی کوئی چیز ہے ، جس کو اس کے مشابہ ٹھیرا سکیں ۔ اللہ عزوجل نے اپنی مخلوقات میں اپنی قدرت کی نشانیاں پھیلا رکھی ہیں جنہیں دیکھ کر پہچانا جا سکتا ہے ۔ اسی طرح اس نے قرآن پاک میں اپنی صفات کو اپنے ہی الفاظ میں بیان فرما دیا ہے جس سے انسان اس کا تصور کر سکتا ہے ۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ ساری خوبیوں کا منبع اور مرکز وہ ذات پاک ہے ۔ جس نے حق و باطل کی تمیز کے لئے قرآن حکیم نازل فرمایا ۔ اور اپنے ایک برگزیدہ بندہ کو اسے سنانے اور انسانوں کو ڈرانے کے لئے دنیا میں بھیجا ۔ کہ وہ انہیں ان کے برے اعمال کے برے نتیجوں سے آگاہ کر دے ۔ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ عزوجل سے غافل ہو کر تباہ و برباد ہو جائیں ، اور وہ بے خبری میں مارے جائیں ۔

Marfat.com

اللہ کی تعریف (ب)

اس عظیم الشان آیت میں اللہ عزوجل نے اپنی تعریف فرمائی ہے: تاکہ انسان اس کو اچھی طرح پہچان لے، فرمایا۔ کہ وہ ساری خوبیوں کا سرچشمہ ہے، جو ہر دم آپ ہی آپ اندر سے ابل رہا ہو اور اس میں ہر خوبی آپ ہی آپ بڑھتی چلی جا رہی ہے، ان خوبیوں کا نہ کوئی شمار ہے نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی ابتدا ہے نہ انتہا ہے۔ اس کی گہرائی کا کوئی اندازہ نہیں، یوں سمجھو کہ یہ اندر سے آپ ہی آپ جوش مار کر اٹھتا ہے، اٹھ کر اوپر کسی قدر ظاہر ہوتا ہے، پھر جوش مارتا ہوا اندر چلا جاتا ہے، یہ سارا مفہوم اور اس سے کہیں زیادہ ایک لفظ تبارک میں موجود ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ اس نے قرآن حکیم جیسی عظیم الشان کتاب اتاری۔ جس میں انسان کے لئے تمام مفید چیزیں کھول کر رکھ دی ہیں، تاکہ وہ انہیں حاصل کرے اور بُری چیزیں بھی واضح کر دیں۔ تاکہ وہ ان سے بچے۔

انسان اس کتاب کے ذریعہ حق و باطل سچ اور جھوٹ اور بُرے بھلے میں کھلم کھلا فرق سمجھ سکتا ہے۔ پھر اس کو انسان تک پہنچانے اور اسے اچھی طرح سمجھانے کے لئے اپنے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انتخاب کیا، تاکہ وہ انسان کو بھلائیاں سمجھائیں اور ان کے اختیار کرنے والوں کو خوش خبری سنائیں اور برائیاں واضح کر کے ان کے اختیار کرنے والوں کو ڈرا دیں۔ کہ ان کا انجام اچھا نہ ہوگا۔ پھر فرمایا۔ کہ آسمانوں اور زمین کا حاکم مطلق اور اکیلا مالک اللہ ہے، اُسے نہ ان کے پیدا کرنے میں کسی مددگار کی ضرورت پڑی اور نہ اس کے انتظام کے لئے کسی اور کی حاجت ہوئی، اس لئے نہ اس کے اولاد ہے اور نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ اس نے تنہا اپنی قدرت سے ہر چیز کو پیدا کیا اور تنہا اس کا انتظام کرتا ہے، ہر چیز کے لئے اس کی خصوصیتیں مقرر فرمائیں، اور ٹھیک اندازہ سے اس کی زندگی کا ایک دائرہ معین کر دیا اور ہر ایک کو ایسے قاعدوں اور قانونوں میں جکڑ دیا۔ جس سے باہر جانے کی اسے ذرا مجال نہیں اور ہر ایک کے لئے ایک محدود اور معین میدان عمل مقرر کر کے اس کے اندر اپنا اپنا کام کرنے کے لئے جس کو جتنی قوتوں اور سامان کی ضرورت تھی، وہ اس کے لئے مہیا کیا۔

اس آیت سے اللہ عزوجل کی ان صفات پر زور دیا گیا ہے (۱) وہ ہر دم آپ ہی آپ بڑھنے والی بیحد خوبیوں والا ہے۔ (۲) اس نے اپنے مقبول بندہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو بھلے بُرے کا فرق بتانے والی کتاب قرآن مجید اور فرقان حمید دے کر دنیا میں بھیجا۔ تاکہ انسان کو بُرے اعمال کے نتیجوں سے ڈرا دیں (۳) وہ تنہا سارے جہان کا بادشاہ ہے (۴) اس کے کوئی اولاد نہیں (۵) اس کا سلطنت اور حکومت میں کوئی شریک نہیں (۶) ہر شے کا خالق ہے (۷) اس نے ہر چیز کو اس کے مناسب خاصیتیں اور توفیق عطا فرمائی ہیں۔

Marfat.com

عجیب بیوقوفی

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ

اور لوگوں نے اس کے سوا اور معبود تجویز کر رکھے ہیں جو

شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ

کچھ چیز نہیں بناتے اور وہ خود بنائے گئے ہیں اور وہ اپنے

لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ

حق میں نہ برے کے مالک ہیں نہ بھلے کے اور نہ مالک مرنے کے

مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴿۳﴾

اور نہ جینے کے اور نہ جی اٹھنے کے۔

وَاتَّخَذُوْا - مِنْ دُوْنِہٖ - اٰلِهَةً - لَّا يَخْلُقُوْنَ -

اور پکڑے انہوں نے - اس کے سوا - اور معبود - جو پیدا نہیں کرتے

شَيْئًا - وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ - وَلَا يَمْلِكُوْنَ -

کچھ - اور وہ پیدا کیے گئے ہیں - اور نہیں ان کے بس میں

لِاَنْفُسِهِمْ - ضَرًّا - وَّلَا نَفْعًا - وَّلَا يَمْلِكُوْنَ

اپنے لیے - کوئی ضرر - اور نہ نفع - اور نہ وہ مالک ہیں

مَوْتًا - وَّلَا حَيٰوةً - وَّلَا - نُشُوْرًا ﴿۳﴾

موت کے - اور نہ زندگی کے - اور نہ پھر جی اٹھنے کے

اللہ عزوجل کی واضح صفات بیان کرنے کے بعد اس کے بعد اس آیت میں ارشاد ہے۔ کہ ان لوگوں کا عجیب حال ہے ساری مخلوقات کے اندر ہماری قدرت کی نشانیاں گویا منہ سے بول رہی ہیں۔ کہ ہمارے سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا۔ مگر انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔ سب سے بڑھ کر نشانی ہم نے ان کے سامنے یہ ظاہر کر دی کہ قرآن مجید جیسی عظیم الشان کتاب بھلائی اور برائی میں صاف صاف فرق بتا دینے والی اپنے ایک بندے پر نازل کی اور اس کو حکم دیا ۔ ۔ ۔ ۔ کہ اس کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنا دے۔ تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ سرچشمۂ رحمت ہے۔ آسمان و زمین کا حاکم مطلق ہے، اس کے نہ کوئی اولاد ہے اور نہ کوئی سلطنت میں اس کا ساجھی اور مددگار ہے، اسی نے یہ سب کچھ بنایا ہے اور ہر چیز کو اس کے مناسب سامانِ زندگی اور اس کی ساز گار ترکیب عطا فرمائی ہیں، اتنا کچھ سامان معرفت مہیا کر دینے کے بعد بھی یہ لوگ پتھروں، درختوں، بتوں کی طرف سر جھکاتے ہیں اور اس کریم و حکیم قادر و توانا سے منہ موڑ کر ان کی پرستش کرتے ہیں۔ انہیں اتنا نہیں سوجھتا۔ کہ ان کے ان گھڑے ہوئے معبودوں نے آج تک ایک گھاس کا تنکا بھی پیدا کر کے نہیں دکھایا۔ بلکہ ان کی خود ہستی ہی نہیں یہ تو بنانے سے بنے ہیں۔ درحقیقت وہ کچھ بھی نہیں، انہیں اپنے ہی نفع نقصان کا ہوش نہیں، دوسرے کو تو نفع یا نقصان کیا پہنچاتے، نہ ان کے ہاتھ میں اپنا یا کسی کا مارنا یا جلانا ہے اور نہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر اٹھ بیٹھنا ان کے بس میں ہے، ان لوگوں کی عقل پر رویئے، کہ یہ کیسے اوٹ پٹانگ فیصلے کر بیٹھتے ہیں ۔۔۔!

Marfat.com

قرآن کی بے قدری

وَقَالَ - الَّذِيْنَ - كَفَرُوْٓا - اِنْ - هٰذَآ - اِلَّآ
اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے نہیں یہ مگر
اِفْكُ - اِۨفْتَرٰىهُ - وَاَعَانَهٗ - عَلَيْهِ - قَوْمٌ
بے سری باتیں جو اُسنے گھڑلی ہیں اور اسکی مدد کی ہے اس پر لوگوں
اٰخَرُوْنَ ۛ فَقَدْ - جَآءُوْ - ظُلْمًا - وَّزُوْرًا ﴿۴﴾
دوسرے نے دیکھا آگئے نا ظلم اور جھوٹ پر

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ
اور منکر کہنے لگے کچھ نہیں یہ مگر طوفان
اِفْكُ اِۨفْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ
باندھ لایا ہے اسے اور لوگوں نے اس میں اس
اٰخَرُوْنَ ۛ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ﴿۴﴾
کی مدد کی ہے سو آگئے یہ لوگ بے انصافی اور جھوٹ پر

اِفْكٌ : (بے بنیاد جھوٹ) یہ لفظ سورۂ نور میں گزر چکا ہے۔ اِفْتَرٰی (گھڑ لیا) ماضی ہے افتراء سے جرف۔ ر۔ ی سے بنا ہے فری کے معنی اٹکل سے کوئی چیز بنانا اَعَانَ (مدد کی) ماضی کا صیغہ ہے اعانتہ سے جرع۔ و۔ ن سے بنا ہے۔ عون کے معنی مدد کے ہیں اعانتہ اس سے متعدی مصدر ہے۔ مدد کرنا۔ اعان اصل میں اَعْوَنَ ہے واؤ الف سے بدل کر اعان کر لیا۔

شروع کی آیت میں ارشاد ہوا کہ قرآن حکیم کا نازل کرنے والا عزوجل ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن پر وہ نازل ہوا۔ اس کے رسول ہیں۔ پھر ارشاد ہوا کہ اللہ اس کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے برگزیدہ رسول نبیوں کے ساتھ ان لوگوں نے بے انصافی سے کام لیا۔ اول تو اللہ ہی کے ساتھ گستاخی کی۔ کہ اس کی ظاہر نشانیاں جو آسمان اور زمین میں پھیلی ہوئی ہیں۔ دیکھ کر اسے نہ پہچانا اور بیکار اور نکمی چیزوں کی پرستش کرنے لگے۔

اس کے بعد اس آیت میں ان کے طرزِ عمل کا بیان ہے، جو انہوں نے قرآن کے ساتھ اختیار کیا۔ ارشاد ہے کہ اللہ کا انکار کرنے والے کہتے ہیں۔ کہ یہ قرآن بھی کچھ نہیں۔ معاذ اللہ جھوٹ کا طومار ہے جو اس نے خود گھڑ لیا ہے اور کچھ دوسرے لوگوں لیعنی یہودی غلاموں نے اس کی مدد کی ہے۔ دیکھا! ان لوگوں نے سراسر ظلم اور یاوہ گوئی پر کمر باندھ لی ہے جو ایسی بے نظیر کتاب کو معاذ اللہ جھوٹ کا انبار بتاتے ہیں اور اس کی بابت جو منہ میں آتا ہے بک دیتے ہیں۔

یہ کتاب بالکل صداقت پر مبنی ہے اور اس میں ایک بات بھی گھڑی ہوئی یا جھوٹ نہیں۔ اس میں وہ علم و حکمت کے خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ جن میں سے غور کرنے والے قیامت تک اپنی بساط کے مطابق اچھی اچھی چیزیں ڈھونڈ کر نکالیں گے اور ان سے مستفید ہوں گے۔

Marfat.com

شبہات

وَقَالُوْٓا ۔ اَسَاطِيْرُ ۔ الْاَوَّلِيْنَ ۔ اكْتَتَبَهَا ۔
اور کہا اُنہوں نے بے سری باتیں پہلوں کی لکھوالیا ہے انہیں
فَهِيَ ۔ تُمْلٰى ۔ عَلَيْهِ ۔ بُكْرَةً ۔ وَّاَصِيْلًا ۝۵
پس وہ پڑھی جاتی ہیں ان پر صبح اور شام ۔

وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا
اور منکر کہنے لگے یہ پہلوں کی قصّے کہانیاں ہیں جو اس نے نقل کروا
فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۵
لی ہیں اور وہی صبح شام اسے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ۔

اَسَاطِیْرُ (بے سند کہانیاں) اُسطورۃٌ کی جمع ہے، جو س ۔ ط ۔ ر سے بنا ہے، یہ لفظ پہلے گزر چکا ہے ۔ اساطیر کو خرافات بھی کہتے ہیں ۔

تُمْلٰی (پڑھی اور رٹی جاتی ہیں) مضارع مؤنث کا صیغہ ہے ۔ اِملاءٌ جس کا مادہ م ۔ ل ۔ و ہے ۔ مَلْوٌ کے معنی ٹھہر جانے کے ہیں ۔ اِملاء ٹھہر ٹھہر کوئی کام کرنا ، یہاں اس سے مراد بار بار پڑھ کر سنانا ۔

مکہ کے کافر اسلام کو ہر طرح دبانا چاہتے تھے، اس کے لئے انہیں صاف جھوٹ بولنے سے بھی شرم نہیں آتی تھی، کہتے تھے کہ یہ یہودی غلام پرانے قصّے آپ کو سناتے رہتے تھے اور آپ ان کی نقل کر لیتے ہیں ۔ بے وقوفوں کو اتنی سمجھ نہ تھی، کہ ان تمام یہودیوں کو تو عربی بھی ٹوٹی پھوٹی ہی سی آتی تھی ۔ وہ اس قدر فصیح و بلیغ عبارتوں میں ایسے قصے کیسے لکھوا سکتے تھے ؟ قرآن مجید کی عبارت کی برابری کرنے سے تو عرب کے بڑے بڑے ماہر زبان دان بھی عاجز آ چکے تھے اور بڑے بڑے فصیح و بلیغ خطیب اور شاعر اس کی زبان کا لوہا مان چکے تھے، یہ محنتی غلام جنہیں فصیح و بلیغ زبان سیکھنے کا کوئی موقعہ ہی نہ تھا، وہ تو محض اپنے آقاؤں کی ٹہل اور خدمت کرتے تھے، یا کچھ لوہے کی چیزیں لوہاروں کی طرح ٹھونک پیٹ کر یا لکڑی کا سامان کانٹ چھانٹ کر بنا لیتے تھے ۔ انہیں ایسی شاندار عبارتیں بنانے کا سلیقہ کیسے ہو سکتا تھا ۔ جو قرآن مجید کی خصوصیت ہے ۔ لیکن انہیں اپنے اندھے تعصّب کے اندر اتنی سی بات کا بھی خیال نہ رہا ۔ ابتدا میں آپ کے پاس تھوڑے سے ایمان لے آنے والے دو وقت جمع ہوتے تھے، اور آپ انہیں قرآن کی تازہ اتری ہوئی آیتیں سناتے تھے، اس پر کافروں نے یہ بات بنائی ۔ کہ دن بھر دوسروں سے کہانیاں لکھواتے ہیں، اور صبح و شام انہیں کو نئے نئے طریقوں سے سنتے اور سناتے ہیں ۔

Marfat.com

جواب

قُلْ - اَنْزَلَهُ - الَّذِیْ - یَعْلَمُ السِّرَّ -
کہہ دے اتارا اسے اُس نے جو جانتا ہے بھید
فِی السَّمٰوٰتِ - وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ
آسمانوں میں اور زمین میں تحقیق وہ ہے
غَفُوْرًا - رَّحِیْمًا ﴿۶﴾
بخشنے والا مہربان

قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ
تُو کہہ اس قرآن کو اُس نے اُتارا جو آسمانوں اور
فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ
زمین کے چھپے ہُوئے بھید جانتا ہے۔ بے شک وہ
غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۶﴾
بخشنے والا مہربان ہے۔

قرآن مجید کے مضامین کی رفعت اور بلندی اور ساتھ ہی عبارات والفاظ کی شان وشوکت صاف صاف بتا رہی تھی۔ کہ یہ معمولی کلام نہیں، جسے انسان بنا سکے۔ کیونکہ آدمی کا علم خواہ کتنا ہی ہو۔ بہرحال محدود ہے اور وہ ہر بات نہیں جان سکتا۔ اس محدود حلقے میں بھی وہ اس یقین کے ساتھ فیصلے اور احکام نہیں دے سکتا۔ جو قرآن حکیم کی ایک نمایاں خصوصیت ہے۔ اس آیت میں ارشاد ہے، کہ ان ہٹ دھرم لوگوں سے کہہ دو کہ اپنے دل سے اس قرآن مجید کا حال پوچھیں۔ ایسی بھید کی باتیں کسی ایسے بھیدوں کے جاننے والے کے کلام ہی میں ہو سکتی ہیں۔ جس کے علم میں آسمانوں اور زمین کا سارا حال واضح طور پر موجود ہے اور تمام عالم کے کونے کونے سے واقف ہے اسی وسیع معلومات کی بدولت وہ تمہارے ان چھل بٹوں کو بھی اچھی طرح جانتا ہے اور تمہاری بے ہودہ باتوں کی تمہیں خوب سزا دے سکتا ہے۔ لیکن یہ اس کا رحم وکرم ہے کہ باوجود اس کے وہ تمہاری گستاخیوں سے درگزر کر رہا ہے۔ کیونکہ عالم ہونے کے ساتھ ہی وہ غفور ورحیم بھی ہے یہ اس کی مغفرت اور بخشش ہی کی بدولت ہے جو تم کو ڈھیل دی جا رہی ہے اور تمہاری مخالفت سے چشم پوشی کی جا رہی ہے۔ کیونکہ اس کے علم میں یہ بھی ہے کہ بعض لوگ تم میں ایسے ہیں۔ جو اس دل لبھانے والے کلام سے متاثر ہوں گے اور اس قرآن کی آیتیں سن سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے ان کے مطابق عمل کرنا سیکھیں گے، آگے چل کر ان کو دنیا کی حکومت دی جائے گی اور وہ دنیا بھر میں اللہ کے کلام کا بول بالا کریں گے، تمہاری ہٹ دھرمی تو کوئی دن کی ہے۔ اس لئے تمہیں کچھ دن آزاد چھوڑا جا رہا ہے۔ کہ جو چاہے کرو۔ اگر اللہ غفور ورحیم نہ ہوتا۔ تو تمہیں ترنت ان گستاخیوں کی سزا دے دی جاتی۔ اور تم کچھ نہ کر سکتے۔

Marfat.com

رسُول کی بابت خیالات

وَقَالُوْا - مَالِ - هٰذَا الرَّسُوْلِ - يَأْكُلُ
اور کہنے لگے کیا حال ہے اس رسول کا کھاتا ہے
الطَّعَامَ - وَيَمْشِيْ - فِي الْاَسْوَاقِ ط
کھانا اور چلتا پھرتا ہے - بازاروں میں

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ
اور کہنے لگے یہ کیسا رسُول ہے جو کھانا
الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ط
کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے

مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ اصل میں مالِهٰذَا الرَّسُوْل قرآنی رسم خط میں ل کو ہذا سے الگ کر کے لکھا گیا اور پھر اسی طرح لکھا رہنے دیا گیا۔ مَا کے معنی کیا ہوا لِهٰذَا الرَّسُوْلِ کا لفظی ترجمہ واسطے اس رسول کے۔ اس آیت میں ان خیالات کا ذکر ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت وہ لوگ ظاہر کرتے تھے اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ وہ آپ کے حسب ونسب کا انکار کرتے تھے۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ آپ ہر طرح سے شریف النسب ہیں۔ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ کبھی کسی کو دھوکا نہیں دیا۔ اپنے بھلے کے لئے کبھی کسی کو دکھ بھی نہیں پہنچایا۔ ہمیشہ محتاجوں اور کمزوروں کی مدد کی۔ حاجت مندوں کی حاجت پوری کی۔ ان کو آپ کی ذاتی خوبیوں اور خاندانی شرف سے انکار نہ تھا۔ ان کو فقط اس میں اپنی موت نظر آتی تھی۔ کہ اس نے یہ نیا دین کیسا نکالا۔ جو اگر چل گیا تو ہمارے باپ دادا کی رسمیں سب ملیا میٹ ہو جائیں گی۔ اور ہم جو اب سب کے سردار بنے بیٹھے ہیں۔ آپ کے غلام بن جائیں گے۔ اس لئے وہ نہیں چاہتے تھے۔ کہ لوگ آپ کی بات سنیں۔ ارشاد ہے۔ کہ وہ دوسروں کو آپ کی طرف مائل ہونے سے یہ کہہ کر روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ اللہ عزوجل کے ایسے رسول کی کیا یہ حیثیت ہو سکتی ہے۔ کہ معمولی آدمیوں کی طرح کھانا کھائے۔ اور انہی کی طرح بازاروں میں سودا سلف خریدتا پھرے، دنیا کے بادشاہوں کا پیغام ایلچی کس شان و شوکت سے لے کر آتے ہیں۔ یہ اللہ عزوجل کا جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے، ایلچی ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے اور پھر معمولی آدمیوں کی طرح ہر کام خود کرتا ہے، نہ کوئی شان و شوکت کا اس کے پاس سامان ہے۔ اور نہ کوئی لاؤ لشکر ہی اس کے ساتھ ہے۔

Marfat.com

رسول کیسا ہوتا؟

لَوْلَآ - اُنْزِلَ - اِلَيْهِ - مَلَكٌ - فَيَكُوْنَ - مَعَهٗ -
کیوں نہ اُتارا گیا۔ اسکی طرف کوئی فرشتہ کہ ہوتا اس کے ساتھ
نَذِيْرًا ⑦ اَوْ - يُلْقٰٓى - اِلَيْهِ - كَنْزٌ - اَوْ - تَكُوْنُ
ڈرانے کو یا ڈالا جاتا اسکی طرف کوئی خزانہ یا ہوتا
لَهٗ جَنَّةٌ - يَّاْكُلُ - مِنْهَا - وَقَالَ - الظّٰلِمُوْنَ -
اسکا کوئی باغ کہ کھاتا وہ اس میں سے اور کہا ظالموں نے
اِنْ - تَتَّبِعُوْنَ - اِلَّا - رَجُلًا - مَّسْحُوْرًا ⑧
نہیں پیروی کرتے تم مگر ایسے مرد کی جو جادو میں پھنسا ہوا ہو۔

لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ
اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہ بھیجا گیا جو ڈرانے کو اس کے
نَذِيْرًا ⑦ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ
ساتھ رہتا یا اسے کوئی خزانہ دے دیا جاتا یا اس کے
لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ
پاس کوئی باغ ہوتا کہ اس میں سے کھایا کرتا۔ اور یہ ظالم کہتے ہیں کہ تم
اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ⑨
ایک جادو میں مبتلا مرد کی پیروی کرتے ہو۔

وہ کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کا رسول تو کوئی فرشتہ ہونا چاہیئے تھا، جسے نہ کھانے پینے کی ضرورت ہوتی اور نہ بازاروں میں معمولی آدمیوں کی طرح سودا سلف خریدتا پھرتا۔ خیر اگر آدمی بھی ہوتا۔ تو بڑے شان وشوکت والا انسان تو ہوتا۔ جس کے آگے پیچھے قطار در قطار فرشتے ہوتے۔ جدھر گزرتا۔ ہٹو، بچو کا شور ہوتا، اچھا فرشتوں کی فوج نہ سہی تو کم سے کم ایک فرشتہ تو ضرور ہی ہونا چاہیئے تھا۔ جو ہر دم اس کے ساتھ ساتھ رہتا اور ڈرانے دھمکانے میں اس کا ساتھ دیتا۔ جس کا لوگوں پر رعب پڑتا۔ اور جس کی وجہ سے لوگ خواہ مخواہ اس کی بات سنتے۔

اچھا خیر جانے دو۔ فرشتہ بھی ساتھ نہ ہوتا تو اسے کوئی غیر معمولی حیثیت تو میسر ہوتی۔ مال و دولت کا ایک زبردست خزانہ اس کے قبضہ میں ہوتا۔ جس سے یہ فیاضی کے ساتھ لوگوں پر روپیہ لٹاتا اور لوگ دوڑ دوڑ کر اس کے پاس آتے اور حلقہ بگوش ہوتے۔ یہ نہیں تو پھر یہ ایک بڑا زمیندار اور رئیس ہوتا۔ بڑے میوے دار درختوں سے بھرا ہوا باغ اس کے پاس ہوتا انگوروں۔ کھجوروں وغیرہ کی افراط ہوتی، اس میں سے فراغت کے ساتھ کھاتا کھلاتا۔ جب اس کے پاس ان میں سے کچھ بھی نہیں۔ تو پھر ہم کیسے مان لیں۔ کہ یہ اللہ کا رسول ہے جو سب حاکموں کا حاکم ہے۔

اب تو لوگو ہمارے خیال میں اگر تم نے اس کی سنی تو اس کے سوا کچھ نہیں، کہ ایک ایسے شخص کی بات سنو گے جس پر کسی نے جادو کر کے اس کے ہوش وحواس کو بگاڑ دیا ہو۔ اور جس کا دماغ خراب ہو چکا ہو (معاذ اللہ)

Marfat.com

یہ نہ مانیں گے

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ
دیکھ تو کیسی چسپاں کرتے ہیں یہ لوگ تجھ پر پھبتیاں
فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹﴾
سو بہک گئے پس نہیں پا سکتے راستہ

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ
دیکھ یہ لوگ تجھ پر کیسی مثالیں بٹھاتے ہیں
فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹﴾ ع ۱۶/۱
یہ تو بہک گئے پس اب راستہ نہیں پا سکتے

اَمْثَالَ (پھبتیاں) مَثَل کی جمع ہے۔ مَثَل ایسی چیز کو کہتے ہیں جو کسی چیز کے مشابہ ہو اور اصل چیز کو سمجھانے کے لئے اس کو سامنے لایا جاتے، عرب کے اکثر لوگ یا تو واقعی ناسمجھی کی وجہ سے یا جان بوجھ کر اپنے طریقے کی حفاظت کرنے کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت کو ہر طرح گھٹانے کی کوشش کرتے تھے، کبھی کہتے اس نے خود جھوٹ موٹ کہانیاں گھڑ کر ان کا نام قرآن رکھ لیا ہے کبھی نبکارتے کہ دوسروں سے سن سنا کر کچھ قصے یاد کر لئے ہیں اور اُسی کو دہراتا اور طرز بیان بدل بدل کر بار بار بیان کرتا رہتا ہے۔ کبھی کہتے کہ کسی نے اس پر جادو کر دیا ہے۔ اس لئے بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ بعض لوگ آپ کو خود جادوگر بتاتے، یا کاہن یا شاعر کہتے، جو ان کے نزدیک کسی جن کے زیر اثر ہوا کرتا تھا، بعض لوگ صاف صاف آپ کو (معاذ اللہ) مجنوں کہتے۔ غرض آپ کو ایسے لوگوں کے برابر قرار دیتے، جنہیں اونچے طبقہ کے لوگوں میں کوئی حیثیت یا عزت حاصل نہیں ہوتی۔

ارشاد ہے۔ کہ تو نے دیکھا۔ یہ لوگ اوروں کو تیری حالت سمجھانے کے لئے کیسی کیسی مثالیں چھانٹتے ہیں، اور تجھ کو ان میں سے کسی کے برابر ثابت کرنا چاہتے ہیں، یہ مختلف چیزوں کا چھانٹنا اور تجھے کبھی کسی نام سے کبھی کسی نام سے یاد کرنا خود اس بات کی شہادت ہے۔ کہ یہ خود گھبرائے ہوئے ہیں، اور جانتے ہیں کہ ان میں سے کوئی چیز بھی تجھ پر چسپاں نہیں ہوتی حیران ہیں کیا کریں۔

ظاہر ہے کہ ان کی جہالت یا ہٹ دھرمی انہیں بالکل لے ڈوبے گی، یہ ٹھیک طریقہ سے بالکل بھٹک چکے ہیں، ایسے آدمیوں سے کوئی امید نہیں، کہ یہ کوئی ٹھیک راستہ قائم کر سکیں گے، ان کو ان کی خود غرضیوں نے باؤلا کر ڈالا ہے۔ صرف یہ چاہتے ہیں، کہ کسی طرح انہی کا پرانا طریقہ قائم رہے، اور تیری بات کوئی نہ سُنے، ایسے لوگ سیدھی راہ کیسے پا سکتے ہیں۔

Marfat.com

رسالت کی غرض

تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ جَعَلَ لَكَ
برکت والا ہے وہ جو اگر چاہے کر دے تیرے لیے
خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
زیادہ بھی چیزیں اس سے باغات کہ بہتی ہوں جن کے نیچے
الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا (۱۰)
نہریں اور بنادے تیرے لیے محل

تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ جَعَلَ لَكَ
بڑی برکت والا ہے وہ چاہے تو تجھے اس سے بھی بہتر
خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
چیزیں دے دے ایسے باغات جن کے نیچے نہریں بہتی
الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا (۱۰)
ہوں اور تیرے واسطے محل بنا دے

قُصُوْرًا (محل) قصر کی جمع ہے۔ قصر بادشاہوں اور رئیسوں کا شاندار مکان، محل وغیرہ۔

مکہ کے کافر قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت جو باتیں بناتے تھے، وہ محض اس لئے تھیں کہ ان کی اپنی شان و شوکت پر جو ان کے باپ دادا کی بدولت مدتوں میں جا کر قائم ہوئی تھی، آنچ نہ آنے پائے، اس خود غرضی کے جذبے کے تحت وہ بوکھلا گئے تھے، کیونکہ انہیں معلوم تھا، کہ آپ کی بے لاگ باتیں ایک نہ ایک دن رنگ لا کر رہیں گی، اتنی ہمت نہ تھی، کہ اپنا نقصان برداشت کر کے دین حق کی تائید کرتے اور نہ اتنی دور تک ان کی نظر جاتی تھی، کہ انجام کار آپ کی بات ماننے میں سراسر انہی کا بھلا ہوگا۔ وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ آپ کی باتیں ذاتی نفع کے لئے نہیں بلکہ ان سے ان کو اور ان کے ذریعے دنیا بھر کو زندگی بسر کرنے کا سیدھا اور صحیح راستہ بتانا مقصود ہے۔

قرآن مجید ان کی حماقت ظاہر کرتا ہے۔ ان آیتوں میں ارشاد ہے کہ دنیا کی شان و شوکت مال و دولت اور دھوم دھام کی طلب انسان کے لئے زہر قاتل ہے، اس کا بھلا اسی میں ہے، کہ سب کے ساتھ مل کر رہے اور سب سے برابری کا برتاؤ کرے عجیب بے پرواہی کے ساتھ انہیں سمجھایا جا رہا ہے۔ کہ اللہ عزوجل کے پاس کیا کچھ نہیں وہ چاہتا تو اے رسول تجھے ان کے کہنے سے بھی بڑھ چڑھ کر ساز و سامان عطا کر دیتا۔ تیرے سرسبز و شاداب ہرے بھرے باغ ہوتے۔ درختوں کے نیچے نہریں بہ رہی ہوتیں، اور تیرے رہنے کے لئے ایک نہیں بہت سے عالی شان محل اور مکانات ہوتے، لیکن اس سے نوع انسانی کا کیا بھلا ہوتا، انسان کا بھلا تو اس میں ہے کہ کسی سے بڑھ چڑھ کر رہنا نہ چاہیئے۔ بلکہ اللہ عزوجل کا حکم بجا لانے کے لئے ہر وقت کمربستہ رہے۔

Marfat.com

قیامت کا انکار

بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۚ وَ اَعْتَدْنَا
نہیں بلکہ جھٹلاتے ہیں وہ قیامت کو اور تیار کی ہے ہم نے
لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴿۱۱﴾
اس کے لیے جو جھٹلائے قیامت کو آگ

بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۚ وَ اَعْتَدْنَا
کچھ نہیں وہ قیامت کو جھٹلاتے ہیں اور جو قیامت کو جھٹلاتا
لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴿۱۱﴾
ہے اس کے لیے ہم نے آگ بنا رکھی ہے

اللہ عزوجل نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول مقرر فرما کر انہیں قرآنِ حکیم عطا فرمایا اور حکم دیا۔ کہ اس میں جو کچھ لکھا ہوا ہے، وہ پہلے اپنے آس پاس کے لوگوں کو سنا دو اور اچھی طرح سمجھا دو۔ کہ جن باتوں سے اس میں تمہیں منع کیا گیا ہے وہ تمہارے حق میں واقعی بُری ہیں، انہیں بالکل ترک کر دو، ورنہ بڑی مصیبت میں پھنس جاؤ گے، اور پھر اس سے نکلنا نصیب نہ ہوگا اور اپنی زندگی اس طریقہ سے بسر کرو۔ جو یہ قرآن مجید تمہیں سکھاتا ہے، تاکہ تم دو نوجہان میں کامیاب ہو اور تمہیں تمام مشکلات سے چھٹکارا نصیب ہو۔

عرب کے لوگ جنہیں آپ نے یہ پیغام پہلے پہنچایا، اپنے ہی خیالات میں مگن تھے، سوا گنتی کے چند عقلمند افراد کے کسی نے اس پیغام کی طرف توجہ نہ کی۔ بلکہ اس کی مخالفت پر تل گئے اور اللہ، رسول اور قرآن کے پیغام کی ہنسی اڑانے لگے، اس سورت کے شروع میں انہیں تنبیہ کی گئی۔ کہ اپنا غلط راستہ چھوڑ دو، اللہ برحق ہے اور قرآن کا پیغام برحق ہے۔ رسول کی بابت جو تم شبہات پیدا کرتے ہو، وہ بے جا ہیں۔

اس آیت میں ارشاد ہے۔ کہ ان کے رسول اور قرآن کے انکار کرنے کی وجہ کوئی نہیں۔ بات اتنی ہے کہ یہ مرنے کے بعد دوبارہ جینے اور آخرت میں اعمال کے حساب اور جزا سزا پر یقین نہیں رکھتے۔ ان کے دل میں یہ خیال بیٹھا ہوا ہے۔ کہ دنیا کی زندگی ہی ہے، جو کچھ ہے مرنے کے بعد کیا دھرا ہے۔ ادھار کو نقد پر ترجیح دینا کس نے بتایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے کہ ان سے کہہ دو۔ جو لوگ قیامت پر ایمان نہیں رکھتے، ان کے لئے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے، مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر اٹھنا ضروری ہے۔ جو ہو کر رہے گا، اور ان نافرمانوں کو اسی آگ میں جھونک دیا جائے گا، اور وہ وہیں قید میں پڑے رہیں گے۔

Marfat.com

دوزخ ہولناک ہے

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا
جب دیکھے گی وہ آگ انہیں جگہ سے دور کی تو سنیں گے وہ
لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ﴿۱۲﴾
اس کا جوش اور خروش

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا
جب وہ دور سے انہیں دیکھے گی تو وہ اس کا
لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ﴿۱۲﴾
جھنجلانا اور چلانا سنیں گے

تَغَيُّظٌ : غصہ کا جوش مارنا، اس کا مادہ غ۔ ی۔ ظ ہے غیظ غصہ کے جوش کو کہتے ہیں، یہ لفظ سورۂ آل عمران میں گذر چکا ہے

تَغَيُّظٌ : جوش میں آ جانا۔

زَفِيْرًا (چیخ) اس کا مادہ ز۔ ف۔ ر۔ زفیر کے معنی چیخ زور کی آواز کے ہیں، یہاں اس سے مراد وہ آواز ہے، جو غصہ کے جوش میں نکلے۔

ارشاد ہے کہ جس آگ سے انہیں ڈرایا جا رہا ہے، وہ ایک جوش مارنے والی انتہائی ہولناک چیز ہے۔ اس کا تصور اس دنیا میں مشکل ہے صرف یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ ساری آفتوں اور بلاؤں کا مجموعہ ہے، اس کے سانس میں اور پیٹ میں بلا کی گرمی ہے جس کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔

جب اسے یہ کافر جو اس وقت اپنی نادانی سے آخرت کا انکار کر رہے ہیں، دور سے نظر آئیں گے، تو وہ غضب ناک شیر کی طرح غیظ و غضب میں بھر جائے گی، اور انتہائی ڈراؤنی آواز سے دھاڑنا شروع کر دے گی، اور ان کافروں کو اپنے سامنے دیکھ کر آپے سے باہر ہو جائے گی، اس کے جوش اور غضب کا کچھ ٹھکانا نہ ہو گا۔ اس کے جوش و خروش کو یہ کافر اپنے کانوں سے سنیں گے۔

اس وقت ان کے ہوش و حواس رفوچکر ہو جائیں گے، اور یقین ہو جائے گا۔ کہ اب ہم اس کے منہ میں ڈال دیئے جائیں گے، اور یہ ہمیں نگل جائیں گی اور وہ سب تکلیفیں ہمیں جھیلنی پڑیں گی۔ جن سے ہمیں اللہ کی کتاب نے دنیا میں ڈرایا تھا، اور اس کے رسول نے ہمارے سامنے ان کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا تھا، درحقیقت کافروں کی اس وقت کی حسرت، ندامت اور مایوسی کا یہاں اندازہ کرنا مشکل ہے، اس کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل سے دعا نکلتی ہے،

کہ یا اللہ ہمیں اس بلائے بے درماں سے بچانا۔ آمین!

Marfat.com

وہاں موت بھی نہیں

وَ اِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا
اور جب ڈالے جائیں گے اس کی ایک جگہ تنگ میں
مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾
باہم کئی کئی جکڑے ہوئے پکاریں گے وہ وہاں موت کو

وَ اِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا
اور جب وہ اس کے اندر ایک تنگ جگہ میں ایک زنجیر میں کئی کئی بندھے
مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾
ہوئے ڈالے جائیں گے تو وہ موت کو پکاریں گے

مُقَرَّنِیْنَ (باہم جکڑے ہوئے) مُقَرَّن کی جمع ہے جو اسم مفعول ہے تَقْرِیْن سے جو ق۔ر۔ن سے بنا ہے۔ قَرْنٌ کے معنی ملانے کے ہیں۔ تَقْرِیْن میں مبالغہ ہے یعنی سختی سے جکڑنا۔ بہت سے آدمیوں کو ملا کر جکڑ دینا یا ایک آدمی کے ہاتھ پاؤں گردن میں جکڑ دینا۔

ثُبُوْرًا۔ (موت) اس کا مادہ ث۔ ب۔ ر ہے۔ ثبور کے معنی ہلاکت، تباہی۔ موت اور بربادی کے ہیں یعنی مصیبت سے گھبرا کر موت کو بلائیں گے۔

پچھلی آیتوں سے معلوم ہوا۔ کہ دوزخ ایک آگ کی خندق ہے جس کا جوش وخروش آنکھوں سے دیکھ کر اور کانوں سے سن کر کافروں کے ہوش اڑ جائیں گے۔ ادھر کافروں کو دیکھ کر اس کا جوش وخروش اور بھی تیز ہو جائے گا۔ اس آیت میں بیان ہے کہ پھر جب ان کافروں کو باہم زنجیروں میں جکڑ کر اس کے تنگ گوشے میں ڈال دیا جائے گا۔ تو پھر ان کی بے چینی اور گھبراہٹ کا کچھ ٹھکانا نہ ہوگا۔ پھوٹ پھوٹ کر روئیں گے، چلائیں گے اور موت کو پکاریں گے کہ وہی آکر تکلیف وعذاب سے ان کی جان چھڑائے۔ لیکن وہاں موت کہاں، اللہ اللہ یہ دوزخ کی کس قدر بھیانک تصویر ہے۔ جس کے تصوّر ہی سے انسان کے ہوش اڑ جانے چاہئیں۔ لیکن واہ رے انسان کیا کہنے ہیں تیرے مگرے پن کے۔ کہتا ہے۔ یہ تو محض ایک وہمی تصویر ہے۔ حقیقت میں ایسی کوئی چیز نہیں۔ ایسی وہمی باتوں میں پھنس کر دنیا کا عیش وآرام چھوڑ دینا۔ کس نے بتایا ہے۔

افسوس اس کی سمجھ پر۔ دنیا میں اگر بے جانے پہچانے اندھیرے راستے کا۔ طے کرنا ضروری ہو۔ اور کوئی تجربہ کار ان سے کہہ دے۔ کہ اس راستہ میں خطرے ہیں۔ بچاؤ کا سامان کر کے جانا۔ تو کیا کوئی عقل مند ہے، جو اس تجربہ کار کی بات کو ٹال دے گا۔ اور خطروں سے بچنے کی تیاری نہ کرے گا۔

Marfat.com

ایک موت سے کیا ہوگا؟

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَّاحِدًا

مت بلاؤ آج موت ایک

وَّادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا (۱۴)

اور بلاؤ موت بہت سی

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَّاحِدًا

مت پکارو آج ایک مرنے کو

وَّادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا (۱۴)

اور پکارو بہت سے مرنے کو

اس آیت میں بے چینی اور اضطراب کی شدت کا حال اور بھی زیادہ واضح کیا گیا ہے، دنیا میں جب انسان کسی آفت سے بہت زیادہ گھبرا جاتا ہے۔ تو موت کو پکارتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ مر کر اس آفت سے چھوٹ جائے گا، بہرحال اس کی موت کی تمنا سے اس کے دکھ اور درد کا برداشت سے باہر ہونا ثابت ہوتا ہے جس کے دور کرنے کے لئے وہ موت کو پکار رہا ہے۔

ارشاد ہے۔ کہ ایک موت کی تمنا کرنے سے دوزخ کے درد اور دکھ کی کیفیت کا اندازہ جیسا کرنا چاہیئے۔ نہیں کیا جا سکتا۔ بہت سی موتوں کی ایک دم تمنا شائد اس تکلیف کا کچھ نقشہ کھینچ سکے، جو دوزخیوں کو دوزخ کے اندر برداشت کرنی پڑے گی۔ دوسرے لفظوں میں دوزخیوں کی تکلیف اتنی کم نہیں ہے کہ ایک دفعہ موت مانگنے کی خواہش سے ظاہر ہو سکے۔ وہ تو اتنی زیادہ ہے، کہ بہت سی موتوں کی ایک دم تمنا سے اس کی شدت کا کچھ اندازہ ہو سکے، تو ہو سکے، گویا دوزخ کی تکلیف ایک جان کنی کی سی نہیں۔ بلکہ کچھ ایسی ہے، جیسے ایک دم بہت سی جان کنیاں آ پڑیں۔

پچھلے سبق میں جو اشارہ کیا گیا۔ اس پہ ذرا غور کرنا چاہیئے۔ اس کی سیدھی سادی مثال یہ ہے کہ کسی شخص کو اگر مثلاً کشمیر کے سرد ترین مقام میں جانا پڑ جائے۔ جہاں وہ پہلے کبھی نہ گیا ہو اور جہاں وہ اب ہے۔ وہاں موسم آسمان کے تلے کھلے سونے کا ہے۔ تو کیا وہ اس شخص کی بات نہ سنے گا۔ جو کشمیر سے آیا ہے اور کہتا ہے کہ گرم کپڑے۔ کمبل۔ لحاف وغیرہ کا بندوبست کر کے جانا۔ ورنہ سردی میں مر جاؤ گے۔ اب اگر یہ شخص اس تجربہ کار کی بات نہیں سنتا اور کہتا ہے۔ کہ تم تو یوں ہی باتیں بناتے ہو۔ یہ کہہ کر یونہی معمولی سوتی کپڑوں میں چلا جائے، تو وہاں پہنچ کر مرے گا یا بچے گا؟ عقلمند تو بغیر سامان کئے کبھی نہ جائے گا۔ کیا سچے رسول اور سچے قرآن کی خبر اس کشمیری تجربہ کار کی خبر سے بھی گئی گذری ہوتی؟ کیا ہمارے ہوش و حواس درست ہیں ——؟

Marfat.com

پرہیزگاروں کا انجام

قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ
تو کہہ کیا یہ بہتر ہے یا جنت ہمیشگی کی
الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ كَانَتْ لَهُمْ
جس کا وعدہ کیا گیا ہے پرہیزگاروں کو ہوگا وہ ان کے لیے
جَزَاۗءً وَّمَصِيْرًا ﴿15﴾
بدلہ اور جائے بازگشت

قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ
تو کہہ بھلا یہ چیز بہتر ہے یا ہمیشہ رہنے کا باغ
الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ كَانَتْ لَهُمْ
جس کا وعدہ ہو چکا پرہیزگاروں سے۔ وہ ان
جَزَاۗءً وَّمَصِيْرًا ﴿15﴾
کا بدلہ ہوگا اور ٹھکانا

اللہ، رسول اور قرآن کے جھٹلانے والوں کا قیامت کے دن جو حال ہوگا۔ اس کا بیان ہو چکا یعنی جو لوگ اللہ کو وحدہ لاشریک لہٗ نہیں مانتے۔ اس کی سلطنت میں دوسروں کو حصہ دار ٹھیراتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ اس کے پیغام کی طرف دھیان کریں۔ بے کار باتیں بنا بنا کر اس کی قدر گھٹانا چاہتے ہیں۔ قرآن مجید کی بابت جان بوجھ کر غلط باتیں پھیلاتے ہیں ایسے لوگوں کا حشر بہت برا ہوگا۔ ان کو دوزخ کی آگ ایک ہیبت ناک بلا ہو کر لپٹے گی۔ اور ہزار جان کنی کی تکلیف میں مبتلا ہوں گے، جو ہر دم بڑھتی ہی رہے گی۔ گھٹنے کا نام نہ لے گی۔

یہ سب کچھ بیان کرنے کے بعد ارشاد ہے۔ کہ ان سے پوچھو۔ اللہ رسول اور ان کی باتوں کو جھٹلا کر ایسی مصیبت میں پھنسنا اچھا ہے، یا ان کا کہنا مان کر اور قرآن مجید کے احکام کے مطابق برے کاموں سے بچ کر، ٹھنڈے، آرام دہ باغ میں ہمیشہ کے لیے رہنا بہتر ہے ان سے کہہ دو۔ کہ اللہ سے ڈر کر گناہوں سے بچنے والوں کے لیے اللہ عزّوجل نے وعدہ کیا ہے۔ کہ ان کو ہمیشہ رہنے کے لیے ایک باغ عطا ہوگا اور وہ اس کا بدلہ ہوگا۔ کہ انہوں نے دنیا کی زندگی اللہ کا فرمان بردار بن کر بسر کی، اور اس کے رسول کے کہنے کے مطابق قرآن مجید کے احکام کی تعمیل کرنے میں مشغول ہو گئے۔

قیامت کے دن اور لوگ تو اپنے برے اعمال کی سزا میں مبتلا ہوں گے، اور مرنے سے بدتر حالت میں آگ کے اندر پڑے سسک رہے ہوں گے، اور ان فرمانبرداروں کا ٹھکانا یہ آرام و آسائش کا باغ ہوگا۔

⁂

Marfat.com

ہر تمنّا برآئے گی

لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خٰلِدِيْنَ ط كَانَ
ان کے لیے اس میں ہے جو وہ چاہیں ہمیشہ رہتے ہوئے ہو چکا یہ
عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا (١٦)
تیرے رب کے ذمہ وعدہ۔ جو مانگا ملے گا

لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خٰلِدِيْنَ ط كَانَ
ان کے واسطے وہاں ہے جو چاہیں ہمیشہ رہتے ہوئے یہ تیرے
عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا (١٦)
رب کا وعدہ ہے لازم

مَسْئُوْلٌ: رسوال کیا گیا) اسم مفعول ہے س۔ء۔ل سے سوال کے معنی مانگنا۔ پوچھنا۔ مسئول کے معنی وہ وعدہ جس کی بابت پورا کرنے کے سمجھانے کی درخواست کا حق ہو یعنی حتمی اور لازمی۔

پچھلی آیت میں فرمایا کہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے احکام بیان کرکے جن باتوں سے روکا، ان سے دنیا میں رکنے والے اور جن باتوں کے کرنے کو کہا' ان کو رضا و رغبت کرنے والے قیامت کے دن ایک دلکشا باغ میں جمع ہو رہے ہوں گے' اور وہی باغ ہمیشہ کے لئے ان کے اعمال کی جزا میں ان کا ٹھکانا بنے گا۔ اس آیت میں اس باغ کی کیفیت کا زیادہ بیان ہے۔ ارشاد ہے کہ ہمیشہ کا ٹھکانا ہونے کے علاوہ انہیں وہاں وہ سب کچھ ملے گا۔ جس کی خواہش کریں گے اور پھر یہ ایک دو دفعہ نہیں۔ بلکہ جب اور جتنی دفعہ کسی خواہش کا اظہار کریں گے اتنی ہی دفعہ ان کی خواہش بے کم وکاست پوری ہوگی ۞

اس کے بعد ارشاد ہے کہ یہ ہمیشہ کا باغ جس میں رہنے والے کی تمنا ہر وقت اور ہمیشہ پوری ہوگی۔ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کا ذکر سرسری طور پر سننے والوں کے دل خوش کرنے کے لئے کر دیا گیا ہو یہ تیرے رب کا وعدہ ہے جو قطعًا اور یقینًا پورا ہوگا اور اس لئے اس کے پورا کرنے کو اپنے اوپر لازم کرکے اپنے بندوں کو اجازت دی ہے کہ وہ اس کے پورا ہونے کی درخواست کیا کریں ۞

گویا انہیں دنیا ہی میں بتا دیا گیا ہے۔ کہ ہمارے احکام بجالانے کے بعد تمہیں اجازت ہے کہ تم جنت کی پورے وثوق کے ساتھ توقع رکھو اور درخواست پیش کرتے رہا کرو۔ کہ اے اللہ ہمیں ہمارے انعام میں جنت الخلد عطا فرما ایسی دعائیں قرآن اور حدیث میں پرہیزگار ایمانداروں کو سکھائی گئی ہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ ہمارا وعدہ یاد رکھو اور نیک کاموں میں لگے رہو ۞

Marfat.com

جھوٹے معبودوں سے بازپرس

وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ
اور جس دن جمع کرے گا انہیں اور جنہیں پوجتے تھے وہ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَ اَنْتُمْ
سوا اللہ کے پس کہے گا کیا تم نے
اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ
بہکایا تھا میرے بندوں کو جو یہ ہیں یا وہ
ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾
خود بہکے راہ سے

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ
اور جس دن اکٹھا کرے گا ان کو اور جنہیں وہ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَ اَنْتُمْ
اللہ کے سوا پوجتے تھے پھر کہے گا کیا تم نے
اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ
بہکایا میرے ان بندوں کو یا وہ
ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾
آپ راہ سے بہکے

دنیا کی ہر چیز کی ایک خاص صورت اور اس کے مناسب اس کی خاصیتیں اور کام آپ ہی آپ کیسے بن سکتے ہیں۔ مخلوقات کی الگ الگ قسمیں اور ہر قسم کا ایک الگ قانون اور پھر ان الگ قانونوں کا ایک بڑے قانون کے ماتحت ایک دوسرے سے مل کر چلنا، یہ باتیں صاف بتا رہی ہیں۔ کہ ان کا ایک بنانے والا ہے اور وہ سب کچھ جانتا اور ہر بات کی مصلحت سے واقف ہے ؎

اسی نے اپنے مقرر کیے ہوئے قانون کے رو سے انسان کی ہدایت کا انتظام کیا اور اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کتاب دے کر بھیجا، تاکہ انسان کو اس کی بھلائی برائی بالکل کھول کر بتا دے، جو لوگ ان باتوں کو نہیں مانتے اور اس دنیا کی ظاہری باتوں پر ریجھ گئے ہیں، اصل میں وہ غلطی میں پھنس گئے۔ کہ دنیا ہی کی زندگی سب کچھ ہے اور جو کچھ یہاں ہے، وہی سب کچھ ہے، مرنے کے بعد کچھ نہیں ؎

اس آیت میں ارشاد ہے۔ کہ یہ خیال خام ہے، مرنے کے بعد ہر انسان کو پھر زندہ کیا جائے گا اور اللہ عزوجل سب کو ان کے جھوٹے معبودوں سمیت ایک جگہ اکٹھا کرے گا، پھر ان معبودوں سے پوچھے گا، کہ یہ لوگ جو تمہارے سامنے کھڑے ہیں۔ بتاؤ کیا تم نے ان سے کہا تھا، کہ اللہ کا انکار کرکے یا اس کو مانتے ہوئے بھی تمہاری پوجا پاٹ کریں، یا خود بخود یہ تمہاری عبادت کرنے لگے آج اس کا فیصلہ ہمیں کرنا ہے کہ ان کے بہکانے والے تم تھے، یا یہ خود بہکے اور باوجود صاف صاف علامتوں کے ایک اللہ کو اپنا معبود نہ مانا، اور لگے ایرا غیرا کی خوشامد بلکہ عبادت کرنے ؎

Marfat.com

اظہارِ حقیقت

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ
وہ کہیں گے پاک ہے تو نہ تھا لائق اور سزاوار ہمارے لیے
اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ
یہ کہ پکڑیں ہم تیرے سوا کوئی مددگار

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ
بولیں گے تو پاک ہے ہم سے نہ ہو سکتا تھا کہ تیرے
اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ
سوا کسی کو اپنا رفیق بنائیں

نَتَّخِذُ ربنا ہیں ہم۔ مضارع کا صیغہ ہے اِتِّخَاذٌ سے جو۔ ا۔ خ۔ ذ سے بنا ہے۔ اخذ کے معنی پکڑنا۔ گرفتار کرنا۔ سورۂ یوسف میں اس سے فعل مضارع گذر چکا ہے۔ اِتِّخَاذٌ کے معنی پکڑنا۔ بنانا۔ اختیار کرنا۔ کسی چیز کے ساتھ پختہ تعلق پیدا کر لینا۔

مِنْ اَوْلِيَآءَ میں مِنْ زائد ہے۔

یا وَلِيًّا مقدّر کی صفت بیانیہ ہے۔

دنیا میں لوگ اللہ عزّوجل کو بھول بیٹھے ہیں، ان کی عقل غلط راستے پر چل پڑی ہے، عام لوگوں کی تو صرف انہی چیزوں میں دلچسپی رہ گئی ہے جن کے دیکھنے سننے یا برتنے میں انہیں جسمانی لذت حاصل ہو۔ اب یہ انہی خواہشوں کے قابو میں ہیں، جدھر ان کا اشارہ ہوتا ہے، ادھر ہی چل دیتے ہیں، مجال نہیں کہ ادھر ادھر اپنے اختیار سے جا سکیں :

افسوس! عقل کو چاہیئے تھا، کہ خواہشوں کو اپنے قابو میں رکھتی، لیکن انہوں نے ایک دم ہجوم کر کے اس پر اپنا کمبل ڈال دیا اور پھر دبوچ کر بکل ڈال دی۔ اب یہ اللہ عزّوجل کی قدرت دیکھنے کی بجائے کائنات کے ظاہری حسن و جمال پر لٹو ہو گئی ہے۔ اور تیری میری خوشامد کرتی پھرتی ہے :

جن چیزوں پر انسان یہاں لٹو ہے، قیامت کے دن انسان کے سامنے ان سے پوچھا جائے گا۔ کہ تم نے انہیں عزّوجل سے چھڑا کر اپنی طرف کیوں مائل کیا، جیسا کہ اس آیت میں ارشاد ہے، ان سب کا جواب یہ ہو گا کہ تیری ذات عیب اور نقصان سے پاک ہے، ہم ہیں تو کوئی ذاتی خوبی نہیں، جسے دکھا کر انہیں پھسلاتے۔ ہم تیرے سہارے سے جیتے ہیں اور جو کچھ ہمیں ملا ہے، تیری ہی طرف سے ملا ہے، تیری مدد نہ ہو۔ تو ہم کچھ بھی نہیں، ہمارا مددگار والی وارث جو کچھ ہے، تو ہی ہے۔ ہمیں یہ کیا دے دیتے، جو ہم انہیں اپنے گرد اکٹھا کرتے، اور کہتے۔ کہ ہمارے عبادت گذار بندے بنو :

Marfat.com

غفلت کا سبب

وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى
اور لیکن آسودگی تو نے انہیں دی اور ان کے باپ دادا کو یہاں تک کہ
نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا (۱۸)
بھول گئے وہ تیری یاد اور تھے وہ لوگ تباہ ہونے والے

وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى
اور لیکن تو ان کو اور ان کے باپ دادا کو فائدے پہنچاتا رہا یہاں
نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا (۱۸)
تک کہ وہ تیری یاد بھلا بیٹھے اور تھے یہ تباہ ہونے والے لوگ

بُوْرًا تباہ ہونے والے اَبَائِرٌ کی جمع ہے جو اسم فاعل ہے۔ ب۔ و۔ ر سے بَوْرٌ اور بَوَارٌ تباہی کو کہتے ہیں۔ سورۂ ابراہیم میں گذر چکا ہے۔

قیامت کے دن اللہ کے حضور میں اس کے بھلا دینے والے بندے ایک طرف اور ان کے گھڑے ہوئے معبود دوسری طرف برابر یا آمنے سامنے کھڑے ہوں گے ان لوگوں کا جرم ثابت کرنے کے لئے ان کے ان خود ساختہ معبودوں سے سوال ہوگا کیوں جی تم نے ان سے کہا تھا کہ یہ تمہاری عبادت کریں اور مجھ سے منہ موڑ لیں یا یہ خود مجھے چھوڑ کر تمہیں اپنا ولی، مددگار اور معبود بنا بیٹھے تو وہ جواب دیں گے۔ اس کا بقایا آیت کے اس حصہ میں ہے۔ وہ عرض کریں گے ہماری کیا مجال تھی۔ جو انہیں اپنی عبادت کے لئے کہتے۔ ہمارے پاس دھرا ہی کیا تھا۔ ہم تو خود آپ ہی کے سہارے جیتے تھے اور آپ ہی ہمارے ولی اور مددگار تھے۔ ان لوگوں کو اتنی سی بات بھی نہ سوجھی، کہ جو خود محتاج ہو، دوسرے کا بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا۔

اصل بات یہ ہے کہ ان بدبختوں کی قسمت ہی میں تباہی لکھی تھی ان کو اور ان کے باپ دادا کو آپ نے عیش و آرام کا بہت سا سازوسامان اپنی رحمت سے عطا کیا۔ اپنے بہت سے بندوں کو ان کا مطیع اور فرماں بردار بنایا یہ لوگ دولت کے نشہ میں مخمور ہو کر آپ کو بھلا بیٹھے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ اپنے پاس دولت کی فراوانی اور مال و جاہ کی افراط دیکھ کر آپ کو پہچانتے اور آپ کے سامنے سجدہ شکر سے سر نہ اٹھاتے۔ کیونکہ آپ ہی ان کے منعم حقیقی تھے اور یہ اتنے احمق بھی نہ تھے کہ اتنی سی بات نہ پہچانتے۔ کہ دنیا میں اور کوئی کسی کو کچھ دینے والا نہیں، جو کچھ دیا، آپ ہی نے دیا۔ جو کچھ دیتے ہیں۔ آپ ہی دیتے ہیں اور جو کچھ دیں گے آپ ہی دیں گے۔ یہ بدبخت تھے ہی تباہ ہونے کے قابل یہ خود ہی اپنی تباہی کے ذمہ دار ہوں گے۔ اور اسے بھگتیں گے۔

Marfat.com

عذاب ٹل نہیں سکتا

فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا
اب وہ تو تمہیں جھٹلا چکے اس میں جو تم کہتے تھے پس اب نہ
تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ
تم کر سکتے ہو پھیرنا اور نہ مدد کرنا

فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا
سو وہ تو تمہیں تمہاری بات میں جھوٹا ٹھہرا چکے اب نہ
تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ
تم ٹال سکتے ہو اور نہ مدد کر سکتے ہو

صَرْف (لوٹانا) مراد یہ ہے۔ کہ نہ تم اپنی بات بدل سکتے ہو اور نہ سزا ٹال سکتے ہو۔
نَصر (مدد کرنا) یعنی یہ بھی نہیں کر سکتے۔ کہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ جن کی مدد کا تمہیں بھروسا تھا۔ یعنی تمہارے جھوٹے معبود وہ تو تمہیں ٹکا سا جواب دے ہی چکے۔

لوگوں کے اپنے بنائے ہوئے جھوٹے معبودوں کا جواب قیامت کے دن اللہ عزوجل کے بھرے دربار میں ان کے عبادت گذار جب سن لیں گے تو ان کو ارشاد ہوگا۔ کہ اب بولو کیا کہتے ہو۔ دنیا میں جنہیں تم معبود کہتے تھے۔ اور جن کے بھجن گاتے اور خوشامد کرتے تمہاری زبان سوکھ جاتی تھی۔ اور تمہارے معبود تو تمہیں ٹکا سا جواب دے گئے اور تمہیں برملا جھوٹا کہہ رہے ہیں۔ کہ اے پروردگار ہم تو خود تیرے سہارے جیتے تھے۔ ہماری کیا شامت آئی تھی۔ کہ ہم تجھے ناراض کر کے ان کا سہارا ڈھونڈتے اور کہتے۔ کہ تم ہماری بندگی کرو۔ ان کی بندگی سے ہمارا کیا فائدہ تھا، جو ہم انہیں ورغلاتے۔ یہ جھوٹ کہتے ہیں۔ کہ ہم ان کے معبود ہیں۔ اب تم بولو تم دنیا میں کہہ چکے ہو۔ کہ اللہ کو کس نے دیکھا۔ ہمارے معبود تو یہی دنیا کے بڑے لوگ اور ان کے بعد ان کی مورتیں یا ان کے نام ونشان ہیں۔ یہی ہمیں سب کچھ دیتے ہیں۔ ہم انہیں سے مانگیں گے۔ اور انہیں کے آگے سر جھکائیں گے۔ یہ دیکھو تمہارے اعمال نامہ میں یہ سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ اب تم اپنی بات سے پھر نہیں سکتے اور نہ اپنے سر سے عذاب ٹال سکتے ہو۔ یہ دیکھو تمہارے معبود تمہیں چھوڑ گئے۔ اب کوئی تمہارا مددگار بھی نہیں سو اب تم جاؤ جہنم میں۔

Marfat.com

ظالم سزا پائے گا

وَ مَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ
اور جو ظالم ہے تم میں چکھائینگے ہم اسے
عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾
عذاب بڑا

وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ
اور جو تم میں گنہ گار ہے اسے ہم بڑا
عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾
عذاب چکھائیں گے

اُوپر کی آیتوں میں بیان ہوا۔ کہ قیامت کے دن اللہ کا انکار کرنے والوں کو اور ان کے بنائے ہوئے جھوٹے معبودوں کو جمع کیا جائے گا۔ اور ان معبودوں سے پوچھا جائے گا کہ انہیں تم نے بہکایا تھا، کہ تمہاری عبادت کریں، یا یہ خود بہکے تھے۔

وہ جواب دیں گے، کہ ہم ان سے کس برتے پر اپنی عبادت کے لئے کہتے ہم تو خود آپ کے سہارے جیتے تھے یہ ہمارے کس کام کے تھے۔ جو ہم انہیں گرویدہ بناتے۔ اس کے بعد منکروں سے پوچھا جائے گا۔ کہ اب کیا کہتے ہو۔ تمہارے معبود تو تمہیں جھوٹا ٹھہرا کر تم سے کنارہ کش ہو گئے۔ اب تم اپنے جھوٹے دعووں کی تصدیق کیسے کرو گے۔ اب تمہارا مددگار اگر کوئی ہو تو تم اسے پیش کرو، ورنہ تمہارے اوپر جرم ثابت ہوتا ہے تم اب نہ اپنے سر سے عذاب ٹلا سکتے ہو اور نہ اپنے دعوے سے مکر سکتے ہو اور نہ کہیں سے تمہیں مدد مل سکتی ہے۔

پھر ارشاد ہو گا کہ جب تم مجرم قرار پا گئے اور تمہارے اوپر سرکشی کا الزام قائم ہو گیا، تو اب فیصلہ سن لو۔ کہ تمہاری سرکشی کے مطابق تمہیں سزا دی جائے گی، اور جو تم میں جتنا سرکش ہو گا، اتنی ہی اس کی سزا سخت ہو گی۔

تم دنیا میں بالکل نہ سمجھے۔ کہ تم اللہ کا انکار کر کے اس کے بدلے جو دوسرے معبود بنا رہے ہو۔ یہ سراسر ظلم ہے۔ تمہیں اس کا حق بالکل نہ تھا۔ کہ تم اپنے مالک، خالق اور رب کو چھوڑ کر اس کی مخلوقات میں سے کسی کو اپنا سرپرست بناؤ جس میں نہ کچھ قوت ہے، نہ طاقت بلکہ بعض صورتوں میں تم سے بھی زیادہ گیا گذرا ہے۔ اور یہ ایک بے جان مورت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

Marfat.com

دوسرا اعتراض

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ
اور نہیں بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے رسولوں میں سے
اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ
مگر وہ یقیناً البتہ کھاتے تھے کھانا
وَ يَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ط
اور چلتے پھرتے تھے بازاروں میں

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ
اور ہم نے تجھ سے پہلے جتنے رسول بھیجے
اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ
سب کھانا کھاتے تھے اور
وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ط
بازاروں میں پھرتے تھے

پہلے بیان ہوا، کہ اے رسول یہ لوگ تیرے رسول ہونے پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ تو ہماری ہی طرح کے آدمی ہیں ہماری ہی طرح کھانا بھی کھاتے ہیں اور ہماری ہی طرح بازاروں میں بھی چلتے پھرتے ہیں ان لوگوں کا اس سے مقصود اور لوگوں کو بہکانا تھا، کہ کہیں یہ آپ کو اللہ کا رسول نہ مان لیں وہ کہتے کہ اللہ تو سب سے بڑا بادشاہ ہے وہ اگر رسول بھیجتا تو اس کی شان نرالی ہی ہونی چاہیئے تھی۔ یا تو وہ کوئی سب سے بڑا فرشتہ ہوتا۔ اور ان ضرورتوں سے جن میں آدمی پھنسا ہوا ہے پاک صاف ہوتا، یا اگر کوئی آدمی ہوتا تو بڑی شان وشوکت والا چاہیئے تھا۔ فرشتے اس کے خادم ہوتے اور ہٹو بچو کہتے ہوئے جہاں اس کی سواری جاتی۔ اس کے آگے ہوتے۔ خیر اگر بہت سے نہیں تو کم از کم ایک فرشتہ تو ضرور اس کے ساتھ اس کا ہاتھ بٹانے والا ہوتا۔ جو پیغام پہنچانے میں اس کی مدد کرتا۔

ان کی اس قسم کی باتوں کی اس آیت میں قلعی کھولی گئی ہے ارشاد ہے کہ آدمیوں میں آدمی ہی کو رسول بنا کر بھیجنا مناسب ہے اور ہمیشہ سے یہی ہوتا چلا آیا ہے اے رسول ہم نے تجھ سے پہلے انسان کی ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً بہت سے رسول بھیجے سب کے سب بشر تھے اور انہی جیسے آدمی تھے جن کی طرف وہ بھیجے گئے تھے سب کے سب کھانا بھی کھاتے تھے اور حسب ضرورت اور مصلحت بازاروں میں بھی برابر چلتے پھرتے تھے اس کی مصلحت ظاہر ہے ہمیں یہ منظور نہ تھا کہ کسی فرشتے یا کسی بڑی شان والے آدمی کو اپنا ایلچی بنا کر بھیجیں اور زبردستی اپنا رعب جما کر لوگوں سے اپنی بات منوائیں۔ بلکہ منظور یہ تھا کہ ایک خوش خلق ملنسار آدمی کے ہاتھ پیغام جائے اور لوگ اپنی عقل سے اس پیغام کو سمجھیں۔ اور اس کے مطابق عملدرآمد کریں۔

Marfat.com

مقصود آزمائش ہے

وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ
اور کیا ہم نے بعض تمہارے کو بعض کے لیے جانچ کیا تم ثابت قدم رہتے ہو
وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ﴿۲۰﴾
اور ہے تیرا رب سب کچھ دیکھنے والا

وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ط أَتَصْبِرُونَ
اور ہم نے تمہیں ایک دوسرے کے جانچنے کا ذریعہ بنایا ہے دیکھیں تم ثابت قدم بھی رہتے
وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ﴿۲۰﴾ ع ۲
ہو اور تیرا رب سب کچھ دیکھتا ہے

ارشاد ہے کہ دنیا میں اچھے، بُرے، طاقتور، کمزور، اکھڑ، خوش خلق، ہدایت کرنے والے، گمراہ کرنے والے بات بنانے والے، بات بگاڑنے والے، مالدار، مفلس، تیز عقل سبھی قسم کے لوگ موجود ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی حالت ایک دوسرے سے مختلف ہے تم جانتے ہو ایسا کیوں کیا گیا اور کیوں سب کو ایک ہی قسم کا نہ بنایا گیا بلکہ ہر ایک کو رنگ برنگ کی عادتیں خصلتیں چال ڈھال، خُو بُو اور خصوصیتیں عطا کی گئیں۔ اس سے یہ مقصود ہے کہ ایک کو دوسرے کے ذریعہ آزمایا جائے دیکھنا یہ ہے کہ مالدار مفلس کی مدد کرتا ہے یا اسے دور سے ہی دھتکار دیتا ہے مفلس اپنے آپ کو مالدار کے سامنے ذلیل کرتا ہے یا کونے میں بیٹھ کر صبر سے کام لیتا ہے۔ زور آور کمزور کو دباتا ہے یا اس کی کمر تھامتا ہے۔ عقلمند خود صحیح بات دریافت کر کے دوسروں کو بتاتا ہے یا دنیا کے عارضی منافع حاصل کرنے میں لگ جاتا ہے۔

اسی طرح رسولوں کے صبر اور تحمل کی جانچ بھی اللہ عزوجل کے منکروں کی ڈھٹائی اور سرکشی کے ذریعہ کی جاتی ہے ایمان والوں کی جانچ بے ایمانوں کی دھمکے بازیوں اور چھل بٹوں کے ذریعہ منظور ہے دیکھنا یہ ہے کہ نیک لوگ، بدکاروں کی دستدرازیوں سے تنگ آ کر صبر و تحمل کا دامن تو نہیں چھوڑ دیتے۔

اللہ عزوجل اس آزمائش کے ذریعے نیک لوگوں کے درجے بڑھاتا ہے، اچھی صفتوں کے نرے مالک ہونے سے اس دنیا میں کام نہیں بنتا۔ ان صفتوں کے جوہر جب کھلتے ہیں۔ جب ان کے مالک میدان عمل میں اپنے مخالفوں کے طرز عمل کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کا نظام اپنی حکمت سے قائم کیا ہے اور وہ خوب دیکھتا اور سمجھتا ہے کہ انسان کی خوبیوں کا کمال کس طریقہ سے حاصل ہوتا ہے

Marfat.com

دنیا میدانِ عمل ہے

اوپر کی آیتوں سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ انسان کو گوناگوں قوتوں سے مالا مال کرکے اور ساتھ ہی عقل دے کر اس رنگ برنگی دنیا میں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ وہ ان قوتوں سے عقل کے مطابق کام لے۔ دنیا میں نیکی جب چمکتی ہے۔ جب اس کا بدی سے مقابلہ ہو لوگ ایک دوسرے سے آزادی کے ساتھ ٹکرائیں اور خوب ہاتھا پائی کریں نیک لوگ کامیاب بھی ہوں گے جب بُرے لوگوں سے مقابلہ کرکے ان سے جیت کر دکھائیں گے۔

اس سے ظاہر ہے کہ دنیا کونے میں بیٹھنے کے لئے نہیں بنائی گئی ہے اس میں تو ہر وقت ہر ایک کو مقابلے کے لئے کمربستہ رہنا ضروری ہے یعنی دنیا جہاد کا میدان ہے لیکن اس بات کو بھی اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیئے کہ دنیاوی مفاد کے لئے ایک دوسرے سے مقابلہ کرنا قرآنی جہاد نہیں ہے۔ کسی شخص یا جماعت کو اپنی قوت اس لئے جمع کرنی اور کام میں نہ لانی چاہیئے کہ دوسرے پر حکومت کرے یہ بے جا بات ہے کہ مال و دولت دوسرے سے زیادہ لڑ جھگڑ کر اکٹھا کرے یا دوسروں کو دبانے کے لئے خوفناک ہتھیار ایجاد کرے۔

قرآن مجید سمجھاتا ہے کہ انسان کے لئے اپنی قوتوں کو دنیاوی مفاد کے حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کے مقابلہ میں صرف کرنا۔ صرف وقت ضائع کرنا ہے۔ ایک دوسرے سے دنیاوی مرتبوں، جاہ و حشمت، مال و دولت میں بڑھنے کی کوشش میں لگ جانا انجام تباہی کا باعث ہے۔

قرآن مجید تمام انسانوں کو یہ سکھاتا ہے کہ دنیا کی ضرورتیں پورا کرنے کے لئے آپس میں مقابلہ نہ کریں بلکہ باہمی تعاون سے کام لیں مقابلہ دنیاوی جاہ و حشمت حاصل کرنے کے لئے تباہ کن ہے مقابلہ فقط نیک اخلاق حاصل کرنے میں کرنا چاہیے۔ ہر ایک اس دھن میں لگا رہے کہ میں دوسرے سے بڑھ کر نیک کام کروں، اور نیک عادتوں اور اچھی خصلتوں میں دوسرے سے بڑھا رہوں۔ دوسرے سے زیادہ گناہوں سے پرہیز کروں، خیر خواہی میں سب سے آگے رہوں۔

قرآن مجید یہ بھی بتاتا ہے کہ اچھے اخلاق، نیک عادتیں، نیک کام، عمدہ خیالات سب کچھ قرآن مجید میں انسان کے لئے واضح کردیئے گئے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سیکھنے کا طریقہ بھی سب کو بتا دیا ہے اب لوگوں کو آزمانا ہے کہ وہ اللہ کے پسندیدہ طریقے پر چلتے ہیں یا شیطان کے بہکاوے میں آکر اپنے دل اور دماغ کی قوتوں کو محض دنیاوی خواہشوں کے پورا کرنے میں صرف کرتے ہیں

٭ ٭ ٭ ٭

Marfat.com

بڑی سرکشی

وَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا

اور کہا ان لوگوں نے جو امید نہیں رکھتے ہماری ملاقات کی

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى

کیوں نہ اُترے ہم پر فرشتے یا دیکھ لیتے ہم

رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

اپنے رب کو بہت بڑے بن رہے ہیں اپنے دل میں

وَ عَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾

اور حد سے بڑھ گئے حد سے بڑھنا بڑا

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا

اور بولے وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے ہم

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى

پر فرشتے کیوں نہ اترے یا ہم اپنے رب کو

رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

دیکھ لیتے بڑا تکبر رکھتے ہیں اپنے جی میں

وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾

اور شرارت میں بہت سر چڑھ گئے ہیں

دنیا میں اللہ عزوجل کے پیغمبروں نے اور نیز عقل مند لوگوں نے صاف صاف اس بات کا اعلان کر دیا ہے کہ دنیا کے عارضی عیش و آرام اور خواہشوں کے دام میں پھنس کر انسان کی عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔ اسے اسی میں اپنا فائدہ نظر آتا ہے کہ موجودہ حالت جس کی وجہ سے اس کا طوطی بول رہا ہے۔ جوں کی توں بنی رہے۔ اس کے بدل جانے میں ان لوگوں کو اپنی موت نظر آتی ہے۔ انہیں اپنے مفاد کے آگے اس کا خیال نہیں آتا۔ کہ موجودہ حالت اگر کچھ دن اور باقی رہی۔ تو انجام اور بھی خطرناک ہوگا۔ سمجھدار لوگ انہیں سمجھاتے ہیں تو وہ ان کا ناطقہ بند کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ اور جان توڑ کوشش کرتے ہیں کہ یا تو ان کا بولنا بند کر دیں یا لوگوں کو ان کی بات سننے سے منع کر دیں۔

مکہ کے کافر اسی خبط میں مبتلا تھے ان کی کوشش یہ تھی کہ کسی طرح کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ سنے وہ اسے بھول گئے تھے کہ مر کر اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے اس آیت میں ان کا حال بتایا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ سے ملنے کی امید نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے فرشتے آ کر کیوں نہیں کہہ دیتے کہ اللہ نے تجھے پیغام بھیجا ہے۔ کہ حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں یا پھر ہم اللہ ہی کو دیکھ لیتے اور وہ ان کے رسول ہونے کی تصدیق کر دیتا۔ یہ سرکشی کی انتہا ہے یہ اس قدر متکبر ہوئے ہیں کہ سوا فرشتوں کے کسی کی بات ہی نہیں سنتے اور اتنے منہ پھٹ ہو گئے کہ کہتے ہیں کہ اللہ کو کچھ کہنا ہے تو ہم سے خود آ کر بات کرے (نعوذ باللہ)

Marfat.com

کافروں کو تنبیہ

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ

جس دن دیکھیں گے وہ فرشتوں کو نہیں خوشخبری اس دن

لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾

مجرموں کے لیے اور وہ کہیں گے کوئی آڑ ہو روکی ہوئی

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ

اور پہنچے ہم اس کی طرف جو وہ کرتے تھے کام پس کر ڈالا ہم نے اسے

هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ

دھول پھیلی ہوئی جنت والے اس روز

خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾

بہت اچھے ہیں ٹھکانے کے لحاظ سے اور بہتر ہیں آرام کے لحاظ سے

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ

جس دن کہ فرشتوں کو دیکھیں گے اس دن گنہ گاروں کے لیے کوئی

لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾

خوش خبری نہیں اور کہیں گے کوئی آڑ روک دی جاتے

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ

اور ہم پہنچے ان کے کیے ہوئے کاموں کے پاس پس ان کو

هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ

اڑتی خاک کر ڈالا اس دن بہشت کے لوگوں کا اچھا

خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾

ٹھکانہ ہوگا اور اچھی جگہ آرام کی

حِجْرًا کے معنی روک اور آڑ کے ہیں یہ لفظ سورۃ الانعام میں گذر چکا ہے مَّحْجُوْرًا وہ چیز جس کے آگے آڑ کھڑی کر دی جائے۔ یہ یہاں مبالغہ کے لئے ہے یعنی آڑ کے آگے ایک اور آڑ ہو هَبَآءً خاک کے ذرے جو سورج کی شعاع سے چمکتے ہیں اور جنہیں غبار بھی کہتے ہیں مَّنْثُوْرًا اسم ظرف ہے ن۔ ث۔ ر سے نشر پھیلانا۔ اڑانا منثور اڑایا ہوا۔ پھیلایا ہوا مستقر (قیام گاہ) اسم ظرف۔ استقرار سے جو قدر یہ سے بنا ہے قرار کے معنی ٹھہراؤ۔ قیام۔ استقرار، ٹھکانا پکڑنا۔ مستقر وہ جگہ جہاں ٹھہرا جائے مقیل (آرام کی جگہ) یہ اسم ظرف ہے ق ی ل سے قیلولۃ دوپہر کے وقت آرام کو کہتے ہیں یہاں مطلق آرام مراد ہے مقیل آرام گاہ۔

ارشاد ہے کہ ان کا سر پھر گیا ہے جس دن فرشتے ان کے سامنے آئیں گے ان مجرموں کی کم بختی آجائے گی ان کی ڈراؤنی شکلوں سے گھبرا کر کہیں گے بچاؤ انہیں ہمارے اور ان کے درمیان دوہری تہری آڑ کھڑی کر دو۔ رہا ان کا یہ کہنا کہ اللہ خود آئے تو ہم ان کے اعمال کے پاس پہلے ہی پہنچے ہوئے ہیں اور ان کو خاک کے ذروں کی طرح اڑا کر برباد کر دیا ہے۔

فرشتوں کے اور اللہ کے دیکھنے کے دن فقط جنت والے ہر لحاظ سے اچھے ہوں گے ان کی قیام گاہ بھی اچھی ہوگی اور آرام گاہ بھی اچھی۔ ان مجرموں کو اس دن کوئی خوشی نصیب نہ ہوگی۔

Marfat.com

قیامت کا ذکر

وَ يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ
اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان بادل پر سے اور اتارے جائیں گے
الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿٢٥﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ
فرشتے اتارنا حکومت اس دن
ِنِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَ كَانَ يَوْمًا
سچی رحمٰن کی ہے اور ہے وہ دن
عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿٢٦﴾
کافروں پر سخت

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ
اور جس دن آسمان پھٹ جائے بادل پر سے اور آتارے
الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿٢٥﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ
جائیں فرشتے لگاتار اس دن بادشاہی سچی
ِنِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ يَوْمًا
رحمٰن کی ہے اور وہ دن منکروں
عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿٢٦﴾
پر مشکل ہوگا

۔ تَشَقَّقُ پھٹ جائے) اصل میں تَتَشَقَّقُ ہے جو مضارع کا صیغہ ہے شَقٌّ سے جس کا مادہ ش ۔ ق ۔ ق ہے شَقٌّ کے معنی پھاڑ ڈالنا تَشَقَّقَ اس کا لازم ہے یعنی پھٹ جائے گا اس میں بولتے اور لکھتے وقت اول کی تے گر جاتی ہے ۔

غَمَام (ابر) غ ۔ م ۔ م سے غَمٌّ کے اصل معنی کسی چیز پر لپیٹ کر اسے ڈھانک دینے کے ہیں' یہ ابر کی طرح کی ایک چیز ہوگی۔ جو اللہ عزوجل کی خاص تجلی کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہوگی۔ آسمان پھٹ جائے گا۔ اور اوپر سے یہ سفید بادل نیچے اترتا نظر آئے گا۔

ارشاد ہے کہ قیامت کے دن کو یاد کرو۔ اس روز آسمان پھٹ جائے گا اور ایک بادل اوپر سے اترتا ہوا نظر آئے گا پھر بےشمار فرشتے اوپر سے اترنے شروع ہوں گے اور لگاتار اترتے ہی چلے آئیں گے اس بادل میں اللہ عزوجل کی تجلی ہوگی۔ جو میدان حشر میں اس شکل کے اندر نزول فرمائے گا۔ اور اس کے گردا گرد بےشمار فرشتوں کا ہجوم ہوگا۔ یہ سب میدان حشر میں آ کر ٹھہریں گے اور دربار الٰہی قائم ہو جائے گا۔

اس دن لوگوں کو معلوم ہوگا۔ کہ اصلی بادشاہت کس چیز کا نام ہے یہ اصلی بادشاہت ایسی ہوگی کہ اس میں کسی کا حکم نہ چلے گا۔ اور اللہ کی حقیقی بادشاہت کا نقشہ ہوگا یہ دن اللہ کا انکار کرنے والوں کے لئے بہت سخت ہوگا جو باوجود اللہ کے رحمٰن ہونے کے اس کی رحمت سے محروم ہوں گے۔

Marfat.com

کافروں کی حسرت

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ
اور جس دن کاٹے گا ظالم اپنے ہاتھوں کو کہے گا
يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا (٢٧)
اے کاش کر لیں پکڑ لیتا رسول کے ہمراہ راستہ
يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِي لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا (٢٨)
اے خرابی میری کاش کر لیں نہ بناتا فلانے کو دوست
لَقَدْ اَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ
البتہ تحقیق بہکایا اس نے مجھے نصیحت سے بعد اس کے جب وہ پہنچی میرے پاس
وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا (٢٩)
اور ہے شیطان انسان کو چھوڑ جانے والا

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ
اور جس دن گنہ گار اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کھائے گا کہے گا
يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا (٢٧)
اے کاش میں نے رسول کے ساتھ راستہ پکڑا ہوتا
يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِي لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا (٢٨)
ہائے خرابی میری کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا
لَقَدْ اَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ
اس نے تو مجھے نصیحت سے مجھ تک پہنچ چکنے کے بعد ہٹا دیا
وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا (٢٩)
اور شیطان آدمی کو وقت پر دغا دینے والا ہے

خذول (چھوڑ کر چل دینے والا) مبالغہ کا صیغہ ہے خ۔ ذ۔ ل سے خذل کے معنی وقت پڑنے پر چھوڑ کر چل دینا ضرورت کے وقت کام آنا۔

اس آیت میں ان لوگوں کی حسرت اور ندامت کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو دنیا میں اللہ پر ایمان نہ لانے والوں کو قیامت کے دن حاصل ہوگی۔ آدمی دنیا میں دوسروں کو دیکھ کر خود بھی گمراہ ہو جاتا ہے اور اسلام کا سیدھا راستہ چھوڑ کر غلط راستوں پر چل پڑتا ہے قیامت میں حقیقت حال سے واقف ہو کر پچھتائے گا اور اپنے ہاتھ دانتوں سے کاٹے گا اور زبان سے پچھتاوا ظاہر کرتا جائے گا کہ ہائے میں نے رسول کی بتائی ہوئی راہ کیوں نہ اختیار کی، میں ان کا غلام کیوں بنا رہا جو اپنی دنیاوی خواہشیں پوری کرنے کے سوا کچھ جانتے ہی نہ تھے۔ اس وقت وہ پچھتائے گا کہ میں نے فلاں اور فلاں کو دوست کیوں بنایا۔ اس نے تو مجھے سیدھے راستہ سے ہٹا دیا اور ان باتوں سے جن میں میری بہتری تھی مجھے دور کر دیا۔

ارشاد ہے کہ یہ لوگ جو دوسروں کو اچھے راستہ سے ہٹا کر غلط راستے پر ڈال دیتے ہیں شیطان ہیں خواہ جنوں میں سے ہوں یا آدمیوں میں سے شیطان کا خاصہ ہے کہ وقت پڑے ٹکا سا جواب دے کر چھوڑ کر چل دیتا ہے

Marfat.com

قرآن ضروری چیز ہے (رکوع)

وَقَالَ الرَّسُولُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا

اور کہا رسول نے اے میرے رب تحقیق میری قوم نے ٹھہرایا

هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿٣٠﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا

اس قرآن کو چھوڑا ہوا اور اسی طرح کیا ہم نے

لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۗ وَكَفٰى

ہر نبی کے واسطے دشمن گنہ گاروں میں سے اور کافی ہے

بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّ نَصِيْرًا ﴿٣١﴾

تمہارا رب ہدایت کرنے والا اور مدد کرنے والا

وَقَالَ الرَّسُولُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا

اور رسول نے کہا اے میرے رب میری قوم نے تو اس قرآن کو

هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿٣٠﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا

جھک جھک ٹھہرایا ہے اور اسی طرح ہم نے

لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۗ وَكَفٰى

ہر نبی کے لیے گنہ گاروں میں سے دشمن بنا رکھے ہیں اور تمہارا رب

بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿٣١﴾

راہ دکھانے اور مدد کرنے کو کافی ہے

مَهْجُوْرًا : (چھوڑا ہوا ناقابل التفات، اسم غافل ہے' لا۔ ج ہنا سے ہجرؒ کے معنی چھوڑ دینے کے اور ہجُر کے معنی بذیان، گالی اور بُرے بُرے نام دینے کے ہیں' یہ لفظ سورۃ المومنون میں گذر چکا ہے' جہاں اس کے معنی کسی کی بابت بُری باتیں منہ سے نکالنے کے ہیں' یہاں دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔ یعنی متروک یا (نعوذ باللہ) فضول باتوں کا مجموعہ کہلانے کے قابل :۔

نوع انسان بہت سی قوتوں کا مجموعہ ہے جو اس کے ہر فرد میں مختلف تناسب کے ساتھ ظاہر ہوتی ہیں یعنی فرد میں ان کی مقدار اور حالت کے اندر کمی بیشی ہے۔ جو چیز ان قوتوں کو کسی فرد کے اندر اکٹھا کئے ہوئے ہے' وہ اس فرد کا نفس ناطقہ یا اس کی جان ہے' دنیا میں آتے وقت پہلے ہر انسان کا نفس ناطقہ بنتا ہے پھر اس کے مطابق اس کا سارا جسم بنتا ہے اور نفس کی بعض قوتیں بدن کے رکھ رکھاؤ کی جانب متوجہ ہو جاتی ہیں۔ جن کا مجموعہ نفس امارہ کہلاتا ہے۔ باقی قوتیں جو بچیں وہ اصلی نفس ناطقہ کی خادم ہوتی ہیں' ان کا مجموعہ نفس مطمئنہ ہے۔ نفس امارہ اور نفس مطمئنہ میں کش مکش شروع ہوتی ہے' اور کچھ قوتیں ان دونوں کے بیچ میں صلح کرانے کے کام میں لگ جاتی ہیں' ان کا مجموعہ نفس لوامہ کہلاتا ہے' جس کی کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ نفس امارہ نفس مطمئنہ کے تابع ہو کر کام کرے' کیونکہ نفس ناطقہ کی بھلائی اسی میں ہے۔ نفس ناطقہ ہی اصل انسان ہے۔ اگر نفس امارہ کا قابو چل گیا۔ تو وہ نفس ناطقہ کو تباہی کی طرف لے جاتا ہے ؛

Marfat.com

قرآن ضروری چیز ہے (ب)

انسان کی اسی پیچیدہ بناوٹ کی طرف توجہ دلانے کے لیے رسول بھیجے گئے اور انہیں آسمانی کتابیں اور صحیفے دیئے گئے تاکہ وہ انسان کو اس کی تباہی سے بچائیں، اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آخری آسمانی کتاب جو انہیں دی گئی یعنی قرآن مجید دونوں انسان کو یہی پیغام واضح طور پر ہمیشہ کے لیے پہنچا دینے کو دنیا میں بھیجے گئے۔ اور انہوں نے بتایا۔ کہ نفس امارہ انسان کو بدنی خواہشوں کی طرف کھینچتا ہے۔ ان خواہشوں کے پورا کرنے میں لگ جانے کا نام دیتا ہے۔ نفس مطمئنہ چاہتا ہے، کہ انسان نفس ناطقہ (جسے روح بھی کہتے ہیں) کی بھلائی کی طرف متوجہ ہو۔ جس سے اسے مرنے کے بعد یعنی آخرت میں آرام ملے۔ نفس امارہ کو تنبیہ کرتا رہتا ہے، کہ نفس مطمئنہ کی بات مانے اور اس کی ہدایت کے مطابق دنیا میں بسر کرے، ورنہ جب بدن نہ رہے گا۔ یعنی موت آجائے گی۔ تو نفس ناطقہ یعنی اصل انسانی جو ہر بڑی مشکل اور مصیبت میں پھنس جائے گا:

نفس ناطقہ کی جن باتوں میں بھلائی ہے، وہ قرآن مجید میں صاف صاف بیان کر دی گئی ہیں۔ نفس مطمئنہ چاہتا ہے۔ کہ نفس امارہ قرآن مجید کی ہدایت کے مطابق چلے۔ تاکہ اسے آخرت کی خوشی نصیب ہو نفس لوامہ نفس امارہ کو وقتاً فوقتاً تنبیہ کرتا رہتا ہے، کہ نفس مطمئنہ کی بات سنے اور نفس ناطقہ کو تباہی سے بچائے۔ قرآن مجید میں نفس لوامہ نفس مطمئنہ دونوں کا ذکر ہے اور نفس ناطقہ کو فقط نفس ہی کہا گیا ہے، اس کی تفصیل جا بجا آگے کی سورتوں میں آئے گی:

اس آیت میں ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل سے شکایت کی۔ کہ لوگ قرآن مجید کی اہمیت کو نہیں سمجھتے اور اس کو پرانی کہانیوں کا مجموعہ۔ خرافات۔ شعر۔ جادو کا منتر اور جانے کیا کیا بُرے بُرے نام دے کر چھوڑ بیٹھے ہیں، اس کی وجہ سے یہ تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ میرا بس چلے۔ تو ان کو زبردستی ان کی حماقت سے روک دوں۔

اگلی آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے کہ تم اس بارے میں پریشان نہ ہو۔ دنیا میں ہم نے یہی طریقہ رکھا ہے۔ کہ جب بھی کوئی نبی آیا، فسادی اور گنہ گار لوگ اس کے دشمن بن گئے، تم ان سرکشوں کی مخالفت کی پرواہ مت کرو۔ ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہی ہدایت کرنے کے لیے کافی ہے، اور یہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ اور اللہ تمہارے ذریعے اپنا پیغام دنیا بھر میں پھیلا کر رہے گا:

Marfat.com

ایک اور شبہ

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ
اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے کیوں نہ اترا اس پر
الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ
قرآن اکٹھا ایک ہی بار یہ اس لیے تاکہ قوی کریں ہم
بِهِ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا (٣٢)
اس سے تیرا دل اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں ہم اس کو تھوڑا تھوڑا

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ
اور وہ لوگ جو منکر ہیں کہنے لگے اس پر سارا قرآن ایک
الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ
ہی دفعہ کیوں نہ اترا یہ اس لیے کہ ہم اس کے ذریعہ تیرے
بِهِ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا (٣٢)
دل کو قوی رکھیں اور اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سنائیں

آدمی جب کوئی بات اختیار کر لیتا ہے تو اس سے دن بدن زیادہ مانوس ہوتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کی ایسی عادت ہو جاتی ہے کہ بغیر اس کے چین نہیں آتا۔ کاش ایسا ہوتا۔ کہ کسی بات کے اختیار کرنے سے پہلے وہ سوچ لیا کرتا۔ کہ یہ بات اس کے حق میں بری ہے یا اچھی۔ قرآن حکیم انسان کی اس خصلت کو پہچانتا ہے اور اس لیے ہر جگہ اس کی رعایت کرتا نظر آتا ہے۔ اس کا مقصود صرف یہ ہے۔ کہ انسان اجتماعی طور پر کسی بری بات پر نہ جمنے پائے۔ اس کو دوسرے الفاظ میں یوں کہہ لیجئے۔ کہ وہ انسانی سوسائٹی کے رسم و رواج کو نری مفید باتوں پر قائم دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ اس بات کو گوارہ نہیں کرتا۔ کہ ان کی بنیاد ایسی باتوں پر ہو جو انجام کار انسان کے لیے مضر ثابت ہوں۔ بدقسمتی سے اسلام سے پہلے کی عرب سوسائٹی میں بعض ایسی باتیں رائج ہو چکی تھیں، جو انسان کے لیے چل کر تباہی کا موجب تھیں۔

قرآن حکیم نے ان کی اصلاح کرنی چاہی۔ مکہ کے اکثر عرب بگڑ گئے اور قرآن کے خلاف اپنا سارا زور صرف کر دیا۔ منجملہ اور باتوں کے ان کی ایک بات کا اس آیت میں ذکر ہے، کہ وہ کہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رسول ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور قرآن کو اللہ کی کتاب بتاتے ہیں، تو وہ ساری کی ساری انہیں ایک دم کیوں نہ مل گئی۔ یہ ٹھہر ٹھہر کر تھوڑی تھوڑی آیتیں کیوں نازل ہوتی ہیں۔

ارشاد ہے کہ اے رسول تھوڑی تھوڑی آیتیں اس لیے نازل ہوتی ہیں۔ کہ ہر ایک آیت کو اچھی طرح سمجھ کر اس کا مفہوم تیرے دل میں بیٹھ جائے اور مضبوط اعتقاد حاصل ہو۔ تاکہ تیرے دل کو قوت پہنچے۔ اور عمل کرنے کے اندر آسانیاں پیدا ہوں۔

Marfat.com

قرآن کا کام

وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ

اور وہ نہیں لاتے تیرے پاس کوئی کہانی مگر لے آتے ہیں تیرے پاس ٹھیک بات

وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا (٣٣) اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ

اور اس سے بہتر واضح کر کے وہ جو گھیر کر لائے جائیں گے

عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ

اپنے چہروں کے بل جہنم کی طرف وہی لوگ بدتر ہیں

مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ سَبِيْلًا (٣٤)

درجہ میں اور بہت بہکے ہوئے راستہ سے

وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ

اور نہیں لاتے تیرے پاس کوئی مثل کہ نہ پہنچا دیں ہم تجھ کو ٹھیک بات

وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا (٣٣) اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ

اور اس سے بہتر کھول کر جو لوگ کہ گھیر لائے جائیں گے

عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ

اوندھے پڑے ہوئے جہنم کی طرف انہی کا برا

مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ سَبِيْلًا (٣٤) ع ٣

درجہ ہے اور وہ راہ سے بہت بہکے ہوئے ہیں

مَثَل (مثال) گھڑی ہوئی، ملتی جلتی بات جس سے اصل بات کی بھلائی یا برائی مقصود ہو۔ یہاں اس سے مراد ایسی بات جس سے قرآن کی تحقیر ہو ؛

مکّے کافر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن حکیم کی بابت ایسی باتیں منہ سے نکالتے تھے جن سے لوگوں کی نگاہ میں ان کی قدر گھٹے کہ (نعوذ باللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہی لوگوں میں سے ہیں جو قصے کہانیاں شعر، منتر آگے کا حال سنا کر اور جادو شعبدے وغیرہ دکھا کر دوسروں سے اپنا مطلب نکالتے ہیں۔ قرآن کی بابت کہتے کہ ادھر ادھر کی سنی سنائی باتیں جمع کی ہوئی ہیں، جو کچھ لوگ انہیں اچھی عبارت میں لکھ کر دے دیتے ہیں اور انہی کو ہر وقت پڑھ پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ کبھی کہتے کہ اللہ کو کیا غرض پڑی جو کوئی کتاب نازل کرے، اگر وہ نازل کرتا تو ایک دفعہ ہی پوری کتاب بنی بنائی نہ بھیج دیتا۔ یہ تھوڑی تھوڑی اترنے کے کیا معنی ؛

ارشاد ہے کہ ان کی فضول باتوں کا جواب ہم قرآن مجید میں حق اور سچی بات بیان کر کے دے دیتے ہیں، جو رسولؐ اور قرآن کی بابت صاف اور سیدھی بات کھول کر بتا دیتی ہے۔ ان بیکار باتیں کرنے والوں کا دماغ الٹ گیا ہے، ان کو قیامت کے دن الٹا ڈال کر منہ کے بل دوزخ کی طرف کھینچ کر لے جایا جائے گا، یہ لوگ درجے اور مقام کے لحاظ سے بدترین لوگ ہیں، یہ ٹھیک بات کو چھوڑ کر بالکل غلط باتوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

اگلوں سے عبرت

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا
اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور کر دیا
مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۝۳۵ فَقُلْنَا
اس کے ساتھ اس کے بھائی ہارون کو مددگار پس کہا ہم نے
اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
جاؤ دونوں ان لوگوں کی طرف جنہوں نے جھٹلایا
بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ۝۳۶
ہماری آیتوں کو پس تباہ کر دیا ہم نے انہیں بری طرح

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۝۳۵ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ۝۳۶

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے ساتھ اس کے بھائی ہارون کو کام بٹانے والا کر دیا پھر ہم نے کہا تم دونوں ان لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے ہماری باتوں کو جھٹلایا پھر ہم نے انہیں اکھاڑ کر دے مارا

تَدْمِيْرًا ، (تباہ کر دینا) اس کا مادہ د ـ م ـ ر ہے دمار کے معنی تباہی کے ہیں۔ تدمیرا ہلاک کرنا۔ نیست و نابود کر دینا ۔ دَمَّرْنَا اسی سے تدمیر فعل ماضی ہے۔ جو اس کے بعد مفعول مطلق کے طور پر مذکور ہے ۔ اس سے مراد عظیم تباہی ہے۔ گویا جڑ سے ہی کھود کر پھینک دیا ۔

ارشاد ہے کہ ان سے پہلے بھی اکثر انسانوں نے سرکشی کی ہے، وہ شیطان کے بہکاوے میں آکر اللہ عزوجل کو بالکل بھول گئے، اپنے اپنے جتھے قائم کر لیے اور جو ان میں زبردست تھے ـــــــــــ وہ ان جتھوں کے سردار بن بیٹھے، زیردستوں نے کمزوروں کو دبانا شروع کیا اور لگے ان سے جانوروں کی طرح کام لینے ۔ انہی میں سے ایک زمانے میں ایک جتھا مصریوں کا بن گیا تھا۔ جن کا سردار فرعون کہلاتا تھا۔ وہ ایسا سرکش تھا، کہ خدائی کا دعوی کر بیٹھا تھا۔ اور اپنی قوم کے لوگوں سے اپنی عبادت کراتا تھا۔ اور بنی اسرائیل پر جو ان میں آکر بس گئے تھے ۔ قیامت ڈھا رکھی تھی ۔

ارشاد ہے کہ ہم نے فرعون کی اور اس کی قوم کی طرف موسیٰؑ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا اور انہیں کتاب عطا کی اور ان کے بھائی ہارون کو نبوت عطا کر کے ان کا ہاتھ بٹانے کے لیے ان کے ساتھ کر دیا ۔ پہلا کام ان دونوں کے سپرد یہ ہوا ۔ کہ فرعون کی قوم کو جا کر سمجھاؤ، کہ سرکشی چھوڑیں اور اللہ عزوجل کی اطاعت کریں ۔ لیکن اس قوم نے ان کی نہ سنی ۔ آخر ہم نے اس قوم کو نیست و نابود کر دیا ۔

Marfat.com

دیگر سرکشوں کا حال

وَ قَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ

اور تباہ کیا نوح کی قوم کو جب جھٹلایا انہوں نے رسولوں کو

اَغْرَقْنٰهُمْ وَ جَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ

ڈبو دیا ہم نے ان کو اور کر دیا ہم نے ان کو لوگوں کے لیے نشانی

وَ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿٣٧﴾

اور تیار کر دیا ہم نے ظالموں کے لیے عذاب دردناک

وَّ عَادًا وَّ ثَمُوْدَا۠ وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ وَ قُرُوْنًۢا

اور تباہ کیا عاد اور ثمود کو اور کنوئیں والوں کو اور جماعتوں کو

بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿٣٨﴾ وَ كُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ

اس کے بیچ میں بہت سی اور ہر ایک بیان کیں ہم نے اس کے لیے

الْاَمْثَالَ ۫ وَ كُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿٣٩﴾

مثالیں اور ہر ایک کو برباد کیا ہم نے تباہ کر کے

وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ

اور نوح کی قوم جب انہوں نے پیغام لانے والوں کو جھٹلایا ہم نے

اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ

ان کو ڈبو دیا اور ان کو لوگوں کے لیے نشانی کر دیا اور ہم نے

وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿٣٧﴾

گناہ گاروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے

وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۠ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا

اور عاد کو اور ثمود کو اور کنوئیں والوں کو اور اس کے

بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿٣٨﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ

بیچ میں بہت سی جماعتوں کو اور سب کو ہم نے مثالیں کہہ

الْاَمْثَالَ ۫ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿٣٩﴾

سنائیں اور سب کو ہم نے برباد کر دیا تباہ کر کے

الرَّسّ (ایک خاص کنواں ہے) رَسّ کنوئیں کو کہتے ہیں۔ اصحاب الرس (کنوئیں والے) یہ لوگ ایک کنوئیں کے قریب بستے تھے تَتْبِیْر (ریزہ ریزہ کرنا) اس کا مادہ ت۔ ب۔ ر ہے۔ تَبْر ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا تتبیر ریزہ ریزہ کر کے بکھیر دینا۔

ارشاد ہے کہ فرعون اور اس کی قوم کی طرح ہم نے نوح کی قوم کو بھی ہلاک کیا تھا۔ کیونکہ انہوں نے اللہ کے رسولوں کا انکار کر دیا تھا۔ جب وہ کسی طرح نہ مانے تو اللہ نے ایک زبردست طوفان بھیجا اور انہیں اس میں ڈبو دیا اور انہیں دوسرے لوگوں کے لیے ذریعہ عبرت بنا دیا۔ اور ظالموں کے لیے یعنی ان لوگوں کے لیے جو انسانیت کے فرائض ادا نہیں کرتے ہم نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ مرنے کے بعد وہ اس میں مبتلا ہوں گے۔ اسی طرح عاد۔ ثمود، کنوئیں والے اور بہت سے سرکش لوگ جو ان کے درمیانی زمانے میں آئے۔ سب کو ہم نے ان کی نافرمانی کی وجہ سے ہلاک کیا ——— ان سب کو ہم نے رسولوں کے ذریعہ سمجھا دیا تھا کہ پہلے لوگ نافرمانی کی وجہ سے تباہ ہو چکے ہیں۔ لیکن جب وہ نہ مانے۔ تو ہم نے انہیں بھی تباہ اور برباد کر دیا۔

Marfat.com

غفلت کی وجہ

وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْیَةِ الَّتِیْٓ اُمْطِرَتْ
اور البتہ تحقیق آئے وہ اس بستی کے پاس جس پر برسایا گیا
مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ یَكُوْنُوْا یَرَوْنَهَا ۚ بَلْ
مینہ تباہی کا کیا پس نہ تھے یہ دیکھتے اس کو نہیں
كَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ نُشُوْرًا (۴۰) وَ اِذَا
بلکہ یہ امید نہیں رکھتے مر کر جی اٹھنے کی اور جب
رَاَوْكَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ
دیکھتے ہیں تجھے نہیں بناتے تجھے مگر ہنسی کا ذریعہ

وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْیَةِ الَّتِیْٓ اُمْطِرَتْ
اور یہ لوگ اس بستی کے پاس ہو آئے ہیں جس پر
مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ یَكُوْنُوْا یَرَوْنَهَا ۚ بَلْ
بُرا مینہ برسا کیا یہ انہیں دیکھتے نہ تھے نہیں بلکہ
كَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ نُشُوْرًا (۴۰) وَ اِذَا
یہ امید نہیں رکھتے مر کر جی اٹھنے کی اور جب یہ
رَاَوْكَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ
لوگ تجھے دیکھتے ہیں تو ان کو تجھ سے کچھ کام نہیں سوا ٹھٹھا کرنے کے

هُزُوًا (ہنسی اڑانا) اس کا مادہ ہ۔ ز۔ ء ہے۔ ھَزُؤٌ کے معنی کسی سے مسخرہ پن کرنا۔ استہزاء اسی سے بنا ہے، جو سورۃ البقرہ میں گزرا ہے۔

ارشاد ہے کہ یہ مکّہ کے لوگ جو اے رسول تیری بات نہیں سنتے اور اپنے ہی بے ہودہ کاموں میں پھنسے رہنا چاہتے ہیں۔ بارہا اس بستی کے پاس سے گزر چکے ہیں۔ جن پر پتھروں کا مینہ برسا، ان سے مراد قوم لوطؑ کی بستیاں ہیں۔ جن کے پاس یہ لوگ مکّہ سے شام کی طرف جاتے ہوئے گزرتے تھے، اس جگہ اب بجائے آبادی کے سڑے ہوئے پانی کی ایک جھیل ہے۔ یہاں کے لوگ برے کاموں میں مبتلا تھے۔ آخر ان پر اللہ کا عذاب آیا۔ بستیاں الٹ دی گئیں اور اوپر سے ان پر پتھروں کا مینہ برسا:

ارشاد ہے کہ کیا انہیں سوجھتا نہیں کہ یہ بستیاں بالکل تباہ ہو گئیں۔ نہیں یہ ان کا حال اپنی آنکھوں سے دیکھتے ضرور ہیں۔ لیکن اپنے آپ کو دنیا میں محفوظ سمجھتے ہیں اور آخرت پر انہیں یقین نہیں جو سمجھیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ جینا ہوگا اور برے کاموں کی سزا ملے گی۔ دنیا میں اگر بچے بھی رہے تو کیا۔ آخر ایک دن مرنا ہے اور دوبارہ زندہ ہو کر برے اعمال کی سزا بھگتنی ہے۔ ارشاد ہے کہ یہ اس وقت کی سلامتی کا یقین اور آخرت کا انکار ہی ہے جو انہیں بدمست کئے ہوئے ہے، اب جب تجھے دیکھتے ہیں تو انہیں سوائے اس کے کچھ کام نہیں۔ کہ تیری ہنسی اڑائیں اور تجھ پر پھبتیاں کسیں۔ سچ ہے جو آخرت کو نہ مانے، اس کے سیدھا ہونے کی امید فضول ہے۔

Marfat.com

ہنسی کا نمونہ

اَ هٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾
کیا یہی ہے جسے بھیجا ہے اللہ نے رسول بنا کر
اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ
یقیناً قریب تھا کہ ضرور بہکا لے جاتا ہمیں ہمارے معبودوں سے اگر نہ ہوتا یہ کہ
صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ وَ سَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ
ہم جمے رہیں ان پر اور عنقریب جان لیں گے جس وقت
يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾
دیکھیں گے عذاب کون بہکا ہوا ہے راستہ سے

اَ هٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾
کیا یہی ہے جسے اللہ نے پیغام دے کر بھیجا ہے
اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ
یہ تو ہمیں ہمارے معبودوں سے بچلا ہی دیتا۔ اگر ہم ان پر
صَبَرْنَا عَلَيْهَا وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ
جمے نہ رہتے اور عنقریب جان لیں گے جس وقت
يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾
عذاب دیکھیں گے کہ راہ سے بچلا ہوا کون ہے

اِنْ تحقیق، یہ اِنَّ کا مخفف ہے۔ جس کا اسم ضمیر شان مقدر ہے۔ اصل میں اِنَّهٗ ہے۔ یعنی یہ واقعی امر ہے کہ۔

پچھلی آیت سے معلوم ہوا کہ مکہ کے کافر اسی غفلت میں مبتلا تھے، جس میں انسان ہر زمانے کے اندر مبتلا رہا ہے، انسان دنیا کے اندر اپنی خواہشوں کے پورا کرنے میں ہر وقت باؤلا بنا رہتا ہے۔ وہ دوسروں کو راستہ سے ہٹا کر خود وہ سب کچھ کرنا چاہتا ہے، جو اس کا جی چاہے اور جب اس کے ہاتھ میں دوسروں کو دبا رکھنے کی طاقت آجاتی ہے اور مال و دولت اور سلطنت کا مالک ہو جاتا ہے۔ تو پھر تو اس کے مزاج کا کچھ ٹھکانا ہی نہیں رہتا :۔

انسان کو اگر کوئی چیز سرکشی سے باز رکھ سکتی ہے۔ تو وہ اللہ رسول اور آخرت پر کامل یقین ہے اگر سارے نہیں تو کم سے کم سلطنت کرنے والوں کو ان تین چیزوں پر ۔ ۔ ۔ ۔ کامل یقین ہونا چاہیئے۔ ورنہ فلاح کی امید فضول ہے۔ مکہ کے کافروں کا ذکر ہے۔ کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں۔ تو ہنس کر کہتے ہیں۔ کہ کیا یہی ہیں۔ وہ جنہیں اللہ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ وہ تو خیریت گذری۔ کہ ہم اپنے معبودوں پر جمے رہے، ورنہ یہ تو باتیں بنا بنا کر ہمیں ان سے چھڑا ہی دیتے :۔

آگے ارشاد ہے کہ اس خبط میں مبتلا ہیں، کہ یہ ٹھیک کام کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ راہ راست سے بہت دور جا پڑے ہیں تھوڑے ہی دن کے بعد ان پر واضح ہو جائے گا۔ کہ گمراہ کون تھا، جب عذاب سر پر آ پڑے گا، اس وقت آنکھیں کھلیں گی۔

Marfat.com

خواہش کا بندہ

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ
کیا دیکھا تو نے اس شخص کو جس نے بنا لیا اپنا معبود اپنی خواہش کو
اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَمْ
کیا تو ہوجائے گا اس پر نگران یا
تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ
گمان کرتا ہے تو کہ اکثر ان میں سے سنتے ہیں
اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ
یا سمجھتے ہیں نہیں وہ مگر مویشیوں کی طرح ہیں
بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾
بلکہ وہ زیادہ گم کردہ راہ ہیں

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ
بھلا دیکھا تو نے اس شخص کو جس نے اپنی خواہش کا پوجنا
اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَمْ
اختیار کیا کہیں تو اس کا ذمہ لے سکتا ہے یا
تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ
تو خیال کرتا ہے کہ ان میں سے اکثر سنتے ہیں
اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ
یا سمجھتے ہیں اور کچھ نہیں یہ تو چوپایوں کے برابر ہیں
بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾ ع
بلکہ ان سے بھی زیادہ راہ سے بہکے ہوئے ہیں

انسان کی خواہشیں چاہتی ہیں کہ انسان انہی کا غلام بنا رہے اور جدھر وہ لے چلیں ادھر ہی چلے، ان خواہشوں کی غلامی میں اس نے دنیا میں کیا کچھ نہیں کیا۔ کمزوروں کو پاؤں کے تلے روندا۔ نہتوں کا اپنے پنجے سے گلا چیر ڈالا۔ بے بسوں کا اپنے تیز تیز سینگوں سے پیٹ پھاڑ ڈالا۔ کبھی پتھر کے آگے جھک گئے، کبھی آگ کے آگے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ کبھی ترنگ میں آئے تو خود بڑے بن بیٹھے بادشاہی سے آگے بڑھ کر خدائی تک کا دعویٰ کر دیا۔ ان کو پیغمبروں نے لاکھ سمجھایا کہ دیکھو ہوش کی دوا کرو۔ عقل کے ناخن لو۔ تم انسان ہو کر نرے حیوان کیوں بنے جاتے ہو، مگر انہوں نے ایک نہ سنی۔ ان کا حال اس آیت میں بیان کیا گیا ہے، کہ اے رسول ذرا اس کافر فتنہ پرداز کو دیکھنا جو وہی کرتا ہے، جو جی میں آتا ہے اپنی خواہشوں کے اشارہ پر ناچ کر رہا ہے۔ عقل کو دھتا بتا چکا ہے۔ انسانیت کا خون کر رہا ہے، جب وہ سنتا ہی نہیں۔ تو پھر تم اس کی ہدایت کی ذمہ داری کیسے لے سکتے ہو کیسی ہی نصیحتیں کرو۔ اس کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ شاید تمہارا یہ گمان ہوگا، کہ ان کے کان آنکھ تو صحیح سالم ہیں۔ عقل بھی خاصی معلوم ہوتی ہے یہ اچھی باتوں کو سنتے دیکھتے اور سمجھتے ہوں گے لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ تو نرے جانور ہیں، انسان کی شکل ہوئی تو کیا۔ حقیقت میں وہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں، جانور تو اپنی بساط کے مطابق ٹھیک ہی چلتا ہے۔ مگر یہ آدمی ہو کر اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارتے ہیں۔

Marfat.com

اللہ کی قدرت

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ
کیا نہیں دیکھا تو نے اپنے رب کی طرف کیسے دراز کیا سایہ کو
وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا
اور اگر چاہتا تو کر دیتا اسے ٹھہرا ہوا پھر کیا ہم نے
الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ
سورج کو اس کے اوپر نشانی پھر سمیٹا ہم نے اسے
اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾
اپنی طرف سمیٹنا آہستہ آہستہ

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ
کیا تو نے اپنے رب کی طرف نہیں دیکھا اس نے سایہ کو کیسے دراز کیا
وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا
اگر چاہتا تو اسے ٹھہرائے رکھتا پھر ہم نے سورج کو
الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ
اس کا راستہ بتانے والا مقرر کیا پھر ہم نے سہج سہج
اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾
سمیٹ کر اس کو اپنی طرف کھینچ لیا

اس سے پہلے بیان ہوا کہ انسان اپنی دنیاوی خواہشوں میں پھنس کر اصل کام نہیں کر سکتا۔ جو اسے کرنا چاہیئے تھا۔ اور جس کے لیے اسے سب حیوانات سے زیادہ عقل دی گئی۔ ظاہر بات ہے کہ یہ تمام حیوانات کے اندر سمجھ میں تیز ہے۔ چیزوں کی الگ الگ خاصیتیں دریافت کرتا ہے اور ان کے لحاظ سے موجودات کے الگ الگ گروہ بناتا ہے۔ اور کلیہ قاعدے دریافت کرتا ہے۔ اس کو چاہیئے۔ کہ عقل سے سب سے پہلا کام یہ لے۔ کہ اللہ عزوجل کی معرفت حاصل کرے۔ انسان کو پہلی ہی نظر میں معلوم ہو جاتا ہے کہ دنیا کی چیزیں ایک حال پر نہیں رہتیں۔ ان میں تغیّر و تبدل ہوتا رہتا ہے اور ان کا رجحان اس طرف ہے کہ پہلے پیدا ہوں پھر پروان چڑھیں اور ایک حد تک پہنچ کر کملانا شروع کر دیا اور آخر رفتہ رفتہ فنا ہو گئیں۔ ہر چیز میں یہی عام خاصیت دیکھی جاتی ہے۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ یہ تغیّر تمہیں چیزوں کے سایہ کے اندر بالکل صاف نظر آ جائے گا۔ چیزوں کا سایہ پیدا ہوتا ہے، پھر سکڑنے لگتا ہے اور دوپہر کے وقت تو قریباً غائب ہی ہو جاتا ہے۔ لیکن سورج ڈھلنے پر پھر بڑھنے لگتا ہے۔ اور جب خوب لمبا ہو جاتا ہے۔ تو رات پڑتے ہی غائب ہو جاتا ہے۔ سایہ کے پیدا ہونے اور بڑھنے گھٹنے کا سبب سورج ہے یہی اس کی شروع سے آخر تک حالتیں ظاہر کرتا ہے۔ آخر جب سورج غروب ہو جاتا ہے، تو سایہ بھی غائب ہو جاتا ہے۔ اسی پر ہر چیز کو قیاس کر لو، پیدا ہونا۔ بڑھنا گھٹنا اور دیر یا سویر غائب ہو جانا ہر چیز میں پایا جائے گا۔ سایہ ہو یا کچھ اور ہو۔ دنیا کی ہر چیز انہیں مرحلوں سے گزرتی ہے اور یہ سب اللہ کے ارادہ اور اس کی قدرت کا ظہور ہے، اگر وہ چاہتا تو سب کو ایک حالت پر ٹھہرا دیتا۔

Marfat.com

مزید نشانیاں

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا

اور وہی ہے جس نے کر دیا تمہارے لیے رات کو اوڑھنا

وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا (٤٧)

اور نیند کو راحت اور کر دیا دن کو اٹھ کر چلنے پھرنے کے لیے

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًاۢ

اور وہی ہے جس نے بھیجیں ہوائیں بطور بشارت

بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ

آگے آگے اپنی رحمت کے اور ہم نے اتارا آسمان سے

مَآءً طَهُوْرًا (٤٨)

پانی پاک کرنے والا

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا

اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لیے اوڑھنا بنا دیا

وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا (٤٧)

اور نیند کو آرام اور دن کو اٹھ نکلنے کے لیے بنا دیا

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًاۢ

اور وہی ہے جس نے خوشخبری لانے والی ہوائیں چلائیں

بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ

اپنی رحمت کے آگے آگے اور ہم نے آسمان سے

مَآءً طَهُوْرًا (٤٨)

پاک کرنے والا پانی اتارا

سُبَاتًا (آرام و راحت) اسم ہے۔ س۔ ب۔ ت سے سبت کے اصل معنی کاٹ ڈالنا ہیں، سُبات وہ چیز جو آدمی کو کاروبار سے الگ کر دے اور آرام کا سبب بنے۔

طَهُوْرًا: (نجاست دور کرنے والا) مبالغہ کا صیغہ ہے۔ ط۔ ہ۔ ر۔ طہر کے معنی پاکیزگی اسی سے طاہر بنا ہے۔ جس کے معنی پاک کے ہیں۔ طہور وہ جو خود بھی پاک ہو اور دوسرے کو بھی پاک صاف کر دے۔ صاف پانی میں یہ دونوں صفتیں موجود ہیں۔

ارشاد ہے کہ اللہ کو پہچاننا ہو۔ تو رات اور دن کے فرق ہی سے پہچان سکتے ہو، رات ایک پردہ کی طرح ہے۔ جو انسان کو چاروں طرف سے ڈھانپ لیتی ہے اور لباس کے مانند اس پر لپٹ جاتی ہے، آدمی کاروبار چھوڑ کر سستاتا ہے اور نیند آجاتی ہے تو ساری کلفت اور تکان دور ہو جاتی ہے، اعضاء کو سکون ہوتا ہے اور اس سے بدن کو آرام پہنچتا اور راحت ملتی ہے دن کو انسان پھر اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور ہر طرف چہل پہل ہو جاتی ہے، پھر اللہ کی قدرت کی ایک نشانی دیکھو زمین خشکی سے اور آدمی گرمی سے جاں بلب ہو جاتے ہیں۔ تو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں۔ جو بارش کا پیش خیمہ ہوتی ہیں اور پھر اللہ کی رحمت سے نزول باراں ہوتا ہے اور آسمان سے پاک صاف ستھرا پانی برستا ہے، جو ہر قسم کی نجاست اور گندگی کو دھو دھا کر پاک کر دیتا ہے۔

Marfat.com

پانی کے فائدے

لِّنُحْيِيَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا
تاکہ زندہ کریں ہم اس سے بستی کی زمین مردہ اور پلائیں ہم اس کو اس سے جو
خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّ اَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿٤٩﴾ وَلَقَدْ
ہم نے پیدا کیا چوپائے اور آدمی بہت سے اور البتہ تحقیق
صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى
طرح طرح بانٹاہم نے اس کو ان کے درمیان تاکہ وہ یاد کریں پس نہیں کی
اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٥٠﴾ وَلَوْ شِئْنَا
بہت سے لوگوں نے مگر ناشکری اور اگر ہم چاہتے
لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿٥١﴾
تو اٹھاتے ہر بستی میں ایک ڈرانے والا

لِّنُحْيِيَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا
تاکہ اس سے زندہ کر دیں مردہ دیس اور اسے اپنے پیدا کیے
خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿٤٩﴾ وَلَقَدْ
ہوئے بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو پلائیں اور ہم نے
صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى
اس پانی کو ان میں طرح طرح تقسیم کیا تاکہ وہ دھیان رکھیں پھر بھی
اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٥٠﴾ وَلَوْ شِئْنَا
بہت سے لوگ ناشکری کیے بغیر نہیں رہتے اور اگر ہم چاہتے
لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿٥١﴾
تو ہر بستی میں کوئی ڈرانے والا اٹھا دیتے

صَرَّفْنَا: (تقسیم کیا ہم نے طرح طرح، ماضی کا صیغہ ہے تصریف سے جو ص۔ ر۔ ف سے بنا ہے صرف کے معنی پھیرنا تصریف طرح طرح پھیرنا بار بار تقسیم کرنا ہے)

ارشاد ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنی قدرت سے دنیا میں اس بات کا انتظام کیا کہ پریشان کن گرمی اور خشکی کے بعد ٹھنڈی ہوائیں چلیں اور مینہ برسنے کی خوشخبری لائیں پھر آسمان سے پاک اور پاک کرنے والا پانی برسے۔ جس سے آبادیوں کے آس پاس کی زمینوں میں دوبارہ جان پڑے، ہر طرف سبزہ اگے، ہرے بھرے کھیت لہلہائیں، باغوں میں رونق آئے اور اس پانی کو پی کر اللہ کی مخلوقات میں سے بہت سے چوپائے اور آدمی اپنی پیاس بجھائیں۔ اس نے اپنی قدرت کا اظہار اس طرح بھی کیا کہ ہر مقام پر برابر مینہ نہ برسے۔ بلکہ کہیں زیادہ کہیں کم۔ کہیں کسی وقت کہیں کسی وقت۔ تاکہ لوگ یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ تو دستور کے مطابق آپ ہی آپ برس جاتا ہے اور کھل جاتا ہے۔ بلکہ ہر وقت یہ بات یاد رکھیں۔ کہ یہ اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ مقصود یہ ہے کہ انسان اللہ کی صاف نشانیاں دیکھ کر اپنی عقل سے اسے پہچانے۔

ارشاد ہے کہ ہم چاہتے۔ تو ہر بستی میں ایک پیغمبر بھیج دیتے۔ تاکہ وہ ہر وقت لوگوں کو ان کے برے اعمال کے نتیجوں سے ڈراتا۔ لیکن عقلمندوں کے لیے اس وقت ایک ہی رسول یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک ہی قرآن بالکل کافی ہے۔ مگر جب کہ وہ اپنی عقل سے کام لیں۔

Marfat.com

دو دریا کا میل

فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ جَاهِدْهُمْ بِهٖ
پس نہ اطاعت کر کافروں کی اور مقابلہ کر ان سے اس کے ساتھ
جِهَادًا كَبِيْرًا (٥٢) وَ هُوَ الَّذِيْ مَرَجَ
مقابلہ زوردار اور وہی ہے جس نے ملا دیا
الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ هٰذَا
دو دریاؤں کو یہ میٹھا خوش گوار اور یہ
مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَ جَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا
کھاری کڑوا اور کر دیا ان دونوں کے درمیان پردہ
وَّ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا (٥٣)
اور آڑ جو خود آڑ میں ہے

فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ
سو تو منکروں کا کہنا مت مان اور اس قرآن کے ساتھ بڑے
جِهَادًا كَبِيْرًا (٥٢) وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ
زور سے مقابلہ کر اور وہی ہے جس نے دو دریا ملے
الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا
ہوئے چلائے ایک میٹھا پیاس بجھانے والا اور ایک
مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا
کھاری کڑوا اور ان دونوں کے بیچ میں پردہ رکھا
وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا (٥٣)
اور آڑ پر آڑ

فُرَاتٌ شیریں۔ خوشگوار، اس کا مادہ ف۔ ر۔ ت ہے فُرات۔ ایسا پانی جس کے پینے سے مزہ آئے اور پیاس بجھے ٹھنڈا میٹھا پانی۔ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا (آڑ جو خود آڑ میں ہو) اس کی تشریح۔ پارے کے شروع میں رکوع ۲ میں گذری۔ بَرْزَخٌ یہ لفظ سورۃ المومنون کے آخری رکوع میں گذر چکا ہے۔

دنیا میں سچی بات کے جلد قبول کرنے والے بہت کم لوگ ہیں مگر ہیں ضرور۔ اور انہی کے دم سے دنیا قائم ہے لیکن ان کے مقابلے میں فسادی اور شریر زیادہ ہیں جو اپنی ہٹ دھرمی اور شرارت سے دنیا کو تباہی کے کنارے تک پہنچاتے رہتے ہیں جونہی اہل حق اپنے ہاتھ میں قرآن حکیم کو لے کر ان کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو اللہ کی مدد سے ان پر غالب آ کر دنیا کی کل پھر ٹھیک بٹھا دیتے ہیں:۔

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکید ہے کہ ان کافروں کی ایک نہ سنیں اور قرآن کی تعلیم کو مشعل راہ بنا کر ان کا سر توڑ مقابلہ کریں:۔ آگے اللہ کی قدرت کی ایک اور نشانی بیان کی گئی ہے۔ تاکہ غافل لوگ کسی طرح اللہ کو پہنچائیں۔ لو دیکھو اسی زمین کے اوپر اور اندر کھاری اور میٹھے دو قسم کے پانی کے دریا اور سوتیں بہہ رہی ہیں اور دونوں کے بیچ میں دہری تہری آڑیں ہیں، جو ایک دوسرے کو جدا جدا رکھتی ہیں۔ حتیٰ کہ جہاں کہیں میٹھے اور کھاری پانی کے دریا مل کر بہتے ہیں، وہاں بھی ایک کے مزے کو دوسرا خراب نہیں کرتا۔ جس کی شہادت سمندر کے قریب بسنے والے دیتے ہیں:۔

Marfat.com

آدمی کے باہمی رشتے

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا
اور وہی ہے جس نے بنایا پانی سے آدمی
فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ؕ وَ كَانَ رَبُّكَ
پھر ٹھہرائے ان کے نسبی رشتے اور شادی کے رشتے اور ہے تیرا رب
قَدِیْرًا ۵۴ وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
قدرت والا اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا
مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَ لَا یَضُرُّهُمْ ؕ وَ كَانَ
اسے جو نفع دے انہیں اور نہ ضرر اور ہے
الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ۵۵ وَ مَاۤ
کافر اپنے رب سے سرکش اور نہیں
اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۵۶
بھیجا ہم نے تجھے مگر خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا
اور وہی ہے جس نے آدمی کو پانی سے بنایا
فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ؕ وَ كَانَ رَبُّكَ
پھر اس کے نسب اور سسرال بنا دیئے اور تیرا رب سب کچھ
قَدِیْرًا ۵۴ وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
کر سکتا ہے اور اللہ کو چھوڑ کر وہ چیز پوجتے ہیں
مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَ لَا یَضُرُّهُمْ ؕ وَ كَانَ
جو نہ ان کا بھلا کرے اور نہ برا اور کافر اپنے
الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ۵۵ وَ مَاۤ
رب کی طرف سے پیٹھ پھیر رہا ہے اور ہم نے تجھے
اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۵۶
خوشخبری دینے اور ڈرانے کے لیے بھیجا ہے

اس سے پہلی بہت سی آیتوں میں ان نشانیوں کا بیان چلا آ رہا ہے، جن پر غور کرنے سے اللہ کی قدرت صاف نظر آتی ہے، اکثر آدمیوں نے ان حالات کو دنیا میں دیکھا اور بجائے اس کے کہ ان کو اللہ کی قدرت مانتے وہ ان کے مادی اسباب کے ڈھونڈنے میں لگ گئے اور جان ماری اسباب پر قناعت کر گئے اور اس مسئلہ کو چھوڑ دیا کہ ان اسباب اور ان کے نتائج کا مقرر کرنے والا کون ہے۔

منجملہ ان واقعات کے جن سے اللہ کو پہچاننا چاہیئے، ایک واقعہ اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ انسان پانی کی بوند سے بنا ہے اور پھر خاندانی اور شادی بیاہ کے رشتوں کے ذریعہ ایک دوسرے سے تقویت حاصل کر کے مزے سے جی رہا ہے، اسے سوچنا چاہیئے کہ اسے کس نے بنایا ہے اور اس کی سہولت کیلیے ان میں باہم اتفاق کس نے پیدا کیا اور اس کا جواب سوا اس کے کچھ نہیں کہ اللہ نے پیدا کیا جو ہر شے پر قادر ہے اور اسی نے آپس میں اتفاق اور میل جول کی بنا ڈالی۔ باوجود اس کے کچھ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں، جو انہیں نہ نفع دے سکیں نہ ضرر۔ بہرحال رسول کا کام اعمال کے نتیجوں سے خبردار کر دینا ہے اور بس۔

Marfat.com

رسول کو ہدایت

قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ
کہہ نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کوئی اجرت مگر جو
شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾
چاہے کہ پکڑلے اپنے رب کی طرف راستہ
وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ
اور بھروسہ کر اس زندہ پر جسے موت نہ آئے گی
وَ سَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَ كَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ
اور بیان کر اس کی خوبیاں اور کافی ہے وہ گناہوں کی
عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۸﴾
اپنے بندوں کے خبر رکھنے والا

قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ
تو کہہ میں تم میں سے اس پر کچھ مزدوری نہیں مانگتا بس یہ
شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾
چاہتا ہوں کہ جو چاہے اپنے رب کا راستہ پکڑے
وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ
اور تو اس حی و قیوم پر بھروسہ کر جسے کبھی فنا نہیں اور اس
وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ
کی خوبیاں بیان کر اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں کی
عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۸﴾
خبر رکھنے کے لیے کافی ہے

پہلے بیان ہوا کہ انسان کیسا نادان ہے کہ اپنے رب کو تو بھول بیٹھا ہے اور ان چیزوں کی عبادت میں لگا ہوا ہے جنہیں نہ اسے نفع دینے کا مقدور ہے اور نہ ضرر پہنچانے کی طاقت ہے اسے غفلت سے چونکانے کے لیے اللہ کے رسول آئے تو انہیں بھی اس نے اپنے اوپر قیاس کرکے (نعوذ باللہ) اغرض کا بندہ قرار دے دیا اور یہ تہمت لگائی کہ اس میں کیا سرخاب کا پر ہے، جو اسے ہم اپنا رہنما مانیں، یہ بھی مال اور جاہ عزت اور وقعت حاصل کرنے کے لیے جدّوجہد کر رہا ہے، چاہتا ہے کہ لوگ اس کے فرمانبردار بنیں اور نذر نیاز تحفہ تحائف اس کے حضور میں دست بستہ پیش کریں اور یہ لوگوں پر حکم چلائے اور مزے سے دندنائے۔ اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہے، کہ ان کی یہ غلط فہمی دور کردو اور صاف طور پر کہہ دو کہ اللہ کے بندو میں تم سے کچھ نہیں مانگتا مجھے تمہاری کمائی میں سے ایک پائی بھی نہیں چاہیئے میرا مقصد تو فقط یہ ہے کہ انسان کو اللہ عز وجل کی طرف پہنچنے کا راستہ بتادوں اور جو اس راستہ کا طالب ہوا۔ اسے اس کا نشان دے دوں اور چلنے کا طریقہ سکھا دوں، پھر ارشاد ہے کہ اے رسول تو اس زندہ و توانا حی و قیوم اللہ پر بھروسہ کر جو ہمیشہ رہیگا اس کی خوبیاں بیان کرنے میں ہروقت مصروف رہ اور سبحان اللہ وبحمدہٖ کا ورد کر اور ان میرے نافرمان بندوں کی بابت فکر نہ کر۔ ان کے کرتوتوں سے میں خوب واقف ہوں اور میرا علم اور قدرت ان کو ان کے اعمال کی سزا جزا دینے کے لیے کافی ہے۔

Marfat.com

سجدہ کسے کریں؟

الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا
وہ جس نے پیدا کیے آسمان اور زمین اور جو کچھ
بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی
ان دونوں کے بیچ میں ہے چھ دن میں پھر قائم ہوا
عَلَی الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِہٖ
عرش پر وہ بڑی رحمت والا پس پوچھ اس کی بابت
خَبِیْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اسْجُدُوْا
خبردار سے اور جب کہا جائے ان سے سجدہ کرو
لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۚ اَنَسْجُدُ
رحمٰن کو کہیں وہ کیا ہے رحمٰن کیا سجدہ کریں ہم
لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَھُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾
جسے تو سجدہ کرنے کو کہے اور بڑھا دیتا ہے یہ کہنا ان کی نفرت

الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا
جس نے بنائے آسمان اور زمین اور جو
بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی
کچھ ان کے درمیان میں ہے چھ دن میں پھر عرش پر
عَلَی الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِہٖ
قائم ہوا وہ بڑی رحمت والا سو پوچھ اس کو اس سے
خَبِیْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اسْجُدُوْا
جو اس کی خبر رکھتا ہو جب ان سے کہیے کہ رحمٰن کو سجدہ
لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۚ اَنَسْجُدُ
کرو تو کہتے ہیں رحمٰن کیا ہے کیا ہم اس کو سجدہ کرنے
لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَھُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ ع ١٢
لگیں جس کے لیے تو کہے اور بڑھ جاتا ہے ان کا بدکنا

ارشاد ہے کہ اے رسول تم اللہ حی وقیوم کی طرف جھکو اور اسی پر بھروسہ کرو۔ وہ اللہ جس نے یہ وسیع آسمانی اور زمینی نظام لمبی مدت میں رفتہ رفتہ مکمل کیا۔ تم اس کو چھ دن کہہ لو۔ مگر دن کا پیمانہ وہ نہیں جو دنیا کے حساب کے لیے مقرر ہے' اس زمینی وقت کی بنا تو چاند سورج پر ہے لیکن زمین و آسمان کی پیدائش تو ان سے پہلے کی بات ہے' وہاں کا دن ان دنوں سے ہزار سال اور کبھی پچاس ہزار سال کے برابر ٹھہرے گا۔ اور پھر یہ سب کچھ پیدا کر کے تخت حکومت پر جا براجا۔ جس کا نام عرش ہے' یہ سب اس کی رحمت کا ظہور ہے اور وہ بڑی رحمت والا ہے' اس کی بابت کچھ جاننا چاہتے ہو تو کسی جاننے والے سے پوچھو' یہ مشرک لوگ رحمٰن کو کیا جانیں۔ ان سے تو جب کہا جاتا ہے۔ کہ رحمٰن کو سجدہ کرو۔ تو کہتے ہیں۔ کہ رحمٰن کیا ہے؟ کیا ہم اس کے آگے جھک جائیں۔ جس کے آگے جھکنے کا تو حکم دے' ان جاہلوں کی تو رحمٰن کے نام لیتے ہی نفرت اور زیادہ ہو جاتی ہے اور انکار کا ایک اور بہانہ مل جاتا ہے۔ کہ تو نے اللہ کو چھوڑ کر اب ایک اور رحمٰن نکالا۔ یہ تو اپنا حکم چلانا چاہتا ہے اور کچھ نہیں۔

(یہ آیت سجدہ ہے' اسے پڑھ کر یا سن کر سجدہ کرنا چاہیئے)

Marfat.com

باقاعدہ نظام

تَبٰرَكَ - الَّذِیْ - جَعَلَ - فِی السَّمَآءِ - بُرُوْجًا -
بابرکت ہے وہ جس نے بنائے آسمان میں برج
وَّجَعَلَ فِیْهَا - سِرٰجًا - وَّ قَمَرًا - مُّنِیْرًا (۶۱)
اور رکھا ان میں چراغ اور چاند روشن کرنے والا
وَهُوَ - الَّذِیْ - جَعَلَ - الَّیْلَ وَ النَّهَارَ
اور وہی ہے جس نے بنائے رات اور دن
خِلْفَةً - لِّمَنْ - اَرَادَ - اَنْ یَّذَّكَّرَ - اَوْ
ایک دوسرے کے پیچھے آنیوالے اس کے لیے جو ارادہ کرے اس کا کہ سمجھے یا
اَرَادَ شُكُوْرًا (۶۲)
ارادہ کرے شکر کرنے کا

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا
بڑی برکت ہے اس کی جس نے آسمان میں برج بنائے
وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا (۶۱)
اور رکھ دیا ان میں سورج کا چراغ اور اجالا کر دیا چاند کا
وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ
اور وہی ہے جس نے رات اور دن بنائے آگے
خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ
پیچھے آنے والے اس شخص کے واسطے جو دھیان رکھنا چاہے
اَرَادَ شُكُوْرًا (۶۲)
یا شکر کرنا چاہے

سِراج (چراغ) یہاں اس سے مراد سورج ہے۔ بُرُوج (حصّے) برج کی جمع ہے آسمان کے بارہ حصّے ہیں جن میں سے ہر ایک کو برج کہتے ہیں خِلْفَةً (ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا) اس کا مادہ خ. ل. ف ہے۔ خلف کے معنی پیچھے کے ہیں خِلْفَةً ایک کے پیچھے دوسرا آنے والا۔

اللہ عزوجل کے پہچاننے کے لیے سب سے زیادہ واضح نشانی رات اور دن کا لگاتار ایک دوسرے کی جگہ باقاعدہ آنا جانا ہے۔

دراصل انسان سوچتا ہی نہیں ورنہ ایک چیز کو بار بار ایک ہی طریقہ سے ہوتے دیکھ کر معمولی عقل والا انسان بھی اتنا تو سمجھ ہی سکتا ہے کہ اس طریقہ کا ان کے لیے کوئی مقرر کرنے والا ہے۔

چنانچہ اس آیت میں ارشاد ہے کہ یہ اللہ ہے جو بڑی برکت والا ہے جس نے اس نظام کے قائم کرنے کے لیے آسمان پیدا کیا اور ان میں سورج اور چاند بنائے اور پھر آسمان کے حصّے مقرر کر دیے جن میں ستارے حرکت کرتے رہتے ہیں اور اسی حرکت کی بدولت سورج اور چاند کا مقام باقاعدہ بدلتا رہتا ہے جس کی وجہ سے دن اور رات کا ظہور ہوتا ہے اور یہ حرکت اس قدر باقاعدہ ہے کہ رات اور دن اپنے اپنے وقت پر ایک دوسرے کی جگہ آگے پیچھے آتے رہتے ہیں۔ اس نظام میں انسان کے لیے بے شمار فائدے ہیں انہیں دیکھ کر عقل والے اگر چاہیں تو اللہ عزوجل کو بہ آسانی پہچان سکتے ہیں اور اس کی شکر گزاری اپنے اوپر واجب قرار دے سکتے ہیں ان کی سب سے بڑی غرض بھی یہی ہے۔

Marfat.com

نیکوں کی صفتیں (۱)

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی
اور رحمٰن کے بندے وہ لوگ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے
الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ
ہیں اور جب ان سے ناسمجھ لوگ بات کرتے ہیں
قَالُوْا سَلٰمًا (۶۳) وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ
تو کہتے ہیں نرم بات اور وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے آگے
سُجَّدًا وَّ قِیَامًا (۶۴) وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا
سجدہ اور قیام میں رات کاٹتے ہیں اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے
اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ
ٹال ہم سے دوزخ کا عذاب بیشک اس کا عذاب
غَرَامًا (۶۵) اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا (۶۶)
چمٹنے والا ہے وہ بری جگہ ہے ٹھہرنے کی اور رہنے کی

وَعِبَادُ - الرَّحْمٰنِ - الَّذِیْنَ - یَمْشُوْنَ - عَلَی
اور بندے رحمٰن کے وہ لوگ ہیں جو چلتے ہیں زمین
الْاَرْضِ - هَوْنًا - وَّ - اِذَا - خَاطَبَهُمُ - الْجٰهِلُوْنَ -
پر ہولے ہولے اور جب گفتگو کرتے ہیں ان سے نادان لوگ
قَالُوْا - سَلٰمًا (۶۳) وَالَّذِیْنَ - یَبِیْتُوْنَ - لِرَبِّهِمْ
تو کہتے ہیں سلجھی ہوئی بات اور وہ جو رات گزارتے ہیں اپنے رب کے آگے
سُجَّدًا - وَّقِیَامًا (۶۴) وَالَّذِیْنَ - یَقُوْلُوْنَ - رَبَّنَا -
سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے ہوئے اور وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے
اصْرِفْ - عَنَّا - عَذَابَ - جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ - عَذَابَهَا - كَانَ
پھیر دے ہم سے عذاب جہنم کا تحقیق اس کا عذاب ہے
غَرَامًا (۶۵) اِنَّهَا - سَآءَتْ - مُسْتَقَرًّا - وَّمُقَامًا (۶۶)
چمٹ جانے والا تحقیق وہ برا ہے ٹھہرنے کا ٹھکانا اور رہنے کا گھر

هَوْنًا (آہستہ نرمی سے) اس سے مراد ہے کہ اتراتے ہوئے اکڑتے ہوئے ادھر ادھر تیز نگاہیں دوڑاتے ہوئے نہیں بلکہ عاجزانہ طور پر نیچی نظریں کیے ہوئے آہستہ آہستہ نرم رفتار سے چلتے ہیں۔ غَرَامٌ (وہ آفت جو پیچھے ہی پڑ جائے جانے کا نام ہی نہ لے اس کا مادہ غ۔ ر۔ م ہے۔ بغرم کے معنی پلٹ جانے سر ہو جانے کے ہیں۔ اس طرح کہ آدمی کو بے بس کر دے۔ رحمٰن (اللہ کا دوسرا نام ہے۔ اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ اللہ الرحمٰن کے بندوں میں کیا کیا صفتیں ہونی چاہئیں اس طرح ہر مسلمان کو چلنے کی کوشش چاہیے۔

ارشاد ہے کہ رحمٰن کے بندے (۱) زمین پر آہستہ آہستہ وقار اور متانت کے ساتھ چلتے ہیں (۲) اور ناسمجھ لوگوں کو نرم جواب دیتے ہیں تاکہ شر نہ بڑھے (۳) رات اللہ کے سامنے سجدہ اور قیام میں گزارتے ہیں (۴) اور اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اے رب ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا کیونکہ یقیناً وہ عذاب جس کے پیچھے پڑا پھر اسے نہیں چھوڑتا۔ جہنم سے ہمیں دور رکھ، کیونکہ وہاں تھوڑی دیر ٹھہرنا بھی بڑی مصیبت ہے اور رہنے کے لیے تو اس سے بدتر جگہ ہی کوئی نہیں (اللہ محفوظ رکھے۔ آمین)

Marfat.com

نیکوں کی صفتیں (ب)

وَالَّذِیْنَ ۔ اِذَآ ۔ اَنْفَقُوْا ۔ لَمْ یُسْرِفُوْا ۔ وَ
اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں ۔ نہ بے جا اڑاتے ہیں اور
لَمْ یَقْتُرُوْا ۔ وَکَانَ ۔ بَیْنَ ذٰلِكَ ۔ قَوَامًا (٦٧)
نہ تنگی کرتے ہیں اور ہوتا ہے ان کا خرچ اسکے درمیان ٹھہرا ہوا ۔
وَالَّذِیْنَ ۔ لَا یَدْعُوْنَ ۔ مَعَ اللّٰهِ ۔ اِلٰهًا
اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ معبود
اٰخَرَ ۔ وَلَا یَقْتُلُوْنَ ۔ النَّفْسَ ۔ الَّتِیْ ۔ حَرَّمَ
دوسرا اور نہیں قتل کرتے جان کو جسے محفوظ قرار دیا
اللّٰهُ ۔ اِلَّا ۔ بِالْحَقِّ ۔ وَلَا یَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ
اللہ نے مگر حق کے ساتھ اور زنا نہیں کرتے اور جو
یَّفْعَلْ ۔ ذٰلِكَ ۔ یَلْقَ ۔ اَثَامًا (٦٨)
کرے گا یہ کام جائے گا گناہ سے

وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ
اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرنے لگیں تو بے جا نہ اڑائیں اور
لَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (٦٧)
نہ تنگی کریں اور ہے ان کے درمیان ایک سیدھی گزران
وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا
اور وہ لوگ کہ اللہ کے ساتھ دوسرا معبود نہیں
اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ
پکارتے اور کسی جان کا جسے اللہ نے محفوظ کیا خون
اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ
نہیں کرتے مگر جہاں چاہیئے اور بدکاری
یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا (٦٨)
نہیں کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے وہ گناہ میں جا پڑا۔

لَمْ یَقْتُرُوْا: (نہیں تنگی کی) یَقْتُرُوْنَ مضارع کا صیغہ ہے ق۔ت۔ر سے جس پر لَمْ آنے سے نون گر گیا۔ قتر کے معنی تنگی ترشی۔ لم یقتروا نہیں تنگی کرتے (۵) وہ خرچ کرنے وقت بیجا مال نہیں اڑاتے اور نہ تنگی سے تھوڑا بہ مشکل خرچ کرتے ہیں بلکہ جتنا موقعہ کے مناسب اور ضرورت کے لئے کافی ہوتا ہے اتنا خرچ کرتے ہیں (۶) اللہ کے سوا کسی اور کی پوجا پاٹ نہیں کرتے اور کسی کو معبود مان کر پکارتے ہیں (۷) اللہ کی محفوظ کی ہوئی مخلوق کو ناحق ظلم سے قتل نہیں کرتے۔ مگر قانونی اجازت کے ساتھ جبکہ عدالت فیصلہ کر دے کہ یہ واجب القتل ہے (۸) وہ زنا سے دور رہتے ہیں اور ناجائز جنسی تعلقات سے پرہیز کرتے ہیں ؛۔

آگے ارشاد ہے کہ جو لوگ شرع کی مقرر کی ہوئی حدوں کے اندر نہیں رہتے بلکہ بیدھڑک وہ کام کرتے ہیں جن سے روکنے کے لئے کہا گیا ہے یہ لوگ گنہگار ہیں۔ اول تو انہیں دنیا ہی میں سزا ملے گی اور ان پر باقاعدہ حد شرعی جاری ہوگی۔ پھر آخرت میں بھی اپنے برے اعمال کے باعث بڑے عذاب میں مبتلا ہوں گے ؛۔

Marfat.com

نیکوں کی صفتیں (ج)

يُّضٰعَفْ - لَهُ - الْعَذَابُ - يَوْمَ الْقِيٰمَةِ - وَ يَخْلُدْ
دُگنا کیا جائیگا اس کے لیے عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ رہے گا
فِيْهٖ - مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا - مَنْ - تَابَ - وَ اٰمَنَ -
اس میں ذلیل وخوار مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا
وَعَمِلَ - عَمَلًا - صَالِحًا - فَاُولٰٓئِكَ - يُبَدِّلُ
اور کیا کام نیک پس یہ لوگ بدل دے گا
اللّٰهُ - سَيِّاٰتِهِمْ - حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ - اللّٰهُ
اللہ ان کی برائیاں بھلائیوں میں اور ہے اللہ
غَفُوْرًا - رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾
بخشنے والا مہربان

يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾

انہیں کو قیامت کے دن دونا عذاب ہوگا اور اس میں خوار ہو کر پڑا رہے گا مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کچھ نیک کام کیا سو ان لوگوں کی برائیوں کی جگہ اللہ بھلائیاں بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مُهَانًا (ذلیل وخوار) اسم مفعول ہے اہانۃٌ سے جو ہ۔و۔ن سے بنا ہے۔ اَهَانَةٌ ذلیل کرنا یہاں ذلیل کیا گیا۔

ارشاد ہے کہ جو شخص دنیا میں مذکورہ بالا گناہوں سے باز نہیں آتا اور اللہ کو اور اس کے قانون کو نہیں مانتا۔ اس کو مرنے کے بعد قیامت کے دن دگنا عذاب ملے گا۔ مدتوں اسی عذاب میں پڑا رہے گا کیونکہ یہ سب بڑے بڑے گناہ ہیں یعنی شرک وکفر، ناحق قتل اور زنا جس کا اس سے پہلی آیت میں بیان ہوا۔

ان گناہوں کا کرنے والا عذاب سے نہیں بچ سکتا مگر جب ان سے باز آجائے اور اللہ پر ایمان لاکر نیک کام اختیار کرے، ایسے لوگ البتہ اللہ کی مہربانی کے مستحق ہوں گے اور وہ انہیں برائیوں کی جگہ بھلائیوں کی توفیق دے گا۔ اور ایمان اور نیک کاموں کی بدولت ان کے پچھلے گناہ بخش دے گا اور اپنے کرم سے انہیں مٹا کر ان کے بدلے نیک کام لکھ دے گا۔

اس آیت میں تنبیہ ہے کہ انسان کے لئے مرنے کے بعد عذاب سے نجات کی بس یہی صورت ہے کہ دنیا میں اللہ پر ایمان لائے اور اس کے کہنے کے مطابق بڑے بڑے گناہوں سے بچے اور نیک کام اختیار کرے۔ اگر کوئی برا کام بھول چوک سے ہو جائے تو اس سے فوراً توبہ کرے۔

Marfat.com

نیکوں کی صفتیں (د)

وَمَنْ ۔ تَابَ ۔ وَعَمِلَ ۔ صَالِحًا ۔ فَاِنَّهٗ
اور جو توبہ کرے اور کام کرے نیک پس تحقیق وہ
يَتُوْبُ ۔ اِلَى اللّٰهِ ۔ مَتَابًا (۷۱) وَالَّذِيْنَ
لوٹ رہا ہے اللہ کی طرف سچا لوٹنا اور وہ لوگ جو
لَا يَشْهَدُوْنَ ۔ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا ۔ مَرُّوْا
نہیں جھکتے جھوٹ کے پاس اور جب گذریں
بِاللَّغْوِ ۔ مَرُّوْا كِرَامًا (۷۲)
فضول بات کے پاس تو گذریں سنجیدہ لوگوں کی طرح

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ
اور جو کوئی توبہ کرے اور نیک کام کرے سو وہ
يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا (۷۱) وَالَّذِيْنَ
اللہ کی طرف رجوع کر رہا ہے اور وہ لوگ جو
لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا
جھوٹ میں شامل نہیں ہوتے اور جب کھیل کی باتوں
بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (۷۲)
سے گذرتے ہیں تو سنجیدگی کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔

پہلے عام طور پر کافروں کے لئے کہا گیا کہ کبیرہ گناہ کا وبال ان پر پڑے اور پھر پڑے اس وبال سے بچنے کی صرف یہی صورت ہے کہ گناہ کو چھوڑ دو اور اللہ پر ایمان لے آؤ اور پھر نیک کام کرو تو تمہارے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور ان کے بدلے نیک اعمال تمہارے نامۂ اعمال میں درج کر دیئے جائیں گے۔

اس آیت میں ایمان والوں سے کہا جا رہا ہے کہ جس سے نادانی یا غفلت کی وجہ سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہو جائے تو اس کا تدارک توبہ ہے۔ یعنی پختہ ارادہ کر لینا کہ ایسا گناہ پھر نہ کروں گا اور ساتھ ہی نیک کام کرنا جو ایسے موقعہ پر زبان سے استغفار پڑھنا اور اللہ عزوجل کی درگاہ میں عاجزی سے جھک کر معافی مانگتا ہے۔ اس کے بعد برابر نیک کاموں میں لگے رہنا یہاں کبیرہ گناہوں کی بابت ارشاد ختم ہوا۔

آگے پھر اللہ کے نیک بندوں کی صفتیں بیان کی جاتی ہیں ارشاد ہے (۱) کہ یہ لوگ جھوٹ کے پاس نہیں بھٹکتے نہ جھوٹ بولیں نہ جھوٹی گواہی دیں اور نہ دغا فریب جلسازی وغیرہ میں کوئی حصہ لیں بلکہ جہاں یہ باتیں ہوتی ہوں ان جگہوں سے دور بھاگیں اور یہ لوگ کھیل کود ناچ گانے فضول تفریحی مشغلوں میں شریک نہیں ہوتے یہ ایسی محفلوں کے پاس سے بزرگانہ انداز کے ساتھ گذر جاتے ہیں۔ نہ ان میں شامل ہوں اور نہ ان لوگوں سے جو ان میں مشغول ہوں جھگڑا کریں۔ بلکہ سنجیدگی اور متانت کے ساتھ انہیں چھوڑ کر اپنا راستہ لیتے ہیں۔

Marfat.com

نیکوں کی صفتیں (۵)

وَالَّذِيْنَ ۔ اِذَا ۔ ذُكِّرُوْا ۔ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ ۔ لَمْ يَخِرُّوْا

اور وہ لوگ کہ جب یاد دلائی جائیں آیتیں انکے ربّ کی نہیں پڑجاتے

عَلَيْهَا ۔ صُمًّا ۔ وَّعُمْيَانًا (۷۳) وَالَّذِيْنَ ۔ يَقُوْلُوْنَ

ان کے سامنے بہرے اور اندھے بن کر اور وہ لوگ جو کہتے ہیں

رَبَّنَا ۔ هَبْ ۔ لَنَا ۔ مِنْ اَزْوَاجِنَا ۔ وَ ذُرِّيّٰتِنَا ۔

اے ہمارے رب عطا کر ہمیں ہماری بیویوں سے اور ہماری اولاد سے

قُرَّةَ ۔ اَعْيُنٍ ۔ وَّاجْعَلْنَا ۔ لِلْمُتَّقِيْنَ ۔ اِمَامًا (۷۴)

ٹھنڈک آنکھوں کی اور کر ہمیں پرہیزگاروں کا امام

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا

اور وہ لوگ کہ جب انہیں انکے رب کی باتیں سمجھائی جائیں نہیں گر

عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا (۷۳) وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ

پڑتے انکے آگے بہروں اور اندھوں کی طرح اور وہ لوگ جو کہتے ہیں

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا

اے رب ہمیں ہماری بیویوں سے اور اولاد سے

قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (۷۴)

آنکھ کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

ان آیتوں میں اللہ کے نیک بندوں کی مزید صفتوں کا بیان ہے ارشاد ہے کہ (۱) جب انہیں ان کے پروردگار کی آیتیں پڑھ کر سنائی جائیں تو انہیں غور سے دیکھیں اور ان کے معنی پر غور کریں، وہ ایسا ہرگز نہیں کرتے، کہ اللہ کا کلام انہیں سنایا جائے اور قرآن مجید ان کے سامنے کھول کر رکھ دیا جائے، اور وہ پتھر کی مورت بن کر بیٹھ جائیں نہ دیکھیں، نہ نہیں بالکل گرے بن کر پڑ جائیں اور بہروں اور اندھوں کی سی حرکتیں کرنے لگیں، نیک لوگوں کا یہ کام نہیں۔ کہ قرآن مجید ان کے سامنے پڑھا جائے اور وہ اسے چھوڑ کر کسی اور کام کی طرف متوجہ ہوں۔

آگے ارشاد ہے کہ (۲) یہ نیک لوگ اللہ عزوجل سے یہ دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہماری بیویوں اور بچوں کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا کہ ان کے اطوار و عادات دیکھ کر ہماری طبیعت کو چین، آنکھوں کو راحت اور دل کو سرور نصیب ہو اور اے پروردگار ہمیں توفیق دے کہ ہم پرہیزگاری میں اور گناہوں سے بچنے میں سب سے سبقت لے جائیں، ان کی تمنا تو یہ ہوتی ہے کہ اللہ سے ڈرنے اور تقویٰ اور پرہیزگاری میں وہ سب سے آگے رہیں ۔!

Marfat.com

نیکوں کی جزا

اُولٰٓئِكَ ۔ يُجْزَوْنَ ۔ الْغُرْفَةَ ۔ بِمَا صَبَرُوْا

یہ لوگ جزا دیئے جائیں گے اُونچا مکان اپنے صبر کی بدولت

وَيُلَقَّوْنَ ۔ فِيْهَا ۔ تَحِيَّةً ۔ وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ

اور ملا دیئے جائیں گے ۔ ان میں دعائے خیر اور سلام سے ۔ ہمیشہ رہنے والے

فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ ۔ مُسْتَقَرًّا ۔ وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ ۔ مَا

ان میں خوب ہے وہ ٹھکانا اور مسکن کہدے کیا

يَعْبَؤُا ۔ بِكُمْ ۔ رَبِّيْ ۔ لَوْلَا ۔ دُعَآؤُكُمْ ۚ ۔ فَقَدْ

پروا کرتا ہے تمہاری میرا رب اگر نہ ہو تمہاری پکار تم نے

كَذَّبْتُمْ ۔ فَسَوْفَ ۔ يَكُوْنُ ۔ لِزَامًا ﴿۷۷﴾ ع

تو جھٹلا دیا ۔ پس اب ہوگا یہ جھٹلانا جان کا جھگڑا ۔

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا

ان کو بدلہ ملے گا بالاخانے اس لیے کہ وہ ثابت قدم رہے

وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ

اور لینے آئیں گے وہاں انہیں دعا سلام کہتے ہوئے ۔ سدا رہیں گے

فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا

اس میں خوب جگہ ہے ٹھیرنے کی اور خوب جگہ ہے رہنے کی تو کہہ میرا

يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ

رب تمہاری پروا نہیں رکھتا ۔ اگر تم اس کو پکارا نہ کرو سو تم تو

كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾ ع ۶ / ۱۷

جھٹلا چکے ۔ اب آگے مڈ بھیڑ ہونی ہے ۔

غُرْفَةَ (بالاخانہ) اس کا مادہ غ ۔ ر ۔ ف ۔ غرف کے معنی بلندی اور رفعت کے ہیں ۔ غرفۃ سے یہاں بلند اور عالی شان مکان ہے ۔ بالاخانہ مراد ہے ۔ مَا (نہیں یا کیا) یہ ماحرف نفی بھی ہو سکتا ہے اور حرف استفہام بھی ۔ اگر استفہام ہے تب بھی استفہام انکاری ہے مطلب ایک ہی ہے ۔ يَعْبَؤُا (پروا کرتا ہے) مضارع کا صیغہ ہے ع ۔ ب ۔ ء سے عَبْءٌ کے معنی شمار میں لانا ۔ کچھ قدر سمجھنا ۔ توجہ کے قابل ماننا ۔ پروا کرنا ۔ لِزَام (چمٹنے والی چیز) اسم ہے ل ۔ ز ۔ م سے لزوم کے معنی چمٹ جانا ۔ اسی سے لازم ۔ التزام وغیرہ لفظ بنے ہیں ۔ یہاں اس سے مراد لازمی بڑا نتیجہ ہے ؛

اچھے لوگوں کی صفتیں بیان فرما کر اب ان کی جزا بتلائی جا رہی ہے ارشاد ہے کہ ان لوگوں کو مرنے کے بعد اونچے اونچے مکان ملیں گے ۔ کیونکہ انہوں نے تکلیفیں اور شختیاں برداشت کر کے اللہ کے حکم پر عمل کیا اور اس کی اطاعت میں ثابت قدم رہے جنت میں ان کی بڑی آؤ بھگت ہوگی اور فرشتے ان کا دعا سلام کے ساتھ استقبال کریں گے اور آپس میں بھی یہ ایک دوسرے کو مبارکباد دیں گے اور سلام دعا کریں گے یہ لوگ انہیں بالاخانوں میں ہمیشہ رہا کریں گے جو ٹھہرنے اور رہنے کی اچھی جگہ ہے ارشاد ہے کہ منکروں سے کہہ دو اللہ کو تمہاری پروا نہیں اگر تم اسے نہ پکارو اور اس کی عبادت نہ کرو ۔ تم تو ہماری باتوں کو جھوٹا بتا چکے اب آگے اس کا نتیجہ تمہارے آگے آنے والا ہے یعنی دنیا میں تباہی اور آخرت میں ہمیشہ کا عذاب ۔ اللہ بچائے ۔

(الحمد للہ سورۃ الفرقان اور اس کے ساتھ منزل تمام ہوئی)

Marfat.com

سورۃ الفرقان کا خلاصہ

اس عظیم الشان سورت میں شاندار الفاظ و عبارت کے اندر انسان کو اس دنیا میں اللہ۔ رسول اور قرآن پر ایمان لانے اور ان کے فرمان کے مطابق زندگی بسر کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ یہ قرآن انسان کو بھلائی اور برائی کے اندر صاف صاف فرق دکھاتا ہے۔ اس کو سمجھ کر پڑھنے والا۔ اس کے انداز اور طرز بیان ہی سے پہچان لے گا۔ کہ بے شک اللہ عزوجل ہی حقیقی معبود ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں اور یہ کہ انسان کو قرآن کے احکام ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ وہ دنیا میں بھی چین سے رہے اور مرنے کے بعد بھی اسے راحت ملے اور وہ جانکاہ مصیبتوں سے بچے۔ اس میں اللہ عزوجل کی عظیم الشان صفتیں بتائی گئی ہیں اور پھر ان لوگوں کو جو قرآن حکیم میں شبہ کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ ماننے کے لئے تیار نہیں بتایا گیا ہے۔ کہ تمہارے یہ سارے شک و شبے فضول ہیں۔ مکہ کے کافر اپنے بنے بنائے اقتدار کو بنائے رکھنے کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی سیدھی سادھی عام آدمیوں کی سی زندگی دیکھ کر اعتراض کرتے تھے، کہ اللہ کا پیغامبر اور قاصد تو بڑے دبدبے اور لاؤ لشکر والا دولت مند شخص ہونا چاہیئے تھا۔ اس کے رہنے کے لئے اونچے اونچے عالیشان مکان ہوتے۔ ساتھ میں فرشتوں کا لشکر ہوتا۔ یا کم سے کم ایک فرشتہ تو اس کی مدد کے لئے ضروری ہوتا۔ بعض منہ پھٹ تو یہاں تک کہہ بیٹھے کہ اللہ کو کوئی پیغام بھیجنا تھا تو وہ فرشتوں کے ہاتھ بھیجتا۔ یا خود علانیہ سامنے آکر اپنے احکام صادر کرتا۔

اس سب کے جواب میں ان سے کہا گیا کہ تم مر کر دوبارہ جینے کے قائل نہیں ہو۔ اس لئے ایسی باتیں بناتے ہو۔ رسول کا کام آخرت کی زندگی کا نقشہ تمہارے سامنے کھینچنا ہے تاکہ تم بُرے کاموں کے نتیجوں سے خوف کرو اور اچھے کاموں کے انعامات حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اس کام کے انجام دینے کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہیں ان کے پاس مال و دولت لاؤ لشکر اونچے اونچے مکانات نہیں تو کیا ہوا۔ صداقت، امانت اور راستبازی تو ہے، جو ایک پیغمبر کی اصل خصوصیت ہونی چاہیئے۔ اس لئے شک و شبہ چھوڑو۔ اللہ کو مانو اور نیک لوگوں کی زندگی بسر کرو۔ نیک لوگوں کی ۱۲ صفتیں اس سورت میں بیان کی ہیں، اور مکہ کے کافروں سے صاف کہہ دیا گیا ہے۔ کہ تمہیں یہ زیب دیتا تھا۔ کہ تم اللہ۔ رسول اور قرآن کو مانتے اور یہ صفتیں اپنے اندر پیدا کرتے لیکن تم نے ان سب کو جھوٹا سمجھا۔ اب یقیناً تمہیں اس کا بُرا نتیجہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ بھگتنا پڑے گا۔ چنانچہ دنیا میں نتیجہ جنگ بدر کی شکل میں نمودار ہوا اور آخرت میں عذاب دائمی بن کر چمٹ جائے گا (نعوذ باللہ)

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com